

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةً لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

مجموعہ نکتاتِ غیرہ حکایاتِ محبوبیت عاشقان پریشان دل باعث شگفتگی غمزہ مہنان بی شمال شکرستانہ
بدلی نزار دستارِ سیاہ ریا فیضِ عدوانِ محبت اس یی و ش کی نقوش ان استہراج اسکے مجنون ہونے

شبستانِ سرور

ترجمہ

الف لیلا مشہور

تالیف ناظمِ فرائضِ شبستانِ لیلیٰ نازک خیال علامہ شمس الدین عابدی صاحب سرور محفوظ
ترجمہ شمس الدین علامہ شمس الدین عابدی صاحب سرور محفوظ

مطبع کاتب العلمیہ لاہور
دین جموں

فہرست نبتستان سرور الف لیلا مشہور

جلد

۳	۵	۹
قصہ سبب تالیف کتاب	قصہ ۲ آغاز ہستان شہر ایرو شاہ زمان	قصہ ۳ جن و عروس کا
۱۳	۱۸	۲۱
قصہ سوہاگر و جن کا	قصہ ۵ پیر مرد و پیرنی کا	قصہ ۷ پیر مرد و کتون کا
۲۲	۲۶	۲۶
قصہ پیر مرد و چنبر کا	قصہ ۱ ناہی کیسہ چین کا	قصہ ۹ پادشاہ کریم و بان کا
۲۸	۳۱	۳۱
قصہ پادشاہ سندباد کا	قصہ ۱۱ نیکرو و قوتی کا	قصہ ۱۰ وزیر کا خلعت سے قتل ہونا
۳۹	۳۹	۳۹
قصہ سلطان ہزار گریہ و زن شہادہ کا	قصہ ۱۲ زبیدہ کی بہن و زور کا	قصہ ۱۱ سیدت لندیکا
۵۲	۵۸	۵۰
قصہ دوسرے تندر کا	قصہ ۱۳ تیر سے تندر کا	قصہ ۱۲ جیمہ ہریک و وزیر کا
۵۲	۵۵	۸۰
قصہ زبیدہ کا	قصہ ۱۴ زبیدہ کی بہن پارسنگا	قصہ ۱۳ ہند باد و سندباد کا
۸۲	۸۲	۸۶
قصہ سندباد کے پیر سفر کا	قصہ ۱۵ سند باد کے دوسرے سفر کا	قصہ ۱۴ سند باد کے پیر سے سفر کا
۱۰۶	۹۲	۹۲
قصہ سندباد کے چوتھے سفر کا	قصہ ۱۶ سند باد کے پانچویں سفر کا	قصہ ۱۵ سند باد کے چھٹے سفر کا
۱۰۶	۵۸	۹۹
قصہ نامہ پادشاہ سرالہ سے سفر کا	قصہ ۱۷ سند باد کے ساتویں سفر کا	قصہ ۱۶ ناگلیشا اردن پشید پادشاہ بغداد کا
۱۰۶	۱۰۳	۱۰۶
قصہ تیرے سبب و قتل زن شہادہ کا	قصہ ۱۸ سبب قتل زن شہادہ بانی شوہر قاتل	قصہ ۱۷ سیرت امیر نوزادین وزیر ہند کا

۱۲۲	۱۳۲	۱۲۹
قصہ وزیر کی کا شہر کی گریہ سفر سے کا	قصہ ۱۹ سوہاگر و پیر کا زبانی ہیری	قصہ ۱۸ ہندستان کی پیر کی زبانی ہیری
۱۲۱	۱۳۲	۱۳۲
قصہ ناچر بغدادی کا	قصہ ۲۰ روست بریدہ کا زبانی حکیم	قصہ ۱۹ سوداگر بغدادی و حجام کا
۱۳۵	۱۳۸	۱۳۲
قصہ حجام و سوداگر بغدادی کا	قصہ ۲۱ حجام کے بھائی الیابہ کا	قصہ ۲۰ حجام کے بھائی الیابہ کا
۱۳۲	۱۳۴	۱۳۴
قصہ حجام کے بھائی الیابہ کا	قصہ ۲۲ حجام کے بھائی الیابہ کا	قصہ ۲۱ حجام کے بھائی الیابہ کا
۱۳۹	۱۵۱	۱۵۸
قصہ حجام کے بھائی الیابہ کا	قصہ ۲۳ حجام کے بھائی الیابہ کا	قصہ ۲۲ حجام کے بھائی الیابہ کا
۱۵۸	۱۴۲	۱۶۴
قصہ شاہزادہ ابو محسن و شہر انور کا	قصہ ۲۴ شاہزادان و وزیر الزان کا	قصہ ۲۳ شاہزادہ و وزیر الزان کا
۱۹۶	۲۰۶	۲۱۹
قصہ شاہزادگان امجد و سید کا	قصہ ۲۵ وزیر زادہ نوزادین و حسن افروز کا	قصہ ۲۴ شاہزادہ و وزیر الزان کا

پادشاہ بر و ملا حجام کا

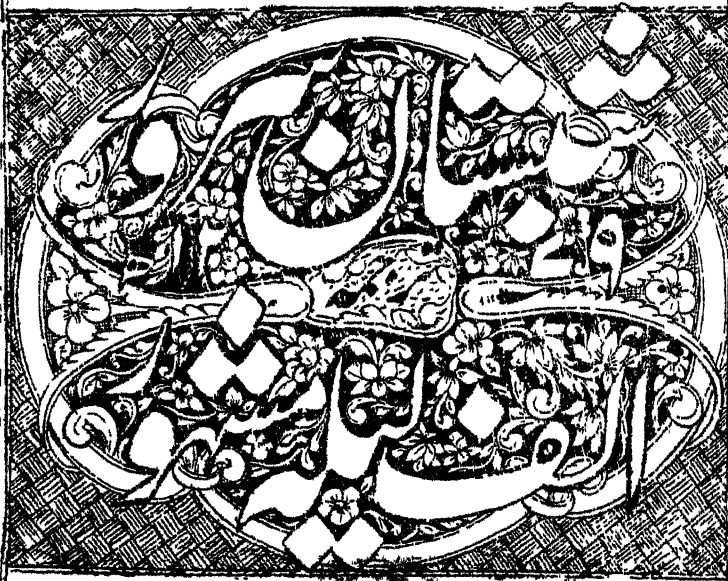
۲	۹	۱۳
قصہ حجام و وزیر و تندر کا	قصہ ۲۶ فران خلیفہ اردن پشید پادشاہ حجام کا	قصہ ۲۵ شاہزادہ و وزیر الزان کا
۲۳	۳۱	۳۹
قصہ شاہزادہ حجام و شاہزادی وریا بار کا	قصہ ۲۷ شاہزادی وریا بار کا	قصہ ۲۶ فران خلیفہ اردن پشید پادشاہ حجام کا

الوزین عجیب غریب چراغ کا

۸۰	۸۶	۹۰
قصہ خلیفہ اردن پشید پادشاہ حجام کا	قصہ ۲۸ ایا عبدالعزیز نایت کا	قصہ ۲۷ سیدی عثمان وزیر ساحر کا
۹۳	۹۸	۱۰۶
قصہ حجام و حسن رسین و خوش کا	قصہ ۲۹ علی بابا و چالیس چٹکون کا	قصہ ۲۸ علی بابا و چالیس چٹکون کا
۱۱۰	۱۲۰	۱۲۳
قصہ حجام کے گھوڑے و فیروز شاہ کا	قصہ ۳۰ بین شاہزادان و شاہزادی جو حجام کا	قصہ ۲۹ شاہزادہ بری و پیر شاہزادی بری بانو کا
۱۳۲	۱۳۳	۱۳۹
قصہ کبیر شاہ و تین بہنوں کا	قصہ ۳۱ کبیر شاہ و ملا ایران کا خور و نوش کا	قصہ ۳۰ شاہزادہ و قطعات حسن پشید پادشاہ

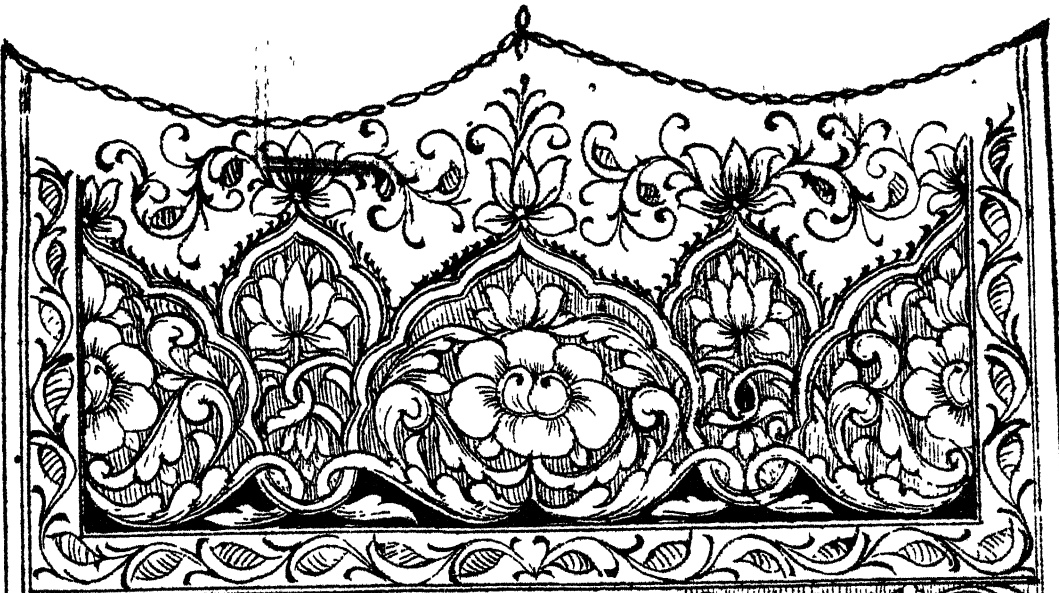
خدا سزا فرجلا بجزا رنگ
بویوت می سخن زین بخشین

مجموعه کلمات فیضیه و حکایات موجبت عاشقان پریشان دل و باعث شگفتگی
غنیچه دهرنان پرپی شمال شکرشاده بلبل سزاد هستان غیرت بهار و ریاض رضوان سوم به



مسحوق و مقفله در زبان الیف نامم و نازک عدیه لفظی عجز زبان بدله سخن لطیفه
سخن گوی حانی طراز فصاحت بیا نعت موجبات سزاد حب علی بک صبا سرور مغفوره

مطبع مخبر العلوم کانا بهام یعقوب طبع



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہاں سہمی نیا طلسم ہو غفلت کا کاغذ ہے جینا نہ شیکامانہ ہو گذشتوں کا حال عبرت کا فسانہ ہو کسی آگے کی بات بسیر الیسا
 کتنی ناچار پانچ دن قیام کیا جو نگہ نہ کیا تھا وہ کام کیا جو ک لگی تو تلاش میں فکرمعاش میں سرگردان ہے ہاتھتہ جو اس
 پیار و پھر سے بیٹ بھرا تو خواب غفلت میں ہوتے رہے وقت بیکار ہوتے رہے کوچ کی جب طیار بنی ہوئی قلت بسیرت
 کی کثرت حرص سے شکاریت بان بچاری ہوئی اتنا تفرقہ ہو ا کچھ تو دن چڑھے کچھ دن ٹھلے گئے کوئی سوک نکسا پورا مان سیرت
 بدلے گئے جن کو نفع ہو بچا تھا اونھوں نے حسب کمال فرشتہ خصال لکھا جسے ضرر ہو اتنا اونکا شیطان بڑا مال لکھا جو بچا
 سمجھے تھے اونھوں نے مقبرہ بنا کے سنبھرا اوڑھا کے درگاہ بنائی جنھوں نے جموٹا جلائے کر کے اونکی بنیاد مٹائی فساد کا
 باہر چھنڈا کر گیا نہ ہوں میں ختمات پر گیا طریقہ بگڑ گیا اگر دوں گردان ہزاروں کو اس گشتہ کر کے پیرا بگڑو کو ایسا گشتہ
 نہ پایا انھوں نے حقیقت کسی کی نہ تھی خدائت میں پھنسے صانع کو خلقت بھولی ہو مصنوعی کی نہ تھوں آنکھ بھینج لی اگر
 ہاں جو خاصان غماہیں ان کھیروں سے جدا ہیں وہ اوسے دیوانے ہیں جسکے پیر بگڑ خانے ہیں گراؤ کی صنعت کو
 دیکھا تو بھولی جا ہی گزران گئے اگر سوچنے لگے تو دونوں جہان گئے فی اشل اگر نہ اعظم کی صفات کو دیکھے تو قدرت
 حق کا معادہ نظر آتا ہے جو اوسکی ات کو دیکھنے لگے آنکھوں میں اندھیر چھانا ہی اس واسطے کہ وہ جلوہ ایسا نہیں جسکے نور کا
 کو بریا ملوں کی آنکھ میں ظلم ہو تو کسی کہاں جو غمش نے سرمہ کوہ طور ہو بشر دیدہ حق میں کہاں لایگا اسکا حوصلہ
 کو تاہر ہی سے لسن اپنی فرمائے کافی یہ گواہ ہو گاہ پر کو کی تابست ہزاروں اوی امیر ہو گئے کبھی برقی عتاب سے

لاکھوں مدعی سوختہ خرمن ہو گئے اگر کشش کا جذبہ ہو تو مالغ راہ حرم و دیر نہیں نکتہ یہ ہے کہ مقام غیر نہیں سیدھا
پہلے تو پونج جانین کچھ دیر نہیں جھانک تا کہ کے سو اچھیر نہیں قموشی بیان و رکاوٹ گھنگو بیکار ہر دم ہارنے
کی مجال سیکو کب ہر غلام یہ کہ مقام اوب ہے اگر شفع محضر ہارام و گارنو تا تو ہے سیاہ کارون کا بیڑا
پارنو تا اسکے سو اگزار نہیں **اللهم صل علی محمد و علی آلہ و صحابہ مجتہین** آگے بڑھ کے سلام و اسپی قصہ تمام کر

سبب تالیف

یہاں سے بیچ مچ زبان پنجہ دہان آوارہ چار سو ستر نہ حیرت در گلوز خان ویدہ چمن کم کردہ وطن پار و دیار سے
میزا رجب علی بیگ سے سخن فہم قدر و انون کی سمع خراشی اپنے زخم جگر پر نکلیا شی کرتا ہے کہ فلک سفلو
نے شہر لکھنؤ ویران کر نکیا ڈھنگ ڈالا تو پہلے خونریزی و فتنہ انگیزی کا رنگ نکالا لکھنؤ کا نام تحریر میں جب آیا
تھا تو صوبہ اودھ میں لکھا جاتا تھا وہاں سے فساد کی ابتدا ہوئی یہاں اسکی انتہا ہوئی اودھ میں سیتا کی
رہوئی اور ہنومان گدھی تھی یہ مسلمانوں کی نظر میں چڑھی تھی اسلئے کہ ہنومان گدھی میں شاہنشاہ بابر کی
سجد کھود ڈالی تھی اور سیتا کی رسوئی وہاں تھی جو بنای اور رنگ زریب عالمگیر سجد عالی تھی شاہ غلام حسین نے
اوسکے اندام پر کمر باندھی ستر مسلمان ہندون نے مسجدا لگیری میں گھیر کے قتل کیے مسجدا در اور ممبروں کے
اسو سے لال ہوا خون اور نکاحرا مزادون پر حلال ہوا کئی جلدین کلام خدا کی جلا میں سوختہ ورق روز نہیں
مسلمان کم بختوں نے حق فراموشی کی دیدہ و دانستہ چشم پوشی کی کان نہ ہلائے فقط حسن علی بانگے کے دو بیٹے
خوب لڑے ہزاروں میں گھس کے ہنومان گدھی کی ٹیڑھی پر چڑھ کے اذان کہنے میں گولی کھائی جنت میں جگہ پائی
اسکے بعد مولوی سید آقیر علی ایٹھی کے رہنے والے اسکے مقام پر مستعد سے زیادہ ہوئے اور بہت لوگ
اونکی ہفت پر آمادہ ہوئے کڑھی جب پڑھی سید کو چھوڑ گئے دین کو دنیا سے بدلائمنہ موڑ گئے شرح اسکی عجیب
قصہ یہ پرانا ہی زبان و عالم یہ فسانا ہے وہ وقت رہا نہ وہ لوگ نہ اس ہنگامہ کا بانی رہا شریکت کلنگ کا
ٹیکا داغ پشانی رہا اسکے بعد کھیری لہر لوہین کچھ سید مع عمیال و طفل خور و سال قتل ہو وہاں کلام اللہ
بیان خانہ نامی سادات بیگناہ جلائے کئی کان پر چون نہ رہی فرماں رسول مقبول خوب بجالائے ایک
خون بیگناہ بیک تباہ گزرا یہاں تو سیکڑوں جلال ہوئے باقیانہ دن پر اسکے وبال ہو پھر کثرت سے

خوزیرزی ہوئی عکداری انگریزی ہوئی خلقت تہ وبالہ ہو گئی العلم عند اللہ کچھ نہ کھلا گیا ہو گئی شہر کا رنگ لک گیا
 جسکلمنہ جبر و عطا کمال کیا کار نی صاحب شہر کھنڈے کے منظم مقرر ہوئے انکے سر شہر تہ دار سید قربان علی تنویر و صاحب
 باخبر ہوئے مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری شہر میں اونکا چھاپہ خانہ ہی بخدا یہ شخص بہ بصدقت موصوف نامہ
 زیادہ ہوا انکے ذریعہ سے فقیر کی ملاقات ہوئی کثرت سے صحبت میں رات ہوئی جدا با انکے بادشاہی منصب دار تھے
 سب عالی خاندان و الاتبار تھے فقیر کے حال از حد عنایت کی ہر طرف علی حمایت کی نوجوان ذوی اختیار حاکم شہر خلیف
 و مروت عالی حوصلہ بلند ہمت ایسی خلقت کے بشر اس زمانے میں کہاں ہوتے ہیں جو غربا کے راحت برسان ہو
 ہیں ہر شخص کی لیاقت دیکھ کے مہربانی کی اہل حال کی قدر دانی کی حاکم ہو کے بسکویضامند کیا وقت بے باف دیکھ لیا
 شہر کو از سر نو بسایا شخص نگلیا تھا جب اسکا پتلا فوراً بلایا اس عرصہ میں ایک صاحب خلق مجسم زیب مجسم منشی
 شیوہ ان قصہ بلجور کے ساکن شباب کی اتین جوانی کے دن میز انہن ممتاز عزالوا از کسریت میں سر شہر تہ
 تھا وارد ہوئے سکندر باغ کے متصل قیام کیا بوجہ اس عرصہ کا انصام کیا فقیر کو ہر شخص سے پوچھا خاندان سے
 کس نے نہ بتایا کئی عینے کے بعد ملاقات ہوئی انتہا کی انسانیت کی بہت سلوک کیا نقشہ بدل یاد میں شہر سول
 بھرنایکے اطاعت کرنا یہ صفت سنی تھی وہ منشی صاحب میں کچھ چنانچہ ایک روز الف لیلہ کی فرمائش کی کہ سلوک کھنا
 چاہتے تاکہ اردو زبان کی فصاحت پیدا ہو جن سنج شیرا ہو بندہ نے لکھنا شروع کیا چھ سات جزو لکھے تھے کہ نو
 نقد پیش آیا اونکی کھنڈے سے تبدیل ہوئی بنارس کی بحالی ہوئی ایسے جواد سے یہ بستی خالی ہوئی فقیر سے برگشتہ
 لانا سوا چند وجوہ کے ہمراہ نہ جانا ہوا از سر نو فکر معاش ہوئی قدر دانوں کی تلاش ہوئی ہنسی سید قربان علی صاحب نے
 لکے کیسہ خاص سے زر نقد دینے لگے جب منشی صاحب کو ہر دم ہمارا خیال رہنے لگا تو یہ گوزہ پشت گردون کچھ اور ہا
 کہنے لگا تفرقہ پوز کا ڈھنگ کلا وہ جلسہ ہم کو ڈالا کار نی صاحب لادن کو گئے میر قربان علی صاحب عازم وطن ہو
 اس مجمع کو جو پریشانی ہوئی بے لطف نہ گمانی ہوئی لکھنؤ میں دم گھبرنے لگا شہر کاٹے کھانے لگا یکا یک
 سریر آرا سی بنارس کا شفقہ طلب رونق افروز ہوا عرفم سفر اوسمی در ہوا سوطھوین بقعدہ عکلاہ مجسم
 لکھنؤ سے روانہ ہوا غرہ ذی حجبہ کو قلعہ خاص کے دروازے پر پانہا تھا نہ ہوا جو بزرگ دار کتاب الف لیلہ کی تحریر
 کے سلسلہ میں بیان ہوا وکانام لکھنا ضروری اس واسطے کہ جب تک عیلام ہے اور کانام ہے بہر کین منظور رہے

پہلے تو ستریل ہروان کو چہ صادق الاقراری جناب مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری دوسرے قدر دار
 سخن منشی شیونرائن صاحب سے اولاد علی ابی سید قربان صاحب پھر کاروس شہلا فساد بھر کا فوج اگر تیری جڑ
 لاتی خونریزی ہوئی چار سو فتنہ انگیزی ہوئی چند سے ندر رہا زبردستوں کا حوصلہ نکلا پھر فلک جفا جو سید صاحب
 غداروں کا نام و نشان باقی نہ رہا جبکہ وعدہ غیر ملک اور وہ سرکار انگیزی کے ہاتھ آئی تو پھر اس عہدہ نظام
 شہر پر کارنگی صاحب باہر ہوئے اور کام کارویا میر قربان علی صاحب کی راہ پر چلے گئے خوب نظام کیا اور جڑے شہر کو
 آباد کر کے نام کیا فراج میں کس سطر ح کا شہر تھا ہر دم طبیعت متوجہ کار خیر رہتی تھی خلعت کو راحت پہنچتی آبرو پتی
 تھی کچھری کے کام سے جبر فرست ہوئی دوست آشنا شہر کے باقی لہرہ روسا آئے بڑی سیر ہتی تھی آسمان کا
 رنگ سلت آج تک ایک تنگ پر ہا نہیں کو لسا مکان عالی شان ہو کر بفلک او سے بلند کیا اور ڈھانپین
 ہر کمال کو زوال ہو ایک طرح پر گزنا محال ہو کار گاہ بے بنیادین غفلت کا کارخانہ ہو تسکین خاطر کو جیلہا پھر
 یہ صاحب مدوح وطن کو تشریف فرما ہوئے منشی شیونرائن صاحب بھی نہیں بندہ گھبرا کر تبارس میں آیا ہمارا جہاں
 خدمت میں احتیاج میں آیا اور ایک نسخہ گزار مرور ہمارا جہاں کی فرمائش سے لکھنؤ تالیف مولوی محمد یعقوب صاحب
 انصاری کو بھجوا کر لکھا اور لکھا کہ جو روئی دی سخن فہمونی پڑھ کے قدر کی اب یہ کتاب الفیئہ جو
 لکھی سکی ملکیت بھی ہو لو لکھنؤ صوف کو دی فقیر ہمارا جہاں کے دولتمند پڑا ہو پس پانڈر لیت اور لکھنؤ
 میں بسر کرنا ہو اور خدا سے یہ التجا ہو کہ اسی رداں کو دروازہ پر مر جا دینا گذر جا دوسرے جا دروازہ نہ لکھنؤ سے

آغاز داستان در بیان

دشت پیمان وادی سخن بگیاں حکایت نو و کس مہران بے کم و کاست مقرران دست دست خازنان گنجینہ
 سخندان فی نقاشان صورت معانی لطیفہ فہم نکتہ سخن باریک بین رمزوان اردو کے محاوروں کا آگاہ صاحب زبان
 شاہان گذشتہ کی سرگذشت سے انداز سے بزبان لاتے ہیں ماضی سانوں کا حال شایقوں کو سناتے ہیں نظم
 ایک کایت عجیب لکھے ہیں * ماجرای غریب لکھے ہیں * جسکو نکوڑا نہ تاب آئے * سنے والوں کا دم بچرک جائے
 ہوش اور جاہل محفل کا * ولین عالم ہونے میں کا * ملک پارکس حقیقت میں پارے بخار نہ حال کس کس ناکس سخا
 حکومت دور دراز ساکن خشکی و تری تحت فرمان تھے سر آستان سر افزان جہاں تھے بادشاہ وہاں کا

عادل باذل خوش ہمت صاحب جرات ہم ستر نہیں یکے تاز تھا در خود و سخا و مسابا ز تھا قح ظفر موج دریا کی
 لہرو کی اندر حساب کے باہر عالم الغیب تعداد سے ماہر وزیر امید ستور دان امین اہل کار متین اہت امین سعید جنگی
 جو ہر کے گنجینے فساد سے خالی ایوانات بلند مکانات مرتفع عالی جو سامان سلطنت چاہیے سب مہیا تھا کیا
 کیا کیا تھا خزائنہ اس قدر جمع کر رکھے جو ہر اٹھا گنج بادا اور دجسکا ایک توڑا تھا حاصل زندگانی بساط نوجوانی و دود
 سعادت مند تھے بڑے کا نام شہریار چھوٹا مشہور شاہ زمان تھا یہ ہمیشہ ہنا در دوران تھا آخر کا پوچھتے ہی گل من
 علیہما فان ارفانی کو جو چھوٹا عازم ملک بقا ہوا فرزند لکبر قاہم مقام اوسکی جا ہوا بھائیوں نہیں باہم انتہا کی الفت محبت تھی
 چھوٹے بھائی کو تاتار کی حکومت سی بسکہ حسن نکلین جمال شیرین بڑا بھائی رکھتا تھا سر قند جو سپندا یا سبیت السلطنت
 بنایا عدل انصاف سے خاص فرام کو ضامن کیا حسن بلوک سے سبکو خرسند کیا و سن کا زمانہ گذرا ایک دن دو ہر کو
 ندیکھا شہریار اس صدمے کا تحمل نہوا وزیر اعظم کو روانہ کیا سمجھا دیا کہ بر کیف جلد چلے آنا میری بھیراری بھول بجانا
 وزیر جمع کثیر ہمراہ لیکے بعد طر منازل مراصل تاتار میں داخل ہوا دو کت ملازمت ملی مطلب حاصل ہوا شہریار کا
 پیام بجز دلچسپ گوش گذار کیا مضمون اشتیاق صدمہ فراق بیان کر کے بھیرا کیا شاہ زمان نے دس دن کی ہمت
 چاہی کہ سیاہ سفر اور سامان لشکر درست ہو جا ان نظام ریاست پر کوئی مامور ہو کہ امور سلطنت میں فتور
 پھر وزیر کی دعوت بہت دھوم دھام سے ہوئی اور فرصت ملک کے نظام سے ہوئی خیمہ و خگاہ بکرم شاہ
 شہر سے نکلے وسیع میدان میں ستادہ ہونے لگے جو ہمراہ چلنے والے تھے نیز سنے سفر پر آمادہ ہونے لگے
 شاہ زمان اپنی بی بی کو بہت پیار کرتا تھا غم مفارقت ہر بار دلو کو بھیرا کرتا تھا گو آتش فراق نے دل جلا گیا
 کیا مگر بھائی کی ملاقات کے شوق میں شہر سے باہر نکلے پاتراب کیا متصل آبادی مقام ہوا دن تمام ہوا
 جب گذری وقفہ نیند سے آنکھ کھلی دلین یہ خیال آیا کہ ایک با صوٹ دلدار دیکھ لینا پر ضرور ہو کہ پیش سفر
 یہ سوچ کے تنہا شہر کی طرف روانہ ہوا پیش دل کا بانہ ہوا تمام دروازے شہر پناہ کے بند ہو گئے تھے پاس
 بیدار رہنے والے سو گئے تھے نہ کسی کو پکار سکتا تھا نہ اپنا اظہار کر سکتا تھا مجبور ہو کے گت کی نوبت
 محل میں آتا آیا سب کو اپنے نصیب کی طرح خواب غفلت میں پایا جب ملکہ کے سر بالین گذر ہوا عجیب ماجرا
 پیش نظر ہوا ایک مرد سیام کر مینظر غلام ہم آغوش ہو دین و دنیا فراموش ہو و فور غصے کے اعضاء بدن

بیکار ہو گیا نقشہ و لکھنے کے نقش و یو ا رہ گیا اور سوقت کا صدمہ اس سے پوچھتے جسکو رٹھی کی عصمت کا یقین آیا ہودوم امتحان دھوکا کھایا ہودل سے کہا ابھی تو شہر کے دروازے پر لشکر کا قیام جا بجا مشہور ہونے لگا ہنوز دی دور ہی اس نوبلی پر یہ جراثیم کی بچشم یہ حرکت دیکھی و چار منزل اگر جاؤ گے بڑی رسوائی ہوگی طرح دینے میں نرمی بھیجائی ہوگی یہ سوچ کر تلوار پیچی ایسا ایک ہاتھ لگایا دو تون کے چار ٹکڑے کر کے چورنگ بنایا پھر وہ لاشین خندق میں پھینک میں وہاں سے نکل آیا میس میں آئے پھر صبح کی بعد نماز کوچ کا حکم فرمایا تمام راہ کر راہ طری کی منزل مقصد کی صورت نظر آئی شہریار بہتر انتظار تھا آمد کی خبر سہ کاروں نے پہونچائی ارکان دولت استقبال کو دوڑے خود شہر کے دروازے تک بیقرار آیا دوس برس کے پچھڑے کو فلک نے ملایا باہم بنگلیہ ہوئے تا دیر شہریار نے پیار کیا پھر اپنے ساتھ سوار کیا پیشتر مکان العیسان پائین باغ کے متصل سجا رکھا تھا جہان کا اسباب ضرورت کی چیزوں کو قرینے سے جا بجا رکھا تھا اوسمیں اوتارا باہم کی صحبت سے برتہ ہو گیا ہوا غم دوری دور ہوا مگر اوسکو حزمین مشت استخوان ناتوان دیکھا رنگ زرد و دلین دہر دم آہ سرد میمان دیکھا جسقدر پوچھا کچھ نہ بتایا زیادہ اصرار سے اُسکو بھر لایا سمجھا سفر کی ایذا و ستون کا چھٹنا اسکا اندوہ و ملال ہی پاسکی طرف نیلن ہی اوسکا ہر دم خیال ہی آخر اُسکو تھے جا بجا کے ڈھیر مشیامی گران ہا کے دکھائے کہ اسکا دل ہل جا کر لیشانت کی صحبت کا اعلان اثر ہوا ہر روز حال بدتر ہوا یہ نہ سمجھا شعر تفریح کلفتوں کی مرغیب ہی لاجصل ہ ہلا نیکی باتین بین یہ دل بھی بہلتے ہیں ہ یکایک خبر دار حاضر ہونے زمین بوسی کے بعد عرض کیا آج کل صحرائین جانوران شکار سب قسم کے کجا بین ہی ہنگام سیر و شکار ہو دشت غیرت گزار ہو قابل دید کوہ و صحرا بین شہریار شکار دوست تھا چلنے پر آمادہ ہوا اہلکاروں نے مہیا شکار کا سامان کیا شاہ زمان اس کیفیت کو بیان کیا اوس نے مطلق نہ دھیان کیا پھر کہا بھائی چلو یہ تماشا دیکھنے سے چندے جی بہل جائیگا پر لیشانی دور ہوگی وحشت کا خلل جائیگا اوس نے نہ مانا شہریار آخر کار کوچ کر گیا اونکا وہین مقام ہوا پائین باغ کی سیر میں دن تمام ہوا پادشاہ کا شکار کو جانا مشہور گھر گھر تھا ایک بیخوف و خطر تھا جسوقت خاتون جہان بالباسر افشان اعل حمام مغرب ہوئی برآمد جشن شہنشاہی واقعہ بادشاہ محل کی بے محل کٹر کی کھلی آگے آگے منظور نظر بادشاہ پچھے بیس عورتیں نوجوان رین کلاہ

باہر آئین بائین بلوغ محل کی دیوار سے ملا تھا اور ہمیں در اندر آئین جو حوضِ بزمیہ کے کپڑے جو سنبے اوتارے وہیں بیان
 دس مرد نکلتے یہ باہر انا شاہزبان نے جو دیکھا زور فریہ ہو گیا جو مرد جس عورت سے انکا تھا وہاں تو کسی ڈرنہ کھٹکا تھا
 وہاں اسکا ہاتھ کپڑے کے فرسے اترانے لگا بادشاہ زادی تنہا جو رہ گئی جی گھبرانے لگا اور سو وقت فرط شوق سے زن
 نعل میں مسعود کا نام لیکے پکارا وہ تو آواز کا بار تھا دیوار پھانڈ کے پار تھا قریب آباشرط غنڈ سنگزاری بجالایا بلکہ جو نرنگا
 گام تھا وہ بھی کر دکھایا نصف شب جب گزری وہ زن و مرد اسی حوض میں نہانے بن سنور کے جس راہ سے ہمیں
 گئے تھے یہ شکوہ بچلا کے پھر محل میں آئے اور وہ مجلسی مرد و نامسعود دیوار کو دکے روانہ ہوا شاہ زمان کی نظر میں
 تیرہ و تار زمانہ ہوا دل سے کہا تیری داستان کو عجیب تر ہو کر یہ کہانی کچھ دوس سے بڑھ کر ہے جو جب ایسا بادشاہ غیرت دار
 صاحبِ حکومت عالی قدر اپنے ناموس کی حفاظت نہ کر سکے تو تیری بلا اس اندوہ میں بیان ہے رشتہ کی خلقت بی وفا
 ہر اس کا حال ہر اس پر شاہزبان از پہلوی چپ شد آفریدہ بکسلن چپ راستی ہرگز نذیرہ یہ تصور جو بندھا
 بھول لگ آئی لئی دن سے بے دانہ و آب تھا دل و بگر کیاب تھا خاصہ طلب کیا خوب سیر ہو کے کھایا کچھ اور ہی
 عالم نظر آیا قوال میں کارگانے بجانے والے موافق معمول ماضی تھے ارباب نشاط کے دار و قہ کو طلب کیا
 عیش و طرب میں مشغول ہوا پھر نہ وہ خیال آیا نہ دل پر لال آیا بہت جلد سنبھل گیا چہرے کا نقشہ بدل گیا
 شہزادہ شکار گاہ سے پھر کرب و السلطنت میں آیا بھائی کو لبشاش یا نہایت شگفتہ خاطر اور سرور ہو رہا
 دریافت کرنا پر ضرور ہوا کہا بھائی جی تم آئے تھے عجب صورت بنائی تھی مجھ کو تمہارا رنگ دیکھ کے ملال تھا ایسا
 تھا اس عرصہ قلیل میں طرز اور ہوا یہ گیا طور ہوا شاہ زمان چپ تھا مفصل کہنے میں فساد نظر آتا تھا سچا کر خاموش
 رہ جاتا تھا جس دم شہزادہ نے ہتھسار میں کہ کی تکرار از حد کی پہلے اسے اپنی عورت کا حال جو باعث رنج و ملال
 اظہار کیا پھر یہ معاملہ تازہ ہو دیکھا تھا ابتدا اتنا تک کہ دیا اور گویا ہوا کہ اسکو دیکھ کے بقراری تھی غیرت سے
 غیر حالت ہماری تھی یہ سانچہ دیکھنے سے تسکین ہوتی اس فرقہ کی حق فراموشی و بیوفائی ذہن نشین ہوتی شہزادہ
 کو اس بات کا اعتبار نہ ہوا سادہ دلی سے جموٹ بھجھا شاہزبان نے کہا جلدی کیا نہ رہو اگر کچھ چشم خود دیکھنا
 منظور ہی پھر شکار کا سامان درست فرمائیے سر دربار جانے کا نہ کو زبان پر لائیے اسی طرح شہر کے باہر پھیرنا
 کیجئے رات کو پوشیدہ آ کے وہ تماشا دیکھ لیجئے یہ تدبیر بادشاہ کو پسند آئی تو راج کی جلدی بھائی شہر سے کچھ دور

خیمے نصب ہوئے دونوں بھائی دم سحر سوار ہو گئے دن تمام کر کے شلوچھپ کے اسی جگہ آ بیٹھے پھر رات گزری وہ
 دربار کاری کھلا عورتیں نکلیں حوض پر آئے چھٹ گئیں حصہ کے موافق برنگین ملکہ نے بھی مسخوڑ کجبت کو بلا کے
 اپنا منہ کالا کیا شہریار کا مزاج تہ وبالا کیا شب کا یہ سا منہ دیکھ دم سر بکو بر سر دار کیا سلطنت سے نکال کیا پیادہ پائی
 صحرا نوردی ہتیار کی حکومت ترک چار و ناچار کی راہ میں شاہ زمان نے عرض کیا فردی اس شرط سے ہمراہ چلتا تو
 لاکر سیکو اس زیادہ مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو پھر کے برتو سلطنت کریں غریب طبعی میں خرابی پیشانی ہوگی نسل انہوں کی
 سلطنت بیگانی ہوگی باہم یہ عہد حکم کر کے ایک سمت پہل نکلا دو جا رنگے بعد ان کے بادشاہی شہر بزرگ فیضان نظر آیا اسی بہادران ہلاکو

جن کا ایک عرس نامہ میں پناہ شوق کے اٹھالانا عورت عیار کا جنکو جو ایک اپنے جھنسون کے چلتے کے مڑاؤرانا

دفعہ دریا تہ وبالا ہوا شور و غل مچا نہ خوف کھانے لگے غور جو کیا دھوان پانی سے نکل کے کرہ افلاک تک پہنچا
 یہ ایک درخت عظیم الشان بہت گنجان دیکھ کے اوپر چڑھ گئے بتوں میں چھپے وہ دھوان دیو قومی ہل گیا
 سر پر صندوق رکے دریا سے باہر نکلا اور اسی درخت کے سایے میں صندوق کو سر سے اتارا اور قرض لیا
 اوسے ایک لہ پارہ نکلی تحفہ تحفہ میوے تر و خشک اوس کے روبرو رکھے بائیں کرنے لگا نیند نے غلبہ جو کیا
 اوس کے پاس میں پر لیٹ کے سو گیا التوم اخ الموت بیخود ہو گیا جسم وہ خستہ بخت نیند کی کثرت سے ہوش
 ہوا عورت کو خواہش نفسانی کا جوش ہوا ہر طرف حوشیو لکیر چر دیکھنے بھالنے لگی اپنا رخ تلاش میں ٹالنے لگی درخت
 نظر جو پڑی یہ دونوں پوشیدہ تھے ان سے آنکھ لڑی اتر آئے کا اشارہ کیا انھوں نے خوف کنا رہا کیا وہ بولی
 جو تم کو اپنی زلیست درکار ہے جلد اتر آؤ دیر نہ لگاؤ نہیں تو دیو کو جگاؤنگی کچا کھا جائیگا ہڈیوں کا بھی پتہ لونی پانگا
 یہ خوف سے بدحواس اسکے پاس گئے اوس نے خواہش نفسانی کا اظہار کیا لگاؤ کر کے اپنا مطلب نکال لیا
 پھر اوس عیارہ نے خواہش نفس سے فرصت پا کے انکو دکھا کے صندوق چھو لگاؤر میں انکو ٹھیان نظر آئیں
 ان سے گنوائیں دو کم سو تھیں آن دونوں لیکے پوری سوکین پھر کہا یہ دیو ولد الزنا شب عروسی مجلس سے مجھے
 اوتھا لایا یہ عزیز اقربا اور نوشہ سے چھوڑا یا ہی چھہ پھر مجھ کو صندوق مقفل میں بند کر دیا میں رہتا ہر تھو کے صد
 سہتا ہر جب کچھ کرائی ہو باہر نکلتا ہی پھر تاج چلتا ہی مینے اسکی نگہبانی کی ضد سے اتنے آدمیوں کا اپنا مطلب نکال لیا

اس پر اس جتنی کو میری عنفت و عصمت کا اعتقاد ہو، شفقت اسکی برباد ہو، کہ کہے پھر اس کے پاس جابیشی افسانے کہا
 جس صدمے آئے ہو سید سے چلے جاؤ ویرنگا نوید حیرت کے مبتلا پاؤن کو سر پر اوٹھا فرار ہوئے خواب غفلت کے
 بیدار ہوئے دور ہو چکے چھوٹے بھائی نے کہا الکریم اذ اوعد و فآتے ملاحظہ کیا یہ دیوبانین شکل و شمائل کیسیا
 قوی تھیں کل ہر دم مصروف نگہبانی ہو حرام کھانا بانی ہو مگر انجام میں عنفت حاصل شپانی ہی ہماری آپکی مصیبت سے اسکی
 ذلت کچھ کم ہو یا زیادہ ہو کہیے کیا ارادہ ہو یا ہم کا اترا یا دہو، قوم کیا دہو آب و وطن بھر چلیے سلطنت لازوال
 ملک مال مال اسی سے عنفت نہ تھی مگر اس فریقے کا نام نہ لیجیے دل سے عہد کیجیے آخر کار دونوں مصیبت یہ آفت سیدہ
 لشکر میں ہو چکے بصد گریز تارے اسی جہاں سے جدا ہوئے اپنے اپنے ملک کی طرف راہ پیا ہوئے بعد چند سے
 دار السلطنت میں داخل ہوئے دونوں فرما زوالی کرنے لگے زندگی کے نام سے ڈرنے لگے شیطان علیہ لعن
 انسان پر غالب ہو، لوہے کا طالب ہو، شاہنہران نے تو زندگی کی صحبت سے اجتناب بالکل کیا، شاہنہران نے چندے تارے
 پھر یہ انداز ظلم کا لاسہ شام عقد کیا دم سحر مار ڈالا تو زیر چارہ اس قوم کا جلا دہوا ایک عالم مورد دیدار دہوا جسکی
 جوان لڑکی تھی وہ خوف سے آوارہ وطن ہو حال بیخ و محن ہو اسکی زیر کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام شہزاد
 دوسری دنیا زاد مشہور تھی انکی صورت شکل کی شہرت دور دور تھی شہزادہ و قاضی غیرت شمشاد تھی لکھنؤ آباد تھی
 طبیعت کی تیز فتنہ خیز فہن عالی تاریخ دان بلبل سحر بیان ہفت بان لطیفہ گو طرار فرما جان ایک فرعون سے اپنے
 باپے کہا میں چاہتی ہوں کہ بادشاہ اس بیجا حرکت سے باز رہے تا خلق خدا کو راحت و آرام ہو نچے نزدیک و دور
 اس فرعون سے بڑی سیرا نام ہو نچے جو ہونا ہو سو ہو تم میرا عقد بادشاہ کے ساتھ کر دو وزیر نے برہم ہو کے کہا تو
 دیوانی ہو دیدہ و دلفستہ یہ تو قصا بلانی ہی تھی کچھ معلوم ہو ایک شہکے سوا صحیح کو بدیا نہیں چھوڑتا ہی ہزار ہا عیش کی گروہ
 سگال قتل سے منہ نہیں موڑتا ہو وہ بولی ایسے جینے سے مزناہت تہو آپ سنتے نہیں با ہم گھر گھر ہی وزیر نے
 کہا تو زلیت سے تنگ ہو تقدیر سے برسر جنگ ہو جو انجام کار نہیں سوچتا وہ پچھتا تا ہی نال کار او کس سے کمال
 ہو جاتا ہی شہزاد نے پوچھا وہ کیا ماجرا ہو وزیر نے کہا کتب صحیح میں قصہ یون لکھا دیکھا ہو

حکایت بیل اور گدے کی سوداگر کا دونوں کی باتیں سمجھ کے ہنسنا
 عورت کا اصرار سے حماقت میں پھنسنا آخر ذلت و عنفت اوٹھانا پچھتاانا

ایک سو ڈاکر جلیل القدر فیضان بہت سارے سامان دو لمندھی مہیا رکھتا تھا زراعت کی خاطر بیل سواری کیوں سہلے کرھا
مگر میں بندھا رکھتا تھا بیشتر جانوروں کی بان وہ نکتہ دان سمجھتا تھا ایک روز عند الضرورت جس جگہ دو دو نوون بندھے تھے
سو ڈاکر جا بیٹھا بیل نے گدھے سے کہا بھائی تو کیا خوش نصیب ہر رات و دن راحت سے قریب ہر سائیس تجکو جو کھلا ہر
وقت معین پر پانی پلاتا ہر اتفاقاً جو کبھی سو ڈاکر سوار ہوا بازار تک گیا تو سائیس دیر تک ملتا ہر دیکھ کے ہمارا جی ملتا
ہم تو سبخت بہر بخت میں جھکو گدھے پر ایل ہوتا ہر تمام دن زمین جوتے میں بسر ہوتا ہر محنت سے جسم شل ہوتا ہر دم
میں ہر دہا لکڑی لاتا ہر ٹھہرنے نہیں دیتا ہر دم لکارتا ہر بیل کی گزروں گدھے کا فکر جو جیل میں سکتا مارا ہر تمام دن
مشقت لیکے ہر شام گلاب جس سانے لاتا ہر وہ کھایا نہیں جاتا ہر گو برا دیر پیتا ہر مینا بیٹھا غدا ہر ہنسا ہر نقد میرے
مجبوری ہر اپنا اپنا لہنا ہر گدھے نے کہا ایک پر میں بتانا ہوں اگر عمل میں لایگا مشقت سے فست پائیکا تو آج دانا
کھا نس کھانا ہر جان بیل خوش ہوا کہا بھائی بہت چچی کیب بتائی ہر گل تقدیر زانی ہر سو ڈاکر نے دونوں کا مشورہ
سننا سبکو بیل ہی فیصل لایا نہ کچھ پیانا کھایا بیت پھلائے دم پر اپنے پزار ہا دم مھر ہلوا ہا آیا دیکھا دانہ سانے دھرا ہر چھوٹا
پر ستور پڑا ہر بیل کی آنکھیں بند ہیں سمجھا ہر چند و چند ہیں سو ڈاکر کے روبرو آیا بیل کا حال سنایا سو ڈاکر سمجھ گیا حال
جو ایسا سقیم ہر عرض نہیں گدھے کی تعلیم ہی ہلوا ہے سے کہا بیل کے بدلے آج گدھے کو لجا ایل میں لگا وہ آقا کا ارشاد
عمل میں لایا بیل کی عوض گدھے کا ایل بھرا یا گدھے کا اس کام سے نا آشنا جب ٹھہر جانا رکھنا تا تمام دن بل میں غسل ہوا کھانے
میں رکھائی راحت میں غسل ہوا شام کو تقدیر گھر لائی ضرب کے صدقوں جسم فکر تھا قدم نہ اونٹھہ سکتا تھا مجھو چٹا
تھا چیکا تھاں پکڑا ہر دانے کھانے چ منہ ڈالا بیل نے کہا بھائی تیرے کھنے کو عمل میں لایا جا ہر خوب چین پایا
گدھے نے جواب دیا یہ معاملہ تو گزر گیا آج سو ڈاکر نے تیرے ٹھہرائی ہر کہ بیل مڑتا ہر ہر سو فوج کرو مسلمان کا مال
ضائع نہو بیل تو اسکا بیل ہو چکا تھا کہا اب کیا کروں جو جیتا بچوں او سنے کہا چرواہا جو آئے کھلی تبس جو لائے
جلدا اونٹھہ کے کھانا ہر بھل جانا اتفاقات زمانہ سو ڈاکر نے کان تک یہ کلمہ بھی آیا ضبط نہو سکا میسا نٹھہ قہر لکایا ہر خواہ
او سکی خندہ بے محل سنکے گھبرائی قریب آئی ہنسنے کا سبب پوچھا سو ڈاکر نے مالا بتانے میں جان کا خضر تھا اوں عمل کا
یہ اثر تھا تین ہنسنے میں مشہور ہیں وہ بنامی فتور ہیں سبج ہٹ بالک ہٹ تریا ہٹ اور یہ سبک کو سچی تھی ہر
جسکے پوچھنے پر ہنڈی اڑھی ہوتی ہر جب زیادہ تکرار ہر مجبور سو ڈاکر نے کہا میں اکثر جانور ونگی بان سمجھتا ہوں

اسوقت اس گدھے اور پیل کی باتوں پر ہنسی آئی ہر تو نے ناحق دھوم مچائی ہے وہ بولی خیر میں ہر کہ مجھ کو بھی وہ ترکیب
 سکھائے کہ انکی باتیں سمجھ جاؤں دل بہلاؤں نہیں تو شر ہو گا برباد گھر ہو گا سوداگر نے کہا اسکے بتانے میں جا کا
 ضرر ہر محل خطر ہو وہ بولی جسے تجھ کو یہ عنایتا وہ زندہ رہا یا جی گنوا یا ہانک گننگو بڑی نڈی نے کہا تو جیتا رہے یا مر جا
 گیو زبان بھنجا بھگوت نے آخر کار جب سوداگر ناچار ہوا مرنے پر کبر ماندہ کے بتانے پر تیار ہوا سوداگر کے گھر میں مرغیان
 مرغ تھا اور ایک سگ حق شناس دم پاس ہتا تھا دفعہ مرغ مرغی پر چڑھ بیٹھا کتا اور سپر جھپٹا کہا اونک حرام تو نہ
 کیا کام کرنا ہے تو قاجو مالک ہمارا ہے جس سے۔ وئی کا سہارا ہے وہ کوئی دم میں رہتا ہی مرغ نے بگڑے کہا یہاں سرک جا
 میرے شغل میں نہ نہ ڈالانا خت کا بکھیر نکالا۔ اسی حق میں یہ کام جانا اچھا ہوتا ہی ترے کام کا انجام برا ہوتا ہی
 تجھ کو دیکھ کتنی مرغیں نہیں جین سے بسر کرتا ہوں جس سے جو جی چاہتا ہی شام دس کر تا ہوں کیا کتے کو سمجھا نہیں سکتا
 جان ہی بے ہاشمی بچا نہیں سکتا کتے نے پوچھا یہ کیا کرے جو نجات پائے اسکی جان بچ جائے بولا بہت
 سسل کام ہے سوداگر کا خیال شام ہی جس حجرے میں یہ بہتی ہی دروازہ بند کر کے زد و کوب ہاتھ پاؤں توڑے کوئی
 عضو ثابت نہ چھوڑے جتنا کتے میں نہ کرے ہاتھ نچوڑے پھر کبھی تمام عمر ایسی کت وقوع میں نہ آئی اتنی سی کڑی
 یہ نرم ہو جائیگی سوداگر نے سننے کے ماوقی یہ تدبیر خوب ہی جان پہنچنے کا یہی اسلوب ہی رفع حجت کو اور اسکے عزیز اقربا کو
 لایا یہ ماجرا سب کو سنایا سب سوداگر کی جان کا ضرر سمجھ کے سمجھا یا منع کیا اور اسکی ہمالت نہ گئی خاطر میں آیا سوداگر
 نے کہا اب تم چپ رہو ناچار جو سو سو میں بتا دیتا ہوں اور کس کہا الگ چل سکھا دیتا ہوں ہاتھ بکڑے کو ٹھہری
 زینا گیا دروازہ بند کر کے ہاتھ نہ کو لاسی نے منع نہ کیا نہ کچھ بولا جب مار سے بند بڑوٹھیلا ہوا جلائی خدا کیو
 روڑو بیان آو جان جاتی ہی ہوا پھر خدا سے غل مچایا سوداگر کو رجم نہ آیا آخر کار پاؤں پر کڑی قسم کھائے کہ نہ لگی
 اور کبھی کبھی کے خلاف کل زبان پر نہ لائو لگی تو بکر تھی ہوں مر و اونگی اس وقت سوداگر نے ہاتھ روکا اس قدر دھوم مچی
 اور اسکی جان بھی یہ قرضہ کہ کے وزیر نے کہا کہ بھی جب نگہ نہیں زانہ پانگی تمنا ہی ہا سراسے باز نہ پانگی شہزاد نے کہا
 اب جو فرماتے ہیں حق ہی بہت بجا ہو جان رہے یا جاسے کرونگی وہ حج کیا ہی وزیر سمجھا اقتضا اسکی قریب آئی اور کہا
 مغر خالی کرنا یا جی ہی سانی ہی بادشاہ کے رو بہرہ حاضر ہوا عرض کی اعلیٰ غلام دبی عقد کر لیا وہ ہر جان شامی کارادہ ہر شہزاد
 نے فرمایا تو نے کیونکر گوارا کیا اوستے عرض کی فائدہ لے بہت سمجھا یا اوستے سر پر قضا کیلٹی ہی کچھ نہیں آیا

بادشاہ نے فرمایا بشکو عقد ہوگا صبحکو جا کا ضرور دم نقد ہوگا اگر اسکے قتل میں تجھکو تامل ہو تو تیرا استیصال بالکل ہوا
 وزیر عرض کرنے لگا خانہ زاد فرما بند رہو یہ وہ کیا بری جان شاعر و خصمت ہو کے گھر میں آیا سب عاجز و شرمناک
 سنیا وہ تو مادہ کار چلنے کو تیار تھی اپنی چوٹی میں نیا زاد کو بلا کے سمجھایا کہ میں بادشاہ سے اجازت لیکے تجھکو بلاؤنگی
 اسی مکان میں سلاؤنگی جب کچھ بات باقی ہے اور صحیح کا ستا یا آسان پر چلے مجھکو جگہ کے کسنا ہماری تمھاری مفارقت
 میں ٹھوڑا عرصہ باقی ہے جو کوئی تھکے یا کمائی و کسب یا دہوہ مکھو سو وقت سنا دو دو گھڑی جی ہلا دو پھر تمھارے قتل کا
 سامان ہوگا پنجہ تاجم میں ہمارا گریبان ہوگا دنیا زاد نے اقرار کیا شہزاد کو وزیر نے سوار کیا جب وہ بادشاہ کے
 روبرو آئی تسلیم کو گردن جھکا ئی شہزاد اسکا حسن و جمال حیرت مال دیکھ کے شیدا ہوا اسکے قتل کی الجملہ تاسف پیدا ہوا
 قاضی صاحب طلب ہوئے شہر کی محلے سب ہوئے جسم پلنگ پر وہ گل رو آئی آنکھوں میں آنسو بھرا ئی بلکہ شکونگی
 لڑی تانہ الوائی شہزاد نے پوچھا کہ اسی شہزاد تو بہت تمنا اور خواہش سے خود آئی ہوا آنسو نکھونیں کیوں بھرا ئی ہوا
 عرض کی لو تھی اپنی چوٹی میں سے بہت مانوس ہوا جب تک ایک بار نے اتفاق ہوا ہوا اسکی جدائی کا صدمہ سو وقت
 بہت شاق ہوا جو صدمہ نیست کا لہر نہ پیمانہ ہوگا پھر دنیا میں کاہیکو آنا ہوگا حضور فرمائیں تو ابھی رات بھی باہم رہیں
 دم حراؤ سکے رو بہر جان دین بادشاہ نے اجازت دی دنیا زاد حاضر ہوئی شہزاد و شہزاد نے چہرے پھٹ پر آرام کیا
 پلنگ پر دنیا زاد نے قیام کیا تعلیم کی باعث نیند اسکی اوڑھ لی ہر دم وہ بات کہو یا و آتی تھی آسمان کی طرف دیکھ کے
 رہ جاتی تھی جب لیلای لیں گے کیسوی مشکین تاکر آئے اور اوس خستہ بخت مجنون کو نظر آئے بدحواس ہو کے اپنی بہن کو وہ
 خستہ تن پکاری کہ جاگتی ہو یا خواب غفلت میں ہوتی ہو چینی رات باقی ہوا وسیقدر حیات باقی ہو وقت کو بیکار کیوں تھی تو
 کچھ لہیا ذکر چھپے جسمین یہ پناہی رات کٹے وقت اخیر ہوا تھی تو لطف سے اوقات کٹے شہزاد نے بادشاہ
 سے عرض کیا کہ اگر حضور مکر نہ ہوں اور مرضی مبارک ہو تو اسکا دل بلاؤں کوئی فسانہ نادر یا نہ سناؤں شہزاد نے
 بکشا وہ پیشانی اجازت دی شہزاد نے درج وہاں کھولا کہ افشان ہوئی خوش بیانی سے گویا سی دہتان ہوئی

داستان نادر بیان ایک ملک التجازیک خصلت صادق گفتار کا سفر میں جس دوچار ہونا
 تمت قتل میں گرفتار ہونا لکیر الفیامی عدس جرن کا غصہ فرور ہو جانا تین شخصوں کا ماجرا اسکے قتل سے ہاتھ بڑھنا
 مورخان سیاح زمانہ دیدہ مخران جہان گرد و تخر بہ رسیدہ لکھا ہوا زمانہ سابق میں ایک سوداگر صاحب دولت مال تھا

نخستہ خصمت و خندہ افعال بجا مغرب و مشرق کی اشیاء اگر انہما بہت سبکی سے کوٹھیوں میں دھری تھی تو اوردت جہا
 ہر دکان کوٹھے بھری تھی جا بجا گامٹھے مرد لال تھے چلے چمکے مرفع حال تھے اور وہ سو و گز نبذات خود ہر سال اپنے
 اسباب مال کی دیکھ بھال کو سفر کرتا تھا ہر بلا و وہ صابین گذر کرتا تھا جمع خرچ کا کاغذ جانچ ہی لکھتا دیکھ حساب سمجھ بوجھ
 پھر آتا تھا نفع نقصان نظر میں مل جاتا تھا ایک بار عند الضرورت غیر فصل میں اوسکو سفر ہوا بغیر جائے راہ کا حدیہ
 اوتھائے نہ سفر ہوا تنہا گھوڑے پر سوار ہوا تھوڑے کلچے کھجورین کچھ سیوہ تر و خشک خرچی میں رکھ لیا تھوڑا سا سناڑی
 چکھ لیا بعد طمسافت منزل مقصد پر پہنچے ضرورت سے فرصت پائی وطن کی سمت سرگرم راہ ہوا باگ اوتھائی
 ایک روز آفتاب سر میدان آنکھ دکھارہا تھا حرارت نے سچین کیا بیابان گردی کی تاب نہ لایا جس طرف منہ اٹھا
 تو نکلنے نظر کیا منظر غم جب حرارت پر آفتاب آیا یہ مسافر کمال گھبرا یا چون چون ہوتی تھی دھوپ کی
 شدت دل سے کہتا تھا وہ قر طلعت کیونکر اس شدت سے کرونگا گذر ہو سکے گی یہ اہ طویونکر یہ کیف
 کو سونکا میدان کس قدر ہولناک اور سنسان ہر گھڑی تشنگی کی شدت ہی منہ میں باقی نہیں طربت ہی
 گرم ہوا سے جلنے درخت بے برگ و بار آئندہ ٹڈتھے سوکے ڈنڈتھے مگر ریت میں مدار کھیت میں جنوں نہ
 لہلہاتا تھا ہوا سے مستانہ وار جھوکے کھاتا تھا سینہ دیا میں جہا کے چھالے نظر آتے تھے دشت جشت کا
 میں ہرن کالے نظر آتے تھے ریگ بیابان میں انگریزوں کا رنگ تھا پتھر کی چھاتی سے شرارے نکلتے تھے سرتان
 کے منہ سے ہر دم انگارے نکلتے تھے دھوپ کی شدت سے سایہ کا عرصہ تنگ تھا گرمی کے خوف سے پند وہاں
 پر نہاتا تھا مرغ آشخوار پانی پانی پکارتا تھا کوسوں میں بھولا تھا جا بیا یہ ہر ایک چوکر ہی بھولا تھا مہندی کی سرخی سے
 شعلہ کلٹا تھا انداز سے قدم بڑھائیں وز دھنا کارنگ جلنا تھا چاند کا سینہ داغدار تھا گو کثرت سے گرو ستارے
 مگر تارونکی جھانوں میں دھوپ کا سایہ آشکار تھا سو و گز پیرا اس فکر میں تھا کہ کہیں درخت کجبان یا چشمہ پانی کا روں
 نظر آئے تو آفتاب کی تہاڑت سے پیاس کی شدت سے جان بچ جائے اس تصوہ میں جاوہ سلامتی سے منہ پڑا
 شاہ راہ کو چھوڑا حقیقت حال یہ کہ بشر سخت مجبور ہوا اور جو بندہ یا بندہ مشورہ ہی تھی سچو میں کچھ درخت سیوہ دار پر بار
 اور چشمہ سرد و شیرین مثل چشم انتظار عاشق نزار نظر آیا سو و گز تو پیاس سے بدحواس تھا کعبہ اگر او دھر منہ اوتھایا
 دل بیتاب نے تسکین پائی اوسنہ روز میں چشمے کی بہار دیکھ کے جان میں جان آئی بقول خواجہ بہر قلم

دیکھتا کیا ہو وہ گل معنا + خوش نصلا اک لطیف ہر تھننا + گل خود رو پہ ورجوبن ہی + درون پشت رشک گلشن ہی
 شگفتہ خاطر ہی سے سرور ہو اجان کے جانے کا پانی اور سایہ سیر نہ آنے کا وغرغہ دور ہوا سبزہ بین چمک سخی
 گلرغان کی + جادو میں دمک تھی اک نشان کی + شستہ رفتہ تمام جاتی + ٹھنڈی ٹھنڈی بہت ہو اتھی از خوشکی
 شاخون پر مرغان خوش صدراغلوخان تھے آسائش کے سامان سب میا وہاں تھے چٹھے کے کنارے بیٹیہ کے ہاتھ
 دھویا پانی کی لہروں سے پیا کس کو کھوپا بھر ایک جگہ شفاف اونچا سا ٹیکرا دیکھ کے جا بیٹھا گھوڑے کو درخت کی جڑ سے
 اٹکا دیا پانوں کو نیچے لٹکا دیا غرچی کو کھولا کچے اور بوسے کو ٹٹولا دو چار کچے کھا کے کچھ کھانے لگا اور مرد
 گھٹلیاں پھینک کے جی بہلانے لگا تھیو پے گزرتھی فلک کاسکی ایزا پسند تھی مولف برگشتہ جوادس سے ہو گئے دن
 سایہ کی تلاش میں ملاجن + سو داگر نے دیکھنے بھالنے سے فرصت نہ پائی تھی باقی پینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ فلک
 شعبدہ باز نے زمانہ ناساز نے نیرنگی دکھائی بلاسی تازہ سر بر آئی دفعہ درختوں کے سایہ سے جن سپر ہوا کشیدہ قات
 بلند بالا قومی سیکل بھجنگے سے زیادہ کالا سر پر غرور رشک تنور بہ قوارا کر رہی نظر دیو پکیر تلوار نگی ہاتھ میں سو داگر کے قتل
 کی گھات میں درو آیا باواز کزخت وہ بد بخت چلا یا کہ اسی پہل سیدہ سنبھل جا میں مجھ کو مار دگا نخل تن پر سر تراز ہر جگو
 درکار ہی دوتا دگا سو داگر کی روح دیکھ کر فنا ہوئی کہ یہ آفت کیونکر آئی مجھ سے کیا خطا ہوئی افسوس مولف
 ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا + پگٹی اور یہ کیسی میرے اٹھندی + اسکی ہیبت سے پہلے تو سید کی مانند کانپا
 تھرا یا پھر لڑکھرائی زبان سے بصد منت یہ سنا یا کہ حضور والا قصوبیہ الیا ہر مجرم و گناہ کسی بندہ خدا کا خون بہانا کس ملت
 و مذہب میں روا ہی اور جو قصیدہ سز دہوئی ہو تو سزا ہی جن لوالاتو نے میرے پارہ جگر نو نظر کو مارا ہی تیرا قتل کفار پر
 سو داگر نے کہا بندہ پرورینے اوس مرحوم کو دیکھا نہ بھالائو تو نگرا ڈالا جن نے جواب دیا تو نے کچے کھائے کچھ چوچین
 کھا کے گھٹلیاں پھینکیں کچھ اڑائے میرے بیٹے کی آنکھ میں گھٹلی لگی سر پناکے اوسنے جان دسی بیٹھے بھائے تیرے
 مر گیا داغ فراق میرے کلبے پر دم گیا اسکا میرے سینہ میں ناسور ہی تو ہی اور یہ سا طور ہی سو داگر نے عرض کیا بالفرض اگر
 یومین ہوا تو دستہ میں مار نہیں سہو کی خطا قابل غفور و عطا ہے عذایہ کام نہیں کیا ہی جن نے کہا یہاں غفور نہ کر دم
 دم غم غمیت سمجھ جو دم تیرے سینہ میں دم ہی یہ کہے سو داگر کو زمین پر سے مارا اور شیشہ آبرار اوس نشہ گلو کے اعلیٰ پر کھی
 چاہتا تھا کہ دویم کرے اوسکے بچو نکو تھیم کرے دفعہ صبح کاسپیدہ چمکا ملک التجار مشرق نے جہنم طلسی پر دکان کو چایا

دست بچہ تیر جو کھلا کس کس چمک کاریزہ نظر آیا عابد شب زندہ در حجرہ مغرب میں کیا مغل مردان انجم در ہم رہ ہم ہوئی
 لڑکی سیاہی توپ دم ہوئی دیر میں ناقوس بچکا حرم میں ملا اذان کہنے لگا شہزاد خاموش ہوئی دنیا زاد سرگرم خان اصد
 خروش ہوئی پھر اپنی بہن سے کہا افسوس صد افسوس ایسا دلچسپ قصہ تمام ہا کچھ تو اور کہو آخر کار حرج ستمگار کوئی دم
 سے تلو چھڑاتا ہر وہنسا نہ نام تمام ہا جاتا ہر شہزاد نے کہا بہن دنگو کہانی کہنے میں بیگل چھولتے ہیں کہ ساف بیچارے
 ! وہ چھولتے ہیں اگر آجکے دن عنایت بادشاہ سے جان بچ گئی اور شام کی دھوم مچ گئی تو باقی ماندہ وہ کہانی سناؤ گی
 کہ جاگتے سوئین کے سونے والے چونک کر روئین گے سبکی نیند اور اوانگی شہر بار باوقار کو بھی یہ حکایت بہت پسند
 آتی تھی ہر گرم فترے نے قطرہ شبنم کی طرح نیند اور اوانگی تھی فرمایا ایک تو یہ دستان تمام نگر کی مرگ سے امان ہو تو تو سوہریا
 بہت فہم کے وہ فرمان و مواعج سے فراغ ہو کے مشغول نما ہو انیا ز مند بدر گاہ بے نیاز ہوا پھر کہا بس فخرہ پست کر
 سر یہ سلطنت پر جلوہ دیا موافق معمول وزیر امیر چھوٹا بڑا حاضر ہوا تخت کو بصداد بوسہ دیکے سر تسلیم خم کیا وزیر اس
 کا باب تمام ات در در زندگی سے میدار رہا بقدر گریہ و بکا یزد و غفار سے جان بخشی کا طلب گار رہا ہرات سے در دولت
 حاضر ہو کے حکم کا منتظر تھا روز روشن آنکھوں میں شب و حیرت سے بدتر شاہ ہر بار کہتا تھا فلک کج رفتار دیکھیے اسرات کا کیسا دن
 دکھاتا ہر حکم سر کر گیا آتا ہر گمان صدای امان کان میں آئی جان رفتہ جسم ناتوان میں آئی بادشاہ اموز علی مالک
 سرگرم وزیر اپنے کام میں مصروف ہوا قتل شہزاد کا دوسرے دن پر موقوف ہوا ایسا دن تو آنکھوں میں کٹ جاتا
 جیسے شہزادوں جھٹ پٹ جاتا ہر خسرو و خا ورتو توجہ خواہ گاہ ہوا سارا جہان سیاہ ہوا ناظم ثوابت و سیارے نے طیرتے ہوئی
 نقاب رخ نور فریالی و ٹکی روشنی و ہن شب میں چھالی شہریار ذمی اقتدار پلنگ پر آیا زمانہ کا ڈھنگ اور رنگ پر آیا
 شہزاد و مرگ کی آمادہ پہلو میں ہن خواب ہوئی دنیا زاد خوف سے صبح کے بیتاب ہوئی کچھ دیر ہر طرف دیکھا بھالا کوفت
 ٹالا انتظار کیا پھر گھبرائے کہ اپنی بہن خستہ تن کو بیدار کیا کہا الکریم اذا وعد وفا ضبط کی زیادہ طاقت نہیں وہ قصہ
 بادشاہ نے چونکے کر وٹ لی شہزاد اجازت لیکے کہنے لگی حشمت و جاہ شاہنشاہ روز افزون ہو جا ساد بد بخت کا
 دل و جگر خون ہو جب سوداگر نے دیکھا کہ جن قتل ہی کرتا ہر خدا و رسول کا اسکو ڈر نہیں حشمت و زاری کا مطلق اثر نہیں
 ڈرتے ڈرتے یہ کلمہ زبان پر لایا کیا آپ مجکو زندہ نہ چھوڑیں گے مجھ بیگناہ کے قتل سے منہ نہ موڑیں گے اگر آپ کے نزدیک
 میں ایسا ہی گنہگار ہوں تو عید تانا امید دار ہوں چند روز کی ہمدست دیکھیے کہ وطن جا کے بچو نکو دیکھوں اپنی صورت

دکھاؤن اور کسی بندہ خدا کے سپر کر اؤن مال اسباب بموجب حکم شرع بانٹ دون تا میر سے بعد قصہ و فساد و جھگڑا لکا
 مال ہی بڑا و نہو قسیم وعدہ کرتا ہوں جب اس کام سے فرصت پائون گا اسی جگہ کے پہنچ کر دن جھکا کے مرزا دن گیارہ کے
 راز راز وہ بیکرار رونے لگا زین فرزند کی یا میں ملین لگا کر بیان بھگو نے لگا سوداگر کو جب بچہ سے الم ہو تو جن کا بھی کچھ حصہ کم
 ہوا برس دن کی مہلت پر خدا کو گواہ کیا سوداگر نے قسم شدہ رکھا کے رو براہ کیا ہر منزل و مقام میں ہکو کبھی پانی کی خوشی گاہ
 پھر وہاں جائیگا تم تھا بکرف جانے جانے کا الم تھاج و شام وہ ناکام ہی سوچتا منہ نوجا گھر میں ہو چنا عزیز اقربا
 جناب اہل محلہ اسکو دیکھنے خوش ہوئے یہ اذکو دیکھنے کے رونے لگا خوشی کے بدلے ماتم ہونے لگا سب نے کہا
 مسافر گھر پہنچے خوش ہوتا ہو کیا سبب ہو کہ تو راز راز رہتا ہو ناچا سوداگر چارے مصیبت کے مارے نے اپنی سرگشت
 مفصل سنائی کہا بصد خرابی برس دن کی امان پائی ہو جانیکہ وعدہ پر آنے کی اجازت ہاتھ آئی ہو تہ خبر شکے گھر میں ہنگامہ شتر
 بپا ہوا اس مصیبت میں تمام کنبہ مبتلا ہوا قصہ کوتاہ اسنے اپنا نقد و مال موافق حکم خدا و رسول ہر ذمی حق کو بانٹ دیا
 کچھ بقیہ مساکین و محتاجین کو تقسیم کیا سب کاموں سے فرصت کی اور سال بھی تمام ہوا اوداع کی صدا سے گھر میں کراہم
 سکھو بھجھایا ایک دن اس سراہی بے ثبات ہر ذمی حیات کا کوچ ہی یہ جگہ بہت بچرا اور پوچ ہی میرے ماتم میں بھر کر
 دلون پر چکر کر دیکھ کے سکھو و تا پٹینا چھوڑا اہل کے منہ میں قدم بڑھایا بغیر وعدہ گاہ پر پہنچے مفر نظر نہ آیا صبح و شام
 ہر ایک منزل مقام طر لٹا زاندرہ درگور جیتا نہ مرتا و اس سزمین پر جا پہنچا یقین ہوا قضا کا زمانہ قریب آہو چنا و نھیں خون
 جہان سے یسگوفہ بھولا تھا قیام کیا اہل کے گھاٹ جا لگا چننے کے کنارے پر مقام کیا زمانہ نظر میں تیرہ دن تھا خیال
 رات کا نہ دھیان دن کا تما موت کے غم سے سینہ فگار تھا ڈھکا آدھ جرتھا اور بار بار وہ دفنگا یہ کہتا تھا
 یہ نیم کہ تا کر دو گار جہان + درین آشکارا چہ اودنمان + یہ چیتے ہیں جوان مرتے ہیں + آپ جو جاتے ہیں کرتے
 دفعہ ایک مرد پیرا دل لگیہ ہرنی کی رشی ہاتھ میں لیے وارد ہوا سلام علیکم کی صدا آئی یہ چارہ وطن آوارہ غزال رسیدہ
 کی صورت اپنے سالیے سے کم کرتا تھا زخوہ رفتگی سے بات کسی سے کم کرتا تھا سلام کا جواب تو دیا مگر جو کڑی بھول کے
 چپ ہو رہا ہرن کے ٹالکے ٹالکے کی قنارہم اہل شہر تیرے دنو نکا ہوتا کیونکہ آیا یہ مقام جنوں کا ہو جو کڑی رسیدہ
 اس گلزار میں آتا ہو جان شریں بصد تلخی گنوا تا ہی سوداگر نے جواب دیا اسی بندہ خدا کیا کون کون ہوں کیسا ہوں
 سکتے کا مال ہو منتظر قضا ہوں آپ حسب حال فرمایا ہو چکو کشان کشان پیک اجل یہاں لایا ہو اور سرگذشت مصیبت

اس طرح سے سنائی کہ اوسکے آسنو کل پٹے چھاتی بھرائی کہا مہر جاتا تو نے ایسا وعدہ وفا کیا مین بھی عمر کرتا ہوں کہ تیرا
بے مال کا دیکھے یہاں سے قدم نہ بڑھاؤ بیجا اگر جان بھی جائیگی آگے بناؤں گا یہ کہہ کے دو تون باہم بیٹھے باتون میں
ہلانے لگے اپنی اپنی دستان سنانے لگے یکا یک نہر وضیعت نہایت دوکتے سیاہ ہمارا وہاں آیا یہ کلام بان پر لایا
صاحب جو تم کون ہو کہا سے آئے ہو کونسی صیدیت ہو جسکے حد سے مقدر گھبرائے ہو ہرنی کے مالک نے سوداگر کا
قصہ مفصل سنا لیا ماجرا سمجھے کے اوسکو بھی رحم آیا قریب آئے بیٹھا باہم سلسلہ کلام نیرنگی جریخ و گردش ایام کا ذکر ہونے لگا
ہنوز جلد نہ تمام تھا قیسہ شخص سن رسیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ خبر باگدور مین بندھا آپہنچا اب ثالث باخبر ہونے
سوداگر کے فیتق غیر ہوئے یہ جلسہ جو پسند آیا برابر اوسنے بھی سہر جھایا دفعہ دشت سے عبارتیرہ و تار بل کھاتا بلوے
کی صورت بیچ و تاب دکھاتا نہ دیکتا یا لویا یک جن قومی ہیکل مسن زبون شامش نوخوار ہاتھ مین نگلی تلوار اوس مین پیدا ہوا وہ
ہوش حواس کسی پانس اوس نے سوداگر سے کہا اوجھ تک قوتل کردن بیٹھے کے خون کا عوض لون چاروں بیکوینا چا
غریب دیار نوخوار صورت دیکھے کے خوف سے کانپنے لگے دم جو چڑھ گئے ہانپنے لگے جن نے سوداگر کا ہاتھ پکڑے
کھینچا چاہتا تھا قتل کرے خون ہیگیاہ سے دشمنی ت بھرے ہرنی کا مالک ٹکھنے کی تاب نہ لایا جان پر کھیل کے
قریب آیا دست اوب باندہ کے پہلے تو سلام با احترام کیا پھر ہنبت یہ کلام کیا کہ آپکو قسم حضرت سلیمان علیہ السلام کی
ہو میرا اور اس ہرنی کا معاملہ بنورسن لیجیے اگر سوداگر کے ماجرے سے عجیب ہو تو اتنی میرے حال پر عنایت کیجیے کہ تیرا
سوداگر کے جرم کا بخش دیدیجیے جن یہ جگہ سنکے پہلے تو چپ ہوا پھر بیان کا اشارہ کیا اڈھر نقارہ صبح جا مؤذن نے نعرہ بلند
بلنگیا غزال نے حشت کی لی سبزہ زار دنیا سے چوڑی بھری نور سے ظلت شب کا فور ہوئی شہزاد نے اپنی آنکھ
یہ بات کی بشرط حیات ہرنی کی سرگذشت کل مین ہوگی شہریار نے خواب گاہ سے برآمد ہونے کے تحت سلطنت پر جب لوہا
مشغلہ انتظام ملکی مالی مین دن تمام کیا اودھر عامل فورم جہان افروز صابر مغرب مین پہان ہوا اودھر ساخوہ نے
چراغ انجم روشن کر کے عالم کو خواب غفلت سے جھکیں یا شہریار محل مین آیا شہزاد کو طلب فرمایا حسب معمول جب تھی
رت رہی نیا زاد نے ہرے ایفامی وعدہ کی درخواست کی شہزاد نے کہا شاہدشا مطلق شہریار کا اقبال بلند کر کے رعایا
برایا عدل انصاف سے ساری طفت خیر مند یہ عجیب ہرنی کے مالک نے جن اجازت پائی تو اپنی اور لوکی گذشتہ طرح سے سنائی

ہرنی کی چوڑی اس بیچارے کی حشت ماسف افرا حکایت

پیر مرد نے کہا ای سلطان حیرن یہ ہرئی جو میرے ہمراہ ہی فقیر کنی و خیر بدخواہ ہو چکا کی بیٹی تھی اوستے میرے سلسلہ عقد
میں لپیٹی تھی بارہ برس کا اسکا سچ تھا وہی عقد کا دن تھا ظاہر میں بہت طبع و فرمانبردار تھی جان و دل سے نثار تھی
تیس برس کا زمانہ گذر گیا اولاد نہ ہوئی طبیعت اس بیچ میں شاد و موئی فرزند کا ہر شخص خواہشمند ہوتا ہر اولاد کی
میں در امید بند ہوتا ہی ناچار اس تمنا میں لوٹدی مولیٰ بارے عنایت باری سے وہ جلد بار لائی تمرا بار لائی
ایسا فرزند دل بند پیدا ہوا کہ جس نے دیکھا شیدا ہوا میری بی بی کو اس لوٹدی سے عداوت ہوئی برس برس قساوت ہوئی
ہر پیرایہ میں منظور اوس کا ضرر رہا میں اس کا بالکل بخیر با حجب لڑکا دس برس کا ہوا عند الضرورت سفر در پیش آیا
فلک نے تفرقہ کارنگ کھایا تم نصرت ہزار منت زوہر سے سفارش کی سمجھایا ان دونوں کو انیز اندینامع انجیر کھر
جو اون کا حق پرورش بجلا اون کا اس کجخت نے بجشا وہ پینانی اون کی خدمت اور نگہبانی قبول کی تینے دیکھی
نصرت حصول کی اس ظلم نے میری لاعلمی میں اوسکی عداوت سے فن بحر میں کمال ہم پونچا یا تھا خوب لو نا چاری کو
مدد کار بنایا تھا میرے جانے کے بعد اس عداوت شعار نے قصائی بن کیا لوٹدی گامی لڑکے کو بچھرا بنا دیا ہوجب
زور بجز نرسد درہ بہ بالان یہ حرکت کر کے بہت شاد ہوئی سوت و نیچے کو بتلاسی سحر کر کے سطن میں بانی فساد ہوا
ایک ایسے سابق میں فقیر کانو کر تھا اوسکو بلا کے دونوں کو حوالہ کیا وہ بیچارا نادان تھا اپنے گھر میں لایا انسانو نکو جلاؤ
میں ملا کے چرانے لگا اس قتال کا غصہ ٹھکانے لگا تینے سفر سے بھر کر گھر میں جو قدم رکھا اونکو نہ دیکھا حال پوچھا
اس نے سہل متنوع جواب دیا کہ لوٹدی تمہارے پیچھے رگمی مجکو بہت بچین رگمی بیشیز لڑکے سے دل بہلاتی تھی تنہائی
میں جب گھبراتی تھی دو مینے سے وہ بھی غائب ہی یہ مقدمہ عجائب ہی تینے شدت سے بیچ والہ اوٹھایا لڑکے کو
بہت ڈھونڈا کچھ بتا نہ پایا لوٹدی کی تو یاس گئی مگر لڑکے کا خیال ہا خوشی دورانیس طالع ہا کچھ دنوں کے بعد
ذی الحج کا حدینا ہوا دسویں کو قربانی کا قرینا ہوا اسی ایسے سے تینے قربانی کو گامی سنگائی بی بی کے اشارے سے
وہ اسی کو لایا جاوے کے زور سے باسباب ظاہر ہوئی تازی تھی میری زور و جد کی دعا بازی تھی جب میں چھری لیکے
نچ کو آیا گامی وہی لوٹدی تھی مجکو پوچان کے صل مجانے لگی انسو نکلے دریا بہانے لگی مجھے اوسکے رونے پر
حیرت ہوئی خوف خدا ہوا نقشہ تصویر از سر تا پا ہوا اہیر سے کہا اسکو لیجا دوسری گامی لایا عورت شیطانت
بہت بد مزہ ہوئی جھلا کے کہا ایسی فریہ گامی چھوڑ کے اور منگاتا ہر کشت کھانا جھولا ترس کھانا ہرے زن بد

در سراسر مرد نکو + ہرین عالمست دوزخ او + زینہار از قرین بد زینار + وقتناربتنا عذاب اللہ نار + مجسبو
 اوسکے کہنے سے بھر فوج پر مستعد ہو وہ مرتبہ اول سے زیادہ بقرار و شکبار ہوتی تینے چھری ہاتھ سے پھینک دی
 اس بخت کے اصرار سے قصاب گما میرا ہاتھ اسکے چلانے سے چلتا نہیں تو ہی اسکو فوج کر وہ ہر جسم سنگار چھری
 لیکے آمادہ ہوا ہر چند وہ تڑپی جلائی لجا بخت وزاری اوس سنگدل کی خاطر میں نہ آئی ایسا قسوت قلبی نے گھیرا
 چھری کو اوسکی گردن پر پھیرا جگمال اود چھری فقط پوست و مٹت شخوان تھا گوشت کا بجا گمان تھا تینے اس
 عورت سے بد مزاج ہو کے کہا دیکھ تو گوشت کیا ہوا آخر چرواہے سے کہا اسکو تو لجا اپنے صرت میں لا قربانی کے لیے اور جا
 تجو بزرگ کے گوشت کی تمیز کر کے جلد لا وہ ہی عورت کے اشارے سے اوسکے بچے کو جو میرا بیٹا تھا لے آیا بچو تو
 اس ماجرے کی مطلق خبر پہنچی لیکن اسکو دیکھتے ہی لہو کا جوش ہوا خود رفتہ سا بیہوش ہوا وہ سی توڑا کہ جسے لپٹنے لگا
 فطالفت سے میرا کچھ بچنے لگا یہ نوبت ہوئی کہ ہاتھ سے چھری گر گئی بلکہ برے کلچے پر پھر گئی اوسکو بھی تینے فوج
 نہ کیا اس بخت نے بہت کچھ وضعی صورت بناتی تیوری چڑھا ہی اسکو تینے سمجھایا سال ایندہ اسکی باری ہی سفاکدہ
 تیری زاری ہوا میرا پنے گھر لیگیا عید کے دن بھگو بونج و غم ہا حال درم و برہم ہا دوسرے فردہ صمد آیا کیلا
 مجکو دیکھ کے میژدہ سنا یا کہ خداوند نعمت میری بیٹی فن سحر سے خوب ماہر ہی سب پر ظاہر ہی تجھٹے کو یہاں سے
 گھر چو لیگیا وہ دیکھ کے پہلے منسی پھر رونے لگی دامن آنسو و نفس بھگو نے لگی غلام نے اس بے محل حرکت کا
 سبب جو پوچھا اوس نے کہا یہ تجھرا جو بیچ گیا ہمارے مالک کا بیٹا ہی اونکی بی بی ساحرہ ہوا اوسنے اسکو بلا لین کے
 لپیٹا ہی یہ زندہ جو پھر امین خوش ہوئی آدر گائے جو بیچ ہو گئی اسکی ماں تھی اوسکو یاد کر کے روئی جسدم یہ سنا
 بیٹا بانہ اوسکے گھر دوڑ گیا مگر یہ سانمہ اوسکی بیٹی سے سنکے سرا بناد صحن بہت بھوئی والتی سے کہا کسی طرح
 بچھرا جو جسے بچھرا تو ملا سکتی ہے بچھرا کو تو آدمی بنا سکتی ہے اوسنے کہا آپ ہمارے مالک میں ہم فرما بزار میں مگر وہ
 اقرار میں لیک یہ ہی اگر میں اسکو پھر انسان بناؤں میرا نکاح اسکے ساتھ ہو دوسری بات یہ ہو کہ اپنی جو رو کو
 عمل برکی سزا دیتے کہا دونوں شرطیں بل قبول ہیں گو آہ خدا و رسول ہیں یہ سنکے وہ پیالہ پانی کا جام نہ گانی کا
 لائی دیر تک بڑ بڑائی پھر بانی بچھڑے پر چھڑکا دفعۃ کا دوسوار فلک پدم مرغزار شرق سے نمود ہوا چہرہ روز
 بے دود ہوا سحر شے بتکدہ نیلی میں بوختی ستار و نکلی سپی بڑ بانی بیت الحرم سے و فحسب کی صدا نمازیوں کے

کان میں آئی خزان کسیر چین سپر پر گلہ سہ انجم ہوا شہزاد چپ ہوئی دنیا زاد کو نلاطم ہوا گھبرا کر یہ شعر پڑھا ۵
 حیف در چشم زدن محبت یا آخر شد چہ روی گل سیر نہ یریم وہار آخر شد یہ کہانی تھے پوری تکمیل کی حسرت
 ولین ہی فلک جناب پسند و پے گزند ہر راحت و مسرت کا دروازہ بند ہو بادشاہ نے او کی تشکین کے کما تیرا
 گھبرا کر ایجا ہی جو جگو تمام قصہ لٹے سننا ہی یہ فرما کے شہزاد تو جہ در بار ہوا اور اکین سلطنت حاضر ہوے اجرامی کا ہوا
 شہزاد نے کہا آج تو بچ جان بچ گئی اب کل کی کل کے ہاتھ ہر اپنا جینا طوالت سخن کے ساتھ ہر شہزاد کے
 اس بیان پر رات نے خندہ دندان نکالیا تارے چھٹکے فلک اول کو چمکا دیا بادشاہ پلنگ پر رنق افزا ہوا
 پھر وہی جلسا ہوا شہزاد سے فرمایا پھر کیا ہوا اس نے عرض کی پانی جب پھر ٹھے پر پڑا تو رابصورت صلی ہو گیا
 باپ اوس کا کتا ہی مینے دوڑ کے گلے سے لگایا کہا خالق ارض و سما نے اس لڑکی کے ذریعہ سے تجکو آدمی بنایا
 ہمسے ملا یا اس کا حق بہت بڑا ہی تیرا عقدا سکے ساتھ ہو گا مینے وعدہ کیا ہو پھر آسیر کی بیٹی نے اپنے نکاح سے پہلے
 اوس سکارا کو ہرنی بنایا مینے ہو بیٹے کو گھر مین لایا بے دغدغہ دن بے ترو درات گذرتی تھی بہت اچھی اوقات
 گذرتی تھی تھوڑا عرصہ ہوا ہونے دار فانی سے رحلت کی تیرے بیٹے نے اوسکے فراق مین غیر حالت کی اوسی اولہ
 مین وطن چھوڑا تھر بہت اختیار کی ہمسے منہ موڑا آج تک اوسکی خبر مین بائی طبیعت بہت گھبرائی اوسکی تلاش مین
 اس مین بخت کو ساتھ لیکے جاتا ہوں دیکھا جا ہیے کیونکہ اوس بخت جگر کو پاتا ہوں فی آستان سیری اولس ہرنی کی تھی اپنے
 شی ایوا وعدہ کا میڈار غلام ہر قصہ تمام ہو چو نے کہا مینکات قصہ عجیب ہر تیرا قصہ ڈاگر کی خطا کا معاذ کرتا ہوں و اگر خوش بخت

قصہ کتون کا جو اوسکے سکے بھائی تھے خلقت کے قصائی تھے خواہش
 نفسانی سے دریا مین گرا کے آبرو کو ڈلو یا اپنی حسرت کو کھویا

اسکے بعد دوسرا سیر مرد جو کتے سیاہ ہرا لایا تھا قریب آیا کہا میرا قصہ کتون کا کچھ بھی سن لیجے جو اس سانچے سے بہت
 دنیا ہو تو تیسرا حصہ سو ڈاگر کی خطا کا اور بخش دیکھے جن نے کہا اچھا وہ بولا اسی جنون کے بادشاہ یہ دونوں
 سگ سیاہ میرے سکے بھائی ہن باب نے ہمارے جب انتقال کیا مال دنیا سے زمین ہزار مال ہمارے ہاتھ
 آئے برابر بانٹ کے تجارت کرنے لگے جو جس مین لیل دنیا گذرنے لگے کچھ دنوں کے بعد بڑے بھائی کی

لیڈی ترمسوتی تھیں بٹھائے نیت سفر ہوئی اپنا مال بیچ کے اور شہر وں کا اسباب خرید کر ورنہ ہوتا ہی ویرا دی کا
 بہانہ ہوا برس دن کے بعد ایک فقیر خوار و ذلیل سیری دکان کے رہبر و آیا کہا خدا بھلا کرے میں نے جواب دیا تیرا
 بھی بھلا ہو پھر اس نے کہا بھائی تم نے نہ پہچانا حقیقت میں مجھے فقیر جانا بخیر جب خیال کیا معلوم ہوا بڑا بھائی اگر
 سفر کی بدولت یہ تباہی آئی ہو تو ڈر کر گلے سے لگایا حال جو پوچھا تو اس نے یہ سنایا **۵** جو حضرت و افسوس نہیں ہاتھ
 کچھ آتا ۴ ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجیے ۳ مصیبت کا ذکر زبان پر لانا رنج و دنیا ہنر صفت لینا ہی تینے حمام میں سچو ایک پڑ
 بدلوئے کچھ نہا کر مال سکے و لین آئے اپنا بھی کھاتا جو دکھا دو ہزار ریال بے ضرر نفع ہوا تھا اوسیدم ہزار ریال
 اوسکو دے کہ گذشتہ راصلوہ بدستور تجارت کا سامان کرو سب گانگی کا نہ دھیان کرو غرض کہ خرید و فروخت میں مشغول ہو
 خاطر خواہ فائدے حصول ہوئے اب دوسرا بھائی سفر کا سامان کرنے لگا ہننے سمجھا یا تیرے بھائی کی خرابی کا حال
 سنایا اوسکی سمجھ میں آیا اپنی جمع پونجی بیچ کے اور بستون کا اسباب لیکے قافلے کے ہمراہ رو براہ ہوا اسکو تو سال بھی
 تمام ہوا اپنا کام تمام کر کے مال دولت گنوا فقیر وں کی سب بنا آپہنچا اس صے میں مجھے ہزار ریال نفع سے ہاتھ
 تھے وہ انکے تواضع کئے دوکان ہول لیکے دی پھر کام میں مشغول ہوئے بعد چندے یہ دونوں شیطان کے
 بندے باہم مصلحت کر کے سیر پاس ہونچے سفر کی غیر مجرم ویر فائدہ کثیر ملاقات فقیر و امیر بیان کر کے سناوت کی
 ترغیب دینے لگے تینے کہا بھائی تم دونوں صاحبوں نے کیا نفع سفر میں پایا ہے کچھ یاد ہو یا بالکل دل سے بھلا یا ہر
 تین دیدہ و دانستہ رنج غربت اوٹھاؤں خالی ہاتھ گھر پھر آؤں ظالم کبانتے تھے خدا جانے کیا مصلحت جاتے
 تھے یہ ہفتہ سنایا کہ شاہد ہمارے قدم کی برکت سے نفع ہاتھ آئے ہمارا بھی بھلا ہو جا القصد پانچ برس تک
 وہ دن رات ہی ترغیب دیتے رہے کہ اس شہر سے اور کمین چلیے صحبت کا اثر مشورہ ہر بشر مجبور ہے جب بالفہ صد
 گذر تین بھی ارضی ہو گیا وہ بہا بجا جو اور شہر و نین گران بہا سمجھا مول لیا اوسوقت بھائیوں کا حال کھلا جو کچھ
 دیا تھا وہ کھاپے ٹاٹ اوٹنے کا مزا پایا چکے تین یہ سنکے چپ ہو رہا ملامت نکی کہ دل شکنی ہو گی بلکہ تین ہزار ریال
 اور وے یہ کہا بھائی **۵** مہر و آخر میں مبارک بندہ لہیت ۴ بشر کو لازم ہے کہ نصف روپیہ تجارت میں لگائے آج
 گھر میں چھوڑ جائے اگر گردش حرب سے بیچ پڑے تو احتیاج بغیر مولنگوٹا باندرہ کے خالی ہاتھ سر لےج السیر و القصد
 تو تین ہزار ریال کا ویدہ کیا باقی کا اسباب خرید لیا خدا کے فضل سے اوس فر میں ایک ایک ریال کے دس دس ہو

اب وہاں سے وطن کے قابل مال لیا اور جہاز پر سوار ہونے لگا دفعۃً فریادی شور کے کنارے پر ایک شیریں خان
 دیکھتا تھی حسن برہمنی خصال صاحب جمال عورت نظر آئی باسباب ظاہر کپڑے لٹے تھے وہ بھی میلے کچیلے تھے مگر وٹا
 کا قول ہر صبح حاجت مشاطہ نسبت رومی دل آرام راہ میرے پاس آئی اور اپنی زبان سے عقد کی درخواست
 کی مینے فوراً یہ امر قبول کیا قاضی صاحب سے عقد بندھو کے لطف ملاقات حصول کیا عمدہ پوشاک جو پہنائی تھی
 صورت و لہریب نکل آئی جہاز پر سوار کیا ناخدا نے لنگڑا وٹھا دیا راہ میں جن صورت سے زیادہ حسن سیرت نظر آیا انتہا کی
 سلیقہ شعار وہ حور کو دار نکلی بہت آسائش و سلی ذات سے ملی رتھی خوبی صورت نیک سیرت میں بھی پیار کرنے لگا دل و جان
 شکر کرنے لگا یہ اخوان الشیاطین پر شک کر کے اوس سے جلنے لگے ضرر پہنچانے کی راہ چلنے لگے ایک دن ہم دونوں
 کو نیند میں غافل ہاپکے پلنگ پر سے اٹھا کے دہن نہنگ میں پھینکا اب یہ ماجرا سنیں وہ برہمنی تھی پانی میں
 سے برہمنی تھی فوراً مجھ کو دیا سے اٹھا کے خشک جزیرہ میں بٹھا دیا پھر اپنی حکایت ان موزوں کی شکایت بیان کی
 کہا میں قوم ہی جان ہوں تجھ کو دیکھ کے مجھے رغبت ہوئی امتحاناً افلاس کی وضع بنا کی تیرے روبرو آئی تو نے مجھ کو
 اختیار کیا پیار کیا بڑا احسان ہوا اوس کا بدلا اس آن ہوا تجھ کو ڈوبنے مریا تیرے بھائی ٹھنکس نرے قصائی نہیں
 قصہ یہ کہ اونکو ہلاک کروں دیا میں ڈبا دون مینے بمنت اوسکو سمجھا یا کہ برے سے بھلائی کرنا جو امر دمی ہوا میں نام
 ہوا اور ہمارا حادثہ گردش الیم ہی اسکا مقام خدا پر کھو غصہ تھوک دو لگے جب میں ان ملعونوں کی سعی کرتا تھا اوسکا غصہ بڑھتا
 تھا ناچار مینے کہا قتل کے سوا اور جو جی چاہے مراد و تقدیر میری خاطر کرو آتش غضب اوس شعلہ رو کی نرم زبانی
 پانی سے بھجائی وہ مجھے اوس جزیرہ سے ایک دم میں میرے گھر کی چھت پر لائی اور نظر سے غائب ہو گئی میں کھٹے
 سے اوتر کے نیچے آیا اسباب جہاز کا اور جو کچھ گھر میں چھوڑ گیا تھا سب پایا وہ جو بیال دفن کر گیا تھا وہ بھی ہسکا
 دکان کو بدستور جایا جس میں نے میرا آنا سنا وہ دیکھنے آیا جب دکان بند کر کے گھر میں پہنچا ان کتون کو دیکھا
 یہ دوڑ کے گرد پھرنے پاؤں پر اپنے سر دم نے لگے عجز کرنے لگے اوس حال میں وہ برہمنی تمثال ہی آئی کلیہ
 زبان پر لائی تم ان کتون کو دیکھ کے کھبرانا نہیں کچھ اور خیال لانا نہیں یہ دونوں جو بہنیت کڈائی ہیں تمہارے
 سکے بھائی ہیں تیری بہن ساحرہ ہی اوس نے جہاز کو ڈبا کے انکو کتا بنا کے مجھ کو دیا ہی آدہ یہ وعدہ کیا کہ کس برس
 تک یہ اس صورت میں ہیں گے اپنی بد کرداری کی اذیت سہیں گے جب نام و پیشان ہو گئے شکل انسان ہوں گے

یہ سنا کے وہ ہوا ہوئی و اللہ اعلم کیا ہوئی و عدہ میں قلیل زمانہ باقی ہو چکا اور سچ سی کی مشتاقی ہو اور سچی تجویز میں پرتا
 بیان آیا یہ عالم دیکھ سکے ٹھہر گیا گھبرا یا بندہ کا حال نکال مال تھاجو عرض کیا آپ مالک میں ہمتورہ روز مالک میں یہ سنکے جو بہت
 ہنساکا توئی آفت میں بھنپا و قہی تیرا سنا عجیب ہو معلوم ہوا سو اگر خوش نصیب ہو وہ جو مٹلت اور خشنید یا پھر تو تیرے ^{ضعیف} مرد
 خچر کی پھر ساتھ لے پھرتے تھے سو کھے میں کرتے تھے آگے بڑھے کہا خصوصاً یہ بھی کہانی ہے معنی نہیں سننے کے قابل ہو یہ ^{ضعیف} زور افکار
 نہیں جو میں مل جوں ہنس کے کہا شوخ اپنی تہی سناے جو ہی جا لے لے ہم مجھے کو شرف کج نکو میان لائی ہو تو اگر کی تقدیر میں ہائی تو

سرگزشت صاحب خچر کی جو روئے تانبا یا گلی گلی جو بکایا قصائی لٹکی نے بصورتی یا سحر کار گاہ کیا

وہ کہنے لگا اسی جنون کے پادشاہ کی بخت جو خچر حضور کے سامنے کھڑی ہو سیری جو روہی شاہ بڑی ہی حسب اتفاق
 کچھ سی ضرورت ہوئی مجکو سفر درپیش ہوا اہل و عیال کی دوری سے دل پش ہو ابرسن ن کے بعد لشوق تمام تیرا
 شام گھر میں پہنچا و شوخ خندانہ دکھائے جو سامان مجکو نظر آئے بی بی صاحبہ حبشی غلام سے منہ اپنا کالا کرتی تھیں
 معشوقانہ ناز کر کے محبت کا دم بھرتی تھیں کچھ ہی جل گیا غصہ سے رنگ بدل گیا جا ہا کہ اس مردار اور
 حبشی ناسکار پر تلوار نکالوں بار ڈالوں و فتنہ یہ عورت تڑپ کے کچھ بڑھتی اوٹھی میں تو جہان کھڑا تھا اہل نسکا
 کو یاز میں میں گرا تھا یہ پانی کا چھ لائی کچھ کلنے زبان پر بڑ بڑائی تینے اسکو تو بھی نکما تھا سننے بانی کا چھینٹا
 دیامین لوٹ کے کتا ہو گیا ننگ ناموس کو بھیانے ڈبو ویا دونوں جہان سے مجکو کھو دیا میں تو اسکے
 تیور کی رکھائی بھونکی کج ادائی دیکھتا ہا اسنے ڈنکار کے گھر سے باہر نکال دیا بلا کو اپنے سر پر سے ٹال دیا
 آفت رسیدہ راہ کا آشنا نہ باٹ کا گھر کا نہ گھاٹ کا اوھر اوھر پھرنے لگا جھوک کے باعث ہر قدم پر جھوک
 گرنے لگا آخر کار بعد خرابی بسیار قصائی کی دکان پر آیا کبھی ہڈیاں چبانیں گرا پڑا گوشت کھا کے بھوک کو
 بہلایا ایک روز قصائی کے ساتھ اسکے گھر میں گیا او سکی بی بی جو ان مجکو دیکھ کے اندر جا بیٹھی منہ کو چھپا بیٹھی
 جب عرصہ ہوا قصائی نے کہا تم گری میں گھبراتی ہو باہر کیوں نہیں آتی ہو اسنے جواب دیا مرد بیگانہ
 گھر میں ہو کیونکر باہر آؤں نا محرم کو صورت کھاؤں قصائی چاروں طرف دیکھ کے بولا یہاں مرد کہاں
 ہی ہوتا غلط کہاں ہے وہ بولی جسکے تم کہتا سمجھتے ہو یہ جھلا آدمی ہی مرد ہو جو رو سکی فن سحر میں فرد ہوا اسنے

جاوے اسکو کتابا یا یہ سچو کا پیا مسخارے سہارے سے ساتھ آیا ہوا اور جو میری بات کا یقین نہ تو ہو گی اس
 بناتی ہوں یہ میرے ٹکڑے دکھاتی ہوں وہ بولا اگر یہ عمل مجھے سے مرزد ہو گا خدا خوش رسول راضی از حد ہو گا بصورت انسان
 بندہ خراب ہو جائے گا شہرہ خراب ہو جائے گا جلد اس بلا سے رہا کر خدا سے رخصت کی دو اگر اوس نے آگے بڑھے
 کچھ دیکھتے ہیں اسے کان میں بھونکا جگو غمش آگیا دم عیسیٰ جو بنا تو ان میں بھونکا آنکھ جو کھلی بہ ستور انسان ہوا اوس کا بندہ
 جس ان ہوا کہ آتشہ دونوں جہان میں تیرا بھلا کرے تمہیں دست بخیر دے اور کیا کرے لیکن اتنا امیدوار ہوں کہ اوس کو
 اس کا ہر لون اوس کے فرسوس اخیر نچ رہوں ایسا نہ ہو کہ پھر وہ کہتا رہا کہ تو یہ بڑے دست و پا کیا کرے اوس نے
 ایک لٹار کا چول بھجو دیا کہا جس جگہ نوکانا لیکے تو اوپر لگائے گا تو اوہ صورت ہو جائیگی جگو کہ زندہ ہو جائیگی میں وہ
 کل تمنا لیکے گھر کا رستہ لیا جس دم مکان میں آیا اوس خفتہ سخت کو سوتا پایا بدگمی تمام وہ بھول بہت بھلے اوس کے منہ پر
 مال کہا خیر ہو گیا کیا تیرے زین نے خاک چاہی کو منور کیا شہزاد نے بحر خاموشی میں غوطہ لگایا قصہ مختصر کیا خطوط
 شعاعی کن کی صورت یہ کن دکھاتی تھی کہ بے مرد و بادبان کھینچے لاتی تھی دنیا راو نے بہت ہی قرار ہوئے کہا غضب کی جگہ
 قصہ چھوڑا لیا کہ اتنی جواہر سے منہ موڑا شہزادہ خواب گاہ سے تخت پر جا بیٹھا حکمرانی میں مشغول ہوا جاہمند کا مطلب
 حاصل ہوا ناگمان شفق شام نے چہرہ روز خون آشام کیا رات دن کام تمام کیا اندھیرے نے عیب و نہر کو چھپایا بادشاہ
 والا جاہ پلنگ برپا شہرت کی جب نیند سے آنکھ کھلی شہزاد سے میان داستان کی فرمائش کی زبان گل شگفتہ خاروہ
 ہنچے لب ہونی عرص کی جب گل عورت کے منہ پر لگا شگوفہ چھلا کہ فوراً وہ خیر ہو گئی خواب غفلت میں تھی کہ تقدیر ہو گئی
 اوس کے شوہر نے جن سے کہا پہلے بھی میں اس کا سوار تھا اب بھی ارہوں الیقاسی وعدہ کا امیدوار ہوں اوس وقت جن نے
 شجر سے پوچھا یہ چراہ روغ ہو یا راست ہوا اوس نے گرون ہلائی کہ بے کم و کاست ہو جن خوش ہوا وہ حدت بھی جاگتیا
 دل صاف کیا سوداگر سے کہا اگر یہ لوگ ماتے تمھاری جان جاتی انکا شکر ادا کرو یاں چون سے ملو آرام کرو جو تو صبح صبح شام
 کو یہ کہے وہ تو نظروں سے نہان ہو اس کی جان میں جان آئی ایسی بلا می بے دربان سے نجات پائی ہر شخص اپنی
 سمت وادہ ہوا حال اقمی کنناون سکا سکی ہائی و جان بخشی کا بہانہ ہوا شہزادہ جب اس قصہ کو تمام کر چکی نیازا نے
 کہا اچھی تو رات باقی ہو لطف حرف و حکایات باقی ہو یہ سنکے شہزاد نے ماہی گیر کا جنجال نکالا وقت کو ٹالا
 جال میں جگا چھنسا ماہی گیر کار و نا جری کا ہنسنا پھر دم میں آگے جن کا بیدارم قید ہونا اپنے

شکار کا صید ہونا مجبوری ہو کے تالا بکجا بتانا ماہی گیر کا اس وسیلہ سے دولت مند ہونا اعلیٰ مراتب پانا

شہزاد نے کہا زائد سابق میں ایک ماہی گیر مرد مسلمان پابند وضع صاحب ایمان تھا دم سحر وہ ہفتہ جگہ میرا جال پھینکتا مچھلیاں لاکے بال بچوں کے کچھڑے سے فرصت پا کے بیٹھ رہتا ایک روز حسب عادت دریا کنارے چاکے پانی میں جال بچھایا کھینچنے میں بھاری پایا بچھا عنایت باری ہو قسمت بر سر مددگاری ہو خوش ہو کے باہر جو نکالا سوا گدھا نکلا گھاتے میں جا بجا سے جال بھٹ گیا شکار کیا اس کا رسی جی ہٹ گیا مجبور پھر اوسکو گانٹھ کے پھینکا اس بار کچھ اور مٹی کے سوا کچھ خاک ہی ہاتھ نہ لگا بہت افسردہ خاطر ہوا تیسری بار سب مشقت بیکار ہوئی کنگر پتھر نکلے تقدیر پتھر پڑ گئے اس صے میں صبح تارا نمود ہوا ماہی گیر وضو کر کے مسجود ہوا بعد نماز بصد سوز و گداز پروردگار سے عرض کیا کہ تو عالم و دانا تو جا رہا جال پھینکنا ہوں تین مرتبہ خالی گیا رنج کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا ابکے دیکھیے فلک کیا دکھاتا رنگ برانظر آتا ہی یہ کہے جال الا اس فوج بہت سنگین پایا سمجھا بڑھی مچھلیاں معلوم ہوتی ہیں سب کس نکل آئی محنت را گیان بچائی جال باہر جو نکالا جال الغیب منہ کے سامنے تھا لوٹا بیتل کا نکلا انتہا کامل ہوا کہ مطلب حصول ہوا بنو دیکھا تو مہ نظر آئی غصہ میں بھرا تھا دل خالی کر نیکو دیکھا نہ بھلا تھر کو توڑ ڈالا جسم او میں سے دھوان نکلنے لگا گھبرا گیا سے پھینکے یا وہ آسمان تک پہنچا پھر اوس دھوین سے جن دھوان حار شربا مجسم ہو کے رو بر و آیا کیلینا یا لاکہ ماہی گیر بڑھی تقصیر تو نے کی مجبور دیا سے باہر نکال کے قید سے ہائی وحی مطرح کے قتل پر تو راضی ہو وہی بیکرون اس کام میں تاخیر کروں یہ بیچار آفت کلارا دیکھتے ہی جان ہاتھ دھو چکا تھا ڈر کے مارے جان کھو چکا تھا جواب یا ہل خزاؤ الا احسان الا الاحسان جن و انسان کہتے تھے ہم اس خیال میں رہتے تھے اب کیا تیرھویں صدی ہجری نیکی کا بدلہ بدی ہو جن نے کہا پہلے تو میری حکایت سن لے پھر شکایت کرنا زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام میں جن جنسوں کے فرمانبردار تھے چند شخصوں کے میں انہیں سے ہوں برسر نکار تھے ایک روز غصہ و نگو آیا آصف وزیر سے ہماری گرفتاری کا حکم فرمایا مجکو لوگ پکڑ کے حضور میں لگیئے اسلام کے مکلف ہوئے سینے نخوت کی راہ سے انکار کیا اس جنم پر مجکو لوٹے میں بند کر کے سمندر میں پھینکوادیا مینے دل سے عہد کیا جو مجکو بیان سے نکالے آفت میرے سر سے ٹالے اس قدر مال فروردنگا کہ دولت دنیا سے نہال قاغ البال کرونگا کئی پشت اوسکی کھائیگی مزے اور اسکی ہزار برس گذر گئے کسی نے نہ چیر آیا بلکہ قریب تھا تا اب یہ کہا جو مجکو چھڑائے گا جتنے دینے زمین

نہان میں سب اوسکو دو کھا دوں گا اوس دوسے میں بھی نجات ہوئی قید سے رہائی نہ ملی اس سال یہ عہد کیا کہ جو میری
 رہائی کرے گا میں قتل کروں گا سانس لینے کی ہمت نہ کروں گا اسکو ہفتہ نہیں گذرا تھا جو سپر کی نحوست کھینچ لائی تیری قضیا
 آتی اب دیر نہ کر جس شکل سے مرنا گوارا ہو مجکو اشارہ ہو جب ماہی کیہ لو قیقین ہو کہ یہ دشمن خدا جیتا پنجوڑے کا شیشہ
 سنگ تھم سے توڑے گا اوسنے پوچھا ای جن تک تو قسم دیتا ہوں سچ بتا دے تو کہاں تھا اوسنے کہا اسی لوٹے
 میں پہنان تھا ماہی گیر نے کہا اتنا جھوٹ بولتا ہی یہودہ منہ طولتا ہی یہ قدر و بالا دنیا سے نرالا اسپر لوٹے میں آنا
 عقل میں نہیں آتا ہی تو جھوٹی باتیں بناتا ہی جب تک میرے رویہ و لوٹے میں تو نہ آئیگا اور اندر سے آواز نہ سنائیگا
 مجکو باور نہ آئیگا یہ سنکے جن پھر دھوان ہو کے لوٹے میں جانے لگا اوسکو دکھانے لگا جسدم تمام و کمال لوٹے میں
 آیا کہا کیوں آتا ہو مجکو سچا پایا ماہی گیر نے جواب نہ دیا وہ ڈھکنا لوٹے کے منہ پر کھ کے مہر کو جو دیا پھر یہ سنایا ہی جن
 برسے دن آگئے تم لوٹے میں سما گئے بتاؤ کس قسم میں ڈرون جہان بشر کی بساٹی نہ تو تارست تجھے رہائی نہ ہو جن سے
 کایہ سنکے بہت گھبرایا عجیب کے کلام بان پر لایا کہ میں تجھ سے ہنستا تھا اوسنے کہا میں تیرے حال پر ہوتا ہوں دونوں
 جہان تجکو کھو تا ہوں جن نے ہمت کہا میرا قصہ سوان کر پڑا سلوک کر دن گجو مانگے گا دوں گا مچھائی الہ اول اگر تجکو
 نکالوں دستہ قضا کا سامنا ہو پھر مجھ سے کیا ہو اور تو وہ کرے جو باو شاہ گریک نے حکیم دوان کیا جن کو بلا دیا جا رہا

و قصہ بادشاہ گریک کا حکیم دوان کے علاج سے صحت پانا وزیر کا
 آتش حسد سے جلکے ہنادا اوٹھانا بادشاہ کا بد مزہ ہونے کے قتل پر آمادہ ہو جانا
 حکیم کی حکمت سے کتاب کی ورق گردانی میں صفحہ ہستی کا سیاہ ہونا حکیم کے ہمراہ ہونا

ماہی گیر نے کہا مملکت پارک بادشاہ جنڈام کے عارضہ میں مبتلا تھا رست سے غنا تھا خلق خدا انفرت کرتی تھی اوسکے
 سایہ سے ڈرتی تھی جتنے حکیم طبیب نزدیک دور مشہور تھے علاج میں مجبور تھے مرض بڑھتا تھا طاقت گھٹتی تھی بیچارے
 ہاتھ پاؤں بہت مارے ناچار ہو کے ہمت ہاری کچھ دنوں کے بعد ایک حکیم دوان نام کسی مقام سے وہاں اردہوا
 بادشاہ کا حال سنا وزیر اعظم کے ذریعہ سے ملازمت حاصل ہوئی مرض کی شدت دیکھی اوس نے دو اولو ترکیبے اکا گیند
 اور تھکی تیار کی بادشاہ سے عرض کیا خوب گیند خانے میں جا میں اس شغل سے دل ہلا میں جسدم پسینا خوب آئے
 فوراً حمام میں نونو شیش کے نہا میں قدرت حق ملاحظہ فرما میں بادشاہ کا کھیل کھیل کے نہانا فوراً غسل صحت کا بہانہ کیا

مرض کا نام دلشان نہ رہا بالکل ہو گیا بادشاہ بہت مسرور ہوا حکیم شریک طلبہ حضور ہوا خلعت و لانام صبح و شام ملنے لگا مقرران خاص میں اختصاص ہوا آبر و پائی خلوت و جلوت میں بیٹھنے کی بارہا تھہ آئی وزیر عظیم آتش حسد میں جلا در اندازی غمازی کی جال جلا ایک روز کہلا پاپا کے خیر خواہی کی صورت بنا کے بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک شخص غمگین و ناروا پر اس قدر اعتماد کرنا خلوت میں ہر بار یاد کرنا مناسب نہیں ہے حکیم مکار جو اس سے دشمنی کو ضرر پہنچے گا یہ سیدھا اپنے گھر پہنچے گا پھر بجز حسرت و فحوسل نہ کر گیا ہو گا ہنگام خاص کار و عہدیت میں بدلتا ہو گا تا کہ بالآخر پہنچے گا کہ اس مال غیر کے قبضہ میں آئے گا بادشاہ نے فرمایا یہ شک و حسد کی باتیں ہیں اس کے بگاڑنے کی ہنی ہوئی ہے تمہارا بین ایسا غمخوار جس نے مرض لا دو کا چار لیا کیسا علاج ہمارا کیا کہاں ہاتھ آتا ہے تو جلتا ہوا ناسخ تھمت لگاتا ہے جو اس کو کچھ اور منظور ہوتا وہ اکابر اور مہر کا تھا وہ اپنا کام کرتا کون اس کو بدنام کرتا تھا جو سہ باد کے بادشاہ کا فسانہ یاد ہو وزیر نے اس کی بیٹی کو قتل کیا یا خون ناحق کا و صہ بادشاہ کے در تک آیا وزیر نے حال کو چھا بادشاہ کو بیان کیا

قصہ سہ باد کے بادشاہ کا نانی نواسی کے خوں کی پامی کی پاپو بیٹی کے قتل آما د گیا وزیر نے پچا لیا

بادشاہ سہ باد کی ساس اپنی نواسی کے خوں کی پامی ہوئی تری تھمت اسپر کی اور اس کے باپ سے وہ ناکار دار کی میدوار ہوئی بادشاہ عقل کا دشمن عورت کے خیر میں گیا بیٹی کے قتل پر مستعد ہوا اس کا وزیر نیک صاحب تبریر خوش تقریر تھا غمگین ہوا پیر و مرشد اس کام میں جلدی پچا ہیہ بہت غور فرمایا سہ باد خستہ کوچی اور نکر دیکھتے نہج ہو ملاں ہو مجھے بوجھے قتل کرنے کا انفعال ہوا رڈ ان اسل نہ نہ کرنا دشوار ہو چو دلایت پر دو گار ہو بادشاہ کو چھا وزیر

قصہ در نیک صفات وزن بد ذات کامر و کا تو تالا نا عورت کا بھیدہ طہا نا پچھ عورت کے کید سے توئی کو مار کے کچھتا نا حاققت اپنی اور نکیلو اسطے سندھ چٹو ناسنگ حسرت سے سر توڑتا

ایک شخص خودہ صفات بہت خوش اوقات تھا بی بی اور کی شکیلا مرتبہ جمیلہ تھی اس کو سپار کرنا تھا جان دل نشا کرنا تھا اگر دم بھر وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتی دماغ میں فتور ہوتا حاجت صندل ہوتی ایک با مجبوس می سفر و پیش ہوا غم جاتی سے دل ریش ہونا چار روانہ ہوا لکر غم فراق سے بے آب و دانہ ہوا جس شہر میں گیا تھا وہاں عجیب مائے رکتے تھے اور میں ایک سرد پوش با قوت منقار خانہ بدوش تو تھا سوال کا جواب بدیہ اور سے حاصل ہوتا تھا

دوسرا یہ تکلف تھا کہ کمال آقا کو سنا تا تھا یا تو نہیں دل بہلاتا تھا یہ شخص وہ تو تا خرید کے گھر میں لایا اول تبرائے
 اضطراب سے چین یا یا قضای کار کچھ لیا سبب ہوا کہ سفر کا سامنا ٹھہرا غضب ہوا دم خصت تو تابی بی کو نچو پکا
 نگہبانی کی اس نے بائلی تاکیر کی جس مع انجیر سفر سے معاودت ہوئی تنہائی میں تو تے سے گھر کی حقیقت پوچی
 میان ٹھو نے جو جو دیکھا تھا آقا کو سنا یا اکثر امور خلاف جو نے غصہ آیا بی بی کو چھڑکا لوندی کو چشم نمائی کی لقتے
 کے حق میں برائی کی عورت کو پہلے لوندیوں پر گمان ہوا دو ایک کو مارا کیسکو دم کا یا سبب قصہ میں کھائیں مطلب پایا
 آخر کار اس افشار راز کا تو تے پر یقین ہوا او کا جھوٹا کرنا ذہن نشین ہوا واقعی جب زندی کو ایسا خیال ہوتا ہی جانو
 تو کیا آدمی کو بچنا محال ہوتا ہی وہ اس فکر میں ہوئی کسی طرح تو تے کو میانکے روبرو جھوٹا کیجیے تب چین لےجیے
 اتفاقات مانہ پھر وہ شخص دین کے لیے گھر سے باہر چلا عورت نے موقع پا کے لوندیوں سے کہا کہ ایک پتھر کے
 قرابے میں چکی پیسے دوسری پوشیدہ ہو کے پتھرے پر پانی چھکے دیکھو سری آہینہ شمع کی روشنی میں چمکائے
 عکس دسکا تو تے پر آئے تمام ات لوندیاں بی بی کا حکم بجالائیں تو تے کی ایذا میں مصروف رہیں جگہ جگہ
 جو گھر میں آتے تے سے منکر نہشت پوچھی اوس نے اپنی اذیت بیان کی کہ تمام شب پانی برسائیں بھیکتار باجلی حکمی
 بادل گرجا رات بھر سب سہا یہ پچا رے سیدھے آدمی اہل محلہ سے جو حال پوچھا تو بتا جھوٹا نکلا مجھے کہ تو تا نرا یا وہ کو
 بہت بری اسکی خود ہی پہلے بھی جو کچھ مجھے کہا ایسا ہی جھوٹ تھا عورت پر ناحق افر کیا میرا دل اوس سے بڑا کیا اس
 قصور میں غصہ جو بڑھا تو تے کو پتھرے سے نکال زمین پر پٹک دیا تو تا بیگناہ قصہ جسم خالی چھوڑ گیا دنیا ہی دون کے
 منہ مڑ گیا بعد چند سے اہل محلہ سے جو گفتگو ہوئی اوس عورت کی شرارت بد ذاتی جو تو تے نے بیان کی تھی ثابت
 ہو گئی بلکہ کچھ وزرا یہ برائی بے وفائی کھلی اوس وقت تو تے کا رنج و الم کیا تم کیا گزشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بڑے
 خود با یزدیہ کہہ کے بادشاہ نے فرمایا میں ایسا عقل کا دشمن نہیں کہ تیرے حسد سے حکیم کو قتل کروں تمام
 دنیا میں نام ہوں وزیر نے جواب یا غلام ترقی خواہ ہو ایکی صحت سلامت ملک کی حفاظت چاہتا ہی نہ راجی اوس کو
 جاسوس بتاتا ہی غلام اگر جھوٹ عرض کرتا ہو تو وہی سزا پائے جو اوس وزیر نے پائی تھی
 بھلائی میں برائی ہاتھ آئی تھی بادشاہ نے وہ قصہ پوچھا وزیر دست بستہ ہو کے عرض کیا لگا

شاہزادہ کا شکار کے کچھے گھوڑا اور مٹھانا لشکر سے چھٹ جانا غول کی عورت کا

دو چار ہونا گھوڑے پر سوار ہونا شاہزادہ کا بچکے آنا غفلت پر وزیر کا مارا جانا

ایک بادشاہ اپنے بیٹے کا عاشق ناز تھا اسکے خلاف سخت ناکوار تھا اور شہزادے کو شکار کا بڑا شوق تھا دارا کو
کا ذوق تھا جب سر و شکار کو سوار ہوتا وزیر ہمراہ ہر بار ہوتا اور سلطان ذمی شان تعلیم کرتا تھا کہ کوئی لمحہ شہزادے
جدا ہونا غفلت میں مبتلا ہونا دوسری بات یہ ہوا صحیح نہ ہونا اطاعت کو نہ کھونا ایک بار یہ شکار بارہ سنگا درخت سے
نکال کے رو بر ولایا شہزادے نے اس کے پیچھے گھوڑا اٹھایا کسی کو سرتک بگ ٹٹ گیا تھا کہ باگ جولی وزیر کو
ہمراہ نہ پایا زیادہ وحشت ہوئی گھبراہٹ کا قصد کیا تو راہ بھولایا دوسرا شگوفہ بھولا ہر طرف ڈھونڈتا پھرا
جادوہ سلامتی کا پتہ نہ ملا لایوس ہو کے ایک سمت پہل نکلا ٹھوڑی راہ طرکی تھی فلک نے نیرنگی دکھائی ایک عورت
خوبصورت کم حسین ماہ پیکر حسین و بر و آئی شہزادے نے دیکھا زار زار روتی ہوئی پتھر پر ہو کے جانکو کھوئی کر
گھوڑا روکا زندگی کو ٹوکا لکھا تو کون ہی مان کس طرح سے آئی ہو خراب حالت کیوں بنائی ہو وہ بولی ہر ہیوں کے
جدا ہو گئی کہی اور نکل آئی نیند کا غلبہ ہوا سو گئی گھوڑا کوئی لگی کیا پایا دہ پائی کی بلا میں مبتلا ہوئی عزیز واقربا سے
جدا ہوئی چال جو سنا شہزادے کو رحم آیا اپنے گھر سے پر بٹھایا ٹھوڑی دور چلکے ویرانہ بونم و غول کا اشیاء
نظر آیا عورت رنج حاجت کے جیلے میں گھوڑے سے اترتی اسی طرف چلی شہزادہ بھی چند قدم اسکے ہمراہ ہوا قر
سے آگاہ ہوا قریب جا کے احاطہ دیکھا بے دیوار و در وحشت سراود و دم کا گھر زندگی نے وہاں پہنچکے کہا
اسی چون خوش ہو تھارے واسطے جوان عننا سوٹا تازہ شکار لائی ہوں غالی نہیں آئی ہوں اس صدا سے شہزادہ چونکا
باگ اٹھائی تند و تیز گروم خیز ہوا زندگی نے دیکھا شکار نکل چلا ڈری چلا کے کہا جھکو تنہا چھوڑ کے آپ کہاں جانے
ہیں مرد ہو کے زندگی سے منہ پھرتے ہیں شہزادے نے خیال کیا ناال دیا تو کل بخدا کہ کے ایک سمت روانہ
ہوا قدرت خدا دیکھی سید صالحا بہت پر آیا منزل آسان ڈھیمیہ پر پونچا یا پھر تو بخوبی تمام بصد کرو فرغ لشکر شہزادہ
و نکل ہوا یہاں سناج بابہ مفصل کہا وزیر کی غفلت بادشاہ پر ثابت ہوئی اس جرم پر اسکو ہلاک کیا تہ خاک کیا
وزیر یہ بیان کر کے پھر حکیم کے حال پر آیا کہ یہ دشمن ہوا اسکی تدریہ ضرور ہو جو زندگی منظور ہو مصرع دشمن تو ان
حقیر و بیچارہ شمر وہ خوشامد سے دل میں گھر ہوتا ہی ورنہ غلامین اثر ہوتا ہوا ٹھوڑے عرصت میں بادشاہ کے دل میں
حکیم کی برائی آئی ورنہ آزار ہوا قتل کار و ادار ہوا حکیم وہاں کو بلایا فرمایا حال پوشیدہ کھل گیا تو میری نگاہ

تک گیا جو تیرا غم ہو وہ کام پہلے میں کروں گا تیرے خون سے طشت رنگین کیجئے ہاتھ بھرون گا حکیم نے بہت دستا
 عرض کیا کبھی کسی طبیعے عمل نہیں ہوا اوقات میں خلل نہیں ہوا حاسد و نکایہ فساد ہوا یہی عنایت باعث عناد ہوا اور با
 نے بھی اسکی بیگناہی کی گواہی دی بادشاہ اونسے بد مزہ ہوا کسی کی نہ سنی حکیم سمجھا اب نہ بچو گے موت قریب ہے
 وطن در غزیر و اقربا سے مجبور ماجر عجیب ہے بادشاہ سے کہا اگر یہی منظور ہو آجکی مہلت ملے اسباب اپنا بانٹ
 دون لینے دینے کا فیصلہ کروں کہ حشر کا مواخذہ دار نہ ہوں اور ایک کتاب نایاب ہو وہ سرکار میں لاؤں اسکا
 حسن و کجاؤں ایک جملہ یہ ہے کہ جب میرا سرکٹ کر دو بروائے کتاب کھول کے چھٹے ورق کی تیسری سطح بخوف و
 پڑھ کر جو سوال کوئی شخص کرے گا میرا سر جواب دے گا بادشاہ سوچا یہ بات کرامات ہو اسکا دیکھنا واجبات ہوا اور سن
 موت سے امان پائی مگر جانیکی نوبت آئی حکیم نے اس باقی دن اور رات میں کتاب تیار کی دم بھر بادشاہ کے
 سامنے لایا کہا جب میرا سرکٹ جائے اور طشت میں حضور کے سامنے آئے کتاب نکال کے جزدان پر برکھنا
 خون بہتا ہوا بند ہو جائیگا پھر ورق اولٹ کے چھٹے ورق کو ملاحظہ کر کے جو سوال کیجیے گا جواب شافی سماع
 میں آئیگا پھر دست بستہ عرض کیا حضور و ارازون کے کہنے سے خون ناحق میں مبتلا ہوتے ہیں سلطنت
 لازوال ملک مال مفت میں ہاتھ سے کھوتے ہیں میں ابھی آپ شہر سے نکل کے کسی اور ملک میں چلا جا
 پھر تو ضرر ہو پچانے نہ آؤنگا بادشاہ نے کچھ نہ مانا جلا دکو اشارہ کیا آؤسنے حکیم دو بان کا سر کاٹ کے طشت
 میں رکھ دیا بادشاہ نے کتاب کو نکال جزدان پر سر جو رکھا فوراً ہو بند ہو گیا سبکو حیرت ہوئی بادشاہ کو
 ندامت ہوئی کتاب کھول کے ورق اولٹنے لگا وہ باہم سپان تھی موافق معمول اب پراونگلی لگا کے نم کیا ورق
 اولٹا دوسریکا قصد حیدم کیا وہ بھی جاتھا چھ بار ہی طرح اونگلی کو نم کیا صفحہ ہستی کو درہم برہم کیا ہر ورق میں
 زہر مہلاہل کا اثر تھا جاننا حاضر تھا ہونٹ پراونگلی لگاتا تھا لعاب اوسکا پی جاتا تھا چھٹا ورق جب تمام کیا زہر
 اپنا کام کیا پچاس خسر و چارم سریر عزم تغیر و زبردست شعار بالباس گلنا زیزہ شعاع ہاتھ میں لیکے افق بجز
 سے نمودار ہوا و انصیح اذا تنفس کا غلغلہ مسجدوں میں ایکبار ہوا شہر زاد نے حکمت عملی سے منہ بند کیا و شہاد
 طرفہ مجون تھی او سکورد و مند کیا بادشاہ مال اندیش بقراط منش از سطو کیش اوسدنکی مہلت دیکے اورت
 سلطنت کرنے لگا دہن سائل علاج مطلب سے بھرے لگا اس عرصے میں زرگراہ نے بو تہ مشرق سے

نقرہ خالص کال کے نہائی پر چوٹ دی انگاروں کے ہر ذرے نے چمک دکھا کے ستاروں کو بے رونق بنایا سلطان
 عالیشان کے آرام کا وقت آیا متوجہ مجلس ہوا شب گذشتہ کا چرچا برپا ہوا شہزادوں نے کہا حضور عالم
 باوشاہ گریہ کیا حال کر گون ہوئے لگا مقدمہ بون ہوئے لگا جس سطر کو حکیم نے بتایا تھا وہاں یہ مضمون
 نظر آیا کہ اسی ظالم محسن کش حق ناشناس سخن بیگناہ ضائع نہیں جاتا ہی ضرور اپنا رنگ دکھانا ہو یہ پڑھ کر باوشاہ
 جان می کتاب ہاتھ سے گر پڑی پھر ماہی گیر نے کہا ای جن یہ ماجرا سنا اگر باوشاہ محسن بھیرم کو قتل نکلتا اس طرح
 سے نہ مرنے تو بھی اپنی بکداری سے باز رہتا پھر قید میں نہ پھنستا ایذا نہ سہتا جن نے کہا گذشتہ راصلوۃ اب مجھے
 ایسی بات نہو گی بلکہ وہ نفع پہونچا ونگا کہ احتیاج قریب آئیگی تیری آل اولاد کو بڑھیکہ کے کھا لیگی پھر جن نے قسم
 کھائی ماہی گیر بولا میں قسم پر بھگور ہا کرتا ہوں اپنا معاملہ حوالہ بخدا کرتا ہوں اگر تو نے دعا کی تو غیب سے سزا ملے گی
 میری داد اگر بیان نہیں تو روز جزا ملیگی جن پھر قسمیں شدید کھانے لگا اسکو رحم آگیا لوٹے گا دھکنا اوٹھایا
 جن بطن زاول نکل آیا ماہی گیر کو ساتھ لیکے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا چار سمت چار ٹیکے بھیجنے والا تھا خوش قطع نیش
 نایاب تھا جن نے کہا اسمیں حال پھینک قدرت خدا نظر آئیگی صدق مراد ہاتھ لگ جائیگی وہم دار نے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے جال ڈالا چار مچھلیاں رنگ جدا جدا ایک سفید دوسری سرخ تیسری زرد چوتھی
 سیاہ تھی ماہی گیر کو حد سے زیادہ خوشی ہوئی جن نے کہا باوشاہ کو نذر دینا زلف دلینا اسی طرح روز آنا لیکیا
 جال پھینکنا چار مچھلیاں لیجا تا حوصلے کام نکرنا مجکو بدنام نکرنا اگر دوسری بار جال ڈالیا وہ جال ہوگا
 کہ اوس سے کوئی نہ نکالے گا یہ سنا جن تو غائب ہوا ماہی گیر مچھلیاں لیکے باوشاہ کے حضور میں پہونچا
 جس نے دیکھا اوسکو حیرت ہوئی شہریار کو مسرت ہوئی پانچ اشرفیاں عنایت فرما کے پھر لائیکا وعدہ لیا
 وزیر سے یہ حکم دیا باوشاہ گریہ نے جولوٹتی تھے میں مجھوائی ہر خاص بنوں میں اوسکو بیٹائی ہوا اوسکو دیکے تاکید
 کرنا اگر زبیر پکا کے حضور میں لائیکی بہت انعام پائیکی وزیر نے اپنے ہاتھ سے اوسکو مچھلیاں دین
 اوس نے درست کر کے تلنا شروع کین جسمم ایک طرف سے سرخ ہوین اولٹنے کا قصد کیا دفعۃً
 باہر پھجانے کی دیوار شق ہوئی ایک عورت خوبصورت چہرہ خورشید سا درخشان ابرو ہلال صاحب
 حسن و جمال جو اہر بے ہما جسم میں سجا بڑے بڑے موتیوں کا دولہا لگے میں پڑا چھری ہر ہونے کی

ہاتھ میں دیوار سے باہر نکلی ماہی تو سے کے برابر آئی چھڑی سے مچھلی کو چھیرا یہ کلہ زبان پر لائی مچھلی مچھلی
 تیری ماہیت نہ کھلی کہ ماجرا کیا ہے کیوں کباب کر لیکو رکھا ہے تو اپنے عہد و پیمان پر قائم ہو فوراً مچھلیاں کھڑی ہوئے کہ بولیں
 تمھارا سوال درست ہے بہت ہی بگڑے تقدیر کا لکھا ہے جو بے کم و کاست ہے لیکن جو تمکو ہمارا خیال ہے تو ہماری گردن میں
 بھی تمھاری محبت کا جھجال ہے یہ سنکے ماہی تو سے کو لگا دیا مچھلیوں کو خاک میں ملا دیا اور وہ طرار شگاف دیوار میں
 در آئی دیوار جیسی بڑے درختی ویسی سبکو نظر آئی باورچن یہ ماجرا دیکھ کے ششدر ہوئی عرق حیرت میں تہہ ہونے لگا
 آگیا جب افاقہ ہوا مچھلیاں اٹھائے گو گئی کو لے سے زیادہ سیاہ جلا ہوا پایا موت کا سامان نظر آیا پہچان گئی کہ
 آج جان گئی جو کچھ دیکھا ہوا بادشاہ سے کہوں گی تو یقین آنا محال ہے عجیب حال ہو توڑیر کباب ماہی لینے کو جب آیا
 باورچن کو غرق در مای حیرت پایا اوسنے بصد گریہ فرماری وہ سانچہ جو آنکھوں سے دیکھا تھا سنا یا وزیر ماہیت کو
 نہ پہونچا سمجھ میں نہ آیا لگتا بادشاہ کو کسی حیلے میں ٹال دیا اور ماہی گیر کو بلا کے کہا اسی دم ویسی ہی مچھلیاں لا اپنی جان
 بچا اوسکو جن کا کلام یاد تھا عرض کیا خداوند نعمت وہ مقام بہت دور ہو دن کم غلام ٹہرے اپنے سے معذور ہو تم
 ضرور لاؤ گا حضور میں پہونچا ونگا سمجھو حال لیکے تالاب پر پہونچا مچھلیاں پکڑیں وزیر کی خدمت میں حاضر کیں انعام
 ملا خدمت ہوا وزیر خود باورچن نہ شاہی میں گیا دروازہ بند کر کے باورچن سے کہا میرے روبرو آج بچا اوسنے
 صاف کر کے گھی بن چھوڑیں وہ ایک سمت سے لال ہو میں جاہی تھی اولٹے برس تو دیوار بھیٹی وہی عورت آ کے ڈٹی
 بطور سابق چھڑی سے چھیرے کے بات کی مچھلیاں سراوٹھا دم کے سہارے سے نوک دم کھڑی ہو چنیم کا جو دم پچ
 اٹھایا وہی جواب سنا یا عورت ماہی تو سے کو چھینکے دیوار میں نہان ہوئی وزیر نقش دیوار بن گیا نئی کیفیت عیا
 ہوتی ہوش حیرت ہوا بادشاہ سے یہ سانچہ عرض کیا وہ بھی متحیر ہوا مچھلی دا کے کو بلایا مچھلیاں لانا کیوار شاہ
 فرمایا اوس نے بعد مسافت و عند ضعف پیری کیا صدمہ حاضر کر لیا اقرار ہوا تیسرے دن مچھلیاں جو زمین بادشاہ
 وزیر کو ہمراہ لیکے اور دکان میں آیا باورچن کو وہاں طلب فرمایا وہ بدستور پکانے میں مصروف ہوئی جب ایک با
 بریان کر کے اولٹنے لگی وہاں آئی دیوار بھٹنے لگی آج عورت کے بدلے جیسی سیاہ روتند خوبتر چھڑی ہاتھ میں رہنے
 دیوار سے نکل کے مچھلیوں کے متصل آیا باورچن صیب انکو سنا یا مچھلیوں تم اپنے اقرار پر ثابت قدم ہو وہ سراوٹھا کے
 بولیں کیا مجال جو بیش یا کم ہو جیسی ماہی تو اولٹ کے پھر دیوار میں غائب ہوا مقدمہ عجائب ہوا بادشاہ نے

وزیر سے کہا یہ قدرہ سرار سے خالی نہیں بلاو بالی نہیں بیخ و یوار میں ڈار نہ کوئی چھید ہو آسین ضرور کچھہ ہر ماہی گیر کو
 یاد فرما کے پوچھا تو یہ مچھلیاں کہاں سے لاتا ہے کیونکہ یہ پاتا ہے اور شے عرض کیا پیر و درشاہ کیجا چار پہاڑ ہیں جن میں بہت سارے
 تالاب ہیں وہاں تکا یہ تحفہ نایاب ہے بادشاہ نے جس سے اس تالاب کا حال پوچھا اس نے اس کے سوا پتا نہ لگا وزیر بولا چائیں
 سے غلام اس نواح میں شکار کھیلتا ہے وہ چہرہ چہرہ نظر ہی ملے اور اس تالاب کو نہ دیکھا نہ کسی سے نہ کو رسناہ مچھلیوں کی خبر ہو
 بادشاہ نے اس کا فاصلہ پوچھا دم دار نے عرض کیا دو تین گھڑی کی ادھر غلام آگاہ ہے بادشاہ شرت سے
 مشتاق تھا اس وقت مع وزیر بچا و چشم و برادر ہوا ماہی گیر بہر ہمارا ہوا پہاڑ پر چڑھ کے نیچے اوتر کچھ آگے بڑھ کے
 تالاب نظر پڑا گرد لشکر کا قیام ہو متصل تالاب شاہی خیم ہو فرمایا جب تک اس صحرا اور تالاب کی ماہیت معلوم
 ہوگی یہاں سے نجاؤ گابے حقیقت دریافت کیے نہ پانی پوچھا نہ کھانا کھاؤنگا وزیر سے فرمایا تو میرے خیمے میں
 قیام کر میری معاودت تک اسی جا مقام کرین آجلی شب پوشیدہ جاؤنگا اس حال میں دریافت کر کے آؤنگا
 جو اہل دربار آئے اندر بار بند پائے کہنا کہ حضرت تکافزاج ہے سرتخت دربار آج پوچھ لیا شاہی اوتار شکار کا سامان جسم پہ
 سجا جسم اتد کہہ کے روانہ ہوا دوسرے پہاڑ پر چڑھا جب اس کے نیچے اوتر اوسرا صحرا و دشت پہلے جنگل
 سے پر فضا پایا گھامی خود رو سے معطر بسا بسا یا منظم الغرض چلتے چلتے چار پہاڑ ٹیکے سے اوتر کے وقت سحر

دیکھتا کیا ہے وہ مشہ والا	خوش فضا ال لطیف ہو صحرا	سبز کو سون تلک ہے وہ چختہ	شک صحیح فلک ہے وہ چختہ
جا بجا منظم ہے باد و بار	ہو وہ صحرا نمونہ گلزار	گل خورد و پزہ ورجین آؤ	دہن دشت رشک گلشن آؤ
کہیں نسرین و فشرن بیلا	کل حجرہ کسی جگہ پھولا	تھا معطر گونے سار ابن	صوت وادی تار و خستن

جائے جائے تاجدار مشرق بھی نکل آیا نظر نزدیک و دور جانے لگی سانسے ایک عمارت رفیع نظر آنے لگی جب
 قریب پہنچا دیکھا قلعہ ہے سر بلند کند فکر سا کا کنکرہ تک با جمال ہے سنگ سیاہ کا بنا سنگ مرمر کی تحریر بیخ متعذر
 جنگی سامان بترتہ جمال ہے ولین خوش ہو کہ سب حال مفصل کھلی گی گد کچھا چاہیے فلک شعبہ باز بھی کیا دکھائیگا
 دروازے پر جو آیا ویرہ منظر کی صورت کھلا پایا منظم حسن میں درختا باغ رضوان کا با بابت خیم تھا یا
 گلستان کا با خوشنما کس قدر خم محراب با خم ابروی محوشان کا جواب با دیکھے گل منج وہ جلال باغ با خار
 دلپہ ہون ہزاروں داغ با جسم اتد کہہ کے قدم پڑھایا ورنہ اندر آیا دیکھا مکان ہر ایک مرفع ہائشان

مگر سنسان انسان حیوان جب ایوان شاہی میں گذر ہو اطلسم کا کارخانہ نظر ہو اور وہ دیوار مطلقاً جو اس پر لٹون
 میں جزائر زلفت کے پرے سے قالین ایرانی ولایتی بچھے صحن میں جو صن مصفا پانی سے بھرا چارون کونون پرطلاتی
 شیریندہ سے فواری جاری نئی تیار میچین جو فوارہ تھا اوسکا پانی عجیب چمک دکھانا تھا پانی قلعد کی بلند سی سے
 اوچک جاتا تھا گرد باغ جو پھول پھل بچھا ہوش باو نیا کامیوہ مہیا نور میں ہر چین محتاج مہید پھول
 اک ایک تھا گل خوشید بچھین کوٹھی اوسکا ہر کرہ نئے نئے ہبات سجا رنگ مختلف بل کشیدہ آلات چلتے تھے

سانے کوٹھی ایک جادو کار	سب طلسمات کے در و دیوار	اوج میں تھے بہت وسیع و وسیع	ہفت ایوان کے نور میں چند
کتنا آہستہ کیا تھا اوسے	کیا دلوں کی طرح سجا تھا اوسے	پرے رشک نقاب دوست	چلنے نہیں نئے تکلف تھے
مثل سقف سپر اکر چھت	طرف نقش و نگار کی صنعت	شیشہ آلات سار نور آگین	نصب جامو افق آئین
آئینہ ایک ایک حیرت زا	صاف مانند عارض عذرا	دش و مایا میں بھی شفا	سینہ زلہران کی طرح صاف
خوش قرینہ وہ نقرتی نا نکر	اور درخت آئین سب جواہر	چلتے چلتے تھک گیا تھا ایک جا بجا تھکے	دیکھنے لگا

جا تو ان خوش الحان نختون پر تقسیم نہ باغبان کا کھٹکانہ صیاد سے خوف و بیم دام محبت میں پھنسے کلابتون در شیم
 جان بڑے گل دستون نخلخون سے دیوار دور مکتا تھا انسان کیا فرشتوں کا قدم لڑو لہر اکر بکتا تھا کیا ایک صدای
 در و مندر شکایت فلک ایزد پسند کا نہیں آئی سمجھا کوئی جاکشیدہ ایام بلاریہ ناما کام مبتلائی الام گر یہ درباری تیرا
 کرتا ہوا نا فلک نم کے پار ہوتا ہوسینہ چرخ کا مشبک حمار ہوتا ہوا آواز پر کان لگا کے اوسی سمت قدم بڑھایا
 جس کمرے سے صدا آتی تھی اوسکا پر وہ اٹھا یا جوان نازنین باہ طلعت ہو چین لباس شاہی برہیں سوز جگر تیرے بچے پر
 بیٹھا ہوا شکایت بخت نارسا نیرنگی گردون گردان کا گلہ کرتا ہوساغر حشم اشک گلگون سے تیرا ہر بادشاہ نے
 سلام علیک کی صد ادھی اوسنے جواب سلام تو دیا لگے عظیم نگی یہ کہا ای بندہ خدا میں تم دیدہ مجبور ہوں او
 سے معذرت ہوں بادشاہ نے کہا میں نے سنا کہ یہ فرمائیے اب کون ہیں یہ جگہ کسی ہو اور حال کیا ہے کوشی مصیبت تیری
 جو تمسا شخص آفت میں مبتلا ہو اس قلعد کا بانی کون ہو حکمرانی کسکی جو نام اوسکا کیا ہے یوسی عمرات نہ چین کی
 جاہر چاہتا ہوں کہ اپنی زبان سے اپنا حال اور مال بیان فرمائیے بندہ کو نوس عجوز سمجھ کے مشر و حیا سا نہ سنا
 جسقدر سعی اور کوشش امکان میں ہوگی اوس میں بدرجہہ کروں گا خدا نے چاہا تو تمہاری بار کردو نگا جان اگر اسکا نام

کام آئیگی یہ جان لیجیے عزیز نہیں اور اشرفی روپیہ کیا مال ہے کچھ خیر نہیں یہ سنکے وہ حجرہ نشین ہا تم پہلے خوب رویا
 گریبان دہن تک آنسو سے بھگولیا پھر اوس ڈوہن لٹ کے جسم زار دیکھا یا پٹھیکہ کو فگار دکھایا بادشاہ نے لغزور
 جو دیکھا اوپر کا بدن صحیح و سالم تھا نیچے کے دھڑین سنگ سیاہ کا عالم تھا گھبرا کے کہا اسی مصیبت کے بتلا برائے
 جلد اپنا قصہ مجھ کو سنائیں حیرت زدہ دیکھ کے خود رفتہ بہ قرار ہوں سکتے کے عالم میں گرفتار نقش دیوار ہوں جو ان نے
 کہا اظہار فرین لست کے سوا حاصل کیا ہو مصیبت سنا کے رنج دینا ہی جب بادشاہ نے اصرار کیا تو اوس نے قصد ظہار کیا
 یکایک سلطان ہفت قدیم صاحب تاج و دیہیم اریکہ زنگاری پر نظر آیا خطوط شاعری بھریرہ کی طرح لہرایا آثار حسر
 جو معلوم ہوئے شہزادے نے خموشی اختیار کی شہزادے نے دربار کی تیار می چارو ناچار کی سرچیکوت چلو دیو اعدا انصافین ہوا
 دن کو مشن میں گم کئے بسک جو خلیو تھامین شہزاد کو یاد فرمایا آگن فشتہ کے بیانیکی فرمائش کی وہ شیرین جان میان سطح سے گویا ہونیا

سانحہ سلطان جزائر سیاہ خلف محمود شاہ کا قصہ نر شاہ کا حبشی و سکنے محشوق کا زخمی
 کرنا اوسکی عرض میں بہر وزیر پڑیا پیر بادشاہ نوواد کی کوشش سے سحر سے چھوٹا کرایا شہر کی مخلوق کا دل صحت ملی کرنا

سلطان جزائر نے کہا میرا بپ جزائر سیاہ کا سلطان محمود شاہ اوس کا نام تھا راہ میں تالاب سے دیکھا ہو گا وہ
 سلطنت کا مقام تھا ستر محلے زندگانی فانی کے طکر کے اوس نے دنیا سے رحلت فرمائی سلطنت و حکومت کا
 بھی انتقال ہوا مجھ تک نوبت آئی بادشاہ ہوا کچھ دن کے بعد نو شاہ ہوا چچا نے اپنی بیٹی کے ساتھ میرا سیاہ
 کر دیا ہا تم یہ رہو ورم بڑھا کہ لوگ ہماری الفت و محبت کی مثال دینے لگے پانچ برس تک الفت کا سلسلہ
 مسلسل رہا و صلت کے لطف اوسٹھے پھر کچھ ایسی گتھی پڑی کہ ہر دم طبیعت او بھننے لگی صفائی کی صورت
 نہوئی نہ سلجھی ایک روز وہ حمام میں گئی میں بلنگ پر لیٹا تھا دو نحو صہین جو با نون بانیا نکھا ہلانے کو تفر
 تحصین وہ مجھ کو غافل سمجھتا سمجھین کیسے کہا ہماری شاہزادی حق ناشناس ہو ایسے پرسی پکیو جو ان عرس کا
 خیال ہی نہ پاس ہی دوسری بولی تو سچ کہتی ہی مجھے بھی حیرت رہتی ہی وہ روز رات کو بادشاہ کو اکیلا
 چھوڑ کے منہ موز کے خدا جاسے کہاں جاتی ہی اس چپا کے کو اصلا خیر نہیں اوسکے ہمراہ کسی کا گذر نہیں
 پہلے نے کہا بھلا کیونکر مطلع ہو مہر شام شربت میں بھنگ کا قرح ملا کے بلا دیتی ہی صبح تک بادشاہ بیوش ہتا
 نقشہ میں دین نیافر اموش ہتا ہی جملہ جو سنا بہ قرار ہو اگو ضبط سے کام لیا غصہ کو محام لیا تاجا ہل عارفانہ

کر کے کروٹ لی آنکھ کھول مئی اس عرصہ میں وہ حمام سے آئی تھڑھی شب باہم کھائی تھڑ موافق معمول وہ
 شربت کا پیالا سامنے آیا بیٹھے اسکی آنکھ بچا کے زمین پر کرا کے پیالہ اوسکے ہاتھ میں یا باہم پلنگ پر لیٹے
 نیند کا سامان کیا جب وہ مجکو غافل سمجھی اوشی ہیر بطرف منہ کر کے کچھ بڑھا میں سمجھا پھر کہا جب تک اُون سیدار
 نہ ہوا سر گرم گفتار نہ ہونا یہ لیکے پوشاک لطیف ہینی عطر میں ڈوبی سنگار کر کے چل نکلی میں بھی چپکا دیے پاؤں
 تلوار غلین دی اب کچھ پیچھے روانہ ہوا کئی دروازوں پر ٹھہر کے باہر علی مختصر سا جنگل تھا جھاڑیاں گنجان میں
 وہاں ہونچے میں بھی سایے کی طرح اوس ساحرہ کے ہمراہ رہا وہاں ایک حبشی ٹھلٹا تھا جس سے اوسکا دل ہلنا تھا
 اوس سے بولی افسوس مجکو دوزخ تیرا پاس ہی خیال ہو مگر تجکو کیا تم ہو جو مجھ سے ملال ہو اگر استخوان طور ہو تو میرے نزدیک
 کیا دور ہو کہ اس مملکت کو ویران شہر کو ہو کامکان بنا دوں اپنے سحر کی قوت دکھا دوں انسان و حیوان کا
 نام نظر نہ آئے نئے نئے اشیا نہ بنائے یہ باتیں بناتی دونوں میرے قریب آنکھلے بیٹے پھر قی سے تلوار
 اوسکے یار کی گردن پر لگائی پشت بزمین ہوا میں سمجھا دو ٹکڑے کیا دیے پاؤں وہاں سے چل دیا فرما ہوا اوس
 سکارہ پر میرا نا جانا نہ اظہار ہوا آ کے پلنگ پر یا طینان سور ہا صبیحہ م خواصوں نے جو مجکو جگایا اوس بوخت کو
 برابر لیٹا پایا پوشاک بدل کے باہر نکلا انتظام سلطنت میں مصروف ہوا وہ دغذغہ موقوف ہوا وہاں سے گھر میں جو
 گذر ہوا جب رنگ پیش نظر ہوا جو روصا حسب تہی لباس کالا پہنے میں لوٹ دیاں بائیں دہنے میں مجکو دیکھ سوچنے لگی
 سر پیت کے منہ نوچنے لگی کچھ کہا تھا تم بڑہ نہ ہونا دو تین خبر میں جانکاہ سنکے یہ سامان کیا ہو فلک جفا کار سے
 گھر ویران کیا ہی یہ رابا پڑائی میں مار گیا مان اوسکے ماتم میں جان ہی بجائی کی کوٹھے پر سے لڑ کے قضا آئی
 اس غم نے میری صورت بنائی سمجھا کہ یار اسنا بیکار کا میرے ہاتھ سے مارا گیا اسکو خبر نہیں نرم زبانی سے بیٹے
 کہا مان آپکے ماتم میں غم کھانا آسہو ہانا سعادتمندی کا نشان ہر صبر کیا چاہیے دنیا جامی گذران ہو جو ہو ایک دن اسی
 ڈھرے پر وہاں وہاں ہی یہ سنکے مجھ سے فرمائش کی یہاں مقبرہ بنوادو میں اوسی میں ہونگی تنہائی میں رنج کی
 ایذا سونگی بیٹے حکم دیا وہ مکان اوسکی فرمائش کے موافق تیار ہوا اوسکا ماتم سر نام رکھا گو اوس حبشی کے زخم کاری
 لگا تھا مگر نہ مریختا اوسکو لاکے وہاں تھا کچھ ایسی شواہد اوسکو کھلائی تھی کہ جان بلب تھی کو موت آتی تھی مریختا
 دو بار وہاں جاتی تیلہ داری کر کے چلی آئی ایک دن شبکو میں وہاں گیا اور چھپکے بیٹھا اسنے کہا اسی احتیاج تھا

اتنا عرصہ ہوا خدنگزار ہون جان و دل سے نثار ہوں تو سنے بات بھی نکلی جو میرے زخم غلط دل شاد ہوتا بہتر
 تعلق سے آزاد ہوتا یہ سکنے جلا آیا وہ بھی بھری بیٹے کا تاکو اس ماتم میں جان دوگی سیاہ پوش ہوگی ہر خیر کی لکھنے
 ہر نگوار تک ہی کہ ہوا سنے یہ سکنے برانا کا صاحب ابھی ہر زخم تازہ ہو چکا میرے حال پر چھوڑو زیادہ بچھیرو
 پھر نال گیا چپ ہو ہر باد و برس کے بعد جو بچھا اس ماتم ہر امین گیا اوسی گریہ وزاری منت ماری میں مصروف پایا
 بہت مجھ لایا ضبط یک سخت ٹوٹ گیا صاحب کو ہر چھوٹ گیا باوا زلف بیٹے کا اسی گند تو اس نیت پر ہو گیا اور اس کو یوں گل نہیں
 جاتا میری آواز سنے جیسے کتیا کھسیانی ہوتی ہی باہر نکل آئی کما می ظالم خود خوار تیری بدولت چکویہ آزار ہو چکا ہر
 میرے منہ سے نکلا سچ ہی ہے ہاتھ سے تیرا جگر دو پارا ہوا ہر اوکل گردنیں بگارا ہوا ہر چھریں تلوار چھین کر اوسکو
 زیر خاک کروں قصہ ہی پاک کروں گروہ جو کچھ بڑ بڑائی میرا ہاتھ بند ہوا معاملہ چند در چند ہوا دفعہ چھیندیا ہی گریہ
 دم شعاعی لیکے ساحل بحر انخسیر نکل آیا گھر بیل بولا گرجا میں گئی ماہیت کھلی شب کی سیاہی نگاہ میں تلی تری کو
 تیرا دم کیا روشنی کو عام کیا شہزاد خاموش ہوتی دنیا زاد رنج سے ہم آغوش ہوئی شہزاد کو اٹھنا شائق تھا ایسا
 مشتاق تھا مجبورو تخت پر جا بیٹھا فرمانروائی کرنے لگا امیدواروں کی عقدہ کشائی کرنے لگا اور دوسرے سریر آرائی چرخ
 اول نگی کے سوگ میں ماتم دار بادل بقرار چا در سیاہ اوڑھ کے تماشادیکھنے کو بڑھا سورہ و لیل بہ حفاظت پڑھا
 بادشاہ خلو تکدہ میں آیا شہزاد کو بلایا اوس نے عرض کی شاہنشاہ گیتی پناہ وہ سلطان اپنے حال کا نگران ہو جا
 بچرم ناکر وہ گناہ آدھا جسم بدستور نصف سنگ سیاہ کا پایا اوس نگین دل نے وہاں سے اوسٹھاکے اس حکم بٹھایا
 اب زندہ و نکلے شمار میں ہوں نہ مرد و نکی قطار میں ہوں پھر پھیل شہر کو جھیل کیا باشندوں کی صورت چھلیوں کی شکا
 خوار و ذلیل کیا سفید چھلیاں سلمان ہیں مجوس سرخ کالی انصار ایووزر وہیں تلاب میں فرو فرود اچ درد
 ہیں اور یہ پہاڑ چاروں جزیرے جو تخت حکومت تھے اب وہ تلاب کے کنارے ہیں عذاب عظیم میں گرفتار
 انسان تاجوان بچا ہے ہیں اس جفا پر اوس بے وفا کو قرار نہیں فوراً کے سوز ب قسمہ کی شلنے اور بیٹھ ہے
 لگا کے لہو جاری کرتی ہو بلاناغہ وہ دشمن جان فرات و خواری ہماری کرتی ہو پناہ شاہ نے جب یہ قصہ سنا اور وہ
 حال دیکھا بہت رویا پھر اوس مجبور کی دلداری سے تسکین کی کہا پروردگار عالم دانا ہی یہ معاملہ اسکے رویہ
 کیا ہو جو اوسکا افضل ذکر مشاغل حال ہو جا ہی گا ایک دم میں دور یسب رنج و ملال ہو جا ہی گا پھر اوس ماتم ہر

خود چلا گیا دیکھا شمع موعی کا فوری مٹلا و مذہب شمعدانو نہیں روشن کئے سگتے جھاڑ گلہ بستہ طرح حکے مکان
 مثل جملہ وطن ہر قسم کے اسباب نفیس سے سجا سجاویں قائم کا فرش بچھاوہ رنگی سیاہ رو قہر میں لیٹا نظر آیا حال تو
 سن چکاتھا آنکھوں میں ہوا و تیرا تیم جان وہ پڑا تھا گلا گھونٹ کے بیدم کیا لاش اوتھا کے کنوین میں پھینک دی
 اوسکی جگہ آب لیٹ رہا تلوار کو پلو میں رکھ لیا وہ ساحرہ پہلے قلعہ میں آئی اوس گرفتار صیبت کو نگا کیا مار پیٹ
 کے جنگا کیا تیرا اوس مقبرے میں گئی الفاظ منت و خوشامد کے سنا کہنے لگی خدا کے واسطے نہ کھول کچھ تو بول
 تین برس سے آواز کی مشتاق ہوں روزی نثار کرتی ہوں اہل پیرا کرتی ہوں میری نصیب کی خوشی تو خاموش
 ہو چکو تیرے اشتیاق میں جوش خروش ہوا و سوقت بادشاہ نے جیشیوں کے لہجہ میں آہستہ سے یہ کہا تیرے
 ظلم و جور نے مجھ کو اس حال میں گرفتار کیا صحت نہیں ہو پاتی ہو موت قریب چلی آتی ہو وہ بولی پیارے بیٹے کیا
 تقصیر کی جو تو نے یہ تقریر کی جہلی جیشی بولا تو روز اپنے شوہر کو مارتی ہو نیرا دیتی ہو اوسکی آہ وزاری عرش لاتی
 ہو شفا مجھ سے منہ پھرتی ہو ورنہ مدت سے اچھا ہوں نالہ کے اثر سے اوتھہ نہیں سکتا زندہ مردا ہوں عورت نے
 جواب دیا اگر تیری صحت اسی پر ہے ابھی اوسکو بصورت صلیٰ کے آتی ہوں تیرا فرمان اسی آن بجالاتی ہوں وہاں
 نکل کے پیارے میں پانی بھر کچھ پڑھا پانی جوش کھانے لگا پھر اوس ماہر و پرچھڑ کا وہ گرفتار بلا سحر کا مبتلا جیسا تھا
 ویسا ہو گیا وہاں سے گنبد میں آئی کہا تیرا ارشاد بجالاتی تو نے میرے تسکین کی کیا صورت ٹھہرائی سلطان نے پھر آواز
 بدل کے اوسی لب لہجہ سے کہا اتنا کام صحت کا سر انجام کیا کرے جہاں لاکھوں گرو تیرا مسلمان ہو وودو
 تڑپ تڑپ کے خدا سے اس ہیرا کی طلب داؤد کے تے میں آسمان کی طرف سراوتھا کے ہر ساعت بقرار ہو
 فریاد کرتے ہیں اب سبکو صحیح سالم تندرست کر کے شہر کو بسا جزیر و نکو بصورت قدیم بنا پھر تیرے پاس آنا ہاتھ
 پرشکے اوتھا ناقوز یا فیسے نکل کے ہٹا کٹا ہو جاؤنگا کھانا کھاؤنگا شراب پیوینگا گزے اڑاؤنگا یا تو کبھی سنا
 نہ لیتا تھا یہ یک باک کے مغز خالی کرتی وہ جواب نہ دیتا تھا آج اتنی گفتگو دو بدو کی یہ جوش شہوت نہیں درفتہ
 ہو گئی کہا بہت خوب ملک بدستور سب دہی اسلوب ابھی ہوا جانا ہو کیوں گھبراتا ہو وہاں سے تالا کے
 کنارے آئی کچھ کلنے نہ بانہ لائی پانی نے جوش کھا یا سحر نے اثر دکھا یا پھمکیاں انسان ہو کے شکر کا بخو
 بجالاتی ہیں عمارت مکانات بازار دکانیں بلکہ جو کچھ نقد و جنس مال اسباب جس کا جہاں رکھتا تھا وہاں بدستور پایا

اپنے اپنے مکان میں کانوئین ہر ایک پہنچا شہر بسا بسا نظر آیا وہ ساحرہ اس کام سے فارغ ہو کے گت پین
 داخل ہوئی کہا آتو مراد حاصل ہوئی اب میری تمنا بر لاؤ باہر آؤ دفعۃً فلک شجدرہ باز سپرہ سازنگ لایا
 انقلاب کا وٹنگ دکھایا سلطان خاور نے شمشیر خون شام شعاعی سے ساحرہ شب کا خون کیا مطلع کو لاگو
 کیا جان بیدار دل نے فخر پائے مسعود ان خواب غفلت کو چونکا یا تو دن نے صدای اللہ کبر سے غصۃً بختونکو
 بجایا تو تحسے سیاہی بھری خودی و تیرگی خود فراموشی دور ہوئی اپنے بیگانے کا چہرہ صاف نظر آیا شہزاد نے
 زبان تکلم بند کی تیار و بقرار کو وعدہ فرما سے تسکین دہی بادشاہ سلیمان جاہ توجہ بارگاہ ہوا کا سیاہ عالم اور خواہ
 ہوا حسب معمول امور ات نظام سلطنت میں مشغلہ نصفت و عدالت میں دن تمام کیا فیض عطا سے ہر حاجت مند کا
 وہن مراد بھر دیا اور سلطان بوز نے غلو تکدہ غریب کج کیا اور بادشاہ عالم سپاہ نے محل میں جلوہ دیا کچھ
 مشغلہ عیش و عشرت گرم رہا یکایک جو خیال آیا شہزاد سے فرمایا کہ ہاں بھر کیا ہوا اوس سخن بیان نے جو عاؤنہ
 کیا کہ سلطان عالی شان نے جباوس ساحرہ دل آدہ کو کمال مشتاق وصال یا تو آہستہ سے حبشی لہجہ میں فرمایا تو سب
 گلے لگے جا یہ تو فرط خوشی سے مہوت اندھی تھی بادشاہ اور حبشی کی تمیز نہ ہوئی بیباختہ کو دکے لپٹ گئی بادشاہ
 دیوچ کے سر کاٹ ڈالا دل کا غبار نکالا تلوار گلے سے ملی صفائی ہو گئی کجنگلک مٹی تریج سر کی جدائی ہو گئی وہاں
 نکل کے بادشاہ جزائر کو ڈھونڈا وہ ایک طرف باخاطر پریشان مضطرب و حیران چار سو نگران تھاجرت نے ملین کہتا
 تھا کہ آئی یہ کیا ہوا سلطان فتح مند بجلدی تمام سوچ کے گلے سے لپٹ لیا ویر تک پبار کیا کہا مبارک سینے دو لوگو
 فی النار کیا پورا اور کیا بچر خوب دل کھول کے گلے لگے یہ تو ہنستے ہوئے تخت پر بیٹھے ارکان دولت و زیر امیر
 حاضر ہوئے نذرین گزین خلعت و انعام پائے شادان فرحان اپنے اپنے گھر آئے سلطان عالی شان نے
 رخصت کا سوال کر کے کہا تم بھی ہمارے ساتھ چلو چکو ہو چنچا کے چلے آنا چند سے سیر و سفر سے دل بہلانا
 شاہ جزائر نے کہا آپ کے نزدیک وہ ملک کتنی دور ہو وہ بولاد و گھڑی کی راہ ضرور ہو شاہ جزائر ہنسنا
 آپکا ملک یہاں سے دو برس کی ادہ ہی ہے ایک آگاہ ہوا اور دوسری چھ مہینے کی جو راہ ہی ہر ضرور ہر سب طرح کا
 خطر جو چھ نقشہ ہفت اقلیم نکل کے دکھایا اور کہا کہ وہ سحر کا اثر تھا جو قریب تر تھا جب طول طریق کا بیان ہوا
 سلطان عالی شان سخت حیران ہوا القصہ سفر کی تیاری ہوئی اور ڈاک کی سواری ہوئی وزیر لشکر کو لے کے

منزل بمبرل کوچ مقام کرتار خانانہ ہوا دو ٹون بادشاہوں کا مع چند مصاحب و محافظ درمن میں آنا ہوا بادشاہ
جزائری نے جو اہم بہت نادر و عمدہ جاہل کے دم رخصت ایسے دیے جو کبھی نظر سے نہ گذرے تھے دیکھنے والے
رنگ و سنگ جیران ہے الغرض بعد قطع منازل و مراحل و نون بادشاہ پہنچے جو امر اور کارکن دولت وہاں
تھے استقبال کو وہ ترقی خواہ پہنچے بڑے ترک و قشام سے فوج جلدی اسی انہماکی تیارسی سے بیت سلطنت
بین داخل ہوئی پھر سے ملے مطلب حاصل ہوئے چند روز کسل راہ سے آرام کیا پھر دربار عام ترتیب پا گیا تاہم
مشاق دید جمال ہر مثال تھی حاتم در دولت فلک نعت ہوئی بادشاہ نے جزائریا کی دستاں سب کو سنا
سلطان جزائری کو اپنا ولید کیا کہ بادشاہ لا ولد تھا اوپر فریفتہ از حد تھا یہ یکہ کے پہلے ملا زمان خاص فریاد پریشی
ناہی تھیں قلعہ شکن جو گرامی تھے اونکی اندرین گذرین بعد شہر کے بغیر اور حکام ذمی احترام جو حاضر تھے سب نے دین
جنے اور کاروی تابان ہر سادہ نشان کی کیا نشانہ ہوا اطاعت کا افتخار ہوا وہ مرد پیرا ہی کی عجز ہائی و شناسائی
کا سبب ہوا تھا اوکو بلا کے مال مال کیا دولت دنیا سے نہال کیا حفظ ماہی مراتب سے وہ محروم رہا و گرنہ نقد و
جنس بہت کچھ ہا شہزاد جب یہ دفتر تمام کر چکی دنیا زاد بولی بہن ابھی تو شب ہر تھارا جب سنا غضب ہوا
کے مزدور اور خلیفہ ہارون رشید کا ماجرا سناوے پھر تڑاوے شہر پار بھی اوکی تقریر سے
لطف اوٹھاتا تھا ہر جملہ میں نیماز پاتا تھا اشارہ کیا کہ تمہاری جھوٹی بہن ہر اسکی خاطر ضرور ہر جھوٹی
منظور ہر شہزاد نے عرض کی غیر اقبال شاہ بشکل مرد ماہ تابان رہے عالم مطیع فرمان رہے
قصہ سیدہ کی بہن اور جمال کاتین کے لئے فلندرز کا جمع ہو جانا خلیفہ ہارون رشید جو پھر ذریعہ
و دستر کا آنا اخیر صحبت کا بلکہ جاننا اپنی اپنی سرگذشت سنانا پھر سب کا کامیاب ہو کر طلب پانا
خلیفہ ہارون رشید کے عہد حکومت میں ساکن بغداد ایک دور تھا باوجود ہمیشہ جمالی کے لطیفہ گو وہ خوش خون کینج
مربخا مرغ مشہور تھا خوش بیان بٹالسان سب کہتے تھے اوکی باتوں کے مشتاق رہتے تھے ایک روز صبح مڑاؤ کر
لیکے مزدور کی تلاش کو بازار میں آیا تقدیر نے نیا تاشا دکھا یا دفعہ ایک عورت خوبصورت شکلیہ جمیالی کا
برقع روحی تابان پڑا لے طرز مشوقانہ سے قدم دھرتی چار و نظرت غارتگری کی نظر کرتی وارد ہوتی مزدور کو
اشارہ سے بلایا اوکے تیور دیکھ کے میسرا یا کہا اپنا خالی ٹوکرا اوٹھا میرے ساتھ چکا چلا آمدوروحی باکش محبت

حال جو الفت تھا مروج غمہ جانکاہ ہوا خوش ہو کے ہمراہ ہوا عورت نے آگے بڑھ کے ایک دروازے پر دستک دی ایک سفید ڈارمی الاقوم کا بیڑو لباس کلا پہنے باہر آیا اوس طرار نے کچھ وہ بے کامل عیار جیسے کمال اوسکے دہن میں ڈال دیے وہ گھر میں جا کے کئی کئی گھنٹے بلوٹ کے شراب تند و تیز سے لبریز لایا مزدور کو پاس بلایا کہا انکو قرینے سے اپنے ٹوکریے میں جا پھر آگے بڑھی سیوہ خشک ترچن چنک لیا اچارہ باسٹھانی لوز بادام پیستہ خرید کی جو جو چیز ضرورت کی ہاتھ آئی مول لیکے اوسی ٹوکریے میں جمائی بجد کے کہ تل رکھنے کی گھڑی مزدور نے مسکرا کے یہ بات کہی کہ اگر میں اتنا اسباب جانتا تو اپنے ساتھ کوئی زبردست خیر لگا دھالتا اسباب لایا تھا جو چڑھاتا عورت بولی موسے مزدور تو مستانہ ہی وہاں ہی بکتا ہی کیا دیوانہ ہو جسکا برسے کام میں نام ہوتا ہوا اوسکا مرتبہ بڑھتا ہی طلبہ اور آگے آگے جتا ہی اس سواری پر چڑھتا ہو تو جل کے اپنی گرمیاں ہکھو دکھاتا ہی یہودہ باتین بناتا ہی القصہ ہنس ہنس کے جو یہ فرے گریھے مزدور ڈھیٹ ہو گیا بینک بڑھے تھوڑی دور چلے بہ تکلف کا مکان علیشان سرفراک کیشدہ درو دیو اوجیدہ بانقش نگار طلا کار نظر آبا مزدور نے دیکھا عمارت سلطانی ہر مکان باغ و بہار ہر عقل بیکار ہی دروازہ درو دیوں کی طرح خوشنما سنہرے رو پہلے کام جا بجا مونگے کے بازو چوکتا تھی عورت کے پٹ مٹلانہ ہب مینا کار بہار طلائی زنجیر کندھی بے نظیر اوسکے ہلانے میں گرفتاری کی صدا آئے یہ کڑی پھیلی نجائے اوس آفت روزگار نے وہاں بھی دستک دی مزدور کی عقل دنک تھی ملکین سوچتا تھا یا رہے مکان بیگانہ ہو یا یہی صاحب خانہ ہو دروازہ جو کھلا دوسری ظالم قتال عالم ماہ سیاہ پری وش نظر آئی اسکی عقل چرانی حیرت سے دم بخور رہ گیا بولانہ چالا لڑکھڑانے سے ٹوکرا کرنے لگا تھا سنبھالا اوسنے کہا یہ بیچارہ مزدور ہو جو مجھ سے دیکھ چکنا چور ہو اسکو بہت سنبھالے گھر میں لیجا کے بوجھ اوتروا لے غرض کہ مزدور نیجان اندر گیا اوسنے دروازہ بند کر دیا بارکش نے دیکھا مکان و کھپ با فرو ملکین والان نادو ہمیش شہ نشین بہ تکلف فرس جا بجا اچھا اچھا کنبول دیوار گیری فانوس شیشہ آلات نادر و مجلا سے سجائے تھا مکان خوشنما وہ جادو کارہ طلبہ کے درو دیو خوب آراستہ کیا تھا اوسے ہر شیشہ آلات سے سجایا تھا اوسے ہر پیمین ایک نہ نور کی تھی ہر جو فصیل اوسکی تھی بلور کی تھی ہر مزدور حیرت کا مبتلا تھا ہر شہ کو انھیں بھاڑ بھاڑ کے دیکھتا تھا کامین ضروری صرف مزدور کا جو بہاب چاہے قرینے سے سیاہ قلم کا کار بتربینے سے صحیحی میں صندل کا تخت مختصر بھگا ر دوپوش جو ہر نگار پزار و بزو

سنگ سفید کا حوض صفا موٹی کی طرح ہر قطرہ پانی کا جھلکتا لبا لب جھلکتا آوارے جاری سب نئی طیاری ساون
بھاوونکی جھڑی کا نقشہ مزدور صحرا پستان میں آیا انسان ہو کے بنی جان میں آیا جب تیسری پر پیر و ہر سمانور کا
بکا نظر آئی آنکھوں میں آنکھیں چھلک گیا دین و دنیا بھلائی پھر سو جا صاحب تخت فرخندہ بخت گھر کی لاک میں یہ دونوں
لوٹیاں نہیں تو لے پالک میں غرض کہ مزدور کو جو لائی تھی گرم خوشی اہ میں ہوتی آئی تھی اوس سے بمنت سب کا نام چھپا
اوس پہلے تو اغراض کیا جب یہ زیادہ تلخی ہوا تو کہا صاحب خانہ بہت حسینہ جیسے بے ڈانک کا نگینہ جو میں زبیدہ
انکا نام ہے اور امینہ مجھ کو کہتے ہیں خرید فروخت میرا کام ہے اور جبکہ پھرے پر خوب شفا فی ہر اسکا نام صافی ہے زبیدہ
بولی بی بیو پیر گرم کرو مزدور کی جان نمار و لوجہ تو اوتارو یہ سنگے دونوں نے ٹوکرا سر سے اوتار زبیدہ نے ایک گرم یا
خصت کیا جب وہ چلنے لگا ہر قدم چلنے لگا پھر پھر کر نظر حسرت دیکھتا دیکھتا کہتا تھا یہ تین پر نیرا عورتیں اور سامان اسقدر
رکھا ہے آج کیا ہے زبیدہ سبھی لئے مزدوری شاید کم باقی ہے جو جو کرنے کی نوبت آئی ہے اوس سے سبب پوچھا مزدور بولا
غریب پرورد مزدوری محنت سے بہت زیادہ ہو کر ناکام کچھ کہنے کا آمادہ ہے کہ تم تین بی بیان ہو مرد ایک نہیں یہ امر
مختارے حق میں نیک نہیں بغداد کی مثل ہے کہ دستار خوان پر لگا چار شخص نمون لطف بیشک نہیں جیسے کلفت کا
کھانا ہو اور نمک نہیں زبیدہ ہنسی کہا ہا کمورد کی احتیاج نہیں ہماری صحبت میں ہر کار واج نہیں اپنے سب کام
پوشیدہ کرتے ہیں فتنہ پوزوں کے غماروں سے ڈرتے ہیں آئینہ رونے یہ کہا ہے راز چھپانا چھپا ہے مزدور نے کہا تم عورت
ہو کر تیری عقلمند ہو حکیموں کے قول پر پابند ہو اور میں اپنی تقدیر سے مجبور ہوں با سباب ظاہر مزدور ہون گزرتے ہیں سبھی
پڑھا لکھا ہوا قسمت کا لکھا ہے ہر طالع ناساز نے دلیل و خوار کیا کچھ بن نہ پڑا تو سوٹ پالنے کو یہ پیشہ اختیار کیا زبیدہ
کہا آج اس سبھی بہلائیے شریک و شتر خوان کیجیے مزدور کو مہمان کیجیے کہا تجھ کو ایک شرط سے ٹھہراتے ہیں جو حرکت
ہماری دیکھنا نہ اور کئی جہ پوچھنا نہ کسی سے کہنا تیجنا جو کچھ دیکھا یا سنا ہے گوئیے کا سپنا ہون زبیدہ یہ کہتی تھی کہ اپنا شتر خوان
بچھیا یا سب طرے کھانے چنے جو مزدور نے کبھی دیکھے نہ سنے شراب ناب کے کنٹر اور گلاس عمدہ بہتر قرینے سے
رکھے صاحب خانہ کو بلایا اور مزدور کو لاکے برابر بچھایا وہ انکی عنایت و مہربانی سے مسرور ہوا سبحون کچھ کچھ کھایا
پھر شراب کا دور آیا امینہ نے گیلیاں کھج کر موافق رسم عرب پہلے آپ پیا پھر اپنی بہنو نکو دیا جو تھا گلاس مزدور کے پاس لائی
اوسنے سلام کیے ہاتھ میں لیا یہ شہار پٹھکے پیاسے صاحب جس رنگ پر گلشن سے بوسے گل کو لاتی ہے جو اوسے انوار ہے

ساتی کی بوساغر سے آتی ہے وہ کھلی قسمت مری ان مہر خون کی زیم میں آگے بہا اب آگے دیکھیے تقدیر کیا جگہ دکھاتی ہے وہ یہ سنکے بہت محفوظ ہوئیں کہا فی الحقیقت فیہ لیاقت ہے قابل محبت ہی اس عرصہ میں کچھ کچھ آنکھوں میں سرور ہوا جو کچھ حجاب باقی تھا وہ بھی دور ہوا ترسے میں آگے گانے لگین تاہین تاکے اوڑھے لگین ہنوز صحبت ناتمام تھی دن تمام ہوا شام کا ہنگام ہوا صافی نے صاف جواب دیا کہ مزدور کارا تکو بیان کام نہیں یہ جگہ اسکے قابل قیام نہیں جانیکا نام سنگے مزدور کے ہوش اوڑھے جان جانے لگی عجب ملال ہوا غیر حال ہوا دست بستہ کہنے لگا صاحبو ایسے وقت میں اپنے گھر سے باہر نکلنے کا لٹی ہو دیرہ وہ دستہ مصیبت میں لٹی ہو تشہ کا عالم زبان بہکتی پاؤں لڑکھڑاتے اندھیری رات ہی گھر بھول جاؤنگا چور نہیں بشار ہوگا آبرو و محارے ہات ہوا سینہ نے سعی کی کہ سچ کہتا ہے تاریکی میں کیا نظر آئیگا صفت میں بانڈھا جا بیگا زبیر نے بہن کی خاطر سے بہن کی اجازت دی مگر تھوڑے بات کہی تھوڑا رہم بجلا یا بڑا جو کام کہیں تو اوسکا حال ناکی پوچھنا اس بات کو نہ بھولنا دیکھو دروازے پر کیا لکھا ہے مزدور نے جا کے دیکھا بظاہر سوئے ہے یہ تحریر کیا ہے کہ جس کام میں دخل نہوا اوسکا حال جو پوچھے گا وہ سننے لگے جس سر دھنے گا مزدور نے کہا میرے کان میں زبان نہیں آئے خلافت و مہار نے کامکان نہیں زبیرہ مزدور سے بات کرتی تھی اسینہ نے شمع مومی و کافوری روشن کر دی عود و عنبر کا بخور کیا مکان ممکنے لگا پر نو کیا طعام شب لطیف و نسیس دستار خوان پر چنار لک کیواسے پستہ باد م جتنا مظہر زیب و ستار خوان کیا وہ طعام کہ معطر ہو سکے بوسے مشام دیدہ حرص اور چشم ہوس کہ نظر دیکھتے ہی سیر ہو لیس کہ جب سامان درست ہو چکا وہ تینوں سپینا در شکر جو تھا مزدور کھانے کے شغل میں مصروف ہوئے دو چار نو لے کھائے تھے ناگاہ کسی نے دستک دی صافی دروازے گئی دیکھا تین شخص قلندرانہ صورت بنائی دارحی ہو ٹھپیں کھونٹ کے منڈائے اس شہر کی وضع سے بیگانے ہیں لطیف پیر کہ وہ اپنی آنکھ سے کانے بہن خیال دیکھ کے زبیرہ کے روبرو آئی مفصل کیفیت سنائی کہا غریب الوطن سب میں قیام شب کی اجازت طلب ہیں اگر بار پائین گے ہمارا دل بلائیں گے زبیرہ نے اجازت دی کہا سب باتیں سمجھا دینا سر نوشت تقدیر بھی پڑھو اور دیکھو کہ سب رات سمجھا کے لے آئی قلندرون نے موافق رہم اسلام بیدہ کو سلام کیا اوس نے ہمان نوازی مسافر پڑھی سے خیر و عافیت پوچھی قلندرون نے کوچی کا کلام کیا دستار خوان بچھا پختا کھانے میں شریک کیا اور ان ہلا نیکو اس بیٹانے میں شریک کیا قلندرون نے مزدور کو دیکھ کے کہا شیخ نخل بویع

خلاف شرع شراب پیتا ہو مجب ہر روز در سنہ زور تھا جھلا یا جھل کے یہ سنایا صاحب جو تم تو پیا آبرو کو صفایا بتاتے ہو
 شرع کا نام عبث زبان پر لاتے ہو مثل کانے تو نہ کیجئے ٹینٹ اپنا بہ اور غیر کی جھلی کو نہارے ہو ہی مثل آج
 ہل ہوئی کوئی جانے یا جانے شیخی اور تین کانے یہ سنکے صاحب خانہ ہنستے ہنستے غمش کرنے لگین
 فی البدیہہ جو مزور نے کہا غمش غمش کرنے لگین یہ جملہ تو کھلی بین اور لیا سب کو کھانا کھلا یا پھر جام مے گلغما
 گردش میں آیا جسم قلند و نکو مرد ہوا جو اس میں فخر ہوا کہنے لگے اگر ساز ہوتا تو ہم بجاتے جی بہلائے صافی نے
 ساز لاکے اونکے سامنے رکھا وہ بجانے اور کچھ گانے لگے صاحب خانہ کا جی جو کلب لایا انھوں نے بھی ساتھ دیا
 فطلم وہ گلے نور کے وہ نور کے سر پہ گوش نہ رہنے وہ دور کے سر پہ دلکش دلربا تھا ہر فقراہ لی بین ڈوبا
 ہوا تھا ہر فقراہ عالم شباب کا نشہ شراب کا نلنلہ گانے بجانے کا شور ہو حق مجانے کا بلند ہوا افشائی از
 کو زوبان نکند ہوا دفعہ دستک کی پھر آواز آئی صافی صحبت اوڑھ کے دروازے پر جو گہمی فلک نے اور ہی
 صورت دکھائی یہاں ترک نیم و زخمت طلسمی جلوہ افروز ہوا صبح کا سپیدہ چمکاہ فر ہوا اور اک حال مقیمان در
 کیوسطے شرق سے غرب تک بیمنظور ہوئی اتلی سیاہی دامن فر میں مستور ہوئی دیر میں ناقوس جھانجھنے
 لگا ہر کی صد آئی حرم میں ملا چونکے عمامہ بچنے لگا اللہ اکبر کی صد آئی شہزاد نے روح دہان میں قفل
 خموشی لگایا یا تو موتی پر پرتی تھی نیند سیاحت کی شہی آنکھوں کھوتی تھی وہ سلسلہ گٹا تقریر کی دکان کو
 بڑھایا جس قدر کہانی کہی گئی کہی باقی جلسہ آئندہ پر اوٹھ رہی بادشاہ سر پر آرمی حکومت ہو کے مصر و
 عدل انصاف ہوا اور دن کا قتل بچہ معاف ہوا دنیا زاد بچا رہی تم کی ماری گھڑیاں گن گن دن تمام
 کرنے لگی انتظار تیرگی تمام کرنے لگی مضطر کی عاجلہ قبول ہوتی ہو تمنا حصول ہوتی ہو اور سکا قلع و دیکھ کے
 شحہ شب بچشم غضب نکل آیا ملازمنوں نے صحنہ روین میں جانندی کو بچھاپا یا اسبان خفتہ چونکے بیدار باش کا
 غل ہوا رات کا سامان بالکل ہوا اسکھ سیج پر بادشاہ آیا قسانہ کو فرمایا شہزاد عرض پیرا ہوئی شہزاد ہمتا کی
 عمر و دولت دراز ہو پہلے جملہ محترضہ سن لو ہارون رشید خلیفہ جو بغداد کا بادشاہ تھا اوسکا یہ معمول گاہ گاہ تھا
 شہ کو یہ تبدیل لباس وہ حق شناس تمام شہر میں گشت کر کے رعایا کا رنگ و دھنگ دیکھتا بھالنا تھا جعفر فرید
 مسرور خواجہ سرار فریاد گزار نکالنا تھا اس شب بادشاہ اور وہ دونوں ترقی خواہ ہمراہ تھے اسی کوچے میں آیا

گائے بجائے کی صدا بٹھنے کا قہقہہ سنکے دروازے کی گنڈھی ہلائی صفائی نے آواز دی آئی دروازہ کھولا مجمع کی روشنی میں ہر کانٹن نظر آیا جعفر نے فوراً فخر بنایا اور سنے جو پوچھا تم کون ہو کہا سنئے آئے ہو ذریعہ نے جواب دیا ہم جو اگر ہیں موصول میں گھر ہو بیان مال بچاؤ نظر ہو تجارت کیواسطے آئے ہیں اسباب ہر قسم کا بکثرت ہمراہ لائے ہیں اس شہر میں جو دلال ہو اور سنے ہماری دعوت کی بھی تکلف کی صحبت کی بھی رات زیادہ گئی جب رخصت ہوئے کاروان کی راہ بھول گئے حاکم کے ڈر سے ہاتھ پاؤں بھول گئے کہ آجی نبی سمجھ کے گرفتار کرے کھری کھوٹی سنائے نقد حرمت میں بتلا لگے سا کھد اوٹھ جاتے یہاں تک چلن سے ہم آگاہ نہیں کسی سے مطلق رسم و راہ نہیں گائے بجائے کی آواز سے بے تکلفاً یہ صحبت سمجھے پناہ لی جو رات کی رات یہاں اوقات کئے حسان عظیم ہو مسافر نوازی ضرور ہو شہر بیگانہ سو طرح کا فتور ہو صفائی نے زینور دیکھ دل سے کہا یہ بازاری نہیں بیوپاری نہیں گواض طرب پریشان حالی آرزو بسترہ وال ہو کہ یہ تقریر جعلی ہو خاندان انکا عالی ہو زفر بانی سے کہا ایک ساعت آپ وقفہ کریں صاحب خانہ سے عرض کر کے جواب لاتی ہوں آجی آتی ہوں گھر میں جا کے زبیدہ سے جو کچھ لکھا تھا کہا یہاں تو مشغلہ منظور تھا دوسرے ورہ اور تھار وین آمد یا اونھیں بھی لے آوہ آ کے لگیگی انکو وہ جلسہ عجیب و غریب نظر آیا جعفر و مسرور نے سلام میں ابتدا کی قلندر رون بوضع معقول جواب یا زبیدہ نے مراج پوچھا رسم مہمان نوازی او کی بات تھو اداس کے پھر کہا صاحب جو طلسم خانہ ہو جو کچھ نظر آئے اور سکا مز اوٹھانا ہندی کی چند سی زبان پر نہ لانا و گرنہ انجام سبب نال ہو سوال کا سخت جواب پاؤ گے انفعال ہو گا جعفر نے خوش بیانی سے کہا تم نے حسان کیا ہو کھو تجاری خوشی بہرین ہو استفسار حال کیا ضرور ہو تم نے ہم پر کیا ہو احسان ہو سمجھو تم بہ کو تخت فرمان ہو حاضر ہو یہ سر جو کام آئے ہو برب پو نہ کچھ کلام آئے ہو جعفر تو زبیدہ سے سرگرم کلام تھا خلیفہ کو حیرت کا مقام تھا کہ اس لب و لہجہ کی غور دیکھی نہیں مکان کس جگہ مک کا بجا ہو طلائی نقرئی سامان ہر جا ہو دوسرے یہ بھی قدرت حق کے کا خانے میں کو ہوتی آنکھ کے تین گلے میں بیشک طلسم ہو یا زیننگ ہو عقل بیان دنگ ہو وقتہ ایک قلندر نشہ کے عالم میں اوٹھا اپنے شہر کی طور پر پناہ چنے لگا اور ظن سر کی یہ عنزل گائے لگا عنزل

بتائیں کیا کہاں ہم چھڑ کر گویں تان بٹھے
کریں اشک سے ایسا نوسارہ کان بٹھے

زمین یہ خدا کی ہی ہماں بٹھے ہاں بٹھے
بسان تجیش یا ہم مڑیں گے پر نہ اوٹھیں گے

جہاں میں بیٹھ کر رہتا ہوں ان کو آہی رہتا
جو ہنسا ہو سو ہوا بتوڑے کو چھین ہاں بٹھے

مجھے ناصح نہیں بھائی تیرے ہاتھ میں بیٹھی تھی	کوئی آرام سے کیا خاک یا آسمان بیٹھے	ہے جب آپ ہی یہ آسمان نزلت کر شین
خلف اس جو چین میں بیٹھے رکتے دان	کوئی ضمنوں نہیں بند سکتا اوسکے خال	خدا کی واسطے چپکے رہو امی ہیران بیٹھے

زبیدہ نے امینہ سے کہا ترک عادت عداوت مشہور معمول بھولنا تم سے دور رہو وہ اوجھی سامنے کا والان آر استہ کیا شمعون کا گل لیا تلخونکی ہانڈی کو چھڑو باعود منبر موجود تھا اوسکا بخور ہوا شیشہ آلات نزدیک سے دور ہوا جس بجائے تھا وہاں خلیفہ کو مع جعفر و مسرور بچھایا قلندر و نکو اونسے کچھ دور بچھایا مزدور سے کہا تو نکما کیوں بیٹھیا کی کوٹھڑ میں دو کتیاں بندھی ہیں انکو بیان کھول لازم دو کتیاں مع طلائی زنجیر حسین و ہا سیرتھیں والان میں لایا زبیدہ نے دم بھر کر استینونکو چڑھایا پھر صافی بچھتی جا باک لائی مزدور سے کہا ایک کو کسی میں آکا دے دوسری میرے سامنے لٹکا دے کتیا چلانے لگی غل چانے لگی زبیدہ نے کچھ نہ خیال کیا سو جا باک لگا کے بر حال کیا جب ہاتھ تھکا گیا جا باک ٹپک دیا کتیا کو گلے سے لگایا رومال سے اوسکا منہ پوچھا اپنی آنکھ سے آنسو نکلا دریا باہا یا پھر مزدور کہا سے یہاں سے لجا دوسری کو لاجتہ قریب آئی زاری بقراری کرنے لگی باؤن پر سردہ نے لگی لیکن بیدہ نے جو حرکت پہلی کے ساتھ کی تھی وہی سردست اوس سے بھی کی یہ دیکھ کے سبکو حیرت ہوئی نئی بات فلک کی کھات سے نظر پڑی خلیفہ نے جعفر سے اشارہ کیا کہ مقدمہ اسرار سے خالی نہیں لاو بالی نہیں اوس نے آہستہ سے عرض کیا دم مارنے کی جا نہیں ہونٹ بلانا اچھا نہیں سپر ح باہم ایک دوسرے سے یہ حال پوچھا معا حل ہوا پھر زبیدہ نے امینہ اور صافی سے کہا کچھ ایسا شغل اسوقت ضرور ہو کہ طبیعت کی کدورت دور ہو صافی نے جڑ سے جا کے وہ فی کالی نئی فی کالی صحبت از خود رفتا ہوگی سکتے کی کیفیت پیدا ہوگی بقول مولانا می روم مشہومی

بشنوا زنی چون حکایت میکند	وز جدائی ہا شکایت می کند	از نیستان تا مرا بر سر پیرہ اند
از نیرم مرد و زن نالیدہ نہ	جب صافی صحبت پہ ہاتھ صاف کر چکی امینہ کی بارہی آئی وہ ساز ناک کے یگانگی الموت	
دلین ہوا آنکو غنیمت ہوا سپر پالٹا نہیں	سو جس میں لیکن دل پالٹا نہیں	ہم تو نہیں کہتے کہ تم کہ نہیں کہتے
چو سبب غم ہو وہ ہم کہ نہیں کہتے	ہم دیکھتے ہیں تم میں غم اجانے تو کیا	اس جھید کو اللہ کی قسم کہ نہیں کہتے
رسوای جہان کرتا ہر دور کے ہمیں	ہم کچھ تجھے اسی دیدہ ہم کہ نہیں کہتے	کیا پوچھتا ہوں تم سے تو امی شوخ شوخ مگر
جو تو نے کیے ہمیں تم کہ نہیں کہتے	اللہ سے تراز ب کہ احوال دل اپنا	دیدتے ہیں ہم کہ تم کہ نہیں کہتے

چھ پر نزل سنائی سبکی جھاتی بھری نعل	گڑے میں ظفر نیچ والہ کم نہیں سکتے	جو غم پہ شب بھر میں اوس ماہ لگا کے
رنج ملنے میں ترک میں فطرت	اوس کا منہ دیکھئے حسد انکے	دل لگا کے جو کوئی وفا کرے
ہجر میں نیست ہی خدا انکے	موت اچھی ہر درد دوری سے	کیا کرے کوئی اور کیا کرے
اس طرح سے گائی اور بجائی گئی کسی	حق سیکو شکستہ بانکرے	کو چہ یار تک بھی جاسکا

ہوش بجان رہے اہل مغل پنج غش ظاری ہوا ہر ایک مصروف گریہ و زاری ہوا اور امینہ کو تو دین و دنیا کی خبر نہ رہی
 روتے روتے بید ہو گئی گریبان چاک کیا پیرا ہن پھینک دیا گویا ابر سے چاند نکلا ناگاہ شانے دُغون کے
 نشانے سیاہ نظر آئے تیرنگ دیکھ کے وہ سب اور گھبرائے کہ اس نازک اندام نے کیا کام کیا جو کسی بے رحم نے
 ماہ میں داغ سیاہ لگا دیا اب جس سے جو کچھ پوچھا وہ انجان نکلا اوس وقت خلیفہ کو غصہ آیا جلدی کو کام فرمایا کہا اس
 جلسے میں سات مرتبہ عورتیں بہن اگر بخوشی تبا دیا تو خیر و گرنہ شکر ٹیکے انکو زبرد بر کر ٹیکے حال دریافت ضرور
 کرینگے جعفر وزیر نے کان میں کہا اب تک بڑی سیر دیکھی کیفیت اٹھائی ذلت نہیں پائی حضور کو یا نہیں بخون
 کس عہد و پیمان پر ہمان کیا مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھانے کا عہد کھانے کھلانے کا بجا کے ناسخ دکھانے اوسکا
 بدلا ہی ہو کہ انکو رنج دیکھے فساد کیجیے ہل چرائے اَلْاِحْسَان بھلایا اولٹا خیال آیا انقض عہد میں اگر ضرر کی
 صورت پیدا ہو تو سخت کے سوا اور کیا ہو کچھ تو انکو بھر و ساہ جو نرم نہیں ہوتی بہن کڑی بہن اپنے قول پر ہی
 بہن خلیفہ نے نہ مانا قلندر و سن کہا تم پوچھو سبے انکار کیا اگر زور و عقل سے دو رکھا وہ ہوا ہنوز اوس زبان بلائی
 تھی کہ زبیدہ نے کہا تم سب ہم کیا گفتگو کرتے ہو مزدور بولا غریب پر یہ سانچے جو عجیب و غریب نظر آئے بہن سب کھلے
 گھبرائے بہن چاہتے ہیں کچھ آپ زبان مبارک سے اگر ارشاد کریں تو سب کو شاہ و گریہ میں یہ کھولے زبیدہ کو غصہ آیا خود
 ہو کے سب بوجھایا سچ کہتا ہوں اتفاق بول اٹھے بیٹھے جھٹائے منہ کھول اڑھے کہ درست و بجا ہوتے ہی
 شعلہ غضب ٹھکرا کہا ہن تم پر احسان کیا قصو ہوا ہمان کیا نہ پوچھنے کا عہد و پیمان کیا تھا اوسکو تمنے بھلا دیا لیکن
 مجبور ندی کہ نہ ور جھگھے تم پہل ہمان بنے دوسرے کو مور تھگے اب ہونی ہو ہو بہو بد عہد کی گناز کھلو تین ارب تکرار میں یہ
 پانوں را دستک دی چلا رو فتح کرے گا ہوا زہ کھلا سات صیبتی بہت قوی جتنہ غیر ہر تیرہ رنگ حوائج حار
 میں نگی نکوا ہر نہر موجود ہوسے چاہا کہ انکے سر نخل تن پر جو بار بہن بجا بہن اوتار کر سبکدوش کریں شمع حیات

صبر صبر مصاصم خون آشام سے خاموش کرین وقتہ جلاد و فلک چارم بصد غیظ و خشم برآمد ہوا ظالم و مظلوم کی دیکھ بھال کرنے لگا زبردست زبردست کا خیال کرنے لگا ڈر کے مارے شب کی اندھیری نے منہ چھپایا روز روشن نکل آیا شہزاد نے منہ بند کیا تقریباً تمام رہی بشرط زسیت حوالہ شام رہی شہریار فریضہ صبح ادا کر کے تخت پر آیا غلغلہ جا بجا ہوا کوسی قید کو می ہا ہوا اس عرصہ میں شاہ ایک اسپر غریز نگار کی سیر کرتا ستر میں مغرب کی تسخیر کو روانہ ہوا متر دان و زکوہ فرصت ملی اٹھا ہاتھ ہوا زانہ تا ہنجا چہرہ زنگی کی صورت تیرہ سیاہ ہوا شہریار باوقار عازم آرام گاہ ہوا حسب دستور شہزاد نیند میں محسوس ہونے پر آئی رحم ضروری سے فرصت پائی بادشاہ نے فرمایا کل کا معاملہ کیا ہوا شہزاد اوٹھ بیٹھی عرض کی جیسیوں نے ہمانو کے قتل کو ہاتھ بڑھایا زبیدہ نے فرمایا استقر تامل کرو کہ ہم ان کا حسب حال بیان آئیگا مال پوچھ لین پہلے سب گھبرا کے مزدور بولا خداوند نعمت تین سراسر بقیہ ہوں ترا مزدور ہونا بیٹے بیان آئے بہت آرام چین پایا کیا بری ساعت ان کا نون کا قدم بیان آیا ناحق مجھ کو ٹوٹا بنا یا مزدور نے قلندرون پر جو یہ خبر ملی باوجود خشم و غضب زبیدہ ہنس بیٹھی پھر کہا تم سب اپنا اپنا حسب و نسب فصل و کھال اوڑھو باش کلا احوال سچ سچ کہدو جو چھپائیگا فوراً مارا جائیگا پھر ہی مزدور بولا غلام بعد ازین حمالی کر کے اوقات بشارت و سحر کرتا رہے ابکی بہن جو وہ چمکی بیٹھی ہیں مجھے ہمراہ لائیں وہ کیفیت دیکھی اب اس آفت کا سامنا ہوا اس نے کہا تو سچا ہو کر کچا ہوا اپنے گھر جاؤ وہ دو قدم چلے ٹھہر گیا کہا جب تک ان بختوں کا قصہ سن لو نگاہیاں سے نہ جاؤ نگاہیاں کہے بیٹھے گیارہ زبیدہ نے قلندرون سے پوچھا ایک اونٹین سے گویا ہوا

حکایت پہلے قلندر کی باپ کے مرنے سے سلطنت کھونا وزیر کا آنکھ پھوٹنے کا قتل پرگما دہ ہونا ہسکا بھاگ کے جان بچا ناصوت بگاڑ کے بعد ادین آنا

غیر شانزادہ ہر میرا پت چلیل القدر بادشاہ تھا اور چچا بھی جہاں پناہ تھا اپنے ملک میں جہاں بانی حکم رانی کرتے تھے عدل و انصاف میں مصروف رہتے تھے میرے چچا کا ایک بیٹا دوسری بیٹی تھی میں بیٹے غم ادا جہاں سے بہت مالوں تھا ہم وہ ایک دن کے پیدا تھے باہم شیدا تھے ہر سال وطن سے اوسکے دیکھنے کو جاتا تھا چند روز دیکھ کر جلا آتا تھا ایک دن باہم بیٹھے تھے اوس نے کہا جانی جینے مکان بڑی شوکت و شان کا بنا یا ہوا اگر دیکھو کہ تو رغبت کرو گے سب کو پسند آیا ہوں لیکن یہ شرط ہے کہ اس کو لب پر نہ لانا دیکھو آنا کیسکونہ سنا نا بلکہ خود جوبل جانا بیٹے کو

خاطر سے قسم کھانی اوستے کہا تم بیان ٹھہرو میں کام کو جانا ہوں ابھی آنا ہوں ایک دم کے بعد جو آیا ایک ماہ پھر عورت کو اپنے ہمراہ لایا لکڑی والے دکانہ مجھ سے کہا اور نہ میں پوچھنے کا موقع سمجھا مجھ سے کہا اسکو ساتھ لیکے اوس قبرستان میں جاؤ جو بائیں تہی قبر پر گنبد پانا وہیں بیٹھ جانا میں اوس عورت کو ساتھ لیکے قبرستان میں آیا شب بے تھی بے تلاش جہاں کا پتا بتایا تھا اوسی جا پہنچا الا وہ مجھ سے پہلے وہاں تھا پانی کا کھڑا ٹوکری میں جو ناپاس تھا لکڑی منتشر ہو اسی محل پر اوس کدال سے وہاں کی زمین کھودی پتھر بر کا یاد و ازے کا نشان نظر آیا عورت سے کہا اسی مد لقا یہ دروازہ اوسی مکان کا ہے جو جسے زمین ہے اور تیرے کا خوب قبر زمین پر تو اس کے اندر اور تیرے بھائی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ تو خدا کا نظیر ہے باعث تم کو رحمت ہوئی جتنے ہر چند پوچھا کہاں جاتے ہو ماجر کیا ہے جواب دیا مقام چہ رہنے کا ہے مولف افشا گیا مگر چہ راز ہو گا مجھ پر دست نہ باز ہو گا بد تم میرے اور تیرے کے بعد اس نشان کو زمین سے ملانا تا مقدر ہر موار کہے چھپانا جیتے کدال دھٹاکے نے نام نشان بنایا پتھر کر اپنے مقام پر آیا تا شب اوسکے تصور میں زمین نہ آئی تیرے کہ موزوں نے اوان سنائی اور تھا چھپا ہوا شکار کھینے گئے تھے بیٹے نے گھر بیٹھے یہ شکار کیا تھا تو تمہاری کی وحشت نے بمبار کیا تو زہر عظیم کو بلا کے کہا جو بیان عرصہ ہوا خدا جانے چچا جان کب آئینگے اگر نجاؤ گا والد ماجد گھبرائینگے لیکن یہ کوجھی میں سے بہت مضطر پویشیاں پایا پتھر اوس نے پوچھا نہ میں نے کہا نہ رخصت کا نہ کو آیا اور اوس فر وہاں سے روانہ ہوا جب اپنی بہت سلطنت میں پہنچا عجیب سا نہ نظر آیا اجنبی لوگوں کا ہر جگہ چوکی بہرہ پایا دیوان خاص میں جو گیا محکو قید کیا جتنے قید ہوئی آبر و کھوئی کی وجہ پوچھی آئی سالہ دار قدیم نکھوار تھا اوس نے چپکے سے یہ بات کہی کہ شاہزادے فوج وزیر سے موافق ہو گئی جب آپ کے والد ماجد نے دنیا سے رحلت کی تھی اوسکو تخت پر بٹھا یا مرتبہ بڑھایا اوسکو تھاری ذلت نظر ہو رہا تھا اوسکو قصور سے اللہ وہی سالہ دار محبوب بنا چار کجاو اوس نکھرام کے روبرو لیگیا دیکھتے ہی نارہ غضب اوسکا بھر کا یہ اکلچہ دھڑکا بڑا سبب غضب کا یہ تھا جن دنوں میرا پسر یہ سلطنت پر جلوہ گر تھا محکو غلیل کا ذوق ہشیر تھا ایک وزیر ہر ہر با غلیل ہاتھ میں یہ ناکام کھڑا تھا کوئی جانور سانے سے آیا بیٹے غلے لگا یا جانور تو بیچ گیا وہ ملعون تشنہ خون اپنے کو کھینے کھڑا تھا اوسکی سینے آنکھ پڑا وقتہ پانی دیدے کا بہ گیا میں حیران رہ گیا اوسوقت یہ میرا کیا کر سکتا تھا قبلہ عالم کے ارشاد سے میں اوسکے گھر گیا غدر کیا لیکن کینہ اوسکے دل میں رہا اوسوقت بچہ دو دو جا رہو نیکیے دور کر میری نگہ میں اوسکے گھر کی دہلیز میں آنکھ بچھمڑوں نکالی اسپر قرار نہ آیا بچہ میں بند کر کے جلا دو کو دیا کہا شہر کے باہر لجا کر اسکو بیچ

وہاں دشت اسکے لموسے بھر وہ جگہ صحرائیں الیائیں مننت زاری کی کہ خون ناحق ہوتا ہوا سکور جم آیا مجھ سے
 کہا خبردار پھر اس شہر نکبت اثر میں آنا جو آئیگا تو زندہ بنائیگا ناچار بجالاں ار افغان خیزان پھر چچا کے ملک میں پہنچا
 اس ہنگامے کا حال و رور کے کہا او سکو بہت لم ہوا چنچ مار کے رو یا کہا فلک جفا پسند نے فرزند کو جدا کیا تھا مگر
 مصیبت میں مبتلا کیا دن ات بیٹے کی یاد میں روتا تھا جان کھوتا تھا مجھ سے یہ حال دیکھنے ضبط نہ ہو سکا نہ دستم کا
 پاس کیا نہ جان کا وہواس کیا سب ماجرا جو دیکھا تھا متصل کہہ دیا چچا نے کہا تو سچا ہر مقبرے کا حال مجھے معلوم ہر شب کو
 مجھے ہر اولیکے او سکی تلاش میں جلا جسم گورستان میں پہنچا وہ جگہ ٹکڑے نظر آئی تینے بتائی زمین کو کھود اور واہ نکلا
 او سکو توڑ کے اندر گئے مکان بہت نادر عالی شان ہوا سقف و ایوان او سین قدم جو رکھا بدلو سے داغ چھنے لگا
 جا بجا شمعیں بومج کا فوری روشن اکل و شرب کا سامان بہت مگر کوی دیجات تھا جب شہ نشین کا پردہ اوٹھایا
 چچا نے دیکھا وہ دونوں ہم آغوش ایک پلنگ پر ہیں آتش غضب آہی نے جلایا ہر شکل انگریزین وہ بوا نہیں آتی
 ہر کہ جان نکلی جاتی ہر دیکھ کے تاسف تو نکلیا او سکے منہ پر تھوک ویا نہ گریہ نہ زاری کی پاؤں سے پا پوشا و تا
 کفش کاری کی پھر کہا دنیا میں یہ حال ہوا مال باقی ہر عتاب ذوالجلال باقی ہر عینے عرض کیا افسے کو نسا قصور نہ
 ہوا جو نتیجہ بہ ہوا فرمایا جگہ غیر نہیں صغر سن سے یہ بد بخت اپنی چھوٹی بہن کو پیار کرتا تھا او سپر شہادت تھا مگر
 نگہبانی تھی ہر دم خیال رہتا تھا ذر و شب ملال ہتا تھا یہ اشکار کھیلنے کو جانا ہوا یہ موقع پا کے او سکو لیکے ادھر وانا
 ہوا اب مجھے مطلق انکار ہے ہر غم ہر میرے واسطے کافی تیرا دم ہر تیری وضع لو کہین سے پسند ہر تو بہت سعادت مند
 وہاں سے نکل کے مکان میں آئے چرخ سفد شاعر نے اپنی تون دکھائی نقارہ جنگی کو سہی کی صدا آنے لگی طبیعت گہرا
 لگی حریف لشکر بیدار ہو ہزار در ہزار لیکے آہو پناہ بیان پیغام قضا پہنچا ادھر فوج قلیل تھی فتح کی کوئی سہی
 عم محترم بے سر معرکہ کام آئے ہکو تقدیر نے برے دن دکھائے حریف کے ڈر سے خمیرا نہ سچ بنائی موٹھ پھر
 ڈارھی منڈائی بادید گودی میں خیال آیا خلیفہ ہارون رشید نیک نفس ہر رحم دل بکیو نکا فریاد رس ہر بعد ادھلو
 اپنے مصائب عرض کرو کو رنگ ذریر کی بیدا د سناو اگر برسر رحم مزاج آئیگا ملک موڑی طلبائیگا جب دشمن نہا ہ
 گذر ہوا دوسرا قلندر یہ جو میرے پاس ہر منظر ہوا پوچھا آپ بھی بیان نو وار معلوم ہوتے ہیں جواب پایا تھا
 کہ تیسرے مصوت اور نظر آیا باہم جو تقریر کی سب ایک رنگ میں ڈوبے تھے جنسیت کے باعث مفارقت گوارا نہ تھی

معیت اختیار کی شہر میں آئے حیران تھے کہ رات ہو گئی کوئی جان بچان نہیں معلوم قیام کارکان نہیں تقدیر
 اس فکر میں مختارے دروازے پر لائی تھنئے مسافر نوازی فرمائی وہ حسب نسب چال ہو دیکھیے آپکو کیا خیال ہو
 زبیدہ نے کہا سچا تیرا بیان ہو تجکو امان ہو اور اس نے کہا فقیر اپنے ہم صورتوں کے حال کا بہت شاق ہو
 یوں چلے جانا سخت شاق ہو زبیدہ نے کہا تجکو بلا سے نجات ہو اور ابھی کچھ باقی رات ہو اتنی دیر میں میرا کیا
 نقصان ہو تو سبھی بندہ خدا ستم رسیدہ انسان ہو یہ تو بد بھمی تمام بیچارہ دوسرا قلندر اپنا حال کہنے کو اڑھا
 بیان قلندر ثانی قرآن کے ہاتھ سے آفت آنی مفلسی میں بڑیکے پاس جا بااوسکا لکڑی لاکڑی
 کی صلاح بتانا شہزاد کی ملاقات یو کے آفات رینا سکا ہمازیرا نا دوسرے شہر میں ہو چکے اور توجا
 پہلے پتھر بڑھا مولف ہمارا سا نمونے فقط عبرت بڑھانی ہو نہ برسوں نیندا نیکی عجب ڈھب کی کہانی
 ہو فقیر کا باب بہت ذمی مقدور تھا دور دور مشہور تھا تجکو متین ذہین سمجھ کے سب علم و فن کے استاد
 ہر ایک شہر سے بلائے اونکی تعلیم سے لکھنے پڑھنے لگا جب سن بڑھنے لگا ہر کسب عالی نسب کرتے تھے وہ دیکھے بڑی
 دولت یہ ہاتھ آتی فقہ و حدیث و تفسیر میں دخل کامل ہوا قرآن مجید یاد کیا عالم فاضل ہوا علم تاریخ یا حکمت
 ہیئت ہندسہ میں استاد خوشنویسی میں بہت قلم مشہور ہوا جب شہر ہونے لگا تو فی الجملہ تجکو عنہ و بڑا
 فن سپر گری میں بہت تھا اور کشتی لڑنے میں کوی برابر نہ تھا یہ سب کچھ تو حاصل کیا مگر تقدیر کے لکھے سے
 بیخبر بااوشاہ ہند میرا ذکر سنکے مشتاق ہوا لکھی لینے کو بھیجا تقدیر نے جو رتبہ بڑھایا زیادہ تجھ پر آیا کچھ اسباب
 ضروری کچھ ملازم مجبور سی لیکے چلا راہ میں قرآن نے گمہ لیا خوب لوٹا بڑے بول کا سر نچا ہوا اونکے ہاتھ
 کچھ چھوٹا کوئی کسب و فن پیش کیا زخمی ہو کے بھاگ نکلا ایک دشت پر خطر میں گنزر ہوا سرگرداں خستہ خراب
 بادل کیاب پھر تاتھا آجھوک اس جہتھی کہ ہر قدم پر گرتا تھا درختوں کی پتی پھیل کھا کے صحرا نوردی شکار تھارتین
 نہ ٹھکسا تھا کئی عینے کے بعد ایک شہ نظر آیا سواد و بچپ سبزہ نار چار دیرا گردہ بتے تھے اونکی بہار ز عبت
 کرت سے زمین ریز ہوا فرحت انگیز اپنا یہ نگ کپڑے لئے جسز غمخوار تمازت آفتاب سے رنگ سیاہ ہوا
 چھالے لب پرہ و نا لے شہر میں پھرتے پھرتے درزی کی دکان پر آیا اوس نے غیب الوطن سمجھ کے حال پوچھا
 پاس چایا بیٹے ابتدا سے انتہا تک سر گذشت سنائی وہ بولا یہاں کا بادشاہ تیرے باپکا عدو ہوتا حال اگر

سے کار و رسیاہ کا سامنا ہو گا تجھ سے کیا ہو گا اپنا حال کسی نے اظہار نہ کرنا راز آشکار نہ کرنا سچ مجھ کو جو کا پیسا مجھ سے تو قبر کی گھلایا بلایا مختصر سا مکان بنے کو بتایا تین چار دن کے بعد جب ایذا می سفر کم ہوئی مجھ سے پوچھا کچھ کام ایسا بھی آتا ہے جس میں اوقات گزری احت سے دزات گذرے بنے اپنے فضل و کمال علم و ہنر کا حال بیان کیا اوستے جواب دیا اس شہر میں یہ سب بیکار ہو جو اسکا پابند ہو وہ ذلیل و خوار ہو ایک کام میں بتاتا ہوں تجھ کو زبردست پاتا ہوں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کے لاؤ گھر میں بیٹھ کر پتھر کاؤٹینے ناچار پتھ پالنے کو نحوست کے دن ٹالنے کو قبول کیا دوسرے روز اوس بیچارے نے رسی لکھاڑی لایا ایک جاگنیہ کیے مجھ کو بیجا جو لوگ لکڑی لاتے تھے اونکے ساتھ کرو یا ز جنگل سے لکڑی لانے سونے کے ٹکڑے پر سچ کے کچھ کھانے باقی جمع کرنے لگا برسن میں بہت روپیہ جمع ہوا مجھ کو اس کام کا فرہ پڑ گیا ایک روز ہمارے ہوں سے جدا جنگل میں بڑھ گیا ایک درخت پر چڑھ گیا درخت کا ٹاٹر اوسکی کھوڑا تھا وہاں کھڑکی نظر آئی اوستے کھول کے آگے چلا عمارت عالی شان بائی اوس میں قدم رکھا ایک کمرے میں سر پا و خوبصورت صاحبان نظر پڑی انکے ساتھ لکڑی میں نیا ذرا موش ہوا بیہوش ہوا اوستے اوسکے بائی چڑھ کا پیرے جو اس دست ہوئے تو جان پوچھا کہ تو کس طرح یہاں آیا دروازہ کیونکر پایا تین برس سے اس خانہ زندان میں مجھوں گرفتار ہوں بارہ ہندو گارنا چار ہوں آج انسانی صورت و کھنچ و دولت وال سب بیکار ہو باغ کی بہار خار ہو تینے اوسکا حال پوچھا اوستے کہا یونی جزیرے کا نام آبنوں کا وہاں جنگل ہو پیرا پتھ ہانکا حاکم آجکل ہو مجھ کو چچا کے بیٹے سے منسوب کیا شادی کا اسلوب کیا ہے عقد جن بیان اوسکا لایا خانہ شادی ماکلدہ بنایا اوس دن کے بعد ایک روز و شب یہاں اوقات کرتا ہر یہ حرکت وہ بد ذات کرتا ہر دم سحر و جادو ہو جاتا ہر تنہائی کا زمانہ ہو جاتا ہر آج پانچواں دن ہو اسی قدر عجلت اور ہر تیرا جی چاہا قیام کر لیسر صبح وشام کرا اور طلسم بنایا ہو جب مجھ کو ضرورت ہوئے ادھر اسکو ہاتھ لگایا اودھر وہ جن آیا یہ بیان سننے بیٹے اپنی دہقان کہی وہ چپ ہو رہی پھر حمام میں لگیسی نہلا کے عمدہ پوشاک پہنائی غذا الطیف رو برولائی بیٹے اوستے نے ساتھ کھائی ایک دن رات بوجہ حسن گزری دوسرے روز کھانے کے بعد شراب کا دور ہو انقشہ میں یہ نقشہ اور ہوا اوس سے کہا بہت دن قید میں گذرے اب دنیا کی سیر کرو باہر چلو وہ بولی تم سرور میں بکتے ہو کیا یہودہ بکتے ہو بیٹے کہا تم جن سے ڈرتی ہو یہاں سے چلنے کا انکار کرتی ہو وہ تو کیا ہو اگر نزار اور آئین گے یہ پیرے ہاتھ سے جنم میں جائینگے یہ کہہ کر طلسم پر لات ماری طلسم ٹوٹ گیا عورت کا جی چھوٹ گیا میں بھی لبیان سچا چھا

چو کرسی بجلالتی آزار پرستد چرخ کمن ہونجھی کرکری ہو گئی نشہ سب ہن ہوا اور سیدم خاتون بہان جو تھے آسمان پر جلوہ کنان ہوتی نرنگالا دہن شب دیو پو پھر کے پنجر سے جھوٹ گیا کوہ مغرب کی ادلی ات کا سر شستہ ٹوٹ گیا یہاں کی پناہ لی پاسان شب بیدار کو ٹھنڈی ہو اکا جو ننگا گانیندا آئی خواب غفلت میں گردن جھکا فی طلسم خانہ بہان میں یا تو پڑھا تھا تیر کی نے لیکر اٹھا یکا یک جلا ہوا کھیل نرالا ہوا شہزاد کو سیاہی میں سفیدی جو نظر آئی در پیچہ دہن پر بلوچ لگانے قاسمشی سے تقریر بدل گئی دنیا زاد و بقراری سے مجھ لگی کہا بہن نرنگ الم سے رہا کی کرو دہان بند سے طلسم کشائی کرو شہزاد نے جواب یا تو نرمی ہو قوت ہی یہ کام ات پر موقوف ہر شہزاد سسکا تار و باز علی کی طراوت وادہ ہوا ہر انکار زمانہ ہوا اور اس خبر کی تمام شہر میں شہرت مچ گئی کہ آج وزیر نادی بھرنج گئی بادشاہ مشغلہ سلطنت میں دن کام کر کے روز روشن کو شام کر کے مجلس میں آیا اتہرحت کو پاپون پھیلا یا موافق معمول شہزادہ ہنسستی دنیا زاد و طول حاضر ہوئے بادشاہ نے کچھ اشارہ کیا اوس نے خموشی سے کنار کیا کہنے لگی حضور فلک کو منظور آفت میں پھنسانا تھا ٹھوکر کا ہانا تھا و فحشہ وہ مکان چکر میں آیا زمین کو زلزلہ ہوا سب کارخانہ تہ و بالا ہوا اوس نے جھمال نے کہا جدم سے آئے ہو جلد چلے جاؤ و گرنہ بلا می بے درمان میں گرفتار ہو جاؤ گے تا حشر رہائی نہ پاؤ گے میں وہاں سے چل نکلا بروسی میں رسی و کلھاری وہیں بھولا آخرا و سکا گل بھولا افتان خیزان میں نیم جان باہر آیا لکڑیاں اڈٹھا کے شہر میں در آیا در زمی حیران غصط تھا دیر کا سب پوچھا بیٹے ٹالیا مکان میں آ کے سوچتا تھا کہ یہ کیا کیا خود خراب ہوا محسنہ کو رو کیا بدبختی سے انجام ہو جو جھانشہ میں آنے جو جھانچا ایک خیاط آیا کہا ایک و پیر تیری رسی اور کلھاڑی لے لے نکلو پوچھتا ہر میری جان جہم سے اسی آن نکل گئی ابھی جواب نہ دیا تھا زمین شق ہوئی وہ جن نکلا مجھ سے پوچھا یہ سب تیرا ہر فلک در پر گزند تھا میرا کلا بند تھا وہ میرا ہاتھ پکڑ لے اڑا بہت جلد اسی جگہ لایا جب نگ نظر آیا وہ سیم تن بامی خون میں غوطہ زن زخمی سبٹن اوس نے اوس مجروح سے کہا جسکے واسطے تیرا یہ حال بنایا اوسکو بھی لایا وہ آفت کی لاری آہستہ سے بولی کہ بیٹے ابھی اوسکو دیکھا ہو تو وہی بک رہا ہو تب جن نے تلوار نکال اوسکے روبرو رکھی کہا اگر اوسکو پہلے دیکھا بھالا نہیں یہاں سے ٹالانا نہیں تو اسے مار ڈالیرے دل کا شہ نکال وہ بولی مجرم و خطا کا خون بہت زبون ہوتا ہوا سنے میرا کیا قصو کیا ہو جو فوج کروں مرتے مرتے اسکے خون کا جو پھو اپنی گردن پر لون یسٹکے جل بھن کے مجھ سے بولا تو اوسکو ہلاک کرو کھیرا پاک کر بیٹے جواب یہ عورت تو قتل ہی جاسے انکار

کہ جب لے اور مرد و دوا اسکے لہو سے ہاتھ بھر جائے وہ ملعون تشنہ خون غریظ میں آیا اوس مرسیا کو مار ڈالو الکل کا
 بخار نکالو لہو عظیم ہوا حال بہت مستقیم ہوا اتنا کہ کب کے خوب رویا کرے جان لسنو و منے بھگیا پھر سنبھل کے گویا سوا کہ تینے
 اوس قتال سے کہا دیر کیا ہو میرا کلا بھئی تب شمشیر کا پیا سا ہون بولا بھگو جان غاروں کا تیرا جہرہ بجاڑوں گا کہ جب تک نہ رہے
 یاد کرے نام نالہ و فریاد کرے یہ کہ کے کچھ بڑ بڑایا میری طرف دیکھ کے ہونٹوں کو ہلایا میں تو زمین پر گر کے بندر ہو گیا
 وہ زمین کے اندر ہو گیا اندوہ و حیرت میں مبتلا کیا تھا اور کیا ہوا وہاں سے چل نکلا جھل میں ہو چکا کہ میں چل ہاتھ آیا بکھایا
 پانی نظر پڑا یہ اس حال سے خراب حال سے وہ دشت پر خطر طر کو دریا می شور کے کنارے پہونچا اتفاقاً ایک بہا
 وہاں آیا تینے شور مچایا کھلے نکو سلام کیا گاہ بیزانی سے کلام کیا جسمم جہاز نو ویک آیا میں دیا میں کو دو پڑا پیر نے
 کے فن سے آشنا تھا لوٹ پیٹ کے جہاز تک پہونچا ہستی کے سہارے سے اوپر چڑھ گیا وہ سب بھگو دیکھ کے
 حیران رہے میری ان حرکتوں کے نگران سہے قرینے سے کہتاں جہاز کو پہانکے اوسکے باؤنہ پر سر رکھا گرد پھرا
 اوس گما یا رویت تم سیدہ مصائب کشیدہ ہر کچھ نکھو جہاز پر ہنے دو خود پر ورش میں مصروف ہوا اور وہاں کا
 ایذا دینا موقوف ہوا جب کوئی کام اپنے سر انجام کے گون دیکھتا بجا لاتا رہیں جہاز یہ کابھو سنا تا کہ دیکھ جانا تو ہو
 ایسا سلیقہ شکار ہی یاد رکھنا ہمیں کچھ اسرار ہو تھوڑے دنوں میں ایک بڑا شہر ملا جہاز کو لنگر ہوا لوگ خرید و فروخت
 شہر میں آنے جانے لگے اسباب بیچنے و مول لانے لگے وہاں کے بادشاہ کو اسکی خبر ہو چئی وہ تین ملازم سرکار جہاز پر
 آئے و صلی ہمراہ لائے اہل سباز سے کہا کوئی بیان خوشنویس یا نیشی صاحب دوس و تدریس تو ہم سے کہو اگر اس وصلی پر
 عبارت مرغوب بجز خوب لکھدے پایہ وزارت پائیگا اپنے دن بھول جائیگا وہ بولے ہمتو تجارت پیشہ ہیں انہی کو
 نکال لیتے ہیں کچھ دیکھ بھال لیتے ہیں فن انشارم خوشنویسی نا آشنا ہیں لینے دینے کی بلا میں مبتلا ہیں جب سنا
 انکار کیا مجھ سے رہا گیا بسہولیت وہ کا غذا ونگے ہاتھ سے لے لیا وہ گھبرائے کہ جانور ہوا اگر کا غذا خراب ہوگا پھر
 عتاب ہو گا تینے وصلی بوضع شاید تہ زانو پر رکھی اشارے سے قلم داوات طلب کی جہاز کا مالک فمیدہ تھا
 اتھاننا قلمدان لایا تینے قلم بنایا چند نثر کے فقرے مسجح و مفلا لکھے اور کئی شعر موزون کر کے تحریر کیے آخر میں یہ
 رباعی لکھی جو حسب حال تھی رباعی حال دارم چنانکہ دشمن خواہد + جان دارم کہ نغمی تن خواہد + ناکامی خوشی
 اگر بشرح وہم + دشمن بخلا زندگی من خواہد + وہ لوگ پسند کر کے لینگئے بادشاہ دیکھ کے خوش ہوا ہا ہا ہا ہا

گھوڑا اور ترک کا سامان تھوڑا لجاؤ بہت عزت و توقیر سے ہمارے پاس لاؤ و وجہ یہ تھی کہ وزیر بادشاہ کا بہرہ صفت موصوف تھا سلطنت کا کام اسی کی اسے پر موقوف تھا وہ اون نون مر گیا تھا سب کا راز تہر ہوا تھا بادشاہ کو جستجو تھی کہ اگر کوئی ایسی ہاتھ آئے تو وہ دن سلطنت ہو جائے وہ لوگ دست بستہ عرض پیرا ہوئے کہ خداوند تعالیٰ محراب کا انسان نہیں گرفتار بشر پر صفتیں ایسی اور بند رہتا بادشاہ کو یہ سننے زیادہ شقیق پیدا ہوا ناویدہ شیدا ہوا غر سوار کیا تھا بل سامان لبہ بر آیا یا بیان لاک بہاڑے مجھے لباس فاخرہ چھاندا میں سر پر رکھ آدمی بنایا گھوڑے پر چڑھ جلوس آگے بڑھ رہا صبا زقار کو چھو کا تار اکب مرکب کی سج دکھاتا بادشاہ کے روبرو آیا گھوڑے سے کود کے آداب شاہی بجلا لیا نشست کا اشارا ہوا تسلیم کر کے دوزا تو قیر منی بیٹھا اور باربر خاست کر کے بادشاہ غلوت میں لیگیا شطرنج دکھا کے کھیلنے کا ایسا ہوا زمین کو بوسہ دیکے کھیلنے لگا پہلی بازی میں عداوت ہوا پھر دو با جانا تازہ بازی لیگیا پیادہ سے مات کیا ہر بار سلطان عالی شان کو عجب ہوتا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہر کھلاڑے کرات کا شاہزادی کا نام ملکہ گل نام تھا شہزادی کو انتہا کی اوس محبت تھی نیا یہ سانحہ دکھانیکو خواجہ سرا سے بلائے کو فرمایا شاہزادی پہلے تو کھلی تھی بے تکلف چلی آئی جب مجھ کو دیکھا غور کر کے چہرہ تہ نقاب کیا منہ چھپایا بہت حجاب کیا بادشاہ سے کہا قبیلہ عالم نام محمد کے روبرو مجھے بلائے ہیں غیر شخص کو دکھاتے ہیں بادشاہ نے فرمایا با با خیر سہیاں کون مرد غیر ہو وہ بولی پرورشہد جسکو بند رکھتے ہیں یہ شاہزادہ غیور ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ مسخوہ بادشاہ نے مجھ سے پوچھا دست بستہ یعنی عرض کیا دست ہو پھر اپنی بیٹی سے فرمایا اسی فرزند میں تجھ کو اتنا دشمن نہ جانتا تھا بھلا اب اسکو انسان بنا سکتی ہو صورت حملی میں لاسکتی ہو وہ بولی ابھی گلرپ یہاں سے کچھ دور جا بیٹھیں تھی سیرلاحظہ کریں پھر اوسنے اسی جگہ دائرہ کھینچا اوس میں بیٹھ کے کچھ ٹھنڈا شروع کیا دفعتاً اندھیرا چھا گیا تاریکی سے بادشاہ گھبرا گیا زمین شق ہوئی شیر حبیب وہاں سے نکلا شاہزادی نے آواز بلند کہا اسی روک تو شیر ہو کے آیا ہے یا ایک سیر ہو کے آیا ہے مجھ کو ڈراتا ہے دیکھ تو کس طرح مارا جاتا ہے اوسنے حملہ کیا اسنے خالی پاؤں اپنے سر سے بال جو تھوڑا وہ تلوار بن گیا ایک دار میں شیر کے دو ٹکڑے کیے سرو کا بھجوا ہوا شاہزادی سانپ ہی کچھ پر مقابلہ ہا پھر وہ پرور جانور ہو کے بھاگا شاہزادی نے عقاب ہو کے تعاقب کیا دو نون نگاہ سے غائب ہوئے معلوم نہوا کہ حرم گئے کیا کچھ زمین شق ہوئی دو بلیاں نکلیں ایک سفید دوسری سیاہ سیاہ بلی بھڑیا بنی اور چھٹی سفید بلی نے

اور تو فرصت نہ پائی نہر کے کنارے انار کا درخت تھا ایک انڈا زمین سے ٹوٹ کے اسی وقت گر تھا وہ کیرا ہو کے
 اوس میں آئی بھیر پے نے مجھ غصہ جمع دیکھا انار بچٹ گیا وہ اپنے بکھرے بھیر پے باغ ہو کے وانے کھانے لگا ایک اڈھلی
 بن کے نہر میں کود پڑا بھیر پے جو مرغ تھا وہ بھی ٹوڑا پانی میں گرا وہاں تکا حال کچھ نہ کھلا باقی میں طلاطم رہا تھوڑے عرصہ میں دو
 درخت شرافشا نی شعلہ وانی کرتے نہر سے بلند ہوئے دفعہ ایک شعلہ کرے میں آیا برفنا سو مچایا خواجہ سہرا لیا
 بادشاہ کا منہ جھلس گیا میں اس آفت میں بچنے لیا وہ اپنی آنکھ وہ چنگاری لگی ہی ہیشہ کے لیے داغ دیکھی تھی تو اس وقت میں
 فتح و ظفر کی صدا کسی نے سنائی جن محل کے رکھے ہوا شاہزادی بصورت اصلی ہمارے پاس آئی جہو میں باقی زبان پر اسم زیدی
 چھینٹا جو مجھ پر مار میں اپنے قدیم نقشے پڑا یا لگا اوس شرارے نے آنکھ کو جلا یا شاہزادی نے اپنے باپ کے کہا میں جن
 غالب آئی اوس ناری کو جلا یا لیکن میرا بھی چراغ زندگانی اوس دشمن جانی نے بجھا یا کوئی ساعت کی جھان ہو
 نیم جان ہوں اگر انار کا دانہ نہ نچ جاتا میرے ہاتھ آتا تو آگ کی گزند سے جسم سالم رہ جاتا آپ سے نصحت کا
 سوال ہو میرا جینا محال ہو بادشاہ نے دم نہ بچ کے جواب دیا دیکھو تمام بدن ہمارا حرارت سے سیاہ ہو گیا
 خواجہ سہرا قتل ہو گیا یہ واسطے یہ ہنگامہ ہوا وہ بھی دہنی آنکھ سے کاننا ہو چھینٹا یوانا ہو گیا کہ بادشاہ
 زار زار رونے لگا بھیر پے جان کھو نے لگا اور شاہزادی علی علی کہ کے دار فانی سے چلی آنکھ ہو گئی

جو شہ آئی الفت پوری	نہ سہا تھا جو صد بھیر پری	سر پر و رو کے کھاوے لگا	جو دوسری زبان پہلا لگا
اسی چراغ ویا برجان پر	وارث تاج و تخت و لعل گہر	اس بعضی میں ساتھ چھوڑین	وہ بھی توڑا لکھی توڑین
پیشتر سے کہ جلی ہو نسر	ہتھو سمجھے تھے ای فرا لکھ	آپ تم اپنا گھر سنبھا لوگی	باب کو خاک میں چھپا دوگی
بر نہ اسدن کا و صیاں تھانک	کہ تر داغ دیکھا ہو فلک	یہ خبر جو شہر میں منتشر ہوئی	تو رعایا بربا کو بڑا غم و الم ہوا

امیر امر کا حال درہم بہرہم ہوا جن کی رکھ برو سے ہو اور اسی شہزادی کی کھا کو زین جادی بہت تحفہ مقبرہ
 عالیشان بنوایا توڑے باپ نے جوان بیٹی کا نشان بنوایا بادشاہ کا حال بون زار ہوا بیٹی کے الم میں ایسا گرفتار
 ہوا کہ بیار ہوا پھر مجھ سے کہا تیری نحوست نے مجھ کو اس مصیبت میں مبتلا کیا تمام شہر سے خون کا پیاسا ہو جو جہا
 پایگا کلا گھونٹ کے لہو پی جائیگا جدم کا قصد ہو جلد نکل جائیگی صورت کسی کو نہ کھائل جائیگی حمام میں جا
 نہا کے چار ابرو کی صفائی کی اس صورت سے اپنی، ہائی کی ہر قدم اپنے اوپر نفرن کو دم کرتا تھا اوس ماہ جبین کا

ہر دم رنج و کلمہ تاکہ تیری بختی سے ڈر لقا ہلاک ہوئی تو جیسا جینا رہا وہ زرخاک ہوئی شہر شہر قریہ قریہ پھرتے پھرتے ایک دن
سوجا شہر بغداد نہایت آبادیت پر فضا ہو حکم حرم شجاع صاحب جو دو نما بمثل دیکھا اور وہاں لگتے ہو اور سب رنج سفر ہوا
تو آج شہر میں ناکام شہر پناہ پر پہنچا ہلکے ملاقات اس قلندر سے ہوئی جو حال اپنا بیان کر چکا بعد فلک آنے کے در دولت
ہو چنچا یہ جلسہ دکھایا جب قلندر نے رام کہانی تمام کی زبیدہ نے فرصت دی فرمایا تو مطلق العنان پر عجیب
تیری سرگزشت ہوئی داستان ہو وہ سلام کر کے پہلے قلندر کے پاس جا بیٹھا قلت در ثالث ابھٹا

تیسرے قلندر کی داستان حیرت بیان کجکلاہ خلف خورشید شاہ کو ہما زرا نی کا فوق ہونا ناخدا
و ملا حون پر فوق ہونا ہما زرا کا کوہ مقناطیس کے روبرو آنا کشش کلرنگ کھانا طلسہ کا نقشہ مٹانا
وہاں زندہ بچکے آنا ایک نفع جو ان کا اسکے ہاتھ سے مارا جانا پھر پوین ملاقات نا وہی آنکھ کا کھونا

کہا می ملکہ محترم ضمیر جو وہی ہو اسکا سلسلہ بھی از خاندان شاہی ہو میرا نام کجکلاہ ہو والد کا اسم خورشید شاہ ہے
جب وہ جنت کی طرف تشریف فرما ہو ابندہ سریر آرا ہوا وہ شہر یعنی بیت اسطنت پر فضائل با تھا اور کیا تا
تحت حکومت کیسا کیا تھا ڈیڑھ سو ہما زرا جنگی مع ساز و سامان ہر دم تیار رہتا تھا تو ہمیں نا در گولانداز نشانی
تھے کئی ہزار اونہیں پہاڑ و سوار رہتا تھا اور ہما زرا سباب تجارت لیکے ملکو نہیں جاتے تھے تو ادرات زمانہ لائے
تعد و بجزی ہنسیوں ان لکھے نئی سح و کجکے سیر و تماشے کی خاطر کنارے پر کھڑے رہتے تھے رات دن لطف
بڑے رہتے تھے یکا یک محکوم طریقہ ہما زرا نی کا دریافت کرنا حال اپنے کا خیال میں آیا چند عرصے میں حال
ہم ہو چنچا یا ایک بار کچھ ہما زرا لیکے ایک سمت چلا ایک چلہ باد مراد چلتی رہی خوب سیر کی بعد ہوا جم کر دو
برنگی بخت و از اون طوفان کلرنگ دکھایا تنکو یاس ہوئی زلیست ہاتھ اوٹھایا کئی ہفتے گردش میں خراب ہو جو
خواب رہے معلوم نہوا کہ صر سے آئے تھے کہاں پہنچے جب شدت ہو اکی کم ہوئی تار کی گئی حاکم نے خلاصی کو مستوی
چٹھیا کہ سمت یارہ کا کچھ نشان ملے دفعہ سمت سمت سیاہی نظر آئی خانہ ویرانی قدیموس ہوئی تباہی نظر آئی
ناخدا کا حال غیر ہوا رو کے چلا یا اب خاتمہ باخیر ہوا بیٹے سب پوچھا بولا خداوند نعمت یہ جو سیاہ نگر معلوم
مقناطیس کا یہ پہاڑ ہمارا مقناطیس ہو گیا نہ کچھ درمیان اوٹ ہو نہ آڑ ہو ہما زرا میں جو لوہا ہو مقناطیس کو کھینچا کر
جب قریب آئے گا تو ہا سب اوہیں لپٹ جائے گا یہ پہاڑ سرد راہ ہوا ہر ہزاروں ہما زرا میں پہاڑ سیاہ جو نظر آتا

یہ تو اپنی کیفیت دکھاتا ہر پہاڑ بہت بلند ہو قضا کی کندہ اسکی چوٹی پر پتیل کا ایک گنبد ہوا اوپر گھوڑا سوار بھی پتیل کا پتھر
تختی سیسے کی اوپر طلسم کا نقش لکھا ہوا وہ اسکو قسمت کا لکھا سمجھ کے جھاتی سے لگائے رہتا ہوا اسی کے ہاتھ
ہماز تباہ ہوتے ہیں بندہ ہاے خدا رفت جان کھوتے ہیں یہ گفتگو ناتمام تھی قرب جو ہوا اوس نے زور جہاز کو کھینچا
جتنا لوہا کیل کا تھا جہاز سے جھٹ کے ہاڑ سے لپٹ گیا تختے سے تختہ جدا ہو گیا جو جہاز پر تھا غرق ہوا گویا

نظر فقط ڈوبے سا کنا جہاز	نرہا نام کو نشان جہاز	تختہ تختہ جدا ہوا اوسکا	نقش برابر نام تھا اوسکا
جس قدر تھے ملازم و احباب	سب ہٹل گھر ہو غرق آبا	بہ چلی نجات بد کوئی لگات	کہیں ملتے ہو ہونیوالی بات

مگر میری حیات باقی تھی ایک تختہ ہاتھ آیا اوسکے سہارے نے کنارے پر پہنچا یاد یا سے باہر نکلا کچھ نشا
قدم ہر وان ملک عدم نظر آئے اوپر پاؤں کھتا پہاڑ پر چڑھا چوٹی پر پہنچے اوس پتیل کے گنبد میں دورت
ناز شکر پڑھی کہ پروردگار نے ننگ قضا سے جان بچائی ہو ایسے تقدیر آزمائی ہو شکوہ اوسی گنبد میں سو رہا قریب
صبح عالم اضطراب میں عین خواب میں ایک بزرگ نے فرمایا کہ اسی شخص جسم نیند سے چونکے اپنے پاؤں کے
نیچے کھو دنا پتیل کی کمان سیسے کے تیر بلا تاخیر تو پائیگا اگر سوار کا نشانہ لگا گیا وہ تو دریا میں بدحواس گریگا گھوڑا
تیرے پاؤں کے پاس گریگا تیر کمان گڑھے میں گھوڑے کو گاڑ دینا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لینا کیا ایک بریا
آنا بڑھے گا کہ باقی پہاڑ پر چڑھے گا پھر ڈونگی پتیل کی مع ملاح تیرے پاس آئیگی بخیرت و خط اوپر جو سوار گھوڑوں میں
دیرانکے پار ہوگا لیکن خبر وارڈونگی پر خدا کا نام نہ مار نہ لینا اپنی گردن پر خون کا بار نہ لینا جسکے میری آنکھ کھلی
زمین جو کھو وہی تیر کمان ہاتھ آیا سوار کو دریا میں ڈبا یا گھوڑو کو گاؤہ گڑھا دکھا یا طلسم کا نقشہ بگاڑا یا سوار کو
ڈبو کے گھوڑا گاڑا دیا یا ایسا تختہ بڑھا جب پانی گنبد تک پہنچا ڈونگی آئی اوپر چڑھا ملاح کے چلا دیا ہاتھ سے
لے چلا دہستے بائیں جزیرے شہر ملک نظر آتے تھے ہم خاموش چلے جاتے تھے توان دن جو ہوا خوشی حاصل
ہوئی دھوکا دکھایا و فورسرت سے شکر خاز باہر آیا فوراً ڈونگی ملاح و دونوں غرق ہو گیا ہوسے ہم پھر طبیعت میں
بتلا ہوسے تا شام یہ ناکام ڈوبتا ترتا ہما بھرتا تھا آخر طبیعت بدحواس ہوئی زسیت سے یاس ہوئی قدرت
قادر قدر دیکھیے اوسوقت بادراو کا جھونکا آیا دریا میں غلام طم ہوا موج نے مجھ کو کنارے پر پھینکا دیا خدا کا
سجدہ شکر ادا کیا دم لیکے ایک طرف چل نکلا چند قدم بڑھا تھا وخت پھلے پھولے نظر آئے تو دس وز سے

بیارہ جو اب خستہ خراب تھا بھوکے بیتاب تھا بھلے توڑے کے خوب کھاتے جب اس شغل سے فرصت پائی جا کر بیوی
 فلک نے دکھائی مختصر عقول تیسرے کا عرض طول باو بان کھنچے بالین چڑھیں مثل ہرودہ کا جلا جھا جھنجھو
 پیتا ہر میں صیت کیشدہ تھا لاکھ طرح کا دوسرا آیا اگر یہ خلاف ہوں تو پھر گرفتاری ہوئی ذلت و خواری ہوئی
 ایک درخت بہت گنجان ہم پہلو سے آسمان تھا اوپر چڑھنے کے پونہ میں چھپا او کو دیکھتا تھا وہ ہزار کول میں پھڑا دس
 آدمی بھاوڑے کدال لیے ہمارے اوڑھے ایکسیت مذہب کو ہونے لگے جب دروازہ نظر آیا کھودنے سے
 ہاتھ اوٹھا یا بھجس زہر آئے اور کھٹے پینے کا بہت سا سامان فرش مکلف سرور پڑھنے کے ایلکے اب اونکے ہمراہ ایک
 ضعیف مسن و سراپری پکیزو جو انیکے دن یہ بھی ہمارے اوڑھے اسی دروازے کے اندر گئے تھوڑی دیر میں
 گیارہ شخص باہر نکلے ہمارے چڑھنے کے بعد مر سے آئے تھے اسی طرف چلے گئے جب ہمارے میری آنکھوں سے نمناں ہوا اور
 اوڑھے دروازے کی طرف وان ہوا وہاں کی مٹی تازی جاتی تھی تو کھٹے پانی تھی ہاتھ سے مٹی آنڈر جانیکے اہ نکالی دروازہ
 کھولا بے تکلف اندر گیا مکان بھی چھت پر سے بندھے فانوس کنول ظروف مطلقا نہ ہا پیر و نکلے تھا ٹھہ سب فرش
 مصفا چرسن جھول تیر و فری سند تکیے گول گول سند پر ایک سپارہ ہتھت سرگرم نظارہ شمع مومی کا فوری گوروشن
 مکان پر جو بن چھوٹے گلہ سے جا بجا شراب کباب بہت تھا اوس نے جو مجھ کو دیکھا خوف کھانے لگا پھر آنے لگا
 رنگ فق ہو اسی کے دکھو قلق ہوا اوسکی تسکین کی کہا میں بشر بے شر ہوں تھا از فرمان بردار نوکر ہوں تہمائی میں
 شریک بیج و مال ہونکا اطاعت میں بہر حال ہونکا تم بے اندیشہ اپنی سرگذشت مفصل بیان کرو ہا فریق سچو
 نہ گمان کرو بارے میری نرم زبان شیرین بیانی سے ہم ہوا برابر بیٹھنے کا احکام ہوا و فقہ فلک حرا خونے رنگت
 شفق سے مطلع کو گلزار کیا ترک فلک تلوار شعاعی چمکاتا ہوا ان مشرق سے نمودار ہوا ستاروں پر نور سے اودا
 چھائی شہزاد نے بساط تقریر بڑھائی دنیا دارو یاس کے گلے زبان پر لانی شہزاد نے وعدہ فرما سے تسکین
 شہزاد نے تخت گاہ کی اہ لی مشغلہ نظم و نسق سلطنت میں دن تمام کیا سر شام برخواست و بار عام کیا اود
 مہر جانا تاب ایوان مغرب میں داخل ہوا او شہزادہ والا جاہ نے خواجگاہ میں جلوہ دیا جب تھوڑی رات
 باقی رہی شہزاد کو ہواستان گذشتہ کی تکمیل کی اجازت دی اوس نے بعد عاوشنا عرض کیا اوس نے جوان مضطر
 و پریشان ہے کہ اسی شخص میری حکایت پر شکایت عجیب و غریب ہر اس حشمت جاہ پر گرتا ہے نصیب تہ

اگر تیسے کا سر و حنیہ کا استعجاب ہوگا بہت اضطراب ہوگا میں جوہری بیچ ہوں میرے باپ نے اپنے کسب و کمال سے
 جو جلال سے بہت کچھ دولت و مال پیدا کیا جا باشہر و زمین و کانین بین گماشتے بین کئی ہزار تجارت کے بین
 سیامان لاریت کے بین الا اولد تھا وارث دولت و مال وہ خجستہ خصال رکھتا تھا اس قلق کا فرہ ہر دم حکمت
 تھا ایک روز عالم خواب میں کسی نے کہا کہ تیرے گھر میں فرزند ہوگا مگر حامل نہ گانی لطف نوجوانی سے محروم
 ہو طالع منوم ہر سن اوسکا بہت کم ہوگا مجکو بہت رنج و الم ہوگا اس خواب کے بعد میں پیدا ہوا جسے دیکھا سبدا
 ہو لیر باب مجکو دیکھ کے ہر دم شاد ہوتا تھا خواب کا جب خیال آتا رہتا تھا بڑی دھوم سے جھبی کی ہزار ہاڑو
 صرف کیا خدا کی اہ میں بہت کچھ دیا تخرم مال جفر دان صاحب نسبت با کمال دعوت میں آئے اوفسے میرے
 حال و مال کا سوال کیا وہ سب بخور دیکھ بھال سعد بخش کا خیال کر کے بولے کہ جو دھوان برس ہم بہت
 کر اہر جان گئے کا اندیشہ بڑا ہو گردش کو اکتب روشن ہوتا ہر بادشاہ زادہ کا نام کجلاہ ہر وہ آکا قافل ہوا
 جب جو دھوان سال شروع ہوا بخوبیوں نے کہا یہاں بھاری ہر شرط خبر داری ہو یہ سنکے میرے باپ کا غیر حال ہوا
 صدہ کمال ہوا اوس نے احتیاطاً اس جزیرہ ویران میں جہان انسان حیوان کا گذر نہیں بلکہ اس ٹاپو کی کسی کو
 خبر نہیں پہلے سے یہ مکان بنوایا تھا اب اس جگہ چھپا یا ہر وہی سال خمس آیا ہر یہ داستان سنکے میں نے دلین کہا
 کہ ناسخ اس میں ان رننا کو میں کیوں مار دوں گا بے وجہ راوتارو لگا اور سمجھو نکی غیب انی بے معنی سمجھ کے ہنسنا اوس
 کہا صاحب زادے تمنے اس حدیث کو ایامین سنکا کذب ا لہیچمون ہر سب الکتب لہ تو برا و ج فلک
 چہرانی چسیت چون نرانی کہ در سرانے تو کسیت ہر اس گروہ کا یہی قاعدہ ہر کہ اپنے نفع کو غیر کا ضرر بتا
 میں اس حیلے میں بپنے لیلے فرسے اوارتے ہیں تم چین آرام کرو صبح و شام کرو میں مطیع فرمان ہوں مختار
 نگہبان ہوں جب مع اخیر مختار باب لینے آئیگا تیرا مطلب طباہیگا مختاری بر دلت اپنے گھر ہونچ جاؤ لگا شکر حسا
 بجلاؤ لگا اب باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے اوسکی ہر دم و بخوبی و خاطر داری کرتا تھا بخوشی خدمتگذاری کرتا تھا
 اوتالیس دن گھر تان گن گن تہ خانے میں کٹے چالیسواں روز آیا وہ نہا یا کبرے بدلے کہا آج میرا باب
 ضرور لینے کو آئیگا مختاری رفاقت اور محبت کا حال سنکے حق خدمتگذاری بجلائیگا جہان کو کے بخوبی ہونچائیگا
 یہ کہ کے وہ لیت رہا پھر مجھ سے یہ کہا اسوقت خرزہ کھاؤ لگا میں نے مخہ خرزہ پر چٹکے اوتھائے قند کوٹ کے

تشریح میں سو برو لایا چھری اوسکے سرہانے طاق پر تھی میرے قدم سے وہ بلند تھا قضا کی گنتہ تھا لینے کو اوچکا
چھری جو ہاتھ میں آئی قضا نے قالین پٹاؤں بچسلا یا لکک الموت سبنا لنے آیا ہر چند بیٹے جاہا پاؤں ہاتھ
سبنا لون آفت کو ٹالون لیکن قضا و قدر کے معاملے میں دانا دانا دان سب حیران ہے چہ رہنے کے
سوا کیا کہے کیونکہ عقل عاری ہو جب یہ قول باری ہو اذ جاء آجکم لایستأخرون ساعة ولا
یستقدون میں لڑکھڑاکے گرا چھری اوسکے دل پر پڑی سینے کے پار ہو گئی روح اوس مخرج بگینا
کی جنت کی طرف سوار ہو گئی وہ جان بحق ہوا میں مجرم ناحق ہوا سر پیٹ کے زمین پر بچھاڑیں کھانے لگا
و جشیون کی طرح سر لگانے لگا بے اختیار زالا و آہ کرتا تھا حال تباہ کرتا تھا جب دن ٹھلنے لگا میں دہلنے لگا
کہ اسکا باپ بیان جو آئیگا محکوم قائل سمجھے کے برے دن دکھائیگا مصلحت ہی ہو بیان سے نکل چلا اوسی دخت پر
چھپکے دیکھو وہاں سے باہر آئے پھر وہی سے دروازہ کا نشان چھپکا اوسی دخت پر چڑھ گیا یکا یک وہی جا
نمودہا بدستور اول لنگر کیا وہ پیر بلا کا اسیر غلاموں کے ہمراہ اور تراخوش خرم تہ خانہ کے پاس پہنچا اور ضرور
زیرین ہفتہ فرد تکین مجسٹریٹ میں چمکتی نظر آئی معلم ماہ نے تارونکی جان دنی صفحہ نیلی پر اولٹ کے بچھائی
پیش منسورہ و الشمس و نما ہا پڑھا شہریار چونکے عبادتخانہ میں بڑھا شہزاد کی کشتی زبان گد و باد با
مشن کسے رونجھی اوس میں جموشی کا لنگر بھا دیا زاد کو چارو جو نیم لحد و علمہ اندوہ اولم سے گلو خلاصی نہوئی سحر
آیندہ کا خطر نہو استکان چین ہر ہزار ہزار انداز کے گل کھلنے لگے بلبل سیر سے سیر نہوئی تھی کچھ نہوئی تھی
خزان کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ ادر ہوا دونوں وقت ملنے لگے صنم خاتون میں گئی کے چراغ جلنے لگے برتن
پونجے کو سر کے بل چلنے لگے باو شاہ بیت الراحہ میں آیا شہزاد کو یاد فرمایا کہا پیر مرد نے وہاں پہنچکے
کیا دیکھا عرض لگے دشمن کو خزانہ دکھائے جو ماجرا دیکھا پتے تو وہاں کی زمین نرم دیکھ کے جسم کی رگ رگ میل
ہو گئی بر جو اس ہوا اسید کا معاملہ حوالہ حرمان ویاس ہوا سٹی سر کائی دروازے پر جا کے پکارا آواز آئی ہنے
چل بسا تھا تن بجان لوہان پلنگ پر پڑا تھا شیرھی سے اور ترکان میں گیا فلک حصار شرت نے نیرنگی
دکھائی بوڑھے ہائے جوان بیٹے کو کھوکے لاش بائی سینہ سوراخدار چھری جھاتی کے پار دیکھ کے
سپر مٹا رو یا ایسا چلایا کہ گر پڑا غش آیا ہر اہو ہون نے اوس خستہ و دلگیر بلا سی مرگ فرزند میں اسیر کو اوٹھایا

دفع کفن کا وہی جاسمان کیا دشت ویران میں اور سین کی لاش کو گنج کی طرح پھان کیا جس قدر کہ زلری اور ہزار
 بقراری اسباب باہر نکالا جو ہری کو جہاز پر ڈالا جو ہر سے آئے تھے ہزار تباہی بھرا دو صہرا ہی ہو سے جب وہ سب
 چلے گئے میں دشت سے اوتر کر دوسری صحرائی پر خط میں بیکہ و تنہا حیرت کا مبتلا تمام دن راہ ڈھونڈتا پھر اشکو بھرا وہی عنقا
 میں پڑھا جب جو لگتی جنگل کا سیوہ کھاتا تسکین پاتا تاجدی کہ معینا جی توجو میں گذرا راہ کلی اور دریا ایسا کھٹا اس قدر
 کم ہوا کہ گھٹنوں آگے نہم ہوا دل مضطرب کر کے پاراوتر دور سے آگ کی چمک نظر پڑی سو چاہیاں آبادی ہو ویرانی
 میں آگ جلتی نہیں لیکن تقدیر سے کچھ جلتی نہیں ٹولف نیک و بذر راہ نہیں اختیار میں ہوتا وہی سرور ہو جو
 سر نوشت ہو ۴۰ قریب پہنچا قلعہ سر فلک کشیدہ دیدہ روزگار ندیدہ جا بجا برج سما سجا یا مگر خندق سے فیصل
 تک سب تانا بشاع آفتاب سے تانبے کی آگ نظر آتی تھی گردش تقدیر سے رنگ دکھاتی تھی روزہ بر جا کے
 دم لیا بیٹھ گیا بھجا جو کوئی باہر سے آئیگا اندر کا حال کھل جائیگا وقتہ وس جوان ایک مرد پیرن بریدہ گرم و سرد
 زمانہ دیدہ لیکن نئی بات فلک شہدہ گر سنگہ پرور نے یہ کھائی وہ سون شخص استاد علم گانے یا بگانے تھے
 مگر سب وہی آنکھ سے کانے تھے مجکو سخت حیرت ہوئی کہ ای پروردگار عجیب تیری قدرت کے کارخانے میں
 گیرہ میں دس کلانے ہیں کیا حوالان معجزہ ندیدہ آگے آتا تھا جب نزدیک آیا میں نے اونٹ کے سلام کیا اونٹ نے
 جواب دیا اور ٹھہر کے میری روداد پوچھی میں نے ابتدا سے اون دن تک کی حکایت بیان کی بہت تاسف کر کے
 مجکو قلعہ میں لے گیا ایک سمت جہاں مکان عالی شان سجے ہوئے ایوان میں ضرورت کی سب چیزیں مہیا ہوئیں ایک قلعہ
 بہت بڑا جس میں دس حجرے جدا جدا سب کے رنگ نیلا بھین و الان حجروں کے عرض طول زیادہ اسکا رنگ کالا اونٹ نے
 نرالا وہ مرد پیراوس میں گیا حجر و نمین و سون نے ٹھیک لیا مجھ سے کہا وسط میں قالین بچھا ہوا ہے بیٹھ جا لیکن جو
 حرکت ہمسے سرور وہو نیک یا بد ہو اسکا ہنسنا رنگنا تلکارنگرنا اس عرصہ میں وہ بزرگ کھانا لایا سبکو دیکھے
 ایک حصہ مجکو عنایت فرمایا بعد غذا شراب کو تقسیم کیا ایک ایک جام بانٹ دیا جس دم نصف شب باتو نمین گذری
 ایک شخص نے مرد پیر سے کہا سونے کا زمانہ آیا روزمرہ کا شغل منگایا وہ اونٹا دس خوان نیلی کسے سیاہ خوان پوش
 پٹے اور دس موٹی شہین ایک ایک شمع و خوان سون کے سامنے رکھ کے وہ جدا جدا بیٹھا انہوں نے خون
 کو کھولا دو ٹشتریاں ایک میں لاکھ دوسری میں کویلے سے ایک چراغ اسکا رنگ بھی سیاہ سب تل میں لاکھ

اور کونٹے کی سیاہی ملانی اپنے اپنے چہرے پر لگائی پھر چلا چلا کے رونے لگے جان کھونے لگے اور سر و سیدہ سپیک
کہا کیا برا حماقت کا ہے کام ہو جس کا یہ انجام ہو جب گریہ و زاری سے فرصت پائی وہی شخص میں پانی لایا سنبھلنے
پاتھ منہ دھو کے کانک کا ٹیکنا یا کپڑے بھاڑ ڈالے تھے وہ اوتارے دوسرے پہنے آدمی کی صورت بنے اپنے
بستر پر جا کے سو رہے یہ ماجرا دیکھ کے مجھ کو بہت حیرانی ہوئی جا بانقض عہد کروں حال پوچھوں مگر ضبط کیا خاموشی
دوسرے دن تم تھر تھر بچا سب گشت کو چلے بیٹے کہا صاحبو تم فہمیدہ سنجیدہ نظر آتے ہو یہ حماقت کی حرکت کیوں
عمل میں لاتے ہو امید وار ہوں مجھ کو اس حال سے مطلع کرو اور تم وہی آنکھ سے کانے ہو اسکی وجہ بتا دو وہ بولے
جو مجھ کو ہماری صحبت میں منظور ہو تو یہ کلام وہی کیا ضرور ہے القصد دن تمام ہوا شب کو پھر اوسی سامان گذشتہ کا اہتمام ہوا پھر
مجھ سے چپ نہ لایا اونسے کہا یا تو مجھ کو حقیقت سنا دو نہیں تو میرے شہر کی راہ بتا دو اونہیں سے ایک شخص بولا
ای بندہ خدا ہم اپنا حال اسوجہ سے نہیں کہتے کہ تیرا بھی یہی رنگ ہو جائیگا پھر تمام عمر بیفائدہ بچپائیگا بیٹے کہا
مجھ کو ایسی صورت بنانی براں جان منظور ہو لیکن یہ ماجرا دریافت کرنا پر ضرور ہو پھر وہ بولے جب یہ قطع تمھاری بچہ
کی اور ہمارے پاس ہتے کی ٹھننے کی تو نا ممکن ہے بیان دس آدمی کی جگہ تھی وہ اچکے بستر چاچکے بیٹے اسکو بھی
مان لیا دیکھنا اوسکا نشان لیا تب وہ ایک پھیر لائے اوسکو فرج کر کے کھال کھینچی چھری میسرے ہاتھ میں دی
کہا اس خبر دار رہنا یہی سب کام بنائے گی پھر کھائے گی تم مجھ کو اس کھال میں سے کچھال بناؤ گے میدہ نہیں کچھ آئینگے
ترج جانور بہت زبردست ہے وہ مجھ کو اوشٹا کے پہاڑ پر پہنچائیگا جب تجکو زمین پر رکھے فوراً اس کھال کو چیر کے
نکل آنا وہ ڈر کے اڑ جائیگا وہاں سے آگے جانا قلعہ سونے کا جو اہر در و دیوار میں جڑا سورج سے زیادہ چمکتا
نظر آئیگا تو درانا اندر چلا جانا خدا چاہے یہ آنکھ جو کونٹہ ہی نہیں ہان کانی ہو جائیگی سنا شبانہ نظر آئیگا یہ کہہ کے کھال میں
پلیٹ صحر میں کھامرہ نگذارتھا کہ وہ جانور آیا مجھ کو پھیر کا پتہ سمجھ کر پھیرا پنجہ میں دبا کے لے اڑا پہاڑ کی چوٹی پر
پہنچایا جسدم زمین پر کھامرہ چھری سے کھال چیر کے میں باہر نکلا ترج نے مجھ کو دیکھ کے بھاگنے کا رخ کیا
وہ بزدلا تو فرار ہوا بندہ قلعہ کا مشتاق تھا ادھر گرم زقار ہوا ادھر صبح کی آمد کا غافلہ بچا سیاہی کا نور ہو
سپیدہ صبح چمکا ہنوز مہر جاتا بنے رخ انور چہرہ کے مشرق سے باہر نکلتا تھا کہ بادشاہ حجابہ نے تنگ گاہ کا غم
کیا عدل و انصاف غیا ب را یا میں مصروف ہوا تمام دن نظم سلطنت کا مشغلہ ہا جب مہر جاگرو نے حجابہ پھر

میں قدم رکھا بادشاہ نے دربار پر خاست کر کے خواجگاہ کا راستہ لیا تھوڑی رات باقی تھی کہ دنیا اڑویند سے
جو نکی شہزاد کو بیدار کر کے وہاں گذشتہ کے بیان کی خوب گلہ ہوئی بادشاہ نے پہلو بدل کے اجازت دی شہزاد
گو یا ہوئی شاہنشاہ مطلق شاہ عالیجاہ کا بلند و بال کئے عدو کو یا مال کئے وہ برگشتہ بخت کستا ہر دو پہر اچھو
طر کرنے کے بعد قلعہ کی چمک نظر آئی دل مشتاق کی امید برآئی آفتان خیزان دروازے پر پہونچائی الواسع
جیسا وہ کہتے تھے اوس کے زیادہ پایا دروازہ کھلا تھا نہ حاجب کا حاجب دربان کا کھٹکا بھولانہ بھٹکا سیدھا دروازہ
مکان فردوس کا نشان دروازہ طلائی جو ہمیش بہا جا بجا جزایہ تو رو برو اور پہلو بہ پہلو تانے صندوق انہوں میں تھی
کے دروازے ایک سے ایک ہتر خوشنما بنے جواہرات کے پیل بوٹے ادھر ادھر اور پورے سو دروازے کا باغ
خزانے کے آنے جانے کے چھین بارہ درمی جگر جگر کر تی خوشید سے ہمسری کا دم چسرتی جسوقت آسین
گذر ہوا قدرت حق کا معاملہ مد نظر ہوا جاکس پاؤ کم سن لباس مغرق ہنے جواہرات کے مرجع گمنے اسنا کے دن گرم
نظارہ مجھے دیکھے کھڑی ہو گئیں بہت خوش ہو کے سلام کیا مزاج پوچھا پھر بخندہ پیشانی یہ کلام کیا دیر سے
ترکس اور بشاہراہ انتظار آنکھیں دیدہ دل کھلا تھا احمد شمس بات کے ہم جو یا تھے مشتاق گویا تھے وہ سب صفت
آپ میں پاتے ہیں بشرے سے نظر آتے ہیں اور غالب ہر جا ہی صحبت بھی آکھو ناگوار نہو کسی بات میں حجت و تکرار
نہو جو کچھ ارشاد ہو گا دل و جان سب لائینگے اطاعت سے شہ پھرائینگے پھر ایک پر تکلف مکان میں لہجا کے بٹھایا
متفق لفظ سبے سنایا آپ ہمارے مالک مختار میں یہ لوٹن دیاں فرمانہ دار میں تجھ کوئی گرم پانی لاکے پاؤں
دھلانے لگے کوئی کشتی پوشاک کی لائی تحفہ تحفہ کہ پڑے پہنانے لگی کسی دستار خوان بچھا کے طرح طرح کے
کھانے چنے جو کچھی دیکھے نہ سنے شہزاد کے کئے معطر کزک کے سامان بہتر سے بہتر آد سو وقت میں اپنے جانے
پھولانہ ساما تھا بادشاہ بہت اقلیم صحت ناس و وہیم نظر آتا تھا کھانا نوش کیا شراب پی بیج و غم فراموش کیا
شام قرب ہوئی جھاڑ کنول جھا بو نعین مومی کافوری شمعین جلنے لگیں برسی و شین خدنگذاری میں پھرنے
چلنے لگیں بہت عمدہ جاگنی کے فتنہ انگیز مغل سے منڈھے بادلیکی جھاگر و لٹکتی شراب تند و تیز حلق میں لٹکتی
کچھ برابر بڑھیکے شراب پینے پلانے لگیں کچھ ساز ملا کے ناچنے گانے لگیں جب آدمی ات گزری ایک بولی
آج آپ کو کسلاہ ہر سچ تیار ہر آرام فرمائیے اس جلے میں جو مرغوب ہواد سکو ساتھ سلا تیسے سینے کسا

تم سب صاحب جمال شگ بد رغبت ہلال ہوا یات اگر ستم بستر ہوئی دوسرے کیو کہ ورت ہوگی پھر مجھ کو ملال
 او ہونے جو اب یا یہ آپ کے قصہ بیا ہر بیان آئینہ وار صادق کا معاملہ ہے آج اسکی کل ہماری بار آئیگی محروم کوئی نہ رہیگی
 جو تحصیل ہٹھی تھی اور کا ہاتھ بکڑ کے اوٹھا بلنگ پر آیا ساتھ ملایا باقی اپنی اپنی جگہ کینیں علیحدہ علیحدہ سو رہیں تم سحر
 چوٹکا ہاتھ نہ نہ و جو یا غسل کیا کشتیاں پوشاک اور جواہر کی موجود تھیں کہ بڑے بڑے جواہر پہنا بانگی سیر کی کھانیکا
 وقت آیا نا و نوش عم دنیا فراموش ہوا پھر بلنگ پر آیا دوسری سے موقع جایا تہہ بہہ کو حمام ہوا چھو نہیں تم تمام ہوا
 ہر روز نئی مہجین پر پھر حسین کی باری ہوتی تھی دو لون وقت نئی تیاری ہوتی تھی ہر شب شب برات ہر
 عید تھی گانا نا چنانسا گلزار ونکی دید تھی اسی کیفیت سے سال تمام ہوا روز بھی دم جب رو برو آئی تھیں تہنہ سخت لڑ
 کاتی بجاتی تھیں آج جسکی صورت نظر آئی بجلی لگی از راز روتے دیکھا آتسو ونسے رومال جھکو تے بقیاری سے
 جان کھونے دیکھا گہرے کے پوچھا کہ یہ دزاری بقیاری کا سبب کیا ہے وہ بولیں ہلن افزاقت کینے فیکین کا
 دن آہو پوچھا اب جدائی کا ہنگام ہے گردش نخت نافر جام ہے اور یقین کامل ہے کہ پھر ملاقات نہ ہو یہ بات نہوتے
 پہلے بہت لوگ آئے تھے بیروت ہمارا کہنا خاطر میں نہ لائے پھر اونکا حال نہ کھلا کہ صر گئے جیتے ہیں یا مر گئے شرح
 پوچھی جو اب یہاں جا لیسون شاہزادیان ہیں کیسا لہر حال دل بھلا نے کو دیکھنے دکھانے کو یہاں آتے ہیں
 برس و نکلے بعد اپنے اپنے مکان پر جاتے ہیں چالیس دن یہاں رہے جو پھر تے ہیں آندوہ والم میں تے
 ہیں یہ سا نہ عجیب ہو جانا ہر جسکو بیان چھوڑ جاتے ہیں غائب وہ حبیب ہو جاتا ہے دو مخصت ان دروازوں کی
 کنجیاں تھکو دیکے عمد لینگے کہ سب دروازے کھول کے سیر کرنا دل بھلانا یہ سونیکا جو دروازہ ہے روتے کا دروازہ
 ہے اسکے نزدیک نجانا اگر اسکو کھولو گے خفت اوٹھاؤ گے پھر تھکو حشر تک پاؤ گے وقت ادبار میں سرگرداں ہو گے
 ہت نام و پشیمان ہو گے اگر اسکو تم نے نہ کھولا تو چہ کے بعد ہم آئینگے ہی صحبت ہوگی ہی جلسہ ہی کیفیت ہوگی یقینا و ششم
 علم پیمان کیا کہا لاجول لایہ کو نہ سا مشکل کام ہے اگر سلطنت ہفت قلم ہاتھ آئے تو انکار کرونگا چالیس دن کیسے چالیس
 تھا انتظار کرونگا جب یہ سا خوش ہو گے گلین کنجیاں دیکے خصت ہوئے فتح اجا نے کس طرف وہ تین تین ہنا
 اوس کانین با وحشت کار فر ہو گیا زندہ در گور ہوا جب بہت جی گھبرا یا کجیوں کا خیال آیا دل سے کہا سونیکا دروازہ نہ کھولو
 اور ونکی سیر کرو قصہ پہلے دروازے کا فصل جو کھو لایا عجب رنگ کی بہار کا دیکھا پھو لوں کیا ڈھنگ

ہر خار کا دیکھا تھی نہی روش کے درخت تکلف کی نہرین فوارے بیدشاک کے چھوٹے پانی کی دل بہا بہرین کیا پھون
 بادبہاری تیری تیار می خندق کے گرد کیلو کی قطار نہر پر سر و شمشاد ہزار در ہزار درخت شاداب پھولے پھلے شبنو کو
 میوے سے گرا بنا رہی کہ مویں کے دست پر جو دکیطرح خم ہر تختہ گزارم چھلو منے ذائقہ ٹپکتا تھا بے اختیار دست
 ہوں ہوا کیطرح لپکتا تھا نظم باغ تھا یا کہ تھا وہ باغ مراد پہ کھل گیا غنچہ دل ناشاد وہ ہر چمن معدن لطافت تھا وہ
 ہر شب مینت نزاکت تھا وہ سرو تھے مثل قلمت خوبان پہ گل تھے رشک غدار محبوبان پہ ہر شب زمین بہار کا بیڑا
 نورین برگ ماہ سے وہ چندہ کتنا شاداب سبزہ زار چمن پہ کیا مصفا تھا آبشار چمن پہ غارہ عکس شفق کا لیکے بہار
 کرتی تھی عارض چمن کا سنگار پہ انقض اوس باغ روح افزا کی دیر تک سیر کی دل بہلا یا جب سیر سے دل سیر ہو اور
 دن بھی کم رہا دروازہ بند کیا بارہ درمیں آکے تنہا پڑا وہ رات کراہ کراہ کے بس کی تنہائی کی ات نشہ جو بہ
 بدتر تھی صبح میند سے چونکا ہاتھ منہ دھونا شہ کیا پھر جو یا وصحت محبوبان سبھی تمثال آئی دل پر چشت چھائی گھبرا
 اوٹھا دل بہلائے کو دو سردرازہ و کیا قدرت خدا کا تا شاکیا اسپین موزون بھولونکے اشجار تھے جا بجا گلون کے
 انبار تھے بیلا جنبیلی موتیا موگرا جو ہی سیوتی گلاب کیوڑہ سنبل دوسن بنفشہ لالہ و نافان پر عجیب جو بن کینکی مہلتی
 رنگس با چشم مست جدا نکھڑا الٹی مدن بان کی اور ہی آن بان زرتق میں قرنا کی شان چنپا کی خوشبو زالی مکتی ہڑالی
 صدر برگ گل ہمدی عباسی ہار سنگار موسری بلبل کے لہو کی پائسی گم کیا چمن بندی اور گلکاری بہر روش کی نبی تھی تیار

تختہ لالہ کب شگفتہ تھا	آتشین باغ ایک پھولا تھا	یون گل اشرفی پر تھا چوین	جس طرح سے چمکتا ہو کندن
نور آگین کین گل نسرتین	جیسے تابندہ صبح دم پرتین	دلکش اک ایک غنچہ سوسن	سسی آلودہ جس طرح سے دہن
کین کلفا کیے ہو نو کاچیس	مخ زبریں آسمان کا ہو کس	ہر روش ہو کہ نور کا جاوہ	ہر صبا مثل مست اقدارہ
اک طرف چشم نگیس حیران	واہو مانند دیدہ دربان	پر تو رنگ گل کا ہو یہ حال	ہو گئی ہر زبان سوسن لال
کب کھلا بھول چاندنی کا ہر	چو دھوین شب کجا پانہ کلا	آہداری پہ مویں کی بہار	دروندان حور بپنٹار
چشم نگیس کین تجھی چمکت	شمع بھوتھی اک طرف روشن	ہزار رنگ ڈھنگ کے بھول جو کبھی کسی نے دیکھے بھلا	

اوتکا نام کوئی کیا منہ سے نکالے ہر تختہ بہ از زعفران زار تھا تمام باغ حکمتا تھا فرشتو کا قدم بکنا تھا تمام دن اوس
 گلزار کی سیر میں محور ہا ستر تمام دروازہ بند کر کے تمام رات تارے گنا کیا تیر سے روز تیر اور وارہ و کیا جو کبھی دیکھا تھا

وہ تماشا دیکھا وہاں جانوران نغمہ سرا بلبل طوطا مینا شا ما پد البقا ہریل ہر پوادھیہ طوطے ہزاروں جانور خوش غاشین
صدر انور کو کلا قمری فاختہ لعل سینہ باز اونکے ناز و انداز کلبک تدر و خرام دنیا کے پرند گلفام کلابتون و زئیم کے
جال و ختون بلند تنے باد لے کے گرہ بند کچی اونکے رہنے کے عجیب و غریب خانے بنے دانے پانی کی کھلیاں
جواہر نگار کچھ سو نے چاندی کی سادی فقط مینا کار کوئی انسان نہیں گرم اہتمام نہیں سپر نہ کہین بیٹ پڑھی کھا
شرمی تنکا بیکار نظر آیا ہر مقام کو شفاف پاکیزہ تریا یا اس شغل میں دل بہلتا رہا تمام دن جانور و نئی دیکھ بھال میں
شلتا رہا شام کو ناکام دروازہ بند کر کے بارہ درمی میں آیا کچھ کھاپیکے سو رہا دم سحر اوٹھ کے چوتھا دروازہ کھولا
چالیس کوٹھے دروازے و اوہان نہ چو کی نہ کسی کا پھر کسی میں درغلطان لوٹن کو تر کے بیضہ کے برابر کہین مرد کا
انبار کسی میں الماس بیس کین لعل پیش ہا کسی میں کھراج زبرجد نلیم یا قوت اسنیا تو سنگے کے لٹھے ہیرے کے گٹھے
کسی میں اشرفی روپا چھتوں کے ملاکین سونکی اینٹیں کسی وہ پزیرن کھین شاہان ہفت اقلیم کسی صاحب تلوح و بیم
نہیں دیکھیں الغرض اوتالیس فیمنینا نوے دروازے کھولے سبکی سیر کی خدا نے خیر کی دل سے کتا تھا یا اب
یہ خواب جب کا خیال ہو بیدار کہین اسکا دیکھنا بشر کو محال ہو اب وہ دروازہ باقی رہا جسکے کھولنے کی ممانعت پر یوں
نے فرمائی تھی اور میں نے قسم کھائی تھی آخر گردش نجات سامنے آئی اوسکے دیکھنے کی ہوس میں سمائی اللہ بڑا
ہوتا ہو دولت و پشیمانی کے سوا حاصل کیا ہوتا ہر ع طبع رسا ہر حرف ست و ہر سہ تھی و ولین و سوسہ شیطانی
سایا خیال آیا اسکے اندران سب سے بہتر عمدہ چیزیں ہیں جو مجکو منع کیا ہر جہل سے علم شو کا اچھا ہونا کامی
و بد بختی نے شریک ہو کے درغلنا عمدہ قسم بھولا اوس کو ٹھری کا کھولنا ولین بھانا یہ چالیسواں دروازہ
آنے کا ہوا وہی دن قسمت کے اولٹ جانے کا ہوا قصہ وہ درخوست و اکیا دفعہ اسطر علی بوے خوش
دماغین آئی کہ غش آگیا جب ہوش درست ہوا آگے بڑھا دیکھا ایک گنبد فلک رفعت مطلقا مینا کار سونے کے
در و دیوار جواہر کے پیل بوٹے چچی کار کیا کام جو چھڑے نہ ٹوٹے زمین عود و عنبر کی شمعین عقل کا چراغ گل کزین
جواہر کی تپائیوں پر روشن مکان میں عروس کا جوہن ایک گھوڑا مشکلی شہدیز خسرو جسکو دیکھ کے سکندر کھلے
صہر تیر دم حسرت و خیر تا پونین کچل جائے روبرو جو مقشر و تل کھے ظرف طلا میں بید مشک کیوڑا بھر اسیساں
اوسکے کھانے پینے کا تھا ساز براق زین جڑو ہم پہلو مینے اوسکی لگام پر جو ہاتھ ڈالا اوس نے قدم باہر نکالا

شامت کی گھڑی سر پر گھڑی تھی سوار ہونے کی دماغ میں ہوس چڑھی اسباب سب موجود تھا اور سکو تیار کر کے سوار ہوا آہستہ سے ایڑ لگائی اوس نے گردن ہلائی ہر تین گز کو اتھا تراق سے لگایا وہ ہنسنا یا صیحہ کیا اور پر پر اڑ کر نکلے اور اتنا بلند ہوا کہ بحر سیاہ بختی کچھ نظر نہ آتا تھا میں خوف کے مارے اوگی گرد زمین لپٹا جاتا تھا تھکا تھکا ایک شہسوار شرف ابلق ایام بزم فرام پسرور ایال کرن کی مثال حکمتی کلیل دلیل کرتا نکلا فلک گنگ سیدہ کا تنگ بخت چہرہ تکران تھا اوسکے گشت کو اسکے عرصہ کا تنگ میدان تھا شہزاد او کی چمک دیکھ کے ناموشی کی خوگی تھی کنبیا لینے کی تقریر سے زبان بند کی دنیا زاد تو منہ زور تھی تکرار ہر چند کی اوسنے کہا ہیودہ گوئی سے زبان کو لگام دے حوصلے کی فرخی تنک کرنا یاد نہ بتنا کہ اگر آج بھی اماں نہوگی تو پھر شکو بیان یہ دستان ہوگی ایسا سمندر از کو چمکایا قتل کو نکتہ کافی ہو شہریا یہ طلب سمجھ گیا فرمایا آج کا دن کیا جب تک یہ تقریر دل پذیر مسلسل ہر تیرا قتل معطل فرغ حاصل ہو یہ کہ کے سر پر سلطنت پر جلوہ فرمایا شب گردوان نے فرصت پائی خواب احت میں پوٹا پھیلا یارو سے سحر تابان ہوا ہر سپہر پر درخشان ہوا جو جبکا معمول تھا وہ اپنے شغل میں مشغول تھا نیز گنگ ہا مشہور ہو ڈنکورات کرنا اسکے نزدیک کیا دور ہو کچھ دینہ گذری تھی یہ تو سیر گذری تھی ناقوس میں بہمن کی آواز ہوئی اس جھانچھ میں گیشوٹم نے کھولے چند مشکفام شب تیرہ انجام دہاڑ ہوئی زنا دار چرخ اول ستاروں کے مالا احتیا بتکہ ذیلی میں آیا پر شش کا مازم ہوا کار پرواز ان بارگاہ کو اہتمام لازم ہوا قطرات شبنم کو آب پاشی کا حکم ہوا ایسا اول شب کو عصا می اختر و سگ دور پاشی کا حکم ہوا جلوہ روز تمام ہوا غلغلہ شام ہوا شہریا بیدار کو نیند کا ہمانہ ہوا فوق دریا باقی میں داخل خلوت خانہ ہوا با آواز بلند شہزاد کو بکار فرمایا کہ اوس گشتہ بخت کو گھوڑے نے کمین و تارا یا سے مارا اوس نے عرض کی قلندر کہتا ہو کہ گھوڑے نے کچھ دیر کے بعد اوج سے حفض کا رخ کیا اوسی قلعہ پر جہان میں کیا تھا اوتار دوم ہلا کی دہنی آنکھ کو کھنڈا آنا میں تو درد سے آنکھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ گیا وہ دانشد علم کہ دھروانا ہو گیا تین اوسیدم کا نا ہو گیا ہر طرف بدحواس اہ ٹولتا ایک آنکھ درد سے بند دوسری جس سے کھولتا نیچے اوترا حجرے تو پہچانے لیکن مرد پر دسوں کانے نہ تھے کچھ دیر کے بعد جو وہ آئے تاسف کے بدلے ہنسے خوب کھل کھلائے پھر کہا اگر سو نے کا دروازہ نہ کھولتے تو رو سنے کا در بند رہتا نہ حوئی طرح نہ ٹٹولتے آہ مناسب یہ ہو سید سے بغداد اگر چاہو گے تو کامیاب ہو گے مدعا پاؤ گے اس سبب سے یہاں کیارات ہو گئی تھی

تھے مسافر نوازی کی آرا میں پایا زبیدہ نے کہا تم سبکی خطا ساف کی جہد چاہو جاؤ اختیار ہو یہاں ٹھہرنا بکارا کر
وہ سمجنت بولے یہ تین شخص شریک جلسہ ہماری دوستان بن چکے ہیں انکا حال سنے ہم چلے جائیں گے
پھر ایسی صحبت کہاں پائینگے یہ لوگ دیکھنے میں نہ آئینگے وہ چپ ہوئی یہ قلندر باہم بصر رنج و الم بیٹھ گئے
پھر زبیدہ نے خلیفہ اور جعفر زبیر سے کہا ہاں تم بھی سچ سچ اپنا حال کو صحیح ہوتی ہو یہاں سے روانہ ہو

زبیدہ نے خلیفہ سے استفسار کیا جعفر زبیر کی ذریر نے اپنی پہلی قسمت کا اعادہ کر دیا

خلیفہ تو خاموش رہا جعفر زبیر نے کہا جب ہم آئے تھے اپنا حال زبان پر لائے تھے تمہارے کہنے سے مکر
سناتے ہیں مصلیٰ میں ہمارے مین سوداگر مشہور پیشہ ور ہیں یہاں ہمارے ہم فن سوداگر نے دعوت کی تھی کھانے
کے بعد شراب پی لی خیال نہا نشہ زیادہ ہو گیا رات اختلاط میں بہت گزری راہ سے نابلد تھے بھول گئے خوف
حاکم سے ہاتھ پاؤں بھول گئے ہر طرف اٹکلے تمنے عنایت کی راہ سے صحبت میں بلا یا صرف اخلاق کیا کھلایا
بلا یا یہ سبیل آنیکی ہو وجہ کونسی بہانے کی ہو زبیدہ سمجھی یہ سچے ہیں لیکن ڈانٹ کے کہا جلد جاؤ پھر اپنی صورت
نہ دکھاؤ کچھ تو حبشیوں کا ڈر دوسرے غیر کا گھر کسیکو جرات کلام نہوئی فوراً اٹھ کے باہر کی راہ لی وہاں بے
آگے ٹپھکے خلیفہ نے ماحول ٹپھکے قلندروں کو فرمایا تم نو وارد راہ سے نا آشنا ہو اندھیری ات ہو جدر
جاؤ گے ٹھوکر بن کھاؤ گے ہمارے ساتھ چلے آؤ اور جعفر کے کان میں کہا اپنے مکان میں لیجاؤ صبح کو
دربار میں لانا یہاں مٹانا جعفر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا حال اپنے گھر کو گیا خلیفہ اور مسرور محل میں
داخل ہوئے تاسمخ خلیفہ مکرر رائیند نہ آئی حیرت کا مبتلا تھا کہ یہ سانحہ کیا تھا اسی خیال میں گریبان سچسک
ہوا مجمع انجم پریشان برفلاک ہوا خلیفہ بعد ادا می فریغہ بخیر خیال شب میں منتشر اریکہ آرا ہوا جعفر زبیر نے
لیکے سوچنا خلیفہ نے فرمایا جنگ وہ عورتیں آکے اپنا حال عرض کریں گی چین نہ آئیگانہ اضطراب جانے گا
جعفر حسب فرمان زبیدہ کے مکان پر گیا فرمان خلیفہ سنایا جی نکل گیا جسم سب کا تھرایا بھجھیں نہ صرف آہنگی
رات کی آہنگی بہت دن رولائیں زبیدہ نے مع اپنی بہنوئے نقاب چہرہ پڑوالا اوسیدم در وولت کی اولی
جعفر زبیر کی پناہ لی خلیفہ نے بقدر مراتب قلندروں کو کسی زرنگار عنایت کی خاندان کی عیبت کی عورتوں کو

پس شب بیٹھنے کا اشارہ ہوا تو قیر ہونی خاطر سے کنارہ ہوا چہرہ زبیدہ نے کہا کہ حکم دیا تو برابر میری مجلس کو تو اسے
حاضرین آداب و تسلیم بجالانے تخلیہ ہو گیا خلیفہ نے زبیدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا موصول کے
سوداگرات کو ہم تھے تھنے خوب سیر دکھائی اس کے بدلے جسے بیچ جاہل ہوا اسپر کروہات در میان آئی تھارا
لطیف حساب ہو کر ہو گئے جسے حجاب ہر چہ قریب پہلو میں جگہ دی تھیں کی فرمایا تمہاری سرگزشت سے کی تمنا ہے جو کہ ہو گیا ہے
گزشت زبیدہ کی کہنوں کی شکایت شاہزادے کے ڈبا دینے کی حکایت جریرہ میں ہو چکے
سانچے اڑو ہے سے پانا وہ پری تھی اسکے بدلے مع مال دولت گھر ہو چکا تھا کتیاں بنا کے فوراً پانا
حسب حکم پہلے زبیدہ نے عرض کی امیر المؤمنین خلیفہ بول رب العالمین میری داستان اور مصیبت کا بیان وہ
جانکاہ ہو کہ گوش حق نبیوش تک بھی ایسا سانچہ نہ آیا ہو گا نہ کسی فرد بشر نے ایسا صدر نہ دیکھا ہو گا وہ کتیاں سیاہ
عاجزہ کی سگی ہستی، ہر آن در بی مات و دونوں زندگی کی بائین دہنی ہیں جس کے سینہ پر داغ سیاہ ہے امینہ نام محض
بیگناہ ہے دوسرے کا لقب صفائی ہو کہ زبیدہ کہتے ہیں ہم مدت سے اس محلے میں رہتے ہیں باپ ہمارا ناموہ شہر
و دیار تھا مشہور ملک التجار تھا جو جب رسم جہان گزران جسم دم اوس انتقال کیا تم بے پردی میں ہنسنے بڑھا
کیا ماتم دارمی سے فرصت جو پائی تقسیم تر کہ پردی کی نوبت آئی یعنی سگی سوتیلی کا فرق نکلیا پانچون کو برا جھڑیا
یہ دونوں اپنی مانگے پاس گئیں وہ دونوں میرے ساتھ رہیں مان ہماری بھی بقید حیات تھی بڑے لطف
کی اوقات تھی چند روز کے بعد اوس نے بھی دنیا سے منہ موڑا بارہ ہزار ریاں اپنے ملک سے چھڑا وہ بھی مساوی بہت
وہ دونوں مجھ سے بڑھی تھیں مال جو ہاتھ آیا تھا شوہر کی فکر میں پڑھی تھیں آخر عقدا کر کے اپنا اپنا گھر بسایا
ہماری تنہائی کا کسی کو خیال نہ آیا بعد چند بے بڑھی میں کے شوہر نے اپنا اسباب اور میری بہن کا منتقلہ
سب کو بیچ کے اقلیہ کی راہ لی مال مفت دل بے رحم عیاشی میں وہ سب کچھ غارت کیا افلاس میں اور تو کیا کیا
جور کو طلاق دیکے چھوڑ دیا وہ مجال خستہ و خراب بے دانہ و آب فاقہ کر کے بغداد میں آئی کہیں بیٹھنے کی حکمت
جب نہ پائی سیدھا گھر لوٹھی کا تھا آئی اپنی مصیبت خاوند بھتیقت کی کیفیت سنائی مجھ کو بہت رنج ہوا تو
حمام میں بھیجا کہ بے بدلوئے کہا تم میری مانگی جگہ ہو یہ جو کچھ ہوا اپنا سمجھو گھر میں آرام سے بیٹھی ہو چکا تو تم
کیٹون سے بہت نفع ہوا ہر تم بھی یہ کام اختیار کرو اور باتوں انکار کرو میرے پاس اونکی بود باش کوئی بھی نہ ہوتی

اگر تجلی میں کخیال آتا تھا کہ اوسکا حال نال خدا جانے کیا ہوا ہو گا کیا ایک وہ بھی یک بینی دو گوش نشہ افلاس
 میں باجنتہ ہوش آموچہ ہوئی چار و ناچار اوسکو بھی اپنے گھر میں جادوی پونٹاک بنا دی آب ہدیہ گیر شہ و شکر ہو
 کچھ دن چین سے گزری جب آرام بلا پیٹ بھرا تیر دو نون کو خصم سو جھانپنے سمجھا یا کہ تجربہ حاصل ہو چکا ہے
 نکاح کی تمنا ہے **الْحَبْرَبُ حَلَّتْ بِهَا الدَّامَةُ** شہرہ کے سر جھکا کے چپ ہو زمین برین زمین
 پروردگار نے ایسی صورت کی مجبو تجارت دریا کی لہرائی جاز کر ایہ کہ اسباب تجارت او سپر بار کیا سامان
 معقول تیار کیا دو نون بہنو کو ہمراہ لیا پو شہر کے غزم پر جہاز کا لنگرا و تھا وہاں ہو چکے مختصر سا جہاز مول لیا
 نال لبر کے کھول دیا ہوا جو موافق علی بہت جلد دریا سے پارس سے ہندوستان کی اہ لی نہیں دن گزیرے تھے
 جزیرہ نظر آیا شہر عظیم الشان عمدہ عمدہ مکان جو دیکھے جہاز کو لنگر کیا دیکھنے کا جو اشتیاق ہوا تمنا ہوسوئی
 سوار ہو گئے کنارے پر پونچے اوتیر کے شہر کی راہ لی در شہر پناہ پر جو گزر ہوا عجیب حال مد نظر ہوا حجاب
 و دربان پیادے سوار نگہبان بے حسن حرکت بیٹھے ہیں خیال جو کیا تو سبھے کے ہیں سخت عجب ہوا نگہ جی
 مضبوط کر کے شہر میں قدم رکھا وہاں ہر ایک لا سباب تکلف سے چنا ایک سے ایک چیز عمدہ نا در ہوا گرومی
 کی قسم سے جو ہر پتھر ہر مہا تک کہ ایوان شاہی میں بھی یہی حال دیکھا جلسہ امین جشن تین کنین آتو مغلانی مغلدا
 خود یکم صاحبہ بالباس کارا گری پتھر بالاسے مروارید چھالی ڈلی کے برابر ہر وہ شمع کا شانہ کی صورت روشن گلے کا
 جو بن اور بہت جو اہر بیش بہا الماس نر دیا قوت کا زیور جا بجا کشتیوں میں لگا و حرا العرض ایک کہہ میں
 ہوا ایسی تیری و سجاوٹ کا دوسرا مکان نہ تھا صدر میں تخت مطلقا بچھا فرش یک تخت سمور و قائم کار و رو
 چھتو نہیں ہوتیوں کی جھالریگان محط روشنئے انداز کی پرضیا جب شعاع اوسکی آنکھوں کے سامنے آتی نظر
 خیرہ ہو جاتی تخت پر چڑھ کے دیکھا یا قوت کی تپائی پر پارہ الماس فرزون از حد قیاس کہا ہوا سامنے ایک
 شمع روشن ہوا اوسکی لو سے مکان جگر جگر کر ہا ہر قرینے سے سمجھے کوئی بیان نہ صحیح سالم بھی ہوا سیرین
 رات ہو گئی قصد نکلنے کا کیا ہر طرف تیرگی نے گھیرا تھا وہاں کے سوا چار سمت اندھیرا تھا مجبور تخت کے قریب
 جا کے لیٹ رہی لیکن ایسا مکان عالی شان اور یہ سامان اسکی ہوش تنہائی کی وحشت سے طبیعت
 جو گھبرا ئی کسی طرح نیند نہ آئی تیسوقت مسافر منزل اول گویوں نصفت اہ لکر چکا قوت کی صد آئی

کوئی شخص آواز نہیں کلام بت العالمین پڑھتا تھا اسے آواز سے تسکین ہوتی دل کی وحشت گھٹی سمجھی کہ عابد شریف وہ وار
 نماز گزار بیٹھ اٹھا آواز پر کان لگا چلی ایک جانب سنگ سفید کی مسجد نظر آئی جاننا زہر جو ان رونا جاننا کراہا جان
 داؤدومی قرآن خانہ معبود میں پڑھتا ہوں لفظ دل پر اثر کرتا ہوں وہ سماع میں سبوز و گداز متصل جاننا جلتی ہیں آتش و
 موتیوں کی لڑیاں ڈھلتی ہیں حسد ہم مجھو دیکھا قرآن مجید گردانا کہا اسی غریب دیدار اس غضوب جگہ میں کیونکر آتا ہوا کیا
 تجھ سے بھی گزشتہ زمانا ہوا اپنے بطریق اختصار اپنا حال اظہار کیا پھر اسے استفسار کیا اس نے مجھ کو اپنے نزدیک
 بٹھا کے کہا میرا باپ یہاں کا فرمان روا بادشاہ تھا خراج گیر باجستان شاہ شاہان گیتی پناہ تھا گداز و سکا طریق
 مع رعایا برآیا آتش پرستی کا تھا نشہ بادہ زرو مال کی مستی کا تھا لیکن میں عنایت خالق زمین و آسمان فرقہ مسلمان
 سے ہوں میری دانی حافظ قرآن تھی علم ہر وہ ان محدث صاحب ایمان تھی اس نے پوشیدہ مجھ کو قرآن پڑھایا علم دین
 آگاہ کیا عربی زبان کتابی طریق اسلام میں لائی مجھ کو یا قابل پرستش وحدہ لا شریک لہ ہوا سکا کوئی ہم نہیں
 کوئی ملت اسلام سے بہتر نہیں جب اس نے دار فنا سے جلت کی بیٹھے اس کے ماتم میں اپنی غیر حالت کی اس کے بعد
 صدایا ہی سے کسی نے کہا اسی ساکنان شہر آتش پرستی چھوڑو اس طریق سے منہ موڑو تین برس ہم یہ صدائی کسی
 اپنے فضل سے گردن پھرائی وقفہ عتاب باری اس گروہ تارسی پر نازل ہوا بادشاہ سے غریب امیر و فقیر زن و
 فرد و یہ سنگدل پتھر ہو گئے فقط تنہا عنایت خدا سے میں بحال اصلاحی ہا جسے گوشہ میں عبادت کرتا ہوں
 قدم نہیں دھرتا ہوں تر راق مطلق دونوں وقت آب و طعام صبح و شام بھیجتا ہوں رکھا تا ہوں شکر نعمت پجاتا
 ہوں برسوں کے بعد تکوید کیا اور اہل اسلام پایا افضل حقیقی کے فضل سے اس بلا سے نجات پانے کا یقین آیا
 میں بنظر اول اس کی شہادت ہو چکی تھی متاع دل کھو چکی تھی بہت وساجت کہا اسی سلطان فی ہمت عالی شان ہماز پو
 ہو کشف ہوا کیونکہ کینز ہر جان بہت عزیز ہوتا کیلئے اوقات خراب بصدیچ و تاب کرو گے یکہ وہ تھا اس خرابی میں
 رہو گے بغداد میں ہیرا مکان ہوا راون رشید عادل سلطان ہوا تختارے حال پر بہت لطف و عنایت کریگا
 ہر طرح کی رعایت کریگا وہ رضی ہوا رات تو حرف و حکایات میں ہیرا ہوتی نمود و سحر ہوتی ہماز پر کے وہ اسباب
 کنارے پر پھکوا کے خلاصیو نکو ہمراہ لاتی جو شہر بمیشل و نادر تھی ہانے اٹھوائی ہماز پر بار کی پھر شہزادہ کو سوا
 کیا لنگر و شاد و بغداد کی اہ لی آب گردش گردن نیزنگنی نایاب قلموں دیکھے شہزادہ کا جمال چہرہ و بدیشال کھیکے

بہنو کا جی بھر بریا آپس میں کچھ اور ہی مشورہ پھرایا ایک زوم تقریر پوچھا بندا پوچھے شاعرانہ کہان سے ہے گا
 قصہ کیا ہی مینے جوابے یا جب میں خوشی اسکی کثیر ہوئی تو جان کیا عزیز ہوئی عقد کرونگی آنکھیں بھانگی مالک ناونگی
 یہ سنے کہ ہون پر ہوائیاں اوڑنے لگیں اور دشمن جان وہ بے ایمان ہو گئیں آب ہماز دریا سے فارس کے مہا نے
 آیا ہوا جو موافق ہو تو پو شہر چار پہرین ہو چنے اوسی شب کو وہ دونوں برفات گھات میں تھیں موقع باگئیں بند
 میں غافل پاکے مجاور اور شاہزادے کو بجز خار دریا سے ناپیدا کنار میں پھینک دیا وہ تو دریا میں گر کے غریب
 بحر رحمت ہوا پھر نہ ترا میں کشتا سے ہشتا تھی شب تیرہ و تار میں ہاتھ پاؤں ہلائی کنارے پر ہو چھی صبح نے روکے
 انوکھا یا ترمی تشنگی کا حال نظر آیا تھوڑی در زو یک نزدیک درخت گنجان معلوم ہو سے وہاں جا کے کچھ
 پھل کھائے چشمے سے پانی پیا جینے کا سہارا کیا ایک پڑسرفلک کیشدہ تھا اوسکے سایے میں جا بھی ٹھنڈا
 جانے سے اغوا قارب کو صحت دکھانے سے ہاتھ اوٹھا بھی دفعہ ایک سانپ پر در پتیر میرے گرد پھر کے
 بچشم بایں جو اس میری صورت دیکھنے لگا میں سمجھ گئی کہ یہ ت رسیدہ سہارا چاہتا ہوا پنا چاہتا ہوا کھڑی ہو
 ہر طرف دیکھنے لگی فوراً دوسرا فعی خوشخوار سیاہ اوس سے قدمین دوناتھنا کا نمونا چھپٹ کر اوسکی دم چبانے لگا
 نکل جانیکا طو کیا اوسدم از در فلک چہارم مشرق کی بانی سے نکلا کچھ لہر جوانی کفر اوٹھانے کے ہر طرف
 دیکھا بھالا اس حرکت سے جو جی سیر ہوا راج دہن سے من کو نکالاروشنی طبیعت مائل ہوئی تیرگی منہ دہر سے
 زائل ہوئی شہزاد کے ہاتھ پاؤں پھولے تقریر کے منتر بھولی خاموش ہوئی دنیا زاد رنگ دیکھ کے بیہوش
 ہوئی تو ہی نے نقارہ سینکا ٹکڑ کی نوبت آئی گھڑیالی نے گجر کی موگر می لگائی شہیار بیدار بخت بعد نماز
 متوجہ بخت ہوا سا تان سحر یک بخت ہوا حکم امان وزیر نیم جان نے ساز و چہرہ گلنار ہوا بدستور حاضر رہا
 ہوا سلطان و وزیر انتظام ملک تیر مال کرنے لگے کسیکو تغیر کیا یہ مجال کرنے لگے ادھر خاتون شب نے گریہ
 سلسل چیدا جیسے کالی ناگن بل کر تی خوشخوار چہرہ وزیر پکھولی چوکیدار چنک کہ نیر دار باش بیدار باش
 بولے پلٹن الو میں حکم حیدر کا نسل مجا چورا و چکا نظر بازوں کی آنکھ میں مجا غریب غرابے نے محنت مشقت
 سے فرصت پائی شہیار کامگار نے پلنگ کا رخ کیا شہزاد بر سر خدنگذاری آئی پہلے شہزاد پان لائی اپنا
 اگر منظور حراحت اوٹھانی تو اوٹھو بیٹھیں کہتی کیا ہے ہر گز خیر میں و معنی جیسے ہیں قلم تو توڑا لے سکے مانی

اسی شہر یار عالی وقار زبیدہ نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا میں نے خوف کھایا نہ اس افعیٰ خود بخود ہرگز ہر اس کیسا پہلے
سانپ کا پاس کیا ایک سچ بہت بھاری اونٹن کے بزور تمام اسکے سر پر اچھا نکل پڑا دم منہ سے اوکل دی
مغز پڑا ہوا اس بکس کا موری کے منہ سے چھٹکارا ہوا ایک سمت برسر پر داز ہوا منگشفت نہ راز ہوا ہائے اوٹھ کے
دوسرے درخت کے تلے لیٹ کے سو رہی کہ خستہ ہو گئی تھی کیا ایک آنکھ جو کھلی دیکھا پری بیکر گل اندام کلتیا
سیام برسی میں بانہ سے سر ہائے بیٹھی ہو چھا تم کون ہو ماجر کیا ہو کیتو نکو کیوں بانہ صا ہو جاوہر یا میں نہ ہی سانپ
ہوں جسکو دشمن کہنے سے چھڑا تھا خیال آیا پروردگار فرماتا ہو اکل خیراً انہو حسان انہو حسان
تمکو اس حال خراب میں دیکھ کے دل بیتاب ہوا تمہاری بہنوں نے تم سے عداوت کی تینے اونکی چال کی اور
نقد و جنس کچھ اسباب جہاز پر تھا تمہارے گھر میں ہو نچا دیا پھر اونے مجھ سے کہا آنکھیں بند کر لو دفعہ وہاں
اونٹن کے مجاور مکان میں چھاو یا دم خصت تہکار سمجھایا کہ اسقدر ایذا اس عمل بد کی تو سزا نہیں مگر شرب سہو
چاہک انکو لگانا بھول بنانا و گرنہ مجکو ملال ہو گا اس سے بدتر انکا حال ہو گویا سب قوم تمہاری فرمانبردار
رہی جو کوگی بجلائی گئی کبھی انکار نہ کی جسد م یاد کرو گے آئین کے جس کلام کا اشارہ ہو گا سرنہ پھر آئین کے
خداوند نعمت اوسدن سے یہ حرکت افسے کرتی ہوں غیر جنس کے عتاب سے ڈرتی ہوں جب خون کا جوش
ہوتا ہو تو روال اشکون سے بھرتی ہوں یہ اس سانحہ کی کیفیت تہا اور حال تھا جسکا پیر و مرشد کو خیال تھا
یہ سنکے خلیفہ کو بہت تا مسف ہو اجنفر سے فرمایا کہ تم امینہ سے دریافت کرو کہ داغ سیاہ کس دم پیر پیر ہو
آیا ہو کس دم نے چاند میں گمن لگایا ہو وہ دست بستہ اونٹنی خلیفہ کے روبرو آ کے عرض پیرا ہوئی

روداد حاصل ہیدا امینہ کا سنانا ایک عورت کا شادی کے چیلے میں لیجا ناو و سر کے
عقد میں پھنسانا بازار جاکے چوٹ مول لینا خاوند کا داغ و یکے چھوڑ دینا
امینہ نے کہا جو کچھ زبیدہ نے عرض کیا یکم و کاست تھا سرتو تفاوت نہیں کیا عرض کرو میں کجا بیخ تہا
ہو فقط سخن تہا شی ہو صرف اپنا حال حکایتاں جو سناتی ہوں میری ماننے ایک انیز اوے سے میرا عقد
کرویا تھا اسی سال اونکی قضا آئی نہ اوسکو لطف حاصل ہوا نہ میں نے لذت پائی مگر مال و دنیا لاکھ مالان تھا

وہ تجارت کے کاموں میں لگائے تھے بہت ہوا راحت سے اوقات گزرنے لگی عیش سے بسر کرنے لگی پوشاک
 عمدہ ہزار ہزار ریاں کی کھانا نفیس جین ساڑھیں میں کھاتے ہیں کھانا حسب طبع کے لطف اٹھانا ایک روز دربان نے
 کہا ایک سن رسیدہ ضعیفہ کچھ عرض کرنے آئی ہے کہ اجازت بازمین باپی ہو دروازہ پر بیٹھی ہے حضور کی تمنا
 ظاہر کرتی ہے کہ آئے دسے جسم وہ قریب آئی بلائیں لیکے کہنے لگی آپ کی غیب پروری محتاج نوازی سے
 تمام محلہ اسی تریسے پاس لڑکی تیم و سیر تونہ کوئی دروگاہ نہ دستگیر محتاج بسکی نظر میں تھیر ہوتا ہے اور لونی
 بھی غریب الوطن ہے نہ بیان مان بہن ہے نہ پتہ معلوم کہ یہاں کے لوگوں کی کیا رسم و رواج ہے یہ پتہ ہو ایک لڑکے سے
 اوسکو نامزد کیا ہے وہ قول اللہ کا بیٹا ہے کنباز ہے سامان بہت مہیا ہے جگہ یہ خدشہ بڑا ہے سید حسین چپکے ہینگی
 سیر ہی تنہائی و بے سامانی دیکھنے کے نظروں سے گرا ہینگی اگر چند ساعت کو آپ رونق افزوں ہوں بگر کام بجا
 آپ کی بدولت یہ عاجزہ آبرو پائے یہ کہ کہ وہ خوب روئی مجھ کو خوف خدا ہو کہ خدا کسی کو بے وارث نہا کرے
 وہ منت نہ کرے تو کیا کرے میں نے جواب دیا کہ اسی ما در مہربان تو غم نہ کھامین ضرور چلوں گی اور جو شور و کار ہو خدا
 فضل سے سب سامان بیان تیار ہے وہ وعائین میں بولی فقط آپ تشریف لے چلیں اور کچھ فکر نہ کریں شام کو
 دعا گو ایگی اپنے ساتھ لیجا ایگی فرہست ہوئی میں سامان درست کرنے لگی بہت تکلف کی عمدہ پوشاک پہنی
 اور گران بہانا درجہ قدر گنا تھا وہ پہنا حسب وعدہ وہ آئی کہا مہمان سب آپ کے دو طہ کی آمد ہوئی ابلی جلوہ گری
 سیر ہی عزت افزائی از حدی میں آواؤ بیوہ سے تہیہ کر چکی تھی اوٹھی چند خوں ہوں کو بھاری جوڑے پہنا ہوا چل گیا
 ایک کوچہ وسیع ہوا رشتہ و رفتہ آپاشی سے تر ملا اور دروازہ فلک فخت جیسے شاہ و شہریار کا تلو ہو اوپر
 بظ جلی سنہری یہ کھاتھا در دولت حضور خانہ عیش و سرور ضعیفہ نے دستک دی کسی کندھی بولی
 اندر پہنچی مکان عالی شان جن کعبہ صیوت سے سجائے دالان فرش مکلف بساط مزو شیشہ آلات متغیر ایک عورت
 حسین جوان بصد شوکت و شان مسند پر بیٹھی تھی تیرے استقبال کو اوٹھی لب فرش آ کے مجھے گلے لگا کے
 مجھ سے محفل میں بٹھایا بہت اہتمام فرمایا چہرہ منکے مجھ سے کہا تم برات دیکھنے آئی ہو مگر حقیقت حال سے نا آشنا
 ہو وہ مجھ سے سنو تا وہی کا بجانا تھا منظور نکو بلانا تھا تیرا جھائی مہ حسین حسین باہن عنالی نادیدہ بختارا
 شیدا ہو مرض محبت رومی رخسار سے پیدا ہو وہ عقد کا طلبگار ہے بغیر وصال نیست و شوار ہو اگر انکار کو گی تو نکا

بوجھ اپنی گردن پر لوگی تم گل ہو تو وہ بلبل ہی تم رشک پر ہی ہو وہ غیرت حور ہی ایسا جو رکمان ملتا ہے
 اقبال ضرور ہی ہے خند اس امر کا میرا راہ نہ تھا لیکن اوس نے اس جج بزرگانی اور شیرین بیانی سے یہ ذکر کیا کہ
 میں نے سنے سر جھکا لیا وہ سننے لگی بولی میرا مطلب حاصل ہو گیا انہی موشی نیم رضا چھر کرے میں جا کے حساب
 معاملہ کو لے آئی جس دم میری نظر اوس یوسف جمال چھر شمال پر پڑی زلیخا تو نا دیدہ شیدا ہوئی تھی ہرین دیکھتے
 ہی نران محبت میں سیر ہوئی کاکل خمدار گرفتاری کو بخیر ہوئی وہ دلیری سے قریب آ بیٹھا تقریر ہونے لگی
 تو جوانی اور رنگین بیانی اوسکی میرے ہوش جو اس کو نے لگی چھر میری چتون اوس علاقہ نے پچانی کچھ شاہ
 کیا کیا ایک قاضی گواہ چارہ راہ اندر سے نکل آئے بعد بٹھائی کے خوان ہار چول عطر دان بانڈان و دریا
 نکاح پڑھوایا میرے شوہر نے مجھ سے قسم لی کہ مرد اجنبی سے خبر و از کبھی بات نہ کرنا فریب کی کھات نہ کرنا
 عفت و عصمت کا پاس کھنا میرا خوف و ہراس کھنا میں بھی کوئی کام تمہارے مزاج کے خلاف نہ کرونگا
 اس پر جیسے قصور ہو گا معاف نہ کرونگا جب ان باتوں سے فرصت پائی ہم بستر کی نوبت آئی خوش نشان جس طرح
 ناموس سلطان ہے میں لیل نہا کر ڈرنے لگے باہم عیش و عشرت کرنے لگے مدت کے بعد بازار جانکی کچھ اسباب
 پسند کر کے لائیک ضرورت ہوئی بغداد میں تو سب امیر زادیان بازار جا کے خرید فروخت کرتی ہیں میں نے بھی
 شوہر سے اجازت لی تو لونڈیاں اور وہ پیرال جس نے اس خیال میں پھنسا یا تھا ہمراہ ہوئی چونکہ میں ہو چکی ضمیمہ
 بولی اس کے چہرین بڑا ناز ہوا نکاسا مان کا نہیں کھتا ہی با نکاسا سچا ہوتا ہاں جلو جو درکار ہو تو جب دکان پر گئی کہا جو
 شے مطلوب ہو طلب کرو میں جو اب یاد روز عقد میرے شوہر نے عہد لیا تھا نامحرم سے بات نہ کرنا غیر مکان میں نہ کو
 رات نہ کرنا یہ سبھی تمہاں تو مانگ سو اگر نے میری خواہش اوسکی زبان سے سنکے تمہاں ان کا ڈھیر لگایا
 ایک تمہاں مجکو بہت پسند آیا قیمت جو دریافت کی وہ ولد الزنا بولا ایک بوسہ پرد و نکاسکے سوہرا
 اشرافی نہ لونگا مجکو یہ سنکے غصہ آیا بڑھیا سے کہا مجبوزن ہے کہ کسی کا خوف ہے نہ ڈرتا ہی بہبودہ گفتگو کرتا ہی وہ سخت
 بولی مضائقہ کیا ہے کوئی دیکھتا ہی مجکو انتہا کا غیظ آیا اوس ملعون نے منہ بڑھایا میں نے طمانچہ لگایا وہ نا امید ہو
 جھلایا مجھ پر ہاتھ اٹھایا چوٹ پچانے کو سر کی دکان کے نیچے گر پڑی سر چھٹ گیا کپڑے خون چکان
 مضطرب و حیران تھی کہ یہ امر پوشیدہ نہ رہے گا بر ملا ہوگا شوہر نے سنا تو حال کیا ہو گا وہ تو فی الفور کان بچھ کر

بھاگا میں وقتی مٹی کی گھری ہوئی پوشاک بدلی سر کو لپیٹا پلنگ پر گزری بنجار چڑھار دوسرے بیقرار تھی شبکو شوہر
 جو آیا خلافت عادت مجھے پلنگ پر لپیٹا پایا و جبر پوچھی میںے درد سر کا ہا نہ کیا وہ جھوٹ بھجا شمع قریب لایا سر کو
 زخمی پایا کہتا یہ کیا ہوا جواب دیا تمہاری اجازت سے بازار گئی تھی گلی میں مزدور لکڑی کا کٹھا لیے جاتا تھا پاؤں جو
 پھسلا پوچھ میرے سر گر اوہ کہنے لگا خیر دم سحر جو جو حال ہیزم کش ہیں سبکو قتل کرونگا میںے کہا یہ بڑا ظلم ہے ایک
 خطا کرے سوار سے جائیں مجھ کو تو کھار کے گدھے کا دھکے لگا کر ٹپھی یہ حال ہوا اس کلمے کو سنکے چہرہ اوسکا لال
 ہوا کہا تو سخت جھوٹی افترا پر از ہی تیرا خون مجھ کو حلال ہوا پھر غلام کو چار تین جہنمی سیدہ فام وجود دہوے ایک
 کہا اسکا سر جدا کروں دو لہن سے فرمایا لاش اٹھا کر دریا میں ڈال دو قصہ مٹا و کچھ اٹال دو جب وہ تلوار پھینکے
 قریب آیا وہی ضعیفہ اوسکی اتا تھی دودھ پلایا تھا دودھ کے پاؤں پر گر پڑی اور بالبح وزاری کہنے لگی میںے دودھ کا
 حق بخشا عن حق برا ہوتا کیوں ہمیں مبتلا ہوتا ہے خبر ہوگی تو حاکم وقت کیا کہے گا عادل کا زمانا ہے احتیاط ضرور
 مناسب اپنی آبر و بچانا ہے سنکے غیظ کی حالت جو اوپر طاری تھی میری موت کی باری تھی موقوف ہوئی کہا میری
 خاطر ہی اس امر سے باز رہا مگر تیزی ضرور ہے یہ بانی فتور ہے غلام سے چوب بید کو منگایا اس نے رحمی سے باز اور نشانے
 کو نشانا بنا یا کہ مجھ کو غش آیا وہاں سے اٹھو کے باہر وال دیا گھر سے نکال دیا چار مینے زخمون سے بیمار ہی وہی ضعیفہ
 مریم ہی کر کے تیمار دار ہی جب دم صحت کامل بائی اپنے ذاتی مکان میں آئی نام و نشان اوس ظالم نے مٹا دیا تھا
 مٹی کا ٹیکرا بنا دیا تھا زبردست سمجھ کے اس ظلم کی داد بچا ہی صبر کیا پھر یہ کیفیت بان پر نہ لائی جھینے کا
 کہیں ٹھکانا نہ ہا وہ صورت اور وہ زمانا نہ ہا اپنی بہن زبیدہ کے پاس بر جو اس گئی سر گذشت سنائی الیہ شو
 بھر لائی بد کرداری تمام یہ کلام کیا کہ امی بہن بہت برا زمانہ ہے شخص بر فساد ہے مگر گھر ڈاؤ بیدا ہے اپنا ہویا بیگانہ
 کسی سے راحت کی امید نہیں بلکہ نیا کا ڈر ہے دنیا مقام خوف و خطر ہو خانہ خانہ شہاست بنے تکلیف و وجود ہے اپنا
 سمجھ کے شوق سے کھا و کھلا و گوشہ عافیت میں بیٹھ کے شکر پروردگار بجالاؤ آج سے شوہر کا نام بان
 نہ لینا آبرو ہاتھ سے نہ دنیا اوسدن سے انکی بدولت راحت و آرام ہے آسائش سحر و شام ہے اور صافی حقیقی
 میری بہن ہوا کے مرنے سے یہ بھی انکی خدمت میں رہتی ہے اطاعت سے رضا مند کہتی ہے خلیفہ سب حال درفت
 کر کے سرور ہو اختیار ات کا اوسدن دور ہوا پھر زبیدہ سے پوچھا اوسن سے کیوں نکل لاقات ہو جاتی ہے

بلائی ہو یا خود بے طلب آتی ہو اس نے عرض کی یہ جلد دم تفریر لومڑی بھول گئی تھی وہ تھوڑے سے بال جیسے
 نکال کے دیگی ہو جب لومڑی اونکو آگ دکھاتی ہو وہ صادق الاقرار فی الفور آتی ہو خلیفہ نے فرمایا ہم اس کے بہت مشائخ
 قیامت نہ سمجھو تو اس وقت بلاؤ بلکہ جو اسکی صورت دکھاؤ وہ بولی لومڑی حکام بجالاتی ہو بختم زدن وہ برسی آتی ہو ہنوز مجھ سے
 کی زور تھی تھی شفق صبح کی سرخی کنارہ سپرنگوں نمایاں ہوئی سیاہی شب زریز میں پہان ہوئی شعلہ آفتاب نے
 افق مغرب سے نکل کے عالم کو روشن کیا انجمن انجمن نے شمع ماہ گل کر کے چادر شرم سے منہ چھپالیا شہزاد نے بان بند
 کی شاہ والا جاہ نے دیوان غلام کی راہ لی تمام دن مشغلہ نظم سلطنت میں گذرا کوئی ملزم برسی کوئی سزا کا نرا اور ہوا
 جب شاہ خاور نے سیر عالم سے سیر ہو کے برج مغرب میں قدم رکھا اور خاتون ماہ نے ایوان سپر اطلسی کو مستارونگی
 گلکاری سے چمکادیا شاہ آسمان جاگتی پناہ نے خانہ عشرت میں آ کے شہزاد سے ارشاد کیا تو بچے نے
 خلیفہ کے روبرو کیونکر جلوہ دیا شہزاد بعد عاوشنا عرض ہرا ہوئی کہ زبیدہ نے پرے کے بال انگلیٹیجی کے سامنے
 کیے تھے کہ فوراً مکان میں زلزلے کے آثار پیدا ہوئے مگر نہ چھت ٹوٹی نہ زمین بھٹی برسی کے حاضر ہو گئی آؤں نال انہم
 نے لباس فاخرہ جو بشر کی نظر سے نہ گذرا ہو پہنا تھا اس سے پاؤں تک الماس ہر دیا قوت کا کہنا تھا تو بے سرحبکا کے
 جو بچن کھلے خلیفہ کو سلام کیا پھر یہ کلام کیا حسب طلب حضور بے دور سے آئی ہوں فرمان سلطان فی شان بجالاتی
 ہوں خلیفہ صورت زیبابت کا سلیقہ دیکھ کے بہت محفوظ ہوا اپنے قریب بٹھایا غرت و توقیر کی خوش بانی سے
 تقریر کی جنکو تم نے کیتان بنایا ہو ممکن ہو کہ وہ پھر انسان ہوں ہم پرتھارے احسان ہوں دوسرا یہ مقدمہ ہر ایک
 شخص نے سیر سے زمانے میں میں نے ار خلافت میں یہ ظلم کیا اپنی زوجہ بیگناہ کا بدن داغدار فکار کر کے گھر سے نکالیا
 مجھ کو اسکا مال بدرجہ کمال ہو شہنشاہ حقیقی کے باز پرس کا خیال ہو برسی نے جواب دیا اگر مرضی مبارک یہی ہو تو اونکو بھوت
 اصلی اسی ان بنا دوں گی اور اس مہر کے دو خون کا نشان بالکل مٹاؤں گی خلیفہ نے زبیدہ سے فرمایا کیتان بھی نکالو
 دینہ لگاؤ اس نے اپنی بہن جھانی کو بھیجا اس نے دونوں کو لاکے حاضر کیا برسی نے پانی مانگا آہستہ آہستہ اوپر کھجور
 کیسی سمجھ میں آیا کیا کہا پھر اس پانی نے مثل آٹنی سے کہ تجیات تھا کیتو نکو دھلوا یا سحر کا اثر دور ہو انسان کا جا
 پایا آئینہ کے داغ ہاتھ پیر کے دور کے غیرت بلور کے خلیفہ اس عجا کو دیکھ کے تعجب ہوئے اور سب سکتے کے
 عالم میں تھے کیتو نکی صورت دیکھ کر وہاں روز بصد کردو فریاس مشرق سے نکل کے صحرا ی زرد فام میں گر کر ہم

اس طرح کو کہ نام نلی میں بل چٹھی گاؤں اور گائیڈر جھکی میں تحت الشری سے نکل بڑی زمین مشرق کلنار کے دہن میں
شفق صبح نمودار کی خبر سحر عام ہوئی شہزادے نے کہہ سکیں کہ طرح خوشی اختیار کی دنیا زاد نے بڑا خوش کھیت سر پہ لیا
داستان پر تکرار کی شہزادے نے قطع گفتار کی شہر بارہنہر ہمیشہ بے اندیشہ عیش منزل سے روانہ ہوا اور اہل عیادت خانہ ہوا
وہاں سے سرگرداے اریکہ عدالت رونق بخش معرکہ انصاف ہوا بدعت و ظلم کی کدورت سے چہرہ عالم صاف ہوا
خواں اشیا طین گنگ نصال ندی بھیگی تابی بنگے غافلہ عدالت سے ہر طرف دیکھنے لگی حسرت و مجالس سے بیہودہ کہنے لگی
اس عرصہ میں کہ دونوں نے گرگت کیچھ پتہ رنگ بدلا سپیدی کا سیاہی سے ڈھنگ بدلا بیدار تھو کہو خوب نصیحت
گمراہ مشقت سے فکر آرام کی ہوئی تیرگی یکسر چھا گئی روشنی نے منہ پھیرا دھوم بصد ہتاشام کی ہوئی شہر بارہنہ
شہزادے سے بانی کا اثر پوچھا وہ بولی قربان جاؤں کیتو نکا قالب بدلا انسان کا جامہ ملا امینہ کے دغون کا
نشان ہا چاند سا جسم ہو گیا پر سی نے خلیفہ سے کہا چھوٹا صاحبزادہ امین اسکے دغون کا بانی ہجریہ اونا اسکے ظلم کی
نشانی ہو یاد شاہ نے فوراً امین کو طلب کر کے جھٹم غضب دیکھا اور ارشاد کیا تو سخت ظالم نکلا پہلا قصہ ہوسزا سے
محفوظ ہا اگر آئیدہ امین کت ظلم پائیگی سزا سے نجات ہاتھ نہ آئیگی سزا سے نجات ہوا قاضی کو طلب کر کے نکاح کر دیا
اور تباکہ یہ کہما کہ خبر دار سچ کے بدلے رحمت دینا دھم کھان سے قصہ و فساد کا نام نہ لینا اگر کچھ گوش و کوئی امر
وہی ہو گا فوراً مور و عقاب شاہی ہو گا وہ بہت اغزاز سے امینہ کو لیکیا ہم صحبت کیا اور مخلون سے زیادہ تر تہذیب ازبیدہ
خلیفہ بائیل ہو چکا تھا ابرو کی شمشیر مٹھ کے تیر سے دل و جگر گھائل ہو چکا تھا بہت دھوم سے اپنے عقد میں آیا تصنی
اور زبیدہ کی دونوں بہنوئی کا تینوں قلندر و نکلح پڑھوایا ان جلسوں میں پر سی کی خوب ممانداری ہوئی اسکے تہذیب
خصت ٹھہری ملن جانے کی تیاری ہوئی توہ شاہزادے قلندر خلیفہ کے مشیر ہونے سے ہم پہلوے وزیر ہو
بہت رحمت و آرام سے سہے متفر و ملن کے نام سے بہت رات باقی تھی شہر بارہنہ نے دنیا زاد کو سکھایا
کہ تو کہ اور کوئی قصہ مختصر سا کہو جتنا کہ بیان وے ہے ہوا اتنی رات دھچپی سے بسر ہو
قصہ ہند بادشاہ و مزدور کا اور سند بادشاہ و مزدور کا ہند بادشاہ کا پشتارا
روازہ پر چھوڑ کے سامنے جانا سند بادشاہ کا رحم کھا کے مجھ دینا پناہ حال سنانا
شہزادے نے کہا حضور خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں ایک مزدور تھا ویا ننت وارڈی شوہر تھا نام و کا

اونکی شراکت میں جا بجا کی خریداری کا اسباب مول لیا جہاز پر سوار ہو لنگر و ٹھاڈیا راہ میں ایک جزیرہ ملا۔
 باغ سے زیادہ بہار نظر آئی طبیعت سیر پر بھر بھرائی اور تراجندہ مسافر و نگو ساتھ لیا وہ تو یہ وہ کھا کے حویں کھا
 لگے تینے لب چشمہ کمانا جو کھا یا اب سرد شیرین پیانینڈ کے مجھو نکلے آنے لگے ایک گوشہ میں لیٹے ایسا غافل
 سویا کہ جہاز کو کھویا سب تو سوار ہو روانہ ہوئے ہم تنہا سہام غفلت کے نشانہ ہوئے اگلے جو کھلی بجز آسمان
 یا دریا کے کچھ نظر نہ آیا تھا تقدیر نے پھر کسی بلا میں پھنسا یا مجبو ایک زخمت بہت بلند تھا اوپر چڑھ کے چار
 دیکھنے لگا ایک برج سفید چمکتا نظر پڑا اس سمت ہل نکلا جب اوسکے پاس ماختہ حویں ہو چکا ایک جزیرہ در سفید
 دیوارہ رد کھی جب اوپر ماختہ لگانا تھا چلنا اسقدر تھا کہ پھسل جاتا تھا اب غروب آفتاب کا وقت قریب ہوا
 اندھی کلسنا کانہیں آیا اور جانور عجیب شکل مہیب نظر پڑا اکثر سیا جان ویا تجربہ کار سے سنا تھا کہ اس فوج میں
 رخ جانور رہتا ہوی تھا جسکو میں برج سمجھا تھا یہ اوسکا انداز تھا وہ آکے اوپر بیٹھا میں آمادہ مرگ تو تھا اوسکے
 پاؤں سے لپٹا کہ بھکویہ اوڑکے کہ میں جائیگا تم بھی وہاں ہو چو گے جو قسمت میں ہو دیکھو گے بشرطیکہ اسکا پاؤں
 ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے یا اور کوئی آفت نہ آئے دم سحر وہ جانور اڑا ایک پہاڑ کے دہن میں دتر میں اوس
 جدا ہوا وہ ایک ازور منہ میں دبا ہوا ہوا وہاں جا بجا الماس یا قوت کے بڑے بڑے ٹکڑے نظر آئے او
 ازور بہ کثرت سے پائے جانے خوف سے چھپتا ہوا ہر طرف جاتا تھا راہ نہ پاتا تھا پھر پہاڑ کی چوٹی سے
 گوشت کے ٹکڑے گرنے لگے ہم حشیون کی طرح چار طرف پھرنے لگے دفعہ یاد آیا سودا گروں نے بیان کیا تھا
 کہ پہاڑ کے نیچے پیرے ویا قوت کی کان ہنسی شکل وہاں گذر انسان ہو لیکن اکثر تاجر پہاڑ پر جاکے گوشت
 گراتے ہیں گد اپنے بچوں کے لیے اوٹھالاتے ہیں پھر وہ سودا گروں جمع ہو کے شور و غل مچاتے ہیں گد بجا
 جاتے ہیں گوشت کے ٹکڑوں کو یہ دیکھتے ہیں کسی میں اگر میرا لپٹ گیا تو وہ پاتے ہیں لاکھوں کمال ہاتھ
 آتا ہوا مال ہو جاتے ہیں میرے پاس چرمی تھیلا تھا نا درنا در بڑے بڑے الماس چنگے اوس میں بھرے
 پھر کئی ٹکڑے گوشت کے اپنے جسم سے لپیٹا اور خاموش لیٹ رہا دفعہ ایک زبردست پہاڑی گد آیا
 مجھ کو نیچے میں دابک پہاڑ پر لایا سودا گروں کے گد تو اڑ گیا میں گوشت کے ٹکڑے سے نکلا وہ سب حال
 پوچھنے لگے میں نے بیان کیا القصہ اون سب کے ہمراہ صبح و سالم ابتدا میں ہو چکا جا کی سلامتی میں است کثیر کا مالک

بیان مہمانسرا تعمیر کی کنوین اہ میں ہونے کے محتاج غریبا خانہ نشین فقرا کو بہت دیا تاکہ احتیاج اونکے پاس نہ آئے دولت خداداد جو ملی تو سفر آخرت کے زرادراہ کی تبریر کی سندباد جب یہ حکایت تمام کر چکے تو صندوق سے سو ریاں نکال کے ہندباد کو ویسے پھر صبح کے آنے کا وعدہ لیا نصحت کیا تیسرے دن ہندباد پہنچا پہلے اکل و شرب کا چرچا ہوا بعد سندباد نے اپنے تیسرے سفر کا حال بیان کرنا شروع کیا

سندباد کے تیسرے سفر کا بیان ہر نئے طرز کی داستان ہے آدم خورون میں گرفتار ہو جانا نانا و بنا کے رہانی پانا بعد خرابی خوب نقد و جنس لیکے گھر آنا

کہا مال دولت جو اہرات کی کثرت عیش و طرب کی فرحت سے سفر کی ایذا بالکل بھولا پھر وہی گل بھولا سبب کا اسباب عمدہ مال لیکے بانسے کا غم کیا وہاں سے تاجروں کی شرکت میں جہاز پر ہوا جس جزیرے میں گذر ہوتا سبب مجکو نفع بیشتر ہوتا لیکن ہوا جو رگروں سے جہاز ہمارا طوفانی ہوا کہ کبان جہاز کو خوف سے حرم دانہ پانی ہوا پھر تھے پھر تھے ایک جزیرہ نظر آیا سجدہ شکر کو سبب بھولا گیا جسے بھولا تھے کہ جہاز کا کپتان روتا ہوا آیا سبکو سنا یا کہ خلقت وحشی کا یہ جزیرہ ہے مردم خور سی اونکا وتیرہ ہوا انکے تمام جسم پر سرخ بال بچ کی کھال ہے اونکا گوشت کاٹنا تلوار و تبر سے محال ہے یہ جہاز کے لنگر ہو جاتے ہیں بجا کس نامکس ہوتا ہے یہ بڑا جنجال ہے مقابلہ اوفسے عمیر ہی مجمع کثیر ہے ہنوز یہ ذکر تمام ہوا تھا کہ وہ نمود ہوسے ہنوز ہوا گز کا قد قوم کے بدار صد دیا میں کو دے ایک آن میں جہاز کے پاس پہنچے چار طرف گھیرا لنگر کاٹا پان اوتار میں کنارے کی طرف پھیرا دیو نکو جہاز سے زمین پر اوتارا مال اسباب کا پشتارا بانڈھ کندھے پر رکھا بکریوں کی صورت ہانک لیچلے مکان وسیع عالی شان دیوارین بلند تھیں سبکو اوسمیں بند کیا وہاں چرخ بزدلے نے نہی آفت دکھائی آدمیوں کی ہڈیوں کے ڈھیر سے منڈھ بھیر ہوا سچے کباب لگانے کے بھون کے کھانے کے دھرے تھے کھوپریوں سے دالان بھرے تھے ہلکویہ دیکھ کے غش آگیا قریب شام خود بخود ایک کمرہ کھلا اندر سے سیاہ اندام نطفہ حرام منڈھ گھوڑے کا قد تار کے برابر ایک آنکھ انکارے کی صورت دکھتی کھوپڑی کے اوپر آنت نہیں سے باہر نکلے بہت بدقوراجستی کر یہ نظر پٹ جیسے غبارا

جنگلی گراہیلنگ گوش ثانیوں کے ہوا خواہ رنگ قیر بہت سیاہ دیکھتے ہی سبکے ہوش حواس اور گئے موت کو قریب سمجھے پہلے میرے پاس منع سناس آیا خوف سے دہل گیا جب اوسنے ہاتھ بڑھایا منہ سے کچھ نہ بولا گوشت کو ٹٹوا جیسے قصائی بھیرا بلکری کو دیکھتا ہوں میں سب میں لاغر مشمت استخوان تھا اور اوسکو دیکھ کر نیم جان تھا پھر اور ونگو سی طرح دیکھا ہمارا کاپتان موٹا تازہ تھا اوسکو اٹھایا ڈھیر سے سنج لایا اوسپر کبانٹے چڑھایا آگ سلگانی جون گوشت تو فوج فوج کے کھایا ہڈیوں کو انبار میں ملایا سوراہا صبیحہ وہ وہی صدا جگمگ رہی اور ہم لوگ بہت تھے وہ تھا تھا الاہر اس سے کسی کا ہوش بجا تھا رہائی کی تہذیب کسی کے ذہن میں چھو نہ جاتی تھی عقل خوف سے تھرتی تھی دوسرے روز قریب شام وہ خون آشام آیا بدستور اول دوسرے لیکو کباب لگا کے کھایا شکر باوجود تشنہ باہم مشورہ ہوا کہ دریا سے زخار کے کنارے تختے و لکڑیوں کا انبار ہوا ونگو باندہ کے مختصر سنیوں بنا دو دو چار چار آدمی بیٹھے کھولے و اگر سخت مددگار ہوگا تو پیرا ہا ہوگا چند ملاح اور خلاصی بھی ہمارے ساتھ بند تھے اونکو بہت پسند ہوا وہ بدبخت غافل ہوتا تھا اوسکی ہلاکت کا یہ طریقہ تجویز کیا اگر بہت سا لگا کے وہ سچین خوب لالہ دین آدھوں نے باہم اوسکی آنکھ میں تہی قوت اور ادرین دیدہ مغز کھالیتا ہوا نکل آیا وہ دروسے ایسا چلا یا کہ سبکے کان کر ہوے لیکن سچے گھٹین بھڑکے حلق کے اندر ہوے جس طرف وہ ہاتھ بڑھاتا تھا ہمارا غول اوس غول کے دست ظلم سے بچ جاتا تھا جب سیکونہ پایا شور کرتا باہر نکل گیا ہم لوگ دوڑ کے دریا کے کنارے پہنچے ملاحوں کی مدد سے تختے جمع کر کے ناو کی شکل سے تیار کیا اور اوسپر سوار ہو کے جبل نکلے اس اثنا میں مہر جانا تب شمشیر شعاعی ہاتھ میں لیکے گوشہ مشرق سے نکلا صبح کا بغلغہ بلند ہوا شہزادہ سہم کے خاموش ہوئی شہزادے نے تنگناہ کی آہ فی ظالموں کی فریاد سنی اور دی ظالموں کی جان پر بہی حاجت مند ونگی کشتی امیر ساحل آرزو سے ہلکار ہوئی ظالم عسرت سے نجات ملی تمام دن عدل انصاف کا مشعلہ ہا خدا خدا کر کے دن تمام ہوا ستیاح فلک نے حجہ مغز کا رخ کیا تیرگی شب نے ونگی روشنی کو چھپایا بادشاہ محل میں داخل ہوا بعد اکل و شرب بہ راحت پر مائل ہوا جب ٹھوڑی ات رہی نیند سے آنکھ کھلی شہزادے سے فرمایا کہ اون بیچاروں نے صید کے ماروں پر کیا گذری کشتی حیات گرداب بحر قضا سے محفوظ رہی یا غرق آئے ہوں وہ گویا ہوئی سندباد کہتا ہے کہ ہم لوگ اوس بیڑے پر سوار ہو کے چلے تھے کہ غل و شور کی صدا کان میں آئی پھر کے دیکھا تو وہ لوگ جو ہلو گرفتار کر کے ایگئے تھے دوڑے آئے ہیں اور اپنی زبان میں شور مچاتے ہیں

یہاں گہرے پانی میں بڑا بیونچ گیا تھا اسوجہ وہ پاس تو نہ آئے مگر بڑے بڑے پتھر لگائے جسبہ پتھر پڑا وہ سکو بایا فقط
 ہمارا تختہ چوڑی و ضخیم درختی بیونچ گیا جب دور نکلتے ہی پتھر کے کونوں کو سر جھکائے گئی دن کے بعد دوسرے جزیرے میں دو دو
 ترقے بتھے پھر ترقے ہوئے وہاں بیوہ دار و زخمت بہت تھے یہاں کسی دن تک بیوہ کے خوب کہا کے سیر ہوئے شکر
 وہیں پڑے پھر اس گزری سناٹا کی صد آئی طبیعت گہرائی لگائی کہ ایک درخت کا جیسے جنازہ قریب آیا وہ دو آدمی جو
 ساتھ تھے ایک کو منہ میں دبا یا ایک نے باز میں پر پتھر کے گھنٹوں پر پتھر لگایا تین بھاگ کے دور جا بھاگا کہ جب وہ چاہتا تھا
 بڑی کاٹھنا کانہیں ہو چکے دل گھبراتا تھا آہی ہم ورجا میں پتھر ہوئی دن کو جنگل کے بیونچ میں اوقات بسر ہوئی اسکی
 آدھی گھنٹہ پر تک الموت کا سامنا ہوا زخمت ایک سر بلند پسند آیا بوقت تمام و سپر چھپا ترقے فرط ضعف سے نہ جڑ سکا
 وہیں رہا رات کو وہ گور چاشتہ خور آیا اوس بیچارے کو دم سے کھینچ لیا چاہا کہ آرتھین ملحق ہو اکل سنی باری ہر
 کیا تری تقدیر ہماری ہی دیکھیں جو چاہا اس جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر و دن رات کا یہ درد دوسرے دریا سے شور میں چلے
 ڈوبے و دستہ جان و کنارے پر آیا دریا میں در آنے کا قصد کیا پھر جرت پروردگار جوش میں آیا ہماز نظر پڑا
 زور سے چلانے غل مچانے لگا چند ملاح ہنسوی و ڈرا کے سیر پاس لائے ہماز پر لیکھے مچکوندہ دیکھ کے سب
 حیران ہوئے پوچھا اس وقت پر بلا میں کھر کے زلیت کیوں کر سامان ہوئے بھگتے زبان بند تھی کھانا جب
 کھلایا تو میرے حواس درست ہو اپنا سال سنایا اوس وقت سے مچکوندہ پچا ناگپتان کہاں لیکھے سباب جس قدر تھا
 ہاتھ آیا سپلٹ کے جزیرے میں ہوئے وہاں صندل کی لکڑی بہت ملتی ہو سبابت بدل لی ہر گھنٹے کی
 خریدین جہاز پر باکین ہاں سے چلے راہ میں لونگ الاچی کے جزیرے سے داچینی عمدہ ہاتھ لگی ایک تپ پتھر کا
 گز کے گچھوے دیکھے مچھلیاں مختلف رنگ عجیب ٹھنک کی نظر پڑیں گاسے کی طرح دو دو تھیں تیسب چھ
 دیکھتے بھالے مصیبت کے دن مالتے بانسے میں وارد ہوئے زند و زمین شمار ہوا سفر تمام کیا وہاں سے بغداد جانے
 کا امر انجام کیا وطن مالوف کا جمال نظر آیا خدا نے یہ دن دکھایا یا اراں قدیم خیر کے جمع ہوئے حالات سفر
 پوچھے جو جو مصائب گزرے تھے میں بیان کئے وہ سنکے حیران ہو حسان کیا ہزار ہا ریاں نفع میں ملے تھے اس سفر کا جمع خرچ
 نفع ہی میں کیا نہ کھائے تین آباوہاں کو کچھ لایا وہ گھانے میں پایا پتھر سو یاں ہنبا کو دیکھے صبح کے آنے پہنچا دیا جبرائیل
 ہوا وہ سفر سنا دیا اور لوگ آئے کھانے عمدہ و نیکھ لائے جب اکل و شرب سے زخمت ہوئی سندباد اپنے چوتھے سفر کی داستان شروع کیا

بند باد ساکن بند تھا ایک روز گرمی کی فصل ہوا کی حرارت آدھو نکاجی جلاتی تھی تو ان کی لپٹ بدنین لپٹ کے آگ لگاتی تھی زمین مثل کورہ آہنگان تھی تھی دم رفتار تلو سے بھنتے تھے سرطان دریا کو گندہک کی کان سمجھ کے کنارے پر سرد ہنستے تھے فلتات کا دل و جگر کباب تھا سواتیز سے پرفتاب تھا ہند باد کے سر پر بوجھ بھاری تھا ہر قدم چلنے سے نارمی تھا وہی مال میں ایک کوچہ سے اسکا گزر ہوا عجیب لطیف پیش نظر ہوا ہتھک اوس کوچہ کا دکھا تھا کلاب کیوڑا بید مشک کا سب چہر کاو تھا تھنڈی تھنڈی ہوا معطر کوچہ اوس دل جلے نے جو پایا سا منے دروازہ عالی شان نظر آیا دم لینے کو وہاں سر کا بوجھ اوتر وایا پستار جو سر سے اوتر کان مین گانے کی صدا آتی کان لگا کے سنے لگا تھرنے کی تیکیب تھرائی جو تھو نکا ہوا کا آیتا تندر و تیز تھا عطر بیز فتنہ انگیز تھا زور سمجھا تھرنے یہ گھر معطر کسی زیریا میر کا از بیان کیا محل تاخیر کا ہر وہ جو ملازم چکے عمدہ پوشاک پہنے بائین دہنے کھڑے تھے اونسے پوچھا حضرت سلامت یہ دولتسر اس لاشان کا ہر نام مبارک کیا مالک مکان کا ہر وہ بولے تو شاہ رسا کن بغداد زمین حکایت بند باد تھے یا زمین تھانی یہ سب بناے سندا دہر لقب اسکا جازمی ہو سفر دریا سے مالدار ہوا دنیا کے سماں سب نے نیازی ہر مزدور نے سنے مجھت حرمت آسمان کو دیکھو یاواز بلند کہا اسی حکم اچا کین مالک آسمان فرمیں ہندا ورسند کا وزن ایک ہر ملکا و کا طالع نیک ہر عیش کرتا ہر حجت و آرام ہر میر انجنت نافر جام ہر جمالی صبح و شام ہر یہ صدا سندا باد کے کان مین گئی خد شکار سے کہا اسکو بیان لا اوس آ کے مزدور کا ہاتھ بکڑا کہا اگو کیوں خدا کے سامنے نالہ و فریاد کرتا ہر چل صاحب مکان تجکو یاد کرتا ہر مزدور بد جو اس ہو گیا کہ سندا ہر میرا باتوں سے برہم ہوا یہ کلہ میرے حق میں ہم ہوا حیلہ سے کہا بھائی بوجھ میرا سراہ پڑا ہر تھما چھوڑنے میں خوف بڑا ہر اوس نے کہا جتنے یہاں حاجب رباں ہیں اسکے حافظ و نگہبان ہیں ڈرانجا چپکا چلا آ آخر کار مزدور مجھو بند گیا کہہ رفیع الشان پرستان کا سامان شیشہ آلات سے چکلتا دستار خوان و وسیع بچھا در حطر حکے کھانے و ناک نعمت روبرو دھرے جو قاب و کچی بلاؤ سے چوٹی دار بھری خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا سب ہوا کا چھو آتا تھا آدمی کیاوشتے کی دیکھ کے رال ٹپکی رغبت کا دل بھیل جا پٹ اگر بھرا بھی ہو مگر دیکھنے سے جو ک کب آئے گرد جو اتان خوشرو پہلو بہ پہلو بیچ میں ایک شخص مسن باریش سفید کجیہ دراز مغز متاز چپ دست غلام ترین کمر باشمشیر و خنجر مزدنیام خد شکار محمول کس رانی میں شغول کسی کے ہاتھ میں و مال کسی کے پاس

لکھا نیکے اہتمام میں وان دو ان ہندباد نے بہت جھک کے سلام کیا سندباد نے جواب دیکے برابر بٹھالیا اسکی گفت
 کا عدم لیاقت کا کچھ خیال کیا اپنے ہاتھ سے تحفہ کھانے اسکے روبرو رکھے بڑے لطف سے کھلایا بعد فرغ
 جلسہ طعام پر ستور عرب پوچھا یا خدی ما اسمک بھائی مختار کیا نام ہو کس محلہ میں قیام ہو اسنے جواب دیا محتاج کو
 ہندباد سب کہتے ہیں اہل وعیال سی شہر میں ہتے ہیں سندباد نے کہا مختار سے آنے سے بہت فرحت ہوئی
 دلو سرور ہی چند کلمے سر راہ جو تم سے کہے تھے اعادہ او کا منظور ہو ہندباد نے اس جاہ و ثروت پر یہ خلق و مرو
 جو دیکھا نہایت نام ہو کہا کثرت حرارت سے دماغ کو منتشر تھا اگر خلاف مزاج کچھ سنا ہو عفو کا امیدوار
 ہوں تخت شرمسار ہوں سندباد نے کہا معاذ اللہ منظور ان مقام نہیں بلکہ مختار سے حال پر افسوس ہو اگر
 تم یہ سمجھے ہو کہ اسنے گھر بیٹھے دولت پائی ہو بے مشقت ہاتھ آئی ہو تو بیجا ہو بیٹھے ترمی خشکی میں اینداوٹھائی ہو
 جان جو کون کبم ہو پوچھائی ہو پھر اہل محفل سے کہا صاحبو سالما سے دراز کے سفر میں پرخطر رہو نیکے گذشتہ
 جانکے ضرر سے یہ نفع ہو اسات بار سفر دریا سے بیکار کیا بڑی بڑی آفتونین مبتلا ہو کیا کہوں کیا کیا
 ہو اگر ناگوار طبع ہو تو سب کہانی سناؤن کہ میری کیفیت مفصل ظاہر ہو پھر شخص ماہر ہو پھر تازہ بونگہ کا دروازہ پر
 جو بار ہو ہندباد سے پوچھو جس جا کے ہو پچاسکے رسید لا دو یہ بار تو اسکے سر سے ٹالا اپنا قصہ نہ نکالا

سندباد کا بیان ترمی خشکی کی داستان کی سوارسی لہ کی تباہی خواری پھر انجام خیر ہو جان و دولت پانا

مجھے ترکہ پوری سے جو دولت ہاتھ آئی عیاشی میں اندھے کی طرح اوڑائی اٹھارو سو وقت کھلی جب سب کو
 تکلیف دینداوٹھائی حماقت پر خوب رویا نہیں ماندہ جو کچھ باقی تھا بیچکر روپیہ ہم پوچھا یا تاجران بحری
 کے پاس بے ہرہ آیا اسنے بعد تاسف اطمینان خاطر کیا جو فرمایا وہ اسباب لیکے اونکے ہمراہ بند
 بانسے کو چلا پہلے تو نئے نئے مرض میں گرفتار ہو ابار سے صحت پائی بخیر انجام کار ہوا راہ میں جو جزیرہ
 ملا وہاں ٹھہرے کچھ اسباب بیچا کچھ برلا آگے بڑھے اور جزیرہ سر سبز شاو اب نظر آیا جہاز کو کپتان
 لنگر کیا سب کہا جسکا جی چاہے اسکی میر دیکھ آئے بیٹھے بیٹھے سب گھبراوٹھے ٹھے رفع ضرورت کا
 سامان لیکے چند آدمی ماہر اور سے زمین سبز ہزار پر پونچے دفعہ او سے حرکت کی اہل جہاز زلزلہ سمجھے چلا

کہ جلد بھاگو اس آواز سے سب کو انتشار ہوا خلاصہ یہ جسکو جزیرہ خیال کیا تھا وہ مچھلی کی مچھلی تھی یا بہت کچھ
 معلوم نہ ہوئی غرض تیز رفتار تو جہاز پر پہنچے ہم سے دست بخت رہ گئے مچھلی نے کروٹ لی ہم دریا میں گئے
 بنے لگے تو چونکہ صد محسنے لگے جہاز روانہ ہوا باد مراد پائی ہم غوطے کھانے لگے موت قریب آئی کوئی
 ڈوب گیا کسیکو دریائی جانوروں نے کھالیا لکڑی زیت باقی تھی دریا کے دل میں ایسی لہرائی پر گاہ
 کی طرح مجھ کو کنارے پر پھینکا یا دفعہ ملاح سفینہ گردون زورق زرین کا بجز حضر میں لنگراوٹھایا منہ سونی
 زرا ندو دھرانور کی بادبان شعاعی سے کھینچنے ساحل سا پر نمود کی شہزاد نے گرداب محوشی میں غوطہ کھایا
 موقوف گفت شنود کی نیازاد چار موجدہ عم کی آشنا ہوئی لظہ الم کی مبتلا ہوئی شہزیار دریادول عمان
 جو دو و سخاسریرا ہوا ڈوبتے ہوئے افلاس کے بچے جینے کا سہارا ہوا دنیائے دنی مغرور کی دوزگی شہزاد
 ہر شخص مجبور ہو دفعہ ہواے ظلمت نے تیرہ و تندرہ کے مشعل خورشید کو بھجا یا نارغ شب فرصت با کے
 آشیانہ سے نکل آیا دنگی روشنی ایک چھینے میں برگی سیاہی باقی رہ گئی خلقت نے مہلت پائی شہزیار
 پلنگ پر استراحت فرمائی دو ایک کروٹ بدل کے شہزاد سے ارشاد ہوا کہ وہ ساحل ناکامی پر جو پہنچا وہ
 کونسا ستم انجام دہوا اوس نے عرض کی کچھ دیر جینے سے سیز جیس حرکت پڑا ہوا اوس دست ہوئے تو جو ک
 نے بیتاب کیا گزرا پڑتا آگے بڑھا طالع گریشہ سپدھا ہوا چشمہ سرد و شیرین درخت میوہ کے پھل نکلین
 نظر آئے بر سر زمین بھی اچھے کچھ ٹرے تھے یہاں آنکھوں پر جو ک کے پڑے پڑے تھے دیکھے نہ جالے
 منہ میں ڈالے خوب کھا کے پانی پیا بھوک پاس سے مہلت پائی جسم میں جان آئی اعضا میں تاب تو ان
 آئی ہر طرف دکھینا تھا گھوڑا نظر آیا و لگو بھجایا کہ گھوڑا ہر تو آدمی بھی ضرور ہو گا دفعہ تہ خانے سے ایک شخص نمود
 ہوا اوس شہزیار حال پوچھا پتے اپنا حال رنج و ملال و درد کے جو سنایا اوسکو رحم آیا کہتا بیان کے راجہ رئیس میں تم
 اونکے ساتیس ہیں ہر سال گھوڑیاں لیکے بیان آتے ہیں دریائی گھوڑوں کے بیج لیجاتے ہیں بچہ جو ہوا
 خاصہ کہتے ہیں وہی مہاراج کی سواری میں رہتے ہیں آج ہننے فرصت پائی ہر دم سحر یا نئے جانکی ٹھرائی کر
 میں بھی ہمراہ اونکے روانہ ہوا شہزیار میں پہنچا وہی مجبور راجہ کے سامنے لیکنے رئیس نہایت خلیق ذمی مروت
 تھا میرا حال سنکے تا سنف کیا کلاہ پر داز و نکو بتا کہ حکم دیا کہ ہمان غریب ہر حکایت اسکی عجیب ہر مسافر پروری

منظور ہی احتیاط اسکی ضرور ہو چکا تجارت کا مزاج تھا وہاں کے سوداگروں سے ملاقات کی وار و صادر کی تلاش
 رہی تھا راج کے قبضے میں ایک جزیرہ تھا شام و حضرت سارہ کی صد آتی تھی سب وہ آواز سنکے حیران تھے سمجھ نہ سکی
 تھی ایک دن لنگر گاہ پر میں جا نکلا اسی وقت جہاز بھی آیا تو اگر اپنا مال اوتارنے لگے ایک بقیچہ پر مینے
 اپنا نام و نشان پایا چنانکہ یہ وہ ہی بانسے میں جو مال جہاز پر بار کیا تھا کپتان کے پاس جانکے اوسکا
 حال پوچھا اوس نے جواب دیا سندباد سوداگر سا کن بغداد ہمارے جہاز پر بانسے میں سوار ہوا تھا
 یہ مال اوسکا ہوا ہے وہ ڈوب گیا اوسکو بچے بغداد ہم جانینگے جو کوئی وارث اوسکا ہو گا وہی اوسکو
 پہنچائینگے تینے کہا جو ڈوبا تھا وہ میں ہوں یہ سنکے اور سوداگر دوڑے سب نے بچا ناکپتان کو اہی دی
 اوسنے جینہ سب مال مجھ کو سپرد کیا اجرت دینے لگا اوسکو بھی لیا پھر مینے اسباب عمدہ نادر چھانت کے
 بطریق نذر راجہ صاحب کے پیشکش کیا جو تھی قبول کر کے قیمت بہت زیادہ مجھ کو دیا تینے وہاں اپنا مال
 بڑی قیمت سے بچا اور وہاں سے صندل کا فور مرچ سیاہ و سفید و لونگ الایچی آمونس خرید کے اوسی قدیم جہاز
 پر بار کیا بغداد کا راستہ لیا جہاز نے باد مراد پائی جلد پہنچا گھر آگئے ہی کھاتا جو ملایا لاکھ مال کا صرف
 کے علاوہ اوس سفر میں نفع ہوا مکان مرتفع بلند ایوانات و لہند بنا کیے ٹونڈی غلام پر نی پیکر کلفام
 مول لیے یہ دوستان تمام کر کے ناچ دیکھا گانا سنا نصف شب کو جلسہ تمام ہوا ہر ایک خست ہونے
 لگا سو ریاں صندون سے نکال کے ہند باد کو دیے صبح کو بچر آئے کا وعدہ لیا ہند باد نے اتنے ریاں
 تمام عمر پانے کا تو کیا ذکر بوجہ میں بھی نہ اٹھائے تھے خوش خرم گھر آیا سب کو یہ ماجرا سنا یاد دوسرے روز
 کپڑے بدل کے وقت محمود پر وہاں حاضر ہوا سندباد دیکھ کے خوش ہو گیا تعظیم کر کے بٹھایا وقت
 خاویں و ستار جوان بچھا یا ہند باد کو اپنے تھے سنا لطف سے کھانا کھلایا کل و نیت سے فحبت ہوئی دوسرے سفر کی داستان بیان شروع کی

دوسرا سفر سندباد کا جہاز کی تباہی کا رخ کے وسیلے سے پہاڑ پہنچا وہاں اہر تاپنا مال لال کے گھر آنا

چندے صوبت مغسے یہ غم رہا گھر سے باہر نجانے اللہ نے بہت کچھ دیا ہر گھر میں بیٹھ کے چین سے
 کھائے جب زیادہ دن گذرے بیٹھے بیٹھے جمی گھبرا یا پھر سفر کا ڈول بٹھرایا جو سوداگری ہی اعتبار دوستان

چوتھا سفر اوس فی خیرہ اندوز دولت کا آنا طوفان سخت کا جہاز کا ڈوبنا سندباد کا تھکنے تک
سہارے سے بنا بصد خرابی ساحل پہ پہنچا رنگیان مردم خور کا گرفتار کر کے لیجانا حسب اتفاق
اوقوعم خوشخوار کے ہاتھ سے رہائی پانا دوسرے جزیرے کی سائی جہان کی خلقت ننگی ٹیٹھکھٹور
پرسوار ہوتی تھی زمین لگام اور سب سر اجسام بنا کے دیا بہت کچھ لیا

خندے تو عیش و آرام میں اوقات بسر ہوئی پھر خواہش زمین تمنا سے سفر ہوئی اپنی بار بار س کاعزم ہوا کہ سونا
ہو جائے اس قدر چاندی ہم پہنچا ہے ہر قسم کا مال تجارت جہاز پر بار کر کے سوار ہوئے راتہ میں بڑے بڑے شہر
بندر سے خرید فروخت کرتے چلے تھوڑے عرصہ میں جزائر تیرافرا کے قریب پہنچے یکایک با مخالف کا جھونکا آنا خلا
گھلایا خلا صیون کو چاراپالین گروا دین سکون ہوشیار کیا طوفان کی آمد سے خبردار کیا ہر چند بڑے بڑی کوشش کی مگر
مطلب نہوئی بالین ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں باویان پرے پرے ہو کے ٹوٹ گئے لاکھوں کجی چھوٹ گئے
جہاز بر سر سینا آیا لپٹان کو خوف سے پسینا آیا جہاز کا پیندا یعنی نیچے کا تختہ بچت گیا مال اسباب یابی سو اگر کو
بٹ گیا جو کچھ جہاز میں تھا سب یا کے اندر ہوا کچھ آدمی تختوں کے سہارے سے بہتے ہاتھ غوطے کھاتے ایک
جزیرے میں جانے لگے ہر کھنکھنارے پر گور کے کنارے سے آگے جو کج بہت تھی جنگل کے برگ و بار ناچار چبانے
شام جو ہوئی ایک با بے دس پارے سے بھگو ہر طرف راہ کی جستجو میں تھے کہ چند بدبستی مثل دیسیاہ سترہ ملے ہکو کھجی کے
کلا کاربان مارین بہت خوش ہوئے اور بھیر بکرو کی صورت ایک طرف ہانکے گئے پانچ آدمی موٹے تازے چھا
کے جدا کیے کچھ ساک کسی کے پتے سامنے پھینک کے کھانے کا اشارہ کیا مجبور بنے کھانے وقفہ بیوش ہوئے
پشت زمین آئے پھر روعن ناخیل میں جانول پکائے موٹے ہونے کے لیے پیٹ بھر کر کھلائے زمین ہو چاہی بہت
انکو فرہار کے کسائینگے لاکھ چنڈے مہلت پائینگے اس جہ سے بقدر زسیت کھاتا و بلا ہوتا جانا آخر کار وہ پانچون
دم سخت ہوئے ہم لاغری کی بدولت بچ رہے ایک روز میں موقع پاس کے آنکھ بچا کے بھاگا بڑی دوڑ دھوکے
دوسرے جزیرے میں نکل گیا دریا شور کے کنارے پہنچا وہاں کچھ آدمی دیکھے وہاں بجا ہوئے سمجھا کہ بڑی بگا
جان بچی زمین حیات مضبوطی وہ عرب تھے زبان عربی میں میرا حال پوچھا پینے تمام بحال ہوا بون حال بیان کیا
وہ متعسف ہوئے مہج سیاہ چنتے تھے میں بھی شریک آج اب اونھوں نے خدمت پائی مجکو ہمراہ لیکے جہاز پر سوار ہوئے

اور اپنے شہر میں ہو چکے بادشاہ کے حضور محکوم لیکے وہ بڑے تہنہ کریم النفس اور سن خلیق صاحب شہ پندرہ وار تھا امور سلطنت میں کار گزار تھا میری مصیبت سنکے دل بھرا یا کلفت کالباس کچھ نقد عنایت فرمایا جلسہ بنایا بسکہ جزیرہ بہت بڑھا تجارت کا اسباب ہر جامی تھا اسوار اطراف و جوانب آتے تھے آہنا مال بیچنے سمجھکے گا اور شہر میں لیجاتے تھے تھوڑے دنوں میں ہانکے باشندوں کے ایسا رطبہ سو گویا میں ہمیں کارہنے والا اٹھایا ماجر اوہان نیا دیکھا فقیرے بادشاہ نے زمین گھوڑوں پر سب لگام وزیرین چڑھے پھرتے تھے کوننگی بیٹھے سے مجلس کر گرتے تھے مگر وہ ٹھنک چھوٹتا تھا رزور و و چار کا ہاتھ نہ ٹوٹتا تھا تینے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور گھوڑے پر زمین نہیں بندھو اتنے ساز براق پوزی مچی لگام نہیں لگاتے فرمایا ہمتو اسکے نام سے بھی آگاہ نہیں بیان اسکی رسم و راہ نہیں مینے ایک نجار کار لیکر جو بہت ہوشیار تھا بلوایا کاٹھی کی قطع بنا کے بنوائی پھرتے ہاتھ سے چڑھتا تھا زلفت کی تہ چڑھائی تو ہار سے وہانا رکابین بنوائیں ہتھ سے کاٹ کے لگائے گھوڑے کو اس سب سے سج کے روبرو لایا بادشاہ سلامت ہوا رہو بہت آرام پایا گھوڑے پر اختیار ہوا صلہ میں خلعت الغلام عطا کیا ارکان امرانے جو دیکھا پسند کیا ہر ایک طالب ہوا مینے کثرت سے یہ مسلمان بنوایا اس درعیہ سے زر کثیر پایا ہم اوس شہر میں کو بکوار سٹو مشہور ہو کر میرا آنے لگے ایک روز خلوت میں بادشاہ نے فرمایا مینے تیرے واسطے کچھ تجویز کیا ہر تو کہو بہت عزیز ہو بے ساختہ تجھ پر نجبت آئی جو ایک سہ پارہ کا خاندان عالی ہر شکل صورت عمدہ پائی ہر اوس عورت سے تیری شادی ٹھہرائی ہر مینے عرض کیا غلام فرمانبردار و حضرت کو اختیار ہوا قصہ وہ پری پیکرہ حسین بڑے حسین تھی نازک انعام نازنین تھی میرا عقداوس کردیا ایک سال فرحت و سرور اوقات گذری راحت میں دن آرام میں ات گذری ایسا الفت کامل چھو لایا دوپا بالکل چھو لایا ہمسایہ میں ایک نیک بخت رہتی تھی دنرات کی صحبت اوس سے بھی محکم و محبت ہو گئی وہ بیمار ہو کے فوت ہوئی محکومت سے سبج و الم ہوا اوسکے شوہر کو پر سادہ نے کیا کلمہ تعزیت کہ کہ اوسکی بیوی کی کہا بھائی لیز ناگزیر تو شہ تقدیر ہو چکو خدا سلامت رکھے دنیا مقام گذران ہر شخص پانچ دن کھان ہوا اوس نجواب یا بکو جا کر ٹھی کی ہمت ہر چہ شخصت ہو مینے کہا خیر ہی یہ جو تم نے فرمایا میری سمجھ میں نہ آیا اوس نے کہا یہ انکی رسم ہر اگر عورت مر جائے شوہر کو اوسکے ساتھ دفن کرتے ہیں اور جو مرد پہلے مر گیا تو رزقی کو کاڑ دیتے ہیں وزیر بادشاہ کو بھی سہن چارہ نہیں خلاف رسم کراگوار انہیں یہ لکھتے تھے میری جان نکل گئی کہ تو نے سخت حماقت کی یہاں شادی کی نہ کیا ضرورت

لگرفاکو غریب الوطن کے مارڈالنا منظور تھا مجھ کو یہ سوچ تھا وہاں نہ مرد کا مجمع ہوا نقش کو عمدہ پوشاک یورگراں ہا
 بنایا اگلے ہوئے جنازے پر لٹایا آگے جلوں پیچھے شوہر اور سکاڑی سے مایوس آؤسکے ہمارا غراوا احباب بہ ہڑ
 ریخ و افسوس و امن کوہ میں پہنچے وہاں ایک عظیم الشان عمارت تھی اسکے منہ سے سر کاسب ہباب و جنازہ آؤن
 رکھیدا اور پانی کا گھڑ اسات و ٹیان شوہر زندہ و گور کو دیکے اوی عار میں چھوٹا پھر وہی پتھر غار کے منہ پر کھڑے
 اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا اب مجھ کو یہ سوچ ہوارا و دان اندیشہ رہنے لگا کہ اگر عورت مری تو مجھ کو بھی اسی غار
 میں لینگے بادشاہ ایسے نہیں جو بچالین گے و اہمہ خلاق ہو وہ نیکبخت بیمار ہو سکے تو سب ہلاکت پہنچی یقین ہو گیا
 قضا آتی جو راکر کے خوب زراپائی آخر کار وہ دنیا سے سفر کر گئی بادشاہ کہ یہ خبر گئی خود بدولت مع ارکان سلطنت
 تشریف لائے موافق معمول نہلا کے بنا سوار کے جنازہ لپچا جلوں شاہی ٹیٹان سے آگے و براہ ہوا جنازہ کے
 پیچھے میں مبتلا رہا و زسیا ہوا و سوت بہنت و سماجت بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ مرد مند میں غریب یا ریکنا جا
 ہون میرے حال پر رحم فرمائیے اپنے ملک کے اس سہم کو عمل میں نہ لائیے ہر چند مننت وزاری کی کچھ سماعت نہوئی
 کسنگدل کو خوف خدا ہوا و اوسیطرح غار میں چھوٹنے لگا یا اوسیدم بعد ظلم ماتمکہ دنیا کے نوبتی نے نالہ نوازی
 شروع کی اور طاشہ برداران سحر نے فقارہ جہان داری خورشید کو سینکے ٹکوردی ظلمتکدہ کے فرشتوں نے شعلہ
 محض سپہ پڑیں روشن کی آنکھی بھی چاندنی اولٹ دی قالین گلدار گستر وہ ہوسے زمین صحن گلشن کی شہزادہ تھی سر در گلو
 نقش دیوار ہوئی دنیا زاد بقیار ہوئی شہر یار عازم دربار ہوا حوالہ شب سبیں ماندہ ہمارا ہوا زانے کا ناک و قلوب
 ہر دم درگون ہر ازل سے ہی اکاچلن ہی کبھی اندھیری رات کبھی نور کشن ہی ناگمان مرغ عمر بن مومنہ راقم
 روز میں بال کھولے صیاد ظلام نے نزع شب کے شکار کو دانہ انجم و امگاہ سپہ پر بچائے شرط اڑنے پر تولے
 کار و بار دنیا سے غریب ہوا مرا نے فرصت پائی شہر یار کے حضور میں شہزاد کی بد آئی ارشاد کیا پھر کیا ہوا وہ عرض کیا
 ہوئی جب میں ظلم غار کے اندر پہنچا جا بجا بڈو نکا ڈھیر دیکھا چار طرف اندھیر دیکھا تروسے سڑے تھے برابر
 پڑے تھے بدبو سے دماغ چٹا جاتا تھا تیرگی سے دم گھبراتا تھا فار اندر سے بہت چڑا چکلا تھا ایک سمت ٹیٹیکے
 بندھیبیج رونے لگا پھر جھوک معلوم ہوئی اوس عورت کی خوش سجا کے روٹیان بانی کا گھڑا اوٹھالا یاد و جاپن
 اوسکو کھایا جب وہ غذا تمام ہوئی کو وقت کھانے لگانندگی حرام ہوئی کچا ایک پتھر سکانیکی صدا کا نہیں آئی

روشنی نظر پڑے طاقت جسم ناتوان میں آئی مرد کا جنازہ تھا عورت سن رسیدہ ہمراہ تھی مجبور زندہ جو دیکھا خوف سے
 مر گئی میں اسکی ویتان باہنی اوٹھالا یا کئی دن تک اوسکو دکھایا پھر یہی طریقہ اختیار کیا جو مردہ زندہ غار میں لٹکا جاتا
 تھیں اسکی ویتان باہنی کا گھڑا اوٹھالا تا کئی دن لٹھاتا ایکن سانس لینے کی صدا اور چلنے کا کھٹکا سنے اوسکے
 پیچھے چلا جب دور نکل گیا ستارا سا چمکتا دیکھا قریب جو پہونچا وہ سورخ تھا لگتا تڑا تڑا کہ بکشا دہ پیشانی میں باہر آیا
 دیر تک شور کا کنارہ پایا اوسی جا قیام کیا دنکو شام کیا تنہائی کے ڈر سے شبکو بچھروسی نذران مرگ میں ہا جب
 آفتاب بلند ہوا جو اہر کا بہت سا عمدہ زیور مردوں کا لیکے نکالا کنارے پر آ کے اوسرا دوسرا راہ کی جستجو کرنے لگا
 طلوع یاربخت مددگار ہوا جہاز دکھائی دیا نینے شور مچا کے انتہائی ارنالی کی اپنی بکسیسی تباہی اہل جہاز پر چالی کی
 اونکو سنے ترس کے جہاز کو روکا کشتی کنارے پہنچی میں سوار ہو کے جہاز پر پہونچا مصیبت کی داستان سبکو
 سنائی وہ جو اہر کہتے ان کو دکھایا میرے حال پر عبرت سب کرنے لگے رحم آیا اوتھیں سے کچھ جو اہر مالک جہاز
 کو دینے لگا نہ لیا بلکہ اپنے پاس سے مجھ کو کھانا دیا جہاز روانہ ہوا نیل کا جزیرہ سرزمین کے متصل ہو وہاں لنگر کیا
 اور تاجرا و ترکر خرید و فروخت کرنے لگے تھوڑا سا جو اہر بیٹے بھی بچا وہ بڑی قیمت کو بچا تہت روپے پڑھا
 آئے وہاں روانہ ہوے باد مراد جو باہنی عرصہ قلیل میں اہل ہو گئی بغداد کی شکل نظر آئی مع اخیر گھڑ آیا اسقدر
 سونا پانچویں رو جو اہنریاب پایا کہ بننے دیکھا گھبرا یا بہت کچھ اہل محلہ فقرا و سائیکین شہ نشین کو بندویا مستحین
 ساؤ خانے راہ میں کنوینچ اے جس سے وارد صا در آرام پائے پھر سو ریاں ہند باد کو دیکھے خصت کیا صبح کو آئے کا و عدیہ
 دستم و ہر حال حاضر ہوا پہلے کھانے پینے کی صحبت رہی جب اس سے نصرت ہوئی پانچویں سفر کی حکایت بیان کننا شروع کی

بیان پانچویں سفر کا راہ میں رخ کا انڈا توڑنا اوسکا آنا پھر جہاز پر چھوڑنا جہاز کی تباہی
 پاؤں شتمہ آدمی کا بلجا نا چند سے اذیت اوٹھانا پھر سلامت بعد اومیں آنا

چند روز گھر میں عزیز و یگانوں کی ملاقات رہی راحت کی اوقات رہی حرص نے پھر حرکت کی گزرتی
 مصیبت بھولی تنفر کا سرا انجام کیا لالچ نے بے آرام کیا اس مرتبہ عنایت داہر سے جہاز خانہ ساؤخانہ
 اور ہودا کو نکو مع اسباب اوسپوار کیا محصول لینے کا انکار کیا ساعت سجدہ دیکھ بحال کے ایام

ایامِ نحوست تال کے لنگڑوٹھیا پہلے ایک جزیرہ ویران سنسان نظر آیا وہاں سیر کو اوترے رخ جانور جب کانڈ کور اور سر
 سین ہو چکا ہوا سکا انڈا دیکھا سچہ کھنکے کو تھا ایک سمت سے انڈا لوٹ چکا تھا سچے کا رخ معلوم ہوتا تھا سو اگر کو
 نے دشمنی دکھائی تو نئے انڈا کا تاہر چند مینے منع کیا بچھا یا تھر راوس جانور بڑھڑکا شور و شہزادہ صاب پر کسانیا
 مگر کیسی خاطر میں آیا انڈا تو بیچھے کے کباب لگانے فرم چار پاتھ آیا خوب کھائے اس عرصہ میں دو بار کے
 لگے آسمان پر پیدا ہوئے جہاز کا کپتان کھبر کے چلایا سبکو جہاز پر بلا یا فوراً جہاز کا لنگڑوٹھیا رخ کا جوڑا پٹنے
 مقام پر آیا انڈا ٹوٹا پایا چچے کا نشان ہاتھ آیا اس ور سے غل بچایا دیر کیا زہین کا قطعہ مل گیا سبکا دل وہل گیا
 وہ نظر سے غائب ہو گئے کچھ دیر گزری تھی دو ٹکڑے پتھر کے کہ وہ پھاڑے کہ نہ تھے وہ دونوں چونچ میں دبائے
 جہاز کے سر پائے اور ایک ٹکڑا اوپر سے چھوڑا کپتان نے اس سمت سے جہاز کو موڑا کہ وہ دریا میں گرالین ملاحظہ
 ایسا ہوا کہ سمندر کی زمین نکل آئی جب اسکا دار خالی گیا دوسرے نے ایسا تاک کے پتھر مارا کہ جہاز کے سبز ٹکڑے
 ہو گئے کچھ اوسکے صدمے سے ہلاک ہو کچھ پانی میں ڈوب کے تہ خاک ہوئے تھے تو طے کھا کے سر جو اٹھایا ایک بڑ
 لنگڑا جہاز کا قریب پایا اوسکے سہارے سے کئی دن میں کنارے پر آیا بترزد وقت خشکی میں ہو چکا قدم اٹھانیکا
 یار اٹھتا تھا تہا بے یار و آشنا پڑا رہا جب طبیعت سنبھلی بھوک کی جھانجھ میں اٹھا ایک سمت چلا دخت پر پاسیوہ
 تیار خوب کھا یا بھوک کو بھلایا وہاں چشمہ شیرین جاری تھا پانی پیا حواس درست ہوئے لب چشمہ ایک تصدیف
 پاؤں لہجا بیٹھا تھا مینے صاحب سلامت کی اوس نے فقط گردن ہلائی اشاریے پاس بلا یا سچھیا کہ مجھ کو پاروتاد
 مینے خوف خدا سے لہجا سچھ کے پیٹھ پر چڑھایا مین اوس سے کم نہ رہی مجھ تھا وہ تو سوار ہوتے ہی رنگ لایا پاؤں کو
 گردن میں لپیٹ کے مجھ کو گھوڑا بنا یا ہر طرف دوڑا نے لگا میوہ توڑ کے کھانے لگا مینے چاہا کہ اسکو پٹک دن میں کلو
 اوس نے وہ پاؤں جو تھے کیسے توڑ گردن میں لپیٹے تھے ایسے جہت گئے کہ میرا دم رکنے لگا مین پر جھکنے لگا پھر تو ایسا
 خوف سما یا جدھر اوس نے اشارہ کیا میں نے چلا اور انکو ادوی طرح سوار وہ نا بکار سوتا تھا مجھ سے بجز اطاعت اور
 کچھ نہوتا تھا کسی طرح نجات کی اہ نظر نہ آتی تھی توڑ کی سواری میں جان جاتی تھی ایک دن بڑے بڑے کدوسو
 زمین پر پڑے تھے ایک ٹھلکے خالی کیا پھر انکوڑ کے خوشے توڑے اوس میں بچڑے جب بھر گیا دھوپ میں کھیا
 کئی دن گزر گئے پھر اوس طرف جو آیا عرق کو چھچھا دھوان دھا شراب پانی دو گھونٹ بی گیا آنکو زمین پر سون جھلانی

نہستی یہی کچھ نے میں مبتقت معلوم ہوتی تھی بلکہ حسنی و رحمت معلوم ہوتی تھی اوس نے جو چھایا کیا ہر سینے جواب دیا
 دو ہاؤ جنبت مجھ سے وہ طلب کرنے لگا تھوڑی سی اوسکو دی جب سرور ہوا نرسے میں آیا پھر ہاتھ بڑھایا میں نے وہ کلمہ
 حوالے کیا ذائقہ تو باچکا کتابے تکلف سب پی گیا نشہ میں چور ہوا تھے میری گردن کا ڈھیلے ہو گئے نشہ میں وہ
 بچھیلے بیگے ڈگمگائے گڑا ہوش ہوا دین نیافر اموش ہوا میں نے زبردست پتھر اوتھا کے اس در سے اوسکے سر پر
 لگایا کہ چھبیا نکلے ا خواب عدم سے چونکے نپایا اس کیسے رہانی ہوئی جان غدا کے چھپی پھر ساحل پر پہنچا اتفاقاً
 ایک جہاز نمودار ہوا اوس نے وہاں لنگر کیا کچھ آدمی اوس چشمے سے آب شیرین لینے کو آئے مجھ کو تنہا دیکھ کے گھبرائے
 پوچھا یہاں ہتھیار ہتا تھا اوس کیوں نگر بجات ہوئی کیا واردات ہوئی سینے اونکوں اپنا حال ار سنا یا کہ پتان کو
 رحم آیا جہاز پر چڑھایا ایک سو ڈاکر سے بہت رسم بڑھ گئی ایک روز جزیرے میں لنگر ہوا لوگ ڈاکر سے لیکے اوتھے
 اوس نے مجھ کو بھی لگے دیکھو انکے ہمراہ کیا اور تاکہ کہا افسے جدا ہونا جنگل میں جان نکھو نا اوسکے ہمراہ نا جیل کے جنگل
 گذر ہوا ہزار ہا بندر دیکھے مگر وہ ہمارے ڈر سے دختون پر چڑھ گئے ہم انکو ڈھیلے پتھر لگانے لگے وہ بھی گھر کے
 دھمکانے لگے جب یہ لوگ نڈرے تو وہ جھلا کے نا جیل توڑ توڑ پھٹ کر بدلے پھینکے لگے قدرت خالق سے
 بے مشقت نا جیل ہاتھ آئے ٹوکر وان میں بھر کے جہاز پر لائے جس نے مجھ کو بھیجا تھا اوسکے روبرو ٹوکر رکھ دیا اوسکے
 قیمت وہ لیا اور یہ کہا تک یہاں مقام جزیرے حوالے یکام ہر چند عرصے میں بہت روپے میرے ہاتھ آئے نا جیل
 اچھے اچھے چنکے اپنے واسطے جہاز رکھتا تھا باقی اوسے ڈاکر دیکھ دام لیتا تھا وہاں سے سیاہ چ کے جزیرے میں
 پہنچے اب تو فر پڑا تھا چ کے ڈھیلے لگائے پھر جزیرہ قمری میں آئے وہاں صندوق و آبنوس بہت ہوتا ہوا نا جیل
 بدلے صندوق آبنوس لیا پھر شرکت میں ہوتی نکھو ائے طالع مددگار تھا میرے غوطے کے بار میں درشا ہوا شخصہ
 آبدار ہاتھ آئے عنایت خدا تو تائید نجات سے مالا مال ہو بافسر دیکھا بہت خورم و شاد شہر بغداد میں دارو ہوا
 اب زند و زمین ہوا اسباب خاطر خواہ قیمت کو بجا جو مانگا وہی ملا اتنا روپیہ ہاتھ آیا کہ رکھنے کی جا علی سوان حضرت خدا
 کی راہ میں دیا پڑوسیوں سلوک کیا یہ دفتر تمام کر سند باد کو سوریاں دے دوسرے دن آنے کے وعدے لیے
 حسب سوتور دم پھر سب کے جمع ہوئے پہلے کھانے پینے کے چرچے رہے جب اوس نے نصرت پائی چھٹے سفر کے سفر کی نسبت آئی
 چھٹے سفر کا بیان تباہی کی داستان بکا لکھتے ہو جا سنبلا دکانا میں آنا یاوری اقدار پر لڑتے ہیں ہر کسک پاتا

سندباد نے کہا اہا انسان کئی کروفتدرو پیرے پاس ہوا اور کسی کسی آفت پڑی کیا کیا ہم وہ اس ہوا اور انسان
 دام حرص میں گرفتار ہو عداوت جہلی سے ناچار ہرے برد و طمع دیدہ ہوشمندہ و درآر و طمع مرغ و ماہی بہ بند
 برس و نکلے بعد پھر سفر کا خیال آیا جو جب مش باسی کر چھی اوبال آیا عزیزا قربا و دست آشنا سب نے منع کیا تجھ آیا
 کون ناشتا تھامین تو ضرر میں ہو و جانا تھا ایک جہاز مول لیا تو کلت علی اللہ کہ کے سوار ہوا کول دیا وہ جل کلا
 جاتے جاتے ایک روز عجیب جہاز ہوا کہ پتان نا خدا لکم کردہ راہ ہوے موقوف نالہ و آہ ہوے مطلق نہ سمجھے کہ ہم
 کہا سے آتی ہیں کہ صحر جاتے ہیں دفعہ کپتان کتاب بھینکا کے منہ بوجھنے لگا و حشی کی صورت تیر کچھ بوجھنے لگا بیٹھنے پوجھا
 کیا حال ہو جواب دیا و گھڑی جینا محال ہے یہ کلمہ تمام تھا حیرت کا مقام تھا ہوا طوفانی عالمگیر ہوئی جہاز نے پھا
 سے ٹکر کھائی تھنی اتنی ہمت پانی کچھ کھانے کی چیزیں لیکے خشکی میں صدمہ ہا جہاز کے ٹکرے کے کنارے پر پڑا و سہرا
 یہ اندھیر تھا جا بجا سوکھی نشین پڑی تھیں انسان کی ہڈیوں کا ڈھیر تھا نقشہ و ہا کیا یہ تھا کہ بہت دریا ٹکے بہا تھیں
 جو غارتیرہ و تار تھا او میں و راتے تھے تنگ ایسا تھا کہ درخت جو بہ کے آتے اٹک جاتے تھے جو اہر کی کان
 اوس مکان میں تھی ہا ناک سائی کسکی امکان میں تھی اور کوئی شہر ہاڑ سے ٹپک کے کنارے پر جم جاتی تھی
 اے سکو لپکے کھاتی کچھ دیر میں اوس جگہ فرکتی وہ جمع ہو کے عنبر بنی عود کے درخت یک سخت نظر آئے
 ہاڑ بلند اتنا تھا کہ عقل کی سائی نہ تھی کسی طرف جڑھا فی نہ تھی جو جو زندہ بچے تھے ایجا باہم بیٹھ گئے کچھ بیٹھ گئے
 و اتہ پانی میں تیرا موت نے لگا لگا یا ہا تک کہ فقط میں سخت جان تنہا رہ گیا وحشت کی ترقی ہوئی اپنی حرص پر
 کی کہ مال کے لالچ میں نال نہ ہوا وہ جو اندر و خستہ ہر برف غیر آئیگا اپنا یہاں خاتمہ بانجیر ہو جائیگا اوس وقت یہ خیال آیا کہ آخر کا
 یہ دریا سے ذخار کمین نکلے ہو گئے گو دہڑو اگر زندگی باقی ہو بیڑا پار ہوگا و گرنہ گورسکین بہن غار ہوگا و ایک و نین
 یہاں بھی رجاؤ گے نجات نہ پاؤ گے اس تصور میں تھے ہزاروں جہازوں کے جا بجا پڑے تھے کچھ چھوٹے
 کچھ بڑے تھے مضبوطی جانداز تھے چھانٹ کے رسوں کا ٹھہ کے بیڑا بنایا اور لعن مرد و بہت سی شہزاد
 چنگے اوپر کھین پیرے پھکے دریا میں در آیا سردین دریا میں بے پایاں درین طوفان موج ہنسا رہ
 دل گشت دریم بسم اللہ مجربا و مرسا ہا اور ڈانڈ لیکے ناؤ کی صورت کھینا شروع کیا وہاں طاح اویش نے
 سفینہ زرا ند و دھرا نور کو بادبان شعل سے بلند کیا زشتی کی شکوہ کیا شہزاد نے پھر سوئی میں غوطہ مارا دنیا ر دنے

ہر چند پکاراوشے صداندری حکایت پس ماندہ آمد شب بیدہ پر موقوف رہی شہر یازمانہ مشتاق فسانہ نماز و نوحات
 صبح سے فرحت پاکے بہت اسطنت میں بلکہ کاروبار میں مشغول ہوا چھوٹا پڑا آستان بوس موافق معمول چھوڑا
 ہورات سلطنت سے حملت پانی انتظار شب میں طبعیت گھبراہٹی مگر توجیح پیدا کر ایک ڈھنگ پر کب چین لبتا
 رفر کا سیاہی کو چھوڑ کر دن شام نامرادی سے بدل گیا ہوا وہی مزرورق مطلقا آفتاب بحر مغرب میں برہادی
 نوبتی نے آمد شب کی نوبت بجادی بادشاہ آرہا گاہ میں آیا شہزاد کو یاد فرمایا پوچھا اوس غریب طوفان بلا پر کیا گذری
 اوس نے قص کی سندباد کا بیان ہو کر جب وہ بیڑا بسکا اٹھل ٹھل نہ تھا وہ بن غارتیہ و تار میں آیا یہ سوچا کہ عمر جانا ہوں
 کہانے آتا ہوں پانی بس طرف جاتا تھا اوسکو بہاتا تھا مشہور میند سولی پر آتی ہے غلبہ جو کیا سو گیا العون اللہ
 خفیہ نخت کس قدر سویا انجیر جو کھلی دریا کا کنارہ نظر آیا جیشیوں کا مجمع کرو پایا فوراً سجدہ شکر حافظ حقیقی بجایا ایک آفت
 عظیم سے بچا کے آویز کا مانند دکھایا ایک شخص زمین زبان عربی جانتا تھا قریب کے نرم زبانی سے کہنے لگا تمکو
 دیکھ کے خوف نہ کھانا جسے گزند کا خیال نہ لانا ہم اس شہر کے رہنے والے ہیں پیشہ زراعت ہے ہماری یہ حرکت ہے
 کثرت سچنے آئے تھے پانی بند پایا ہلکویت میں پانی دینے کی ضرورت پڑی تھی بلکہ ہمارے پر جو دیکھا تھا وہی گلی
 اسی تھی پیر کے وہاں گئے اوسکو پہنچ لائے پانی روان ہوا تمہارے بیدار ہونے کے سبب نظر تھے بتاؤ یہاں
 کیا ہوا کیونکہ ہوا اس یا میں کسٹور سے گزر ہوا چھو چھو کی شدت سے بولنے کا یاراد تھا تھے بلکہ چارہ تھا اشار
 سے اوشے کھانا طالب کیا وہ سمجھ گئے اوسیدم کئی طرح کے کھانے تھے خوش ذائقہ لائے دلدار سے کھلانے
 پہلے تو ہاتھ پاؤں سنسنائے قریب تھا غش آجائے مگر سنبھل گیا پھر اپنی دوستان زبان آئے کا سامان مفصل سنایا
 وہ لڑوہ تھیر ہوا اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور میں لایا معلوم ہوا مراندیپ اس جزیرے کا نام ہے یہ تبت اسطنت
 بادشاہ کے رہنے کا مقام ہے بیٹے بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا ہند کے طریقے پڑو اب و ستیہم جالایاز میں کس
 سر جھکا یا بادشاہ نے کمال شہادت سے نزدیک بلا کے میرا نام و مقام پوچھا بتیے سندباد وہاں تھی جارج بادسی
 عرض کیا وہ بھی میرا حال حال تھا جو ان سے کچھ خواہر بیٹے نر کیے تریا وہ تعجب ہوئے پوچھا یہ رقم گران ہما
 کہانے ہم جو پانچائی ہر کتھی ہمارا دیکھنے میں یہ شو نہیں آئی ہے بیٹے کثیت بیان کر کے عرض کیا یہ جنسور کا قصہ ہے قبول
 کہ فد دیکھو فخر حصول ہو تو میں تکوہ و ن یا اوشے لوان پر لقمہ و جنس غایت کر کے ایک بار ہمارے سپر کیا

ارشاد ہوا یہ سپاہ فرما کر اسکو راحت و آرام صحیح و شام دینا جو صرف ہوسر کار سے لینا اوتنے عمدہ مکان پیر رہنے کو
 سجا سجا دیا اوتھیں خوش و خرم رہا ہر روز دربار میں جاتا تھا رنگ و عنک و دیکھ بھال کے چلا آتا تھا وہ جزیرہ خط
 استوا کے نیچے ہر دن رات برابر ہوتا ہی اسی میل کا طویل گردو بڑے بڑے پہاڑ ہیں وہ سمندر کی آڑ میں جناب
 آدم علیہ السلام بہشت سے نکل کے ججا ٹھہرے تھے وہ جگہ بھی دیکھی جب سیر سے دل سیر ہوا اور جسم میں توانائی
 آگئی بادشاہ سے عرض کیا محبت و وطن دل میں جوش ن ہر اجازت خواہ ہوں بادشاہ عالیجاہ نے خلعت
 گران بہا و نقد و جنس دیکھ نہت کیا شوقیہ طمع جو اہر گران بہا دیکھ ارشاد ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید کو یہ دیکھو پوچھا ہا
 یا بھول نہ جانا پھر ہماز سنگوایا کہ پستان کو میری حفاظت کا بتا کہ حکم فرمایا نامہ کسی جانور کی کھال نہ
 خریر ہوارنگ اور سکارو دھتا سیاہی کی جگہ لاجورد تھا

نامہ بادشاہ سراندین نام خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد

یہ بادشاہ ہند کی طرف سے جسکے جلو میں ہزار ہا تھی کوہ پیکر پڑتے ہیں مکانات بہت بڑے بڑے ہیں جسکی چھتوں
 لاکھوں کو ہر شب چراغ جڑے ہیں اور میں ہزار تاج کھلیں لعل بے ہالگے تیار ہیں چاندی سونا اشرفی روپے
 کے انبار ہیں خلیفہ ہارون رشید نام ہے جو بادشاہ اہل اسلام اور پتھ کو تھرا قابض ہیں مگر یہ یہ برادرانہ انظار محبت کا بیان نہ
 ہو گا اپنا دوست بے ریا بھجو بھاری صحت و غیرت کے ہم دل سے طلب کار ہیں رعب و اتحاد کے یہ انظار ہیں
 والسلام نامہ تمام ہوا تھو غنیمت ایک پیالہ لعل کا تھا پون گڑہ گاندہ گرد موتیوں کی جھاڑی ایک ذر بکتا وزن میں نصف
 درہم بیش کم اور سانپ کی کھال فلس اور پتھر ریال جو اسکو بچھا کے سونا تمام عمر بیا رہتا اور عود کی لکڑی
 پچاس ہزار درہم کا وزن تیس دنے کا فور کے پستے کے برابر پانچویں لوٹھی پری پیکر گل اندام غرق بجو اہر
 قصہ مختصر میں خوش نصیب تھا ہماز نے با ورا و پائی جلد بانسے کی صورت نظر آئی پھر تعجب و میں ہوا حساب
 کاموں سے پہلے وہ ہدیہ بادشاہ ہند کا خلیفہ ہارون رشید کے حضور میں پہنچا یا حاضر ہو کے بعد تسلیم
 وزین پوس نامہ رو بر ولایا تھنے گزارنے نامہ پڑھ کے مجھ سے فرمایا کہ بادشاہ ہند بھی سلمان رکھتا ہے
 جیسا لکھا ہے تینے دست بستہ عرض کی امیر المؤمنین جو اس نامہ میں لکھا ہے غلام نے لکھوں سے دیکھا ہے
 جب بادشاہ سوار ہوتا ہے قدرت خدا کا جلوہ آشکار ہوتا ہے ہر قدم پریم قدم ہوتا ہے ہر

آگے آگے بہت فتر سوار
گھوڑے نامر و عمدہ آفاق
جوڑیاں تازو نو کئی ہر شعا
پھر پرنیاد بر چھوین والے
سینگٹے ساز سب مطیع کا
بعد ازین ہاتھیوں کے غول کے
اقربا و نپہ بادشاہ کے سوا
ہاتھ سے اپنے وہ شہہ شوخو

زیب سرسبکے شملہ زرتار
سب جو اہر نگار ساز ویراق
کوئی گلہ اناک کوئی بودا
جنکی مرکان پئے جگر بھٹا
برق حجاب تھر توڑیدار
تیز و سب سبک نام خچول
بچپن بادشاہ مہر و قاف
سبم زور بھیکتا ہوا ہسو

ورویان پر زرافوں کی جلوہ کن
پھر وہ صید و شکار کا سامان
ایک لک وہ سدھا ہوا جیتیا
خاص بن وار وہ برہمی پیکر
آگے آگے لقب کی لڈکا
کار جو بی و مخلی جھو لین
چار جانب تمام دو لٹخو

مثل طائوست سا نڈینا
سیکڑوں طائر ان صید کن
جو بکڑ لالے صید کو جیتیا
خاصیان نیک کی ڈکانڈھے
با ادب با ملاحظہ ہر شیا
رستے وہ جنین سمون ل جھوڑ
سارے ارکان سلطنت ہر

اودھ اور دھرتے فوج کے افسرین صاحب کر و ہین

گھوڑوں پر سوار بچھے طلائی لیے عمدہ عمدہ ہتھیار سبے تنوںے کاستون او سپر زرد کا ٹکڑا ایک گرہ کا درازوں کا
کا دینر لگا ہزار جوان سلطین بر دست لشکر شکن لباس جو اہر نگار پہنے بائین دہنے جب خود بدولت کا ہاتھی
بڑھا ایک امیر آواز بلند پکارا کہ یہ وہ بادشاہ ہند ہر جسکے پاس ایسے ساز و سامان ہین کہ دیکھنے والے حیران
ہین اور جتنے راجہ ہمارا جہین سب مطیع فرمان ہین جب آگے سے یہ صدر آئی دوسرا جو پیش نیل تھا اوسنے
منہ کھولا کہ یہ بادشاہ باوجود اس جاہ و ثروت اور دولت و حکومت کے مر جا بیگا مر جائیگا کوئی نشان تہ خاک
نہ پائیگا پھر جو پیش رو تھا اوسنے سینا یا ایما اللہاس سر اوسی کے روبرو جھکاؤ جو زندہ جاوید چھوہر و دنیا سرا
فنا ہوا اسکا بکلیہ نرا پر ضرر بے سوہر یہ سنکے خلیفہ نے فرمایا تیرے اظہار سے یقین کامل ہوا وہ انتہا کا حساب
دانش نالی اندیش ہر کوئی حرکت اوسکی کم نہ بیش ہر پھر خلعت عنایت فرما کے نصرت کیا اور وزیر عالی توقیر کو جو بچھے
تحفہ دہا یہ تجویز کر کے پیش کر لیا حکم دیا جسدم یہ حکایت سندباد کو چکا ہند باد کو سوریال دیکے نصرت کیا
دوسرے روز گئے کا وعدہ لیا جسدم وہ چاشنہ خور سب جمع ہوے امور ضروری سے نصرت پائی طرح طرح کی
لطیف مذاخوب سیر ہو گئے کھا کی سندباد ساتوان سفر میں تھنہ مختصر ہوا و سکا حال بیان کیا سامعین کو حیران کیا

بیان ساتوین سفر سندباد کا حسب اسلم خلیفہ جو اب نامہ و تحائف
لیکے سند پ جانا معا و دے وقت قرا تو کالوٹ لینا تکلیف ہو پچانا

کہ اصحابو ابلی ہار جو گھر آیا مقصدی نقد و جنس کی فروین رو برو لایا ایک ہفتہ شب فرشتار میں رہا حساب نیکر کا
 لیکن ہنر کی ایزہ ہر بار جان جو کھوں کا معاملہ جب یاد آتا تھا گھر سے باہر قادم نہ پڑھا تا تھا بلکہ خود سے ماہ صفیہ
 میں نہ ملتا تھا ایک تیرا ان قدیم ندیم بیٹھے تھے ختملاط ہو رہا تھا کسی نے کہا ملازم خاص خلیفہ آیا ہر ملک و طلب یا اگر
 قوز اور باری کپڑے پہن کر جل نکلا رو برو جا کے سر تسلیم خم کیا خلیفہ نے فرمایا سنبدا و تجھ سے الزمیر کام ہوگا تو وہ
 وزیر ایک تیرا نام ہوگا بادشاہ سراندریکے پاس جا لیر ہدیہ پہنچا آوئے محکوب کے سبب صرف تیری زبانی نام سنکے
 کیا کیا اسباب گران بہا بھیجا ہوا دھر سے چشم پوشی نازیباہر مجکو خبر آوارا نکار کا ایک تہا والی ملک کے کام میں مرجانا بھی
 گوارا تھا عرض کیا غلام حاضر ہر ہزار ریال سامان سفر کو رحمت فرمائے تم اسکو لیکے گھر آئے اپنی ضرورتوں سے
 فارغ ہو کے در دولت پر حاضر ہوانا کے کا جواب نادر سباب لیکے ہاڑ پیر سواری ہو گیا وہ صبر و صبا سے تیز
 گرم خیر ہوا بہت جلد سراندریکے میں پہنچا پہلے ارکان دولت کے ملاقات کی بادشاہ کو خبر ہوئی دربار میں طلب کیا
 کہا سنبدا و میں تجکو بہت یاد کرتا تھا اکثر تیرا خیال میں گذرتا تھا یعنی عرض کیا خانہ زاد بھی دن رات مدح و ثنا کرتا تھا
 ہر دم ملازمت و استناہ بوسی کی دعا کرتا تھا پھر نامہ و تحائف گذرنے بادشاہ بہت مسرور ہوئے اس خیر
 ریال کی تیاری کا فرش تھا چاس قبانا در پیش بہا الگوندریہ و کیر و کی جنگی گلکاریان بشر کے وہم و خیال میں آتی
 تھیں نیکین برق کی صورت چمک جاتی تھیں عقیم کا پیالہ یا قوت سے خوشترنگ بقدر نگشت گندہ کنارے پر
 تصویر ہاتھ میں کمان و تیر شیر کو ٹھپ رہے تاخیر کرتا قمر ز کا فرش مصفا تخت مطلقا
 حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹھنے کا بڑی قیمت دیکے لیا تھا کاغذ طلا و زہر ہا نامہ مضمون کا لکھا تھا

نامہ خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد

عبداللہ ہارون رشید کی طرف سے جو بقوت پرور و دگار خلیفہ و چاشین بفر و تمکین بزرگان میں جنبت نشین کا
 سلام نامہ محبت شامہ اتھار انظر سے گذرا طبیعت کو بہتر تہ سرور ہوا اسی وقت تو خوش کہ وقت ما خوش
 کردی پمضمون محبت مشحون سے جنبیت کا حجاب میان سے دور ہوا یہ آوسکا جو اب ہر جسم دم و بچو گے
 ہمارے شوق کا حال محبت ناویدہ جو ہو گئی ہوا وسکا کمال معلوم ہوگا مطلب لی مضموم ہوگا بادشاہ سراندریکے
 مضمون نامہ اور ہدیہ بھیجنے پر فخر و مسابحات کرنے لگا کہ امیر المؤمنین ہر سلمہ ہر کچھ دیکے بعد خدمت و وطن کا

مذکورہ بادشاہ متاسف ہوا آکسو بھرا لایا آخر کار جب بہت اصرار ہوا تا چار ہوانے کے کا جواب ہدیہ کی رسید
 لکھ کے دی اور خلعت فاخرہ و زر نقد بہت سا دیکے ہزار پر سوار کر دیا تینے بغداد کا رہتے لیا نقد ہر کی رہتی
 دست بستہ سنانے آئی آہ میں قراقون نے آگے گھیر آدھت سے منہ پھرا جو لڑا وہ مار گیا باقی ماندہ گرفت آ
 ہوے بیڈام غلام بنے ذلیل و خوار ہوے کچھ دن کے بعد پنا شروع کیا عجوبہ ایک تاجر نے خرید پوچھا تجھ کو کیا کام
 آتا ہے میں نے کہا اہل حرفہ نہ تھا تجارت کرتا تھا اوس نے متاسف کیا کہا تجھ کو تیر لگانا آتا ہے جو اب دیا صنعر سی میں سکیا
 تھا شاید کچھ یاد ہو اوس نے دستہ تیر کا اور کمان مجھ کو دیکے اپنے برابر ہاتھی پر سوار کیا جنگل میں لگی ایک درخت بلند
 دکھا کے کہا اسپر چڑھ کے بیٹھ رہہ مان ہاتھی بہت آتے ہیں اگر تیرے ہاتھ سے کوئی مارا جائیگا تو مر اوٹھا
 پھر کھانے پینے کی اشیا دیکے شہ کر طرف روانہ ہوا درخت پر سہارا تھا نہ ہوا تمام دن منتظر ہا ہاتھی نظر نہ آیا
 دوسرے روز جب دم آفتاب نکلا ہاتھیوں کا غول نمود ہوا قریب جو آئے تینے ایک کو تاک کے تیر بہت سے
 لگائے زہر کے چھتے تھے وہ تو گر گیا اور وہ نکاس نہ پھر گیا میں نے میدان جو خالی پایا شہر میں آیا یہ حال تو اگر
 سے کہا وہ بہت خوش ہوا غذا لطیف اوس نے کھلائی تعریف کی پاس بیٹھنے کی نوبت آئی اور جینے پیشل ہا
 ہاتھی کو مارا وانت لے لیے ایک روز دم سحر ہزاروں ہاتھی آئے درخت کو گھیر لیا سو نو نو میں خربین لمبیت
 گرانے لگے میں جان کے خوف سے شاخوں میں چھپتا تھا آخر کار ایک بر دست فشتہ زور میں مست جو آیا
 ایک حملہ میں درخت کو زمین پر گرا یا پھر مجھ کو سو نوٹ سے اوٹھا کے اپنی بیٹھ پر بٹھایا آگے بڑھا وہ غول
 او سکے چھپے چلا میں زندہ در گور او سکی بیٹھ پر اصرار و دھر دیکھتا تھا کہ کوئی ایسا کفیل نظر نہ لے کہ اس کو
 فیل سے جان بچائے دو چار کوس چلے مجھ کو بیٹھ سے اوتار دیا وہ سب کسی طرف چلے گئے جب میرے جواس
 درست ہوے اوٹھا قریب ایک غار بہت چورا چکا نظر آیا اوس میں دانت اور بڑیوں کا انبار پایا مجھ کو
 آیا کہ پروردگار نے ہر ذی حیات کو اپنے نفع و ضرر کی تیز دی ہو یہ سب کچھ کہ فقط ہمارے دانت کے واسطے
 انکا ہنچرانت ہے اس لیے یہ ڈھیر دکھایا کہ قتل سے ہاتھ اوٹھا و جب قدر جا ہو یہاں سے لجا و میں وہاں سے
 روانہ ہوا دوسرے دن شہر میں پہنچا اپنے اقا سے یہ سانحہ بیان کیا وہ اوسیدم ہاتھی پر سوار ہوا
 مجھ کو پاس بٹھالیا اوس غار کو میںے دکھایا جتنے دانت ہاتھی پر لڑ سکے وہ لیکے مکان پر آیا مجھ سے کہا بھائی

تو نے مجھ کو بڑی دولت دیکے بنا دیا کیا تینے مجھے آزاد کیا پھر وطن بھیجے گا اور اس سے منہ سوال کیا چوہا بویا
کہ غمغریب جہاز دانت لینے اس شہر میں آئیگا میں کسی تاجر کو سو تپہ و نگا بویا تو بغداد میں پہونچ جائیگا اس انتظار میں
اور غار سے میں اتنے دانت لایا کہ مکان میں رکھنے کی جگہ نہ ہی دروازے پر بنا رکھا گیا جب جہاز وہاں پہونچے اور
تاجر نے آوے وہ دانت اور کچھ تجارت وہاں کے مجھ کو دیکے جہاز پر سوار کر دیا میں خوشی سے شادی مرگ ہو گیا
کہ غلام تھا آزاد ہوا اس قدر اسباب اور امداد ہوا آخر وہاں سے چلکے رہے میں دانت بیچتا کہ میں بدلتا مع انجیر بانسے
میں داخل ہوا وہاں سے خشکی آئی وہ قافلے کے ہمراہ خرم و شاد بیت اسطاعت بغداد میں پہونچا پہلے خلیفہ ہارون رشید
کے در دولت پر جبہ سا ہوا تانے کا جواب پیشکش کیا خلعت و انعام لیکے اپنے گھر میں آیا تاجر ہر شکر بجا لایا پھر
ہند باو سے مخاطب ہو کے کہا ای دوست تم نے ایسا سا کچھ بھی سنا ہو کہ جو شخص مسیبت میں اوٹھائے اتنی دولت
پائے وہ پھر سفر کا جیتے جی نام نے زسیت حرام کرے صبح عشرت بیچ و الم کی شام کرے مگر جو چاہے وہ گرو
ایام کرے ہند باو یہ سنکے اوٹھا ہاتھوں کو بوسہ دیکے کہا ۱۵ دن کاراز تو آیا و مردان جنین کند چو کلے رو ہر دو
میں اپنی مفلسی کا مرن ہون بیچ شام تک بیوی و بیٹی ہر بال بچوں کے ساتھ کھانا ہون جو کون نہیں چھاتا
ہوں ہند باو نے پھر سو ریا ل دیکے کہا اب تم اپنا کام چھوڑو میری رفاقت سے منہ نہ موڑو جب تک
وار فانی میں زندگانی ہوگی زبان و ذلق ہمارے تمہاری کامی ہوگی ہند باو نے اسکی رفاقت میں بعتیہ
زسیت بسر کی ہوا تو اہی و اطاعت میں شام سحر کی جب یہ حکایت تمام ہوئی شہزاد نے کہا امیر المومنین
خلیفہ ہارون رشید کا معمول تھا شام لباس بدل کے شہر بغداد میں گشت کرتا ہر شخص کے حال کی دیکھ
بجال رہتی تھی کہ کسکو بیچ ہو کون راحت سے بسر کرتا ہو آسودہ رفتہ حال کون ہو فاقہ سے کون متاثر
ایک جوان کا سبب سے ہو کا کھانا بی بی غنیفہ کو قتل کر کے لاش دریا میں پھینکا کہ کے نجات پانا
ایک شب خلیفہ متحف وزیر و مسرور خواجہ ہر اڈو رومی کا ناظر بھین بل کے شہر میں جاتے تھے ایک شخص عمر دراز
قد ریش سفید زسیت کا امید کندھے پر جبال ہاتھ میں ٹوکری کا جبال حلا آتا تھا خلیفہ نے فرمایا مفلس ہو
اسکا حال پوچھو جھپٹنے کہا تو کون ہو کہا نے آتا ہر اوس نے کہا غریب پرور ماہی گیر ہوں و ام افلاس کا ہم
ہوں دریا کے کنارے دوپہر سے اسوقت تک سوارا مچھلی کا کیا ذکر جھینکا بھی ہاتھ نہ آیا خالی ہا

تقدیر نے مگر بچرایا اس مروج میں حیران ہوں گھر والی کو منہ کیا دکھاؤں گا تجھے ننھے بچوں کو کیا کھلاؤں گا خلیفہ کو اسے
 حال ابر پر رحم آیا فرمایا ایک بار دریا پر چلے بچہ حال بھینک کچھ آتے یا نہ آتے تجھ کو سو ریال بلجا میں گے بہت دنوں بال بچے
 تیرے کھاتین کے مچھلی والیہ سنگے سب بچ والیہ بھولا خوشی خوشی اونکے ساتھ چلا دیا سے ٹکر س کے کنارے ہو چکے
 حال بھینک کا جب او کو کھینچا صندوق مقفل حالین بکلا خلیفہ نے سو ریال سے سرور سے فرمایا صندوق اوٹھا لے بچہ جلد
 قدم اوٹھا کے محل میں داخل ہوا صندوق کھولا چٹائی میں ایک فرش لپی دکھی او کو باہر نکالا عورت جوان رہنم
 چوریشکل جو تھی خلیفہ کو بہت ملال ہوا غصے سے عجیب حال ہوا وزیر سے فرمایا سبحان اللہ بڑی جانفشانی سے یہ چار
 رعایا کی با سبانی ہوتی ہو تیرے عہد میں ایسی ظلمانی ہوتی ہو ظالم بے سبب لوگوں کی جان کھوتے ہیں ظلم رسیدہ
 میری جان کھوتے ہیں کل جو باز پرس کا دن ہو گا جواب ہی میں کون گنہگار ہو گا میں ہونگیا تو ذلیل و خوار ہو گا
 قسم کھاتا ہوں اگر اسکے قاتل کو تلاش کر کے انتقام لیا تو خیر ہی نہیں تو اور چالیس تیرے عزیز اور قاتل کو قتل کروں گا
 یہ سیر ہو وزیر دست بستہ عرض ہوا کہ مہلت کا امیدوار ہوں فرمایا تین دن کے بعد با او کا انتقام ہو گا یا تیرا
 کام تمام ہو گا جعفر گریبان چاک سرور و عنشتہ بجاک گھر میں آیا دلسے کہتا تھا کہ شہر بغداد کس طول و عرض میں
 آیا وہ رہبان قاتل کا نشان پانا گواہ عادل ہم ہو چنانا بہت مجال ہو یہ مقدمہ قصدا کا پیام ہو بیٹے کا بیفائدہ خیال
 ہو بچہ کو تو ال کو بلایا ماجرا سے جانکاہ عتاب بادشاہ سنا یا کہا اگر دو تین دن میں اسکے قاتل کا سراغ لگایا
 یا زندہ ہاتھ آیا تو خیر ہو چہاری تھاری جان بھی گزرتی ہے تو ہمارے بھارے ساتھ کتنوں کے کٹ جائیں گے
 یہ اندھیرے سے وہ خانہ بجانہ کو بکویا جو بچہ کر نے لگا جہانک ہو سا خاک چھانی اصلاح پتہ نہ پایا وعدہ تمام ہوا دونوں
 گھر زمین کرام ہوا نرول سلطان کستان کستان جعفر اور کو تو ال کو لیگئے بادشاہ نے پوچھا قاتل کو لایا او
 عرض کیا خانہ نراو نے ہر چند سر مارا سرخ تک نہ پایا نثرہ غضب کا شعلہ بھر کا فرمایا جعفر اور چالیس اسکے عزیزوں کو
 در دولت پلا کے تہ شمشیر کروا کر نہ تاخیر کرو تو ریلان جراسب کو گرفتار کر لائے منادی پکارا جعفر سا وزیر
 اور چالیس اسکے عزیز یا تو قریب حکم خلیفہ عادل انمان تہ تیغ بران ہوتے ہیں جسکو دیکھنا ہو آئے عبرت کا ساخہ
 نکھو سے دیکھ جانے وقفہ مہر خاک شمشیر شاعی ہاتھ میں لیکے افق آسمان سے قتل بیگناہ کی سیر دیکھنے کو نمودار ہوا
 شہزاد کی خوف سے زبان بند ہوئی کلام کرنا دشوار ہوا شہر یار عالی جاہ والا تبار نے خواجگاہ سے غم بے سہولت

عدل و داد میں مصروف ہوا مشغلہ انتظامی برین تمام کیا کسی ملزم کی برأت ہوئی کسی مجرم سے انتقام لیا گیا
 کہ شفیق شام کا گل بھولا نہر جہانگرو نے دامن غروب منہ پر لیا شاہنشاہ ماہ با سپاہ انجم سطح آسمان پر جلوہ فرما ہوا شہر آ
 والا تبار نے دربار برفاست کیا خلوت سرا میں ولوق بخش ہوا بعد اکل و شرب جب پلنگ پر آیا شہزاد سے فرمایا کہ جعفر کا
 کیا حال ہوا جان مچی یا حلال ہو اے عرض کیا کہ جعفر کی غربانوازی و فیاضی سے شہر کی خلقت بہت رضی تھی اس
 خبر سے سب کے دل پر چوٹ لگی ہر محلے میں گریہ کیا سے ہنگامہ شہر پر ہوا جس نے سنا روتا ہوا گھر سے نکلا بیان جلا دون نے
 جعفر کو کوال اور اونکے عزیز واقربا کو ریت کے چبوترے پر بٹھا تلوار کو پتھر جتا کر دونوں پر چڑھنے کا حکم کا
 اظہار تھا کہ دفعۃً ایک جوان خوش و بھیر کو ہٹا کے جعفر کے پاس آیا یہ کلمہ آواز بلند کیا کہ اوس عورت کا قاتل میں ہوں
 وزیر یہ سنکے اپنی جانب مری پر خوش ہوا لگرا و سکی نوجوالی اور آفت آسمانی سوچے کہ اسی بھلا یا قتل کا سبب پوچھنے لگا
 ہنوز گفتگو ناتمام تھی دوسرا شخص مسن بڑھا پئے کے دن قامت کیشہ گرم و سرد زمانہ دیدہ آکے جعفر سے کہنے لگا
 اس حوالہ کا اظہار غلط ہے میں نے اوسکو مارا ہوا و صدقہ بین بند کر کے دریا میں ڈالا یہ بے قصور ہے میں حاضر ہوں جو
 قصاص ظور ہو دو لون میں تکرار ہونے لگی وہ کہتا تھا میں قاتل ہوں یہ کہتا تھا میں قصاص کے قابل ہوں دونوں
 نزاع لفظی سے گھبرا کر کچھ سمجھتے نہ آیا دونوں کو خلیفہ کے روبرو لایا تو یہی تقریر دونوں نے خلیفہ سے کی حکم ہوا سیرا
 سابق رہا ہوں یہ رقمہ وہن قصاص ہوں جعفر نے دست بستہ عرض کیا یہی مرشد ایک کے خون میں دو کا قتل کہاں و ہر
 عدالت و انصاف کے خلاف یہ با جبر ہے پھر اور حرج ان نے بقسم کہا خداوند نعمت غلام اس فعل کا ترک ہو اور پیر
 بھی چپ ہو رہا اور وقت خلیفہ نے فرمایا اسی شخص تو نے اس سنگدلی سے اوسکو ٹکڑے کیا خوف خدا حاکم کا جرم چا
 بھولا اب کیا ہوا کہ خود چلا آیا اور زبان سے اقرار کر کے اپنا قتل گوارا کیا اوس نے عرض کیا ای ہیرا کوین
 تو نائب خدا و خلیفہ حبیب کبیر یا ہر یہ سا نچہ حیرت و عبرت اتما ہو اگر گوبوش دل سنئے تو غلام ڈرانا
 تا انجام سچ عرض کرے مفصل حقیقت سناوے خلیفہ اسکی طرف متوجہ ہوا اوس نے بیان کیا
 بیان کرنا قاتل میرا کا سا نچہ اپنی زوجہ نیک بخت پارسا کا سیب کی بد وقت
 سیب پہونچنا حبشی کی تقریر سے بیگناہ کو قتل کر کے دریا میں بہانا الزام اپنے ذمے سے مٹانا
 یہ تھوڑی سی زوجہ تھی اور یہ پیرا اوسکا باپ پیرا چچا ہر صغریٰ میں پیرا عقد ہوا بارہ برس کا زمانہ گنہ گم دونوں باہم

شیدہ ہوئے آتش کی عنایت سے تین بیٹے پیدا ہوئے اور زندہ بہن عورت نیک سیرت مطیع فرمان مٹی جسکو پاسدار بھی امکان مٹی کچھ دن گذرے وہ بیمار ہوئی تیسری طبیعت مضطرب و بقرار ہوئی تبت و ڈور و صوب کی بارے چھی ہوئی اغسل صحت کی تیاری ہوئی حمام جانے کی باری ہوئی ایک دن کہا سب کھانیکو بہت جی چاہتا ہوں جلد لاؤ مجھے کھلاؤ تین صبح سے شام تک تلاش میں بھرا کہتین ہاتھ نہ لگا بعد مغرب گھر میں آیا اوس خالی ہاتھ جو کیا نہایت ملول ہوئی جبکہ میں کلہنٹوں میں ہوتی دم تھم تھم باغوں کی خاک چھانی سب نڈا ایک باغبان پیر نے یہ تقریر کی کہ اگر تجھکو طبی ضرورت ہو تو یہ صورت ہو بالسرے سیدھا جا باغ سلطانی میں جانفشانی سے مل جائیگا تاکہ تم نہ ایگائینے اوسکے دہلے سفر دور اختیار کیا بالسرے پہنچا تین سب کئی ریال دیکھے لایا اوسکے حوالے کیے وہ دیکھے بہت خوش ہوئی تو سے فرحت پائی سرور ہوئی کلفت دور ہوئی اپنے پاس کھ لیے فردوسی کی دکان چوک میں جو ان کے اپنے کام میں مشغول ہوا عرصہ گذرا تھا ایک حبشی سید فام کسی کا غلام سب ہاتھ میں میرے سامنے آیا تینے بچا نا کہ یہ وہی سب ہے جو میں بالسرے سے لایا تھا اس نے کہاں پایا اوسکو قریب لایا چھپا کہ یہ کہاں سے تیرے ہاتھ آیا اوس نے جواب دیا میں اپنی معشوقہ کی عیادت کو گیا تھا بلنگ کے پاس تین سب دیکھے پوچھا خلافت فصل کہاں سے ہم ہوئے وہ بولی میرا شوہر بالسرے جا کر لایا ہے دم خصت ایکٹے اوٹھا لیا یہ سنتے ہی مجھکو ایسا غصہ آیا ہوش و حواس سب کو گنوا یا توڑا و کان بند کر گھر میں آیا دو سب دیکھے تیسرا نہ پایا اوس غصہ سے پوچھا تیسرا سب کیا ہوا اوس نے بد مزہ ہو کے کہا مجھکو نہیں معلوم یقین کامل ہوا حبشی سچا تھا چھری کر سے نکال اوسکو حلال کیا اشتغال طبع سے مال کا کچھ نہ خیال کیا پھر جسم ٹکڑے ٹکڑے کر کے چادر میں بندھا رکھو صندوق میں لاش رکھ کے دریا میں ڈبو آیا اوس کو ہر درج عصمت کو کھو آیا دروازے پر جو پہنچا برا بیٹا رہتا تھا اوس رونے کا سبب پوچھا کہنے لگا سبھکو مان کے بے اطلاع سب اوٹھا لایا تھا باہر جو نکلا ایک حبشی آیا سب کے ہاتھ سے چھین لیا تینے روز کے بہت کہا کہ تیس سب میرا باپ بالسرے جا کے صعوبت مفر اوٹھا کے لایا ہے مان میری بیاری اوسکو بہلا یا ہوا اوس غلام کھرام نے نہ سنا سب لیکے بھاگ گیا اب تک اوسکی تلاش میں در بدر رہا آخر گھر بچا آتھو دیکھ کے ڈر کے رونے لگا یہ کلمہ جو سنا میری غیر حالت ہوئی خون ناحق کی خجالت ہوئی کہ ایسا بھاری بوجھ گردن پر لیا نا تھی سے گھر ویران کر دیا اوس عرصہ میں میرا چچا آیا سب باہر اپنے سنا

اسنے کچھ نہ کہا تھر یک ماتم ہوا رونے لگا کجگو بہت رنج و ملال رہتا تھا ہر دم غیر حال رہتا تھا ج وزیر جعفر سینہ
کا قتل سنالوں نے زیت سے جی بیزار کیا تھو میں آکے قتل کا اقرار کیا خلیفہ نے ماجرا سنے اوکی نو جوانی نو
خانہ ویرانی پر بہت تاسف کیا فرمایا یہ جرم عفو کے قابل ہوا نہ تہ اسنے یہ حرکت نہیں کی تہرا و قتل وہ عنلام
لفظہ حرام ہر کی اور آبر دازی باعث قتل بگناہ ہوئی پھر جعفر سے فرمایا تو نے یہ قصہ سناتین دینی اور مہلت ہر
بہت غنیمت ہر اوس غلام سیلام کو حاضر کر جو ڈھونڈ نہ لایگا مارا جائیگا آون و لون نے رہائی پائی وزیر کی
جان پر پھر بن آئی سو جا کہ شہر بغداد کو سون تک آباد ہر ہزار ہا غلام حبشی کر مینظر سیلام ہن مجرم کو نکر ملے گا جن
زندگانی خزان ہوا دیکھئے کیا گل کھلے گا وزیر نے یہ حال سنے کما نظر ہن ماتم ہونے لگا چھوٹا بڑا جان کھونے
لگا دفعہ صبح کما سفیدہ جب کما ہر جانگو وزیر کا حال حال دیکھنے کو گوشہ مشرق سے نکلا شہزاد ساکت ہوئی تھیرا
نے بیت السلطنت کی راہ لی مشغلہ انتظام ملکی و مالی میں دن تمام ہوا ایسا تاک کہ نگارہ شام ہوا بادشاہ نے
دربار برخاست کیا بیت الراحة میں جلوہ دیا شہزاد نے جو بادشاہ کو مشتاق پایا حسن بیان کما نگارہ
کما جب مہلت کے دن تمام ہوے اور کچھ پتہ لگا تو خلیفہ نے جعفر کو طلب کیا جسدم یہ آمادہ مرگ دروازہ
پر پونچا کھلائی اسکی بیٹی کو گو دین لیے سامنے آئی جعفر اوسکو بہت پیار کرتا تھا گو دین لیکے پیا کر نے لگا
جدا کیا قلع جو ہو اگر یہ بے اختیار کرنے لگا ایک شتر گول اوسکے پیر ہن میں معلوم ہوئی پوچھا بیٹی کیا ہر
وہ بولی بابا یہ سب ہر بیان سے مول لیا ہوا اور خلیفہ کا نام بھی اسپر لکھا ہر جعفر نے سب پیر ہن کمالا
بقور دیکھا بھالایقین ہو گیا یہ وہی سب ہر جسکا یہ پیر سب ہر حجان کو روبرو بلا یا بچتم غضب دیکھ کے
فرمایا تیج پتا سب کما سنے پایا کیونکر تیرے ہاتھ آیا اوسکے خوف سے جان نکل گئی دست بستہ عرض کی
خداوند یہ سب سرکار سے چرایا نہیں بادشاہی باغ سے توڑ کر لایا نہیں کئی دن ہوا ایک گلی میں دین و تین لکے
اس کھیلنے تھے میں چھپنے کے بھاگا ایک لڑکا دوڑ کر رونے لگا کہ تیرے ان بیار ہر پیر اوسکے واسطے
بانسے جا کے لایا ہر خدا کے واسطے تو نے مجھے جو الے کر دے پنے کچھ نہ ساگر میں لایا جھوٹی سکیم کو
بسنڈ آیا نڈر کیا جعفر از سر نو زندہ ہوا غلام کو مع سب خلیفہ کے حضور میں لیکیا غلام نے چہرہ دستان
بیان کی خلیفہ کو ہنسی آگئی مگر جعفر سے فرمایا یہ خون ناحق غلام کی باعث ہوا ہر اسکا قتل ہوا ہر تامل خدا

دیکھ کے عبت کرے اور کوئی آئندہ اس طرح کی حرکت کرے جعفر نے عرض کیا خداوند نعمت بجا ہے یہی اسکی سزا ہے لیکن اسوقت غلام کو نور الدین اور بدر الدین کا قصہ یاد آگیا ہر اگر حضرت کی طبیعت سنکے شاد ہو تو یہ غلام صدیقین اور غلامیہ توجیرا

سرگزشت بادشاہ مصر کے وزیر زادون کی نزاع لفظی میں جنک وطن دونوں کے رنج و محن غربت میں لڑکے کا پیدا ہونا پھر چچا کا بھتیجے اور خویش کنی جستجو میں نکل کے پتہ پانا بالائی میں سیلہ مرچ نہ ملائے کے جرم میں گرفتار کر لانا

جعفر نے عرض کیا زمانہ سابق میں ہر کا بادشاہ سپہ سالار گاہ ما دل ذی ہمت صاحب جزات یا دو گار زمانہ تھا جو دو و نما میں گجانہ تھا وزیر اور سا خوش تدبیر تر قیحاہ تھا معاملہ فہم داورس علوم فقہ اصول منطق و معانی آگاہ تھا وادوسکے فرزند ارجمند تھے بڑے کا نام شمس الدین چھوٹا نور الدین علم و فضل میں باپ کے قدم تھم گئے بلکہ کسی بات میں نہ کم تھے جب اونکے باپکا انتقال ہوا شہر یاد قدر دان تھا بہت ملال ہوا بیٹوں کو بلاکے ماتم پرسی کی فرمایا دنیا مقام گذران ہو دم لینے کی جان میں قافلہ روان ہوا اس ماتم میں صبر کر و انتظام ملی و ملکی میں دل بہلا و طبیعت پر جبر کر و یہ سمجھا کے ایک کو وزیر کیا دوسرے کو نائب اور اوسکا مشیر کیب خلعت عنایت ہو و دونوں نذر دیے ادا ب بجالائے منصب اعلیٰ سے ممتاز ہو کے گھر آئے اس طرح عمدہ وزارت کو رونق دی چمکایا کہ وزیر اول کو بادشاہ کے دل سے بھلایا ایک نوبہ صحت طعام باہم یہ کلام ہوا بڑے بھائی نے کہا جس طرح ہمارے بھتارے رل بط ہر ہم تم بھائی ہیں اسی طور پر دو عالی خاندان بخت عورتیں کہ وہ بھی آپس میں حقیقی بہنیں ہوں ایک شب اونکو عقد میں لائیں عمدہ پوشاک ایک رنگ کی دو کو پہنائیں چھوٹے بھائی نے لحاظ سے جواب دیا بہت خوب اب بڑے صاحب بڑھے خدا کے کارخانے میں دخل کرنے لگے کہا ایسی کیب ہو کہ دونوں عورتیں ایک شب حاملہ ہوں اور ایک فرزند وضع کرے کہ میرے مشورے میں نہ خلل ہو میرے لڑکی بھتارے فرزند ہو اوسی دن عقد ہو باہم سلسلہ بند ہو چھوٹے بھائی نے کہا بہر کیف جبکہ افتخار حصول ہو گا یہ بھی قبول ہو گا پھر بڑے صاحب بولے ایک شرط اور ہر مقام عورت تم اپنے ول بند کے بدلے مہر و دستخط یہ لکھ دو کہ صرف شادی کے علاوہ تین ہزار سرخ

ریال اور تین پر گئے زریریا لامال اور تین لونڈیاں ماہر و عزیزین کیسو میری بیٹی کے صرف اور خدمت کو دوں گا
چھوٹا بھائی بولا یہ بات مانو ننگا حسب نسب میں برابر تھا راہس ہوں کیونکہ یہ قبول کروں بلکہ تم کو لازم ہے ہمیں
ایسا دو اور اس سامان سے نخصت کرو کہ جو دیکھے حیران آئینہ دار ہو و ووزد یک مشورہ یہ اخبار ہو القصد حفظ
نصو خیالی امور لاوبالی پر اس قدر گفتگو کو طول ہوا کہ ترک یار و دیار حصول ہوا و مگر سلطان والا شان بغیر مگر
شکار سوار ہوا بڑا بھائی بہرہ رکاب چار و ناچار ہوا چھوٹے بھائی نے فرصت پائی شب کی تکرار سے حیثیت
دل دماغ میں سمائی فوراً شہر سے باہر نکلا سرگرم راہ ہوا کئی دن کے بعد سواری کا گھوڑا راہ میں مری گیا پاؤ پائی
قد مہوس ہوئی منزل کالے کوس ہوئی بہر گیت کچھ راہ طرکی چلنے کی عادت نہ تھی پٹلیاں سوچ گئیں تلون
میں چھالے پڑے قدم اوٹھانے کے وقت میں الے پڑے ایک شخص گھوڑے پر سوار بانسے کی طرف
سرگرم رفتار تھا اس سے انکے حال زار پر رحم آیا اپنے گھوڑے پر بٹھایا القصد بانسے پاؤ پائی مہیت کڈائی تقدیر
بانسے میں لائی چوک میں جب آیا بچو بڑھائیو کا غل بند پایا بانسے کا وزیر اعظم شہر کی حقیقت عیت کی
کیفیت دیکھنے کو نکلا تھا نور الدین کو دیکھا اجنبی غریب الوطن بتلا سے بیخ و من سمجھ کے قریب بلایا سواری کو
استفسار حال فرمایا اسنے کہا مصری ہوں کیو وولد ہو بھائی کی سو مزاجی سے ترک یار و دیار کیا تھا سفر
غربت اختیار کیا یہ غم ہے کہ تارلیت وہاں نہ جاؤں نہ اونکی صورت دیکھوں نہ اپنی شکل دکھاؤں وزیر
قیافہ شناس اپنے ہمراہ مکان پہلا یا مہمان فوزی کا ڈھنگ دکھایا کچھ دن جو صحبت ہوئی لیاقت
قابلیت یانت و امانت جو ہر شرافت کی کیفیت کھل گئی ربط بڑھا محبت کرنے لگا ایک دن عالم تنہائی میں
نور الدین سے کہا بگوش ہوش میری بات سن سمجھ کے اسکا جواب دے میں چراغ سحری ہوں بزم جہانک
سفری ہوں میری چشم و چراغ خانہ رونق کا شانہ ایک بیٹی خوش سلیقہ ہنرمند پر پی سکیا چہ چین ہر اس
صورت و سیرت کی دوسری اس شہر میں نہیں ہے بہت سے امیر و امرا کا پیام آیا بیٹے انکار کیا لیکن بیٹی
چال ڈھال بر میں فریفتہ ہوا طبیعت نے ناچار کیا اگر تو اسکو قبول کرے تو شادی کا سامان تیار کروں
عزیز و یگانوں سے اظہار کروں نور الدین نے جواب دیا آپ میرے محسن ہیں آزدہ کرنا مجھ کو گوارا
نہیں جو کچھ ارشاد ہو جائیوں بجز اطاعت چار نہیں وزیر بہت مسرور ہوا عوسی و دوا موی کا سامان

شامی کا دربار سے لگا اور بادشاہ سے اجازت لی تقریب میں روساے شہر کو طلب کیا انظار حال سب
 کیا اوس وزیر نور الدین نے کہا اجتک میں اپنا حال پوشیدہ رکھا تھا ہرگز بنا بیچارہ سمجھا اب انکار کھنا بیجا ہو جتدہ
 مصر کے فریر کا بیٹا ہر باکچا نام بتایا بھائی کی سفارست کو از آغاز تا انجام بتایا باپ کا مخیر عالی ہمت
 مقرب بادشاہ تھا عالم تمد کا آگاہ تھا چچ تو اوس وزیر کی فرط خوشی سے عجیب حالت ہوئی بقول مشہور ہوئے
 ملک کیا غنچہ سب سے کھل گیا وہاں کا یہ معمول تھا پہلے نکاح ہو جائے پھر اور رسم عمل میں آئے اوسی جلیسے
 قاضی القضاة کو طلب کیا عقد کا سلسلہ مستحکم کر دیا نور الدین کو حمام میں لے گئے پوشاک عمدہ و نفیس پہنائی
 سر سے پاتک جو اہر میں سجا نوشہ بنا کے خسر کے حضور میں پیش کیا یہ آداب تسلیم بحال آیا اوسے گلے
 لگایا برابر بٹھایا کہا تم نے غریب لوطنی کا باعث جو بیان کیا اوس میں سراسر مختارے بھائی کی خطا ہو وہ کہو
 اتنا بڑھیا حماقت کو اس درجے پر پہنچایا کہ بھائی سی شو کو ہاتھ سے کھویا گھر ڈوبو یا لیکن ازل سے
 ہمارا تمہارا میل ہونا تھا اس ہانے سے ہوا پھر محلسہ میں بھیجا دوطن و وطن ایکجا ہوئے غنچہ سب سے کھلا کامیاب
 مدعا ہوئے اب سانچہ شمس الدین کا جو اسکا بڑا بھائی باعث و منت پمائی ہوا سنوا اوسی روز وہ بھی مصر میں
 کتھڑا ہوا شب عقد و نقد دونوں کی بیبیاں بار لائیں تو مینے کے بعد ایک دن شکر آبر لائیں جسب تمنا بڑا
 صاحب کی گود میں بیٹی آئی یہاں بزم طرب نے فرزند سعادتمند سے زینت پائی نور الدین نے بر الدین بیٹے کا
 نام رکھا وزیر نو اسے کی صورت دیکھ کے انتہا کا شاد ہوا بادشاہ کے حضور میں حاضر مع داماد ہوا دونوں کو
 خلعت سرکار سے مرحمت ہوا دھوم سے چھی ہوئی کسیکو جوڑا کسیکو گھوڑا یا کوئی ذمی حق محروم نہ رہا جب اس
 جلسہ طرب سے فرصت پائی وزیر نور الدین کو بادشاہ کے حضور میں لگیا طول سن بیان کن دن عرض کر کے
 وزارت کا خلعت لوایا نور الدین نے ہوشیاری کا رگڑاری سے وزارت کی کپڑی کو خوب چمکایا اچھا انتظام
 کیا عدالت و حق سنی کا شہرہ مچا خوب ہتمام کیا رعایا برابری سے ہفت ہزاری بلکہ تمام خلقت راضی
 ہوتی جدید قواعد سے فراموش رسم باضی ہوئی اسہونکو قراق رہنوزن سے ملک کو چورا و حکومت کیا
 زبردست کوزبردست گزندہ ہوئے خوب انصاف کیا جب نور الدین کا فرزند پانچ برس کا ہوا وزیر عظم جو اسکا
 نانا تھا پہلے اوسی کا دور تھا زانا تھا اکثرت سن صغیر کے دن جو دیکھے دنیا کو پونچ سمجھا یہاں سے کوچ کیا

برمی جگہ کوچھوڑا مقام قدیم کا رخ کیا اور صحر سے منہ موڑا نورالدین نے بوضع معقول موافق معمول طے تے تک
 وچٹھام سے جنازہ اوٹھا یا امیر امرا شہر کا چھوٹا بڑا عالم فضل شرکت کو آیا بعد ادا سے نماز زینر میں چھپا یا اس
 تام نے سبکو غمگین بنایا و فقہ فرط قلوب سے برق ہندہ روز خرمین شب پر گرمی اساس سرت کو جلا یا ترک سپہ بھی
 ماتم زدوں کے دیکھنے کو افروز اندو دوسرے پر گھر کے زین نکل آیا ساتی دوران نے جام بلورین شراب
 شبانہ سے بھگے درمی کشان ہر کا خمار توڑا خواب غفلت سے ہوشیار کیا زمانہ کارنگا کے گون دکھایا است
 لایقل نچھوڑا شہزادہ تیر ہوئے دم بخود رہ گئی دنیا زاد کے دیدہ پر نم سے آنسو کی ندی بہ گئی شہیر مار خوش
 اطوار بعد عبادت پروردگار سر پر سلطنت پر تمکن ہوا شب کی تیرگی دور ہوئی دن ہوا ملازمان بارگاہ فرید
 امیر دو لخواہ اپنے اپنے کاموں پر آنا وہ ہوسے پہلے دستور دستور دان نے شہر کا پرچہ بار بڑھا حکم کو
 کو تو ال شہر آگے بڑھانا نصف النہار شہیرا معاملات سلطنت میں دل بہلاتا تھا اسپر فسانہ لیس بانہ شہر کا خیال
 آجاتا تھا دربار برخواست داروغہ باور چہانہ حاضر ہوا اہتمام میں مصروف نواب ناظر ہوا خاصہ نوش فرما کے
 ایک ساعت آرام کیا زمانہ کی دورنگی نے دلکی و فنی کو تمام کیا سقف لاجوردی میں شہر مائے نجم سے قندیل
 و جھاڑ روشن ہوئے ثوابت کو سیار کے چراغ جلنے لگے مہربے مہر عالم افروز کا خواجگاہ مغرب کی سمت نہ پھرا
 دنیا کے رنگ بدلنے لگے شہیرا کو اسی کا انتظار تھا بقیر تھا آرام گاہ میں تشریف فرما ہوا شہزاد کی طلب ہوئی
 کچھ دیر ذوق مشوق کی گفتگو رہی بچت فرمایا نورالدین کا کیا حال ہوا شہزاد نے عرض کیا بعد تخمینہ و تکفین
 نورالدین وزارت کے شغل میں مشغول ہو گیا ایام ماتم جب گزرے بادشاہ کے حضور میں آیا خلعت فاخرہ
 پایا بادشاہ نے سمجھا یا یہی رہے و ہرم دنیا ہر دن رات ڈھرا کا ہر محل نفس ذائقۃ الموت خداوند عالم
 خود فرماتا ہوں نام الزنیاک ہو تو کچھ دن رہ جاتا ہوں اب بدرالدین اسکا فرزند ارجمند سات برس کا ہوا اسماعیل اوسب
 خوشنویس علم و فن کے کامل عالم واصل اسکی تربیت کی واسطے ملازم ہوئے بیٹھنے لکھنے سیکھنے لگے العبد کچھ کچھ ^{طلب} ^{کلیت}
 اسکی جاہلک و چیت تھی عقل سلیم درست تھی بہت جلد ہر علم کسب و فن سے خوب ماہر ہوا عقل کی جود
 طبیعت کا زور ظاہر ہوا ایک روز نورالدین بادشاہ کے حضور میں لیکیا بدرالدین نے قرینے سے نذر
 دی آداب سلطانی یکشاہہ پیشانی بیالایا مطلق خوں ہوا نہ گھبرا یا نہ کچھ عرب سلطانی آیا بے سستہ

حضرت طلبیانی نے یہ مصرع فرمایا ع سالی کہ نکوست از بهارش پیداست پد اسکے میوہ کھانے کو مشاہیر
 قریب ہوا گویا اوسید لسنے نوکر ہوا اب خواہش تقدیر گردش فلک بے چہرہ ہوئی کہ خرد سالی میں سایہ پدر مہربان سر پر نہ رہا
 ہر شخص یتیم کہے یہ جگہ تو بہت پوج و پوج ہر تلون اسکے کارخانوں میں شام و سحر ہو نور الدین کو مرض مہلک ہوا
 دو اسے سخت نظر نہ آئی بلکہ طبیعت زیادہ علیل ہوئی دنیا سے کوچ کی تیاری سفر کی سبیل ہوئی مصر
 مرض بڑھتا گیا چون چون دو اکی ۱۰ بدر الدین کو شدت مرض میں بلایا چند وصیتیں کر کے بچھایا اس سرن کی
 یتیمی اور یرے ماتم میں صبر کرنا دل پر بہ کف جبر کرنا تمہنے سنا نہیں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور یہ چہرے
 و طاس و پنتا ہوں امانت پر سچے کے احتیاط کرنا میرا سب حال اور مال تاریخ وار ہمیں رقم ہو مطلقہ سچا ہر
 بیش کم ہر کسی موقع پر کام آئے گا شکر سٹائے گا اور یہ چند باتیں دستور العمل اگر ہو گئی تمام عمر سچ ہو گا نہ مال
 ہو گا نہ جاہ و ثروت میں کمی دولت کو زوال ہو گا وغیر جنس کو مصاحب یا نہ بنانا راز کا امر کبھی کیسے رو برو نہ
 پڑنا نا ظلم و جبر کا شیوہ اختیار نہ کرنا مجرم و گناہ کسی کو ذلیل و خوار نہ کرنا و گرنہ بندہ اسے خدا صبح و ساد عاے
 کرینگے ایذا پہنچانے میں کد کرینگے کسی کی حاجت پر لاؤ گے محتاج نہو گے جو کسی کو کچھ دو گے بہت کچھ
 پاؤ گے فضول گوئی میں خفت اوٹھاؤ گے نشہ حرام ہو دو تلون جگہ بڑا انجام ہو افراط و تفریط کا خوف
 ضرور ہو شیطان سے انسان مجبور ہو اسراف محتاج ہونے کا سامان ہر سخت میں دشمن خود او جب اللہ عزوجل
 جہل خود خلق کی نظر میں ذلیل ہو و طعن ہوتا ہو یہ چند باتیں سمجھا کے فرزند کو گلے لگا کے پیار کیا آنگے چونکہ
 کی دنیا سے گذر گیا گھر میں کھرام مچا ہنگامہ محشر برپا ہوا بدر الدین بہت رویا پھر طبیعت کو سنبھالا باپا
 نصیحت کو یاد کیا بڑے کرو و فرا و انتظام سے مجمع خاص و عام سے جنازہ اوٹھایا و قن کے بعد چہلم تک
 خانہ نشین بہا باہر نہ آیا دربار بادشاہ میں بھی حاضر نہوا در انداز غماز و نگو موقع ملا گنجایش پائی خلاف مزاج
 سلطان حقیقت سنائی یہاں تک کہ بادشاہ آمادہ دولت و خواری ہوا حکم گرفتاری ہوا دوسرے شخص کو
 وزیر کیا اس بے پدر پابند سلسلہ مصیبت کی اسیری کا حکم ہوا نیا وزیر کچھ لوگ ساتھ لیکے خانہ تاراج
 و گرفتاری کو چلا اتفاقات نہ مانہ اسکا غلام کسی کام کو پھر سی وزارت میں گیا تھا یہ خبر وحشت اثر سنے دھنکے
 دوڑا بدر الدین سے کہا جلد بیان سے فرار ہو وزیر حال مجمع کثیر سے آتا ہو دیکھئے فلک کیسے بڑے دکھاتا ہر

سائل کا زمانہ نہیں کہتے مہینے کا ٹھکانا نہیں یہ پچاڑا مصیبت کا مارا فوراً پادرس سے منہ چھپا دوسرے دروازے سے
 نکل گیا گورستان میں باپ کا مقبرہ عالی شان بنوایا تھا وہاں جلے چھپے ہاشام قریب تھی اندھیرا ہو گیا ناگمان ایک
 سو ڈالر ہو دی ہاں آیا پچان کس سلام کو سر جھکا یا کہا غیر وقت تھا آپ یہاں کیوں آئے ہیں جو اب یہاں بیٹھتا
 کو باپ کی قبر پر آتا ہوں کسٹیکو ہمراہ نہیں لاتا ہوں اوستے کہا آپ کے جہاز مال لپٹے گئے ہیں ایک جہاز کے
 اسباب کا میں خریدار ہو کے آیا ہوں یہ ہزار ریاں بیعانہ کے لایا ہوں یہ تو تیرہ دست گھر سے نکلا تھا اس مقصد
 کو عنایت خدا بھجھا راضی ہوا یہودی نے جیب سے قلمدان نکال کے رو برو رکھا انھوں نے بیج کا اقرار لکھ دیا یہودی
 توڑ دیکے کاغذ لیکر روانہ ہوا یہ شب کو باپ کی قبر کے پاس سڑ رہا اپنا مال کار سوچتے سوچتے سو گیا ایک جن کو مقبرہ
 پسند آیا تھا اپنا سکن بنایا تھا اوس نے جو اس بے پدر نوجوان بتلا کے گردش آسمان کو دیکھا صورت پر شایا ہوا
 دیر تک بظن غور کو دیکھتا رہا پھر میر کو نکلا راہ میں یہی سے ملاقات ہوئی باہم نقل و حکایات ہوئی جن نے
 کہا آج خلقت بشر سے وہ پر می پکیر نظر پڑا ہر دیکھنا تو کیا کبھی سنا نہ تھا اگر تم دیکھو گے دنیا تیرہ دن نظر آئیگی
 پرستانگی اہ بھول جائیگی یہی شتاق ہوئی جن او کو ساتھ لیکے مقبرے میں آیا اوس خفتہ بخت زندہ درگور کو
 دکھایا بجز دنگاہ پیری نے سرداہ کھینچی جن سے کہا تو پچاڑو واقعی ایسا حسین کم دیکھا ہو بہر حال ایک عالم دکھایا
 پچھر کہا اچھی میں شہر کر و سے آتی ہوں نیا تماشہ نظر آیا ہو جو سنے گا ہوش بجا نہ رہے گا مگر کے بادشاہ کا وزیر
 شمس الدین نام ہو بیٹا اسکی غنچہ دہن گلفام ہو بادشاہ او سکے حسن کا شہرہ سنکے ناویدہ فریفتہ ہوا وزیر سے
 او کا طلب کار ہوا او کو انکار ہوا عرض کی خداوند نعمت میرا چھوٹا بھائی جسکو حضرت نے میرا نائب کیا تھا میری
 کج بختی سے وہ آوارہ وطن ہوا اور درنج و محن ہوا باہم اقرار تھا کہ اگر ہماری تمھاری اولاد ہو تو ہمیں اونکا
 بیاہ کر میں گے غیر کو نہ نیگے اکراہ کرینگے مدتوں او کی خبر نہ ملی اب میں نے سنا ہو بانسے میں وزیر ہو اٹھا وہ
 تو مر گیا بیٹا او کا باقی ہو چکا او کی شتاقی ہو گوی بھائی دنیا سے سفر کر گیا ہو مگر میرا دل کہتا ہو کہ اس وعدے کی
 بیٹے کو خبر کر گیا ہو چاہتا ہوں ایفائے عہد کروں میرا گھر آباد ہو او کی روح شاد ہو یہ حال سنکے بادشاہ
 برہم ہوا فرمایا اس نافرمانی کی دیکھو تو کیا سزا دیتا ہوں بدترین خلق سے اسکی شادی ہوگی تیر غلام بڑی
 ہوگی یہ کہ کے اپنا غلام کر یہی نظر کٹر اباؤ نکالنا لکھیں نہ رد بڑے بڑے دانت کو تاہ گروں کو تجویز کیا وزیر کو

سلمان شادی کا حکم دیا چارناچار حکم حاکم مہاجرک مہاجرات وزیر کو کچھ بن نہ آیا جان و مال و عزت و حرمت کے
 جانیکا خوف کھایا اوس پر پیکیہ جز نزا کو وطن بنایا بادشاہ خدا ناس کے حکم سے کبر افزیت دو طہا بن کے
 آیا جگہ اوسکی صورت نفرت ہوئی بادشاہ کی بوج حرکت حیرت ہوئی یہ جلسہ بریط و یکھا نگیا جلی آئی بد قسمت
 وزیر اوی کو تقدیر نے یہ شخص صورت دکھائی یہ سنکے جن پر پی کو ساتھ لیکے وہاں گیا خدا کی قدرت اوس وقت دیونو
 وہاں ہو چکے کہ دو طہا کو جملہ عروسی میں لیگئے تھے اور اوسکے عزیز قریب بہنی خوشی کے بدلے رو رہے تھے
 دفعہ جن نے اوس کڑیکو وہاں سے اٹھا کے باخانے میں سر کے بل اوندھا کھڑا کر دیا اور اپنی مہیب صورت
 دکھائی اوس پر خوف ایسا چھایا کہ پاخانہ کیا نکل پڑا بلکہ کانچ نکل آئی خوب لت پت ہوا پھر غصہ سے کہا خردار
 صبح تک اگر یہاں سے قدم سر کایا تو فوراً گردن توڑ کے جیتا نہ چھوڑو نگا جو تے مجھڑو نگا پر سی سے کہا یہاں تم
 ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں بالسرے سے اوس جوان رعنا کو لاتا ہوں چشم زون میں وہ جن بالسرے ہو چکا
 اور بدرالدین کو لاکے وطن کے پہلو میں بٹھا دیا جن نے بدرالدین سے راہ میں سب حال وزیر کا شادی و
 انکار کرنا بادشاہ کا بیزار ہو کے کڑے غلام کے ساتھ قرار دینا کہا یا تھا وطن نے جو اسکی صورت دیکھی وہ ہوئی
 بند فکر سے آزاد ہوئی گو بات کرنے کا وہ دن نہ تھا لیکن سمجھنے کا سن تھا خوشی سے بے اختیار ہو کے بوجھا
 صاحب تم کون ہو ماجرا یہ کیا تھا مجھ کو تو موت کا سامنا تھا اوسنے جو ایسا میں بھٹا را شوہر ہوں تمہارے باپنے
 فرمان سلطانی سے سربانی کی کڑے کو دو طہا بنا کے بھیجا ہنس تھی یہ سنکے وطن یا وہ مسرور ہوئی باقیانڈ
 وحشت دور ہوئی خوشی و رغبت اوس فرک کا کام کیا سرخروئی سے آرام کیا گجر سے پہلے جن نے بدرالدین کو
 وطن کے پہلو سے اٹھا لیا اور وازہ جامع مسجد مشق پر لٹا دیا اس اثنا میں سپیدہ صبح چمکا طلوع آفتاب کا
 غلغلہ مچا شہزاد حیرت سے نقش دیوار ہوئی دنیا زاد بقرار ہوئی کہا بن کچھ تو اور کو وہ بولی خدا کا نام
 لو شام کی منتظر ہو شہریار متوجہ عبا و تخانہ ہوا اسکی جان بخشی کا باعث فسانہ ہوا جسم شہریار بیت سلطنت
 میں آیا ارکان دولت نے جہہ سائی کو سر جھکا یا مقدمات ملی پیش ہونے لگے مجرم سزا کے ڈر سے رونے
 لگے آتش نمل میں جن تمام ہوا اور بار برخواست قریب شام ہوا شہریار نے خلوت سرائی غمیت کی کچھ دیر ستر حمت
 کی تھوڑی است رہی شہزاد سے کہا پھر اوس نوجوان پر گشتہ نیت کا کیا حال ہوا اوس نے عرض کیا جسم شہریار کی

صدابند ہوئی تارسی مسجد کے دروازے پر آئے دیکھا ایک شخص شب خوابی کا لباس پہنے کوئی بائیں رخ و ہنستہ تھا غافل
 سوتا ہوا صفحہ صافی معلوم ہوتا ہر کسی نے کہا نشہ شراب کا ہے کوئی بولا عالم شباب کا ہے آواز سے بدرالدین کی لکھ
 کھلی چونک پڑا مسجد کا دروازہ نظر آیا گردنار یونیکا غول بابا پوچھا صاحب جو تم کون ہو مجھ کو کیا ہوا کہا اسے کہا
 ہو پوچھا وہ بولے یہ دمشق کی جامع مسجد ہے بدرالدین بولا اجل جلالہ اول شہو گورستان بانسہ سے میں سویا
 پچھلے پہر وطن کے پاس وفات کو کھویا دم سحر و دمشق کی جامع مسجد نظر آئی ہو کیا گردش تقدیر نے دکھائی ہے
 اوس مرہ میں ایک مرد پیر تھا وہ بولا امی جو ان رعنا یہ کیا کہا کہاں بانسہ کا کجا کہ وہ کہاں دمشق کی گفتگو مجھ سے
 خدا تمہارے کیا تیرے دماغ میں کچھ خلل ہے بدرالدین سوچا میرا کلام لغو سمجھنے کے یقین نہ آیا بلکہ مجنون جا
 چکا وہ بولے اے شہر کبریٰ جلا وہ مجمع بھی ساتھ ہوا کوئی کہتا تھا یہ خود رفتہ دیوانہ ہے کسی نے کہا نشہ میں
 مستانہ ہے جب اوسے سفر ہوا بازار میں جلوائی کی دکان تھی بے تکلف اوس میں چلا گیا وہ جلوائی بی بی
 سرگروہ قزاقوں کا تھا بہت قافلے لوٹے تھے راہ روا اسکے پنجہ ظلم سے کم چھوٹے تھے تھوڑے دو تھوڑے
 اس کام کو بڑا سمجھنے کے چھوڑا تھا خدا نے ہدایت کی اہ راست پر آیا اوس کو چہ سے منہ موڑا تھا اب اسکے جلبن
 و رہت بائیں سے خلقت راضی تھی فراموش سرگذشت ماضی تھی لوگ اسکا لحاظ کرتے تھے صاحب
 جرات سمجھنے کے ڈرتے تھے شہر دمشق میں دکان جہا کے جلوائی مشہور ہوا تھا بتامی کا دھبہ دور ہوا تھا
 اوس نے دیکھا یہ غریب الوطن شریف خاندان ہے تنہائی سے مضطرب پریشان ہے پاس بٹھایا دیکھوئی کی حال چھا
 اسنے ابتدا سے انتہا تک جو گذرا تھا بیان کیا وہ سنکے بہت حیران ہوا لگتا سچا سمجھا جواب دیا تیرا سا نہ عمر
 و حیرت افزا ہے ایسا ماجرا کسی نے کاہیکو سنا ہے ظہور قدرت قادر قدیر ہے اوسکے اختیار میں تقدیر ہے لیکن
 گذشتہ راصلوۃ اب کسی کے رو برو اپنا حال اظہار نہ کیا میں لا ولد ہوں جو تو راضی ہو تو اپنا بیٹا تجھے
 مشہور کروں کام اپنا سکھاؤں دو پیسے کا مرد و رکروں اگر تیرے اس شیرین لب کو جلوائی کا کلام سن
 معلوم ہوا لگتے صلحت وقت دیکھنے کے قبول کیا اوس نے نملا کے کپڑے بلوائے کو تو ان شہر کے شہ
 لیگیا کہا میرے بیٹا ہے خفا ہو کے چلا گیا تھا آج آیا ہے گھر بسایا ہے پھر گھر میں لاکے جو کچھ نقد و جنس تھا
 سامنے رکھا مالک کر دیا دمشق میں جس اسکا نام ہوا کار بار کرنے لگا سپردگان کا اہتمام ہوا میان وطن کا

نقشہ یہ ہوا مگر جو انکے کھلی شوہر کو پاش پایا بول و برار کا خیال آیا یہ تو اس کے ہنظار میں تھی شمس الدین وزیر کا باپ
 و حجرہ پر کیا نام لیکے بکار و وطن اٹھی بکشا وہ پیشانی دروازہ کھولا خندہ روئی سے باکلو سلام کیا شگفتہ خاطر سی
 کلام کیا وزیر غصہ سے جل گیا چہرہ کارنگ ٹل گیا کہا اسی بد بخت تو زندہ رہی نہ گئی چکا کیشا طہ روزگارے فہوش تو
 دنیا کا چہرہ سفیدہ سحر اور گلگونہ مہر سے چمکایا نوشاہہ سین غنار کلاہ مزرد نور شہر سر پر کلمہ کے جملہ مشرق سے نکال آیا
 شہر زادہ نئی وطن کی صورت خاموش ہو گئی تیرگی شہت پوش ہو گئی شہر بار بقیار اوٹھا مسجد میں داخل ہوا فرض و سنت اور
 کی بعد عجز و نیاز دعا کی پھر سوار ہوا راجا بربا غریب غربا کا حال دیکھا اٹھ کر فہ کا جہان دیکھا دو تین گھڑی مل بہلا
 دیوان عام میں رونق افزا ہوا مگر اتکا خیال لگا ہوا تھا ارکان سلطنت ترقیخواہ دولت حاضر ہوئے وزیر نے
 اخبار کے پرچے سنائے کو تو ال مجرم گناہگار و نکور و بر و لائے قاضی کے حکم مفتی کے فتوے کھائے
 سلطان عادل نے سب کچھ دیکھ سکے مجوسو نہیں سے بے جرم جہا کیے تفتیشی رجن لیے علی قدر قصو تغذیر کا حکم دیا
 بستون کو خانہ جزمین بھیجی کسی کی قضا آئی کسی نے مار کھائی کوئی رہا ہوا جرمانہ داخل کر کے اپنے گھر گیا پھر
 جتے جتے یہ اخبار بھی گذر گیا غاصے کا وقت آیا نعمت خانے میں تشریف لیجا کے خاصہ نوش فرمایا ہر ایک کا
 اپنے اپنے کام میں مصروف ہوا دربار موقوف ہوا پھر فلک شہدہ گر اپنی نیرنگی پر آمادہ ہوا اندھیرے کا ارادہ
 ہوا بدستون بہا کے بطور وزیر کے کباب لگائے نقشہ کوٹالیا جام آفتاب سیہ خانہ مغرب کی سمت اوچھلایا
 ونگی چمک جو اللہ ظلام ہوئی تیرگی کا زمانہ آیا شام ہوئی بادشاہ اسی کا مشتاق تھا چار پہر کا فاصلہ سخت شاق
 تھا شہر زادہ کو یاد فرمایا باقی ماندہ قصہ کو ارشاد فرمایا شہر زادہ نے عرض کی وزیر زادہ نے باکلی خوشگین تیر سنی
 متیر ہوئی ہاتھ باندھ کے بولی آپ جنت برنج و غم کھاتے ہیں بغیانہ غصہ فرماتے ہیں شاید اویں نطفہ حرام
 کبڑے غلام کا قصہ و دلیل لاتے ہیں وہ ملعون دفعہ غائب ہو گیا ساتھ عجبائے ہو گیا میرا عقد جو ان رعنا
 ہوا ہوا آپ جو ملاحظہ فرمائیں گے فریفتہ ہو جائیں گے وہ شاید رفع ضرورت کو گیا ہو لباس اوس کا کرسی پر رکھا ہو
 وزیر بیٹا باندہ اوسکی تلاش کو نکلا پانچ نیکے قریب جو آیا کبڑے نے آواز سچائی رو کے چلا یا وزیر کو بچار اپنا
 حال دکھایا کہا آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا جن کی محشوقہ سے میرا بیاہ کر دیا وزیر نے بھر کے جو دیکھا
 وہی کبریا حاضر و رکی دیوار سے لگا اوندھا کھڑا ہر تمام بدنہیں براز بھرا ہوا وزیر پہلے تو ڈرا پھر سنسکے بولا تو سیدھا

حال بیان کر وہ بولا درست ہے آپ چاہتے ہیں یہ جان سے مارا جائے و پھر برسرِ نظر نہ آئے وہ مجھ سے
 فرما گئے ہیں جب تک سورج منکبہ دکھائی نہ دے گا سیدھا نہونگا والا وہ جتنا چھوڑے گا میرا بند بند توڑے گا
 یا تو انھوں نے سرنگون کر کے دیوار سے لگا یا ہینے صورت اونکی جو دیکھی کے مارے ہگیا اور نہ سے
 ہونے سے منہ تک بڑ کے آیا ہر ذریعہ سے ہنستے ہنستے لوٹ گیا حلال خور کو بلا کے اوکو سیدھا کیا جو بین
 اوکا پاؤں زمین پر لگانو کہ گو اچھا لانا بھاگا پھر کے نزدیک گوز زمین پر کسی بارگرا و ہائے وزیر مسکراتا اپنی
 بیٹی کے پاس آیا اوس نے دو لٹھا کی پوشاک دکھائی بگڑی وزیر اے موصل کی بندش برتھی اور ہزار
 ریال تھیلی میں تھے بازو کا تعویذ نظر آیا اوکو جو کھولا بھائی کے ہاتھ کی تحریر لکھی جو قریب مرگ بیٹے کو
 اوس نے لکھ دی تھی اور پرچہ اسحاق یہودی کا جیب میں پایا اوس میں بیضمون نظر آیا کہ بدرالدین
 پسر نورالدین وزیر کو مال جہاز فیض نامتناہی کی قیمت میں ہزار ریال بطور بچانہ دیے باقی مال ہرچہ
 اور حساب ہونے پر رہے یہ نوشتہ تقدیر وزیر دیکھ کے غش کر گیا بھائی کو یاد کر کے نالہ و فریاد
 کر کے بیٹی سے کہا الحمد للہ حق بھدار رسید جو دل چاہتا تھا وہ ہوا تیری بشارت بہت بجا ہوتی
 خسریہ حقیقی بھائی تیرا چچا ہے اور یہ ریال تیرا ہے اس پر اوسکی مہر ہے پھر بھائی کی تحریر بغور دیکھی لکھا تھا کہ
 فلان تاریخ کیر سے روانہ ہوا راہ میں سواری کا گھوڑا مر گیا پیادہ پائی کو بہانہ ہوا ہزار خرابی بانسٹر
 میں گذر ہوا نصیب سیدھا ہوا وزیر کا بہ نظر ہوا فلان دن اوسکی بیٹی سے میری شادی ہونی چاہی
 پرچہ کو اختیار ہو گیا خانہ آبادی ہوئی اس قدر مدت کے بعد فرزند ماہ جبین یوسف لقا حسین پیدا
 ہوا عالم شیدا ہوا بدرالدین حسن نام رکھا چھٹی کا جلسہ عام کیا دعوت و مہارات میں بڑا اہتمام کیا خلعت و
 انعام نقد و جنس حوصلہ سے زیادہ دیا کوئی مستحق محروم نہ رہا شمس الدین نے اپنی شادی اور لڑکی پیدا
 ہونے کی تاریخ جو ملائی برابری پائی شگفتہ خاطر کی کا گل بھولا آئینا کا حال وہ سب رنج و ملال بھولا
 اوس وقت بادشاہ کے روبرو بیخوف و خطر حاضر ہوا خط بھائی کا بھتیجے کا لباس دیکھ کر کھائی وہ کبریا
 سانچے کے متحر تھا اس ماجرے سے بہت عبرت آئی فرمایا یہ قصہ حقیقت میں دیدہ ہر شنیدہ کہیں اندر
 سے حق بھدار رسید اور اپنی اوس کے نام و شہسار ہوا وزیر سے غد کر گیا شمس الدین اوس وقت اوسکی تلکین

مصروف ہوا ہر سو درگاہ تاجر و سیاح سے دریافت کرنے لگا مگر کچھ پتہ نہ ملا تھا کہ بیٹھہ ہا کچھ دنوں میں بیٹھی کا محل ظاہر ہوا تو میں نے برج محل سے چاند کا ٹکڑا پیدا ہوا ناوانا و نانی کا دل شدید ہوا ناوانا نے نواسے کا نام گلغام رکھا ناز و نعم سے پرورش کرنے لگا جب سات برس کا سن ہوا مدرسہ شاہی میں عالم فاضل ہر فن کے کامل جمع تھے وہاں پڑھنے تعلیم پانے کو بھیجا وزیر کا نواسہ جہان کاچین مہیا گڑھ پڑھنے لگا طبیعت کا تیز ذہن سا جودت خیر تھا تین چار برس میں علوم و فنون میں کامل ہوا و آراغ حاصل ہوا اور اڑکے ہم مکتب وزیر کا نواسہ جانتے ہمیں وہ اس کرتے تھے اسکا بہت لحاظ و پاس کرتے تھے اور یہ اونکو حقیر سمجھتا تھا جب چشم کم دکھیتا تھا ہر ایک اسکے ہاتھ سے الم دکھیتا تھا مشہور ہے کہ اس گروہ سے شیطان ناچار ہوا ہر لکڑی کر کے لڑکا سوار ہوا ہر ایک لڑکا و نمن بہت چالاک انتہا منہ چھٹ مہیاک تھا اس نے کھیلے کھیلے کہا تم سب بہن اور ماں باپ کا نام بتاؤ جو نہ بتائے گا وہ حرام کا ہے گو بادشاہ زادہ ہو مگر کس کام کا ہے سب نے نام بتا کے چھٹی پائی گلغام کی نوبت آئی اس نے شمس الدین بابکا نام بتایا وہ بولا یہ تمہارا ناہر بیان باب کا نام بتانا ہر اسکو تو معلوم نہ تھا شرمایا کھسیانا ہو کے مانگے پاس آیا کہا میرے باپ کا کیا نام ہے اس نے کہا شمس الدین وزیر وہ بولا یہ تو تمہارے بابکا نام ہے مجکو اس سے کیا کام ہے یہ سنکے اسکو انتہا کارج ہو اصدیت میں گھر گئی شب عروسی اوس دن آنھو میں بھر گئی یہ دونوں ماں بیٹے روتے تھے کہ وزیر باہر سے آیا بیان یہ نگاہ برپا پایا اوسے پوچھا بیٹی نے لڑکوں کا سوال گلغام کا ملاں بیان کیا وہ سچی و نے لگا دین سوچا یہ ناچر تمام شہر جانتا ہوتا نکار ہنا اسکے لیے برابر اوس طرح پریشیاں خاطر بادشاہ کے حضور میں آیا رخصت چند روز کا سوال بیان پر لایا عرض کیا بدر الدین کی جستجو میں جانا ہوں جو وہ ملا تو حضرت کے قدم دیکھوں گا ورنہ منہ نہ دکھائیگا خالی بھر کے نہ آوگا تمام شہر میں بدنامی ہے جو تا وقت میں اونکے نزدیک لڑکا حرامی لڑکا بادشاہ کو اسکے جاشیال ہوا پہلے سمجھایا پھر مجبوری رخصت کو قبول فرمایا اور فوراً بادشاہ ہونکو نالے صورت و نگو شقے پر واتے روانہ کیے کہ جس جگہ ہمارا وزیر ہے پتے بدر الدین جس کو پائے کوئی مر جمت نکرے بلکہ بد چوچھائے دوسرے روز بیٹی و نواسے کو ہمراہ لیکے شمس الدین وزیر روانہ ہوا پہلے دمشق میں لے جایا

خیام ہوا کئی دن مقام ہوا لوگ شہر میں لینے دینے پیر کرنے جانے لگے گلخانہ بھی اس تالیق کو ساتھ لیکے شہر کی
 سیر دیکھنے چلا سواری کی شوکت و شان حرر کی صورت کا یہ نوجوان حسنہ دیکھا حیران ہوا جس دم بدرالدین حسن
 کی دکان کے پاس سواری پہنچی وہاں انبوه نظر آیا نئے لوگوں کا مجمع پایا بدرالدین حسن بھی دکان سے
 اڑھٹھ کے سواری دیکھنے آیا جس دم گلخانہ کے چہرہ تابان پر نگاہ پڑی ہو کا جوش ہوا بے ساختہ
 سرگرم فرودش ہوا پھر تجرب ہوا کہ میرا دل کیوں اولٹا جاتا اور کلچہ خود بخود منہ کو آتا ہے جب گلخانہ فریب آیا
 وہ ہنست نہ بان پر لایا کہ حضور یہاں قدم رنجہ فرمائیے ایک ساعت آرام کیجئے بازار کی سیر دیکھیے جی بہلائیے
 گلخانہ اسکی صورت دیکھ کے یہ کلام سن کر رضی ہوا تالیق فرسنگ کیا کہ تم وزیر زادے ہو یہ جلواؤی اس دکان پر
 جائیں سواری ہو تسی سبک حرکت آکے دلیں کیوں آئی ہو بدرالدین نے تالیق کی بہت خوشامد کی کہا
 میں شاعر ہوں آپکی تعریف لکھو نگاہ پسند آئی عالم میں مشہور ہو جائیگی القصد تالیق و گلخانہ دونوں دکان پر
 جا بیٹھے بدرالدین بہت تحفہ نادر مٹھائی لایا اور کہا بالائی میں اسی بناتا ہوں کہ دنیا میں کسی نے نہ کھائی ہوگی
 بلکہ نظر آئی ہوگی اسکی ترکیب میری ماں نے نکالی ہوتی تو میں نے بنا ڈالی ہے پھر اوسیدم بالائی بنا کے
 زور دلا یا گلخانہ نے کھا کے بڑا فریب پایا تالیق نے بھی دیر تک تعریف کی جب وہ سوار ہوا بدرالدین
 بیقرار ہوا مگر چپ ہو رہا صبحکو وہاں سے کوچ ہوا وزیر میر منزل و مقام میں بدرالدین حسن کو ڈھونڈتا بانسے
 میں پہنچا تھے کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اوس نے نامہ پڑھ کے وزیر کی توقیر کی آنے کا
 سبب پوچھا وزیر نے سب قصہ مفصل عرض کیا بادشاہ نے کہا اوقسی نورالدین میرا وزیر تھا جب اوس نے
 سرے فانی کو چھوڑا تعلقات دنیا سے منہ موڑا خلعت وزارت بدرالدین حسن جو اوس کا خلف تھا اوس سے دیا
 بعد چندے وہ مفقود و خبر ہو گیا ماں اوسکی نورالدین کی زوجہ زندہ درگور ہو آئند نالہ ہوا اور شوہر شمس الدین
 رخصت ہو کے بھالوج کے پاس آیا اوقسی اوسے مردے سے بدتر پایا سر فرار شوہر پڑی رہتی تھی ہزاروں
 دکھ تھی تھی بعد کہ یہ دزار می خیمہ میں لے آیا ہوا اور پوتے کو دکھایا اسنے بیٹے کا نقشہ بالکل پوتے میں پایا
 زیادہ بیقرار وہ سوگوار ہوئی وزیر نے سمجھا یا کہا سفر کی تیاری کرو پوتے سے دل بہل جائیگا اگر وہ زندہ ہے
 کبھی تو ہاتھ آئیگا شمس الدین کو پہراہ چلنے پر تادہ کے کے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اوسنے خلعت فاخر اور نان راہ کے

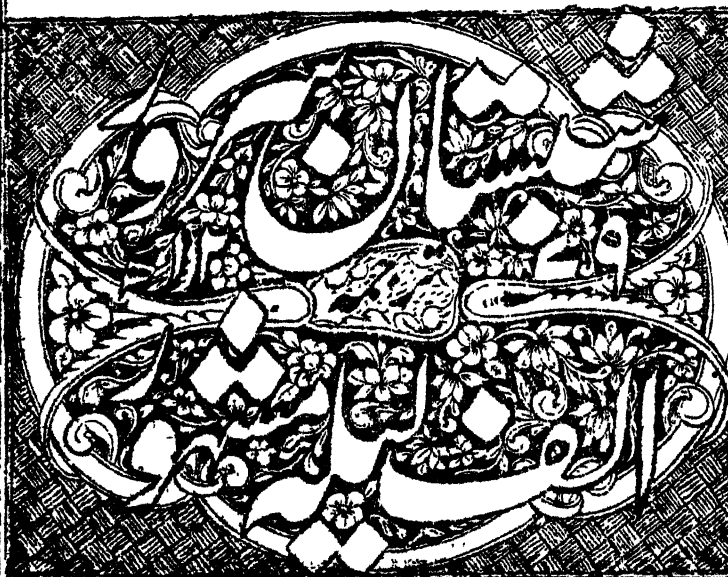
نام سے نقد عنایت کیا انقض بعد قطع صعوبت راہ پھر دمشق میں پہنچے بیرون شہر فروکش ہوئے
گلفام وار ہوئے بدرالدین حسن کی دکان پر آیا وہ بالائی اوتار تا تھا گلفام نے کہا میان حلوائی تھک چکا ہونا
بدرالدین حسن کی نظر جو اسپرٹری سابق سے بدتر حالت ہو گئی دوڑ کے مصافحہ کیا گلے لگایا لاکے دکان میں
بٹھایا بالائی کی تھلیاں عمدہ بٹھائی، دوپرو لایا یہ کھا کے خست ہوا اور دیکھنے میں پہنچا اس نے کہا
آج ہنسنے بٹھا رہے لیے وہ چیز کپائی ہو جو تم نے کبھی نہ کھائی ہو گی پھر بالائی کی تھلی رو برو کھی بیٹھ تو اسکا
بھرا تھا پیالہ سامنے دھرا تھا راج سے کھاتا تھا اہلانا تھا پھر کہا دوسری جان ابھی ایک حلوائی نے یہی لائی
کھلائی ہو کہ اسکی حقیقت اس کے مزے کو چھو نہیں جاتی اسکے کان کھڑے ہوئے دکان کا نشان چھپ کے
اپنے نوکر سے بالائی منگائی وہ آ کے تھلی لیکیا اسنے ایک ٹکڑا جو منہ میں کھا متاعش آگیا لوگ دوڑے
گلاب کیوڑہ چھڑکا منہ وصلایا وزیر بھاج کی یہ حالت سنکے دوڑ آیا پوچھا سبب کیا ہوا وہ بولی کہ یہ بالائی
جو آئی ہو میرے بیٹے کے ہاتھ کی بنائی ہو اس کے سوا اسکے بنانے کا طرز کون جانتا ہو غالباً ہی ہو میرا
دل نہیں مانتا ہو وزیر نے کہا تم صبر کرو میں اسکو بلاتا ہوں تمکو اور مختاری ہو کو دکھاتا ہوں جو او
پچانا اور تمنے اپنا فرزند جانا تو مراد ملی ڈھونڈنے کی مشقت بھی پچاس خاص صوبہ دار ہو شیدا دکان پہنچے
کہ حلوائی کو پکڑ لانا مگر خبردار کسی طرح کی ایذا و نقصان نہ پہنچا نا یہ لوگ فوراً جا کے لے آئے وزیر کا
مقابلہ ہوا عجیب معاملہ ہوا صورت دیکھتے وزیر کا دل سینے میں جوش کھانے لگا جب وزیر زادی
اور اسکی ماگسا منا ہوا دونو نگو عشا آگیا اسوقت وزیر زیادہ گھبرا گیا مگر مدعا ذہن آگیا جو پیش
درست ہوئے دونوں سے کہا تم نے پچانا مگر چپ رہو اسکا اظہار نہ کرو اسی شب کو کوچ کیا بدرالدین کو
صندوق میں بند کر کے اونٹ پر لایا جب کیرومین وارد ہوا شہر کے باہر خمیر برپا کیا بخار کو بلا کے
بدرالدین حسن کو دکھا کے کہا سولی اسکے قدر کے موافق جلد بنا لا اس نے پوچھا کیا کیجیے گا جو ابید اکل شہر میں
جا کے تجکو اسپرٹریا کے مناد ہی ندا و گجا جو شخص بالائی بنائے اور سیاہ مہر نہ ملانے اسکی سیرا
ہو القصد سولی تیار ہوئی لوہے کی انی لگائی گویا بدرالدین حسن کو دکھا کے کہا آجکی رات اور تیری حیات
ہو دم سہر تجکو اسپرٹریا کے وہی جرم سنا کے عبرت سکود لاؤنگا شہر میں تسخیر کو نگاہر کلنے چے میں

پھر اوجھا صحیح ہرے ترک سے سوار ہو کے شہر میں داخل ہوا یہی کوٹھنا بلا کے کہا الحمد للہ تختہ شہر اشور نرود
 ملا شبکو جملہ عروسی اوسید کی طرح سجا کے جو سامان جیسا تھا بدستور رکھو اور اوسکا لباس ڈیال کی پھیلی کر سی کر
 پھر سجھایا کہ تم بھی لباس عروسی پہن کے پلنگ پر لیٹو بدرالدین حسن جو آئے تھو جگائے تعجب نہ کیا سجھو کہ اسکا
 مجھ سے کہنا شہزادے نے جملہ تمام نکلیا تھا غلطی سے عام ہوا ہر جہاں تاب رونق بخش جرج زمر و فام ہو گھر تالی
 بجر کی موگرمی لگائی مساجد سے اذان کی صدا آئی شہزادہ رنگ ویکھ کے چپ ہوئی شہریار نے بالمش سے
 سر اٹھایا صبح ہونے سے مول ہونا چار ایوان سلطنت میں تشریف لاس کے ملکی مالی کام میں مشغول ہوا
 سپہ گردان نیلے سائبان کمر بند پر زمر انور کا دست برومی میں قلعہ جبل نصرت النہار سے نیچے کھینچا روز دولت
 خسرو خا و زوال کا مائل ہوا دن کی روشنی میں ظلمت کا پردہ حاصل ہوا رات کا دو طہ ماہ تار و نکی برات ہوا لیکر نمود ہوا
 دنیا را کی آہ پر اثر سے شہریار خواجگاہ میں موجود ہوا شہزاد کی طلب ہوئی فرمائش بیان شب ہوئی اوس نے عرض کی
 جسم شام ہوئی دن کی کیفیت تمام ہوئی شمس الدین وزیر نے حکم کیا دو تین خواص حجرہ عروسی کے پاس حاضر ہین
 کسی کو ادھر آنے نہ دین جب پر کا گجر بجا کہا بدرالدین حسن کو حجرے کے اندر ہونچا کے دروازہ بند کر لو اور
 تا سحر نکھو لو اور چونکہ بدرالدین حسن کو صندوق سے نکالا یہ باختہ حواس حیرت میں تو الّا تھا کہ اس کے اوتارے شہزادی
 کا لباس ہننا جرمین داخل کیا دروازہ بند کر لیا جب یہ اندر آیا تھا اسکان شب عروسی کا سامان بدستور نظر آیا اپنے کپڑے
 ڈیال کی پھیلی کر سی پر دموی دیکھی یا وہ حیرت ہوئی دل سے کہا یہ کان ہی ہر شب عہد جسمین ہوا تھا جس کے بدلے
 اکیڈت اپنے نصیب و نکور ویا تھا کھرا کے کہا پروردگار یہ کیا اسرار ہر تین سوتا ہوں یا بخت بیدار ہر عروس بیدار
 تھی اسکو تھیر پائے سحری سے سروٹھا کے کہا صاحب ادھر آؤ کہاں گئے تھے انتظار میں تا دیر بیدار رہی تھی
 جھپک گئی یہ سحری کے پاس باختہ حواس آیا پوچھا مجھ کو کتنا عرصہ ہوا کہا ابھی تم سوتے سوتے باہر گئے تھے
 بدرالدین حسن نے کہا سچ ہر ایک شب یہاں سویا دوسریوں کو نکور ویا وہ بولی خدا نخواستہ کیا ویا غم تھا کہ اس
 خالی ہر تصور لا و بالی ہر بدرالدین حسن نے اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک سنائی وزیر کا گرفتار کے
 و مشق سے لانا سولی کا دکھانا اور جرم یہ کہ بالائی میں سیاہ مریج نہ ملانا لیکن شکر ہوا ایسا پریشان
 خواب دکھ کے چونکا کلو صبح سالم پایا اور یہ حجرہ سجھایا نظر آیا شہریار اس امر وقعی کو بدرالدین حسن کا

خواب بچھنا سنکے بہت ہنسنا اور کہا صبح کو شمس الدین اور اسکی ماں کو یہ دوستان سنکے کس قدر سرور ہوا ہوا گواہی
وہ آ کے وطن کے پاس لیٹا نگہ رہا اور اٹھ اٹھ کے چار طرف دوشیوں کی صورت بھرتا تھا وہ سب سامان
اول شب کی عنوان پکے حیرت میں گھرتا تھا انھیں خیالوں میں صبح ہو گئی وزیر آیا دروازہ کھلوا یا اندر کے خیر وقت
پوچھی بدرالدین حسن نے پہچانا کہا سبحان اللہ آپ نے کیا کیا ذلیل و خوار کیا بچہ کے کہ دار کو تیار کیا اور گناہ خوب تیا
کہ مریج کو بالائی میں کیوں نکلا یا وزیر بے ساختہ ہنس پڑا پھر گلے سے لگا کے رویا کہا بیٹا قصہ سمعاف کرو کہ وہ
سے طبیعت صاف کر و حفظ اس واسطے یہ سب ہوا کہ دفعۃً خبر خوش نہیں آچھی جو بچا ایک ہووے بہ تم
یا بھاری بی بی یا میری بھانجی بھاری ماں برسوں کی مضطرب حیران انہیں جو صد مہ ہلاکت اور ٹھانا میرا در بدر ہوتا
نفست میں بچا ہو جانا اٹھو پوشاک پہنویں میرے ساتھ چلو بھاری ماں سے تھیں ملاؤں اور جسکو دکان پر
بٹھا کے بالائی کھلائی تھی وہ بھٹھا را بیٹا ہوا سے دکھاؤں یہ وزیر کے ساتھ آیا ماں دوڑ کے لپٹ گئی
جو جو مصیبتیں جدائی میں گذری تھیں بیان کیں پھر کلفام اسکا فرزند سامنے آیا اور سکو گلے سے لگایا بچا تاکہ
ایسی صورت دیکھ کے محبت بدری جوش میں آئی تھی بہ ہزار تمنا دکان پر بٹھا کے بالائی کھلائی تھی اور
کی خوشی اور فرحت ان سب کی قابل دید تھی گویا عید تھی فہ لذات فراق دیدہ مصیبت کشیدہ جانے اور
جانے وہ ماں نے جعفر یہ قصہ تمام کر دست بستہ ریحان کے غنوغنوغور کا امیدوار ہوا خلیفہ نے رحم علی سے
جرم بخشا اور بن جوآن بیچنا اپنی وجہ کو قتل کیا تھا ایک خاص صورت نوجوان اسکا عقدا کو یا بقدر لیاقت فرحت کو
سرکار سے منشا ہر مقرر کیا وہ ہمیشہ و نشاط ابرو وقت کرنے لگا خلیفہ کی ترقی حکومت کی عداوت کرنے
شہر و دیستان تمام کر کے عرض برائی کی کہ اگر آج جاںکی امان باؤنگی شکوہ عجیب حکایت سناؤنگی شہر یار نے سکوت کیا
دسے کہا کہ تھی ہو وہ کہانی بھی سن لیجئے ختم تمام داستان ہلاکت دیدیجئے صحیح خبر شہر میں نہ ہوئی کہ وزیر اداوی آج پھر بچ گئی
خاتمۃ الطبع اللہ بھراں چیز کہ خاطر بیخوش + آخر آمد لہج و وہ تقدیر پدید + نازک خیالان جاو و تقریر ننگہ سنا
مالی توفیر کو بشارت ہو کہ مجموعہ حکایات عجیب و ذخیرہ قصص غریب غزالان داوسی الفنت جب پیغتون
الف لیلہ نام دارستہ مزاج اوسکے مجنون تالیف شاعر شیرین مقال نازک خیال عجز زبان مشہور
جناب میرزا حبیب علی بیگ صاحب سرور دہلی نویسی پشپستان سرور کی جلد اول جنیسہ اختتام کو پہنچا

خداشنو افروز جلا بصنارنگ
بیونق می سخنین بخشین کین

مجموعه کتابت فیضیه حکایتی موجب ماسقان پریشان دل و باعث شکفتگی
غنچه بهشتان بر پی شامش شکرشانه بلبل زاردستان غیرت بهار ریاض رضوان سوم



مسجع و مقفله روزبان الیفت نام و اثر عدیم النظیر عجز بیان بذله سخ لطیفه و
سخن گوی معانی طراز فصاحت بلاغت محمود زبان بیزار حبلی یکصبا سرور مغفوت

مطبع مخبر العلوم کاناها تمام یعقوب طبع

یاد دہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ درزی کا شغری اور کبڑے منخرے ملازم شاہی کا

عسوقت زر گرفتار کے نقرہ خالص ماہ مشرق کی گھریا سے گداز کر کے نکالا باوجود سیاہی شب ذرہ ہاے آخر سے
 سطح نیلی کو روشن کرد والا شہیرا قسانہ کا مشتاق تھا جلوہ روز شاق تھا پلنگ پر آیا شہزاد کو بلایا ایقاعے بدہ
 یاد دلایا بحر تفریر کا جوش ہوا بادشاہ والا جاہ ہمہ تن گوش ہوا شہزاد نے عرض کی زمانہ گذشتہ میں ایک خیاط کا شغری
 باشندہ ہر بازار دکان میں بیٹھ کے لوگوں کے کپڑے سیکرتا تھا اتفاقاً ایک روز کو زہ نشت ایک شخص طبع ہاتھ میں
 منخرے پن کی گھات میں نقالی ہر بات میں زبردگان بیٹھ کے گانے بجانے لگا نقلین کر کے لوگوں کا جی بہلا
 لگا درزی چلنی دھرتی ہو اور اسکی نقالی چننے لگا شام جب دکان بڑھانے لگا گھر جانے لگا کبڑے سے کہا میرا کان
 قریب ہر وہاں چلے اگر کچھ کاؤنگے فائدہ اوٹھاؤ گے وہ رضی ہو کے ہمراہ ہوا و سہرا ہوا گھر پہنچے درزی نے
 اپنی جو رو سے کہا میں حیرا دل بہلانے کو گانا سنانے کو ایک گویا انتقال لایا ہون کھانا اگر تیار ہو تو پہلے کھا
 پھر اوسکا گانا سنیں اوس نے دستا زوان بچھا کے کھانا کھد یادو تو نواں باہم کھانے لگے درزی نے مروت
 کی اہ سے کبڑے کو بھی کھانے میں شریک کیا اوس درمچلی پکی تھی یہ تو نہایت لذیذ ہوتی ہو مگر جس تو تیر سوئی تو
 کبڑا بصر تھا دیکھنا نہ بھالانہ کا نشانہ کمالا جلد جلد وہ بیوقوف ہتھے لگانے لگا دوچار نواں لے کھانے سے ایک کانٹا

حلق میں ایسا اٹکا کہ آنکھیں بند منہ کھلا رہ گیا اگر ٹپا یہ دونوں جو رخصتم بہت کھراے جو تیرہ میں یا تو تھیں عمل میں لائے جب کچھ فائدہ نہ کھیا دزری حاکم کے خوف سے پریشان ہوا اتمان داری سے پشیمان ہوا سوچا کسی طرح اس بلکوں لائے آفت کو گھر سے نکالے قریب یہودی حکیم رہتا تھا کربے کو کنڑھے پر لاو کے اوسکے دروازے پر پہنچا آتھا وقت دروازہ بند تھا اسے پکارا تو ڈی نکل آئی دزری نے بلنج روپے دیکھے کہا حکیم صاحب کو بلا لائے زر کارکنہ بردلاف زغندہ تو ڈی خوش ہو کے دڑی میان کو سوتے سے جگایا بیان دزری نے کربے کو بے حس و حرکت جو پایا ہجھا گیا غضب آیا کھراے کے کربے کو دروازے سے لگا کے کھرا کیا اور چل باہر چلی روپے کے لالچ سے آنکھیں ملتا دروازے پر پہنچا پٹ جو کھولا وہ پٹ سے گریڑا اوس نے روشنی منگا کے دیکھا آدمی زمین پر پڑا ہر شمع حیات گل ہر مردہ بالکل ہوجھا دروازہ کی چھپٹ سے یہ میا جو گرا گیا کو تو ال نے اگر سنا تو تیرا مغت سیکر گیا یہ جو کھیندنا نو چکر گھر میں اٹھا لایا بی بی کو سانحہ سنایا عورت نے سوچکے یہ تیرہ نکالی ریڈیو اور ہودی سرکار کہتا تھا وہیں گہیوں کا کھتا تھا کربے کو رسی میں بند رکھے لٹکا دیا یہ اوس میں کھرا رہ گیا نصف شب جب گزری ہودی دکان بند کر کے گھر میں آیا کتھے میں ایک آدمی کو پایا جو سمجھا لائے ہاتھ میں تھی چھپٹ کر دو چار لائٹھیاں جو لگا تھیں گریڑا جب نزدیک گیا بیان پایا بہت گھبرا بیٹے کا دل کتنا ہاتھ پاؤں بھول گئے بچہ انجام سوچکے سب کچھ بھول گئے اوسی برجوا ہی میں اوسکو پیٹھ پر لاو کے باہر نکلا ایک دکان کے سہارے سے کھرا کر دیا اقتضار کارا ایک یہودی داروغہ عمارت سلطانی کسی ہندی کے گھر سے نکل حمام میں چلا جب اوس مقام پر پہنچا جسیا یہ کبراکھڑا تھا ات تیرہ و تار کچھ اسکو خمار سوچا نہ سمجھا جو رنگا گان کر کے غل مچا خوب چلا یا زد و کوب پر ہاتھ بڑھایا کو تو ال کے پیادے شور سنکے دوڑے روشنی آئی وہ کبراکھڑا پٹھا یہودی سر پر کھڑا تھا سب نے دیکھا مسلمان کو یہودی مار ڈالا اسلام کی حرارت یہودی کی مشکلیں باز ہیں کو تو ال کے پاس لائے جس قدر رات باقی تھی یہودی قید رہا صبح صبح سے فتویٰ پوچھا دار کا حکم ملا بادشاہ کو اس محرکہ سے خبر دار کیا ظاہر یہودی کا در کیا فرمایا قاضی کا فرمان بجلاو دیر لگاؤ قصہ کوتاہ سہراہ دار نصب ہوئی مجرم کی طلب ہوئی منادی پکارا کہ یہودی ایک مسلمان کے خون کے جرم میں راجا تاجہر جسکو برے کام کی سزا دیکھنا ہو آئے تاکہ جرائم سے مستنبہ ہو عبرت اٹھائے یہ قصہ سنکے خلق خدا شہکار چٹا پڑا جمع ہوا اور جلا دیو دی کو کشان کشان ریڈر لگیا دفعہ ہودی سرکاری ہونو چوکا غل کرتا

جلاو کے متصل ہو چکا اسکی ہمدردی انہیں یہ جرم اسنے کیا نہیں مینے اسکو مارا ہومیر اسکا کفار ہونے کا حق
 مجکو گوارا نہیں یہودی نے اسکو مارا نہیں قاضی صاحب ہاں موجود تھے فرمایا یہودی کو چھوڑ دو یہ قتل کا مقبرہ اسکو بڑا
 رکھو جلاو نے دست پیدا و اوپر بڑھایا تیرہ گامہ رو بر و آیا حکم صاحب تشریف لائے قاضی صاحب کے کیا یہ نسخہ
 بندہ کا ہر حالت میں طرفہ معجون کیا بیگناہ کا مینے خون کیا قاضی صاحب کو تو قصاص لینا تھا جلاو سے اشارہ کیا او
 سو ویکوہ ہانکو گرفتار کر لیا اب انکی باری ہوئی وار کی تیاری ہوئی تھیا ایک فری اہ قطع کر کے آیا غیل چاکا لیکر جا رہی
 چاک کو ذریعہ خاک کر دیا قاضی نے کہا ایک کر دو فاختہ سنا تھا یہاں چار میں ہم لاجا رہیں وہ نہیں ہی سہی سادہ کوئی
 جلاو کو دزنی کے قتل کی اجازت وی جسم و دزنی تو دارا یا سہ کار کا پیکار دارا یا حکم سنا لیا کہ اس مجمع کو حضرت
 ظل اللہ نے طلب فرمایا ہوسا تھی عجیب کسی نے بادشاہ کو سنا یا وہ کہ کبڑا سخر اٹھا زور دم سحر حضرت ظل سبحانی کے
 حضور میں حاضر ہو کے حسی بھلانا تھا بلانا غدا تھا اوس زور وقت پر نہ ہو چکا بادشاہ نے یاد کیا وزیر نے سب
 وہاں عرض کی بادشاہ کو حیرت ہوئی بات سمجھ میں آئی چاروں مجرم طلب ہوئے اور کبڑکی چار پائی ان پچانو
 کے ساتھ ننگائی قاضی صاحب نے ہر شخص کا اظہار قتل بیان کیا اوسکے ازار کا فصل اعلان کیا بادشاہ نے اس فرمایا
 جو کوئی اس زیادہ عجیب قصہ سنا لیکو وہ رہائی پائیگا وگرنہ چارونکی جان اسکی عوض میں جائیگی کسکو نجات ہے
 نہ آئی یہ سنکے یہودی داروغہ باغات آگے بڑھا کہا غلام عرض کرتا ہوا اور اللہ شاہ بادشاہ حجابہ نجات کی اسکھتا
 قصہ حجابہ نجات کے آئے کا لٹا ہاتھ رکھا کے سر گذشت سنا لیکو طبیعت کا کا وہا تھمے زیادہ سینہ کا لٹا
 غلام صرکار ہنے والا میرا بابل تھا اس پیشہ میں بہت زرو مال ہاتھ آیا خوب کھایا کھلایا جب اوس نے
 دار فانی سے رحلت کی پس ماندہ دولت میرے ہاتھ لگی مینے بھی وہی کام اختیار کیا بہت کچھ ملا ایک وز
 غلہ وٹو وغین کھرا تھا حجابہ نجات کو لٹا پڑا پڑا آتا تھوڑے تل مجکو دکھا کے پوچھا بھاءو اسکا کیا ہونے لگا
 فی من بود ہم کا ہوا اوس نے کہا خریدار کو پکار کے فتح درواز کی سر امین میرے پاس لانا تیرا منظر ہونگا ویر نہ لگانا
 مینے تاجر وکونو نمونہ دکھا ایک سو دس ہم فی من ٹھہرائی خریدار میرے ہمراہ سر امین آئے ڈیڑھ سو من تل اوسکے
 پاس تھیں تلوار دینے تو لٹھ ہزار پانچ سو درہم ہوئے وہ خریدار سے لیکے اوسکے حوالے کیے اوسنے ڈیڑھ ہزار
 درہم مجکو دئے کہ یہ تیرا حق ہر مینے فی من سو درہم پہ معاملہ کیا تھا اور یہ پندرہ ہزار درہم بھی اپنے پاس جمع رکھو لگا

یہ لیکے وہاں سے روانہ ہوا نہیں معلوم کہ کدھر گیا ایک چلکے کے بعد آیا پوچھا وہ شرمسور موجود ہے مینے کہا حاضر ہو بلا بھی
 ضرورت نہیں ہنسنے پھر چلا گیا تین مہینے کے بعد سر راہ نظر پڑا مینے کہا بندہ پر ورامنت حاضر ہو لیجیے مجھے جس
 بار سے سبکدوش کیجیے کہا جلد سی کیا ہو کیوں گھبراتا ہو جب سال تمام ہوا وہ لوجوان ذمی شان لباس سیرانہ پہنے
 میرے مکان پر آیا تین شہر طہمانداری بجالایا ہاتھ منہ دھلوا کے دستار خوان بچھایا جو موجود تھا بے تکلف
 رو بردلایا خیال جو کیا باتیں ہاتھ سے وہ کھاتا ہو وہنا ہاتھ نظر نہیں آتا ہر بعد جلوسہ طعام ڈرتے ڈرتے
 یہ کلام کیا کہ میرا تو مارا گستاخ + یہ کیا سبب ہے دست چھپا اپنے کھانا نوش فرمایا دست بہت بڑھا
 اوس فم سردول پر دو سے پیر کے اوکو کھولا دیکھا شانے سے ہاتھ جدا تھا شبا کا فقط پودا تھا چہرے کے بیان کیا
 میں ناشادسا کن بغداد ہوں باپ میرا تیس شہر تھا مینے سیا خون و سودا گروں کے مصر کی تعریف سنی دیکھنے کا اشتیاق
 ہوا خصوصاً کہ وجود دار سلطنت تھا ہر چند والد ماجد سے اجازت چاہی کسی حیلہ و بہانے سے نہایت سفر ہاتھ
 نہ آئی جب اللہ کا انتقال ہوا میرے قبضہ میں بہا ب مال ہوا ہر سے تحفے موصول در بغداد کے لیکے او دھر چلا پھر
 میں پہنچا پہلے سر امین او ترا پھر کان تلاش سے بہت عمدہ ہم پہنچا وہاں سکونت کی اور سبب تجارت
 رکھنے کو دوسری جو میلی بلکہ یہ لی چند سے وہاں کی عمدہ عمارت و مکانات دیکھے قلعہ کی سیر کی پھر مال کا نمونہ لیکے
 چون میں آیا دلا کو نکولایا اونکی یہ صلاح ٹھہری کہ سب باب کا نذر و نکول بنف حوالہ کرو تم سبکدوش ہو کے شہر کی
 سیر دیکھو ہر چہ شنبہ و دو شنبہ کو بیان آنا جو خیر لکے او کی قیمت لیجانا تینے معتبر ذمی مقدور و کانداز و نکول سب
 دیار سید کو لکھو الیا او سپرد لاو لونی گو اہی ہوتی وہاں کے جلین سے آگاہی ہوئی حسب ہر چہ شنبہ و دو شنبہ کو چو
 میں جاتا رو پیہ حساب کر کے لے آتا باقی سیر میں دن رات گذرتی تھی بہت لطف سے اوقات گذرتی تھی
 ایک روز بدر الدین نام ہوا دگر کی دکان پر بیٹھا تھا ایک نازنین مہربین ماہ پیکر بہت کروز سے اوسنی کان پر
 میرے برابر آ کے بیٹھ گئی دو چار لونڈیاں چلی ہوئی رو برو دست ب تہ کٹھی ہو گئیں مجھ سے خوش فعلی
 اختلاط کرنے لگی مجھ کو اسکی باتیں غمزہ کی گھاتیں نہایت بھلی معلوم ہوئیں دفعۃً برف چہرہ سے جو اٹھا گیا
 جھمکا نظر آیا سیری آنکھیں خیرہ ہو کے چکا چون ذکر نے لگین مولف برف کو جو چہرے سے پری و ش نے
 اٹھا یا + اللہ کی قدرت کا جھمکا نظر آیا + جس جلوہ کو موسیٰ نے وہاں طور میں دیکھا + پر تو وہ اویکا تھا

جو اوس جو میں دیکھا ہوش حواس صبر و عقل سب فرار ہوئے ہم اوسکی لہن پہان کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے
پھر اوس نے بدرالدین سے زلفت کا تھان طلب کیا میرے مال میں سے اوسنے کمالیہ قیمت جو پوچھی گیارہ سو
درہم پچھری وہ بولی اگر میرا اعتبار ہو تو اسکو لیجاؤں کل قیمت اسکی سجدہ کی بدرالدین نے کہا یا بل جو آپکے پاس
ہیٹھے میں انکا ہوا اسکا خیال ہو دگر نہ میری دکا نہیں جو کچھ ہرخصو کمال ہوا نازک مزاجی سے اس مالکی تحمل ہوئی تھان
ہاتھ سے پھینک کے کہا خرابازی ہوا صالت کی لی تیکہ کے اوٹھ کھڑی ہوئی مجھ سے ضبطانوسے کماہنت کہا
یہ تھان صدمے کیا آپ لیجائیے قیمت آرہے گی اوسوقت سمجھی کہ فی الحقیقت یہ مال اسکا نہ تھا عجب انداز سے عجب کے
تھان اوٹھایا کہ میرا دم ہونٹوں پر آیا تینے بدرالدین کو ہزار درہم کی رسید لکھدی وہ ہنس کے بولی تم سبھی ہو سہرت
حال ہو اور جو جانتے پہانتے ہیں دم نقد اور نکا سوال ہو سیکے وہ تو جل نکلی میان جانہ بنی تم جانکی تھی بدرالدین
سے اوسکا حال پوچھا جو برباد ہوا میرا دم ہی ہوتھوڑا عرصہ ہوا اوسکا باپ بہت کچھ چھوڑ کے مر گیا ہوا دنیا سے سفر گیا
میں مجبور بادل بخور لو کھڑا تا گھرا یا نہ کھانا کھانا کھانا پانی پیا کچھ کلام کسی سے کیا تہہ لپیٹ کے پڑ رہا وہ پوچھا
اور تمام رات اوسکے قصو میں کٹ گئی بچپنی سے نیندا و چٹ گئی دم سحر باسید بازار میں آیا ایک دم کے بعد پر گیا
بران ہی لوندیوں کے حلقے میں آئی میرے متصل بیٹھی کہا کیوں ہم وعدے کے کیسے ہیں سینے جو اویا صادق اللہ
ان لوگوں کو کہتے ہیں ہوتھوڑے آویوں کی تمنا میں رہتے ہیں اوس نے گیارہ سو درہم کی کھیلی لوندی سے لیکر مجھ کو ہم
کی تینے دبی زبان سے، اکی بقراری اقر شہارسی بیان کی وہ بغور سنتی رہی پھر اوٹھ کے روبراہ ہوئی یہاں
دم ہر دم کے شریکے تم ہوئی مجکو وحشت میں یہ خیال ہو اکہ میری تقریر سے اوسکو ملال ہوا مولف باتوں سے
مری آگیا وہ بیچ و تاب میں + منہ سے میرے نکل گیا کیا اضطراب میں + جسدم نظر سے وہ نہان ہوئی
تا شبلا یا ایک طرف بے جانے بوجھے منہ اوٹھایا چند قدم بازار سے بڑھا تھا کئی سنے شافے پر ہاتھ کھیرا
پھر کے جو دیکھا اوسکی لوندی تھی کانہیں کہا ہماری بی بی نے نکلو بلایا ہر میں خوش ہو کے اوسکے ہمراہ ہوا
تھوڑی دور چلکے دیکھا صرف کی دکان پر وہ ہمہ نظر بیٹھی ہو مجکو پہلو میں بٹھا کے کہا کاش اللہ جذبہ
محبت برادر ہو میرا حال تجھ سے بدتر ہو یا تم اپنے مکان پر مجکو لیجاؤ نہیں میرے ساتھ ہو تینے غریب لوطی
کا اظہار کیا آپسے مکان پر لانا مناسبہ جانا انکار کیا اوس نے کہا کل ہمارا شنبہ ہر بعد نماز ظہر اسی کو جے میں آنا

مجاہد تیار ہو کر کے ڈاٹھی اپنے مکان کنیزوں کو لے کر گیا کہوں میں کہیں ابی سے مکان آیا اور کھڑک اوس دن آتا تو گویا اوس دن
 دو ہر قریب میں اوس کو چھوڑ گیا آیا ایک غلام کو ملنے پایا اوس نے کہا چلیے دیر سے آپکا انتظار ہو طبیعت کو انتشار ہوا اسکے ہر ہر دواز
 پر آیا اندر قدم بٹھایا سبحان اللہ بارہ درمی خوب سچی تہ سے کار جو بی محبت زرد و زری قائم و سجا کافرشن بچھا شیشہ آلا جھاڑ
 مجاہد کے کنول فائوس ترینے سے جا بجا ہما کا ساز و سامان مہیا پائین باغ بہت بہار کا شور بلبل کی چکار کا نہ خوشنما ہزار
 ہزار ہا فوار کی پورہ گلاب اوچھلنا چھوڑوں کی عجیب خوشبو طر حصار جانور خوشنوں ہر سو بقول خواجہ سہر قلی نظم

ایک بارہ درمی تھی جاو کا	سب طلسمات کے رو دیو او	اوج میں تھی بہت در شج بلبل	ہفت الی ان نور میں ہ چند
کتنے آراستہ کیا تھا اسے	کیا دل کھن طرح سما تھا او	پرے رشک نقاب پر بیٹھے	پہلو نہیں نئے تکلف تھے
شیشہ آلات سارے نور آگین	نصب ہر جا موافق ہیں	آئینہ ایک ایک حیرت نا	صاف مانند عارض غنڈا
وہ قرینے سے ایک اک قصو	چین تک میں نہیں ہر کجا	سانے اک چہوترہ ہموار	او سپر نگیرہ مثل ابر بہا
بچھین ایک نہ روز کی تھی	جو فصیل اوسکی تھی بلور کی تھی	ایسی ہو چہ کب صفائی تھی	خلد سے نہ وہ سنگالی تھی

یکایک وہ دشمن جان بلاے بے درمان نمود ہوئی جوڑا وہ جو تیار می بین فرد بخا بر میں غرق دریا
 جو اہر میں ہزار ہا تھہر کپڑے نشین برتکین میں لے گئی نظم صدر میں ہو تیوں کی اک سندہ گاوتیکہ وہ خوشنما بچھا
 زمیے بند ہوئی غرض ہری چہ اپنے پہلو میں مثل ال جاوی چہ بڑے تپاک سے مسند پر برابر بٹھایا او دھڑکھڑکن
 غنڈا نے مقرر اض آفتاب سے معشوقہ شب کو گیسو بریدہ بنایا تھراہ خسار دہن زرتار کھینچتا مشرق کی بارہ درمی
 سے نکل آیا جاسے کی کرن نے چمکے راٹکی سیاہی پر نور کی تیرگی گلشن زمانہ سے دور کی شہزادہ فسانہ ڈراہی
 سے خاموش ہوئی دنیا زاد فرط قلی سے ہیوش ہوئی شہر بار با افتخار نماز سے فارغ ہو کے امور سلطنت میں
 مشغول ہوا شہزاد کو جو بالکی مان ملی قصہ کو طول ہوا اور کے دروازے پر دھوم مچ گئی کہ سچر ج شہزادونچ گئی
 او دھڑکھڑکن کو کبر تھی کہ ساقی درومی کشان لے کر دوش بلورین ساغراہ سے محفل پہنچی کوروشن کیا آجین آیا
 بساط رنگاری نے ثابت ہو سیار کی شیشی اور پالی سے بزم آسمان کو غیرت گلشن کیا شہر بار تبتناے فساہ عشرت گورہ
 کورہ انا ہوا سیاہی کا دور ہوا رنگا نکلا کا اور ہوا آرام کا ہانا ہوا شہزاد کی طلب ہوئی کہ اتنی شروع آجہ شہزاد کی
 غرض کہ جب شیخ شمشین میں بیٹھا خواص و طعی خبر دی خاصہ تیار ہر کہا جلد لا دوسری نے سلفی پیش کی تیسری نے

آفتاب سے ہاتھ دھلایا دستاخوان بچھایا خوان آنے لگے بجاول موجود ہو سے طرح طرح کے پلاؤ متعد
دو پیازے کباب نئے نئے انداز کے روٹی بڑھی چھوٹی پلاؤ نمکین شہین پاشنی دارالمن عفرانی باب کباب
مروغی کی لطیف بو پاس نیا ب ان چیزوں کے دیکھنے سے بھوک جاتی ہو فقط رغبت ہاتھ بٹھاتی ہو کھلانے سے
خصت پانی پیئے کی شور و برہ آئی ساقیان سین ساق شتیان باد ڈارغوانی کی لائین دور ساغر گلگانی نے
لگا ٹرم و حجاب طرفین سے کھوئے لگا ماہ حسین کیا کیا پرسی پیکر ناز نیر ساز آواز ملا کے گانے لگتے تانین و آ
لگتے شب خوش خوش ناوش میں بس ہوئی خواب غفلت میں کہاں گیا ہون چو کا سحر ہوئی تینے
تخیلی اشرفی کی بلنگ کے نیچے رکھی شام کے وعدہ پر صبح دم خصت ہو امکان پڑا یا تمام دن انتظار شام
میں گذر اجد و غرب وہاں ہو بچا وہی جلسہ یارینہ سائے آیا تمام رات بڑا لطف اوٹھا یا دم سحر تخیلی اشرفی کی
دھر کے چلا آیا اسی انداز چنید عرصہ میں جو کچھ نقد و جنس کسبہ قدرت میں تھا اوسکے نذر کیا تہیستی مانع
ملاقات ہوئی تلخ اوقات ہوئی ایک روز ہی بہت گھبرا یا بادشاہی مکانوں کی سیر کرنے گیا ایک سوار
بالباس تار سپ صبار قرار نظر آیا اشرفی کی تخیلی ہر فی پر اور ڈور نیچے لٹکتا تھا اتفاقاً لکڑیا کٹھ پڑے
مزدور سوار کے برابر سے نکلا اوسنے باگ پلٹ کے مزدور کو بچا یا تخیلی کا ڈور ایسے ہاتھ پڑا یا شاست
کی گھڑی سر پکڑی تھی تینے تھی کھینچنے کے میں رکھی سوار نے چند قدم بڑھ کے تخیلی جو نہ دیکھی اور مجھ کو پاس آ
دیکھا گھوڑی کی چھپٹ ایسی دی کہ میں گر پڑا پھر کپار کے کہا یہ جو رہا اور دھر کو وال وند کو لیے بھرتا تھا اوچھایا
یشور چوب قریب آیا سوار نے حال کہا اوس نے مجھ کو گرفتار کیا کہ میں تخیلی نظر آئی یہ آفت لائی تخیلی تو سوار
کو دی مجھ کو کو وال قاضی کے رو برو لایا حال سب سنایا فا قطعوا ایدم بیچہ کا حکم ہاتھ آیا سرت
ہاتھ کٹ گیا خشک ٹہنی کی صورت چھٹ گیا وہاں سے رہائی پائی لیکن سوار بیچارہ درجیم تھا اوسکو بہت
رنج ہوا سمجھا یہ چور نہیں خدا جانے کیا مصیبت پڑی تھی جو یہ حرکت کی علیحدہ مجھ کو لیا کے غدر کیا
وہ کیسے زرمجھے دیا وہاں اور تو یار مددگار نہ تھا پھر اوسی عورت کے مکان پر پہنچا اوسنے میرا حال زار
جو دیکھا بقرار ہو کے ماجرا پوچھا سخت ذلت سمجھ کے میں ٹال گیا کچھ نہ کہا جسکو کھانا جب آیا میںے درو کا
بانا گیا مگر باہر اوسنے شراب پلائی نشہ میں درو سے حملت پائی آنکھ چھپک گئی اوسوقت قبا کا کون

کہ گیا لکنا ہاتھ نظر پڑا وہ دیر تک رویا کی صبح کو جب میں خدمت ہوئے لگا جانے نذیا کہا تم اپنا حال اور ملاج چھپاتے ہو فصل زبان پر نہیں لاتے ہو مگر میں سمجھ گئی تھو جو اس مصیبت گھیرا ہوا باعث میرا ہو میں اس کا ہر شہس میں جان دوئی تندرہ نہ رہوئی لیکن جو میں نے دلین بٹھانا ہوا اس کا یہی مانا ہوتا ہے کہ قاضی شہر کو بلوایا تمام نقد جو جنس منقولہ غیر منقولہ محبو بہ کیا کاغذ لکھیا جب تحریر کامل ہوئی قاضی نے مہر کی اور ایک صندوق مقفل منگایا اس کو جو کھولا اشرفیوں کی پھیلیاں جو میں نے وہی پھینچے وہ سب نکلیں اسکے بعد بیمار شدید ہوئی مرض مہلک میں مبتلا ہو گئی صحت مند پھیر کے ہوا ہو گئی ہر چند میں نے سر مارا ہر ایک طبیب حاذق ہمت ہار کچھ نہ ہوا مصرع مرض ٹھٹھ گیا جو جون دو اکی ہد ایک ہفتہ میں وہ ماہ دو ہفتہ ہلاک ہوئی تو جوان بصد حرمان تہ خاک ہوئی گو میرا حال بہت غیر ہو الا اس کا انجام بخیر ہوا بہت تکلف نہایت دھوم دھام سے جنازہ اوٹھایا عمدہ و رفیع قبرہ بنوایا قرآن خوان مقرر کیے جو ترے نقد روپے محتاجوں کو دیے پھر وہاں حج لگا تنہائی سے گھبرا یا مال سبب لیکے بغداد میرا وطن ہے بیان چلا آیا گو ذکر کرنے میں نعت و حقارت ہو مگر وہی روٹے کی تجارت سے یہ سامان امارت ہے مختاری محبت و آدمیت سے مجھ کو لطف اوٹھارا زانہ کہا وہ درہم جو میری امانت میں تھا جو مبارک ہوں انکار نہ کرنا اس میں تکرار نہ کرنا پھر وہ جوان پارس کو وانا ہوا تیرا ایمان آنا ہو الا زرم سرکار ہوں بچھا لیا قصیر ہوں سلطان کا شغرف نے کما یہ قصہ کہ بڑیکے سانچے کے رو برو کمانی ہو معلوم ہوا تم سب کی قلیں زندگانی ہو یہ سنکے مودعی پاؤں پر گرا ہاتھ باندھ کے عرض کیا حضور پر نور غصہ دور کر رہیں میری سرگزشت سن لیجئے زبان مبارک سے عجیب باتیں تو میرے نبی ناکر وہ گناہ ہائی بائیں بادشاہ نے فرمایا خیر تو بھی جان کہ حضرت نے نقل داستان

مودعی کا بیان ہے عجیب داستان ہے جو ان گشت یہ کا شادیکے جلسہ میں آنا انکوٹھے کٹنے کا قصہ سنانا

مودعی نے عرض کیا کہ اے بیٹے کے بیٹے کا عقد تھا اور جلسہ میں ہر فقیر موجود تھے بلکہ اہل رحمہ کو بھی بلایا تھا اور بچھایا تھا جب ہر سو سے فرصت پائی تھی انکی نوبت آئی تو شیخ اللان عمدہ مکان میں سوار خان بچھا جہاں کئی نعمت کو سلیقہ اور قرینے سے چنانیسا نفیس کھانا اس کثرت سے دکھانا نہ سنا تھی اپنی غربت کی چیز شخص کھانے لگا ایک قاب میں لسن کما دم نخت تھی رہنے بڑی رنج سے تعریف کر کے او میں سے کھایا ایک شخص متصل بیٹھے رہے اسکی طرف خیال نہ فرمایا

لوگوں نے کہا آپ اسکو نوش نہیں فرماتے اونہونے جو ابدیا یکبار کھا کے آبرو خاکسین ملا کی وہ ذائقہ پایا کہ تمام عیاد رہنے کا سبھی بخوبی لے گیا یہ سنکے صاحب خانہ منت کرنے لگا کہ ایک لقمہ بہر کیف کھانا ہو گا اور وقت ناچا ہوا کہا بشرطیکہ بہت سا صابون منگائیے اور وہ گھاس جلا کے رکھو پیرے سانسے لائے آونے سے سب کچھ لاکے رو برو رکھا اور گرم پانی کا کٹڑا موجود کیا جو ان کے ہاتھ دو نوالے کھانے سے سب متوجہ تھے انکو ٹھاڈو کا کٹا دیکھا صاحب خانہ اونکا حال پوچھنے لگا اونہونے کہا اسی کجنت پلاؤ کو کھا کے ہاتھ سے ہاتھ دھویا ہر دست انکو ٹھاڈو کھو یا ہرگز بکھیرے تم سب پیرے ہاتھ کا سونگے کتر ضو کے ایک لقمہ کے بدل کہو چالیس دن ہاتھ دھو کے کھیا

بیان تاجرخدادی کا زبید خاتون کی خواہش کا انا کا عاشق ہونا باسن کی دم بچت کھا کے انکو ٹھاڈو کھانا

سیراب تاجرون میں بہت گرمی بڑا نامی تھا بغداد وطن ہر وہی آجتک مسکن ہو تیری ولادت ہارون رشید کی خلافت میں ہوئی باپ میرا پیشہ تجارت میں مسرف فضول تھا صرف بیجا ہتھول تھا جب نیا سے کوچ کیا کہ نین فرض ہاتھ آیا بہت گھبرا یا لیکن ٹیسی وقت سے رفتہ رفتہ فرض خواہوں سب نجات پائی بفضل خدا تھوڑے کام میں ٹیسی برکت ہوئی کہ بخوبی وہی کھائی فقط اسپید کپڑا بچنے پر اوقات تھی فراغت دن رات تھی ایک روز حسب عادت دکان پر بیٹھا تھا خچر پر سوار کر دوار عورت خواجہ سرا کے پیچھے دو لونڈیاں جو ان چمکا ہو اسامان میری دکان پر آئی خواجہ سرا نے کہا آپ بہت سویرے سوار ہو تین دکانیں بند ہیں ابھی نہیں کھلیں وہ میرے پاس آو اس بیٹھ گئی اور ہر طرف دیکھنے لگی جب کوئی نظر نہ آیا اونے چہرے سے برقع اوٹھایا جمال جہان آرا عجب انداز سے دکھایا نئے رت العمر ایسی صورت بیدار عین کیا خواہیں بھی نہ دیکھی تھی بقیار ہو گیا عاشق زار ہو گیا نظم

خوبصورت وہ تھی ان حسین	چاند چہرہ تھا آفتاب حسین	جوش برقی بہا جس شباب	گل نے تھا شگفتہ و شاداب
نور عارض تھا برق خرمین	زلزلہ دم بلا سے تھی ہر دوش	شوح حسنی بیان تھی چوں سے	سحر کرتی تھی چشم پر فن سے

اوس نے جامدانی اور گلبدن کے تھان طلب کی تیری دکان میں گر ان بہا کپڑا نہ تھا اعتبار کی باعث اور دکان روک لایے باج ہزار درہم کا سب مال تھا قیمت بتادی وہ سب پسند تو کر چکی تھی لیکے سوار ہوئی وہ محبت عرب الفت سے کچھ کہہ نکالو اسکے جانے کے بعد خیال آیا کہ نام معلوم نہ مکان کا پتا پوچھا

استدریال صغیری کو حوالہ کیا مفت میں تو ذلیل و خوار ہو گا اس چلن سے ناحق کھوٹا بازار ہو گا تمام ات اس سوج
 میں بن عینہ آئی نور کے تڑکے گھر سے جاوکان جمائی دفعۃً وہ آفت روزگار نچر پر پورا نظر آئی درم حوالے
 کیے دیر تک باتیں کرتی رہی حسن صورت سے بہت خوب سیرت تھی فصاحت کی جو تقریر تھی خوشیوں کی بجز تھی
 پھر ہزار تھان اور مانگے بیٹے کئی جبکہ سے لاکے دیئے وہ لیکے سوار ہو گئی اب مہینا تمام ہوا اس ہلال سپہ
 حسن جمال کا منہ نظر نہ آیا تقاضا ہو پار یوں کا ہونے لگا گھبرا مجبور اپنا مال بیچکے کچھ کچھ واپس لیا ایک دن
 پھر گجر دم وہ پرپوش صنم خچر چکاتی سچ دھج دکھاتی آئی زر قیمت کی شرفیان ساتھ لائی حساب کر کے وین
 اور پوچھا تمہاری شادی ہو چکی ہے یا نہیں بیٹے کہا ابھی تک شادی سے نسبت نہیں ہوئی پھر اس نے
 کچھ خواجہ اسے اشارہ کیا وہ مجکو الگ لیکیا کہا تمہارے تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری مالک پر تمہاری
 آنکھ پڑتی ہے تمہیں کسی بیچ دے میں اظہار نکلیا تجو در نکلیا یہ فقط اتنا نو کا حیلہ ہے تمہارے دیکھنے آتی ہے
 باتوں سے دل ہلا کے چلی جاتی ہے بیٹے جو ابیرا تم سچے ہو لیکن بیان خوف غالب ہے اس کے عجب حسن سے جان
 نہیں غالی قالب ہے اور یہ خیال کب تھا کہ مجکو عاشق صادق جانے جو کہوں مانے ان باتوں میں نہ دکان سے اٹھی
 چل نکلی کہا تجو ابہر ایام لائیکجا بجا لانا تر پھر انا کسی دن کے بعد وہ خواجہ سر آیا کہا تم بڑے خوش نصیب ہو
 ہماری مالک کو دن رات تمہارا خیال ہے تمہیں کمال ہے اور تمکو کچھ خبر ہے کہ کون ہے زبیدہ خاتون اسکو پیار کرتی ہے
 بڑا عرو و قار کرتی ہے وہی پر سب کاموں کا در مدار ہے رطب و یابس کا اختیار ہے وہ ان تمہاری حسن سیرت و صحبت کا
 مذکور کیا ہے تمہیں عقہ کرنا منظور کیا ہے خاتون تمکو دیکھا چاہتی ہے جلد جلو دیر نکر و الفصد بعد احتیاط وہ خواجہ
 مجکو صندوق میں بند کر کے محل میں لیکیا جسوقت زبیدہ خاتون بصد شوکت و حشمت میرے برابر آئی
 عجب حسن جمال سے و بد بہ جاہ و جلال سے جان لب بر آئی جو اہر پیش بہا از سر تا پنے کینہ ان جو خصال قدر در گوار
 رصع پوش باتیں دہنے خورشید سے زیادہ درخشان فرشاہی چہرہ تابان سے عیان بیٹے باد سے خم کے
 تسلیم کی دست بستہ تعظیم کی میرا حسب نسب پوچھا نام دریافت کیا پھر فرمایا یہ ہفتہ نیک نہیں اسکے
 بعد تیرا عقد ہو گا حاصل زلف ہو گا اب دن رات محل میں قیام ہوا انتہا کی احت بہت آرام ہوا ایک دن
 مشاطہ نے دو ملہ دھن کو آراستہ کیا ارباب محفل کے واسطے تکلف کا کھانا پکا تیرے سامنے ستا جو ان چنا

وہ کھانا جو کبھی دیکھا نہ سنا قضا کی کار کا ایک قب میں دم بخت سیر کا سامنے آیا اسکی بوباس سے الٹک بڑی خوب سیر ہو کے کھایا پھر قاضی صاحب شریف لائے نکاح ہونا ناچ کا نا دیر تک ہا بجا جملہ عروسی میں پہنچا ہم وہ بے وغرغہ باہم ہوئے مینے ہاتھ بڑھایا فوراً وہ غضب میں آئی نعل مچایا تو خالصین دوڑیں اونٹنے کہا اس نے تیرے مچکے کو میرے نزدیک سے دور کرو مینے ڈرتے ڈرتے کہا حضور کیا قصور ہے جو اب دیا بخت تو نے لسن کا پلاؤ نہ مار کیا ہاتھ دھونا نہ آیا سیر آدمی غ پھر آیا تو صونگہا اسکو زمین پر پٹک دو اور چابک ہاتھ لے جستی سے اٹھی تینے لگائے کہ بدن پر کھال نہ رہی پھر حکم دیا کہ تو ال کے پاس لجاؤ اسکے ہاتھ کٹواؤ کہ اپنے نصیب کو روئے نہ دھونے کی عوض اپنے ہاتھوں سے ہاتھ دھوئے یہ سنکے لو نڈیو نکو میرے حال پر رحم آیا بہت وزاری پاؤں پر سر جھکایا کھانا دانستہ یہ حرکت ہوئی ابکی بار قصو معاف ہو پھر جو ایسا عمل سرزد ہو اسکے ہاتھ کے ساتھ سے دست ہماری ناک کاٹ لیجئے یہ خطا عفو کیجئے سب بات پراؤ سکو ہنسی لگی غصہ کم ہوا مگر یہ کہا بعتک کوئی تہ یا نشان نہ ہو گا بھول جائیگا پھر غوطہ کھائیکا محکوم سی میں بندھوا کے اوتھرے سے چاروں انگوٹھے کاٹ لیے جب تقصیر معاف ہوئی طبیعت صفا ہوئی پھر روغن بلسان سرکار سے منگایا جو پر لگایا ایک ہفتہ تک صاحب فراش ہا جب زخم خشک ہوئے غسل صحت کیا مگر خلیفہ کے خوف سے شہر صندوق میں بند ہوتا تھا زخموں کی سبب یہ امر باعث گزند ہوتا تھا بارے خاتون نے ایک مکان حیرت کیا جی اس توڑے شرفیوں کے دیکے الگ کر دیا مینے لوٹری غلام اپنے ذاتی مول لیے سلطنت کے چین کیے مگر فلک بجز رفتار در پہنے آزار ہوا تیری صحبت کا خار ہوا برس من کے بعد وہ مشوقہ بیمار ہوئی تو سن برگ پر سوار ہوئی تینے اوسکے ماتم میں وہاں کی ترک بود و باش کی اس شہر میں فکر معاش کی یہ سنکے بادشاہ نے ماٹیر مچکوں غویں نہیں کہ بڑی رواد سے خوب نہیں پھر حکیم ہو دی گئے آیا اپنا نسخہ شروع کیا بادشاہ او دھ مستوجہ ہوا حکیم کا بیڑے پاس جانا بائین ہاتھ کی شش کھینے کے کھیرا نا بائی سیر میں اظہار حال باہم کی شکستہ بول چال حکیم نے بیان کیا فدی و شوق میں طبابت کرتا تھا بڑی عزت و توقیر سے فائدہ کثیر سے رات دن گذرتا تھا ایک روز حاکم نے طلب کیا حجرے میں لیگیا ایک جوان وجیم وہاں لیٹا تھا مینے سلام کیا اوس نے اشارے سے لیا بیٹھو بیٹھنے کو ہاتھ بڑھایا دست چپ ہاتھ میں آیا میں سمجھا یہ شخص ناواقف ہے اسی پر اکی

نئی لکھ کے دیا دیا تاجہ دیکے معاملے میں اوسکو صحت کامل ہوئی اور وقت سے رہ و رسم طبعی خبر فرزند صحت
 نوجوان میں گیا مجکو طلب کیا جب اوسنے پوشاک اوتاری وہنا ہاتھ قلم تھا مجکو نہایت ماسف ہوا وہ سمجھ گیا کہا اچھویر سے
 ہاتھ سے ہر دست لم ہر طلال ہر اگر گوشہ دل سے سنو گے تو عجیب و غریب یہ حال ہر نہا نے سے فرصت کر لوں
 تو اپنی سرگذشت کہوں جب نہا چکا کہا اربابغ کی سیر مناسب ہو تو جلو کہ تفریح ہوتے کہا بسم اللہ عرض
 ہر وہ وہ براہ ہوے بغین پونچے پہلے گلگشت کی بھر فضا کی جا قالین بچھا کے بیٹھے اوس نے دستاں شروع کر دی
 قصہ سو و اگر وصل کا ایک عورت کا و نیتہ ہو کے اپنی بہن کو زہر کھانا اوس کے یوں کی بد و اسکا ہاتھ کا ٹانجا
 جوان نے کہا میرا مولد موصول ہر والد کے نوجوانی تھے سب اولد ہے مجھی کو و پسند فرزند اپنا جانے ہر ایک بار
 کرتا تھا دل و جان نثار کرتا تھا میرے والد سب میں بٹے تھے مجکو پڑھوایا لکھوایا اور جتنے فن کسب کراے مجھے سب
 طاق کیا شہرہ آفاق کیا بسکہ طبیعت سا فہم و ذکا میں میں تیز تھا تحصیل علوم و فنون سے جلد فرصت پائی
 امتحان کی نوبت آئی نماز جمعہ کو والد اور سب چچا جامع مسجد میں چلے میں بھی ہمراہ تھا بے نماز اچھا بیٹھے و گفتگو باز ہوا
 کتنی کہی کہ مصر جو شہر مشہور ہر الاشال انتخاب ہر اور ودیل سے بے قال و قیل لا جواب ہر میرے چچا بخدا و و جگہ کو بہتر
 سب کہتے تھے مگر والد ماجد بھی مصر کو ترجیح دیتے تھے اور کہتے کہ جسے مصر نہیں دیکھا دنیا کا لطف نہ اٹھایا گویا
 کچھ دیکھنے میں آیا زمین زر زریز و مخریزن و مرد صاحب حسن جمال بہن ہر مند با کمال بہن اکثر اشال شہر اللد میں رہے
 امر اہزار و رہنرا بہن رو ودیل کا پانی شفاف ہاضم مقوی شیرین ہر باغات پر بہار زمین ہوار جا جا سبزہ زار ہوا
 معتدل یہ فرحت و فضا کہیں نہیں ہر اور جو ستون کنارہ پر حکماے سابق کی تعمیر ہر علم حکمت کا خلاصہ و زمین ہر
 ہر حکمت کا علم طوفان سے بچایا ہر دو بنے نہیں پایا ہر عمارت مرتفع عالی ہر شاہان گذشتہ کی بنا ڈالی ہر مقابر خنپتہ
 مقبرے سنگین حکم زمانیکہ گزند سے آج تک محفوظ ہیں ہا شدے خوش و خرم محفوظ ہیں گفتگو طبعی کہ سب
 مصر کے سفر کو راضی ہوے اور میرے والد کو بھی لیچلے سباب و ہانگی تجارت کے لائق خرید ہونے لگا میں ہمراہ
 کی واسطے رونے لگا آخر یہ مشورہ ہوا کہ دمشق تک اسکو لچا جب ہم مصر چلین گے اسکو موصول بھیجینگے ہر زمین
 سب چلے مع الخیر و مشق میں ہونچے سر آسین قیام ہوا کچھہ ذر مقام ہوا قومی شہر بیضا بہت خوب گلی کوچے
 و کچھ عمارت مرغوب تھوڑا تھوڑا سبے وہاں مال بچا لکھتے بہت نفع ہوا آخر مجکو تہا چھوڑ سب مصر چلے اونکے

بیٹے عمدہ مکان رفعت و شان کا سنگ مرمر کی تعمیر مٹا نقش بنیظیر اپنی بود باش کو لیا یا تین باغ میں اس کے
 بڑی سیرتے نقش و نگار کے طے پسند جو آیا تیار کی اور لطف بڑھایا بیشتر دروازہ پر بیٹھتا تھا ایک دن ایک عورت
 چہرے پر نقاب غیر سے محجوب وارد ہوئی پوچھا تم کپڑے کی تجارت کرتے ہو کچھ بیش قیمت تحفہ تھان ہوں تو
 ہلو دکھاؤ میں لینے کو اوٹھا وہ بھی یہ سکر ساتھ گھر میں آئی بیٹے غلام سے عمدہ پارچوں کی گھری سنگائی اور
 برابر بیٹے کے نقاب چہرے سے اومٹائی بجلی سی چپک گئی خدا کی قدرت نظر آئی نظر کا دو چار ہونا دل و سب کا
 نگار ہونا ہوش جو اس گم صدمہ بکرم کا عالم ہوا سہ تھی نظر پاکہ جی کی آفت تھی وہ نظری داع قیامت
 تھی وہ ہوش جسا تار ہا نگاہ کے ساتھ یہ صدمہ بخت ہوا اک آہ کے ساتھ وہ اس نے کہا تھا نون کا فقط
 ہانا تھا منظور دیکھنا دکھانا تھا اور مجھ کو لگی ہو کچھ پکا پکایا ہو سیری غذا کا وقت آیا ہو بیٹے نوکروں سے
 کہا ترو خشک میوہ لاؤ کباب اور جوڑو مکن جو بلا پکاؤ حکم کی دیر تھی جو چیز تیار ہو سکی فوراً حاضر کی شراب کا
 کنٹر گلاس شتی میں اور کباب تشری میں قرینے سے رکھ کے لائے مشغل ہونے لگا ہر حجاب کی پونے
 لگا یہاں تک کہ نصف شب گزری وہ پلنگ پر لیٹ کے سو رہی جبکہ جب وہ علی بس شرفیان کے پاس
 بیٹے دین انکار کیا نہ لینے کہا جو یہ آنا تکو منظور ہو تو ایسا نہ مذکور ہو اوٹھی بارہ شرفیان بچر مجھے دیکھے
 کہا تیرے دن قریشام پھر اونگی مجھ کو اسکے جانیکا بہت ملاں ہا دو دن تک و شینو کا حال ہا وعدہ کے
 دن وہ نارین آئی محجوب ہو چکا تھا تمام شب عیش و عشرت میں گزری پھر چلتے وقت اوس قیصر شرفیان
 دیکر رہی ہوئی تین روز کے بعد پھر آئی اوس فرلباس نوری سے آراستہ و سپرستہ تھی جبکہ نے سے
 فرصت پائی شراب ناب کے نشہ نے آنکھوں میں سرسٹو بھولائی کہنے لگی تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو بیٹے کہا بری جو
 بہتر دل جان تیرا ہر خدا کی سخت ناگوار ہو کہا جب تک مجھ سے زیادہ حسین نظر نہیں آتی یہ لظہار ہو جب کہ
 دیکھو گے مجھ کو گے یہ پیش آفت روزگار ہو مولف تلون نے مزاج یار کے عاجز کیا ہلو کہ گھری خیرین
 وہاں ہو مرتبہ تقریر بھرتی ہو بیٹے جواب دیا لا حول ولا جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجھ کو اور سے کیا کام ہو یہ
 تھا اور خیال غام ہر وہ بولی ایک پری بکری مجھ سے سن اوس کا کم ہو سیری مولس مہم ہر وہ بھاری بہت
 مشتاق ہو اگر اجازت دو تو لاؤں بیٹے کہا تم کو اختیار ہو بگانی بکار ہو دم بخت چاس شرفیان دیکھے کہا

دعوت کی تیاری کرنا میں پرہیز آؤنگی اور اسکو ساتھ لائونگی میںے اسی دن شہر کا کوہ آستہ کیا فرس سفید
بچھوایا آستہ آلات عمدہ منگاکے لکھا یا طرح طرح کے نفیس عمدہ کھانے پکوانے لطیف فوٹکات
منگوانے شراب اقسام اقسام کی طلب کی نیز گلہ ستون سے آستہ کر دی تیسرے روز وہ ماہر آئی اور اس
فتنہ دوران کو ساتھ لائی بیٹھتے ہی نقاب دونوں نے جو اوٹھائی عجب طرح کی آفت جان پر آئی شعر
پردہ اوٹھایا رخ سے جو اس نے نقاب کا بہ نظر وئے گیا میرے منہ آفتاکا پھٹکھیں ہنسیا ختہ چھپکنے
لگیں فون تیر ہو کے میرا منہ تگنے لگیں بہلی ظالم بہت چالاک بیباک تھی تیور پچان گئی ناگ بھون سمیٹے
منہ جاکر گئے بنایا ضبط انہو کا فقیرہ سنایا کیوں صاحب دیکھتے ہی یہ شکوہ پھولا عمدہ وہیاں بکل بھولا
شعر چرند ان فواد عمدی کہ میں نمودہ بودی پھ بتومن چہ گفتمہ بودم تو بمن چہ گفتمہ بودی پھ میںے خوب
نیا ہنسی میں بالا اور طرف دیکھا بھالا دسترخوان بچھوایا کھانا آیا اسکے بعد شراب کا دور ہو اچھو تو رنگ
کچھ دور ہوا نشہ کے وفور میں کیف سرور میں پوشیدہ نکھیں لڑنے لگیں چھیاں دل پر ٹپنے لگیں شعر
دل ابدل ہی بہت درین گنبد سپرہ از سوی کینہ کینہ و از سوی مہر مہرہ ایک عالم اس سے بیان آگاہ
ہو دلو دل سے بے تکلف راہ ہر وہ بھی اوکی آنکھ بچا کے دیکھا بھالی کرنے لگی لگاؤ اینا مجھ پر حالی
کرنے لگی اور سوقت اور قتال عالم کو یقین ہو آنکھیں لڑنا و ہن نشین ہوا چھتا بے بل کھا کے جھلا
ساتھی ہی شراب پلانے لگی بھر کھڑی ہو کے کہا ایک ضرورت سے جاتی ہوں ابھی آتی ہوں اور
جانا آفت کا آنا اس سچ می خسار کا حال تاہ ہوا میں نادان نشہ کی یاد تھی سمجھا جب وہ کر سی سے زمین پہ
جھکی میںے گو دین لیکے سنبھالا دیکھا ناخن سب نیلے ہیں اور سہت جسم کے اعضا ڈھیلے ہیں
دفعہ روح بدن نکل گئی میرے دل پر غمکی چھری جل گئی مضطرب پریشان ہوا کہ لگتی کیا سامان ہوا
دفعہ شفق خون آشام نے ماہ کا منہ سپید کیا انجمن انجم کو درہم درہم کر دیا موزن نے اسد لبر کا
نعرہ مارا اہل زمین کو خواب راحت سے چونکا دیا طاہران نغمہ سنج نے صبح کا غلغلہ مچا دیا مہر ہما نتاب
گہر کے غرقہ مشرق سے نکلا اور نوجوان پر امان کا حال نگاہ حسرت دیکھنے لگا شہر یار زیادہ مشتاق
فسانہ متاسف بیت اسطنت کا عازم ہوا مشغفہ نظم ملکی میں ان اہلانے لگا ہیا تاک کہ دن

تمام عوارض کا ہنگام ہوا بار بار برخواست کیا خلو تسرا میں جلوہ دیا کچھ دیر آرام کر کے شہزادہ سے کہا کہ وہ نوجوان
بصد حسرت و حرمان تاج بجان گئی تو ننگ رفتار پر کیا لذری وہ گویا ہونے لگا کہتا ہوں مجھ کو اور گنجینہ حسن خوبی کو اسی حالت خفا کیسا
مر مر کی سل و سپر و صبر کے دل پر کھ کے کریمان تاد میں جا کے کیا تجھ شراب میں ہر بلا اہل ملا کے شکاک سے ہلا
کیا وہ سحر مکان کے مالک کو بلا کے کہا ہمارے چچا شہر کر و میں آئے ہیں بضرورت مجھ کو طلب کیا ہوا
پیشگی مجھ سے کو گنجیان احتیاط سے رکھو کچھ فونکے بعد آتا ہوں اسباب میں چھوڑے جاتا ہوں وہ
رضی ہو اپنے کر ایہ یازنقا حسب قدر تھا ہر اہل اور اسباب جو تھا اسی مکان میں چھوڑ کے روانہ ہوا
شہر کر و میں ہو پنا چچا سے ملاقات ہوئی مینے عدم طلب کی شکایت کی چند روز میں چچا اپنا مال بچکے
موصول حلیے میں فہانی سیر سے سیر نہو اتھا پوشیدہ مکان لیکے بیٹھ رہا تین برس وہاں گذرے و مشرق میں
صاحب مکان کوچ کر ایہ بھیجا کیا اوس نوجوان مہر تابان کی جان جانیکا صدمہ دل پر ہا پھر جو گھبرا یا و مشرق میں
چلا آیا مکان کو بند پایا مالک سے گنجی منگا فی فعل کھولا جو چیز جان چھوڑی تھی وہیں باقی خدشکار نے
مکان جو صاف کیا مال سے مراد پیدایا میرے روبرو لایا مینے پچانا اوسی بحر حسن کے گلے کا تھا
بجو اسی میں باہر ہا پھر وہاں قیام ہوا و سپہ سال جو کچھ تھا سب تمام ہوا جب کچھ نہ رہا مجھو ہو کے وہ دو لڑکا
بیچنے کو نکالا محکو اور جو اہر کی نسبت موٹی کی پچان نہ تھی قیمت معلوم نہوئی بازار میں جا کے دلال کو بلا
حوالے کیا وہ دیکھ کے حیران ہوا کہ ایسا ہوا گول آبدار دانہ دیکھانہ تھا و غلطان کو شرماتا ہر دیکھنے ہی
لوٹا جاتا ہر کہا آپ ٹھہر جائیں جو ہر لونیکو دکھا کے ہم انکو لائیں پھر آ کے کہا مال یہ ہزار شرفی کا ہر
مگر اب پچاس سے زیادہ نہیں بکتا ہونے کہا میرا شہر پھر جو بازار میں ملے آ جو پچاس شرفی میں تھا
اوسکے پاس لیکیا وہ کو تو ال کے پاس مع دلال ہو پنا کہا دو ہزار شرفی کا مال پچاس شرفی کو بچتا ہر
شاید چور ہر معاملہ بے طور ہر کو تو ال نے محکو بلایا اور بانڈہ کے سرجمی سے اسقدر مارا کہ مینے چور کیا
اقرار کیا پھر اوس نے دیکھانہ بھالابے تامل ہاتھ کاٹ ڈالا میں دوتا پستیا مکان پر آیا ہنوز زخم کی
شست و شونہ ہوئی تھی ہر کار کے آدمی اور وہ خریدار جسے چور بنایا تھا گھر میں گھس گئے جو کچھ پایا
لوٹ کے محکو بانڈہ کہا یہاں حاکم شہر کا ہونے میں سے کو کبوستہ تھی آج تہا کتاب محکو ہاتھ کا درد محکو

فرست جانکے لئے پٹے کہ موذی کے جنگل میں بچنے جب حاکم کے روبرو پہنچا وہ میری صورت دیکھ کے
 برسرِ رحم آیا اوس جو میری کو بلا کے فرمایا اسکے باعث بے گناہ کا ہاتھ کٹا ہوا کا قتل کیا ہر چہ دربارِ برخواست
 کیا محکوم نمانی میں باس بلایا نرم بانی سے یہ کلمہ ارشاد فرمایا امی فرزند جو ہونا تھا ہو چکا اب مجھ سے بخوف و خطر بیان
 تیرے ہاتھ یہ دو لڑکھو لکڑیاں تھیں اس طرح سے پایا تھا میں نے ابتدا سے انتہا تک سب داستان بیان کی اوس نے
 کہا تو سچ کہتا ہر مشیت از روی پو نہیں تھی اس کے چار نہیں ٹانے کا کسیکو بار نہیں وہ ساخہ اس بہت کم ہو جیسا
 تیرے ہاتھ کا بگونج و لم ہو تو کہ چکا اب میری کمائی سن وہ دونوں بد نصیب میری بیٹیاں تھیں بڑی
 وہ تھی جو پہلے تیری پاس آتی تھی اور چھوٹی کو پھر ساخہ لائی تھی امی کی شادی کی وہ میں نے بھتیجے کے ساتھ کی
 تھی وہ نوجوان مر گیا یہ صر میں جل کے فاحشہ ہو گئی پھر بیان کے میرے پاس پہننے لگی اور جبکی جان تمھارے ہاتھ
 پر نکلی جب مناسب ہوئی میں نے پوچھا وہ نظر نہیں آتی کیا ہوئی یہ سن کر رونے لگی کہا اتنا معلوم ہو کہ لباس فاخرہ
 زیور بہت سا جن کے باہر نکلی تھی پھر نہ کھلا کمان گئی میں غیرت سے کچھ نہ سکا چہرہ ہا کچھ دونوں کے بعد وہ
 نجل نکلے بیمار ہوئی غم سے سو کھ کئی عشرہ گزر گئی زمین میں لگ گئی معلوم ہوا کہ ہم تم دونوں بد نصیب ہیں
 لازم ہو کہ ہمارے شریک شادی، دس غم رہو چہ نہ سے باہم ہو تیسری میری بیٹی ہوا اسکے ساتھ تمھارا عقد
 فرزند کی طرح رکھو نگاہم نہمانی سے بے بال و پر میں ہنزاں پہنچنے وقت کے نظر میں میں نے کہا آپ کے حسان مروت کا
 بیان نہیں امرکان سے باہر ہر چو خانہ زاد سمجھیے جو فرمایے غلام حاضر ہوا سو وقت قاضی کو بلایا چند مقول گوہ
 ہوئے عقد ہو گیا سر دست ہم نوشاہ ہوئے آبیش و عشرت سے اوقات کرتا ہوں معشوق صاحبِ جمال ہر
 عفت میں بے مثال ہر روزے دن رات کرتا ہوں یہ کہہ کے وہ تو گھر گیا صحت کی جلد وہ میں حاکم نے اپنا
 فریق بنا یا جب تک زندہ رہا دوسری جگہ جانے نہ پایا اوسکے منکایہ رنج ہوا کہ شہر میں لگا لگا ایسے قدروان کو
 کھوکے بغاستہ خاطر ہوئے آپ کے شہر میں پہنچا طلبا بست کرتا ہوں چین سے رہتا ہوں سلطان کا شعر نے کہا قصہ تو
 اچھا لکڑی کے کا ساخہ بڑا ہر شہر کی قضا ہر چہ مرزی ہاتھ باندھ کے سامنے آئے عرض کیا غلام کچھ بیان کرتا ہر
 حضرت سنکے خوش ہو جائیں تو قتل سے ہاتھ اوٹھائیں بادشاہ نے فرمایا تو بھی کہ لے کہ حسرت نہ ہے
 داستان حجام کی نوجوان کو ذلیل و خوار کیا آفت میں گرفتار کیا

یار و دیار سے چھڑا کے غریب الوطن بنایا اسپرلم سے نہ ہاتھ اوٹھایا

وزیری نے کہا اس شہر میں ایک سواگر نے دوستوں کی دعوت کی مجھ کو بھی بلایا میں نے کچھ لوگ جمع بہن صاحب خانہ
نہیں سب کو انتظار ہو گیا ایک وہ آیا اور ایک جوان خوش رو کو ساتھ لایا سب نے تعظیم کی اوس نے جوان کی بہت تکریم کی صدر
جگہ دی اچھی ہو بیٹھا نہ تھا ایک حجام نظر پڑا وہ چلنے کا آمادہ ہوا صاحب خانہ تھیر ہو کے بولا بندہ پرور کہاں چلے
نان خشک تیار ہو خوش فرمائیے پھر اختیار ہو بندہ اسقدر عنایت کا امیدوار ہوا سنے کہا میں کھانا کھانے آیا تھا
یا جان گنوائے آیا تھا یہ ظالم شوخ غلام انسان حقیقت میں بوم سامنے آیا میں اسکی صورت نہیں دیکھ سکتا
مصیبتیں اسکے ہاتھ سے پائی ہیں لنگڑا ہوا وطن چھوٹا غریب دیار ہوا خستہ خراب ذلیل و خوار ہوا صاحب خانہ
دوسرے مکان میں لیگیا تو قیر سے بھٹایا دستار خوان بچھایا کھانا کھلت کا کھلایا پھر عطر دان پانڈا
آیا گور می عطر لگایا جب فرصت پائی بہت کہا اس نائی کی حقیقت کا فقیر تمنائی ہونا گوار نہو تو کچھ ارشاد کرو

اظہار کرنا جوانی و اراد کا قصہ ماضی کسی قتاری محبت و خمر قاضی حاجت حجام کا آنا پھر نشتر لگانا اوسکی حاجت سے نکال اٹھنا

جوان بولا میں ناشاد و نامراد سا کن بغداد ہوں باپ میرا تاجر و زمین مشہور تھا لکین زمین دور دور تھا جب والد
جہان فانی سے رحلت کی میں ہوشیار تھا نفع نقصان خبردار تھا بعد ازاں وہ چلن اختیار کیا کہ اور نو اگر دن
پسند کر کے میرا زیادہ اعتبار کیا شباب تک کسی کام سے آگاہ نہ تھا اگر ضرورت گھر سے نکلتا تو رنڈی کے سایہ
آسیب سمجھ کے چپٹا ایک دن کسی کام کو جانا تھا رنڈیوں کا غول سامنے سے آتا تھا راہ چھوڑ کے تنگ کوچے میں
آیا تخت بچھا پایا وہاں بیٹھ گیا سامنے در پچھ تھا بھولوں کے درخت لگے تھے ایک عورت پانی دیتی تھی ناگاہ
آنکھ چار ہو گئی بر چھبی کلچے کے پار ہو گئی سکتا سا ہو گیا وہ دیکھ کے مسکرائی پھر پانی دینے کو گردن جھکائی جب
اوس کام سے فرصت ملی اوس قتال نے عجیب تیور سے دیکھا کہ میرا کام تمام ہو گیا پھر کڑکی بند کی جھک دکھائی چلی گئی
مولف وہ گئی مجھ پر ایک بلا آئی وہ ضعف ہے کھو دی سب تو انائی + منہ جو اوس کا میری طرف سے پھرا ہوا مضرت ہے
تخت پر میں گرا + نکلیا شہر کا قاضی بہت کرو فرسے آیا اوسی گھر میں چلا گیا میں ملین سمجھا کہ وہ جو پری پیکر
اسی کی نور نظر ہو کر کھیت گرا تا پرتا ہے گھر آیا تب شدید نے گھیر پیش چشم اندھیرا گیا تمام گھر گھبرا گیا جسے حال
پوچھا میںے مال و یاد و اوس نے لگی مرض کی شدت سوا ہونے لگی مصرع عرض پڑھت گیا جون جون کی +

آخریہ حال از بون ہوا دل و جگر کٹ کے خون ہوا شعر مرض بٹھ گیا آخر تپ جدائی سے بدکہ پیٹھ لگ گئی بس
 میری چار پائی سے بد پھر تو غش بر غش آنے لگے یہ لکھ کے عزیز دوست آنسو بہانے لگے چاہت میں کیا
 گذرتی ہر بندہ سے پوچھیے: دل ٹوٹتا ہر صد نہ جانکاہ عشق سے بد دفعہ ایک پیرزال ضعیف کمال سے پاس
 آئی حالت نرا دیکھ کے آنسو بھر لائی کہا امی فرزند تمکو عارضہ ہر نہ بیماری ہر فقط تازہ گرفتاری ہر مجھے خفا منظور تھا
 حیا سے مجبور تھا جواب نڈیا لگ رہے ساختہ دم سرد بھر اس ترکیب چڑھا وہ تو اس کلام کی مشاق شہرہ آفاق تھی کہا صاحبزادہ
 دنیا میں ایک دوسری کے کام آتا ہر بی نام ہر بھاتا ہر مجھ سے پردہ ہی ہر مفصل کہنا زیبا ہر اگر نام و نشان سے آگاہی تو تیرے
 ضعیفہ آئی ہی ہو جان جو کھون کر کے نہ از صیبت اوٹھا ونگی یا او سکویاں لاؤں یا تجکو وہاں لیجا ونگی پھر مجھ سے
 ضبط نہو سکا سب حال کہدیا پہلے تو ہنسی پھر کہا وہ قاضی ادی آفت کی بانی ہر حقیقت میں لانا فی ہر او سے ہی صورت
 شکل کا بہت غرور و نشہ حسرت سے مخمور ہر لیکن خاطر جمع رکھ زمین آسمان کے قلابے ملاؤنگی تیرے طلب لاؤنگی
 یہ کہہ کے روانہ ہوئی دوسرے دن آئی یہ بزبان لائی کہ میں اس شوخ چشم عیار سے تیرا حال رنج و ملال کہا کی
 گوش دل سے اوس نے بغور سنا جب ملاقات کی تمنا ظاہر کی تو یہ بدل کے بولی شعر حقیقت میں سب فقرے گٹھے
 ہیں تو نے ظالم بد مرض کیسا کہا نکلی موت ناحق کا بہانا ہر پھر در پھر بیان نہ آنا اور خیر جو کبھی گذر ہو تو ایسا نہ کو
 زبان پر نہ لانا اسوقت تو نا کام آئی ہوں چند سے صبر کر میرے دام سے اوڑکے کہاں جا سکی صبح شام سینہ کی
 کھائی مہر صبر تلخست و لیکن بر غمیرین دار وہ ہر چند اوس نے تسکین دہی تشفی کی الاحال میری غیر ہونے
 لگی تیس بد جو ہس کر کے جان کھونے لگی کہی دن بعد پھر جو آئی مژدہ تمنیت لائی کہا مبارک ہو تیری آہ کی تاثیر
 میری سحر کی تقریر نے رنگ دکھایا پھر کو موم کیا بڑی سرکش کی گردن کو جھکا یا یہ سنتے ہی جسم نر میں جان آئی ہاتھ
 پاؤں میں تو انائی بائی اوٹھ بیٹھا کہنے لگی آج جو وہاں گئی او سکوخوش پایا میں منہ بگاڑ کے بنا یا ہر آہ آنسو بھر لاتی
 تھی او سکوکھا کبلی جاتی تھی اوس نے پوچھا امان آج تیرا کیا حال ہر کو نسا صدمہ ہوا جو ہر قدر ملال ہر بیٹے بعد گرتے
 وزاری کہا واری جس جوان کا حال اوسدن کہا تھا آج اوسکے گھر میں ماتم کا ہر نگامہ و نئے کا شور تھا جا کے
 غو جو کیا وہ ماہ نقاب گور تھا ہڈیاں سب گل گئی ہیں کہین بدنگی کھل گئی ہیں سینہ میں دم آگاہ ہر عزیز اقربا
 روتے تھے سکو مر جانے کا کٹھکا ہر جینا او سکو بہت مشاق ہر فقط ہمارے دیکھنے کا اشتیاق ہر بولی آپ کیا کہی ہیں

مٹنے اور سکوایں نے مجھے دیکھا نہ بجلا زبانی شتیاق نے مار ڈالا مٹنے جواب دیا آب کٹر کی گھولے عین میں پانی دینی
 تھیں کہوئی شخص بیخیت تخت بر بیٹھا تھا اوس من سے یہ لگو نہ بھولا ہر دل خار خار ہر محبت کا آرزو ہر دین و دنیا مختار مٹی
 میں بھولا ہر اگر وہ چار روز نا کامی میں اور گزرے دنیا سے کوچ ہر قربان جاؤں کیا تلکو سچا اون دل کا لگنا بہت
 پورج ہر اوس وقت کی تقریر سحر سے زیادہ تاثیر کر گئی پہلے تو ڈر گئی پھر کہا اگر میرے نہ دیکھنے سے یہ حال ہر تو مجھ کو
 صورت دکھانے کا اقبال ہر بلکہ دور سے بات بھی کر لوں گی بننا مٹی کا ٹوکرا سر پر صحن لوں گی یہ جو بسنا شادی مرگ ہو کہ ہر
 کے باؤں پر پھر جو کیا کہا آپ کی مشقت ضائع نکلی بگڑا مقابہ بن آیا اوس وقت اوٹھ کے گھر میں مٹلے لگا جھوک پیا
 معلوم ہوئی دل بہلنے لگا جمعہ کو وہاں لے چلنے کا وعدہ ہوا صحیح مٹا م کارا وہ ہوا اچھا آہستہ بنوانے پر ناوہ ہوا
 غلام سے کہا کسی حجام کو بلاؤ وہ بیخیت اسی بلا سے انکا فی عدوے جانی کو لایا مٹنے کا بھائی جلا خط بنا جو حضور
 ہر اسوجہ سے عجلت ہر اوس نے سیری صورت دیکھ کے کہا آپ کے دشمن ہر اٹھے مٹنے کا پان ٹوکیا کتا ہر حجامت بناؤں
 یا نقد کھولوں ابھی حمارت باقی ہر کی تہ پر ضرور ہر جو صحت کامل منظور ہر پہلے تو مجھ کو شہد آیا پھر ہنسی الٹی کہ یہ نیا
 وہی ہر بلا یا تھا حجامت بناؤں کو یہ کتا ہر قصہ کھلوانے کو پھر اوس نے صطلاب نکالا پھر شامہ میں ہر آفتاب کا
 ارتفاع دیکھنے لگا وہاں فلک لاجوردی نے صطلاب زریں سپہ ہارم پر نکالا شکر کے رات کو کون کون ڈالا
 خطوط اسطلا کی چمک حامل ہوئی سپید ہے ہر حمر چکاسیا ہی اہل ہوئی شہر زاد کو سکوت ہوا شہر یار فرط شوق سے
 مہوت ہوا کہا افسوس کس جگہ یہ بات نامم رہی آج بقراری تا شام رہی یہ کہ کے وہ تو اہم نظام باست کو
 روانہ ہوا شہر زاد کے بچنے کا بہانہ ہوا وزیر منتظر حکم قتل ان کی خبر سنے خوش خورم گھر میں آیا یہ ثر وہ سیکو سنایا
 کچھ کچھ ایک دربار میں حاضر ہوا مصروف کار و بار رہا ملکہ باو شاہ تصو شب میں ہر قرار ہا جگہ ایک منجم ماہ چا دریا
 سر ڈال کے جبرج اول پر نکلا ستاروں کا حساب کر کے پوچھی کھولی ناقوس صنم خانہ رات کہ مچن بولی ساکنان
 کار گاہ غفلت نے دنیا کے وحدے سے گرفتاری کی پھندے سے چار پیر کی حملت پائی آرام کی نوبت
 آئی شہر یار دور میں بستر سائش پر آیا شہر زاد کو یاد فرمایا کہا پھر کیا ہو اوسنے عرض کیا حجام کتب دیکھ کے
 بت ہنسنا کہا مبارک چہہ سوچا شس جبری میں شہر یار اور زہرہ کا قرآن ہوا تھا یا آج جو سب کام کرنا خوب ہر
 لیکن تاثیر لو کہ سب ثابت ہر آج کو خوشی میں نہ ہو پھر اسلوب ہر کچھ دنوں میں ہوگی گر جان کی خیر ہوگی

پھر چون نے کہا انصاف کی جاہر جو کجا جانکی جلدی اوس طعون کی تقریر کا طول بمعنی فضول اور اچھی تک نسبت
 کھولی ہتر نہیں نکالابک باکے مغر چاٹ ڈالا میں نے کہا جو کجا جو اصلاح بنانی ہو نہا نہیں چکا چلا جا جواب با آپ مجکو نزاجام
 جانتے ہیں باؤن سے برناتے ہیں ہر پرور آپ کے والد ماجد اللہم اغفر میری قدر کرتے تھے بتے مشورہ قدم باہر نہ
 تھے میں طلبیہ لاجواب ہوں تجویوں میں انتخاب ہوں صرف نحو بزبان ہر منطق میں ہر سبب را کمان ہر ہیئت
 ہندسہ علم حسابتہ شنائی کی قبایسی کا عامل ہوں یا ضعی میں بہت ریاض کیا ہر کامل ہوں محافظہ دست ہر شری
 جتنے مسئلے ہیں زبان یاد ہیں سب مقریرین کہ بخدا میں آپ استاد ہیں پھر تو فرط غضب جسم ہر اکاپنے لگاؤم چھپا
 ہا بننے لگا کاما ہی بکی تو کہا نئے آیا ہر مگر کھا گیا سر پھرایا ہر کتے لگا سبحان اللہ زمانہ مجکو نموا کما سخن کہتا ہر کجا ہی
 فراتے ہیں سیر اور چھ بھائی ہیں وہ بھی نانی ہیں مجھے کا نام بیک اوس سے چھوٹا بیکارہ ہر تیر لکوبیک جو تھا الکو
 بانچوان الشجر چھشا شاہ کہا کہ یہ سب کجا ہی کہہ جاتے ہیں پنے پنے غلام سے کہا ایک شرفی دیکھ بلا کوٹال اس
 نالی کو یہاں کمال ہم حجامت بنو میں گے یونہیں جائینگے ہم سنتے تھے سر منڈاتے اولے پڑے یہاں سر بھی نہ منڈا
 اور شجر پٹے اوسے کہا غلام بے بلا لے آیا نہیں تم کھاتا ہوں بے حجامت بنائے نجاؤ گا ایک بار پٹے حضرت
 جنت مکان لخصہ کھلوانی سو شرفیان بھاری خلعت پیا آپ نے کچھ دیا آبرو کو لیا یہ کہ کے پانی لیا بال مجکو نے آسرا
 نکالا تھوڑے بال مونڈ کے پھر تقریر کو چھپیر پینے نرم زبانی سے کہا بھائی مجکو بہت ضرورت ہو سکے ہنسا کجا کجا
 کھلا کھا خذو نہ معلوم ہو گیا جبکہ ٹیڈ جب ہر جانا کارادہ ہر مجکو ہراہ لیجیے آئیے جانیکا قصد کیجیے در نہ خطا پاؤ گے
 پچھتاؤ گے اب میں نے سخت سست کہا وہ پھر اضطرار بخانہ خراب لیکے دھوبے کھنے لگا بولا آغا صاحب کیوں کہہ رہے
 ہو دو ہر میں دو گھڑی کی کسر ہو حجامت جلد بناؤنگا مگر اپنے غم سے مطلع کیجیے یہاں مشورہ کر لیجیے خذو نہ فرمایا
 وشاؤر ہر مہر فی الہا کھرا قرآن مجید میں آیا ہر میںے مالا کہ ایک دست دعوت کی جو کہا خوب یاد آیا غلام
 بھی دجا آؤ یونکو بلایا ہر مگر سامان ابھی نہیں بنکایا ہر مجبور ہو کے کہا یہاں سب کچھ تیار ہر تلو لجا بولاسن دیکھ لوں کیا ہر
 میںے باہر چلی کو بلایا اوس نے بتایا مسلم حلوان کا دم نخت چھ مرغ کے دو پیازے چار کے کباب بانج دو دھکی فرقی
 دو سیر گوینی کے میٹھے چانول دو قسم کا پلاؤ نان سلیمانی تو رما چار مرلون کا حساب نہیں سنکے خوش ہوا با سے
 حجامت بنائی مگر ایک سے فرحت نہدی کھانا با نذر حاضر اب بی کہا یہ اونکو دیکے ابھی آتا ہوں اوسکے جانے کے بعد

غسل کی نوبت آئی کچھ کھا کے پوشاک پہنی اذان کی صدا کان میں آئی دوسری صدا کا منتظر تھا شاید وہ ملعون پوشیدہ خبر
 شگامار ہا دوسری اذان سننے میں سوار ہوا وہ بھی پیچھے چھپا ہوا چلا جسدم قاضی کے دروازے پر آیا اسکو ہر گز دیکھ
 گھبرا یا ضعیفہ میری نظر تھی مجھ کو لیکے اندر گئی وہ صوت کی جو نشہ شباب میں منظور مجھ سے اختلاط کرنے لگی کیا ایک
 کی آہٹ کا میں آئی کھڑکی میں گرن جھکا ئی قاضی کی سواری نظر آئی اور وہ نطفہ حرام حجام تخت پر میں ٹھہر گیا تھا
 نظر آیا مجھ کو تر دو ہوا اور عاتقہ نے پہلے سے جاے پناہ سوچ کھی تھی مجھ کو چھپا یا قضا ی کار قاضی کا غلام کچھ قصو کر چکا تھا
 قاضی مکان میں آ کے اسکو مارے لگا غلام نے داد بیدا کا غل مچایا اس ملعون کی سمجھ میں آیا کہ قاضی نے مجھ کو دیکھا
 یہ ہنگامہ برپا کیا وقتہ اپنے کپڑے پھاٹکے غوغا مچانے لگا اہل محلہ کو فریاد سی کیواسطے بلا نے لگا کھتا جو دوڑو
 قاضی میرے آقا کو ناحق مارے ڈالتا یہ کہ کہیرے مکان پر پہنچا وہاں بھی یہ حال سب کا مغز اقرابا دوست آشنا
 مسلح ہو کے آئے قاضی کا گھر گھیرا آدمیت سے منہ پھیرا قاضی بدحواس ہو کے باہر آیا ہنگامہ عظیم پایا کہا صاحبو ماجرا
 کیا یہ یہ بلوہ کیسا ہو وہ بولے ہمارے عزیز کو تو نے قتل کیا قاضی نے کہا میں نے اونکی صورت تک نہیں دیکھی جس دم
 مارا یہ نطفہ شیطان سامنے آیا کہا تیری بیٹی نے اوکو بلایا تھا تو گیا دیکھ لیا مارا قاضی نے کہا مکان موجود دیکھ لو
 وہ شب تامل گسٹے ڈھونڈنے لگے مجھ کو اس صندوق میں چھپا حجرہ میں کھاتھا یہ دشمن خدا او نہیں آیا پٹ
 اوٹھا کے مجھ کو دیکھ لیا وہ صندوق اپنے سر پر اوٹھا دوسرے دروازے سے باہر نکلا اور غل مچاتا بھاگا گھبرا ہٹ میں
 ٹھوکر لگی صندوق گرا پٹ کھل گیا میں نکل کے بھاگا وہ بھی میرے پیچھے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ کیوں بھاگتے ہو بھل کے جلو
 اگر میں ہرا نہ آتا تھا تجی جان بجاتا دیکھو تمک حلال ایسے ہوئے میں آقا کی خاطر اپنی جان کھوتے ہیں اہل محلہ
 خندہ زن پیچھے چلے آتے تھے مگر مجھ کو پاتے تھے نالہ سامنے جو آیا میں پچاندادم تو بچول چکا تھا پاؤں پھسلا
 کر پڑا لگا سرک گیا لنگڑا نا تھا اگر خوف سے بھاگا جاتا تھا اتفاقاً ایک شاکا مکان نظر آیا اور وہ بھی اوسوقت ہر وار
 پر تھا میں نے کہا خدا کے لیے اس مجنون کیری جان بچاؤ کہ میں چھپاؤ اس نے حجام کو مار کے بھگایا مجھ کو بچا لیا
 جی میں جی آیا دوست نے حال پوچھا میں نے کہا جان پر سنی ہو پھر پوچھ لینا وہ میرے ہمراہ روبراہ ہوئے کھڑے ہوئے
 گئے پینے ایسی قلت اوٹھا ئی تھی ہر گلی کو پے میں میری سواری تھی نہ راستے شہر چھوڑا جگانہ و بگانہ سے منہ
 موڑا غربت اختیار کی یہاں بود و باش چارنا چار کی کہ اوں کا کہ صورت نظر نہ آئی بھیر چھٹ جالے نحوست

بخت نے پھر روز سیاہ دکھایا کہ وہ اظہر بیان بھی نظر آیا صاحب جو جیسی مضیبت مجھ پر اسکی باعث پڑی قابل بیان
 نہیں مہمشوقہ شادی کرنے پر رضی تھی اوسکا فراق ہو عزیزا قریبا کی مفارقت سخت شاق ہو اسکے ہاتھوں
 پاؤں ٹوٹا وطن چھوٹا یہ کہ کے وہ تو نصرت ہوا تب نے حجام سے پوچھا کہ جو ماجرا اس جوان نے بیان کیا
 غلط ہی یا سچ ہے اوس نے سراوٹھا یا کہا آپ سب صاحبان کو کہیں گستاخی معاف کریں اگر یہ حرکت میں نکرتا
 قاضی زندہ چھوڑتا نیکی کا زمانہ نہیں کسی بات کا ٹھکانا نہیں دوسرا غضب یہ ہو مجھ سے کم گو کو فضول بلی
 بنایا سات بھائیوں میں فقط میں کم سخن بان دخلاتق ہوں گو پیشے کا نالائق ہوں اب چھوٹے بھائیوں
 کا حال سب کے سامنے بیان کرتا ہوں بگوش دل سنکے داد دیجئے جو کچھ ذہن مبارک میں آئے ارشاد کیجئے
 قصیدین کرنا حجام کا اوس فراق کو ساتھ دھو کر مینا اور پڑھیے کہ جانا مستنصر باللہ حکم سہاگنی یاد اور جانا کا حال
 حجام نے کہا جن روزوں مستنصر باللہ خلیفہ بغداد تھا شہر خوب آباد تھا اوس قزاق اوسکی نواح میں آہ لوٹتے تھے
 قافلے سلامت نہ چھوڑتے تھے خلق اللہ انکے چور سے نالان تھی رستے بند بسا فرکو چلنے کی طاقت کہاں تھی یہ خبر
 خلیفہ کے گوش نہ ہوئی محافظان آہ پر خنگی اڑھ ہوئی تو اوس سے فرمایا اگر عید یعنی کہ وہ گرفتار ہو کے میرے سامنے
 نہ آئے تجکو بل لگا کر ونگا خیر سے اوس سے بھر ونگا کو تو ال چلا کہ تھا نوین ذمی حجہ تھی کہ سبکو گرفتار دیرا کے پکاریا
 صحیحے کشتی پر بٹھا حضور میں اچھا پین او کو ٹوٹا تازہ دیکھ کے اوسی کشتی پر سوار ہوا جس دم نا و خلیفہ کے زیر جہر فلکی
 ہو چکی اوس وقت اوسکے چور ہونے سے خبر دار ہوا جب کشتی کنارے پر آئی سپاہیوں نے چار طرف سے حلقہ کر کے سکی
 مشکین باندھیں خلیفہ کے روبرو لے چلے مینے دم نہ مارا چکا چلا گیا جس دم خلیفہ نے ملاحظہ فرمایا جلا د کو بلایا
 حکم ہوا اوسوں کے سر کاٹ ڈال اوس نے صف باندھ پر ایتنا اتفاقا میری جگہ سب کے بعد ہوئی جلا د تیج بگفت
 صف پر آیا نخل تن سے برگ نزان رسیدہ کی صورت سر کرانے لگا ہر سر شمار میں آئے لگا لگا جو گیا رحوان گرن کے
 اوس نے تامل کیا خلیفہ نے سب پوچھا جلا د نے عرض کیا حسب فرمان دست ہنمشیر بران آئے یہ گیا رحوان ہر
 بادشاہ نے مجھ سے فرمایا تو کون ہو عرض کی حجام ارشاد کیا انکا ساتھ کیوں کر ہو کہا پیر و مرشد انکو ٹوٹا تازہ دیکھ
 کے جلا آدمی سمجھانا و پرائے ہمراہ سوار ہوا جب انکا حال ملاحظہ ہوا مجکو بجز خاموشی نہ نظر ہوا خلیفہ بہت ہنسا
 میرے ایزد سنے اور چپ رہنے پر سب کو تعجب کیا مینے عرض کی پیر و مرشد میں اپنے چھ بھائیوں کے خلاف خاموش

رہتا ہوں پوچھا وہ کیسے مہین کما میرے خلاف مہر تن لاف کداف اور صورت تزکیہ کا ناہو ایک گبر او سر او پلا تیرا کمانا
 چوتھا مفت خور اندھا ہر کچھ کلام نہ دندا ہر پانچواں پوچھا ہر تحت حکومت ہر گلی کو پانچ پانچ پانچ گزوش کس طرح چلتا ہر نرگس ماہر میرا چلتا
 اگر قیابا لاون کی کیفیت نہیں کے غلام کا جوڑ سچ معلوم جائیگا پھر سوچا کہ خلیفہ اجازت دیا ہے کہ تجھ پر خلیفہ نہ پڑتا ہے نہ تیرا کیا

ماجر ایک بیک کا ایک عورت پر مبتلا ہوس کے او سکوعاشق سمجھا لگاوٹ کی وہ صاحب عصمت
 تھی اپنے شوہر کو مطلع کر کے پہلے پوشاک سلوائی پھر خچر کی جگہ باندھ کے چلی سپوائی اجرت میں مارا کھلوانی

قبلہ عالم پڑا بھائی میرا ایک نام کپڑا ہر وہ کپڑے سیا کرتا ہر سترہا وہ کان کھتا ہر او سکے کان کے رو برو چلی والا تھا
 وہ مزے دن ات کرتا تھا یہ بدقت تمام دن ہی پر دے کے اوقات کرتا تھا ایک دن او سکے عورت کھڑکی کھڑکی کے ساتھ تھی
 کپڑکی آنکھ پگھلی فریضہ ہوا طبیعت لر گئی وہ جتنا عصمت تھی ہنہی مرد کو دیکھ کے ہٹ گئی ایسا مبتلا ہو گیا کام چلو
 کھڑکی پر تانہ ڈٹ گئی اتنا قانگنی دن کے بعد پھر آئی یہ تو وہیں بیٹھا رہتا تھا وہ ذی شعور اسکی حماقت پر ہنسی آلو
 سمجھا کہ سونکی چڑیا دم میں بھنسی اوس نے اسکے خراب کرنے کو کچھ کپڑا اگر ان بہا اور کرتا لوٹدی کے ہاتھ اسکے پاس بھیجا
 کہ دوسرا کرتا جلد تیار کر کے اب کپڑے کو یقین ہو گیا کہ او سکے بھی میرا خیال ہوا غرض وہ فرمائش جاننا ہی سے اس
 وہی سے درست ہوئی شام کو وہ عدد لوٹدی کو دیکے کہا بی بی بی سے کہنا جو جی چاہے مجھ سے سلو
 مزدوری کا خیال فرمائیے لوٹدی عیارہ یہ سنکے چند قدم چلی پھر کچھ سوچ کے پھر ہی کہا ضرورت کا کام بھولی
 تھی بی بی کا پیغام بھولی تھی بی بی نے پوچھا ہر آجکی ات تنے کیونکر لیر کی سینے تو تڑپ تڑپ کے برقت تھر کی
 یہ خوش ہوا کہ ارات کسی چار دن کے نیند نہیں آئی ہر نہ پانی پیانہ روئی کھائی ہر لوٹدی چلی گئی دو گھنٹی کے بعد
 آئی کہا کرتا تھینک ہوا لکڑا ساٹھن کابھیجا ہر یا مجا رہے سینے کو کہا ہر اسنے بہت جلد وہ بھی سی کے حوالے کیا
 مزدوری کو سلام کرتا تھا صبح سے تا شام وہی کا کام کرتا تھا فاتحہ ہوا چکا پڑر ہا دوسرے دن لوٹدی آئی
 کہا بی بی نے میان کو تیری دوخت کھائی او کو بھی پسند آئی وہ چاہتے ہیں ہمارے کپڑے بھی تو ہی سگی
 او نہ نظر ہر ساری مالک کو یہ ہر کہ اس سلیہ سے تیری آمد رفت ہو دور کلفت ہو وہ سمجھتی تو اس کا بجا امیڈ
 تھا اسکے بہراہ ہوا مکان میں جو پوچھا اسکے شوہر نے دو تھان دیکے کہا ایک میں دو کرتے اور تیری بیا
 دوسرے تھان کے پاجیاسے جلد سلیہ حماقت شمار فرشتہ میں تیار کر کے لیکر یا زور دے جو دیکے لگا لوٹدی

اشارے سے منع کیا اسے باوجود فاقہ کچھ نہ لیا خالی ہاتھ پھر اسے پاس بلختہ جو اس آیا کہا لوگوں نے سلامی
 نہیں دی میں بھوکا ہوں ہاتھ جو کچھ آیا نہیں کئی دن سے مطلق کھا یا نہیں کچھ مجھ سے لگیا بچا یا کھا یا اور
 عیارہ کو اس پر قرار نہ آیا ایذا سی بدنی دینے کی ٹھنی شوہر سے اسکا حال اور بیوہ دنیا لکھ دیا وہ بہت بد مزہ ہو
 تدریج روچنے لگا دعوت کے پرے میں علاج اوت کا سامان کیا اور پھر شہیدہ گرنے رنگ بدلا نور سحر نے ستاروں کا
 منہ سفید کیا کانہین الصلوٰۃ خیر من النوم کی صدا آئی طائروں نے نواہی سے دھوم مچائی شہزاد نے تکلم
 سے کنارہ کیا شہزیاد توجہ عبادت خانہ ہوا بعد فراغ نماز تخت سلطنت پر جلوہ دیا مصروف عدل داد ہوا یہاں
 کہ مسافر وزیر نزل طرک کر کے سرامی خرب میں ہو پنا شہزیاد دربار برخواست کر کے خلوت سرا میں داخل ہو کچھ دیر
 کیا جب بیدار ہوا شہزاد سے بیان قصہ گذشتہ کا احکام کیا اس نے کہا کہ کلچ لے لے اسکو شام کو بلا یا کچھ کھلا کے
 باتو نہیں لگا یا جب زیادہ رات آئی کہا اسوقت جانا مصلحت نہیں خانہ بے تکلف سمجھ کے آرام کرے صبح جا کے
 اپنا کام کرے رضی ہوا وہ دلیل سی قلیل سی جگہ اسکو بتا اپنی بی بی کے ساتھ جا کے سو رہا آدھی رات کو اسکے پاس
 آئے خوشامد سے کہا بھائی خچر چار بار ہوا گیا آٹا سرکار میں دینا ضرور ہو گا اگر دم محترم ہو پنا بڑا قصو ہو گا جو تم
 تکلیف کرو میرا بگڑا کام بچائے آٹا تیار ہو کے چھین جائے اور لونڈی نے بغل میں بیٹھیہ کے سہارا دیا عقل کا
 دشمن ہو جو وہو اس نے اسکا ہاتھ بگڑا خچر سے زیادہ رسی میں جکڑا اور جکڑ میں پھرنے لگا جا بک لیکے جھکائے
 لگا دو تین بار کے پھر نے میں اسکو جکڑا یا جکڑیہ سے دم گھبرا یا جا ہا کہ ٹھہر جاؤں جا بک اوسکے ہاتھ میں بچا
 چستی سے دو چار لگائے بیٹھنے کی کھال اور گئی یہ بچا چلا لے کہ یہ کیا غضب ہو چکی بسواتا ہوا جا بک لگاتا اور
 اوس نے جواب دیا میرا خچر جو ٹھہر جاتا تھا میں جا بک لگاتا تھا جب تم رکتے ہو میرا ہاتھ نہیں کتا میں نے قصو ہوں غارت
 مجبو ہوں بکباک بیچارہ دو چار تیرہ دو چار پھر تھک کے رکاوہ جا بک لیکے جھکا بدن تمام موہان کیا خون
 غلطان کیا صبح تک چلی بسوائی جا بک لگائے پھر ترس کھا کے لونڈی نے کھول دیا کہا ہماری
 بی بی کو بقتاری ہوئی تھو جو ذلت ملی بیٹھیہ چھلنی ہو گئی عجب حالت بقتاری ہوئی اس بیچارے نے
 جواب دیا چپ چاپ گھر کا رستہ لیا خلیفہ بہت ہنسا کہا عید کا انعام لے اور جائے کہا قبایع عالم صبتک
 سبکا حال نہ سناؤں گا تب تک انعام لوں گا نہ اپنے گھر جاؤں گا یہ کہے فوراً اپنے دوسرے بھائی کا قصہ چھیڑا

دوسرا قصہ الکارہ کا جو پوپلا تھا محل میں عورت کا لگا لیجانا مسخر بنانا وارھی موچھ
 موٹڑے کے ننگا کرنا چاروں کی نگلی میں نکال دینا اور گاگھے پر جڑھانا حاکم کے پاس لانا

پیر و مرشد پوپلا جو الکارہ اور کو سب کہتے ہیں جو جو محلے میں رہتے ہیں کئی روز ایک کوچے میں ضعیف عورت

میں سلام کر کے کہا بیٹا میں ایک بات بتاتی ہوں اگر عمل میں لایگا بڑا فائدہ اور ٹھائیگا اور راضی ہو کہا میں تجا محل میں

لے جلتی ہوں وہاں انیزادی بہت سنسور ہوا اور چلیسین اور سکی ممتاز ہیں مگر سب ٹھٹھے باز ہیں جو کچھ سنسی کی

حرکت کریں برنامہ انوار حسین فلاح جانو دو گوٹھی میں نہال ہوگا مال مال ہوگا کیسخت لاجی دم میں آگیا خوشامد کرنا سہ

چلا وہ ضعیفہ محل میں لگنی مکانات مرتفع عالی سچی بجائی لکھی اسکو کا ہی کو نظر آئے تھے دیکھ کے شادی مرگ ہو گیا

اسکو تحفہ الا ان میں جٹا کے کہا میں تیری خبر کرنے جاتی ہوں یا وہ لوگ یہاں تو ٹھی یا جگواندر بلواتی ہوں

یہ وہاں بیٹھا حیرت سے مکان کو دیکھ رہا تھا کجا ایک پر لوی کا غول نمود ہوا کچھ نڈیان کم سن عین شاہجہش خروشن

کے دن عمدہ پوشاک میں پہنے باتیں دہنے اور بیچ میں ایک غارت گردین ہزن ایمان گبر و مسلمان جو ابہرین

قریب ترین پوپلے نے بہت جھک کے سلام کیا وہ اسکا منہ دیکھ کے ہنسنے لگین سمجھا مجھے فریفتہ ہو گئین ایک جاوہ

مجمع بیٹھا اسکو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر خاصا طلب ہوا ہانکی نعمت سامنے آئی اسکو بھی کھلائی پھر کمانے ناچنے کا چرچا

بچا پھر ایسا نرے میں آیا اونکے ساتھ ناچنے لگا یہ دیکھ کے اس سے پری پیکر نے ساغر شراب اپنے ہاتھ سے

بھر کے جو دیا کبھی اسنے لونگ نکھائی تھی گلاس منہ سے لگا سب پی گیا جب اسکو سرور ہوا اور کو مسخر بنانا منظور ہوا

صاحب خانہ نے گلے میں ہاتھ ڈال کے آہستہ آہستہ اسکے منہ پر طمانچے لگائے یہ زیادہ نرے میں آئے اب

ایک زور کا تھپ جو پڑا چونک کے جدا ہو بیٹھا پھر اس نے ہنس کے پاس بلایا کہا تم بہت نازک مزاج ہو ذرا سی سنسی ہی میں بچا

بڑھیا نے اشارہ کیا کہ کیوں کنارہ کیا میرے بھائی نے کہا نہیں جو کچھ فرمائیے بجالاؤنگا اب منہ نہ بھراؤنگا

یہ سنے اس نے لونڈیوں سے کہا اسکو بنا لاؤ اس بٹھیافرہادکش نے دم دیا کہ اب بی بی راضی ہوئین لونڈیان تجکو

زندگی بنائین گی سانسہ لائین گی بہت کچھ پائیگا مدت کو کام آئیگا جب اسکو آمادہ پایا لونڈیوں نے ہاتھ بٹھایا

کسی ڈارھی موٹھی موچھیں اور دین جہرہ کو سفید و سیاہ کر کے نقش و نگار بنایا زانما کی پوشاک پہنائی زیور سجا

طہر دینا یا پھر اس سے کہے رو برو و حول دھپا کرتی لائین تالیاں بچائین اور ناک پر اونگلی کھو پر لوگی گت بچوائی

وہی بھیا پاس آئی کتا وقت برابر آیا اگر ننگا ہو کہ سیم کو تو بکٹے جو مانگے سو پائے اوٹھایا بچائے نقشہ تو اسکو ہر چکا
ہوش و حواس عقل کھچکا تھا فوراً کپڑے پھینک کے یہ تپانگیا ہو گیا اوس ماہ طلعت کے پیچھے دوڑا وہ بھاگی ناگاہ بھجوں نے
خمنفق کو شفق صبح کی شرابناجے گلگون کیا اور دست سرشار فلک عہدہ جو حیلہ خو نے ساغر زین خورشید کا بزم آسمان
پر دوڑ گیا نیند کے متوالے چونکہ نقشہ ہی کچھل کر کیا خسرو چارم سر پر نشہ کی ترنگ بین چہرہ گلنار لبائیں تازین
کرن کا جو بن عیان خلق افزای اریکہ جہان ہوا شہزاد نے انگریزی لی سلسلہ تفسیر کے نشے کر کرے ہوئے زبان
بہکنے لگی آثار سحر کو تکنے لگے شہریار ناچار لڑکھڑاتا اوٹھا عبا و تخانہ کی اہلی قصہ کے ناتمام ہونکی حسرت رہی عبد ذراغ
ناز و وظائف صبح وظیفہ خورون کے بند و بست کو تخت پر کیا محتجب میخوڑا حاکم شرع اور کنا ہگار سردار حاضر ہوئے
نیک و بد کے فیصلے ہونے لگے لیکن شہریار کو خیر و شر سے مطلق نہ سروکار تھا شکیبے تصویب میں سرشار تھا و فتحہ بیچوں
نے گنبد خانہ سپہر لاجوردی کے جو گان سفیم یعنی ظلام سے گوی زرنگار آفتاب کو میدان فلک سے کوہ مغرب
کی طرف پھینک دیا رنگ ساز شعبدہ پر دوز برن جنیلے نے روغن شمس سے چہرہ روز تغیر کیا شہریار فرمان بادل شادان عازم
خلوت سرا ہوا شہزاد کو ملایا فرمایا کہ بھر کیا ہوا اوس نے عرض کی قبلہ عالم وہ سیم تن تو سراہ جھپٹتا وہاں جھپ ہی
یہ سخر اندھیرے میں گھبرایا نوٹریوں نے لیجیو بکڑیو کا غل بچایا سامنے روشنی نظر آئی یہ باختہ حواس سکی
طرف بھاگ کے آیا وہ دروازہ تھا نوٹریوں نے پٹ چھٹ پٹ کھول کے ریل دیا باہر ڈھکیں دیا دروازہ بند
کر لیا یہ آفت کا مارا ننگا دھڑنگا چارونکے کوچے میں نکلا اوٹھوں نے دیکھا ڈاڑھی موٹھی منڈھی چہرہ رنگا آدمی کا
جسم جانور بنا وہ بکڑی لگیے گدھے پر چڑھایا جو تو نکا ہار گلے میں ڈالا سر چوک سے لگاتے گدھے کو بھگاتے
قاضی شہر کے روبرو لائے کہا خداوند نعمت وزیر اعظم کی دیوڑھی پر یہ گرفتار ہوا یہ تپانگیا ملاہ حکم ہوا
سوتازیا نے لگا تمام شہر میں اسی گدھے پر بھنڈا کے شہر کے باہر نکال دیا جاے محافظوں سے کناخوار شہر
پہنچے نہ پائے بہت نونکے بعد پینے سنا دھنا جا کے پوشیدہ گھر میں لیا الفت ملامت کی بھیا فوراً تیرے لی کا قصہ

سانچہ تیرے بھائی بوبک کا جو کور ما درازا تھا بڑا کتیا و تھا نا بنیائی کی علت میں بارگالی
آبر و گنوائی عیار مال لسی گیا اسکے پارون کی جان گئی خود شہر ہو کے شہر ہو اصر اصر اصر
تیرے بھائی جسکا بوبک نام ہے کور ما درازا بھیک مانگنا اسکا کام ہے جو تمام دن میں مانگ لاتا رات کو وہی کھاتا

اور ڈھنک یہ تھا سوال نہ کرتا دروازہ کھٹ کھٹا کے چپ کھڑا رہتا لیکن کسی کا دروازہ کھٹ کھٹایا اوس نے پوچھا
کون ہے جو اب دیا پھر پٹ پر ہاتھ مارا صاحبانہ چور مجھ کے نکل آیا کہا گیا کہتا ہوا سننے کہا مرد پیر فقیر ہوں منہ کچھ دو
اوس نے پوچھا تو اندھا ہے سننے کہا جی ہاں صاحب خانہ نے کہا ہاتھ پھیلا یہ سمجھا کچھ دیکھا ہاتھ بٹھا اوس نے ہاتھ بکٹ کے
کھینچا اپنے کوٹھے پر چڑھایا اور پوچھا اپنا مطلب بتا اندھا بولنا دینا خدا کی اہ پر کچھ مانگا لینا اوس نے کہا میں بھی
دعا دیتا ہوں کہ خدا ہمیشہ من دن تجکو بنیا کرے بجائی نے کہا کچھ تو دو وہ بولامو جو زمین بوبکٹے کہا کچھ نہ دو تو
کوٹھے سے نیچے اوتار دو کہما زمینہ نزدیک ہر سفر نہ کھا چکا اور تر جا یہ جو پھر اپا پون پھیلا نیچے گرا ہڈیاں ٹوٹ گئیں
چور ہوا چلنے سے مخدور ہوا اپنے کو غش آیا پھر دیر میں سنبھلا گھر پھر ارادہ میں دو اندھے جو اسکے دتے یا غارتھے
ملے پوچھا آج کیا ہاتھ آیا اوس نے نامر سے سوال کیا پوچھ گئے کا حال کہا پھر دونوں کو گھر میں لایا کچھ دو کو بیکے
بازار سے کھانا منگایا اب یہ جملہ مقررہ سنیے جو شخص بوبک کوٹھے پر لگیا تھا از دو عیار بڑا بانی کا رتھا وہ چپکے چپکے اسکے
چھپے چلا جس گھر میں میرا بھائی رہتا تھا بے تکلف او میں چلا آیا بوبک نے اپنے بار اندھوں کا گھر کو خوب دیکھ بھال لو
کوئی غیر ہو پھر دروازہ بند کر دو لاٹھی سے وہ کوٹھا کوٹھا لٹھ لٹھ لگے چور گھبرا چھت میں سی لٹکائی تھی اسکے سہارے
سے دھنی میں لپٹ رہا اندھے دروازہ بند کر کے کچا بیٹھ گئے چور بھی وہاں آہنچا بوبک نے کہا یہ دس ہزار زر ہم تھا کہ
میں آج تک رکھے گذری ہو جو درہم گن کے لیا او اور کیو سو پ او وہ بولے اتنے دنوں میں تکلیف اوٹھائی
دو چار روز اور صبر کرو تہے دو ہم جگہ سوچ کے لجا بیٹھ گئے وہ گذری جہاں سے لایا تھا پھر رکھ آیا سنبے بالاتفاق
کھانا شروع کیا جو بھی شریک طعام ہو کسی نے جھولی سے شیر مال کے ٹکڑے نکالے کسی نے پیڑ پیر ملا کے باہر کھائے
لگے چور صاف خوش ہو کے ہتھے لگائے لگے منہ چلائے جہاں سے کا کھٹکا جو بوبک گھبرا یا اندھے بولے میرا وہاں
کہا بیان کوئی غیر ہو یہ کہ کے ہاتھ جو بڑھایا جو کاسر کٹ پاپا اپٹ گیا چور چور کا غلچا یا ہسیا کے لوگ نکل آئے اوسکو
باندھا چور نے نگھین بند کر لینا اندھا بنا کہا صاحبو اندھا بے ایمان جہاں میں شہو ہو میں انکا شریک ہوں حصہ
نہیں دیتے ان بے ایمانوں سے حصہ میرا لو او اور جان بچا و اہل محلہ اس فیصلے میں عاجز ہوئے حاکم کے پاس
لے گئے چور جو اندھا بنا تھا پہلے وہ بولا خداوند ہم جینک سزا نہ پائینگے سچ نہ بتائینگے یہ سیکو اوسکو باندھا مار پڑنے
نایب بہت پٹا نل چلے ایک آنکھ کوئی حاکم نے کہا اور بار و پھر دوسری کھولدی کہا اب جاؤ گمانا نہ لائون گا

حاکم لویا تو بڑا بڑا ذات حرامہ اور ہویا اندھا تھا اب آنکھیں کھولیں چور نے کہا جو آپ سزا دیجیے قصو معاف کیجیے تو
مفصل حال عرض کروں حاکم نے مشکین کھلو اوین کہا اگر سچ نہ بتائیگا پھر سپرٹ بانڈھا جائیگا مارکھا ایگا چور نے سچ تو
کہوئی تھی زبان بھی کہوئی کہا پیر شہم چاروں دنیا میں سب کچھ دیکھتے بھالتے ہیں نظر بازونکو اندھے بن گئے تالنتے
نہیں جنجکومالہ اردیکھا بیدٹرک اوسکے گھر میں گھس گئے جو ہاتھ آیا لے نکالے جو کسی نوکیر لیا اندھے بن گئے انھیں کاموں میں
آج تک میں ہزار درہم جمع کیے تھے آج بننے اپنا حصہ طلب کیا خدا جانے یہ بے ایمان کیا دھیان لائے افشائی لگا
ڈر حاکم کا خوف و خطر نہ آیا مجھو مارا چور بنایا اپنا صدقہ لے لے میرا حصہ لو ایسے برسے کام سے تو بے کروں کسی گشتے میں
بیٹھ رہوں یہ سیکے میرا بھائی کچھ کہا جاتا تھا حاکم نے نہ سنا نہ دھوا کے سبکو دھنا اور کہا جب تک آنکھیں کھلیں اور
سچ نہ بولیں ہاتھ روکنے اور واقعی ٹھوکنے یا تانک مارا کہ دونوں اندھے مر گئے بوبک نہ جان سسکتا وہ گیا جسم سے خون
کا دیرا بھگیا حاکم نے کہا سبکو شہر کے باہر پھینک دو تمیرا زندہ ہے تو شہر میں آئے نہ پائے مرے زور فریون
کے ہمراہ جائے اور جو کچھ نقد و جنس چا حصہ کر کے ایک تو چور کو دیا باقی سرکار میں خدبٹ ہو اپنے خبر بانی
خاک اورائی تو شہیدہ اوٹھا لیا مدت میں چھپا ہوا گھر کا اسباب بچکر کار میں گیا اسکی صفائی ہوئی بلکہ گھر کی
صفائی ہوئی اوس بلا سے ہائی ہوئی غلیفہ یہ جراسکے سسکر یا بیٹے اسی لپٹ میں چوتھے بجائی کا قصہ سنایا

الکوز چوتھے بجائی قصائی کا ماجرا ہر قصہ تعجب افزا اور گوشت بیچ کے درہم لینا اونکا کاغذی
ٹکلیاں نکلنا پھر خوشی اراکانا اسکا کرتارنا شور مچانا اوسکا سر کو سفند انسانکا درہم بنانا اولٹو آفت میں جنسنا
پروردگار شہر یار کو سلامت رکھے جو تھا بھائی جو میرا سوز تھا اوسکانام الکوز تھا یہ بجائی قصائی تھا بیٹھ کر ہی کو
خوب پچاننا تھا مینڈھے لڑا ہی جانتا تھا اس کام سے شہر کے امیر فقیر اوس سے آگاہ تھے اور گوشت فریہ تھا اوسکی
دکان میں ہاتھ اتا تھا ہر شخص لیجاتا تھا ایک روز حسب عادت گوشت بیچتا تھا اکر دبلند بالاسفید وارھی آیا اچھہ سر گرو
لیکیا چکلتے درہم قیمت میں دیکیا بجائی نے گھن کے درہم جو پائے جمع کیے وہ نہ اوٹھا لے پانچ عینے تک روز
آتا ہا دم دیکے گوشت لیجاتا رہا ایک دن کچھ ایسی صورت ہوئی کہ اوٹھیں میں ہوں کہ صرف کی ضرورت ہوئی صند فریہ
جو کھولا اوٹھوٹولا کاغذ کی گول ٹکلیاں تھیں الکوز سر پر خاک اور لکے غل مچانے لگا اہل محلہ جمع ہو گئے ٹکلیاں
دکھانے لگا دفعہ وہی شخص نظر آیا میرا بھائی دوڑ کے اوس سے لپٹ گیا پکڑ لیا کہا اسسلمانوں اسکی غا باز می کیوں میرا

انصاف کر دیتے تھے وہ نذر کرنے لگا تو نے ناحق میری حرمت میں بٹہ لگایا مکار و غابا زبنا یا اب تو منت و اڑہ ہو
تو بکر نہیں تو تیرا بردہ فاش کرونگا جس کت کا بدلہ لاونگا حاکم گرفتار کر گیا برودر کر گیا بھائی کو اور زیادہ غصہ کیا کہا اس
فریب سے تیری نجات ہوگی اب مجھ پر تکلیف نہ ہوگی پھر اس نے کہا صاحبو تم نے سنائیں ہی لازمہ ہوں اب اس مزہ کا
فریب سنو یہ بد بخت بکری کا گوشت بتانا ہوا آدمی کا گوشت مسلمانوں کو کھلانا ہوا اور جو مجھ کو چھوٹا سمجھتے ہو اسکے گھر میں
گھس چلو پھر کھون و کیکھ لو لوگ پہلے تو متعجب ہو پھر بدتر کرکے اسکے مکان میں چلے گئے وہاں بکری کی جگہ آدمی لٹکتا دکھیا
اور صرگا و سوار شمنہ جرخ چارم تیغ شعاع بہت آبدار کھینچے فیصلے کو نکل آیا شہزاد نے خون سے سلک تفریر کر بارکو
درج دہن میں چھپایا شہزیار ناچار امور ورمی سے فرصت کر کے داخل ہوا متصرف و اجسامی کل رہا جو جسم فانی نظام
ہوا منتظر شام ہوا کیا حکم نواب و سیارینیا اخبار سنکے برآمد ہوا تیرگی ہتھیال کو آئی ساکنان خراب آباد نے فہمت
پائی بادشاہ آرمگاہ میں دن افزا ہوا شہزاد کو طلب کیا وہ حاضر ہوئی ہتھیال کے بعد باقی ماندہ وستان شروع کی
کہ جب اہل محکمہ کو یہ ماجرا نظر آیا کہ آدمی بکری کی جگہ لٹکتا ہوا پھر چھری بٹھا لٹکا نیچے رکھا ہوا پھر تو نے الکوڑی کا نوز بند کیا
چار طرف سے جو تہی ہزار دھار ہونے لگی کہ اس خون نے آدمی کا خون ناحق کر کے گوشت سب کو کھلایا پھر چینی ایذا کو
پہنچی مالکی سزا ہوا تیا تک مارا کہ وہی آنکھ چشم بدور ہوئی اور یہ حقیقت سنائی کیفیت دکھائی قاضی شہر نے منظور
ہوئی آدمی جو لٹکتا تھا اس کو کھولا چھری ٹوکرا اوٹھالیا قاضی کو یہ حال سنایا لاش کو دکھایا قاضی صاحب کو غیظ آیا
تو قتل آمادہ ہوا پھر کچھ سوچ کے فسخ عزم کا ارادہ ہوا پانچ سوتازیا نے لگا اونٹ پیرا و لٹا بٹھا تمام شہر کو جرم
اوسکا بزرگیہ سنا دی سنانا کے سے باہر کر دیا وہ مرد پیرا حربے نظیر تھا زور سحر اوشے بیگانگ سب کو دکھایا تھا ورنہ
یہ عمل الکوڑی سے ظہور میں آیا تھا غرض کہ الکوڑی ناکردہ گناہ مبتلا سے روز سیاہ کسی دیر نے میں پیر ہارا نکو بھیک
مانگ لاتا تھا تمام دن اوسکو کھاتا تھا جب پیٹھ کے زخم اچھے ہوئے وہاں سے روانہ ہوا غیر شہر اجنبی لوگوں میں
بودہ باش کرنے لگا بھیک مانگ کے زندگی کے دن بھر نے لگا ایک دن بازار میں کھڑا تھا گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز
کان میں آئی موجب مثل مار گزیدہ از زمین چمیدہ می ترسد ایہی گرفتاری کا ذلت و خواری کا سامان
سمجھا بھگا ادر گھبرا کے کسی امیر کے مکان میں گھس گیا داربان پیادے نے گھبان چوتھے سب نے اسکو
باندھا کہا اچھو شد مدت سے تیر جی توجو کو بکو تھی ہمارے آقا کا مال چرانا مزے اور انا ہر شخص کے گھر میں گھس جانا

اس نے ہر چند کہ یہ وزیری سے کہا یا رو میں خستہ تن غریب الوطن یا رو دیار سے جدا ہوں مصیبت کا مبتلا ہوں
 کسی کا کچھ لیا یا ویا نہیں آہ سے آشنا نہیں کون سنتا تھا اور واقعی خدمت کی حاکم کے روبرو لیکے اظہار حقیقت کی
 مار کوٹ میں کہ پٹے بھٹ گئے تھے پٹیچھ کے نشان اظہار ہو گئے تھے آسی شدید کے سزاوار ہوئے مفتی صاحب جھجھلا کے
 بلوے مردک تو اسی نخسے نے ندگی صرف کرنا ہو رہی تھی زیر دستوں پر کر کے پٹ بھرتا ہوا بیان کج بختی کسی نوع سے
 پیش خانگی جبر قتل سے تو ہاتھ آیا ہوڑے شد و در سے تیرے ہاتھ کاٹو لگا نخل تن سے شاخ ظلم تیشہ عدل سے جھاڑ
 جب لوگوں نے گناہی کی گواہی دی ہے تین سو تازیا نے لگا تشہیر کر کے ہاتھ کاٹنے سے دست بردار ہو کر مستغنی شد
 اکلوز کی قسمتی پر ہنسنا اوکھا تو اتنا بکا کہ منہ بچر گیا بیٹے فوراً اپنے پانچویں بھائی کا قصہ چھپا دیا

پانچویں حکایت لشکر کی شیشے کا اسباب تجارت کو لینا وزیری سے مخاطب
 ہو کے تصور کی دکان جمانا نفع بڑھاتے بڑھاتے ایک لاکھ تین سو ساروی کان خاکین ملانا

کہ پانچویں بھائی کا نام آچر ہوا آدمی کے غلاف میں خرما باجپ ہر اہ شام بچا رہتا تھا خدا کی اہ میں کچھ دو گے
 شخص سے کہتا تھا جب اب مر گیا سو سو روپے سب پائے اوسکے بھی ہاتھ آئے کبھی دو پیسے نہ پائے تھے دفعہ سو روپے جو ملے
 گھر لے کے سوچنے لگا کس شہر کی تجارت کروں جس میں سو روپے ضرر ہو جو جمع مال کے بدلے زر ہو اس تصور میں گیا کس کنٹر
 شیشے کا اسباب خرید کے چوک میں دکان جانی سو دو لاکھ بیس روپے ٹوپی رکھی مسند بچائی وزیری کی دکان سامنے تھی
 اوس سے مخاطب ہو کر خیال بلاؤ پکانے لگا کہ یہ ظروف چار سو کو بیچے اور لو لگا چار کے آٹھ ہونگے جس دم ساٹھ ہونگے
 بڑے ٹھاٹھ ہونگے جو خریدو لگا اوس میں فائدہ کثیر ہوتا ہوا فقیر امیر ہوتا ہوا ہر بار ایک کے چار ہونگے اس لاکھ پچیس
 تھوڑے دنوں میں ہم ملک التجار ہونگے شہر میں نام ہو گا سو دو لاکھ میں احترام ہو گا خوب گرم بازاری ہو گی سب
 آبرو ہماری ہو گی لاکھوں کا بیوپار ہو گا دولت کا انبار ہو گا ہر شہر میں دکان جا جا گشتے غرب سے شریک
 لین دین مشہور ہو گا بادشاہ اور وزیر کو میرا خیال ضرور ہو گا شہرت میری ہر ایک جا ہو گی آبرو و نکو چہلت کی
 تمنا ہو گی اس شہر کا وزیر عظیم اپنی بیٹی کے عقد کا مجھ سے طلبگار ہو گا پہلے اوس سے انکار ہو گا وہ خوبصورتی
 نیک سیرتی کا مذکور کر گیا تیرے دینے کا وعدہ ضرور کر گیا سنت دار ہو گا اوس وقت بیاہ کر دیا وہ میں ہم و راہ
 کرونگا شب عقد دم نقد ہزار اشرفی دھن کو دیکے پلنگ پر بیٹھوں گا بیوہ خفا ہو کے ایتھوں گا خواجہ سرا

خریدو نکال باس شانہ بہن کے عربی گھوڑا زیران ہو گا سا زیراق جو اہر نگار دیکھ کے چھوڑا زیران ہو گا اس شوکت
وشان سے سسرال جاؤنگا وزیر زرفبت شجر سزاہ دیکھنے بھائیگا یادہ با استقبال کو آئے گا جب گھوڑے اور تو
تسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور عظیم ہو گا گھر میں لہجہ کے مسند پر جھکو بھائیگا تیرے رعب سے وہ نہ بیٹھے گا تیرے آئے گا
دو توڑے زرسخ کے میرے روبرو رکھ کر ملازم تسلیم کو سر جھکائیں گے سانسے سے ہٹ جائیں گے ایسا لڑا دیکھا
یہ تیری بیٹی کا ہر دو دوسرا کہ تو حاکم شہر ہے اس فیاضی کی خبر سب کو معلوم ہو گی سارے جہان میں دھوم ہو گی وہاں
اپنے مکان پر آؤنگا شوکت خلقت کو دکھاؤنگا آدمی شکر کو وزیر کا صاحب آئیگا اور بان خبر ہو چائیکا میں وزیر
بعد اندر بلاؤنگا تیرے پیش آؤنگا پھر صلوات میں جاؤنگا اعزاز سے رخصت کرونگا سونیکے وقت عجب نبوت سے
پلنگ پر بیٹھونگا وزیر زادی لباس زربستہ جو اہر بہن کے سامنے آئیگی میرے پیور دیکھ کے ڈر جائیگی سراپون چھکائیں
تین جھک دونگا وہ اپنی ماں سے جلال کئے گی پھر ساغر شراب بادہ گل رنگ سے لبریز کر کے روبرو لائیگی میں آتارونگا
وہ زمین پر کر کے غل چھائیگی اس تصور میں ماپون جو بڑھایا جو روغائب ہو گئی شیشہ آلات کا ٹوکراڑے آیا دکان
اڑ کے زمین پر گرا جھنکار کان میں آئی آنکھ بھلی شیشہ آلات تو چکنا چور ہوا شرمندہ یہ جو ر دکا زور ہوا تاج مار کے
روئے لگا آشتو و نسے منہ دھونے لگا در زمی جس سے یہ گفتگو کرتا تھا وہ ہنسا کہا بیگناہ کو لات مارنے کا یہ مزار
بڑی حرکت کی یہ سزا ہو جمہ کا دن تھا خلقت نماز کو جاتی تھی جو اسکی حقیقت سنتا تھا اس سے ہنسی آتی تھی کسی میر کی
زوجہ خیر سوار گرد ملازونی قطارا دوسرے نکالی اسکی گریہ وزاری بقراری دیکھ کے رو داد پوچھی کسی نے کہا شیشہ
کے برتن لایا تھا دکان پر ٹوکرا اگر اطراف سب ٹوٹ گئے بیچارے کیے نصیب بھٹ گئے اس سے غریب نوازی کی
چارہ سازی کی پانچ سو اشرنی کی تمبلی محتاج سمجھ کے وہی یہ دعائیں دیتا گھر میں آیا اوس وقت ایک بڑھیا نے
دروازہ کھٹکھٹایا کہا بیٹا نماز کا وقت تنگ ہوا سنے دروازہ کھولا وہ اندرائی وضو کر کے نماز پڑھنے کو جانا بچھا
یہ کہ حوصلہ شرفیان گنتا تھا جب گن چکا ہمایا کر سے لگائی وہ نماز پڑھ کے اسکے پاس آئی کلمہ شکر بیان کر کے
دعا دینے لگی کپڑے اوسکے لئے ہو گئے تھے بھائی سمجھا عرض حال ہو صورت سوال ہو ہمایا کو کھولا ٹھولا اشرنی
نکال کے دینے لگا اوسنے کہا بیٹا تم جھکو نکال صاحب سوال سمجھے ایک صاحب زادی حور ترا نہایت شکیل سر بی کھنڈی
میں محتاج نہیں کسی قسم کی مجھے محتاج نہیں یہ الو کی دم اوسکا فریب نہ سمجھا بولا وہ ہمارے دیکھنے میں آسکتی ہے

تو بکو وہاں لیجا سکتی ہو وہ بولی اگر تم اور اسکے ساتھ عقد کرو تو یہ بات ہو بڑی سی دولت ہاتھ آئیگی عورت ماہ سپکر
 ملجائیگی یہ سنکے ہیامانی کمر سے بانڈھ رو براہ ہوا اسکے ہمراہ ہوا کچھ دور چلکے ایک وازہ عالی شان امیرانہ مکان
 نظر آیا دروازے پر بڑھیا نے دستک می کڈھی کھلی یہ اندر ہو چیا مختصر سا مکان سجا ہوا الا ان فرش سفید
 بچھا جھاڑ فانوس کنواں جابجا دیکھ کے اسکی عقل کا چراغ گل ہوا سو مو جو بالکل ہوا دفعہ ایک عورت صفا جمال حور
 بصدغمرہ و ناز کے اسکے بڑ بڑھی اختلاط کرنے لگی یہ احمق او سکوا پنا فریفتہ سمجھا وہ بولی یہ جگہ شست کے قابضین
 ہاتھ پکڑ کے تہ خانے میں گئی بچا ایک کٹڑی ہو کے کہا تم بیٹھے رہو میں آتی ہوں ضرورت کے جاتی ہوں تو نظر
 سے غائب ہوتی رہی کے بدلے دیو کا مقابلہ ہوا اگر گون معاملہ ہوا ایک سنگی تلوار سنگی ہاتھ میں قتل کی گھات
 میں سانسے آیا کہا انجو ہیامان کون لایا النبو او سکودیکھ کے ایسا ڈر گیا تو یا گیا منہ سے بات نکلی جھاگنے کی
 گھات نہ نکلی نہ گئی نے او سکونگا کیا کمر سے ہیامانی کھولی قتل کو تلوار تولی دو چار ہاتھ لگا کے بدن کے ٹکڑے بنا
 سمجھا کہ قصہ تمام ہوا یہ بیہوش دین و دنیا فراموش خوف سے خاموش پڑا ہوا وہ خونخوار سر پر کھڑا ہا سپر نکا کے
 رخصون پر خوب ملاہر چند زخم پر نکا چھڑکنا مشہور ہو گیا میرے بھائی نے دم نہرا ڈر کے مارے چپکا پڑا ہا جب اسکے
 مرنے کا یقین کامل ہوا وہی دلالہ شیطان کی خالہ فرہاد کو جسے مار ڈالا تھا موجود ہوئی لاش ایک گڑھے میں پھینک
 دی وہاں اور بھی لاشیں پڑی تھیں کچھ گلے کچھ ٹڑی تھیں یہ غلغلہ سنکے شہسوار روم فلک چہارم پر بڑی ہوا
 سے نکل آیا سلطان زنجبار کو شکست ہوئی سپرہ عالم سے تیرگی دور ہوئی آسمان پر آفتاب کے نمودار ہونے سے سجائی
 مشہور ہوئی شہزادے نے شمشیر بان کو نیام دہن میں چھپایا سلسلہ تقریر کو کاٹ کے قصے کے زخم پر ہر جھاڑی
 لگایا شہزاد شتاق فسانہ انتظام مملکت کو روانہ ہو کے سر پر حکومت پر جلوہ گر ہوا سیاہ و سفید مد نظر ہوا شہزاد
 و حوم محبی کہ شہزاد آج بھی قتل سے بچی بادشاہ نے حسب دستور حکمرانی کے مترود و نکو تنبیہ غرابا پر عنایت و
 مہربانی کی اس عرصہ میں سریرا می سپرول سلطان انجم سپاہ فوج ثوابت و سیاہ ہراہ لیکے ظاہر ہوا زمانہ تیرہ
 نے خواب غفلت میں خلقت کو ڈالا عیب و ہنر اندھیرے میں پوشیدہ کر مواندہ تالا شہر مار کو سرور باداہر غوانی
 کا ہوا سپر فوق باقی ماندہ کہانی کا ہوا شہزاد کو یاد کیا اوسی قصہ کے بیان کو ارشاد کیا عرص کی یہ زخمی دویا
 دن اوں گڑھے میں ہانی الجبلہ طاقت آئی اور وہ قتالہ بھی شکار تازہ نہ لائی یہ وہاں سے بدقت نکلا مکان کے

کسی گوشے میں چھپ ہاؤم سحر وہی بڑھیا دروازہ کھول کر نکلی میرا بھائی بھی اسی راہ نکل بھاگا بدحواس میرے پاس آیا مصیبت کا ماجرا سنایا میں نے بڑھی سچو سے مرہم سلیمان بہم ہو بچا کے اوسکے زخموں پر لگایا ایک مہینے کے بعد وہ نہایا جسم صحت کلی ہوئی انتقام لینے کی یہ تجویز کی ایک ہیمانی اوس سے بی بی بنائی اشرفی کے بدلے شیشے کے ٹکڑے بھر کے کر میں لگائے تلوار پر باڑھ رکھو اگے نعل میں چھپاتی بڑھیا کی شکل بنائی پھر تلاش اسکی کرنے لگا جو نینہ یا بندہ قضا کی راہ لیں اوس سے دو چار ہوا آواز بنا کے صاحب سلامت کی کہا اور میں کھینک رو پئے تو نے کی تر از وجود لو اوسے تو بڑا احسان ہو میں غریب الوطن ہوں اشرفیان میرے پاس ہیں شمار میں حصہ ہو گا تو نے میں جلد سمجھ لو ناگی تنگ و دعا و نگی وہ عیارہ سمجھی آج کسی اچھے کام نہ دیکھا ہو بہت سہل یہ لیکھا ہو کہا بی بی میرا بیٹا صحت ہو گا تاکہ ماہیت صفا ہو جو بوجی تول و گیا اجرت کچھ نہ لگا یہ کہ کے اوسکو اسی مکان میں لائی سکت دیتے لو ٹڈی دروازہ کھولنے آئی اسکو اندر بٹھا کے کہا دم لو میں اوسکو لاتی ہوں ابھی آتی ہوں یہ تو حال ہی ہے وہ زنگی مرد و قریب موجود تھا نکل آیا کہا اوسے آؤ اسی قعر خیم کھڑ لیا چاہے وہ آگے بڑھا بھائی نے عافج کے اس جوشی سے ایک ہاتھ جڑا کہ وہ دوڑ کرے ہو کے گرٹا اوسے کھینچ کے اسی گڑھے میں ڈال دیا لو ٹڈی جا پستہ خور رکابی میں نمک لائی اتنے اوسکی بھی لاش گرائی اور اسی گڑھے میں ہو چاٹی اتنے میں وہ بڑھیا آئی ننگی تلوار دیکھ کے کھرائی بھائی اتنے دوڑ کے پکڑا کہا مردار میں وہی ہوں جس سے وضو کو پانی لیا تھا پہلی رکعت میں قتل کیا تھا اوس نے دوکے دو ٹکڑے کیے تھے اسکے چار کیے پھر اوس نازنین کو ڈھونڈا کو نے میں چھپایا یا پکڑ کے باہر لایا تو چھا تھا ایسا کیونکر آنا ہوا وہ بولی گرشتہ زمانا ہوا امیر اشوہر بڑا تاجر تھا یہ عجزہ گاہ گاہ آتی تھی صاحبت کرجاتی تھی ایک روز بی بی کی شادی کا ذکر کر کے بھکویاں لائی میں بہت شوکت و شان سے زیور و لباس مکلف بہن کرتی اشرفی نقد لیکے بہان آئی شادی کے جیلے سے غم و رنج پایا یہ نکل ہوا نظر آیا تیرہ بجتی سے اس سیدہ کی جنابین بہتی ہوں جا لے تنگ پڑی رہتی ہوں نر و مال کو جو پوچھا کہا لا انتہا ہو خزانہ قارون سے سو ہو صدق اشرفیوں سے بھرے دکھائے کہا جلد بار برداری لایاں سے اوتھا ایجا میرا بھائی بھولانہ سما یا ایسا گھبرا اوسکو اکیلا چھوڑ کے بار برداری لینے نکلا بڑھی سچو سے دس بارہ مزدور اس بے شعور کے ہاتھ آئے وہاں جو آیا شگون بد پائے آئے ہا کے نہ اوس لداق کا پتلا نہ صدق و قون کانشان نظر پڑا خالی دالان نظر پڑا چھا میرا جانا باہانہ ہوا وہ سہمیں سکا پھرتی

مال بھی ورنہ ہوا اسپر بھی اگر بڑا مال جن بن کے جو اوٹھایا ہزاروں کا ہاتھ آیا اخیر حماقت اوس بے لیاقت سے یہ ہونی کر دروازہ کھلا چھوڑ دیا بند نکلیا اہل محلہ نے سبب لپجائے اسکو دیکھا تھا مکان خالی بے وارث والی دیکھ کے کو تو ال کو خبر ہو چائی ات تو خیر سے گذری مجرد دوڑائی پادوسن بانہ صاحبہ حضرت وزاری کی رشوت بھی دینی اسکو کو تو ال کے پاس لیگئے قاضی سے گفتگو ہونی احمق سمجھا اگر سچ بولونگاہے حاکم شرع ہو رہائی ہوگی میری صفائی کی ابتدا سے انتہا تک رام کافی سنائی قاضی صاحب کو مفتی مین بردہ ہاتھ آئی فوراً کچھ لوگ گھر پر بھیجے اوس سبب کے ساتھ جو کچھ اسکا مال نظر آیا قاضی کے گھر مین ہو چیا یا پھر حکم کیا اسکو شہر بدر کر وہاں آنے نہ پائے کوئی فساد نہ اوٹھائے وہ شہر سے نکالا گیا راہ مین جو روٹ لپوٹا کرتا یا بجائے تاک نہ چھوٹا

مجاہد کے چھٹے بھائی کا حال چھٹا ہوا ہر شاہ کبک تو نام حمت لکھ کر خوش خرم تھا برہنکی کے مکان پر جب نا پہلے خیال پلا وکلچہ نا پھر مزے اوڑانا

قبلہ عالم چھٹے بھائی کا قصہ باقی ہوا اسکو شاہ کبک کہتے تھے تھے تھے تھے تھے ہونٹ اوسکے چڑھے رہتے تھے خوش کی جان چلتا تھا لوگ تماشادیکھتے تھے جب وہ کلکتا تھا پہلے سوہم ترکہ مین جو ہاتھ آئے خوب مزے اوڑائے پھر جو برکتہ تقدیر ہوئی کچھ نہ تدبیر ہوئی فاقون متنا خانہ نایت تکلیف مین بسر کرتا تھا آخر یہ شیوہ اختیار کیا امرائے خدمت گزاروںکو باریا وہ اسکا حال اپنے آقا سے اظہار کر کے کچھ لو ا دیتے نصف بانٹ لیتے ایک روز کسی امیر کے دروازے پر اسکا گذر ہوا لوگوں کو چچا کسا مکان ہو جو شیوکت و شان ہو وہ بولے برہنکی گا گھر ہو خانہ امید بشیر اور انکی جو دو و مخایض عطا کا تمام شہر مین شہرہ تھا شاہ کبک برکت صاحب خانہ تک ہو چکا مکان رفیع الشان بجا والاں پر پے چھت زر و زری فرش انتخاب جو شہ نظر پڑی لاجواب شہ نشین مین ایک شخص سن سیدہ بفر و مین مسند پر پر بیٹھا یہ سمجھا مالک ہی ہو بہت خمیدہ ہو کے سلام کیا برہنکی نے جواب دیکے مزاج پوچھا کہا یہاں کیوں آئے وہ بولا غریب بد نصیب قسمت کجی پر ہو وٹی عیسر نہیں آتی ہو تھو کہ جان جاتی ہو برہنکی نے کہا ہم بند او مین موجود مین تمیر یہ حال ہو سخت بد اقبال ہو پھر کلچہ کے کہا ہاتھ دھلائے کاسانان لاؤ جلد او ہو روز خدمت گزار ہو برو نہ آیا تھا اور آفتابہ و تلہ جگہ سے نہ اونٹنیا تھا صاحب خانہ ہاتھ ملنے لگا کہا تم بھی ہاتھ دو و ستر خوان بچھا پھر ہاتھ بڑھانہ کے قریب لیگیا جس طرح کھاتے مین بھائی سے کہا مہمان عزیز خدا سب لذتیں ہر ہاتھ بڑھاؤ

تے تکلف کھاؤ بھائی سمجھا اسکے مزاج میں مزاج ہو یہ بھی شریک ہو احمد فرسے دانت چبانے اور منہ ہلانے کی صحبت ہوئی فیاؤ دست بھوک کی جھانجھ میں جھلایا کہا غریب پرور یہ فعل لبالبی ہر منہ کی حرکت میں پیٹ نہیں بھرتا خالی ہر وہ بولا صناہ کو لکباب ہو سیر مال خستہ بھر بھری کی کیا آب و تاب ہو بھائی نے جواب دیا سیر مال ہو نہ کباب ہو بھوک کی حرارت سے کلیہ بھنتا ہر دل بیتاب ہو برکی نے پکارا بیٹیر اور تیر کے کباب لاؤ پلاؤ کی فانیٹنگاؤ پچھرائی سے کہا حجاب دور کرو اسقدر نہ شراؤ کہ دسترخوان بھوکے اوٹھ جاؤ خانہ خانہ شاست ہاتھ بٹھجا سیر ہو کے کھاویں سمجھا کہ اگر طلب براری منظور ہو تو اطاعت ضرور ہو پھر تو جو خیال پلاؤ سامنے آیا منہ ہلا کے توڑ لکائی صاحب خانہ نے خیالی شراب پلائی بھائی یہ ہنس کے بولا ایسی تند و تیز شراب پلائے ہو بیستون کو ستر ہی بتا ہو برکی ہنسا کہا اس شرط سے خطا سنا ہو گی طبیعت سنا ہو گی کہ تو تار لیت سیر پاس سے کہیں بچانا بھائی نے عرض کیا خداوند نعمت ایسے آقا کیا کو بیس تر ہے ہیں وہ نکرہ ام میں جو بے اجازت جاتے ہیں یہ سنکر برکی نے دستک می ملازم حاضر ہوئے دسترخوان بچاؤ و غذا جو تصور میں کبھی نہیں آئی سپٹ بھر کے کھائی پھر شراب کا سامان آیا یاد ہو گئے پنا رنگ جہا یا ماہ پکیون کلمند کے قریب مجمع ہوا گانا تاج ہونے لگا برکی نے پوشاک طلب کی تھپتھپ کے برے بدلوئے رات نکی صحبت رہنے لگی چند روز میں یہ موفقت ہوئی کہ جزو کل میں اختیار ہوا تیر کا و نکا سٹی وارڈ آ ہوا بیس سال کب حال سے اوقات گزری راحت میں دن رات گزری جب برکی نے سو مریضے نزل فانی کے بلو کیے کوں حیل کی صدر آئی دار الحن سے کوچ کی ٹھرائی لاوارثی کی علت میں جو نقد و جنس تھا داخل بیت المال سرکار ہوا شاہ لکھ کاندوختہ کھاتے میں گیا جیسا آیا تھا ہاتھ جھاڑ کے وہاں سے نکلا انسان محتاج ہو کے خدا کو یاد کرتا ہر واقعہ حج کو جاتا تھا تو اسکے ہمراہ و براہ ہوا رستہ میں بدوون نے خوب لوٹا اسکو بکڑ لیکے ساتھ بھی چھوٹا جو اسکو لیجا پالہم خور تھا زر و مال کی طلب میں درپے آزار تھا بھائی نے اوس سے کہا اگر مجھ کو بیچ کر گیا خون ناحق کی خیرا کے سوا کچھ نہ پائیگا فسوس کر کے پچھتاہیگا اوسکو غصہ جو آیا چھری نکال کے نہوٹ اسکا چیر ڈالا غلام کچھ گھر میں کھا جو رواو سکی بہت خوبصورت تھی سہرا کھنڈلنے لگی شوہر سے چھپا کے بانے لگی جب بدوی نہوٹا چھیر چھاڑا ختملا کرتی ڈیر کے مارے کنارہ کرتا تھا تیرے کام سے انکار کھتا تھا اقتضای کار کہیے

بدروی کو روڑیا تو نہیں سہنی کا لیکے سے نکل گیا بدروی جل گیا سو جا کہ ہمارے رو برو تو گینگو ہر چھپے خدا جانے کیا ہوگا
 یہ بوشیک ابرو کو کھتا ہوگا یہ سوچ کے پہلے تو خوب بار بھراوٹ پر بٹھا پہاڑ کی چوٹی پر چھٹو آیا کہ بے دانہ و آب خستہ خراب ہو کر جائیگا
 خون ناحق کا عذاب مجھ پر آئیگا قضا می کا روہ بنداد کا ڈھرا تھا اکثر آدمی آتے جاتے تھے دو چار دن یہ جوک پیاس سے
 تیر جو اس نے تاج اور سر سے سافرونگا گزر ہوا بھوکا دیکھ کے خدا کا ڈر ہوا روٹی کھلائی ہمراہ لاکے بنداد دکھا یا وہ تیر
 پاس آیا سب جراسنا یا مستنصر بادشہ یہ سننے حیرت میں آیا نقد و جنس دیکے برسر رعایت ہوا خاموش خطا عنایت ہوا
 پھر ارشاد ہوا کہ اگر اس شہر میں تو نظر آئیگا گردن مارا جائیگا اس شخص کے جلا وطن ہوا غیر ملکوں میں بود و باش کی تلاش معاش کی
 جب خلیفہ نے وارفانی سے رحلت فرمائی جب وطن کشان کشان پھر بیان لائی بھائی سب مر گئے دنیا سے گزر گئے
 یہ تا قدر جو لنگر اٹھا اسکی خدمت گزار سی کی شرط رفاقت بجالایا جانے شامی کی او سکی قیدروانی کی تمھارے رو برو شکر کے
 بر لے شکایت کی بدنام کیا خاموشی کی عوض کئی نام کیا اسپر بھی میں او سکی جستجو میں بہتا ہوں تیج غربت سستا
 ہوں و زری نے بادشاہ کا شفر سے عرض کیا پیر در شاہ جب یہ دستان حجام نے تمام کی سیکو ہو وہ گوئی ثابت ہو گئی
 اوس جوان کے شناخو ان ہو کہ ایسے خدا کے سبب اوتھائے اور ضبط کیا صرف اسکا منہ دیکھنا چھوڑ دیا وہاں علماء
 قریب شام کا پیر آیا کہ بڑا جوان کے سامنے طیبہ بیگمے کا تاتھا تمسخر کے حرکات سے راہ چلتو نکو ہنسنا تاتھا اسکو
 گھر میں لایا میری حور سے مجھلی پکائی تھی وہ کھلائی اس بھگے نے دیکھنا بھالانہ مجھلی کا کاشا نکالا کھانے لگا وہ جا
 نوالوں کے بعد گر پڑا بیوش ہوا مجھ کو خوف حاکم سے دین دنیا فراموش ہوا جو تیر کی خلاف ہوئی گھبراہٹ
 میں نہایت حلام ہو سکی کہ تیر سے بلاو کے گھر سے لیچلا ہنسنا میں یہ یہودی حکم رہتا تھا اسکے دروازے پر پتھر
 لگا کے گھڑا کر دیا باقی حال حضور نے سنا ہوا یہ قتل کیجئے یا دیرت لیجئے بادشاہ نے فرمایا وہ حجام بھی تیر
 میں ہوگا کچھ سرکاری ملازم و زری کے ساتھ جائیں جس جگہ ملے حضور میں لائیں اور کو تو ال کو بھی اسکی
 تلاش کا حکم ہوا اوس نے فوراً اوسکو ڈھونڈا کہ حاضر کیا بادشاہ نے عجیب ہیبت گزارائی دیکھی مرد سن نہیں
 کے دن سو پھین ڈاڑھی دنی کا کالا کاتون پر بھریان گورنہ کالا ناک پٹھی کان لٹکتے گا تو سے اٹکتے سحر ابن
 صورت سے ٹکنا تھا بات بات میں آگے لپکتا تھا سلطان والا شان کا جال دیکھ کے حال سنکے ہنسنا فرمایا
 کچھ بیان کروئے ہاتھ باندھ کے عرض کیا پہلے یہ ارشاد ہو کہ نیرسانی اور یہودی و زری ہودی جو حاضر ہیں آج یہ

کوڑہ پشت جو سرنگون پڑا ہونے کے جمع ہونے کا سبب کیا ہو بادشاہ نے حسن اخلاق سے فرمایا کہ اس کو زہ پشت
 کی ہلاکت کا الزام ان سب پر عاید ہوا ہو ہر ایک قصاص کا حق پٹھانہر حجام نے سنے کے سر بلا یا پتھر کپڑے کے پاس آیا اس کا
 سر اپنے زانو میں دبا کے کھل کھلا کے ہنسا ہنسا کہ اولٹ کے گر پڑا جب اوٹھا بادشاہ نے فرمایا تو کیا ہنسا وہ بولا
 پیرو مشد بھی ہمیں جان باقی ہو مقام استخوان باقی ہو میری کارگیری حضور پھل جانگی خدا کی قدرت نظر انگی تیرے کہ کے
 اپنی نسبت کو ٹھولا بادشاہ کے سامنے لائے کھولا ایک شیشی نکالی اوس میں سے تیل لیکر کپڑے کے گلے پہنے لگا یا تو وہ
 بے حسکت پڑا تھا دفعہ پہلے لگا پتھر ایک اور اسکے منہ میں کھایا تو بنہ تھا یا کھل گیا بادشاہ کو موچنا دکھا کے اوس کے
 منہ میں ہو چنا کے تالو سے مچھلی کا کاٹنا بے تکلیف کھینچا بادشاہ کے رو بہ لایا کپڑے کو چھینک آئی اوٹھ بیٹھا خلق خدا
 حیرت کی مبتلا ہوئی صنعت پروردگار اور اوستادی حجام کی ہو یہاں ہونے بادشاہ نے سب کچھ گناہوں کو خدمت اللعالم
 دیکر رہا کیا حجام کو بہت کچھ عیب تیرے لکھا اسکے شہر پار نے فرمایا واقعی کپڑے کا سانچہ حیرت افزا ہو شہزاد نے
 عرض کی کہ شاہ والا جاہ ابو الحسن اور شمس النہار کا اجر اس سے زیادہ تجھ کا ہے شہر پار پتھر بیٹھا فرمایا کہ وہ کیا ہے
 ابو الحسن بچکان شاہزادہ پارکاش شمس النہار غصہ و خلیفہ پارکاش شمس النہار پر عاشق ہو کر چلے گئے اور شمس النہار نے ایک دن کہا
 شہزادے نے عرض کی محمد ہارون رشید بادشاہ میں ابو الحسن بن ظاہر بغداد میں عطار تھا صاحب مال و دولت نیک صلت
 دیانت شعار تھا شہر کے رئیس میرا میں جانتے تھے فقیر سے خلیفہ تک اوس کو خوب پہچانتے تھے صفتی عمدہ جو حسین خلیفہ کی
 تحصیل اوسکی دکان پر جاتی تھیں جو ان کے سوا جو اہر لوٹنا کہ بلکہ جس چیز کی احتیاج ہوتی اوسی سے منگاتی تھیں خلیفہ بھی سہرا کی
 رعایت کرتا تھا بہت عنایت کرتا تھا جو اہر ارادے دکان پر آتے اوسکی باتوں سے لطف اٹھاتے مگر سب میں ابو الحسن
 بجا پارکاش کا جو شاہزادہ تھا وہ خصوصیت کمال کھتا تھا جو ان رعنا صورت ذریا حسن منہ مثال کھتا تھا تمام شہر اوس کا
 عاشق ہوا تھا خوبصورتی کا شہرہ دیار و یار تھا اور حسن صورت کے سوا سیرت میں کیتا تھا شاعر زبردست فن نویس بھی بن
 کامل تمام اہل سب تک میں شامل تھا کبھی گانا تھا خلقت کا مجمع ہو جاتا تھا ایک دن وہ ہر مثال صاحب حسن و جمال
 معمول سے دکان پر بیٹھا تھا بارگاہی سیر دیکھتا تھا ایک عورت پر پوشنا ہڈ فریب عابد کش بصد زینت و زیب بلبون خنجر
 سوار کرتی تھی گلابی بچا تھیں مغرق لشکا جو ان جوان آفت جان لوندیاں گرد نقاب پوش باوہ شباب سے مدہوش سا ہوا
 دوش پوش اوسکی صورت کا ذکر کیا ہو جسکی لوندیوں میں ہا شب چاروہ کا جلوہ ہو عند الضرورت وہ ہر سہی سپر

وکان پرانی ابن طاہر کو جو نظر آئی کھڑا ہو گیا تعظیم کی کمال تکریم کی ہاتھ بکڑے وکان بپلایا صدر میں مسند پر بٹھایا اوس
 پر بیٹھے کے نقاب کو جو چہرہ سے اوٹھایا قدرت خدا کا جلوہ نظر آیا بچائی ہی چمک گئی سب کی آنکھ جھپک گئی شاہ
 ابوالحسن سے جو آنکھ چاہی ہوئی عشق کی برچھی ملیں دوسرا ہوئی نیزنگ محبت مشہور ہو انسان کیا فرشتہ بھی سین میں محب ہو کر
 ایک کو جنون ہو تو دوسرے کا دل جگر خون ہو میر تعقی میزبان ہو دولتک ان ہر دولتگی چس اور عشق میں ہر
 بیکر گئی چکون محروم وصل یہاں سے گیا چہ نہ یار اوس کا اس جہان سے گیا اپنی قدرت جہان دکھانا ہر اس سے
 جو کچھ کہو سوا تا ہر وہ نقشہ تصویر کسیرت خاموش یہ نقشہ الفت میں مہوش و دو کو سکے کا عالم تھا نہ وہ
 صحیح تھی یہ یہ سالم تھا آخر کار اوس آفت روزگار نے ولولے کو ٹالا دیکھو سبحان اللہ ابوالحسن کا جو یہ حال دیکھا بچہ
 مال دیکھا ابن طاہر کو اپنے آنے کی حقیقت سے ماہر کر کے ابوالحسن کے نام و نسب پوچھا وکان پر آنے کا سبب پوچھا
 ابن طاہر نے کہا اس حجاج کا نام ابوالحسن بن بکاہر سلاطین فارس کی نسل میں کیا ہو بہت نامور ہو خلیفہ کو اسکے
 حال کی خبر ہو کر سے حجاج نظر عنایت ہو چکا افسہ محبت ہو یہ وجہ تشریف لائے کی ہو سزاہ وکان جگہ اول سہلانگی کی اثر
 وہ بولی ابن طاہر اگر تیری تحریر کیے مجھ سے نام ہو گا تیرا احسان ہو گا جو یہ وحشی تہ دام ہو گا میں تو اب گھر جاتی
 ہوں و لا رام خواص بلائے کو آئیگی سکون و رہنے ساتھ لانا باغ مکان ہمارا اسکو دکھانا پھر چلتے وقت لے آئے کو
 لکر کما قسم دی وعدہ لیا ابن طاہر تو اسکے مزاج سے ماہر تھا سمجھا نقشہ کچھ اور ہو گیا خوف کا مقام ہو بیٹھ
 طور ہو گیا اوس پر پوش کا اوٹھ جانا شہزادے پر بیٹھے بٹھائے آفت کا آنا اشعار وہ گئی اسکے سر بلا آئی پختا
 میں گلگئی وہ رعنائی بہ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ بہ صبر نصرت ہو اک آہ کے ساتھ بہ لب پر آہ و زانی
 دلیہ میں وہ نے لگا سخی خسار و کنی کمی چہرہ زرد ہونے لگا صبر و قرار نصرت ہو او بچینی کا بند و بست ہو ابو بقر
 میں جان گھر گئی روسی درخشان پر مردنی پھر گئی او بچکن دلیہ بخانہ ہو اور راحت بھاگی آرام بے نصرت و ایٹھ
 آنکھیں بھر تین سینہ دل سے خالی ہو اٹھ سے دھوان نکلنے لگا مصروف زار و نالی ہو اگاسہ و باغ میں جو
 نے جگہ پائی وشت کی بن آئی خار صحر کی تمنا میں پاؤں چل نکلے طاقت و توانائی کے بل نکلے دل و جگر کو
 کا ہش ہوئی وشت ادبار کی خواہش ہوئی عقل و در عشق میں فساد ہونے لگا سبق خانہ خرابی ہا ہونے لگا
 بحر محبت میں نام و رنگ ڈوبایا بیٹھے بٹھائے سسکے میں غوطہ کھایا ہاتھوں نے بہت گریبان سے او بچکر پاپائی

وآن کی بھی صفائی کی خضعف و نقاہت نے قدیموسیقی کی حسن و حرکت کا یا انرا ہاگر ہنسنے کے سوا سہارا نہ ہا سحر
 ہنوز نہ سوکھے تو خون ناب ملاہ خواب و خورد و نوونکو جواب ملاہ آنکھیں ہر بازار گگ گنیں سوبلا تین اکیلا گگنیں
 یہ حال ابن طاہر دیکھ کر پیرا شاہنواز سے کا شانہ ہلایا پکارا بواٹ پایا سر سے مارا کہا بندہ پرورد ہوش درست رکھو کیوں
 کہہ لے ہو خدا کی قدرت ہو لے جلتے ہو سترہ بازار میں بیٹھے ہوا فاشی از کا ڈھیر سامنا ترا ہوا مقام خطر ہر عنان
 صبر و سکون ہاتر سے نہ کیجئے خبر و از نعمہ و کامرتبہ نہ لیجئے اس کو چہ میں اکھوں کا خون ہوا ہوا خدا جانکی خیر کے برا
 شکون ہوا ہویہ شکر سرد صحن کے جواب دیا بجلا چنگاریاں آیا تھا ہی ہرے شغیفن یہ کیا ہو گیا بقراری ستا قی ہر دیا
 کھلنا تا ہر گھر انہیں ہوا جاتا جان بیٹی باقی ہر شکر یہ تو بتا بھی جو چھلا وہ نظر سے گوزرا کون تھا کہ صرٹھو گیا او سکو
 ویکہ کے ٹھوکھو کیا ہو گیا ابن طاہر نے دلاری سے کہا جسکے واسطے اکی طبیعت کو انتشار ہر خلیفہ ہارون رشید کی ہوش
 شمس النہار ہوا شاہ دل و جان نثار کرتا ہوا اتھا کا بیا کرتا ہوا خدا کی واسطے کیوں ہم سیکو مرگ پر آتا وہ کرتا ہوا بلایا
 ناگمانی میں بھنسنے کا ارادہ کرتا ہوا اس کت جیاسے بازار آرا کام ہر ملک الموت کی محبت قضا کا پیغام ہوا ہا
 کشور دل میں شاہنشاہ رفیع بارگاہ عشق کا عمل تھا کا سہ ہر جنونکی جاگیر تھی دماغ میں غفلت بقا و عت سیدہ میں
 عقل ہر عشق کا کھیت ہر شغفہ و حشمت حکمران تھا او ستر خیر کا ایک بجا و تقاضا زور و عہد میں میداں تھا شرم و حیا کے
 پوٹاری ہوش جو پٹ کر بیٹھے سیل شاک میں بھی بے پھرے ننگ و ناموس کی وہا باقی ایسی ڈوبی کہ پھر
 نہ ترمی محکوم محبت کا حساب اور ہر سکی تقریب چلتی ہوا اسکے شعلہ شوق سے سو لگی کیلی ایک انداز چربی ہر نظم

عشق ہر تازہ کارا ز خیال	ہر جگہ اسکی اک نشی ہر حال	اکسین مصل طراز عشق ہوا	اکسین ہنگامہ مصیبت ہوا
اکسین عشق کی چشم زخون	اکسین علم شرب گلگون	اکسین بھول ہو کے ہا ہوا	اکسین بھول ہو جگہ کے پار ہوا
اکسین لدا وہ خود را ئی	اکسین شہرت پسند را ئی	اکسین جہان کفر ہوا اکسین سلام	اکسین دو نو سے کچھ نہیں ہوا
اکسین مشعل فروز بر تو نو	اکسین ظلمت شرب و بوجو	غرض ایسا ہویہ ستم ایسا	جنسے گھر سیکر و ن کے زیاد
سج ہر اس مشن کا جنین ہوا	اونکو جنین سے کچھ نہیں ہوا	درو و لکو دو واسجھے ہین	رگ کو وہ شفا سمجھے ہین
الغرض عشق ہو جد بیدا	اکاب ہر اپنے کام میں آوا	ابن طاہر نے ہر چند اپنا دماغ خالی کیا سر چھپرایا	

شاہنواز وہ خاطر میں نہ لایا بیان یہ باتیں تھیں طبیعت پھیرنے کی کہا تین تھیں شمس النہار نے مکان

پہونچنے کے خواص کو بھیجا تو اس نے ابن طاہر کے کان میں کچھ کہا ابن طاہر اور شاہزادے کو ہمراہ لیا خلیفہ کے محل سے
 شمس النہار کا مکان ملا ہوا تھا اسی میں لیجا کے دو نوٹ کو بیٹھایا اتنے میں صبح کا تارا نظر آیا نوٹوں نے ہلکا تو خیر
 من النوم کا لغزہ سنایا عنتم خانون میں جہانجہہ بچنے لگے طاہر چھپ کر ننگے سلطان جاوڑے وریچہ مشرق سے
 سر نکالا جذب عشق کا تاشا دیکھنے آسمان پر آیا شاہزادے نے زبان تکلم روکی دنیا زاد بقیار کو وعدہ فودا سے لستکلیں
 وی بادشاہ گیتی پناہ تو توجہ تخت گاہ ہوا چھوٹا بڑا شاہزاد کی جان بخشی سے آگاہ ہوا تمام دن عدل انصاف میں
 مصروف رہا کوئی کامیاب کوئی نریاب ہوا جب مہر چانتا بنے مغرب کی ادلی اور ماہ دستاروں کی روشنی سطحہ غبرا
 پر پہونچی شہیار مشتاق سائخہ البواکس شمس النہار خلو تسرا میں جلوہ فرما ہوا شاہزاد کو طلب کے فرمایا کہ اوں دو نوٹوں
 نوڈر قاروں کا مال کیا ہوا تو عرض پر اسون کی کہ جب ابن طاہر اور شاہزادہ داخل محل شمس النہار ہوئے فوراً جہتی چھپ
 کھانے کے خوان لائے دسترخوان بچھا اس آرزو سے کھانا چنانکہ قطعہ گلزار ہو گیا بو باس سے مست ہشیار ہو گیا
 اگر نام بنام کھانوں کا بیان ہو تو قدر کبھی تمام ہو صبح محشر کی شام ہو بھوکے کا ڈنڈہ نہیں اگر سیر وہ کھانا دیکھتا فوراً ال
 ٹیک پڑتی کباب بیکہ کے دل کباب ہوتا گوشتے کی کوفت میں بیتاب ہوتا انقض ان دونوں نے جب کھانے
 سے فرصت پائی جا تم وصر اکی کی نوبت آئی ایک پر می خصال حسن جمال تسلا و آفتاب لائی جس نے دیکھا اسی سے
 ہاتھ دھویا نقد جان کھویا عطر دان پانمان آیا اگر محمد شاہی مہاک پر می ایجاد نصیر الدین حیدر می فتنے کی بو باس
 نے فساد مچایا اسکے بعد خواص میں بارہ درمی میں لائیں وہاں عجیب و غریب نقش و نگار تھا ستار کی صنعت کا
 اظہار تھا پھر خانہ باغ کی سیر دکھائی گلزار ام کی کیفیت مثالی معاملہ سے انداز کا تھا حسن چین میں جلسہ گل و بلبل کے
 ناز و نیاز کا تھا بارہ درمی کے گرد نہر میں آب روان کی دلچسپ لہریں فوارے اس حسن سے چلتے تھے کہ ساون
 بھاوون کے جمالے بارش میں چلتے تھے یہ دو آون صاحب ہشتم غور دیکھ کے حیران تھے بزبان دیکھتے تمام کان
 غیرت پرستان ہر آدمی کے ہاتھ پھرتیں صنعت بنی جان ہر یک ایک خوبصورت کاغول آیا ہر ایک مہر خساواہ میں
 لعبت چین جسم میں لباس سج زرفتنہ مہر نظر سرا باغزہ و ناز بختوں میں جواہر نگار ساز سونے چاندی کی کرسیاں
 بچھی تھیں آوسپر جلوہ گر ہوئیں ساز سب کے لئے تیار حکم کا انتظار چشم براہ دروازے کی سمت نگاہ شاہزادہ چین جا
 جلوہ فرماتھا سمت راس تخت پر زمر کلن باقوت و جواہر بچھا تھا اردو پوش میں دریکتا ٹکاتھا دفعہ ایک خاص آئی کہا

اپنے اپنے قرینے سے سبھل بیٹھو حضور آتی ہیں پسنکے گانگین سازنگیان چھٹیر طبلون کے سر ملا گانے لگین نظم
وہ گلے نور کے وہ نور کے سر پہ گوش نہرہ سنے وہ دور کے سر پہ دلکش و دل ربا وہ فہرہ
لومین ڈو باہو اوہ فہرہ ترا کہاریون نے تخت اوٹھا کے شانہ اڑے کے متصل بچھا گیا روپوش جاوٹھا
ناظرین کی آنکھیں چھینکے لگین وہ جلوہ نظر آیا یکایک پر یوں کجا حلقہ دکھائی دیا گرد پر می پیکر طرحہ ریحہ چہن آفت و رنگا
ایک ہاتھ خواص کے شانے پر نگاہ نشا نے پر ساوی صوفیائی پوشاک کانون میں الماس کی انتیان جیسے
ستارے چاند کے پہلو میں رخشان موتیوں کے دست بند پادشاہ پسند ناز و انداز سے پاؤں ڈالتی لکڑی ٹنگو
مانتی تخت پر جلوہ گر ہوئی آنکھیں جو شاہزادے سے چارہو میں آبدار لکھن مشن ناوک سینہ میں دوسارہو میں شہر
دلچسپ کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے بات تک نکلی جسم چار آنکھیں جو گئیں پشمس النہار نے گایون سے
عاشقانہ غزل کی فرمائش کی وہ گانے لگین فی آگ کرید کے بھڑکانے لگین مولف وہ دل نہیں جو نگہ سے
تری نگار نہیں وہ چشم کو رہو جو صرف انتظار نہیں مری فنا کی گواہی میں برق کو دکھو جو بقیر ازین
رہتے بیک قرار نہیں مجھے تو اوس سے محبت ہوا دسکو ہو کہ نہو پرے دلپہ کسی کچھ اختیار نہیں ہمارے خاک کو
دہن سے جھاڑتے ہو کھڑے اور اسپہ کہتے ہو دلین مری غبار نہیں رکھی ہوشیشہ ساعت میں آو شہری کجا
ہوا ہون خاک کو ایکدم قرار نہیں شب فراق سے تیرہ ہونانہ اعمال سرور مجھ سا تو کوئی سیاہ کارین
یہ غزل سنکے شمس سار حد سے زیادہ بقیرار ہوئی وہاں سے اوٹھ کے کرے میں اکیلی جا بیٹھی شانہ اڑے کو
طلب کیا چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود تو ان گریست بران کس کجا باز بود و دونوں
دل از کف اداہ بے تکلفی پر آمادہ تو ہوے الا اداہ عرب معشوق زنجیر پا او دھر گریبان گیر نرم جیسا
ہر چند ولولون کے جوش و خروش تھے لیکن صورت القدر حیرت زدہ خاموش تھی آخر کار شمس النہار سے ضبط نہوا
یہ کیفیت کے ماہر ابن طاہر کو پانس بلا یا اداہ رنگ صحبت کا دکھایا اوس نے کہا سبحان اللہ عجیب حال ہے
مرواہ کا قرآن و انصاف ہوا سب سے یہ حالت طاری ہے عجیب قدرت باری ہے سچ کہا ہے بہت ہوتا ہونا لان
فصل گل میں زنجیر بستی ہونہر بیان رفع حجاب نہوا تھا کوئی کامیاب نہوا تھا چرخ شعبہ باز رنگ لایا
تفرقی کا ڈھنگ لکھایا جو خواص فی خصاص محرم راز دمسار تھی دوڑی آئی خبر جو حسن کا نہیں سنائی کہ دسر خواہ

آیا ہر خلیفہ کا پیام لایا ہو سکتے وہاں تک پہنچا ہوا آہ سرد بھر کے کہا الہی یہ کیا ہوا وقتہ سلطان بخاور کی آمد کے
 آغاز نمایاں ہوئے خوف سے راہ و ستارے پھان ہوئے تو حرکت کے درجہ بہ درجہ سے ظلمت کا نور جوئی شہزاد کی
 چونک کے گرج گیا موزن نے اللہ اکبر کی صدا دی شہزاد نے زبان کی ساکت ہوئی شہزاد تو تہہ تنگ گاہ پوزیر
 امیر ارکان دست جو پہلے سے حاضر تھے او اب تسلیم کے بعد اپنے اپنے کام میں مشغول ہوئے وہ آؤ خواہوں کے
 مطلب حصول ہوئے آؤ دھڑکے غلابت اب متوجہ ایوان مغرب ہوا آؤ دھڑا ہ انور نے انجن انجم میں جلوہ دیدار ہا
 برخاست ہوا شہزاد نے خلوت سرا کا غم کیا کچھ دیر استراحت کی پھر شب گذشتہ کی دستمان یا اولی شہزاد کے
 ارشاد کیا اون نوگز قماروں کے سال ڈال کیا ہوا وہ گویا ہوئی کہ جس خاص نے خواجہ سرا کے آنے کی خبر دی تھی اس
 سے شمس لہنار نے کہا تو جاسر کو باتوں میں لگا میں آؤ بلا لونگی جان پر یہ بھی بلا لونگی یہ کہہ کے خواجہ سرا
 فرمایا بارہ درمی کے دروازے بند کرو پھر تے سے یہ کام کو با تین باغ کی سمت جو شہ نشین تھی اون دونوں
 او میں بٹھایا خود بارہ درمی میں تخت پر جا بیٹھی سرور کو بلایا اس نے عرض کیا خلیفہ نے فرمایا ہر سوقت میرا وقت
 گھبرایا ہر تھارے دیکھنے کا خیال آیا ہر شمس لہنار نے جواب دیا کہ عرض کرنا حضور کا کفش خانہ ہو جو مجھ کو متاثر فرمانا ہو
 بسم اللہ قدم نچھ فرمائے پدیدہ و دل فرشاہ ہیں آئیے سرور تو رخصت ہو اور روتی ہوئی اوس حنین کے پاس
 آئی فلکات کی تفرقہ پر بازی سنائی کہ اس سارے دو گھڑی حنین ندیا عین کربال میں غلہ لگا پھر اوس ہم سے
 کہا دیا سے ملحق جو کہ ہو وہاں انکو بٹھا کے دروازے میں قفل لگا کے منتظر وقت رہنا تو قہ پا کے دوری
 راہ سے باہر نکال کے مجھ سے حال کہنا اور آپ خلیفہ کے استقبال کو رفع ملال کو چلی خواہس نوگز قماروں دونوں لنگاروں کو
 وہاں ہو چکا کے تسکین کی باتیں سنا کے باہر نکلی خوشی کی صورت یہ ہر طرف دیکھتی پھرتی تھی یکا یک ٹوٹوں کی
 ٹاپوں کی صدا پیدا ہوئی خوف سے اضطراب ہوا جی بقرار ہوا زبان میں لغزش ہوئی لگی نجات کی اہ نپائی خلیفہ کی ہوا
 قریب تر آئی بچپانے و ستیان سواری کے ساتھ جو چلبی تھیں اونکی روشنی سے زمانہ دونوں کی نظر میں سیاہ تھا
 جائیں نکلتی تھیں تجور دیکھتے تھے چند خواجہ سرا کم سن جوانی کی راتیں شباب کے دن بلور کی لائینیں ہاتھ میں
 موئی و کانواری سب میں روشنی دور ویر آگے آگے وہ غنچہ دہن روشنی ایسی روشن تھی آتکو دنگی کیفیت نظر
 آتی تھی چوٹی پاؤں کے نیچے سے سج کے کلحاتی تھی ہزار حبشی کٹا دہنگا مسلح نوے میں ڈوبا اوکچے بنا سج میں

ظیفہ درباغ تاک پہونچے پرستاروں نے درکار پر دہ اوٹھایا عسمر و دولت زیادہ کاغل مجایا خلیفہ نے دربار میں
 مثل سہارباغ میں آیا دیکھا شمس النہار دلبر کی روش سے مجھم انتظار روش پر کھڑی ہو مکان و باغین تیار ی بڑی ہو حور
 خدیگہ زین حلقہ زن پچھوین پامین پیکر گل اندام ہو بفر شوکت تمام ہو دیکھتے ہی وہ آگے بڑھی اوب سے سر سیم
 جھکایا خلیفہ نے ہاتھ بڑھا گلے سے لگایا خزان خزان باتین کرتا بارہ درمی میں آیا تحت پر جلو گر ہوا
 معشوقہ کو پہلو میں بٹھایا گانے والیان خوش آواز نغمہ سنج عہدہ پر دراز حاضر تھین اونکو اشارہ شہنشاہ
 نے فرمائش کی اسوقت غزل پر سوز شکایت نیرنگی زمانے میں گاؤ اوٹھون ساز ملا کے جھکے گا نا شروع کیا غزل

اک چوٹ عشق کی ہو جو دل لگی ہوئی	رہی ہو آگ بسنے کے اندر لگی ہوئی	ہم سے تو حال دیدہ تر کچھ بیان کر
ہو آنکھ کس سے ایدل مضطر لگی ہوئی	جتنا کرو گے ظلم و ستم ہم اوٹھائیں گے	بس اب تو دھن ہی ہو سنگ لگی ہوئی
ترپے یہ مثل طائر بسمل نہ طرح	برسچی ہو عشق کی امر و ان لگی ہوئی	لبریز جام عمر ہو پلین شراب ناب
ہو آنکھ اس لیے سوسوی غزل لگی ہوئی	لاسیگی بیچ میں یہ کسی بے گناہ کو	پھر گھٹات میں بڑھت معنی لگی ہوئی
کو کب سے بھئی یادہ کوئی جان نثار ہو	تصور کس کی ہو یہ برابر لگی ہوئی	خلیفہ اس غزل کی سنکے سمجھے کہ بیان

اشتیاق ہو بیان عقل پہونچی کہ یہ معاملہ فراق ہو اور کثرت ضبط سے تحرک خط سے شمس النہار کہ غزل آیا اور
 شاہزادے کو کشش محبت نے چونکا یا بیان بیدار شک گلاب کیوڑہ چھڑکنے کی تیار می ہونے لگی وہاں
 باعث افشا بقراری ہونے لگی ابن طاہر کا یہ ڈھنگ دیکھ کے رنگ رو پران تھا سکتے میں ہر در گریبان
 وہ محرم از خواص آفت کا پر کالہ تھی جو دلالہ تھی تھی غیر نظر نہیں آتی ہر صورت معاملہ کی بگڑی جاتی ہو تگاہان
 ٹھہرنا مناسب نہیں ہر کیف دونوں کو دم دلا سے سے دریا کے کنارے لائی مختصر سی کشتی سنگائی سے
 زورق اک سامنے ہوتی موجود ہو فلک پر ہلال جیسے نمود ہو او سپر دونوں کو سوار کیا ملاح لے چلا
 آوس غریق بحر محبت کو اصلا خبر تھی کہ کون ہون کہاں جاتا ہون جسم کنارے پر لائے اب چاہر نے
 شاہزادے میں ہوش و حواس پائے بھت کھرا یا ایک دوست کا گھر قریب تر تھا وہاں لایا کمات
 دھوکے میں زیادہ گذری زمانہ کارنگ اور ہوا سوا سٹے بیان آیا ہون اونسے اک تحفہ مکان خالی کو دیا شاہزادہ
 نے تمام بات بقراری میں بسبر کی ترپے ٹرپے کے سحر کی وہاں سے اقان خیزان گھر پہونچے اب طاہر شاہزادہ کو

ہونچا کے اپنے مکان کا عازم ہوا و دون کے بھائی کو جو گیا شاہزادے کو عجیب حال میں مبتلا دیکھا عزیز اقرار کیا کہ یہ وہ سب سے منہ چپ کے حکیم طبیب پاس تھے اسکی کیفیت دیکھ کے بدحواس تھے شاہزادے نے حکیم سے کچھ ملا لیا مگر آگاہ نہی تپ درون راہہ نشتر چربی رنگ جنون راہہ از سر بالین من بر خیر ای نادان طبیب بہ در و مند عشق را دار و بجز دیدار نیست بہ ابن طاہر نے اپنی آواز جو سنائی شاہزادے نے آنکھ کھولی محرم انکی صدا جو پائی شکوہ پاس سے اٹھایا ابن طاہر کو بلا کے نزدیک بٹھایا کہتا ہے غمخوار کوئی دم میں زندگی کا چراغ گل ہوتا ہے ہر نفس روح کا یقین بالکل ہوتا ہے مگر یہ قصہ دور کر و جلد غارتگر جان کا مذکور کر و وہ بولوا فضل الہی ہو مگر خواص ابھی تک نہیں آئی ہر آب میں جاتا ہوں کستی کیسے خبر منگو آتا ہوں او کی تسکین کر کے گھر میں چ آیا خواص کو بیٹھا پایا حال پوچھا وہ بولی پہلے اپنی اور شاہزادے کی کیفیت بیان کر و کہ وقت نصرت حال اونکا بہت قیم تھا بجز وقت سے دل و دہیم تھا ابن طاہر نے ابتدا سے اس وقت تک حال خوش بانی و چرب بانی کہدیا اسنے سب حکایت بلائی بجز کی شکایت سنکے مرد صحن کے کہا تو ہو یہی حال ہماری مالک کا ہر خلیفہ کے رو بہ غش آیا و وہ پرات گئی آنکھ کھولی صبح کے وعدہ پر خلیفہ تشریف لے فرما ہوا گرجے تک شاہزادہ کا مذکور ہوا دم سحر بادشاہ طبیبوں کا مجمع ہمراہ لایا عرض کیسے خیال میں آیا تجب وہ چلے گئے مجھ کو تمھاری خبر کو بھیجا مگر صدای در پر کان اور ہونٹوں پر جان ہر ابن طاہر نے خواص کو جلد نصرت کیا خود شاہزادہ کے پاس آیا جو خواص نے کہا تھا وہ سنا یا باہم کی گفتگو نہ تمام ہوئی کہ شام ہوئی شاہزادے نے ات بھر اپنے پاس کہا ہر دم کی غشی سے بدحواس تھا دم سحر جب ابن طاہر اپنے گھر آیا پھر وہ خواص آئی اور زمانہ شوق لائی ابن طاہر اسکو ساتھ لیکے شاہزادے کے مکان پر آیا مشتاق نے خواص کو قریب بلا یا نامہ اسکے ہاتھ سے لیکے آنکھوں سے لگا یا بسکہ شوق ہم غوشی کا حال تھا کھولنا محال تھا سوز و راق کثرت اشتیاق بکر تھر تھر تھا ہر فترہ نالہ شبگیر محتاج دوری بلای مجوری میں جو اسیر تھی ہر سلسل میں کیفیت بجز بختی تھموم در و ناک میں طیش د لکے جلوے نمایاں تھے اشک خونی کے دھبے تمام خط میں درخشان تھے سوز بگر کے فقر و نمین شرار و کا ڈھنگ تھا دیکھنے میں آنکھیں چلتی تھیں بعدینہ انگار و بگاڑ تھا

نامہ شمس الدین بنام شاہزادہ ابو الحسن عاشق

ایوا عیش جان عاشق

و مزید وہ مکان عاشق

من بعد سلام و شوق دیدار

کرتی ہوں میں اپنا مال اپنا

دنگو تو میرا آہ شب کوزاری شب کٹھی ہو کر وٹین بے جس طرح کے مجھ سے ہیں ہا سوت اس ہزار بار بہتر یہ حضرت سوز کی غزل آہ ست کیجیے خیال کل نہیں گے اتنا نہ چھپو کہ لے کفن کا بس شکوہ ہجر کیا اور تو	تم بن ہو عیالت اب ہماری دن جانا ہو چکو ہا تہہ ملتے و دشمن بیرون خدا نہ دکھلا فرقت نہیں امر نگار تیر اب ہر مرے حسب حال اللہ ہر پیل میں نچو انب گانی گھبرا کے نقاب زندگانی نزدیک ہر آج کل مروں	بچیں ہوں آہ مثل سیلاب کہ درد ہو کہ بخار تن میں گھبرا آتی ہو جان بقیہ آہ واشد سیرا بنا ہو احوال تم بن ہو عذاب زندگانی آج امری مہربان ورنہ ایسے جینے سے سوز و ہشہ و لگو یہ آئیگی تب ہی گل	سب چھوٹ گیا رخ و خوب کچھ دگ سے روگ میں نہیں باقی نہیں تاب انتظار آہ تم بن مجھے اک گھڑی ہو بسلا ہو میری خواب زندگانی جاتی ہو شتاب زندگانی وے کا ش جو اپنے زندگانی جب ہجر سے وصل ہو بسلا
---	---	--	---

شاہزادے نے اپنے شیدا کا نام پڑھا خوب یاد آتا ہے کہ نہ وہ پوچھتا ہے اور جب شہر سے زیادہ تیز آفت نکلی تھی تو یہ کہ کیا خود کو بچا

نامہ شاہزادہ ابو الحسن ہاشمی النہاری

اور راحت جان بہ قرار ان ہر ذلت تری وہاں نشانی نہ دنگو ہو چین نہ شکوہ ہو خوب یوں سینے میں ٹپے ہو بڑا سینہ میں بڑا ہن سیر نا اب کرتی ہو سانس سچی النی بالی جو نشان بروی خالم	و عمر ہم سینہ نگالان خاطر ہو میری بیان پیشانی دل تڑپی ہو اور گبر ہو بیتا جس طرح سے مرغ نیم بسمل مرا ہوں میں تیری جاؤ سب خالکین لگنی جوانی شع بفسر روز بر زارم	میں چشم کی تیری یاد میں با تو دیکھے ہو آسینہ میں ان شکل بیتابی ہو جیسی سیر ہی کو یزاریست ہو تو تکی نشانی ہر دم ہر کچھ اضطراب و کلو پیارے ترے غم میں مروں بس نقش بکن تریبت میں	نرگس کٹیجے ہو نہیں بہار بان فیکھے ہو میری جان و کھو ایسا نہ سے خدا کی اب ہوت ہو میری زندگانی طاقت نے و اجواب و کلو اور کوچ جہاں سے کہ رو میں اکین ست شہید صحت میں
--	---	---	---

خواص نامہ لیکے او دھنگی اور ابن طاہر اپنے گھر نہ ہوا تھا تو اسے کی وحشت کو بہانہ ہوا آہ میں ابن طاہر کو
یہ خیال آیا کہ اے و نون کا حال روز بروز بگڑتا جا تا ہے اور انکا ساتھ دنیا آفت کا جھیلنا ہے جو جان پر کھیلنا ہے اور جو صبح
جو ہر دم آتا ہے موت کا ہانا ہے جو ختم خلیفہ کو خبر ہو جائیگی بغداد کی بسی تیر روز بر ہو جائیگی حرمت اور جان
مفت میں برباد ہوگی اہل و عیال مسیبت میں پھنسیں گے دوست رو میں گے دشمن ہنسین تھکتی ہی تر

کہ چندے ترک یار و یار کیجیے غربت اختیار کیجیے اس تصور میں صورت تصویر دکان پر حیران بیٹھا تھا اب آتھی ہری
اسکا دوست تھا وہ دیکھنے آیا اور اس النہار کی خواص کو اسکے پاس اکثر آتے اور شہزادے کے گھر جاتے دیکھا
تھا اور سوقت ابن طاہر کو سرا سیر پا کے گھر کے پوچھا شمس النہار کی خواص بار بار کیوں آتی ہوا سننے ملا جو ہری
نے نہ مانا جب ناچار ہوا برسر انظار ہوا کہا شمس النہار ابوالحسن بن بکاشا ہزادہ شمشیر مجت کے زخمی
سینہ فگار میں ایک مرض کے دو بیمار ہیں مجکو خلیفہ کا خوف آتا ہوا انجام بد سو چکے جی گھبراتا ہوا بانسے کا ہتھکڑ
اگر زندہ وہاں پہنچ جاؤں اس تھلکے سے نجات پاؤں جو ہری یہ سنکے اپنے گھر چلا گیا دو دن کے بعد بھڑ
جوا آیا دکان بند دیکھی ابن طاہر کو نپا یا یقین ہوا کہ وہ کمین چلدا یا افسوس شاہزادہ بکس بے یار ہو گیا بلا عشق کے مست
تنہائی کی مصیبت میں گرفتار ہو گیا جو ہونا ہو سو ہو اب تم او سکی رفاقت کرو یہ سوچ کے شاہزادے کے
پاس گیا وہ اوٹھ بیٹھا آنے کا سبب پوچھا جو ہری نے کہا ہر چند مجکو حضور کی خدمت میں نیاز نہیں مگر مجھے
یہ قلق ہوا کہ اب اس شہر میں آپ کا وہ محرم از زمین میرا قصد کر کہ اسکے بدلے خدمتگاری کروں جان نثار کیوں
یہ سنکے شاہزادے کا چہرہ زرد ہونے لگا دلمین درد یعنی لگا ملازم کو بھیجا وہ خبر لایا کہ دو دن ابن طاہر بیخ
بانسے گیا ہوا کاتمین قرض لگا ہوا پھر اوس کا نہیں کہا ایک عورت آپ کے پاس آئی کسی کا پیام لائی ہوا
سمجھیے کیا فرمایا بلا جو ہری عقیل تھا اوٹھ گیا وہ آئی کچھ کہہ سکے چلی گئی پھر جو ہری آیا عرض کیا غلام اس
سے آگاہ ہوا ابن طاہر سے بہت رسم و راہ ہر تیرے حاضر ہونیکا سبب اسکا جانا ہوا حضور کی کا یہ بانا ہوا
آپ کی تہائی سیرت و پائی خورشید ہوا کہ ایسا غمخوار آپ کے جدا ہوا مگر حضور مطمئن ہیں مجھ سے بجز فرمان برداری غلام نہیں
نہ آئیگا کوئی کام بند نہ رہا بیگشاہزادے نے فرمایا تمہارا احسان ہوا جن سے رفاقت کی امید تھی وہ
مجکو دیکھ کے اپنی رہائی کر گئے مگر تم ہوے وہ اپنی صفائی کر گئے اب جو ہری محرم از ہوا خواص اس
پاس آئی لگی پیام پہنچانے جو اب لیجا نے لگی ایک روز طول فراق کثرت اشتیاق سے شاہزادہ جو گھبرا
رہے جو ہری سے فرمایا ابن طاہر سے شمس النہار بے تکلف تھی بلا واسطہ باتین ہوتی تھیں اگر
وہ ہوتا ملاقات کی ترکیب نکل آتی شربت دیدار سے دل کی لگی کچھ تو مجھ جاتی جو ہری نے کہا
انشاء اللہ تعالیٰ جلد یہ صورت ہوگی آپ سے وصلت ہوگی صدمہ خواص جو آئی جو ہری نے کہا شاہزادہ بہت

پریشانی ہو وحشت کا سامان ہو وہ بولی جسوقت کہ وہین لاؤن ملاقات ہو جائے وہ بھی بچپن ہو ہر دم شور و
 شین ہو کچھ تو تسکین آئے لیکن تمھاری جو بلی ذلیل ہو جاگی قلیل ہو جو ہر سخی او سکو ہمراہ لیکے متصل مکان بہت عالی شان
 تھا دکھایا خواص کو پسند آیا رخت ہوتی چلی گئی دو گڑھی کے بعد بھرائی کہا قریب شام وہ آئین گی اور توڑ ہوشی کا
 جو ہر کیو یا کہ مکان آہستہ کرنا اکل مشرب کا سامان سب درست رکھنا جو ہری سنے جا پواسے نراہ نہ فقرہ و مطلقاً
 مکلف مغز زردوزی سند تکیہ لاکے مکان کو بہت شوکت و شان سجا اکل و مشرب کا اسباب قریب سے چڑیا
 شام ہر اوسے کو اس حال سے مطلع کیا وہ بھی پوچھا کہ برائے کی جو ہری کہ ہمراہ اوس مکان میں آیا بعد نماز شام وہ
 رشک ماہ تمام تمہارے شمس النہار پورہ شب میں نخل آئی مشتاق کو وہاں پایا او کی آنکھ دو چار ہوتے بلک جھکنے
 لگی یہ حیرت زدہ اوسکی صورت کو ٹٹنے لگی پھر دونوں نے سنبھل کے اپنی اپنی سرگذشت ہر طرح سنائی کہ تمہارے
 کھانچے ٹکڑے ہو گئے رقت آئی شہزادے نے کہا سب بے تو بر من شب نخست فراق ہو چون شب اولین گئے
 گذشت شمس النہار بولی بھون وقت میں جان نکلی اس جسم ار سے بہ شہر مندگی حصول ہوئی ہوسوی بار بہ
 پھر دونوں ارزار روئے گئے آخر جو ہری بچا رہا اوٹھا افسوس پوچھے تمھاری سنیائے غم و غمیت
 احباب ہو آج جو ہر کل خیال و خواب ہو پھر ہاتھ منہ دھلایا دسترخوان بچپانے کے کچھ کھلا یا خود وہاں سے ہٹ
 جدا جا بیٹھا تخلیہ ہو گیا ہنوز پھر کے بیان سے گذشتہ داستان سے فرصت نہ پائی تھی اسلئے احت کی نوبت آئی
 تھی غفلت پہا ہو جو ہری کا غلام پریشانی بدحواس و ڈرا آیا جانگاہ ماجرا سنایا کہ جمع کثیر با شہر و شہر و دروازے پر
 عجب نہیں جو دروازہ توڑ کر اندر آئین آفت مچائیں یہ خبر وحشت اثر سنکے جو ہری نے در پچہ والیا سو سوا
 ہاتھوں میں سنگی تلوار نظر آئے قریب تھا اسکی جان نکل جائے اضطراب میں اپنے بچانے کی تمیز نہ ہی فرط خوف
 ہسائیے کے مکان میں کو وڑا آدھی ات تک پہنچا کہ حاجب وہ صدقہ قوت ہوتی جو ہری مخالف ہر سان
 اوس گھر میں آیا میدان صفا کسی کا پتہ نہ پایا یہ رنگ دیکھ کے فلک شہدہ بازے ڈھنگ بہلا شب تار کو رو
 روشن سے مبدل کیا اور نوبت نوازوں نے نقارے پر ٹکڑے دی آدھ فریج میں ہوسوی بھی تو پچھی چلی
 جہانتاب نے گہرا کے چہرہ انور سے نقاب اوٹھائی شہزادے نے آسمان کی طرف دیکھ کے لب و دہن پر ہر
 خاموشی لگائی شہزادے بول پھر اعازم ایوان سلطنت ہو اگو مصروف ہا مگر تمام دن انتظار شام ہا جسدم

ہر روز فری منزل مغرب میں قدم رکھا شہر یار نے بیت الارحہ میں جلوہ دیا شہر ترا و حاضر ہوئی تو بابا باون دونوں
 بلا نصیبوں پر کیا گذری اوس نے عرض کیا جوہری حیران چار سو نگران تھا ایک کونے سے غلام نکل آیا پوچھا تو کیونکر
 بچا اوس نے کہا میں نے خانے میں چھپ کے سب جاؤ دیکھا سرکار کے ملازم تھے ڈاکہ تھا اسباب سلمان سب لوٹ لیا تے
 نکلے جوہری نے مکان جو دیکھا تنگناہ پایا مثل کتے ہیں جھاڑو دیکھئے وہ کجنت او سکو بھی لینگے جوہری کو دو سہند
 جان جو کھون کے ہوئے ہلا شمس النہار اور شہزادہ ولفگار کا دوسرا اسباب علیا سے عاریت لایا تھا غلام نے
 تسکین کی کہ دونوں کو ڈکیت لینگے ہیں غالباً ایذا نہ دین اور سب کے لٹنے کا حال پوشیدہ نہ رہے گا جو رہے چار
 نہیں غریب کو مقابلہ کیا یا انہیں پھر کوئی تاوان نہ لیا جتھم ڈاکے کی خبر گھر گھر مشہور ہوئی جوہری کے عزیز
 دوست آشنا جمع ہوئے غم کھانے لگے جھانگے دو پھر کو غلام پیام لایا کہ کوئی شخص کو بلا تا جوہری باہر آیا
 ایک عیبی کو پایا اوس نے کہا میرے ساتھ چلو ضرورت ہو مفید طلب صورت ہو وہ اوس سے لپچلا جس سے کہ لگا تھا
 کہنے لگا اسی راہ سے چور تھا راگھر لوٹنے آئے تھے جوہری بچارہ چلتے چلتے تھا گسب شام تک دریا می ٹکر س کے
 کنارے پر پہنچا وہ کشتی میں سوار کر کے پار لینگیا ایک وازے پر چاکے دستک دمی ہ کھلا پندر گئے پھر فضل لگاؤ
 وہاں بس بارہ آدمی تھے اونھوں نے جوہری کی بہت خاطر کی بڑی تکریم سے پاس بٹھایا اس حصہ میں رئیس خانہ آیا خیر و عافیت
 پوچھی خدمت گزار نے دستار خوان بچھایا جوہر کو شریک کر کے سب کھانا کھایا جتدم فرصت ہوئی حسب خانہ
 پوچھاتے کبھی ہکو دیکھا تھا جوہری نے کہا اس سن میں آج یہ راہ نظر آئی ہو انکی صورت دیکھنے کی بارک بائی تر
 پھر اوسنے کہا شب گذشتہ کا نفضل ہاں ڈاکے کی دستاں سچی اظہار کر جوہری نے پوچھا یہ تو فرمائیے ہمارا حال
 آپ پر کیونکر کھلا کہا جو اس ات کو بھارے گھر میں مہمان تھے وہ ہم سے سرگرم دستاں تھے اب جوہر کو یقین
 سوا کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے گھر لوٹا ہوا انکی ببولت شہر چھوٹا ہو تو لاکہ جو مقدر میں تھا وہ ہوا لیکن مجھ کو اونکی بہت
 تلاش ہو اس اندوہ سے دل جگ پاش پاش ہو وہ بولے دونوں کیجا تو نہیں جدا میں الارحہ ہوا آرام صورت
 ہو اور سوقت جوہری مجبور ہوا دونوں کا حال ظاہر کیا کہا وہ جو مرد ہوا و سکا نام ابو الحسن بن بکاشا ہزادہ
 ایران ہو اور عورت مشہور شمس النہار محبوبہ خلیفہ عالی شان ہو یہ جملہ سنکے وہ سب گھبرائے اوسکے پاس
 بد جو اس آئے دونوں کے پاؤں پر ایک ایک نے سر جھکا یا خطا کا اقرار کر کے عنو چاہا پھر جوہری سے کہا اسباب

تھا اور جو ہم لائے تھے کچھ تلف ہوا باقی حاضر ہو ہمارا راز افشا کرنا خلیفہ عادل کا زمانہ ہر گرفتار بلا نکرنا شمس النہار نے اونسے وعدہ کیا کہ تمکو اقل سے میں آرازیہ ہو چکے گا بادشاہ کے گوش حق نیوش تک مال کا رنہ ہو چکے گا پھر وہ لوگ انکو مع مال سبب یا کے کنارے لائے کشتی پر سوار کیا دیکھی ٹکرس کے پار اوتار دیا اچھی یہ بتلائی مصیبت کشتی سے اترنے نہ پلے تھے کہ روز سرکاری موجود ہوئی سوار و پیادوں نے گھیرا پوچھا تم کون ہو کہا نسے آئے ہو سبب کس لائے ہو جو ہر کی جان نکل گئی دم بخود ہو گیا مگر شمس النہار نے رونہ کے افسر کو قریب بلا اپنا نام بتایا وہ گھوڑے سے اتر کے آداب بجالایا دو جوان ساتھ کیے کہ مکان چھٹا ہو چنانہ سید لے آنا پیادے سبکو جو ہری کے مکان پر ہو چکے کے چلے گئے شمس النہار محل میں داخل ہوئی خواصوں کے جسم بجان میں جان آگئی و ودن کے بعد جو ہری بازار میں کھڑا تھا شمس النہار کی خواص ازدار نے اشارے سے بلا یا وہ ایسا ڈر گیا تھا کہ سہراہ بات نکی ویران مسجد میں لے آیا اوسے پوچھا تم سب اوسدن کیونکر بچیں کہاں چھپ رہیں تھیں اوسنے کہا جب چور گھر میں ہو چکے سبب اوٹھانے میں مصروف ہوئے ہم کو ٹھے پر چڑھ گئے مکان سب ملے ہوئے تھے کئی گھر ٹوٹ کر ایک جو ملی میں اوتیرے صاحب خانہ ہمت مردانہ رکھتا تھا اوسنے اطمینان کیا باقی رات راحت ملی آرام پایا دم سحر فلک محل میں لایا جسٹے شمس النہار کو پوچھا ہنہ رت جلے گا ہا نہ کیا راز فاش ہونے نیا بارے دوسرے دن وہ بھی تشرف لائیں مع اخیر محل میں آئیں پھر دو توڑے اشرفیوں کے جو ہر کو دیکے کہا تمہارے سبب کے ضائع ہونے کا بہت ملال ہو وقت نقصان اوٹھانے کا تا سفت کمال ہوا انکو اپنے صرف میں لاؤ جو ہری دعاتین دیتا اپنے گھر گیا جسکا جو سبب تلف ہوا تھا بنوا کے حوالے کیا سر شام شاہزاد کی خبر کو گیا تعجب نشہ دیکھا آنکھیں بند نقش لبش غش میں بے حس و حرکت پلنگ پر پڑا ہر گرو جمع اغرا کا ہو جو ہری کی آواز سنکے آنکھ کھولی اسنے روکے کہا آپ نہ کھانا کھاتے ہیں باقی پیتے ہیں عقل حیران ہو کیونکر جیتے ہیں پھر خاصہ یا جیر سے کچھ کھلایا شاہزادہ نے شمس النہار کو پوچھا جو ہری نے خواص کا آنا توڑے اشرفی کے دے جانا یا کیا اور جو کچھ خواص سے سنا تھا کہا اوسھی ات انھیں باتوں میں گذری پھر حصت ہو کے اپنے گھر کی ادلی گرجم وہی خواص بدحواس و تلی ہوئی آئی جو ہری نے پوچھا پھر جو اب یا بڑا شہر پیدا ہوا ہو دیکھیے اسکا انجام کیا گیا کھانا

سامان بد نظر آتا ہے ہماری اور تمھاری اور شانہ اودہ کی جان نہ بچے گی کچھ دیر میں قیامت مجھے گی خلیفہ سب کو قتل
 کریگا اور و فتن سبھی ملیگا کونست چیل کو سے فوج لجا بیٹنگے ہڈیاں در زبرے چاہینگے وہ و و لون لوڈیاں حج اور دن
 ساتھ آئی تھیں شمس النہار نے کسی قصور پر اونکو خوب مارا وہ بھاگ گئے خراجہ سراجو محل کا دار و غم ہوا اسکے پاس بوجو اس
 پہونچیں تمام قصہ اوس ذکر کا بیان کیا وہ خلیفہ کے حضور میں لایا تفصل سانہ سنا یا خلیفہ یہ حال سنکے غیظ میں آیا
 جسکے ہمیں خواجہ سراجو کچھ شمس النہار کو بکڑا واں گایا اگے خبر نہیں کیا ہوا یہ ماجرا اسکے شمس سحر یعنی آفتاب لبتا با
 افق چرخ سے نمایاں ہوا غصہ میں تھرتا نیزہ شعاعی چمکانا سر پر نیلگون پر باہتم پر خون قرار لیا خوف سے
 شب تیرہ کا منہ سفید ہو گیا کار پوزان سحر نے ظلمت کا رنگ مار لیا روشنی پر سر جوش و خروش ہوئی شہزادہ یہ ڈھنگ
 دیکھ کے خاموش ہوئی شہزادہ مجبور یہ کلمہ کہ کے اوٹھا سخت حسرت کی جا یہ قصہ چھوٹا بعد آدمی فرائضہ حراموت
 سلطنت میں مشغول رہا لیکن تمام روز با مید شب بول ہا شہو ہو رنگ بدلنے میں نیا کار گٹ او ستادہ ہر تہرہ کا
 نیرنگ او سکویا ہوا اور یہ تو ادنا بات ہے کہ دن نمود ہوا اور رات ہو گیا ایک شمس النہار کے الم میں ماہ بالہا سیاہ
 فلک اول پر نکل آیا پودہ داران شبے عیب ہنر سکا تیرگی میں چھپا یا شہزاد بادل بتیارجل سرا میں بن و نئی افزا ہوا
 پھر وہی چرچا ہوا شہزاد سے پوچھا پھر کیا ہوا اوس نے عرض کی جو ہری یہ حکایت سنکے بیدم ہوا ہاتھ پاؤں چوٹے
 گھر کی راہ بد جو ہی میں بھولے فوراً شاہزادیکے پاس پریشان بد جو اس آیا تہو ہرگ سنا یا کہا فرصت غنیمت جانو
 میرا کہنا ناو سیدم اسپ صر صر تیر گام پر سوار ہو سفر غربت پر کر کسکے تیار ہوا اگر سرکار کی و ڈر آگئی بجز گرفتاری و دلت
 د خواری کچھ بن آئیگی آبر و بگڑ جائیگی فوراً اصطبل سے گھوڑے چالاک میں چٹھے منگوا کے دو چار جوان غلاموں
 ایک دو صد شکار و فاشعار ہمراہ لینے زیور جو اہر جو ہر کی کر میں بندھوایا اشرفیون کا تورا قبور میں اٹکایا تہرہ اسہمہ
 نکل کے قدم بٹھایا وہ دن اور تمام ات چلنے میں گزری کہ میں نہ لیا نہ قیام کیا نہ کچھ کھایا نہ پیانا آرام کیا
 دوسرے روز سلطان خا و ر نصف مسافت جب بکر چکا تازت زیادہ ہوئی گرم ہوا چلنے کی زمین جلنے لگی گھوڑے
 شل ہو گئے تھے سوار پاوے مضعی ہو گئے تھے ایک باخوت گنجان اور پانیکے چشے روان دیکھ کے یہ لہرائی کہ دو گھڑی بیان م
 لیکے راہ کی گسل مٹائیے آگے جدھر تقدیر بہر ہو منہ اوٹھائیے اس تصور میں درخون کے تلے گھوڑوں کے اوڑھے
 ہنوز بائی تک پاتھا دم بھی درست نکلیا تھا چرخ جنا شکار کونا گوار ہوا راتہر نون کد وہاں گذار ہوا سبکو گھیر لیا

مروت سے منہ پھیر لیا جتنے تلوار بکڑی وہ مارا گیا دنیا سے بھاگا گیا جس نے نقد و جنس لکھا وہ زندہ رہا کچھ نہ لیا فقط شاہزادہ و جوہری باقی ہے وہ ہر طرح سے کہ بدن کے کپڑے ساتھ نبے سکے جب وہ غارتگر نقد و جنس لیکر نظر سے انکی نہان ہوے جوہری نے باتن عریان و جگر بریان آگے چلنے کا ارادہ کیا اور بہر کیف شاہزادے کو آواز کیا دو چار کوس بعد حسرت و منوس چلے اب پاؤں اٹھنے سے بیٹھ گئے ہندلیان سوہین تلو و نین چھالے پر سے چلتا کیسا سیدھے بیٹھنے کے لالے پڑے سامنے قریہ ویران اوہین سہی جہین خدا کے سوا دوسرے کا نام تھا نظر پڑی تیر و لون افغان خیران سر کے بل وہاں آئے وہ باقی دن اور رات وہاں اوقات کئی جسمہ پوچھی کئی شخص نماز کو خانہ بے نیاز میں آیا بعد ادا می فرض اوسنے دیکھا دو غیب الوطن عریان بدن کو نے میں سجد کے غیرت سے منہ چھپاتے بیٹھے بن قریب آگے بدلداری حال پوچھا جوہری نے چور و کالوٹنا آفت کاٹوٹنا بیان کیا اوسنے کہا ہاں سے چند قدم پیہر ہر کان ہر اگر وہاں تک چلیے تو کچھ خود نگذاری کروں جوہری نے کہا بیان تہی مانع کام فرسائی ہر شکر و شکرنگے لوگوں کے سامنے جانازی بھیائی ہر شخص اپنے گرجا کے خوانین کھانا و چاوری لایا جوہری نے کچھ کھایا شاہزادے نے سر نہ اٹھایا وہ پچار کئی بار اپنا حرج کار کر کے انکی خبر کو آیا قریشم جوہری نے اوس جو امر و سے کہا اس غیب زدے کا حال بہت تباہ ہر صبح تک زندہ رہے گا اسکی حالت گواہ ہر اگر مقدمہ نوع دگر ہوا آخرت کا سفر ہوا تو ہماری شرکت پر ضرور ہر غیب الوطن میں بلید و یار بہت دور ہوا اوس نے جواب دیا ہنہ سطح حاضر ہو یہ کہ کے وہ تو نصحت ہوا شاہزادہ نے جوہری سے کہا تم گواہ رہنا شمس النہار کی محبت میں حج ایذا اٹھانی اوہین احت پائی اب وقت اخیر ہوا جل اشکیر ہوا تہی حسرت ہ گئی کہ سیری مانے جکو بڑی شفقت سے بالاتھا اگر اوسکی آغوش میں جان تیا تو لطف بڑا تھا لیکن تم سے وصیت کرتا ہوں کہ بعد سفر آخرت میری لاش مہربان کے پاس لانت رکھ کے بغداد میں جانا میری ماسے کننا تیرے بیٹے نے سفر میں دنیا سے سفر کیا تو وہاں جا اوسکی لاش لے آ بعد غسل کفننا کے اپنے پاس قبیل کے تہ خاک کرنا پھر اس مصیبت میں گریبان صبر چاک کرنا یہ کہ کے وہ کشتہ فراق جان بحق ہوا جسے سنا خلق ہوا اوسکا مال خیر ہوا جوہری کا حال بہت غیر ہوا و سپیش کے لاش لے کر اش اوس مسافر نواز و مسار کو سونپی پھر بغداد کی آہ لی شاہزادہ مرحوم کی مان سے اظہار حال کیا اوسنے زنتا کارنج و ملال کیا بعد گریہ و بکا وہ دل حلی بیٹے کی لاش لینے چلی جوہری اپنے گھر میں آیا نصف ماتم کو بچھا یا دم سحر شاہزادہ کیو کر کے لے لیا

و اس آنسوؤں سے بکواتنما کجا ایک عورت سیہ پوش بعد جوش و خروش و بروائی جوہری نے بچا تاکہ شمس النہار
 کی عکسارہ علیحدہ لیکر آقا قونکے ظلم کرنے کا وقت غربت میں شانہزادے کے مرنے کا حال کیا وہ خواص فرخون قیس
 بقرار شکیار ہوئی کہ اسجان اللہ خوب دونوں بقرار و نکاحت کے مار و کھا ساتھ ہوا اسی وقت شمس النہار بھی
 سے گزر گئی شاہزادے کا نام لیتے لیتے مرنے پر تو جوہری خواص اس انداز سے بولے پوچھتے کہ عزیز اہل محلہ صدا
 سنکے مرنے کے شریک گریہ و کجا ہوئے مصیبت زدوں کے ماتم میں مبتلا ہوئے شوراہ و فغان تھا یہ تصریح ہر ایک کے
 بزبان تجلمصرعہ عشق ازین بسیار کردست و کندہ اپنی قدرت جان دکھاتا ہوا اس جو کچھ کہو وہ آتا ہر پھر
 جوہری نے خواص سے پوچھا کہ خلیفہ نے یہ ماجرا سنکے کیا کیا وہ بولی جسدم شمس النہار و قی بیٹی خلیفہ کے
 روبرو پہنچی او سکون ضبط کی طاعت نہی کھرا ہو گیا گلے سے لگا لیا آنسو پوچھے عذر کیا خلعت فاخرہ دیا باغرا
 نصرت کیا جب وہ پھر کے مکان میں آئی غش کی حالت تھی بھلی تو لوگوں کو سر کایا جھک پاس بلایا فرمایا تیرا حق خدا
 او انہو اب چند ساعت کی میں نیم جان دنیا میں مہمان ہوں فراق میں موت کی خواہان ہوں یہ یاد رکھنا کہ
 شاہزادے کی محبت میں ہماری جان گئی جہاں گذران سے پران گئی یہ کہہ کے چکی جو آئی روح جسم میں نہ پائی
 خلیفہ کو خبر ہوئی انتہا کایا غم کیا وہ جلسہ درم برہم کیا جیتھے جی شمس النہار نے اپنا مقبرہ بہت تکلف کا بنوایا
 تھا ہر شوکت و شان سے ترک و حشمت کے سامان سے او میں دفن کیا آؤں نازک اندام کو خاک میں چھپا دیا ہر
 صلاح یہ ہو کہ شہزادے کا جنازہ جو بغداد میں آئے اسی مقبرے میں دفن کیا جائے بعد مرگ تو دو نوشتہ
 ایکجا باہم ہوں تیج جوائی کچھ تو کم ہوں جوہری نے کہا بے اجازت خلیفہ کے کسی جرات ہو اور حکم علیہ کی
 کیا صورت ہو وہ بولی تمام شہر میں اسکی دعوم ہو خلیفہ کو فصل کیفیت معلوم ہو سب خواصوں و پیش خدمتوں کے
 دربار سے مقرر کر کے فرمایا جس طرح زندگی میں تم سب خدمت گزار تھیں بعد مرگ اوسکے ماتم در روج اور محکوم سب پر کم
 کیا ہو اختیار دیا ہو تیس ہم سب قبر کے مجاور ہیں ہر دم دربار میں حاضر ہیں آپ جس وقت بہکو اطلاع دینگے ہم
 اس کام کو پورا کرینگے الفقہ شہزادے کا جنازہ جسدم شہر میں آیا چھوٹا بڑا بادل صد جاک سرور و عنشتہ بجاک ہوا
 تاجر بزمین آلہ آتشین ہو پوچھا ایسا بلند شعلہ آہ ہوا یہ خبر سنکے وہ خواص آئی جنازہ اسی مقبرے میں لینگے پراہ
 لاش دفن کر دی سے وصل جیتے نہو نیکر لگے لائے معشوق کو یہ تربت پر عجب باریک نکتہ اس وقت میں میں

آیا کہ یاد زندہ تو بکریست جسمتین آنا ہو مگر جل جلالہ عشق کی نبی چال ہو کہ وہ بھی غیر کی بانوں سے چل کے منزل مقصد تک پہنچ جانا ہو تو عظیم کام میں اپنے عشق کا پورا پورا ہی نیرنگ ساز کیا ہو جسکی ہوا التفات اور سکے نصیب ہو وہ ہرمان چند روز غریب ہو ایسی تقریب و حوند ملا تا ہو کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہو و شہزاد نے جسدم یہ حکایت تمام کی و نیازا و نے کہا سبحان اللہ و بحمدہ اے مجھ میں عجیب طر حلی یہ دوستان حیرت افزا ہوش باطنی کو دیکھ ہی وہ بولی اگر آج کے دن از رحمت الی تو شاہزادہ قمر الزمان جشا ہرادی خود شید لقا کے عشق کی دوستان الی اور بیانیست سناوگی کہ یہ قصہ پارینہ سب کے دل سے بخلا تو نگلی شہزادہ تو اسکے دم تقریب کا میر تھا سلسلہ محبت گلو کہ تھا اور سکو یقین کامل ہوا کہ فی الحقیقت وہ قصہ نہیا ہو گا اور راج کے دن اسکو جاگی امان ہو گئے تو کیا ہو گا تو ہو گا حکیم تلمیذ ہو کر ہوا شہزادان کا شہر میں گھر گھر ہو جسدم تاجدار فلک رابع نبی شمس نام شمس النہار و شاہزادہ میں با جگوار غدار و ویدہ اشکبار متوجہ ماتم کہہ مغرب ہوا اور جوہری سپہرا و ان غنی ماہ بعد نیا لہ آہ ساک مردار یہ انجم درج نیلی میں بکیر کے عیان ہا دل پر تعب ہوا و و آہ سے یہاں زہیرہ ایسا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آیا چرخ نیلی اس قلق سے چاکھا کے نوح خوان ہوا فرط غم سے سرگردان ہوا شہزاد امورات سلطنت سے فرصت پا کے خاصہ نوش فرط کے مجلس میں آبا بوالین استراحت پر آرا م کیا شہزاد حاضر ہوئی حسب عہدہ سلسلہ تقریب چھپریندا و چٹنے کا مہر انجام کیا

قصہ شاہزبان با و شاہ خیرہ چلدرن خالدان کا بہر تہنا پیدا ہونا و قمر الزمان جہند قمر الزمان کا

دریا کے فارس سے ہیں منزل ایک مقام ہے جزیرہ چلدرن خالدان او سکا نام ہو حاکم وہاں کا سلطان فی شان شاہزبان تھا شہزاد عالم نوجوان محتاج کو یہ ہو کہ جوانی تک شاہی یا گدائی جو تقدیر میں ہو لطف ہو جہان کی ہرگز جوانی گئی کیفیت نہ نگانی گئی سن یا وہ ہوا رنے پر آمادہ ہوا جو ہر خاصہ غیر ہو القصد و شاہ والا جاہ کے پاس جہان کا ساز و سامان تنگ نواز بے حساب جو اہرات بے پایان تھا قوج ظفر موج لشکر چرخ خضہ بینی گروہ اختر سے سوا فریاد میر شہر سلطنت تر قویا ہ نامک حلال جان تار حکیم طبیب لہراط کے یاد کا شہرہ ہر دیار عادل غر ہر جزیرہ او سکی فیاضی تھی خلق خدا او س را بھی تھی اس خوش نصیبی پر سلطنت کا وارث نہ تھا کا شانہ دولت بے چراغ تا ولدی کا دل میں غم تھا حکیم طبیب تعمیر شدت نجومی اختر شناس مال جو روبر و آتا تھا سب سے فرزند کا سوال تھا اس تجربہ میں عجیب حال تھا فرط حلق سے گھبرا ہوا تھا را ہر عابد و ریش مالکال بسکی خد سگداری تھی تمام شب سونا

پروردگار سے التجا کر کے روناد اور بقیہ راری تھی ارحم الراحمین نے پورے چندے و عاقبول کی مخلد ارقدم حاضر ہوئی نذر می
 عرض کی مجلس راری خاص میں گیم صاحب کا پاؤں بھاری ہو خالق سے فرزند ارجمند کی امید داری ہو یہ سبکے بادشاہ نے
 سجدہ میں سر جھکا یا دور کف نماز شکر بجا لیا نبی بات جو گوش دہوئی مسرت خید ہوئی اوسے دن سے درخشاہ کھلا تھا جو
 نزلتد بھو کو لو کھانا ملنے لگا جب نو مینے پورے ہوئے وضع محل کا وقت آیا بہت کچھ و سپہ لٹا یا دایا ان کامل مشہو
 تھیں جن کی کیا دور تحصیل طلب ہو تین فوراً حاضر ہو تین اللقہ مشترکی ساعت میں وہ میر سپہ سلطنت برج محل سے
 جلوہ گر ہوا نژدہ تہنیت گھر گھر ہوا مبارک سلامت کا غلغلہ ارض سے تاسا ہو نچا جو جو ملازم باوقار ارکان فی عہتار تھا
 نذر لیکے آہو نچا اوس وقت کی فرحت و مسرت تحریر سے باہر ہو کیفیت اشتیاق سے ظاہر ہو اسقدر زرسرخ و سفید
 شہر تو کیا اطراف او کا چمک گیا وہ مہر چین انہما کا حسین تھا شاہنہرمان او سکے باپ نے اوس مردوخشان کا
 نام قمر الزمان رکھا ساتویں دور عقیدہ اور ساتویں برس مکتبہ کا جانیہایت تکلف سے کیا ملازم در عایا کو ضلعت و انعام
 لالا لال کر دیا تعلم خوشنویس ادیب اور فنون کے کامل ملازم ہوئے اس شغل میں پرورش پانے لگا لیسکا آب گل او سکی
 گل خیز طبیعت میں جو دت بہت تیز تھی جسم دم دو ہفتہ وہ ماہ ہو کامل ہو گیا جمہ علوم میں فاضل ہر فن حاصل ہو گیا اب شاہ
 کو شاہ و کجا بصد خوشی خیال ہوا خیر شکے شاہنہر او کے کو ملال ہوا اس سوال کے جواب میں کہا تہنید میں جو دانائے روزگار
 تھے ہوشیار تجربہ کار تھے بہت حکایتیں اس قسم کی حیاتی و دہرائی کی شکایتیں لکھ گئی ہیں غلام نے سب کو بڑھا ہوا کیا
 کسی نے جھوٹ نہیں کرٹھا ہوا اس گروہ کا یہی لیکھا ہوا خداوند عالم نے فرمایا ہر قرآن مجید میں آیا ہوا ہے کیک کت عظیم
 بادشاہ یہ جواب اپنے طلب کے خلاف سمجھ کے آشفہ خاطر ہوا فرمایا خیر اس سال چہل ہمت و گیمی آئندہ اگر انکار ہوگا
 تو عتاب سلطانی گنہوار ہوگا جب برس گزرا بادشاہ نے پوجیا غم کیا ہوا شاہنہر او سے نے عرض کیا گستاخی
 سراسر ہوا اسی کا خطر ہو گرنہ وہی جو تھا اب بادشاہ کو غیظ آیا او سکی مان سے کہا اپنے فرزند کو اس بات پر نہی کہ
 سمجھا یا اوس سے ہاتھ اوٹھانا نے بلا کے بہت کچھ کہا سمجھا یا پیا کیا لگتا ہوا نے انکار کیا وہ رو نے
 لگی کہا بیٹا اس بات سے باپ برضا ہو گا خدا ورسول کی نافرمانی ہوا انجام ماہو گا شعشہ نہ ہرین نہ
 و نہ ہر مرد و خدایچ انگشت یکسان نگر و اور جو یہی سب سوچتے تو پیدائش کا سلسلہ قطع ہوتا
 دنیا کے کارخانے میں خلل آتا ہر چند اوس نے سمجھا یا سمر پھرایا او سکے خیال میں نہ آیا

شاہزادہ قمر الزمان کا شادی سے انکار زبان پلانا شاہزادہ کا قید خانہ میں بچوانا وہاں جن کا
 خوشی لقا شاہزادہ می چین کو لانا شاہزادہ کا فریفتہ ہو کے تلاش میں ملنا حکیم کے شادی کرنا
 جب یہ سانحہ باوشاد نے سنا جھجھلا کے ایک مکان بہت پرانا تھا قید خانہ بنا کے شاہزادہ کو او میں بند کیا
 ایک ظلم نگہبانی کو تقرر ہوا کہ کین نکل بجائے وہاں اور کوئی جانے نہ پائے چند کتا مین ل بلالے کو بھیج دین شاہزادہ
 شادی سے رہا ہو کے اس وقت کو فلغ البالی سمجھا تمام دن کتاب کی سیر کرتا رات کو کچھ کھا کے سو رہتا اور غلہ چوست
 کہتا سقف و ہدایت میں نیر نہ غمخوار مکان تنک و حصیان گھنی چھت پرانی پریشانی کی علامت سو کی نشانی رات کا
 سنا جھگل سائین بامین کرتا یہ بیچارہ تنہائی کے سلسلہ میں گرفتار پڑ رہتا اور مکان میں پرانا کونواں تھا بیٹو ایک
 پریمی کا نام تھا بہت چاہ سے کنوین میں اس کا مقام تھا وہ دشت و صحرا اسی کے تحت حکومت تھا آدمی ات
 گذر سے وہ نکل کے دنیا کی سیر کرتی چارو کیجھتی بھالتی و لکی حسرت نکالتی اور سات کو جو باہر آئی مکان کے چھوڑ دین و شنی
 پائی تھی بات جو نظر پڑی قریبے دیکھنے لگی دروازہ کیو قفل پایا ایک شخص خوب غفلت میں نظر آیا بیوہ و دروازہ کو لاندہ گئی دیکھا
 جوان حسین مہر طلعت ہے چین بلنگت جوانکی نیند میں غافل ہوا کا چہرہ خوشان ہو جس پر برو شنی کا گمان بر

دیکھا تو اک جوان ہو بستان	سیر کنان کے چاندرا جمال	نور نال یاض حسن شباب	گل یونیز گلشن مستاب
تیج ابرو و ہر قاتل عالم	چشم جادو و ہر سحر سے ہدم	نور سیا ہو روکش نور شید	صبح عارض ہر شک صبح
دم کامل ہر خیر جلوہ پذیر	مغ دل حسین کیون میں	ہر آب حیات کا چشمہ	لب جان بخش ہر دم سیا
دیکھ کر دم چھڑک گیا اوسکا	ہوش قربان روی پاک و دا	دم نظارہ رخ رنگین	برق عارض ہے نگہ میں چھکین

صوت دیکھتے ہی بیتاب ہوئی برابر لیٹ گئی منہ سے منہ ملایا گلے سے لگایا پھر باہر نکل کے سرگرم پرواز ہوئی
 کچھ دور چلا دل بخورا وڑی تھی ایک ہم جنس کے اوڑھے کی آواز ہوئی اسنے کہا کون جاتا ہوا دروازہ جن تھاندریک
 آیا پریمی نے پوچھا کس طرف سے آتا ہو کہاں جاتا ہو توں سے سیاح ہو کوئی عجیب ماجرا بھی دیکھا ہوا تونے کہا اچھی
 سڑ میں چین سے آتا ہوں بادشاہ و ہاکھا خاقان ہو تھی اسکی غیرت مرد و خشان ہو تھی اسکی صورت پاکیزہ نہ بھاری
 تو میں ہوں نہ خلقت بشر میں ہوا آدمی کے رشک و داغ چارے کے جگر میں ہر جہرے کی چمک دکھ دیکھ کے
 خورشید فلک تھرتا ہوا آنکھ کھانے میں بہان قتل ہوا جاتا ہوا گندھی ہوئی جو تھی کرسے نیچے پڑی ہوا کھلے تو ہر ش

قد سے بڑی ہو تو نٹ عقیقہ میں شکر لعل بچشان دہن تنگ شکر افشان و آنتون کی چمکے و رشا ہوا
 یہ لکھاتے ہیں خسارے ایسے شفاف ہیں کہ دم خموشی جلد کے اندر سے بتیس گنے جاتے ہیں جنانے اور نگار
 سانچے میں ڈھالا ہو سرا یا قدرت خدا ہو خوش خلق لطیف و ظریف ہو قاتل جن و انسان و زونکی حریف ہو مظلم

میکھا ہو وہ نور کا سرا پا انجھین اوستا و سار چنی و نیا کب او سمین بہر مرہ کا ہر یا قوت سے بچی ہل بہن خجنگ وہ و انت میں شمع لے جو ہر ہر سبب و فن لطیف حد کا وہ کان میں بگ لے شوتر میں صبح جبین کی شام لہن کیا آن واد اخذانے وہی اگر ہو او سکی کعبہ از فہم ساقین میں شاخ نخل طوبا بوٹا سا وہ قدر و اقسامیت	ایسا نسین حور کا سرا پا نشہ میں شراب کی بڑی بیمار کے ہاتھ میں عصا ہر کب لعل میں ہوا ونسے ہم قربان جو ب پہلک گو ہر کیسے کہ وہ بچل ہو نخل قدا کا یا پہلو سے ماہ میں ہیں اختر ہر طائر و دل کی دام لہن چھب تختی وہ او سکی نور کی ہر تار نگاہ دیدہ وہ ہم پر نور میں مثل سوت بیضا یا نخل مراد ہو وہ قامت	وہ صبح جبین ہو صبح جنت بنی کے قریب کب ہوا ہر عارض میں وہ رشک صبح پلک میں نقش زرن رگ جان کیا کیسے دہن ہو او کالیا تک عالم ہو چہ ذوقن بہ مال اسد رجب بلع ہر نر نخلان سانچے میں ڈھلی ہوئی گرو آہنیہ کعبہ ح بیٹ ہو صاف ہاتھو میں شاکی ہو وہ ترشین شفاف ہیں او سکی کیا کفٹ انداز واد اگر شمشہ و نا	ہر جبین ہو سوجہ لطافت شہبازے فوا کیسے ہیں بازو مہتاب کمون او جھین حور میں جتکے دلونین بنم پنا قارون کے بھی دل سے ہو تنگ قید او سمین ہیں لکھون دل زیبا ہو اگر کہدین نہ کدرا ہو نور میں مثل شمع روشن گرداب محیط حسن ہو صاف ہو بچہ ہر دست یگین میں عارض حور یا کف پا اوس غیرت حور کے نہیں ساز
---	---	--	---

کہ بیا این جن جن جمال کے نام سے نفرت کمال ہو خدا جلے یہ کیا خیال ہو جسکے شاہ و شانہرا سے وادی ملتین آوارہ ہو
 بے نام و نشان ہو گئے غریب یار کم کردہ خانمان ہو گئے آخر کار او سکے باپ نصیحت پند سے تھک کے قید خانے میں بند
 کیا ہو خانہ خراب رہنے کو دیا ہو دو تین عورتیں کہ سن سال بزرگ بانی میں بین ہوت دن جانفشانی میں ہیں اور
 او کو دو دھر پلایا ہو وہ سب پر حکم ہو پرتدہ وہاں پر اوڑ کے نہیں ہو پونچتا بڑی ظالم ہو باو شاہ او کو مجنون لیا
 جانتا ہو عقل سے بیگانہ جانتا ہو بلکہ جا بجا ایشا تار چسپان میں کہ جو طیبی نابل ساحر اسکو چھا کرے او سیکے ساتھ عقد
 ہو جائیگا وہ خوش نصیب و منفق ہو جائیگا پر ہی یہ سنے کہ برہم ہوئی کہا کیا وہ ہی بکتا ہو تینے جس شانہرا سے کو دیکھا اگر

مثل و سکا خلق نہیں ہوا جو حسین کی شہزادی نے یہی صورت کہاں پائی ہوگی نیز نکات نہ لطافت نہ دلبری نہ رعنائی ہوگی
 جن نے جو چھا وہ کہاں ہو جو ابویا میرے مسکن کے قریب مکان ہو جن نے کہا اگر شاہزادے کو کچھ خریداری کیوں آو
 تمیز لوان سہی نے کہا یہ میں تم شاہزادی کو چھو سچا اوٹھا کے لا شہزادے کے پہلو میں لٹا لیا آوے میں حسن و قبح کو جان گیا
 تیزان نظر میں جن جان گیا جن نور شاہزادی کو اوٹھا لیا پرتی نے قمر زمان کے پہلو میں لٹا لیا گرو و نوونے با کی تہج کی نسبت
 سے تکرار ہی تجزیہ تجزیہ ہوئی کہ تیسرا شخص ثالث باخیر اگر تہج کے تو جھگڑا مٹ جائے پرتی نے زمین پر لٹا رہی و تکرار ہی
 زمین شق ہوئی ایک جن میں جہانزادہ تہج کا رسیح ہر دیار کل آیا پرتی و نوون کا حسن و جمال کہا یا وہ دیکھتے ہی نقش و یو
 بت ہو کے ہوش و حواس کے حیران رہ گیا ایک دوسرے پر ترجیح نہ دے سکا دیر میں اتنا کہا کہ زمین میں ایک ایک سیما
 کیا جائے تو باہم کی ایک بھال بول حال غمزہ و ناز میں شاید کچھ فرق نکل آئے و گزرو جو انکو نیک سمجھے گا و نوون کو ایک سمجھے گا
 نہ دوسرے کا رنگ نہ رنگ لکے ساشے کو ہر ایک کا منہ سفید و سرے کا چہرہ زرد ہو و قمر حسن خوبی میں ہر زور و زور و نوون
 نے اس تجزیہ کو پسند کیا پہلے پرتی سپوہنی شاہزادہ قمر زمان کی گردن میں اس سر سے کاٹا کہ وہ چونک پڑا و حیر
 او دھر گھبرا کے جو دیکھا پہلو میں نہرہ جہین لعبت چین نظر آئی مولف یہ تو گرفتار ہوا گیا + صبر و سکون دل
 ہوا ہو گیا + ایسا اولاد محبت کا جوش ہوا و تین و دنیا فراموش ہوا کبھی لپٹا کے اوٹھ کے نثار ہوا گرو گھومتا تھا
 گاہ لپٹ کے خیمارے سے نکھین گرفتار لب شیرین بعد کوہ کنی چومتا تھا وہ تو مسخو تھی غفلت میں جو چھٹی تہج
 خوش اوائی سے چونکایا بے تکلفی سے جگایا کچھ کام نہ آیا زور کی انگوٹھی اوسکے ہاتھ سے اوتار کے بن کی اپنی گشتی
 اوکل ونگلی میں پنا دی حیرت سے برابر لپٹ رہا پرتی جو کچھ فقرے زبان پر لائی تہج اسکو غفلت کی نیندا آئی اب جن
 مچھریا شاہزادی کے پہلو میں ڈنک لگایا منظر نیند سے چونکایا اوسکی آنکھ جو کھلی آفتاب حشر ہم آغوش نظر آیا
 مگر بیوش نظر آیا بنظر اول کام آخر ہوا سینہ میں لٹ جگر خرا نے لگا بتیابی سے کلیہ منہ کو آنے لگا دل سے کہا یہ کیا
 ہزار ہو چڑھے بول کا منہ بچا ہوا یہ تو وہی کام ہو جسکا جگوا نکار ہو عقل فوج پر ہوئی حضرت عشق کا سینہ میں بھانہ
 ہوا آنکھ لگتا آنکھ لگنے کا ہانہ ہوا کبھی کہتی تھی یہ خواب ہوا بیداری ہر بار گشتہ تقدیر ہماری ہوتی تھی میں مبتلا ہوئی
 یا اسید کے پھندے میں گرفتار ہو گئی یکہ و تنہا سوتی تھی دشمن جان سے دوچار ہو گئی گاہ گیار کے ہر طرف تھی
 کبھی آنکھیں بند کرتی شعلہ ہر سار پھول جگر پسند کرتی گاہ آختلاط سے شانہ ہلائی تھی کبھی گدی رکے چونکائی تھی

وہ تو بوجہ ان محاسن حرکت کی طاقت سحر کی بدولت نہ تھی انکھ کھولنے کی قدرت نہ تھی کچھ لگی بی بیابی سے گھر کے
لبٹ جاتی پھر ٹپکے کہ ہٹ جاتی کچھ اوسکے ہاتھوں سے انکھیں ملتی کچھ سے لگاتی فلکی ٹپکے کو تسکین ہو جاتی او گلابین
جو نظر تیری اپنی انگوٹھی اوسکے ہاتھ میں پائی محبت کی ہوت اور یہ چہرے کی علامت نظر آتی پھر اپنے ہاتھ کو سر پر
دیکھا تو اور انکھ تیری جو ہر تھی سنگ کی ہر محبت کے مختصر تھی کچھ لگی کہ اگر میں مفتون ہوں تو یہ بھی میرا شہزادہ الفت کی علامت
طرفین سے پیدا ہر پھر اوس جن نے بزور سحر غفلت میں جدا کیا ولفکار وکو چاہ کے ڈوبے نو کو گرفتار وکو ہوشی میں مبتلا
کیا حاضر بنے چاہے پس کی کچھ بھال کا عین مجال میں نہاں تنگ سحر کے لال کا نظر متوجہ کیا پھر پستی میں کہا شہزادی کو لیا
اوسکے کان پہ پونچا نو کونو میں میں چلی گئی اور جن سن اپنی راہ لی جسم گرمیاں سحر سے نچو دیکھا چاک ہوا اور سلطان
زنیت وہ اریکہ افلاک ہوا ماہ بادل اعداد نجوم و ہتر کی قطار لیکے مغرب کے بیت سخن میں دانہ ہوا تراغ غشب سہام
سحر کا نشاہ ہوا غلغلا سحر ہوا صبح کا جلوہ در نظر ہوا شہزاد کو شوخی کا حیلہ ہاتھ آیا جان بچانے کا وسیلہ ہاتھ لاشہزاد
کو آج بہت خلق ہوا لکھو جن سحر ہوئی بڑے لطف سے رات بسر ہوئی یہ تو چہتا ایوان شاہی میں آیا اتمام کو چکا پچھو
کی حاجت برآئی داد خواہوں نے مراد پائی وقتہ زنیت وہ ہرم انجم فلک اول پر نیاں ہوا شہزادہ بار بقرار نرمان ہوا
خلوتکہ وہ میں کے شہزاد کو یاد کیا اوس نے حکایت باقی کو پھر بنیاد کیا کہ جب شاہزادہ قمر الزمان نماز کو اوشٹا مضطرب تھو
ہر بہت دیکھنے لگا خواب شب کی تعبیر کا پتہ نہ ملا علام جو نگہبان تھا اوسکو بلایا تو قفل کھول کے وضو کو آغا بلایا شاہزادہ نے
وضو کیا بعد اسی نماز بکمال اضطراب اوس سے پوچھا وہ عورت جو میرے پہلو میں سوئی تھی اوسکو بیان کون لایا تھا
کس نے بھجوا یا تھا علام نے حیران ہو کے دست بستہ عرض کیا یہ ویر شدہ روزہ میں نے برستور قفل یا عورت کیسی ہو کا
گذر حال تھا یہ خواب کا خیال تھا شاہزادے نے انگوٹھی جو اپنے ہاتھ میں باقی یقین کامل کی نشانی نظر آئی غلام کو
زور کو باکر کے کنوین میں لٹکایا کہا جہتک تو سزا سنگین با لگا سچ نہ بتا سیکا وہ بیچارہ آفت کا مارا حیلہ پوچھ گیا
غلام باہر آئے تو ہوش جو اس دست کر کے یہ قصہ سنائے شہزادہ نے یہ سنے باہر نکلا وہ پیشاں بگا بہانہ کر کے
بھاگا باوشاہ کے پاس بختہ جو اس حاضر ہوا جسم تمام فکار دکھایا ناجرا فصلوں سنا یا کہ تیرا نہ خط شاہزادے کے
دماغ میں سما یا باوشاہ کو بیشتر نوح و ملال ہوا سمجھا جوش و ہشت بدرجہ کمال ہوا اور یہ اعظم کو فرما بھیجا کہ کیفیت
منفصل دریافت کر کے عرض کرے فریر شاہزادے کے روبرو آیا آداب بجالایا بیٹھے کا حکم ہوا ڈوب چارہ نو

وہ ہم بلکہ ارسطو بطریق قبیلہ عالم نے غلام کی زبانی کچھ سنکے خانہ زاد کو بھیجا کہ اگر کبھی دستارستان ہو تو کچھہ او سکا
سامان ہوشا ہزاروے نے کہا غلام ضرور نطفہ حرام ہو سکتا وہ ماہ سپاہم بستر تھی صبح سے غائب ہو معاملہ عجائب ہوتی
کجنت کے منہ سے نکلا حضور خواب کی تعبیر فرماتے ہیں قاسد خیال ہن مبارک میں آتے ہیں یہ کلمہ طلب کے خلاف
سنکے شانہ راوے کو غصہ آیا ہاتھ بٹھایا ریشم رازاوس متاز کی ہاتھ میں آگئی کشمکش میں ہر بال کی کھال کھنی جوان گیا
امرو ہو کے، ہائی بائی قانع البال سب کو بادشاہ کو صورت دکھائی نزدیک و درینہ پشور ہوئی کہ وزیر کو سپہ راہ سال میں
شانہ راوہ نے امر دیا ہوسر تو ہمیں فرق نہیں اس شکل سے حضرت کے روبرو آیا ہوتیہ حال دیکھ کے بادشاہ خود
سوار ہوا بیٹے سے دو چار ہوا غور جو کیا ہوش و حواس سب درست ہو چلا چنگا تندرست ہر باب سے عرض کیا پیر
غلام کا حال غیر ہوا سی میں خیر ہو جو وہ پرسی شامل سیر پاس لئے جان بچ جانے و گرتہ تامل میں میرا حال از روز پون
ہو گا گفت میں جنون ہو گا ناحق خون ہو گا بادشاہ نے فرمایا ہر فرزند از جنہ دروازے کا فضل بندوہ کس طرح بیان آئی
شہزادہ جھلا کے کہنے لگا اگر خواب یا میری تقریر لغو حضور نے جانی ہر اسکو دیکھیے انگوٹھی جو میرے ہاتھ میں ہر کسی نشانی
ہو بادشاہ نے وہ انگوٹھی جو ہم انگریز سیر سیلانی تھی مرو کی ایڈان پیش لانا تھی دیکھ کے عقل کھوئی حیران ہوا کہ باہن
سلطنت ایسا زرد کا ٹکڑا دیکھنے میں نہ آیا تھا نہ ایسا کاریگرنے او سکو بنایا تھا پھر سوچنے لگا کہ یہ شیون اور اور وہ پر
منقول مکان میں کیونکر آئی ہر چند غور و تامل کیا اس کو چہ میں قتل نے راہ نہ پائی مگر بیٹے کی تسکین کی حاجت نہیں نشین
کی جان پدر تم مضطر ہو کچھ کھاؤ اول ہلاؤ اگر ہم زندہ ہن زمین آسمان کے قلابے ملائیکے اوس شک پروین
مختار عقد کر کے وحشت مٹائینگے ہر دم ولبد کی وجوئی و مصاحبت میں مصروف ہوا انتظام سلطنت کی سخت
موقوف ہوا وزیر نمک حلال خوش تدبیر بہ رنگ دیکھ کے گھبراہ از وال سلطنت کا رنگ اس ڈھنگ کو سمجھ کے
دست بستہ یہ گلہ بان پر لایا کہ پیر مرشد اس غفلت میں نظم و نسق سلطنت کا بگڑ جائیگا حرکت کوئی سر اوٹھائیگا
فتور ہو گا فساد و کاسا ناضر ہو گا سلطنت یہ ہو کہ مرشد زادے چندے جزیرہ خور و میں تشریف لیا جا کے قلع کی
سیر کرین دریا کی موجوں سے یہ لہر کم ہو جائیگی جہازوں کا لنگر گاہ ہر شاہراہ ہر سوداگر ہر طرف آتے ہیں
تحفہ تحفہ سباب ناور شیا لاتے ہیں دیکھنے بھالنے میں دل جل جائیگا کوئی پہلو اس راہ سے نکل جائیگا بادشاہ
کو وزیر کی رامی صاحب پسند آئی شانہ راوہ قزلانان کو سمجھا کے وہاں روانہ کیا سیروریا شکار بحری کا بہانہ کیا

یہاں سے شاہزادہ قمر الزمان نیم جان کو اب بے باسی ناکامی چھوڑ کے اس بچے کی ناز سے منہ موڑنے کے خواہش محیط موٹ جہیز
 خاندانہ شک بیز شہزادی میں غلبہ کا نقش و نگار رقم لڑیا ہر طور شرط پر ایسے مجبور و کمزور انداز سے ہم کرتا ہر جس وقت جن غفلت
 حال میں ادرش شہ مجت کے مجبور و کمزور ہوا تو ہی محبس میں لایا یا قبل شہ کو کل عناسے چھڑایا بعد مہر خان خوش صدا احمد خدا
 میں بغیر ہر اس ہوسے باب اجابت برومی حاتمندان اہوسے غفلتہ سحر سے خواب شیرین شہزادی میں چین برتن ہوا کھرا کے
 بے قرار میدان ہوتی تم بستر سے پہلو خالی دیکھ کے جی بھر آیا آفت تازہ میں گرفتار ہوئی ہر طرف دیوانہ دار اس طرح وارو
 و عورتو اعتقاد صفت بتانہ ملا طرف یہ کہ سینے میں دل مضطرب بھی صلا نہ ملا آتش فرقت سے تن بدن جلنے لگا کھنٹ کھنٹ جھپٹ
 آئینوں کے ہمراہ نکلنے لگا شہزادہ فراق جو پہلو میں کھنٹ کا تکیہ سے سر اٹھا دیوار پر بچا وہ ماما جو علامہ نگہبان تھی او کو بلا کے
 کہا شائستہ حسنینان جہان شکویرے پلنگ پر تھامیرے ہاتھ پراو کا سر تھا وہ کہاں ہوا اس خورشید رو کے
 چھپ جانے سے آنکھوں میں خانہ تاریک سے بدتر جہان ہر وہ برحواس اس سیمہ ہوسے بولی صاحبزادی خواب کا شہ
 زبان لاتی ہو یا بیداری کی حقیقت فرماتی ہو جن مکان میں تم بند ہو موداروند ہو طائر وہم و خیال کو وہاں پر یا نیکی مجال
 نہیں بھر کا تو ذکر کیا ہر خدا خیر کرے واری یہ کیا ماجرا ہوا اور وزیر کی یہ باتیں میں ہمارا سفید چوٹا ہوا اسکے منادوں
 کی کہاتیں میں دن رات کی ہماری مشقت برباد جانگی جرم غفلت پر خدا جانے کیا آفت آئیگی شہزادی سو دا
 محبت میں مہوت ہو رہی تھی اتر صحبت جن سے خود رفتہ بھوت ہو رہی تھی نصیحت کے کلے نے اور او بھارا
 بگڑے دائمی کی سفید چوٹے پر جو روئی کا گلا تھا ہاتھ مارا نہ اسکی دستہ ابرو کا پاس کیا نہ باپ مان کا خوف
 و ہراس کیا اوس ڈھنکی لہر میں خوب تو ما و حسنک الا دائمی کی سرخروئی کا یہ رنگ نکالا القصدہ حب اوس کا اس الجھن
 بند بند تو ٹا تو بعد خرابی بسیار اوس مردار کا چا ہوا جھوٹا چھوٹا خاک اڑاتی روئی بلبلاتی باوشاہ کے روبرو گئی سر
 دکھا کے ہاتھ باؤن ٹوٹنے کی حقیقت سنا کے عرض ہیرا ہوئی کہ شاہزادی دیوانی ہو گئی بڑھاپے میں میری
 یہ گٹ بنانی ہر خدا کی دعا ہائی ہر فوراً باوشاہ بیٹی کے مکان یعنی اوسی خانہ زندان میں آیا فی الواقع اوسکو انسانیت سے
 گدڑا پایا کتا اور سخت جگہ کس عالم میں ہر کیا تجکو نظر آیا ہر جو تو نے ایسا حال بنا یا ہر پہلے تو کچھ شرمائی پھر بیباکانہ
 یہ کلمہ زبان پر لاتی آپ شادی کرنے کو ارشاد کرتے تھے مجکو چند وجہ سے نکار تھا شکو جو شخص میرے برابر سوتا
 اوسکے ساتھ لوٹدی عقد کو راضی ہونی احوال فراموش خیال ماضی ہر یہ والی بد نصیب جو حضور کو برہم کر کے لائی ہر

اس کے پوچھے جھگو تو جنوں ہو کر یہ انگوٹھی میرے پاس کیونکر آئی ہو یا وہ شاہ نے دیکھا پارہ لعل جو کئی مشقال ہو گیا
 ہو یا عقیدت من خان غلام سلیمان اسکا بیجا نہ ہو جو جھگو جنوں کے وہ دیوانہ ہو کر دیشر گانڈر بیان سر اسر عقل کے خلاف ہو
 آئی ہے جن پاپی کا اثر صحت ہو آخر یہ ار قرار پایا کہ طلائی زنجیر اس ہم اندام کے زیب پا ہو اور کوئی شخص اس نصیب کے
 قریب جلتے دیا ہے نہ بہت کم جس میں نئے یہ حکم دیکھ باو شاہ تو جلا یا سناوی نے یہ حکم سلطان غلام علی کو آواز
 بلند سنا یا کہ حکیم طبیب علی سار جو شاہزادی کو اچھا کر گیا اپنے حق میں اچھا کر گیا اور دیکھے ساتھ اسکی شادی ہو گی تانہ داماد
 ہو گی اگر وہ عوی لغزیب ہو گا سر قلع کے گنگرے پر لٹکے گا ہم پر فرماک ہو گا قید رہی گا بکھیرا پاک ہو گا باوجود
 اس کڑی شرط کے اکثر اشخاص نے کسی نے وہ اسکی دعا کی جھانڑا چونکا کچھ نہ ہوا اور شہزادہ پر کیسے سر لگے آئے
 موقوف ہوئی جان جو کون سے لوگ کھٹکے وہ جو شاہزادی کی دو دو بلائی تھی یہ مخالفت اسکے حصہ میں
 آئی تھی اسکے بیٹے کا دشمن نام تھا شہزادی کے ساتھ پرورش پائی تھی انشہد کو لڑکپن سے علم نجوم مل کا ذوق تھا
 شباب میں تلاش آوارہ وطن ہوا ایسا شوق تھا جب اس فن میں حاصل کمال ہو اور وطن میں آنے کا خیال ہوا
 جسدم شہزادہ کے قریب ہو پنا اور وازہ پر بہت سر لٹکتے دیکھے کے حیران ہوا کہ یہ کیا سامان ہو اگر میں آ گیا
 لا شاہزادی کا حال پوچھا اس نے رقبہ مفصل سنا کے کہا دوسرا یہ غضب ہو سر دروازہ شہزادہ پر جو لٹکتے ہیں
 اسکے قتل کا وہی سبب ہو دشمن نے کہا اگر ایک نظر شاہزادی کو دیکھ لوں تو پھر اسکے حال مال کو قاعدہ مل
 دریافت کروں یقین ہو حال کھل جائے صحت کی کوئی صورت نکل آئے اور سکی مان بولی کل دیکھنے نہ کھنے کا جواب پاتا
 دوونکی شاہزادی سے ذکر کرونگی یہ کہہ کے شاہزادی کے پاس چلی گئی وار وند سے کہا میری بیٹی جو شاہزادی کی
 رضائی بن ہو ساتھ پرورش پائی ہو شاہزادی کا حال سن کے سر ل سے دیکھنے کو آئی ہو آجین آپکی مصلح کیا ہو
 کس صورت سے یہاں آنا ہو سکتا ہو وہ بولا میں شاہزادی کا اور پھر افرامبر وار ہوں مگر حکم سرکار سے ناچار
 ہوں ان پھر مجھے شکوہ جسدم حضرت ظل سبحانی مجلس امین داخل ہوں تم لے آنا شاہزاد کو دکھا لیا ہوا غمگ
 آجی ہنہ بیٹے کو نانی پوشاک پہنا کے لڑکی بنا کے لائین جب سامنا ہوا شاہزادی پوچھا کہ بہت روگیا
 پھر طول بوت سفر کی مشقت کا حال پوچھا اس نے بہت بیان کیا یہ کو مروزی ہوش خمیدہ تھا جو سنا غلط
 پایا گات اور کچھ نظر آیا ہی تو تیرے تمام کہہ کے شاہزادی کے مزاج کی کنیت پوچھی وہ بولی سبحانی نہ مجھے بہت سبب

نہ جنوں پر حقون کے بھندے میں گرفتار ہوں دل بیک خون ہر چہ اوس ماہر کی صحبت کا ذکر کر کے انکو فی کھالی
 سب حقیقت مفصل سنائی دہندہ عرض کی بندہ دلچسپی سے کہیں کچھ خدایا ہوا ہے تو میں بتاؤ گا تا ہوں مٹھوٹا تا ہوں
 یہ کہتے کہ قصہ بہت ہوا ہے کہ کو کہ بہت بزرگ فرسبت کی تہہ کلاسنہ علی اللہ ہے کہ کہ یہ کہتے کہ ایسا کہ ایسا کہ ایسا کہ ایسا کہ ایسا کہ ایسا کہ
 وہ سستہ جگنیزرا ہما شک چین کی سرحدھی ہر مقام میں شاہزادی کی وحشت و خون کا ذکر سنتا رہا جس دم چین کی سرحد
 سے آگے بڑھا اور خاللان کے علاقہ میں قدم دھرا وہاں قمر الزمان شاہزادہ کا حال سنا کہ خواہین کسی عورت
 خوبصورت کو دیکھے کہ دیوانہ ہو نہ ہوش بجا ہو نہ خواہ اس کا ٹھکانہ ہو نہ شکے خوش ہو اور نہ نزل مقصد کو ہو نہ چاہا شاہزادہ کے
 قیام کا مکان آو سکا پتہ و نام دریافت کر کے ہزار ہر سواری ہوا انکار اور ٹھاڈا یا نینگ فلک سفلیہ شکار گوش گردون
 ٹا ہٹھا رو کھینے جب اوس قلعہ کے روبرو آیا جان شاہزادہ قمر الزمان تھا و فتحہ جہاز کو کچھہ السیاعدہ ہو چکا کہ وہ سب
 اوپر سفینہ آفتاب کا ستول بہر مشرق سے نمایاں ہوا نسیم سحر کے جھونکوں زور و قہار و ستار و نکوسا صل مغرب
 میں ہو چکا یا نظر دن سے چھپا دیا تو دن نے نعرہ اللہ اکبر سنایا شاہزاد نے گھبرا کر بجز ناشی برعین ملہ لگا پاس
 صبح کی تو بچل گئی اور کجاں مضطر کل گئی اس شہر یار مضطر و بقر ضلوت خانہ سے بیت اسطنت میں آبا عد
 و و او کے مشاغل سے دل بہلایا اگر جب خیال آتا تھا دل گھبراتا تھا آخر ذر ورق ہر ساحل مغرب میں ہو چکی تیرگی
 محیط آسمان ہوئی شہر یار نے دربار برخواست کر کے ضلوت کی راہ لی جب تھوڑی رات باقی رہی کہانی شروع
 ہوئی شہزاد نے کہا اتفاقات زمانہ سے بادشاہ بیٹے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ توں باہم دریا کی سیرتے تھے
 کہ جہاز کو ڈوبتے دیکھا بہت آدمی غرق بحر فنا ہوئے اکثر ہنگام و رمائی جانور و کچھے میں آگئے اور قشندہ
 شناوری سے آشنا تھا کئی طرح سے پیرتا تھا یہ قلعہ کی سمت تاک کے چلا شاہزاد نے وزیر سے کہا خبردار یہ جان
 ڈوبنے نہ پانے زندہ نکالا جائے وزیر نے ملاحوں بتا لیکہ کی اسکی زندگی باقی تھی کشتی پہنچ گئی دریا سے
 نکال کے کشتی پڑال کے بادشاہ سے کہہ دو ہو چوچا یا دہ تمشند قاعدہ دان تھا موافق دستور ملک چین آو پ
 بجالایا بادشاہ بہت خوش ہوا پھر اسکے علم و عمل کا حال سنکے زیادہ توقیر کی اور بیٹے کی وحشت اپنی پریشانی
 کی حقیقت مفصل کسی آو سوقت بہکوا ثابت کیا یقین ہوا کہ اب میدان مار لیا بادشاہ سے عرض کیا اسید و
 ہوں کہ ایک ساعت بے شرکت غیر شاہزادہ سے دو باتیں کروں تنہائی میں کیفیت دریافت کروں بادشاہ

قورباہی پر آیا کیا ملا شاہزادے کے پاس ہا شاہزادہ نے بوجھا پختا مولدہ و مسکن کمان ہو کہ جس جاتے تھے جو اس وقت نہیں
 لڑ شہنشاہ نے عرض کیا خانہ زادہ باشندہ چین ہر جہان کی شاہزادی پر ہی وشن ہر وہ چین ہر آب اس کے دم محبت میں گرفتار
 ہیں قمرزاق میں پتھر میں اور کا رضائی بجائی رازار ہوں آپ کی تلاش میں سرگرداں ہر شہر و دیار ہوں آپ کی کشتری جو
 شاہزادی کے ہاتھ آئی ہو خاتم سلیمان زیادہ جاننے کیلئے پراوکی جگہ بنائی ہو وہ فغزو چین کی نخت جگر ہو ایک عالم
 خلیفہ و نثار و سپر ہو گزروہ آپ کی شہر ہر آب اس کا جنون و تیب سمجھا ہوا تاح وہ نازنین آپ کے سلسلہ محبت میں اسیر پانچویں
 وحشت سرا میں تناسیر ہو سچی بات کرامات ہوتی ہر شاہزادہ قمر الزمان چیخ مار کے اوس سے لپٹ گیا اور بیے اختیار
 روئے لگا پھر سبھل کے کہا چکو جلد بھلو و شہنشاہ نے عرض کیا جلد می نکر و عجلت کا کام خراب ہوتا ہو معاملہ سب درست ہو فغزو
 نے بقسمت قرار کیا جو اسکو اچھا کرے گا اوسکے ساتھ شادی کر کے قائم مقام کرونگا سلطنت کا مالک کرونگا اس سید پر
 بہت آئے مگر اچھا نہ کر سکے بادشاہ نے اونکے سر کنوا کے لٹکائے وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی تندرست ہو جائیگی
 تنہا برائگی شاہزادی کے ساتھ سلطنت بھی بجا نیکی سفر دور و دراز آپ پروردہ ناز غم مفارقت سے تاب و طاقت میں
 فاقون سے کھڑے ہو نیکی حالت نہیں وحشت دور کیجیے باسید وصال طبعیت سرور کیجیے غدا میں لطیف نوش فرما
 دل ہلایئے تاکہ جسم ار میں طاقت اے ضعف دور ہو جائے پھر شوق سے غم سفر کیجیے یہاں سے چلیے یہ سنے
 خود بخود دل و جگر میں طاقت آئی سبھل گیا نژدہ وصال گوشن دہوارنگ بدل گیا فاصد طلب ہوا بادشاہ کو مجھ بجا
 کلبہ کے جو آیا سحر کا کارخانہ پایا دہنشاہ کو بھی شریک و ستار خوان کیا مدت کے بعد باپ بیٹے نے باہم کھانا
 نوش جان کیا مالال دور ہو اپوشاک بدلی ہنسنے بولنے لگا ہزار ہا و سپر گوشہ نشین محتاجین کو ملا صد ہا قیدی
 رہا ہوا شہر وں میں جہان جہان بہ خبر ہوئی عید گھر گھر ہوئی لگو دہنشاہ دم بھر جدا ہوا تھا پلنگ کے پاس تو تھکا
 یہ بھی دولت و نیا سے مالامال ہو گیا اسقدر نقد و جنس ملا کہ تنال ہو گیا جو وہ پندرہ دن میں ماہہ کامل ہوا
 تندرستی کا لطف حاصل ہوا بے لچنے کا اتفاقا شب و روز ہونے لگا آخر دہنشاہ نے کہا پوشیدہ بے مٹ سامانی
 کا سفر موجب ضرر ہو رہا میں ہزار طرح کا خوف و خطر ہو سیر و شکار کے جیلے میں بادشاہ سے اجازت لیکے چلو گے
 بیچکے ترکیب نکل سکی جس کا قصہ ہو جو نبی ہو جائیگی شاہزادہ نے شکار کی اجازت بادشاہ سے حاصل کی سامان
 کی دستہ ہونے لگی خوشی خوشی نصحت ہوا دو تین منزل شہر سے جب نکل گئے دہنشاہ نے دو گھوڑے صبار فرما

چھانٹتے کچھ اشرفیان اور عہدہ جو اب بہت سالیکے نصف شب جب گزری سوار ہوئے تا سحر لوہی پاشنہ لگائی خدا
 جانے لشکر سے کس قدر دور ہو گئے اہل لشکر نے صبح تک انتظار کیا پھر تلاش میں مصروف ہو جنگ کی بہت خاک چھائی کچھ
 پتانا ملا تھا کہ مجبور ہوئے عمتا شاہی کے خوف سے رنجور ہوئے شاہزادہ مع دشمن دشمن کی قہری کی نزل میں طر کر تاج میں
 جو نخل ہو اشرفین مکان جن قول کر لیا کولیا آرام کیا پھر دشمن شاہزادے کو حمام میں لیکر لایا حکیمانہ لباس پہنایا کہا آتے
 جا کے آپ آنے کی اطلاع کرتا ہوں وہاں سے ہو کے پوشیدہ آؤنگا سب حال کہ جاؤنگا وہ اور دوسرے چلا شاہزادہ درویش
 ہو چکا حجابان بل بگاہ سے کہا عرض و ایک حکیم دور سے خبر عیالات شاہزادی سنکے آیا یہ یاد رہی تقدیر نے یہاں پہنچا
 ہو ملا زمان سلطانی اسکی صورت زیبا دیکھ کے عاشق ناز خوف مال سے بیقرار ہو کے مانع ہوئے کہا آپ اس خیال محال سے
 دو گزیرین اپنی جوانی پر رحم کریں جینے مانا اور بیا عظم کے روبرو لیگئے وہ بھی انکی صورت دیکھ کے متحیر ہوا لیکن انکے ہراسے
 مانا چاہا بادشاہ کے حضور میں لیکر قمر الزمان با اوب سلام کیا بے اجازت برابر بیٹھ گیا بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر ساؤنک
 عدم مجھ کے چپ ہو رہا جب اسکا چہرہ دلفریب و لذریب دیکھا قلق ہوا فرمایا اپنی نوجوانی پر رحم کھا کے اس غم چپ سے
 باز آؤ قطعہ کی دیوار پر سر نہ چڑھاؤ اسنے جواب دیا کہ اگر ہمیں تندرست کر دیا تو حضرت کو ایذا ہی وعدہ ضرور ہو گا ورنہ
 بندہ وار پر چڑھکے منظور ہو گا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں دشمن نے اپنے گھر پہنچا مان کو بلا یا سب حال سنایا کہا
 جلد شاہزادہ کو خبر کہ خانہ زاد کا سیاب ہو کے آیا پھر شاہزادے کو ساتھ لایا ہوا وہاں بادشاہ نے خواجہ ہراسے ہمراہ
 شاہزادہ قمر الزمان کو شاہزادی کے پاس بھیجا قمر الزمان نے قلمدان کھول کے چہرے پر بیٹو مار فرحت آثار تحریر کیا
 شبکی ملاقات انکو محشی بدلنا تپ فرقت میں جلنا اور انکو محشی او میں کہنے کے لفظ نہ بند کیا خواجہ ہراسے کے ہمراہ وہاں پہنچا
 خیر تو وہ سن چکی تھی جی سنسایا حجر سے میں اہلی جا بیٹھی سکو پاس سے سر کا با خط کا لفظ کھولا انکو محشی دیکھے یقین آیا
 کہ یہ وہی دشمن جان ہو گیا خدا کی شان ہوا ب سینہ میں دل جگر گہر نے لگے ہزار طرح کے وسوسے آئے لگے کہ اگر
 پروردگار دیکھنے کیا ہوتا ہوسا سنا برا ہوسیدان کسکے ہاتھ ہتا ہوجھین کیا کہتا ہویہ بندہ جی چوٹ ہو کہ جب دیکھا
 بحالی کا زمانہ ایسے مشتاقوں کا قریب ہوتا ہوتو خفقان انجام و آغاز کا سامان پیش نظر لاتا ہوشکست فوج میں
 او بچاتا ہویہ مقام بہت نازک ہوتجربہ کار اسکا لطف اوٹھاتا ہوزرا جانتا ہوانبیلہ کوڑھ مفر کھانیکے سوا اور کیا جانتا
 جسکا سینہ فکار دل خزار ہو وہ مرہم کی قدر کرتا ہویہ بھلا برا سمجھتا ہوجسکے تمام عمر سوئی نیچھے کورا ہو وہ چینی سمجھ کے

تخلیل نہ آتھی تھا یہ قصہ بہر و طلب کیا جسم مقابلہ ہوا عجیب معاملہ ہوا ہوشی و دونوں کو طاری ہوئی غشی ساری ہوئی
شاہزادہ لپٹ تو گیا مگر تیرا ورتک و دونوں نفس دیوار سے اعضا سے جسم پکار رہے جب ہوش حواس درست ہو
گردن مہتابوں کی بیان قید و بند کی دستاں کا ذکر چڑھ گیا کبھی دیکھا کبھی نہیں دیکھا اور وقت عجیب عالم تھا دونوں متحیر ہو کر گلے کاٹنے
تھے نہ جانتے کیا کیا تصور تھے وہ خواجہ سرا جو ہر اہل آیتا تھا پوشیدہ کھڑا دیکھتا تھا آخر نہ رہ سکا دوڑا ہوا بادشاہ کے
بین آیا جو دیکھا تھا سنا یا عرض کیا پرورش ہنر حکیم لقمان بنا تھا جو حکیم سلیمان پر ویو پر ہی جن سب پر حکم ران ہو صورت دیکھی
نہ جن ہا نہ جنوں رہا پری پرواز کر گئی وہ حال نبون ہا صحیح سالم جیسے تندرست ہوتا ہر انتظام بین مصروف ہیں خبر و شکر کا
بندوبست ہوتا ہر فرط الفت سے بادشاہ فوراً آیا شہزادی کو بھلا چکا دیکھ کے گلے لگایا چہرہ مبارک اور دلچسپ صاحب
ہاتھ میں او کا ہاتھ دیکھا جو عود کیا تھا پورا کیا مگر تم اپنا حسب نسب مسکن و وطن بناؤ کہ کون ہو کون سے آئے ہو اس
سین سال میں یہ علم و محال کس محل کے تربیت یافتہ ہو مجربات سمجھی کس طرح سے لے آئے ہو وہ اوٹھ کے گلے سے لپٹ گیا
بادشاہ اس جرات پر زیادہ متحیر ہوا پھر شاہزادہ قمر الزمان نے بیان کیا قبلہ عالم میں نہ حکیم نہ طبیعت نجومی نہ رمال ہوں
جزیرہ خالہ ان کا حکم جو شاہزادہ ہوا سکالال ہوں تبجا سا نمہ شب شاہزادی کی دیدار کو حسی بدلنا اپنا بیچ و تعب سنا
خوش بانی سے سنایا بادشاہ چین فرط خوشی سے بھولا نہ سما یا ہر بار سجدے کو سر جھکا تا تھا اور یہ کلمہ فرماتا تھا جو ہر گور
نے میری حرمت آبر و بچائی دامن جہت پر برنامی کا دھبانا لگا تمنا برائی او سوقت سے شادی کی تیار ہی ہو گئی ہا
رہم کے مطابق ملکہ خورشید لقا کے ساتھ قمر الزمان کا عقد ہوا کئی دن و محبہ جلسہ ہا وینے کے مقدمے میں
مشہور جسے بیٹی دسی اوس نے کیا ندریا بادشاہ چین نے سلطنت دیکے اپنا ہاتھ خالی کیا و نشمن کی جانفشانی
مشقت اوٹھا کے جانا ساتھ لے آنا سکے بادشاہ انتہا کا خوش ہوا وزارت کا خلعت حرمت کیا بادشاہ کا
وزیر ہوا ان دونوں کی جان مال کا مالک ہر دم کا مشیر ہوا عمدہ مکان لب و بارہنہ کو ملا عیش و عشرت کا سامان
مہیا کیا گیا یہ دونوں کشتہ ہجران بے وغدغہ دوران شب دروز عیش میں مشغول ہو سکے طلب ال کے خاطر
حصول ہو چکے نہ سمجھے کہ گردن گردان ہر دم درپے آزار ہر اسکے کید سے ہر شخص ناچار ہر جناح پر شک کا گیار لگایا
شاہزادہ قمر الزمان کو خواب دکھایا کہ اس کا باپ شاہزادان شیع میں گرفتار ہو لب پر یہ کلمہ ہر بار ہو کہ قوس قمر الزمان
کی جدائی سے موت قریب آئی مگر اوسکی خبر نہ پائی مصرغ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ مولف یہاں تک کہ اٹھانیکا وقت

اپنے قریب آیا + فسوس نظر مجاہد میراہ حبیب آیا + یہ دیکھ کے چونک پڑا بے اختیار افرے مار کے رونے لگا شہزادی
گھبر کے اوسطہ بیٹی بوجھا خیر تو ہر کہ انسانج و ملال ہر کہ ضبط نہیں ہوتا یہ حال ہر اوس شخص کا ماجرا باب کا تڑپا بیان
کیا شہزادی زربسکہ دانا تم سمجھی طول امت سے گھبرا ہر وطن کا خیال مان باپ کے ملال ذریعہ سفر نیا یا ہر اوس ہی ذریعہ اپنے
باپ سے رخصت خواہ ہونی بڑے شد و دوسے برس ذریعہ کی اجازت ملی کوچ مقام شاہ و شہر مار کا زبان پر ہر شعر
منعم کبہ و وشت ثبیا بان غریب نیست + ہر جا کہ رفت خمیزہ و دیار کا سلامت + خانقاہ بڑے محل و شوکت سے
فوج و لشکر ز جو اہر ہاتھی گھوڑے ہمسرہ دیکر رخصت کیا کئی منزل خود ساتھ بہا بلکہ نصف شہر بقیہ قرار ہو
بانالہ و آہ ہوا بہت آدمی بے کہے سنے ساتھ چل نکلے عزیز و اقربا کو چھوڑا وطن سے منہ موڑا و ہانکار ہنا ناگوار
ہوا انہوہ کثیر جم غفیر ہمراہ شاہزادہ و والاتیار ہوا بازار می بیوپاری کنجڑے قصائی نان بائی بیجا تھے جن منزل
میں مقام ہوتا کونوں میں لشکر کا دورہ نہ تمام ہوتا رومی عملی شہر سے فزون ہر منڈی و گنج کے جھنڈے
گڑے سوار پیادہ کی مثل اولین کی ڈوری پڑی جگہ بہت چڑا چکار نڈیاں حسین مہ جبین طرح دار جس چیز کی
خواہش ہوں گایا دکر نصیب شب تا تیار جوان جوان ہند و مسلمان کا نڈا بڑا کرد و عجیب غریب بہا کئی نتر ملین
بہت آرام سے طہ ہوں ناگاہ گذر وشت و حشت انگیز صحرا می رست خمیزین ہوا سیراہ دخت نہ سایہ پایا کونوں
یا پانی کا چشمہ کچھ نظر نہ آیا تمام لشکر حرارت آفتاب سے بیتاب ہوا پانی کا قطرہ گوہر نایاب ہوا مجبور پیا س سے جو اس
آگے پانی ملنے کی امید پر سب چلے جاتے تھے تو سے سے زیادہ زمین گرم تھی پاؤں کیا گھوڑوں کے سہم چلے جاتے تھے
بارے ایک سمت کچھ دخت اور پانی کا چشمہ نظر پڑا لشکر ٹھہرا دم لیا پانی پیا شاہزادہ نے فرمایا تمام فوج و صحیر غریب
و صوبے بیچین بقیہ ہر اسی جا مقام ہو کہ سب کو آرام ہو یہ حکم سنکے سار بانوں نے اوفٹ بٹھائے چھکڑے اٹھلے زبون
نے خمیز بے جو بے استا و کیے بازار آراستہ ہوا مثل در مثل سوار پیادے اتے کٹورا کھینڈنے لگا تیر کو ایک
جوان چکنے لگا کسٹل آہ سے شاہزادی بلنگاری پر چوٹی کھد لگ گئی شاہزادہ قمر الزمان جو آیا ملکہ کو نیند میں غافل پایا
اور کر بند جبین محل ہر جو اہر گران بہا لگا تھا و ہ جد پڑا تھا شاہزادے نے جو اوٹھا یا زردوزی بوہ منرق آؤ
بندھا نظر آیا کھولا تو ایک تنخی الماس کی گرد محل جڑے نقش کندہ چہار طرف مفرد حروف لکھے اندھیرے کے
بہشت بڑھی گئی آہر لایا دیکھنے لگا اتفاقات مانہ کوئی جانور شکاری بھوکا بطلب آب و دانہ اوڑا جاتا تھا سرحی

جو دیکھی بارہ لعل کو گوشت کی بوٹی سمجھا شہر اگوشی دو کس بردوش گہر نہ ولیم الطبع بندار د کہ خوان ست چھپتا
جو مار ہاتھ سے لیکیا قرظان کو رنج ہو کہ اسی اور چیزیں ہاتھ سے جاتی ہر چین لو او سا چھپا کیا وہ کچھ دور
جا کے بیٹھ گیا جب شاہزادہ قریب آیا پھر وہ اوڑھے آگے بیٹھا اور بٹوے کو نوچ کے کچھ سوچ کے وہ سختی
نگل گیا ہی طرح شاہزادے کو لگا کے لشکر سے دور لیکیا اب باز سفید پریشانیہ مغرب کا ستوجہ ہوا شام قریب
ہوئی میرے کا وقت آگیا ایک رخت سر بلند دیکھ کے اوپر قیام کیا شاہزادہ وہ دور و دور سے شل بھوک پیاس سے
مضمحل باحالت یاس لشکر سے جدا لکھ کے غم مفارقت میں مبتلا اسی وزعت کے نیچے بیٹھ رہا رات ہو گئی و
دوران میں انسان حیوان ہوش حیران تھا کوئی تبریز نہیں بین اتنی تھی جلائی تنہائی سے زیادہ ستائی تھی القصد یہا
خیالوں میں صبح ہو گئی وہ جانور اور شاہزادہ بھی ساتھ جلاؤس دن اسی طرح بیدار وہ آب خراب رہا جنگلی پوسے
جو کچھ ہاتھ آگئے تو کھانا اور اسکے تعاقب میں چلے جانا گیا صومین دن لب دریا شہر وسیع مکانات رفیع نظر آئے
جانور تو مکانوں کی آڑ میں نظر سے نہان ہوا شاہزادہ خفیف یار و دیار سے جدا سوئے فلک نگران ہوا اور دھر
سیرغ اشین پر صحرا می خرب سے کرایا کرتا نکلا صفحہ بہان روشن ہوا طائران دہر چہرہ پر داز ہوئے دراجابت عا
باز ہوئے م نظر دوست دشمن ہوا شہر زاد بلبل کی طرح چہکتی تھی فوراً قصہ دہری سے باز ہوئی دنیا را دہری
کیست لفرہ زن ہونے لگی وقت آغاز ہوئی شہر یار دار الامارہ میں رونق افزا ہوا اور سیاست مقدمات
ریاست جاری ہوئے رکن سلطنت متوجہ کار بر ارمی ہوئے طبیعت بہلائی جسم مغرب میں سیاہی نظر آئی
خرمن چرخ پڑانہ نجم دیکھ کے کاؤ کا و مجائی مشتاق فسانہ کو بہانہ ہوا حملہ آورانہ ہوا شہزاد کو یاد کیا پھر گیا ہوا
ارشاد کیا اس نے عرض کی شاہزادہ مایوس ہے ایسی چیز اپنے ہاتھ سے کھو کے دریکے کنائے سیر دیکھتا چلا
ایک باغ نہایت پر فضا نظر آیا اور آرزو کھلا پایا بے تکلف او میں جا کے گل خار کی بہار سے دل فرودہ بہلانے
لگا باغبان او میں سن مرد مسلمان ہوئے تھے او نے جو شاہزادے کو دیکھا دروازہ بند کیا قرظان نے سبب پوچھا
وہ بولا ہوجوان رعنا تو مجھ کو مسلمان غریب الوطن سمجھ کر ان معلوم ہوتا ہے اور یہ شہریت پرستوں کا ہر اگر لکھ کو کو
بیدین پاتے ہیں سخت انڈا ہونچاتے ہیں انکی ہمت میں یہ حرکت ثواب کی ہے اجزہ حجاب کی ہے تجھ کو عیب ہے
کہ تو اس شہر میں پھر اور آفت میں نظر پھر اپنے محبوب سے میں لجا کے جو کچھ موجود تھا کھلا لکے سلا رکھا جب

لکھی شاہزادے نے اپنی واردات باغبان سے کہی کچھ چھپنی کبھی خوف کاہ ملکہ کا تصور اس کبھی سے میں نہیں
 اور گئی باغبان بہت شوہر کی خدمت کی بوجہ میں ہا پھر کہا میرا دوست ایک سو دو اگر جو ہر سال شہر ابونی سے
 بیان تاہر مال اسباب لیکے جزیرہ خالدان میں بیچنے جاتا ہوں برس در بیان توقف کرو جو وقت وہ آئے گا
 قیمت آرام سے وہاں پہنچا بیگاہ کھوسلا جو خانہ بے سعادت ہو آپ کا گھر ہو بہر کیف ہمیں اوقات بسر کیجیے باہر
 نکلنے کا نام نہ لیجیے یہ تو بادل پر خار یا نہ مدد کار باغ میں ہے اب ملکہ کا حال سنئے نیند سے چونکی تو شاہزادے کو
 نہ پایا کہ بند جو نظر بڑا بڑا کھلا غائب تختی کا نشان پیدا کھی شاہزادہ امتحان کو لیک گیا شام تک انتظار کیا رات کو فطر پڑھا
 و لکو پیرا کیا لیکن اس میں حواسی پریشانی میں سرشارتہ عقلی محض سے نریا پھر معتقد ہو چون کہ گیا اس اس سے آگاہ گیا
 اس واسطے کہ فرقہ سپاہ کا جاہل نہ انا شناس ہوتا ہوا و سکون خدا کا ڈرنہ رسول کا پاس ہوتا ہوا کہ یہ گروہ سنے کو فی فساد
 اوٹھائے تو یہی بات بگڑ جائے پھر کیا میں گئے فخر آمد و نہ لباس پہن کر قمر الزمان ہی صورت تو ملی تھی کسی نے یہ پہچانا
 کوچ کا حکم دیا خود کو کھڑے پر سوار ہوئی خواص زور کو کھسپال میں بٹھالیا کچھ دوڑن خشکی میں اہ طر کی پھر جہاز پر
 سوار ہوئی جب شہر ابونی میں گزیرا سفر کو طول ہوا تھا جہاز کا لنگر ہوا ملازم اور ترے مکان کی تلاش کو شہر میں
 پہنچے اور دوسرے چہار سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ قمر الزمان کا جہاز آیا ہے ابھی تو لنگر ہو گیا جلد عزم فرما
 مشتاقانہ سوار ہوا شاہزادی شہر میں جاتی تھی سزاہ دو چار ہوا دیکھتے ہی جان بچیں ہو گئی بصد منت اپنے مکان
 لایا علمہر سجا یا خورا خالی ہوا او میں اوتار الشکر کی خاطر جدا مکان تجویز کیا تین چار دن بہت دم دم حمام سے
 دعوت کی جب یہ نصرت خواہ ہوئی سلطان ابونی کو مال کار پر نگاہ ہوئی کہ ایسا جوان رعنا اور شاہزادہ پھر کا ہے کو
 ہاتھ آئے گا اگر چراغ لیکے ڈھونڈے گا اس کا کہ ان تیرہ میں نہ پائے گا کہنے لگا سنو صاحب میں فرار تاج تخت کا
 محتاج ہوں پروردگار نے فقط ایک بیٹی عنایت کی ہوا اپنی حیات بے ثبات کا صبح و شام چراغ گل ہو جا چکا
 انصیرا بالکل ہوا چاہتا ہوں مجھ کو یہ لوگی ہو کہ اوسکی شادی تمہارے ساتھ کر کے سلطنت ہاتھ اوٹھاؤں آپہی جگہ پر
 تکو بٹھاؤں شہزادی بسکہ عقیل تھی سمجھی اگر یہ وقوع میں آئیگا شادی کے بعد کونم کا سامان ہو جائیگا اور انکار
 یہ اندیشہ آتا ہے کہ ایسا پیام بہت تمام بادشاہ ہو کے خود زبان پر لاتا ہوں سب ادا نکلا سے محبوب ہو کے کفر ہو چکا
 تو سب مشقت برپا ہو جائے یہ نیشیب و فراز سو چکے ایک دن کی مہلت جا ہی بادشاہ ابونی نے منظور کی اس نے

لشکر کے سالار جبرار وافرین انہوں کو جمع کر کے کہا کہ ابولہ کا بادشاہ خوشامد سے اپنی بیٹی کا بیاہ مجھ سے کرتا ہے اور میری شاہزادی بھی اسی ہجرت کی اصلاح کیا ہر قسم لفظ سے کہا ہم جان نثار تاجدار بین جوارشاہ ہو گا بچا لائینگے اٹھا سہنہ بچا لینگے اللہ وعدہ دوسرے روز آوار کے ساتھ سب زمین ہو گئیں وہ تخت سے دست بردار ہوا دادا کو سریر سلطنت پر بٹھایا اور پیرامیر و سائے شہر بنیاد پیر حاضر ہوئے مراتب بہ مراتب تدرین گذرین گزسکہ پرانکا نام ہو اس سلطنت تخت حکومت ملک پر انتظام ہو حسب لیاقت سبکو خلعت مرحمت ہوئے شبکو دو دھواؤں میں جگہ عروسی میں گئے لوگ تنہا چھوڑ کر دور دور سے نصف شب جب گذری خورشید لقا جاننا بچھا وظیفہ میں مشغول ہوئی حیات انفس عروسی کا نام تھا وہ انتظار میں ہو گئی دم تحریر غسل کہ لباس فاخرہ پہن تخت پر بیٹھیں عدل داد سے رعایا کا دل شاد کرنے لگی بادشاہ بیٹی کی خبر کو آیا حال پوچھا اوس شرم سے سر جھکا یا بادشاہ سمجھا درخزینہ و انہ میں ہوا غنچہ سہر سبتہ تک گذر صبا نہیں ہو اسلراہ صغوبت شام و بچا کا خیال کیا چپ ہوا دوسری شب کو بھی وہی آس در کاسہ پانی کچھہ آوجہ افزائی جب دو تین دن گذرے اور درج عصمت سر بہ مہر پایا تو اسکو غصہ آیا بیٹی سے کہا قمر الزمان سے کہنا اگر آجکی شب بھی بے اعتنائی عمل میں آئی تو صبح کو قتل کا نذر وار ہو گا برسر در ہو گا اور صہ سلطان خاور بحال غیض و غضب شمشیر شعاعی چمکانا جبروت دکھاتا ایوان مشرق سے نمایاں ہوا اور صہ نو شاہ ماہ نخل و ناوہ مجملہ مغرب میں پہاں ہوا انجمن دریم بریم ہوئے رات کی سیاہی تو پدم ہوئی نور کا اثر کا جو دیکھا شہزاد نے زبان تکلم لور و کا شہر یار نے عبادت خانہ کا غم کیا بعد ادا ہی نماز سریر سلطنت پر جلوہ دیا گو دستار کے تصور سے ملول ہاگردل پہلا نیو عدل انصاف میں مشغول رہا کسی مجرم کو سزا دی کسی ظلم کی عفو خطا کی اس اثنا میں عالم افروز نے سترل روز طر کر کے نہان خانہ مغرب میں قدم رکھا زمانہ تیرہ و تار ہوا شہر یار دربار برخواست کر کے خلوت سرا میں داخل ہوا آرام کیا جب تھوڑی رات رہی بیدار ہو کے شہزاد سے دستار گزشتہ کی تکمیل کا احکام کیا اتنے کا حسب محول اوس شب کو بھی شاہزادی خورشید لقا نے نماز پڑھ کے سونیکا قصد کیا حیات انفس شاہزادی اوجھہ پھیکی اساتنے دن گذرے تھے میری جانب رخ نکلیا آج تک بات کی بھی نہ تھی زمین آبی اور بات کسی میں دل نہ جان سے تمہے ستارہ یون صرفہ التفات و تملاط کی سید وار ہوں اب بھی سند سے کچھ نہ لکھی اور ٹالہ لقی الما مجبور بہن کہ میرا پسر بر سر عتاب ہو اسکو بہت سنج و تاب ہو خدا نخواستہ

کوئی بات تختہ سے خلاف اوس سے اگر ظہور میں آئی تو میری جان ہفت جاہلی شہزادی بہ سنگے گھبرائی سمجھی قضا تو یہ آئی
یہ سوچ کے بے اختیار ورنے لگی حیات النفس کو تائب آئی گلے سے لپٹ گئی کما خیر باشد اوسنے جو ابدا یہاں بیٹھی تھا انجام برہنہ ہوا
جان جانی کے سوا اور کیا ہوتا ہے لیکن تم اگر چاہو تو جان بچے والا صبح موت کا سامنا ہر اوسنے کما خیر ایشا یہ ہر جان کسی
ملا ل تھا را گوارہ نہیں کیا آرون بادشاہ ظالم ہر اس سے چارہ نہیں اوس وقت نور شہ لقا نے ابتدا سے تا انتہا
حال سنا کے کہا اگر خدا چاہتا ہے تو آج کل میں شاہزادہ قمر الزمان آتا ہے ہمارا تمہارا مطلب بلباتا ہے حیات النفس کو اس
محبت تو ہو گئی تھی جنسیت اور لے اور می کہا تم بد مجموعی تمام سلطنت کا سر انجام کرو میں مجھے لو لگی بہ خدشہ با بکے و لے
نکال دو لگی آتکو دونوں لپٹ کے سوتے وہ جو لو نڈیان خود صین ہالاک ہر تاک میں تھیں سنبے دیکھا مجھ یقین نہ ہو
دین غچہ داہوا مبارک سلامت کا غلغلاہ بریا ہوا شہزادی کی ماں نے سنا بادشاہ کو خبر ہوئی لڑائی سر ہوئی شعر
یہاں کا یہ قصہ تو جھوٹا یہاں ہر شاہزادہ کی بھر دوستان یعنی شاہزادہ قمر الزمان بادل پریشان شب و روز
سرخ و اہم ستا تھا مگر اوس باغ میں بادل پڑا بہتا ایک دن باغبان نے کہا آج بہت پرستو لگی عید ہر باہم گلے ملتے
یہ سیر قابل دید ہر گہر تر سیاہو و فدا را شرمین پھرتے چلتے ہیں خانہ نشین سب باہر نکلتے ہیں تھا راجی چاہے تو
دل لانا اور جہاز کی آمد بھی مینے سنی ہو جاتا ہوں تھا اے جاہلی صورت ٹھہرا ہوں باغبان تو او دگر گیا چور
کو پا کر کے رونے لگا دفعہ دو چریان لڑتی ہوئی ایک ٹہنی پر اٹھیں ایک تو ر کے زمین پر گر گئی دوسری اوڑھے
خدا جانے کہ صر گئی تجھوی دیر میں دو اور آئین قد و قامت میں اوسنے ٹہنی تھیں جس جگہ وہ چرایا وہ بڑی تھی ہاں
زمین چونچ سے کھوکھ کے اوسکو خاک کیا پھرا اور زمین بہ حیرت سے دیکھے ہاں تھا کہ چہرہ وہ آئین اور پہلی چرایا جو قاتل تھی اوسکو
پکڑ لائیں دونوں نے اوسکے پر نوچے پھر ہنم کرٹے کر کے پھینکے شاہزادہ قمر الزمان اوس بیجان چڑیا کے
پاس آیا ہر تو سب نیچے تھے معدہ میں کچھ سرخ سرخ نظر آیا اسنے پوٹا چیر کے دیکھا تو وہی تھی تھی جسکو جانور اسکے
ہاتھ سے لیکیا تھا بہت خوش ہوا بانی سے دھونکے احتیاط سے رکھا دل سے کہا کیا عجب ہر کہ نخت برگشتہ مدکار
ہو سطر ح معشوق دو چار ہوا اس عرصہ میں باغبان آیا یہ دونوں باہم درختوں کو دیکھنے بھالنے لگے تو اگر کت جاتا
ماننے لگے ایک نہرت سوکھ گیا تھا باغبان نے کہا اوسکو کھوکھ کے پھینک دو شہزادہ کھوکھ لگا تیر سچ پر لگا دہا لگی
سٹی جو سر کائی کھڑکی نظر آئی اوسے جو کھو لاسکان معقول ہوا عرض طواں اور دالان میں پچاس دیکھیں سو نیکی خاک بھی

برابر و صریح دیکھیں قرآن و خزائن لانا تھا دیکھ کے رنج و ملال بھولا یہ دوسرا شگوفہ بھولا باغبان کو لاکے دکھایا
اوس نے کہا صاحبزادے یہ بھارا مال ہے تمکو بے تکلف حلال ہے چاہے اس میں اس باغبان مجھے گزرے تمام میں یہاں
کو وہی کبھی لٹیا بھی نہ نکلی یہ دولت آپ کی تقدیر کی ہے نہ کچھ معنی تدبیر کی ہے دو ایک روز میں جہاز الیونی جانو الاہر تیار
رہو مگر دیکھیں آدمی آدمی خالی کر کے روغن بیون سیر پاس بہت ہوا وہیں بھر لو جہاز پر دوسرا شانزادہ نے وہی کیا
احتیاط وہ تختی جو گئی ہوئی ہاتھ آئی تھی ایک ایک میں بکھری دوسرے روز جہاز کا مالک آیا پوچھا کون جا بیگا
شانزادے نے کہا ہمارا غم ہے ہر باب لیجئے جہاز پر یہ کون بھی آتے ہیں خلاصیوں دیکھیں اوٹھائیں جب آ رہے
ہو چنانچہ چلتے وقت ملا جہاز نے کہا آج ہوا انتہا کی موافق ہے جلد چلو دیر لگاؤ گے تو لنگراؤٹھ جا بیگا پھر ہاتھ
نہ آئیگا قرآن ان نصرت کو باغبان کے پاس جو آ یا اوس کا غیر حال پایا اوس نے وصیت کی میرا وقت قریب ہے خوشین تو با
نہیں کوئی دوست آشنا نہیں آپ کے سوا دوسرا نہیں مجھ کو غسل و کفن دیکھو کہ خاک لینا جب قہم باہر نکالنا جو اب
قبر میں ڈالنا یہ کہہ کے باغبان راہی گلزار جنان ہوا شانزادہ اوسکی کوفت میں آنکھوں سے خوف نشان ہوا سچے طرز
معتول تجزیہ و تکفین میں مشغول ہوا پوشیدہ مسلمانوں کو بلا کے اچھی طرح نہلا کے سپرد خاک کیا محسن سمجھ کے ماتم
کیا بان چاک کیا دیر جو ہوئی جہاز کھل گیا شانزادہ دریا پر جو آیا جہاز کا نشان نہ پایا حسرت و افسوس کے سوا کچھ ہاتھ
نہ آیا مجبور ناچار بادل پر چڑھا اوس باغبان ہو چکے دوسرے برس کا امیدوار ہوا جہاز نے باد مراد چائی کسی دن
میں الیونی نظر آئی جہاز کی آمد جو معلوم ہوئی اسباب دیکھنے کے حیلے سے شانزادہ خورشید لقا خود گئی کہ شاید
قرآن میں یوسف لقا جانان ملے جہاز کے مالک سے پوچھا کیا ہے برابر ہو کون کون سوار ہے مفصل بیان
جو چیز پسند آئی قیمت نقد دی جائیگی اوس نے عرض کیا خداوند نعمت کچھ جو اہر گران بہا ہو پیش قیمت کپڑا ہے جس
خمر روغن بیون کے ہیں گر مالک اوس کا وقت پڑے ہو چنانچہ جہاز روانہ ہو گیا یہ روغن بیون کی خواہشمند تھی جو نکو
اوشوالیا قیمت پوچھی وہ بولا مالک اس کا کم مایا ہے و آشد علم نہ کیوں کر ہاتھ آیا ہو ہزار درہم عنایت کیجئے ہر آدمی
نے دولت سرانہیں ہو چکے خمر کو کھولا روغن کے نیچے سونے کی خاک نکلی حکم ہوا سب کو دیکھو بلکہ وہ خمر گلانی میں
طاسم کی تختی تھی دیکھتے ہی غش گیا حیات انفس نے دوڑ کے سنبھالا جب افاقہ ہوا حیات انفس کو وہ
تختی دکھائے گھا سیکی بابت ہمدی کی تختی آئی جس مال سبب شانزادہ کا جہاز کے مالک کو بلا یا کہا زیتون

چوری کا گمان ہو گا اور اسکے مالک کو جلد لٹاؤ گے تو نجات پاؤ گے ورنہ ہمارے ضبط ہو گا سزا دی جائیگی تم ہی کی کیا کیا اور حکم دیا کہ ہمارے کامل سبب اوٹھ آئے کوئی شیخ ہمارے پرستے نہ پائے فوراً ملازمین میں کرار ہو چکے سب سبب اوٹھا لینے مالک شانہ بیچارہ مصیبت کا مارا اظہار کے اوسیدن واہ ہو یا یہ سب قدرت کے کارخانے ظاہر کے ہمارے مین جو کہ نامعلوم ہوتا ہے اوسکے لیے کوئی شیخ نہ رہتا ہے ورنہ نہ کمان شاہزادہ کو کسی مخفی جانور ہاتھ سے چھین لیا جائے جنگلوں کی ناک چھینا اور جب نحوست گئی دن اچھے آئے تو یہ سامان بنائے القصد مالک ہمارے کے ہوش پر وار تھے لیکن ہوا رہی ہوئی ہلکا ہوا ہوا ہاتھ کے دروازے پر گیا و تنگائی بخیر بلائی قمر الزمان ہو یا چاہتا تھا آواز اسکے باہر آیا صاحب ہمارے نے ہاتھ پکڑا کشتان ہمارے پر لیا فوراً لٹا اور مٹھا یا قمر الزمان حیران پوچھنے لگا ماجرا کیا ہے میری کوئی غلطی ہو وہ بولا تو نے زیتون جبریا ہے سلطان ابونی نے ہمارے مال ضبط کیا تجکو بلایا ہے شاہزادہ نے کہا نہ بیٹے کبھی ہر شہر دیکھا نہ بادشاہ کی صورت سے آشنا ہوں تم جبریا گرفتار بلا ہوں ہاں کون نشتا تھا ہر اس درختا تھا آخر اسکو لیکر روانہ ہوئے یہ جوش ہو حاصل ہو ورنہ ستانی ہستم سید چوہر بن کے پکڑا جاتا ہے پھر شاہ کیا بادشاہ بنکے فرے اڑتا ہے شب و روز قطع مسافت کے ابونی میں ہمارے ہونچا اوسی ہیئت کدائی سے در دولت سلیمان نے خبر دی خورشید قانی کی خبر دیکھا گاہ سینہ سے آہ نکلی ضبط کیا مالک ہمارے کو خورشید قانی انکو حمام میں لیا نے کا حکم ہوا پوٹا کچھ بھی دیکھو نہ نہا کے کپڑے بے خیال کیا تو اپنے کپڑے تھے پھر غصہ - غلیظ حال اظہار سب کیا و پرتک و کثرت روئے و لگے غبار و دھولے شاہزادہ می خورشید قانی نے لباس نہ پہن کے بادشاہ کو بلوایا وہ حیران ہوا جب سب باجراسنایا شاہزادہ قمر الزمان سے مخاطب ہوئے کہا ہم آج تک شاہزادہ میں کو پہناؤا جانتے تھے اللہ آپ کا دل ہمیں ہو طلب قاضی ہو شاہزادہ عالم بڑے مقرر لگاوت باز تھے و وفقہ و زمین شاہ ابونی کی تمنا دینی کی صحیح رہی و حوم سے عقد ہوا صد امی مبارکباد اسکے بادشاہ چہین نم زہین افق سے برآمد ہوا شعبدہ پروازی کا طور ہوا اندھیرا تھا یا او جالانی الفور ہوا باغبان فلک چہرے گلزار انجسم نذر خزان کیا اور مریخ میں رخ ماہ تابان نہان کیا خموشی شہزادہ کی گلو گبر ہوئی دن کی ضیا اکسیر ہوئی شہریار محبوب و یابوسہرر سلطنت آیا فریر لیر جانم ہوئے اخبار سنایا بادشاہ ہر بار ضرب کی ہمت دیکھتا تھا کہ شام ہو دن کسی طرح تمام ہو چکا تھا غماور مجاہد مغرب کا عزم ہوا پر وہ مظالم کھینچنا کار پر ازون پر لازم ہوا شہریار کی تمنا پوری ہوئی نہ ترک ناصبوری ہوئی ارادہ گاہ میں قشرین لاکے شہزادہ کو بلائے کہا ہوں وہ بولی قربان جاؤں قاضی نے خطبہ نکاح پڑھنے کے منہ پھیرا وطن کو

محبت نے گھیرا حیات انفس یا ایک کی تھی اب دو نو کی شیدا ہو گئی باہم محبت طرک محبت پیدا ہو گئی جو ایک دم آنکھ سے محبت اور
دوسری کی ریت میں غل ہوا جب تن نیک آتے ہیں سب کام بناتے ہیں ع سالیکہ نکوست از بہارش پیدا است +
فضل الہی سے دو غنچہ دہن نو ہمال اوسی سال دونوں کے بطن سے پیدا ہوئے مان باپ کے سو حسن عالم فریبے خاص عالم
شیدا ہوئے شاہزادی چہین گاہ چہین جو تھا باپ نے مجبوراً سکنا نام کہا ابوفی کے باوشاہ نے نواسے کو شیر بدیشہ عیبت
سبجہ کے بلاکہ اسد کما دونوں کی پرورش کا ساوی خیال جمع و شام کھا ہزار ہار و پینے محتاج فقرا جو گوشہ انزو میں تھے انکو
عنایت کیے شکر کے رومسار کا ان سلطنت کو خلعت دیئے ملازمین کے اضافے کیے اپنے ہمراہیوں کو بہت کچھ دیا
ہر ایک کو مال مال کیا دو نو شاہزادے ایک با پرورش پانے لگے مان باپ کے پاس ساتھ آئے لگے جب سن تہمیر کو پہنچے
معالجہ و بیہوشیوں میں رفون کے استاد کا مل تعلیم کو مقرر ہوئے ذہن رسانی و ذکاوتیز تھا تھوڑے دن میں بہت کچھ
حاصل کیا صاحب فریخ کو پوچھنے نہ پانے تھے کہ خداوند عالم نے علم و ہنر کس و کمال میں اکمل کر دیا جب وہ جوان ہوئے
قمر الزمان نے کہا جس ذرہم سیر و شکار کو سوار ہوں باری باری ہر ایک تخت پر بیٹھنے کے انتظام سلطنت کے انتظام
کی اودے حسب ارشاد و نو تجستہ نما و عدل انصاف کی اودینے لگے تحسین فرجبا کا حصہ خلافت کی زبان لینے لگے
اور دو نو شاہزادیاں سو تیلے بیٹوں پر جان مول سے خدا تحسین اپنی اولاد سے بے پروا تھیں عورت عقل کی دشمن
ہو کر پھر ہستی کی رہن سہور ہی ماہین الفت فلک نے چاہا کہ فساد بڑھے محبت کم ہو عناد بڑھے ایک بار قمر الزمان شکار کو گیا
اوس فرامجد چہین کی شاہزادی کے بیٹے کی تخت نشینی کی باری تھی بہت دربار برخواست کر کے محل میں جانے لگا راہ میں
خواجہ ہرانے ایک پرچہ حیات انفس کے نام سے دیا اوسے دیکھ کے شاہزادے کو ایسا غصہ آیا کہ خواجہ ہر کو بلا گیا
یہ خاک کیا اور وہ خط لیکے اپنی مان پاس آیا پٹھکے سنایا اوسنے قسم کھائی کہا بیٹیا مجھ پر قرا ہو بہتان پر حرکت اسکا
شیطان ہو دوسرے روز اسد کا اجلاس ہوا جب تخت سے اٹھا ایک عجزہ و لالہ طوفان اٹھانے میں شیطان
خالہ لافانہ شہزادی چہین کے نام سے رو برولائی جیسے اسد نے بڑھا وریا می غضب موج ہمار کے بڑھا پھر تجھ پر حوائی ملو
کھینچنے لگا فی کج ہستی سے وہ مردار پار ہوئی فوراً فی النار ہوئی پھر اپنی مان کو خط و کھا یا حال سنایا اوس نے کہا تجکو بون
بیچناہ کا تیری گردن پر خون ہو اودو نو شاہزادے ان باتوں کو بکیرہ خاطر بخیرہ دل ہوئے اس شاہین قمر الزمان شکار
کھیل کے وارسلطنت میں پہنچے یہاں گارنگ اور نظر آیا و نو بیوی نکوا و بچا پریشان پایا سب پوچھا دونوں نے کیا

ہو کے بہت روکے کہا بیٹوں نے کہو بدنام کیا رسوا می خاص و عام کیا کوئی خرابی بے بجائی کا مقدمہ وٹھ نہیں ہا آپ
 ڈر سے مفصل نہیں سنا ات کیڈ کن عظیم عورت کے کہو فریبے خدا کی پناہ ہر عقل کو اس میں کہاں راہ ہو نیک
 کہو کاوش کی کہ قمر الزمان کی بے تحقیق طبیعت بچ گئی جا ہا کہ دونو بیٹوں کا خون کروں اپنے ہاتھ سے مارا لون
 اور شاہ خونی لباس شیش شماعی لیکے کہا غیظ و غضب افق سپر سے نکال آیا تیرگی شبے خوف نہ چھپا یا آجین بہیم
 ہرے کا فور شہم ہوتی شہزاد نے آسمان کی طرف دیکھ کے قصہ کوتاہ کیا شہزادہ شہر راہ شہر عشرتکدے سے عبات خانہ کا
 عازم ہوا بعد اواسی نماز تحت سلطنت پر جلوہ دیا مشغلہ نظام میں جن تمام کیا جب خورشید جہان گرد منزل مغرب میں
 ہو چکا اور ہاتھ بصداب و تاب بساط نیلی پر جلوہ گر ہوا شہزادہ خواہ گاہ میں آیا آرام فرمایا جب تھوڑی رات رہی
 شہزادے دستاں کی فرمائش کی وہ گویا ہوتی ہر چند غصہ سے عقل میں فورا آتا ہر انسان بخیر و ہوجاتا ہو مگر
 قمر الزمان اور شاہ ابو شاہ ابونی اور حضور چین اوس دن کے خوف سے یہ حرکت کرنے سکا چند نام پہلوان بڑا زبردست
 قوی ہیکل سنگین دل تھا اوس کا تو دونو شاہزادوں کو شہر سے باہر لیا کے انکا خون بہا کے نشانی مجھو کھانا تغش کو
 وہیں یہ ناک چھپا تا وہ تاج حکم و نو مہر و ماہ بیگناہ بچار و نکو صید کے مار و نکو ابونی کی سرحد سے باہر لگیا وہاں
 بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ بولے خدا و رسول گواہ ہیں ہم دونو مجرم و گناہ بتلا ہی فرسیا ہوتے ہیں باپ نام
 ظلم سے جان کھوتے ہیں رضینا بقضا بسم اللہ اچھے نے کہا اتنا دم مرگ احسان کر پہلے مجھو بیجان کر اسد کا نرا چھہ
 دیکھا نہ جائیگا تیرپ کر ہونٹوں پر دم آئیگا اور یہی تکرار ہر دم نے ہنست کی کہ مجھو اپنا فرج ہونا اورا ہو بھائی کی جان جاتے
 دیکھو ان اسکا کہاں یا راہو آسو وقت چند سنگدل نے چاہا کہ دونو کو چادر میں لپیٹ کے دار کروں دو کے
 چادر کروں جب پستار باندھا اور تلوار پھینچی گھوڑا او سکا نا اور بے ہاشدت سے چالاک تھا تلوار کی چپکے ایسا
 چمکا کہ باگ ڈور چندر کے ہاتھ سے چھٹ گئی گھوڑے نے جنگل کی ادلی وہ بھجا ایسا گھوڑا تمام عمر ہاتھ نہ آئے گا
 اور زمین سج کوئی بھاگ نہ جائیگا پہلے گھوڑا کپڑا لائو پھر انکا خون بہا و تلوار ہاتھ سے پھینک گھوڑے کے پیچھے وڑا گھوڑا
 اسیل جنگل کی ہوا جو کھائی کھیل جی میں آئی دم اوٹھا کے ہننا کے بھاگا اور چند راو سکے پیچھے چلا اقتضای کار کیت
 بھوکا حید کی فکر میں تھا گھوڑے کی آواز سے جھپٹا گھوڑا اوسناٹے میں نکل گیا چندر جو قریب آیا شیر نے اوکو
 دبا یا یہ حال شاہزادوں نے دیکھا امجد کو فرط جرات سے تاب نہ آئی چادر سے نکل چندر کی تلوار اوٹھائی اور شیر کو

و ان کے لگا کر اس بن لو کی علوت پر جو اسلو لگا کر سے ہزار کو چھوڑ دے اور سیکو مارے شیر تیر کے امجد پر کیا دوتے اس جلالی اور صفائی سے ہاتھ پیرا شیر کے دو کپڑے ہو گئے نوک دم نیستان عدم کو سدھا راجندر کو خوف غمٹ گیا تھا سر اوٹھا کے زلو پیکھالو جارٹی نور اسد دور کے گھوڑا لڑا یا جب جندر کے ہوش جو اس دست ہوے امجد نے تلوار اور سکو دی کہنا اب تو بادشاہ کا حکم کجا اہم دونو کا خون بہاوتے دیکھا ایک شیر کہنے سے چھڑا یاد دسر گھوڑا کچھ لایا پھر کہو انیلو انھی بہن ایسے بہاوتے شجاع کچھ می یکھے سنے تھے دست بستہ عرض کی تھو ذنعت غلام کی جان آپ کی ہوتی ہو خصوصاً گستاخی نگر امی بجائی ہو تھو میرا قصو معاف ہو طبیعت صد ہو اگر آپ کے بدلے بادشاہ میرے تمام کہنے کو قتل کرے زندگی جاوید ملے اور مقدر تقدیر جنس اوسکے پانچ نذر کیا اور سمجھا یا کہ آپ اور کسیرا ف چلے جائیے اس شہر کو شاکا غم فرمائیے یہ قبائین جو آپ پستہ بین اوتاروین وہ لیکے شیر کے ہو میں تر کر ابوئی کی طرف پھران دونو کو وہاں چھوڑا قمر الزمان کے حضور میں چون لو وہ قبائین حاضر کین کجا میں اوسوقت قمر الزمان کو لذت پدیری کا جوش ہوا اور نو انگھین خوش بھر تین آفتا اوہ خط جو ان کی ماون نے لکھے تھے دونو کی جیسے نیکے او کو ٹھیک شاہزادہ کو بے قصو سمجھا تریوں کا فتور سمجھا اپنا حال تہا کیا تاویر نالہ آہ کیا چہرے ہتیا رونے لگا جان کھونے لگا اور عمد کیا کہ جیسے جی ان دونو کی صورت نہ دیکھیے یہ عورتیں کم نبت گناہ گار میں قتل کرنے کی ہزاوا میں باکے ناسخ کی صحبت میں تھلا ہوئی تھو کی ہے

شاہزادہ امجد و شاہزادہ اسد کا باپ کے عتاب آوارہ و شرت او بار ہونا مصائب میں گرفتار ہونا پھر پادری بخت سے قمر الزمان کا آنا دواو اونا ناکی ملازمت سے اعزاز پانا

القعدہ و نو شاہزادے وطن آوارہ ہو کے انکی طرف جبل نکالے کوہ و دشت دن رات طر کرتے راہ سے آشنا نہیں تکلیف کا نام کبھی سنا نہیں جنگی میوسے پر اوقات تھی تنہائی میں ہمراہ خدا کی ذات تھی پتا تیرا گدڑ ہوا تو نشیب گزار نے بہت تھکا یا دم لبو نبر آیا خصوصاً اسد کا غیر حال تھا قدم اوٹھانا حال تھا آخر تحک کے ایک بیٹھ گیا امجد بچا اجرات کر کے آگے بڑھا ایک چشمہ سرد و شیر میں نظر پڑا گو دشت انار کے چشمہ تیار بڑا بڑا انار تھیاں پوجھ سے جھکین بائی میں ملی ہو میں بہت خوش ہو کے اسد کو اوٹھا لایا پانی کے برے انار کا عرق پلایا کچھ دنانے کھلائے جی میں جی آیارات کو اوسی جاسقام کیا ایک گنا

تو دوسرا سوتا ہمیں شکوہ تمام کیا صبح کو وہاں سے چلے پہاڑ سے نیچے اترے شہر نظر آیا اور وہ شہر پناہ پر
 پہنچے یہ شورہ مٹھرایا کہ پہلے ایک شخص اندر جائے شہر کی حقیقت لوگوں کی کیفیت دیکھ کے کچھ کھانے کو لائے
 اسد شہر میں چلا آج دروازے پر بیٹھا شہر وسیع قطعہ دار کانات مرتفع قرینے کا بازار یہ کچھنا چلا جاتا تھا ایک ترو
 جو صبح مقول اسد نے نانا بانی کی دکان کا اور اسے نشان پوچھا اون سے کہا صاخر او سے تم نو وار دو ہو کھانا محل
 لوگ اسد بولا آپ درست فرماتے ہیں ہم ابھی چلے آئے ہیں بجائی میرا بہت بھوکا ہوا ہے دیکھو نان بائی کی
 دکان پوچھتا ہوں کہ وہاں سے روٹی لیکے کھلاؤں آتے کہ آج تمہاری عورت ہو کھانا تیار ہو سکتی ہے یا نہیں
 نوش فرماؤ اور بھائی کے اسطے لیا وہ وہ شیطان خصال کھانیکہ دم سے مکان پر لگی اسد نے دیکھا چالیس آدمی
 سن رسیدہ ضعف سے پشت خمیدہ الاؤ کے گرد بیٹھے آگ کی پریشکلی تھے میں اسد سمجھا غضب ہوا ہے بھنے پر
 آتش پست ہو رہا ہے کچھ اور ہی بندوبست ہو اور میں نے غصبان کا نام لیکے دستک دی ایک حبشی دسیا ہوا
 موٹے ہونٹ کتا دھنگا گراہ نکلا اسد سے لبت گیا باز دم لیا اور میں نے کہا بوسنتا اور کیوانا جو میری بیٹیاں
 اونکو سوپ آگنا تہ خانے میں قید کرنا شام کو روٹی کا ٹکڑا تھوڑا باقی دینا کہ نہ جانے جازیب ایسا اسکو آگ چڑھانے
 بھی چون کا یہ مسلمان ہو گیا اب ہو گا نیکو ثواب ہو گا حبشی نے انکو وہاں پہنچایا تقدیر نے قید خانہ دکھایا اسد گھبر کے
 یہ شعر زبان پر لایا شہر ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا پر گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی و دفعہ اسد
 چرخ نیستان مشرق سے نکلا اتلان نجم پر غوث طاری ہوا چو کر می بھری تھمرا می مغرب کی اہ لی نور حمر کی چمکتا
 شہر اوچھپ ہوئی شہر یار نے دارالامارہ کی اہ لی گو تمام دن مشغلہ انتظام ہا لکر ہر دم خیال شام ہا جب غیم سپرہ کوہ
 مغرب میں پہنچا اور فلک اطلسی قناریل ماہ وستاروں کے روشن ہوا شہر بارے شکرکہ میں جلوہ آرا ہوا شہزاد حاضر
 ہوئی پھر وہی چچا ہوا اسنے کہا کہ اسد بیچارہ تو آتش پرستوں کی قید میں پھنسا آج تمام دن منتظر با قریب شام
 وہ بھی شہر میں داخل ہو ایساں کوئی مسلمان نظر نہ آیا کسی سے شہر کا نام پوچھا اسنے کہا آتش پرستوں کا شہر شہر
 ہو جو جس کے سوا ایساں اور کوئی نہیں رہتا ہو جنہی بڑی تکلیف ستا ہو آج پھر تاجر ناخراط کی دکان پر پہنچا اسکی
 وضع دیکھ کے سمجھا کہ یہ بندہ خدا ضرور مسلمان ہو سلام علیک کہ کے پاس بیٹھ گیا پہلے اسکا نام پوچھا پھر اپنی
 غیب الوطنی کا حال بیان کیا جسکے چھٹ جانیکار بچ و ملال بیان کیا درزی افسوس کر کے بولا کوئی بد بخت مجھ کو

دم دیکھ لیکھا کھر مین چھپا رکھا آب او سکا لٹا بہت شکل ہو مگر تم اپنی خبر داری کرو سو قوف گریہ و زاری کرو
 اگر سرے پاس ہو گے مین تمھاری حفاظت کرونگا جب کوئی قافلہ آئیگا اسکے سپرد کرونگا یہ بچا ہر سدا کے
 ملنے میں ناسید ہو کے درزیکے گھر میں ہاگنی دن کے بعد دکان پر نکل کے بیٹھا تھا کہ ایک عورت نوجوان
 نقاب روئے تاباں اٹھے وہاں پہنچا لے سامنے آئی امجد کو دیکھ کے کھڑی ہو گئی نقاب کو اوٹھا کے درخشندہ
 چہرہ دکھا کے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو یہاں کیونکر آئے ہو تمھاری نشست کی یہ جا نہیں جہاں بستر جمائے ہو
 رہنے والے کس شہر کے ہو آدمی بیٹھے قہر کے ہوا اس غمزہ و ناز سے کلام کیا امجد تو انیلا تھا ایسی چوٹ کو کاہتے کو
 جھپٹا تھا او سکا کام تمام کیا یہ سن مجال لگا وٹ کی بوجا لکھنے کے ہون گیا سنبھل کر کہ تم کہ صر سے آتی ہو کہاں
 جاتی ہو سراہ یہ فتنے اوٹھاتی ہو وہ بولی میں کشتہ نگاہ ہوں جدھر چلو سائیہ کی طرح ہمراہ ہوں امجد سوچا تو خانہ
 آوارہ خستہ جگر ہو یہاں نہ گھر ہو نہ دروازہ اگر درزی کے مکان پر لیجا بیگناج اوٹھا ایگاہ سوچ کر چپکا ایک طرف چل نکلا
 پیچھے چھپے اسکے چلی امجد نے ہر چند جستجو کی کہ ایسی آہ نکالیے اس ملک کو نالیے اوس نے منہ نہ موڑا بیچا نہ چھوڑا چلتے چلتے دو
 تھک گئے ایک مکان مقفل کے دروازے پر کوچ چھی تھی امجد اوپر بیٹھ گیا وہ عورت بھی برابر جا بیٹھی پوچھا یہ مکان
 ہو امجد نے کہا ہاں وہ بولی اندر کیوں نہیں چلتے اوس نے ہانپنے کو کہا کئی کسی میر غلام کے پاس ہو وہ بازار گیا ہر
 اوس نے کہا تمھارا غلام سخت نطفہ حرام ہو اتنی دیر لگائی لائق سزا ہو جو تو سراہ رندی کامر کے ہمراہ بیٹھنا برا کر
 ہر طرف کا اندیشا ہو ہر طرف کے مقفل تو ترا بچر امجد کو اندر لیکئی یہ جو مکان میں آیا بہت تکلف کا سجا سجا یا با فرس
 قرینے سے بچھا موقع و محل پر شیشہ آلات لگا ایک نشین پر کین مین دستار خوان بچھا سب قسم کا کھانا نمکین و
 شیرین چیا اچھا رہے جہاں کے تر و متک میوے پشتر تو نہیں دھرے کباب خالی و بھرے ایک سمت برابر
 سرو بلبیت بنے کلفی کا سامان شراب پر کالی سے کنیر الماس اش لہر زینو خٹو تند و تیز عطر و ان پانڈان جواہر نگار
 دستار خوان پر بلغ کی بہار امجد بچھا بیشک کسی امیر کبریہ کا یہ مکان ہو جو وہ پرستان ابھی جو آجایا لگا غضب و جھانکا
 یہ تو خیال میں شوش تھا وہ طرار دستار خوان پر جا بیٹھی ہاتھ بڑھایا سب کچھ دکھایا باصرار اسکو کھلایا کھانے کے
 شراب کی طرف ہاتھ بڑھایا جام بھر کے خود پیا شانہرا و کیو پلا یا بھر بیوہ سے ذائقہ تبدیل کئے تھے کہ صاحب خانہ
 دروازہ کا مقفل ٹوٹا یا ایٹ کھلا نظر آیا میراں شکے بے پاؤں اندر آیا کونے مین چھپ کے دیکھنے لگا جو ان

شوکت شاہی جہ سے عیان پہلو میں ماہ بارہ بلائی ناکمان لیے بیٹھا ہوا وقفہ امجد کی نظر اسپر بگئی سانس سینے میں آرگئی مگر اوس شخص ہاتھ کے اشارے سے تسکین کر کے اپنے پاس لایا امجد پیشاب کا بہانہ کر کے اٹھا اسکے پاس آیا اوس نے کہا بندہ پرور تم کون ہو قفل تفرار وازہ کھلا چھوڑا رنڈی کو ساتھ لیکے جین سے بیٹھے ہو امجد نے کہا فی الواقع بڑی خطا ہوئی نہ است حد سے سوا ہوئی اگر تم میرا حال سنو گے اور دروغ کو نہ سمجھو گے تو بت تاسف کرو گے بھرا بی مرگد اول سے آخر تک اتنی سہ راستی و جب برفامی خدمت + کس سریرم کہ گم شد از رہ راست + اوس نے کہا شاہزادہ عالم آپ اصلاً اندیشہ و غم نگریں یہ مکان مسلمان میرا ہوں حقیقت میں غلام ہوں نام بہادر ہوا صلیب سلطانی کا داروغہ ہوں ہنسے کا غریب خانہ اور ہر گاہ گاہ دو چار دوست تہمتناہران آبیٹھتے ہیں دیوانخانہ کا طور ہر آج جا بیٹھے ہیں غلاموں کے لباس میں اونکا بفرہ ہونا بلکہ مار بیٹھنا سبب خیرت بجالاتا تو نگاہیہ کہ کے کپڑے غلاموں کے پتھر پر ہر دو حاضر ہوا دست کرنے لگا کہ دبیر ہو گئی امجد نے کہا تارہ فی بڑا قصہ کیا صحیح کا گیا شام کو بھرا چھری لیکے اوشاد دو چارہ اور دست از آہ تر لگا کے جا بیٹھا مگر عورت کی تسکین نہ ہوتی کہا تم نے اسکو خوب سزا دی وہ وہ دہر دہر آیا شہزادہ پانے لگا شام قریب تھی جا جا اچھا رہا سب کھنول و شن کہے کہ در مسرے دالان میں چلا کے سورہا چکا کہ آہ کنی اور عورت کے کان میں آئی امجد سے کہا اگر تم کو پیارا کہتے ہو تو اس غلام کا سر کاٹ کے پھینک دو و اوستے جو ایسا کہ یہاں کا بیزار اور زمین ایسا گتھا زمین تم نشہ میں بہکتی ہو نہ زبان کہتی ہو اوس نے کلبش میں آگے تار کھینچی امجد بہادر کیرف و ڈوری شہزاد صحیح کی تجلی دیکھ کے چپ ہو گئی وردی بھی تو پہلی مؤذن نعرہ اللہ اکبر سے سونیا لونو بگا۔ فیہ لگے بڑھیں میں جہانجہد یانے لگے شہنشاہ فلک جاہ شمشیر شعاعی چمکا تاج بروت دکھانا تا ناخانیہ مشرق سے نمودار ہوا آہ و بھوکو آہنشاہ ہوا شہزادہ عازم تخت گاہ ہوا شہزاد کی جان بخشی سے وزیر گاہ ہوا مقدمات ملکی معاملات مالی پیش ہو حضرت طلبی فی تمام دن مشاغل انظامی میں مصروف ہے جب مسافر و فرامی غریب میں ہو پنا ایوان فلک فلو بل ماہ و ستارہ سے منور ہوا شہزادہ خلوت خانہ میں آشوبت لایا شہزاد کو نواؤ فرمایا کچھ دیر پیش و عشرت کا مشغلہ ہا پھر شہزاد سے بیان داستان کا حکم کیا وہ عرض پیر ہوئی کہ جب شاہزادہ امجد نے دیکھا کہ یہ ظالم زندہ نہ چھوڑے گی قتل سے منہ نہ موڑے گی اوشکا اگر تیری ہی خوشی ہو تو اور مجھ سے ایسا نہ تیری نازک کلائی کو صدمہ پہونے چہ تلوار اوسکے ہاتھ سے لیکے بہادر کیرف چلا بھی بیٹھے ہو پٹی وقفہ امجد نے پھر کے ایک ہاتھ لیا لگا یا کہ گردن اوس عزت کی کٹ گئی سر کا

بہادر کی حیاتی بڑھنے سے گرا وہ گھبر کے چونک پڑا پوچھا شاہزادے ماجرا کیا ہوا میرے کہا یہ دیوانی تمہاری تھی
 باقی تھی مجھ سے کہا اسکو قتل کرنے کا کیا یہ خود تلوار لیکے جلی تھی ناچار بیٹے مصلحت ہمیں کبھی نہیں تو تمہاری جان بچتی
 یہ سبکہ بہادر نے کلمات شکر کہے اور گویا ہوارات تھوڑی کہانی بٹھی تدریج شرط ہو محمد نے کہا میں جانا ہوں اسکو
 دریا میں بہانا ہوں بہادر نے کہا آپ اس شہر کی رسم و راہ سے آگاہ نہیں میں جانا ہوں اگر صبح سے پیشتر آیا تو خبر
 و گتہ تجھنا قید ہو گیا پھر قلعہ ان کھول کر کان اور سب سامان کھدیا کہ شاہزادہ محمد مالک ہیں دوسرا دعویٰ کرے تو جویت
 اور چارو میں اسکی نعش نازہ کے گھر سے نکلا دریا کی طرف تیز قدم چلا قضا می کار سامنے سے روند آئی بہادر کو ٹوکا
 سدیاہ ہوئی روکا پستار جو دیکھا لاش نکلی گرفتار کیا اور پچا نا کہ وار و غمہ صطبل سرکار ہو کہا بے اطلاع اسکا قتل ہو گا
 خدایا جانے انجام کیا ہو گا دم سحر بادشاہ کے رو بہ رو لیکے بعد ملاحظہ کروں مارنیکا حکم ہوا حسب دستور ندا دی ہوئی کہ جہاں
 وار و غمہ صطبل بچر خون ناحق مارا جائیگا جسکو دیکھنا ہو آئے عبرت کا نرا اوٹھا آئے بیان شاہزادہ ہوا جو اسکے نہ آئے
 صبر جانے سے گھبرار ہا تھا یہ صدا جو سنی غیرت کا جوش ہوا کہا جرم میرا اسکے برے محسن کی جان جلتے خلاف ہو فوراً
 برتر قتل ہو چکا تو آل سے کہا یہ شخص گنہگار ہے بیٹے یہ حرکت کی ہے اور اس عہدت کی گردن کاٹی ہے کو تو آل و نو نکو بادشاہ کے حضور
 میں لایا تو جوان کا اقرار قتل سنایا بادشاہ اسکی صورت رعنا چہرہ پر شوکت شاہی دیکھنے فریفتہ ہو گیا دوسری یہ حرکت
 سرا سر جرأت کی جو نظر آتی برسر رحم آیا مفصل حال دریافت فرمایا شاہزادہ محمد نے جو جو صعوبت پائی تھی جہاں جہاں
 تکلیف اوٹھائی تھی مفصل بیان کی بھائی کی جدائی اپنی تنہائی عیان کی بادشاہ نے اسیدیم بہادر کو بہا گیا کہ وہ بظنا
 تھا اور محمد کو پایہ وزارت عطا کیا کہ برت سے جو یا تھا فرمایا اب بر بھجی تھو کہ جس جگہ بھائی کا سرخ پاؤ اور اسکی خانہ خرابی
 کو بکیر لاؤ اور عرض شاہزادہ محمد تو شاق تھا وزارت کا خوب سے انجام کیا عدالت و انصاف سے بڑا نام کیا شہر میں کو کب
 چار سو ندا دی پکارا جس نے اسکو چھپایا ہو حاضر کرے و گز کہ کھو دا جائیگا بڑھی ذلت اوٹھائیگا اور جو شخص سرخ
 لگا بیگا غلٹ نہا پائیگا اور بہت جاسوس مقرر کیے مگر کچھ پتانہ ملا وہ بیچارہ خانے میں بند رہتا تھا جو سستا کو پونا
 کے ظلم ستا تھا اب وہ عید جو سون کی قریب آئی بہرام نام آتش پرست جہاز لیکے شہر میں آیا کہ جو مسلمان آئے
 آئے لیما کے بیٹھ چڑھا آئے آہن ماحون شہر پر نطفہ حرام پر نے اسکو بہرام کے حوالے کیا اوس نے
 صندوقین بڑھ کر کے جہاز پر بھجیا کہ وہ آتشیں کی طرف لیچلا اور اسباب بھی بہت سا جہاز پر بار کیا مال تجار کا انہما

احمد جہاز کی آمد کے آداب سے ڈھونڈنا کچھ تیار کیا جہاز کھلی گیا بہرام نے اسد کو صندوق سے نکال کے سلسلہ آہستہ آہستہ
 اس پر کیا پانچویں کی تقاضی کر رہا مخالفت جلی جہاز طرفانی ہو کے اور خبر سے یہ میں ہو چکا بہرام سمجھا یہاں ملکہ ماہر خ کمال کر
 اگر اس سلمان کا حال اچھا تو جہاز لٹ جائیگا ریت میں خلل آگیا اوسیدم اسد کو طوق و زنجیر سے ہالیا اور بربنت کہا اس جزیب کے
 نکل کے جہاں تک کہ وہ گئے ہو چکا وونگا بالفعل خریز فروخت اسباب کا حساب تم لکھا کر ویرے منشی بنو جب جہاز کے پہنچنے
 کی خبر شاہزادی ماہر خ نے سنی بہا بٹ کیلئے جہاز پر آئی تب کچھ دیکھا بجالا یہی رقم نظر آئی پوچھا یہ شخص کون ہو لوگوں
 نے عرض کیا منشی بہرام کا ہوا باعث انتظام کا ہوا وہ تو اسکی صورت دیکھتے ہی مفتون ہو چکی تھی دل سے گران بہا شہزادی نے
 کھو چکی تھی یہ پوری جہد بہرام تھے تھے اسباب کی گشتیان نذر کو لایا ملکہ نے منہ پھرایا کہا اپنا منشی مجھ کو بہرام نے
 کہا حاضر ہو وہ اسد کو اپنے ہمراہ باغین لائی تیر دیکھائی نام پوچھا بود و باش کا مقام پوچھا اسد کے منہ سے بھرتے لے کہا کونسا
 نام بتاؤں پہلے تو شاہزادہ اسد مشور تھا شوکت و ثروت پر زور تھا سلطنت کا سپر و نظام تھا ضبط و توسع کا مشغلہ
 صبح و شام تھا جیسے ہجر مجبوسوں میں گرفتار ہوا تکلیف اوشھائی ذلیل و خوار ہوا آتش کی قربانی نام ہوا جان جو کھون کا
 کام ہوا یہ تاجر اس کے ملکہ کو طیش آیا بہرام کو یاد فرمایا کہا کیوں ملعون تو مسلمانوں کا خون کرتا ہر گرفتار کر کے کوہ آتش فشاں
 پر لیجا تا ہر اپنے حق میں نبون کرتا ہر خبر ہمیں ہر جلد جہاز لیجا لگیا صبح ہوئی بھور ہو جائیگی بہا بٹ لٹوا کے جہاز
 وٹو بود ونگی تجھے دار پر کھینچو ادو نگی بہرام وہاں سے جا کے ننگرا وٹھانکی تدبیر کرنے لگا ماہر خ باغ سے دو ٹھانے میں
 آئی خاصہ طلب کیا اسد کو دستار خوان پر بٹھایا بٹھی تو قیر سے کھانا کھلایا پھر شراب سا مان رو بر و آیا جام بھر کے
 اپنے ہاتھ سے اسد کو پلایا مدت کے بعد اس نے جو شراب پی سرور ہوا باغ میں حرارت معلوم ہوئی کب ہو منظور
 ہوا وہاں سے اٹھ کے باغ میں آیا سبزہ کی فضا خوش آئند ہوا حوض پر بیٹھ کے لطف اوشھانے لگا دل بہلانے لگا
 یکایک نیند کا غلبہ ہوا حوض کے کنارے لیٹ کے سو گیا بہرام کا جہاز حب بانگی دیوار کے قریب ہو چکا پانی
 وہاں کا نہایت سبک ہاضم شہور تھا یہ خود خلا صیون کو لیکے باغین آیا حوض کے کنارے اوس دریا یا کو خواب
 میں غلطان پایا پانیکے ساتھ اوسکا پانا آبجیات سمجھا تو آدھوں اوشھانے جہاز پر لایا اور ننگرا وٹھایا ادھر
 لکھنے کچھ دیر انتظار کیا آخر کار دل نے بیقرار کیا بے تکلف باغین جلی آئی اوس گلر کو ڈھونڈنا بہتہ نہلا
 بیل کی طرح نالے کرنے لگی دل دھک دیتا یہی کے حوالے کرنے لگی غمخیز تنگ ہوئی تقدیر سے برسر جنگ ہوئی

باغبانوں نے عرض کیا بہرام نانی لینے آیا تھا اسکے سوا ہوا گاگز نہیں ہوا سمجھی وہی نطفہ حرام یہ کام گویا لاکہ بی طرح داغ نامی کا
 دگر کیا فوراً گنگلی جہاز کچھ جوان جہاز تقاب میں بھیجے کہا جہان بہرام کا جہاز ملے گا بلکہ لانا جب جہاز شاہی بہرام کے جہاز کے
 قریب پہنچا وہ سمجھا کہ اب ہم آگے جانے نہ پائینگے نیز اگر قمار کر کے لیجا بیٹنگے ملکہ کے خوف سے اسد کو دریا میں لہریا
 طرح آئی ہوئی قسما کوٹا لیا یہ پیر نے کے من سے آشنا تھا کرتے ہاتھ پاؤں لگانے لگا جان لڑا کے کنارے
 پہنچا سجدہ شکر حافظہ حقیقی کیا دم ٹیکے کیسیت و براہ و داراہ جانتا تھا پھر اوس کی بخت شہر کے دروازے پر
 پہنچا جہان قید ہوا تھا یہ پوچھا کہ انکو شہر میں چلے او سوقت کون دیکھے گا اس خیال میں شام ہو گئی وہاں کا ستور تھا چھٹن
 ہے شہر کے دروازے بند ہو جاتے تھے باہر کے آدمی اندر آئے نہ پاتے تھے یہ یا اوس لٹکے قریب گورستان آؤن
 تمام ات بند نہ آئی تار سے گنا کیا وہاں ملکہ کے گنگلی جہاز نے بہرام کے جہاز کو گھیرا بہت ٹھونڈھا اسد کا پتہ نہ لگا
 افسر نے غصے سے کہا اسباب لوٹ لو ان سب کو پکڑ لیجاو اس گھر میں بہرام آنکھ بچا کے جہاز سے اتر کے بھاگا اور اوس
 شہر میں آیا چھانٹنے پایا یہ بد جو اس بھی اوسی قبرستان میں اسد کے سر پہ پہنچا اوسکو پچانا کا نا ظالم تیرے سبب
 مال سباب چھٹا جہاز لٹا خیر اتنی اور تجکو دنیا کی ہوا کھائی تھی تیری بدولت مجھے تیرا ہی آئی تھی سال اندہ ہاگو کہ پنا
 لیجا کے چڑھاؤنگا تیرے ہونو ہونو جلاؤنگا قیل صبح صادق اسد کو بانڈھا اور اوسی شہر پریر کے گھر لگیا سارا
 حال بیان کیا اوس مردود درگاہ خدا نے پھر سلسل نبی و طوق میں کر کے اپنی بیٹیوں کو سونا آزار دینے کا حکم کیا اؤن
 تہ خانے میں بند کر دیا جو سنتا اسکے باسج آئی اسد کو ایذا می سابق جو اسکے ہاتھ سے پائے تھے اوسکا تصو کر کے
 بہت بیخ ہوا بے اختیار رونے لگا وہ بولی اب تم نہ کھراؤ پھیلی باتین بھول جاؤ میں نے اسلام قبول کیا ہوا اسکے بدلے
 راحت دونگی خدمت کرونگی اسد کہا اپنی بہن کو کس طرح سمجھاؤ گی اوسکے ظلم سے کیونکر بچاؤ گی اوس نے جواب یا خدا
 یاد کرو دلکو شاد کرو دیکھو کیا ہوتا ہو یہ کہہ کے لطیف غذا لائی اسد کو کھلائی پھر تقیس شراب پلائی آرام سے اسد
 رہنے لگا تکلیف کے بدلے راحت پاکی خدا کا شکر کرنے لگا ایکروز بو سنتا اپنے دروازے پر کھڑی تھی شہرین
 تو اسد کی تلاش ہو رہی تھی گلی گلی سناوسی کے ہمراہ امجد پھرتا تھا جس کرتا تھا صد آئی جو شخص اسد کو چھپا بیگا
 تو سلطانی میں گرفتار ہو کے سزا پایا بیگا اور جو نشان بتائے گا امجد فریر اسقدر زوال دیا کہ وہ نال ہو جا گیا
 یہ سنکے بو سنتا نے کہا اوھر اسد اس مکان میں قید ہو ایش پرستوں کا صید ہو امجد تو ساتھ ساتھ ہی سنتے بدیترک ہوئی

یگن گیا پرخانی سے اسکو نکالارو کے لپٹ گیا پیا کیا اوس مکان کے کھوٹنے کا حکم دیا بہرام اور اوس مافی سادہ پیر
 نطفہ حرام کو گرفتار کیا گھوڑے پر بھائی کو سوار کیا کھچال میں بو سنتا کو بھالیا آج دو کو با دشاہ کے روبرو لایا سب حال
 مفصل سنایا بادشاہ نے ہونو چون کے قتل کا حکم دیا بہرام ارنالے کرنے لگا بادشاہ نے فرمایا اگر اسلام قبول کر گیا زندہ بچے گا
 وہ اویدرم مسلمان ہوا اور وہ پیر قتل کیا گیا جسدم بہرام کو معلوم ہوا کہ یہ دونو قمر الزمان سلطان ابونی کے فرزند ہیں محمد
 سے عرض کیا غلام سالگد شہ میں ابونی گیا تھا آپ کے ولدا جب کا حال صدئہ جدائی سے بہت غمیر دیکھا اگر آپ جلد بخائینگے اپنی صورت
 نہ دکھائینگے خدا خواستہ زندہ نہ پائینگے یہاں ہر جہاز میرے حاضر ہیں سوار ہو جیسے لچلون گلا جلد ہو پنا دوں گلا دو بجائی
 یہ خبر سنکے بہت گھبرائے بادشاہ کے روبرو رخصت کا مذکور زبان پر لائے وہ بھی بخوشی رضی ہوا اجازت دی سفر کی تیاری
 ہونے لگی ناگاہ محافظان طرق مشورع کے تیز دم ہر کار بنجر لائے کہ لشکر عظیم لیکے غنیم آہو پنا بادشاہ پریشان خاطر ہوا
 فوج کو تیار ہی کا حکم دیا مقرر نے عرض کیا حضور تکر طبعیت سے دو کر فرینومی جانا ہر حقیقت و معنی دریافت کر کے آتا ہر کچھ
 افسر آرزو وہ کارادہ پیادے سوار جہاز ہر لیکے روانہ ہوا لشکر میں بڑے کر وفر سے ہو پنا مقربوں کو فریے سے ملازمت
 ہوئی معلوم ہوا شاہ ہراوی ہر وہ بار بار امجد کی صورت دیکھتی اور رہ جاتی امجد نے سلسلہ تقریر چھیڑ آند کا سبب پوچھا
 ملکہ نے کہا جنگ جبال کا مطلق خیال نہیں تھا بے بادشاہ سے بچ و ملائین سبب یہ ہر کہ بہرام جہاز می آتش پرست
 یہاں کارہنے والا امیر گنگار ہوا اس سے ہر وہ کار ہوا سدا نام نوجوان جو تمہاری صورت کا شاہہ ہر کہ باغ سے اوس گلو کو ڈوچرا
 لایا ہر کہ چھین پایا ہوا ان دونو کو حاضر کر ڈاگرا مل تاخیر ہو تو اور تاخیر ہو امجد نے عرض کیا فرومی کا وہ بجائی ہر کہ تقدیر
 ہر وہ دونو کو بیان لائی ہر برس دن اس شہر میں آتش پرستوں نے تصفیہ قیاد پزیر کھاڑی مشقت سے مینے دنوں کا
 آتش پرست ملعون کو فی النار کیا مار ڈالا دو حاضر ہیں آپ ہمارے بادشاہ سے ملاقات کرین جو ارشاد ہو گا بلا لاؤ
 اطاعت سے سر نہ پھراؤ نگاہی مردہ فرحت افزا سنکے ملکہ ماہر خ خوش ہوئی خلعت فاخرہ امجد کو دیا اور مختصر جلوس کے
 ساتھ سکے ہمراہ بادشاہ کی ملاقات کا ارادہ کیا امجد اجازت لیکے آگے آیا بادشاہ کو حال تفصیلی سنایا اس شان میں ملکہ
 کی سواری آئی بادشاہ نے بڑے تپاک سے ملاقات کی پھر اسکو دیکھ کے سرور ہوا خدشہ دور ہوا بابا ہر مٹھے ذوق
 شوق کی گفتگو کرتے تھے ناگاہ دو پیک صبار رفتار برق کردار پسینے میں تر گواؤ دو نمود ہوے بادشاہ نے
 فرمایا خدا خیر کرے ہر کارون بعد عتیہ بوسی ہراوٹھا کے دعادی پھر یہ بات عرض کی فوج جہاز قرون زرخدشاہ

آتی عجیب شوکت خریشان ہو بادشاہ سن رسیدہ نیزنگ زمانہ دیدہ فوج نوجوان ہو لشکر کفرت اثر بڑے کو فرسے
 شہر کے قریب آیا جو گھوڑوں کی ٹاپوں زمین کا ایک طبقہ آسمان پر پونجا یا ہیرہ برہشت اثر سکے بادشاہ عالیجاہ بریشا
 ہوا ملکہ ماہر رخ بھی اختلاط بھولی خضر اسے کچھ اور ہی سامان ہوا بادشاہ نے امجد سے فرمایا شہر پناہ کے برجوں اور
 فصیل پر برہمی برہمی تو پین چڑھا دو پیدل ہو اور و از و ن بڑھا و و خندق کو چار طرف دست کرو بل کے تختے آجوا
 تو پونجا نون کا بند و بست کرو منار ہا می بلند پر جو انان ارجمند ہتھیار بند بیٹھیں فوج کی آمد کا خیال ہے ہر طرف کی دیکھ بھال
 ہے یہاں یہ چرچا تھا او دھردید بان فلک ہم یہ گامہ سنگے برج زردی پر بعد کرو فرج لوہہ گر ہوا خطوط شاعی کی مین
 سے نظارہ مشن جت کرنے لگا اسکی آمد کے عیب سے ماہ رخ فلک اول کی ہدیت بدل گئی رات کی چمک دم سر سفید ہو
 چہرہ سے نکل گئی سپو پین جو ہم اختر ہا زہر و سیاہ اور زہر ہاشتری نے رفاقت سے منہ پھیرا ضیا شمس نے جلوہ قمر کو
 کھیرا غطار دسے دفتر بڑھایا نور سحر نے سیاہ کھیا یا شہنشاہ نواز ان سحر نے لیا و بھیر وین کے سر جانے نو تیر
 تکو پین ٹھا وونکے پٹے دکھائے شبنم نے چھینے دیکھے خٹکان صحن چین کو چوٹا یا غنچہ سننے لگا بلبل کا نالہ جو کاس
 شاخ سر و پر فاختہ کی کو کو بلند ہوئی ڈھونڈھنے والو کو کند ہوئی قمری نے جو حق سر ہو کما مود نون اللہ
 چار سو کما تازی سجد و نیکہ چلے جا بازی کرنے والوں نے بیت اصنم کی اہ لی روشنی دیکھ کے شہزادے نے کچھ خوشی
 میں پناہ لی شہر بار اول ہر قرار اوٹھا کما ظالم غضب کی جگہ سلسلہ تقریر سے منہ موڑا شایقوں کو تمام دن اوچھین میں
 پھنسا یا قصہ ناتمام چھوڑا اسے جواب دیا خدا خذوا کو سلامت اور محکو زندہ رکھے نیر اقبال شاہ بعد جاہ و جلال تابندہ
 رکھے چار پہر کا فاصلہ ہو پھر وہی چرچا وہی حاملہ ہو یا زندہ صحبت باقی ہو فقط لطف شتاقی ہو فلک نیزنگ ساز عوید
 پرواز ہو کوئی دم کی دیر ہو کہ بند زین مہر قہ کوہ سے پہنچے شب کھینچا بھرا ندھیری یگفتگو سنکے سائیں دنگار نے
 خٹک آسمان کی پوٹھی سے تنگ ہو کے زین فر و اتارا اصطبل دنیا بے وجود نیر عالم افزو سیرہ بختو کی صورت
 تیر و تار ہوا اندھیرا و جوان و عار ہوا شہر بار بالین احست پر آیا شہزاد کو بلایا العاقل تخنہ الاشارہ اوس نے ضیا
 امجد فرمان سلطان سنکے اوٹھا جا بجا کے رسالہ دار و نو کو کید انون کو بلایا احکام شاہی سنایا شہر کا انتظام کر کے ہوا
 ہوا لشکر جس حکمہ او ترا تھا وہاں ہو پونجا بسا اوسان انجمن سلطانی کے وسیلے سے ملازمت ہوئی امجد نے دست
 عرض کی دشت نور دی بادیکر دی کی وجہ کیا ہو کس عزم پر حضور عالی نے بیت اسطنت کو چھوڑا ہوا بادشاہ

جواب میں فرمایا میں غلینج خاقان حسین ہوں نہ بیان کجاوشاہ سے طلب ملک کام ہر ایک شب مقام ہر ایک شہنشاہ
 قرآن میں لاک میں آیا تھا میری شہم و چراغ جو بیٹی تھی اوس سے منعقد ہوئی بعد چندے برس منیٰ حضرت لیکے وہ
 روایت ہوا تھا کسی سال گزیرے اوسکا حال نہ کھلا کہ کیا ہوا محکو انتظار میں ہو دا ہوا اپنے شہر سے دورنگ فرقت سے
 شیشہ دل جو تقدیر بیان لائی ہو دیکھیے تقدیر میں کیا ہوئی ہو یہ سنکے مجدد بیاختہ گلے سے لپٹ گیا کہا میں آج کا نو ہوں
 مان آپ سے شہر لوفی میں حکومت کرتے ہیں ہم دو بھائی غربت میں والدین کے قدموں کے دور مرتے ہیں جب یہ
 ہم غمخوش ہوا تو او دور بھی ہو کجاوش ہوا سلطان حسین بار بار گلے لگاتا تھا شادی مرگ ہوا جاتا تھا پھر مجدد نے اپنے
 نکلنے کی ہستان عرض کی تو اسے کاحال سنکے رنج و ملال سنکے بہت رو یا فرمایا تم گھبراؤ نہیں اور کچھ خیال لاؤ نہیں
 میں زندہ ابونی میں ہو چکا پہلے تم دونوں کی صفائی و رفع ملال کرو گا آجی حضرت ہو کے اپنے بادشاہ کے روبرو آیا
 یہ پریشان خاطر چشم برآہ تھا سب حال سنایا اوسیدم کانات شاہی خالی تھے فوج تو جہان اوتری تھی اوسی جا بہرہی فقط
 خاقان حسین ایچند قریب ہم نشین و معتدرا لکین شہر میں آیا برسی دھوم سے دعوت ہوئی تمام لشکر کو بکی چائی ہاتھ
 لگی دوسرے روز بادشاہ نے ملاقات کی باہم بیٹھے سرگرم احتلاط تھے یکایک ہر کارے خبر لیکے حاضر ہو
 کہ فوج دریا موج مثل سل شرق کی سمت سے ہو نچی ہو کو سو گے دور میں اوتری ہر نیمہ ہامی بزرگ اور کطرح دور
 چلکتے ہیں جو اسہر نگار کلس طلائی خورشید کی آنکھ چھپکتے ہیں پھرتے پھرتے صبار فتارہ کارے تھاکے
 لشکر کی انتمان ملی مجبو پھر آئے حضور میں عرض کی اب کی بار مجدد و اسد دونو بھیجے گئے جب یہ وہاں ہوئے
 تو فی حقیقت یہ غمغیر اور انبوه کثیر کبھی انکی نظر سے گذر اتھا بہت تلاش سے وزیر کا نیمہ ملا وزیر نے مطلق
 یہ پچانامہ استفسار کیا شہر یار ابونی قرآن میں اپنے جگر گوشوں کی تلاش میں نکلا ہوا مجدد نے کہا ہلو او کاحال
 معلوم ہوا ہر آپ حضرت کے روبرو بچلین تو ہم بیان کرین وزیر یہ کلمہ سنکے اوٹھ کھڑا ہوا دو نو کو قرآن کے
 سامنے لیگیا بیٹوں کی صورت دیکھتے ہی قرآن گھبرا کے جو اوٹھا غش آگیا زمین پر پڑا مجدد و اسد دونو لپٹ گئے
 فرزندوں کی اوجو داغ میں گئی آنکھ کھول اوسی طبیعت سرور ہوئی غشی فوراً دور ہوئی بیٹوں کی سرگذشت دیکھی جب
 خاقان حسین کا آنا سنا سوار ہو کے شہر میں داخل ہوا لشکر اوسی مقام پر ہا بادشاہ سے ملاقات کی ملکہ کو دکھیا
 خاقان حسین کے قدم پر سر جھکایا اوسنے گلے لگایا بار بھٹایا قرآن نے گذرے سامنے سنا اوسنے

ہنسو بھرتے سب نے یکے بان کہا وہ بیچ اچھا اور انجام بکلاحت ہو دنیا میں شادی غم توام ہو جو ناز و نعم میں پرورش
 پاتے ہیں بی بی بیچ دلا اور اٹھاتے ہیں اس عرصہ میں پھر پھر گدرا جو تھی طرف سے اور بادشاہ اولوالعزم لشکر قمانوں میں
 شہر مور و پنج پہلو لیکے آیا جو کوسون تک اور پیاوہ نظر آتا ہے زمین اونکے زیر قدم تھرتی ہے آسمان سر پر چکر کھاتا ہے پھر وہی
 شاہزادے مجبور ہو سوار ہوئے لشکر سے دوچار ہوئے حال پوچھا معلوم ہوا کہ سلطان جنزیرہ خالدان تاج بخش
 بلخستان شاہنہران اپنے نور نظر کی جستجو میں آوارہ وطن حاصل بیچ و محن ایذا می سفر اور اٹھاتا ہے اور یوسف لگشتہ کو یہ کیگان
 ڈھونڈتے جاتا ہے یہ خبر لیکے دو نو پھر سے باپے دادا کی آمد کا حال کہا وہ سنتے ہی بے سرو پا دوڑا اور بوجہ آیا
 شاہنہران تھی جان کے گلے لگا یادیر تک مثل اربہا رہا پٹ پٹ کپت کے زار زار سے دو آغ و ماہرت دھوئے لشکر کے کا دفتر
 کھلا لگا قمر الزمان کی صحبت سے چپ ہو اچھ کچھ نکما قمر الزمان باپ کو سوار کر کے شہر میں لایا باہم سے ملاقات
 ہوئی صحبت میں رات ہوئی بڑے دھوم سے لشکر و فکی مہمانی کی کثرت رہی کھانے پانی کی کمی مہینے سب کا تقام
 رہا پیرا لطف صبح وشام ہا پھر امجد کی شادی بوستا کے ساتھ کی اسد لائے کا یہ صلہ پایا دو لکھ لیسار لقا پایا اسکے بعد
 اسد کی شہزادہ ملکہ ماہرخ اسید کی امید و رتھی بقیہ رتھی حسب ارشاد شاہنہران کے بہت تکلف اور تیاری سے اسکی
 شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی اب باہم نصرت ہو کے اپنے اپنے ملک و دانہ ہوئے ماہرخ اسد کو لیکے اپنے عزیز
 چلی آتش پرستوں کا بادشاہ نے طول سن کے باعث گوشہ نشینی اختیار کی امجد کو اپنا ولی مجد کیا تخت و تاج حوالے کر دیا
 امجد نے حسن خلاق و فیاضی سے اہل شہر کو راضی کیا اور لیسار عدل و انصاف کیا کہ کفر کی ضلالت سے شہر کو پاک و صاف
 کیا وہاں کے باشندوں نے ملت جو سن ترک کر کے راہ رست اسلام کو اختیار کیا بجز گناہ سے پڑا پر کیا یہ کہ شہر اور چپ ہی
 شہر یاد فرمایا اچھی تمھاری خموشی کا وقت آیا نہیں خورشید نے رخ انور دکھایا نہیں کچھ تو اور کہا چاہیے چپ نہ رہا چاہیے تیری
 تھری سلسل نے یوں ام میں لیا ہے بھٹے اوٹھایا ہے کیا کہوں تیری باتوں میں جن مزا پایا ہے شہزادے نے عرض کی حضور کار شہ
 بجالانا سعادت ابدی ہر کسی میں اونڈی کی زندگی ہونے انداز کا قصہ آغاز کرتی ہوں انہار راز کرتی ہوں
 قصہ خاقان زبیر محمد بنی ہاشم ہاشم کا لوٹھی ماہ و ش بہ صفت موصوف کا بادشاہ کی فریشت
 سے ننگا اس کے بیٹے نور الدین کا فریفتہ ہو کے تصرف میں لانا گھر بباد کر کے ایذا می نعر
 اوٹھانے شیخ ابراہیم کا تقویٰ مٹانا خلیفہ کا آگاہ ہو کے رسم فرمانا مطلب لانا

خلفای عباسیہ کے زمانے میں محمد زبیدی خلیفہ ہارون کا چچا اور بھائی شہر بانسہ سے میں کار فرما بی بادشاہی کرتا تھا
 اور سکے دو وزیر مذہبی تھے خوش تمسیر تھے وزیر اعظم کا نام خاقان تھا دوسرا وزیر مشہور میر سامان تھا خاقان فیاض رحمہ
 رعیت پرورد غبار نواز تھا اور میر سامان حاسد کم بین بننا باز تھا اس صفت کی باعث تمام شہر اوس کے بیزار تھا اور خاقان کا
 ہر ایک مخلوم جان نثار تھا یہ تقدیر بابر ہم عدوت بڑھاتا تھا میر سامان نے لکھا تھا ایک روز بادشاہ نے خاقان سے
 کہا میرے واسطے اک لونڈی ڈھونڈ کے لا بشر لیکن مہر جبین ہو بہت حسین ہو اور گانے میں ناز مانہ ہو اور سلیقہ شگفتا
 میں پیش و پگانہ ہو وہ حاسد بولا اس صفت کی لونڈی بہم ہوگی اور جو ملی دس ہزار اشرفی سے قیمت کم ہوگی ۶ عدد و شود
 سبب خیر کھرا خواہد + اوس وقت دس ہزار اشرفیان بادشاہ نے عنایت کیں خاقان نے قیمت سے کہنے کے لئے مکان
 میں آیا جو جو بردہ فروش والاں نے مرد و شہر میں تھے سب کو بلایا اور سمجھا یا کہ حسین اللہ صفتیں باؤ جو کچھ مانگے قیمت دو ہزار
 پاس لالہ لالچ بڑا ہوتا ہر رات دن وہ سب اس جستجو میں کہ بوجہ ہر تھے اتفاقات نامہ پارس سے ایک تاجر آیا اور صبیحی و شام
 چاہتا تھا اوس کے بتر لونڈی لایا لوگ وزیر کے پاس لائے امتحان جو ہوا تو اور بہت ہی صفتیں زیادہ کھلین نظم و نثر میں کہتا
 سرا پا قدرت خدا تواریخ یاد منطلق میں اوستا و علم مجلس سے آگاہ ہر فن میں طبیعت کو راہ خاقان اوس کو دیکھ کے شیدا ہو گیا
 بجز اوس کو سولے لیا دس ہزار اشرفیان اوس کو حوالے کیں وزیر سوچا کہ یہ نیرزل و مقام سفر کی ایذا دھٹکے آئی ہو تکلیف
 پائی ہو رنگ متغیر ہو دو چار دن راحت آرام دون پھر بادشاہ کے حضور میں لیچون یہ سوچ کے محل میں لگیا بی بی کے
 سپر دیکھا کہ یہ منظور نظر بادشاہ ہے اسکی بہت خبر داری کرنا گو کہ تیر ہی پر اسکی پرستاری کرنا نام اسکا حسن افروز ہر وہاں
 تمھاری ایک روز ہو اور اوسکو سمجھا یا کہ تو کسی کے رو برو نہ گانا کسی سے صحبت بڑھانا تجکو بادشاہ کی خدمت میں
 جانا ہوا احتیاط شرط ہو گزارنا ہا ہر بلکہ میرا بیٹا جو آئے اوس سے ملاقات نکرنا گانا بجانا ایک طرف بات نکرنا دوسری طرف
 یہ سبق پڑھا کے دربار میں گیا نور الدین اسکا بیٹا حور تمثال برہی جمال لطیفہ گوہر بلذہ شہ جو ان رعنا خوش گلومر جان
 مریخ تھا کھانا کھانا نیکو محلمیں آیا اور حسن افروز کا چاند سامنے فلک سے دکھایا آٹھ پوٹ ہو گیا باوجودیکہ بادشاہ کی
 خواہش وزیر کی تلاش میں کاہش سے خوب آگاہ تھا کچھ اسکا خیال نہ رہا محبت کا آزار ہوا و حمل کا طلبگار ہوا اور حسن افروز
 بھی اسکی صورت زریبا دیکھ کے جو کڑھی بھولی اپنا جمال کھلا سمجھی چہرہ نیر اعظم کا اوس کے منہ کے سامنے زرد معلوم ہوئے
 لگا آنکھوں میں ہر سون بھولی یہ فکر ہوئی کہ بادشاہ سے دو چار ہون اسکی خدمت گزار ہون آنکھ لڑتے ہی مکان پر و سہام شہ پر

تھی تو وہ طو خان کا ڈرنہ رہا باہم گوشہ میں بیٹھ کے تیر اندازی ہونے لگی بد میں نوکی نگاہ بچا کے جان دینے کو لیس ہوئی نظر بازی ہونے لگی دفعہ دل و جگر میں طرفین کے گھاؤ ہوئے طبیعت کے گھاؤ ہوئے شعور و خاطر انکار خار خار ہوئی + وہ لگی بچھٹی دوسار ہوئی + اسکا چہرہ زرد ہوا اسکے دل میں درد ہوا اور دوسرا آہ گرم متاع صبر و قہر صلا لگی اور فریق دم و سر ہوا مثل شہو و عشق اور مشک چھپتا نہیں جلد افشا ہوتا ہر سلسلہ الفت کا اسے تشریح ہو کے سوا تیار پہلے نور الدین کی ان پر حال کھلا پوشیدہ بیٹے کو بلا کے سمجھایا بادشاہ کا ڈر سنایا اسنے سر جھکایا شرم سے کچھ زبان نہ لایا کئی دن کے بعد وزیر نے حسن افروز کو حمام میں بھیجا وہاں جو رعنایت ہوا وہ جو نہما کے حمام سے نکلی اور وہاں جو لپٹنا رنگ مٹ پ دونا ہوا اٹھتی جوانی کپڑے وہاں فی حسن لہلہا نے لگا اسکے بعد وزیر کی بی بی حمام میں چلی وہ لڑکی ان نگہبانی کو حسن افروز کے پاس بٹھائیں کہ نور الدین اگر آئے تو بات نہ کرنے پائے عورت سے سیدہ جان دیدہ یہ نہ سمجھی کہ پڑے کی ضمانتی کیا شہباز عشق شکا کر چکا تھا اور نو نکور خدار کر چکا تھا نور الدین جو آیا میدان غالی ہا یا اسکے حجرے میں سیدھا چلا گیا جھوکر یونے شوہر و غل بہ چند کیا مگر دونوں نے ان کو باہر نکال دیا ورنہ بند کیا جتنا نور الدین حمام سے آئے یہاں بید غم وہ کام ہو کے کہ حسن افروز کے ساتھ نور الدین بھی نرا واجام ہوئے وہ جھوکر یان روتی حمام میں گئیں کہا ہکو ہاتھ بکڑ کے باہر نکال دیا آپ اندر گئے ورنہ بند کر لیا خدا جانے پھر کیا کیا وزیر ادا نے غسل بھی نہ کیا کھبر کے گھر کا راستہ لیا ابھی وہ نہ پہنچی تھی نور الدین فانی ہو کے باہر چلا گیا حسن افروز وزیر ادا کی کو پریشان دیکھ کے قریب آئی کہا آپ نے ہمارے چلی آئیں اسنے غصہ سے جواب دیا تو نے وزیر کا سمجھانا سر پھراننا خوب یاد رکھایا کیا کیا اوس نے کہا میں اسکو بھولی نہیں نور الدین میرے پاس آئے تو کیا ہوا وہ کہ گئے کہ باو شاہ کے روبرو اب تو نجائی وزیر اعظم نے ازراہ کرم مجھ کو دے ڈالا میں اسکا کیا چارہ کرتی ہا کہے کیونکر نہ رہ کرتی اور سچ تو یہ ہے کہ میں بھی اسکو پیار کرتی ہوں اگر سر مانگیں اسنے قدموں پر تیار کرتی ہوں اسی گفتگو میں وزیر ایامی بی بی کو روتا پایا کہا خیر ہو جواب دیا تم نے خود شہر بڑھا یا نور الدین کو حسن افروز کو دے ڈالا وزیر نے کہا لا حول و لا وہ بولی میں کہ بخت حمام میں گئی تھی نور الدین محل میں آیا حسن افروز کے حجرے میں گیا کہا اور میرے بچوشی عنایت کیا مجھ کو یقین ہو یہ کچھ جو اوس نے کہا ہوتا اسکا دامن لوٹ سے پاک رہا وزیر نے اسنے سر پٹنے لگا کہا افسوس! اس ظالم نے دغا بازی کی باو شاہ کی امانت پر دست درازی کی بی بی نے کہا

یہ تو ہر جگہ والا لاکھوں مال کے مالک اور کہ جلد و دوسری اور ڈھمی لاؤ وزیر نے کہا تمکو معلوم نہیں بغلی کھو فساد و سرافروز بہت
 میرے سنانے کی تبریر میں ہوتا ہوا اس سنا اور بادشاہ سے عرض کیا پھر کیا حال ہو گا غرض کہ وزیر نے پھر دلاؤ لاکھوں مال کا
 و ہم کاکے حکم کیا کہ اگر جلد روٹی آئیگی تم سکی جان جائیگی وہ وعدہ کر کے گئے تلاش میں مصروف ہوئے انکا غصہ بھی
 کم ہوا نور الدین اوس دن سے باپ کے سامنے آیا مترم خوف سے منہ چھپایا اور فری زادی کو ہر دم یہ دھڑکا تھا کہ
 جسدن نور الدین محل میں نظر آئیگا بر محل وزیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور بہت وزیر سے کہا اسکے سوا چراغ کا شانہ
 نہیں سکو مارا تو اندھیر ہو گا پتلا و کے پھر نہ پاؤ گے تمہارے خوف سے گجر و دم وہ کل جلا ہوا ایک دن تم دروازے پر اوسے
 روک کے قتل کی جو چکی دینا میں پاؤں پر گر کے پھاؤنگی اوسکو گوشالی ہوگی تمہاری طبیعت بچ سے خالی ہوگی وزیر نے
 یہ بات پسند کی دم سحر اوس سے پیشتر دروازے میں چھپ ہا نور الدین جو نکلا وزیر چھاتی پر چڑھ بیٹھا خنجر کھینچ کر گلے پر رکھ دیا جاہا کہ
 قتل کے فری زادی نکل کے پاؤں پر گری ٹہری بہت سے بیٹے کو پھایا اور سفارش کے حسن افروز کو دلا یا اب یہ دو لغو پیش
 و نشا طوہن ات بسر کرنے لگے مرتے شام و سحر کرنے لگے قضای کار وزیر کو پٹے گھیرا صحت سے بچھینے عرض چھپتا
 جون جون و اکی ہا جب غیر حال ہوا و سست کیا دشمن کو بھی طال ہوا یا زشتنا باہم ہو کے عیادت کو آئے وزیر نے
 سکے رو برو چہند کلے بطور وصیت بیٹے کو سنانے آون باتوں میں یہ بھی کہا حسن افروز سے کج ادائیگی نکرنا بہت
 بے اعتنائی نکرنا یہ بھلا کے سر اوج سے کوچ کیا عالم لقا کار استہ لیا تمام سترے ہر حرم کا نام کیا عزیزوں دوستوں
 بہت بچ واکم کی جمع کثیر بنا پھر چہزار کے ہمراہ ہوا ہر ایک نالہ و آہ کرتا چلا بری شوکت شان ساز و سامان قبر میں دفن کیا
 نور الدین جہلم تک صفت ماتم بچا کسی دست و پشنا کو بھی لپٹے گھر آئے نڈیا اسکے بعد شہر کے اباش جمع ہوئے ناؤ تو میں
 ہر وقت بہوش رہنے لگا دریا سخاوت اولٹا بیٹھا لگا چند عصہ میں کثرت ہراف سے گھر صا کر دیا ہا تاکہ حسن افروز کا زوی
 بھی بک گیا جب کچھ نہ ہا تو آنے والے پاس جانے لگے اپنا اپنے ٹھکانے لگے جن جن سے چشمہ شہت تھی وہ آنکھ
 چرانے لگے آخر قانون کی نوبت آئی تقدیر کی مخالفت سے عسرت و تکلیف نے صورت دکھائی جب تین دن گزرے کو وقت کے
 سوا کھانا اور کچھ نلا تو مجبور ہو کھولنے فرسے کہا آج حرام بھی حلال ہو میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ مجھ کو بچنے چندے زسیت ہے
 کہ رعنائت خدا کے منتظر ہو پہلے غلام بکے اب حسن افروز کی باری آئی تھاس میں سواری آئی دفعہ نور ہر حکم کا
 غلغلہ مجاؤن نے اللہ اکبر کی صدا دی و روی پئی شہزاد ساکت ہوتی شہر یار نے عبا و تخاؤ کی اہلی اودوسر

شاہنشاہ روزافون مشرق سے نمودار ہوا اور شہر یار نے تخت طلائی پر جلوہ دیا معاملات ملکی و مالی کی دیکھتے مجال میں دن تمام کیا شکوہ غلو سے زمین تشریف لگے آرام کیا جب بخوری رات رہی شہزاد سے کہانی کی فرمائش کی یہ گویا ہوئی کہ حسن افروز کو حاجی حسن تاجر سے اسکے باپ کے دس ہزار اشرفی دیکے مول لایا تھا اوس سے نور الدین نے خیال کیا وہ درہ و درویش کو بلا لایا باہم سب نے یہ شورہ ٹھہرایا کہ اب پھر از اشرفی سے زیادہ قیمت اسکی تیلیگی بیان یہ مجمع تھا دوسرے وزیر کی سواری آئی اور بھیڑ دیکھ کے حاجی حسن سے حال پوچھا اوس نے کہا لوٹدی بلکہ کو آئی ہے چار ہزار اشرفی سے قیمت لگائی ہے مالک اضی نہیں ہوتا ہر وہ بولا قیمت مجھ سے لے لوٹدی دلو اوے تیرا احسان ہو گا تیرے لیے راحت گسا مان ہو گا اوس نے نور الدین سے یہ ماجرایاں کیا اسنے کہا یہ ہمارے خاندان کا دشمن ہے اسکو نہ دنگا یہ خبر وزیر کو پہنچی باہم پہلے تکرار ہوئی پھر حجتی پیرا ہوئی وہ بڑھا یہ جو ان تیرا رکھنا کیا گسا مان نور الدین نے پچھا اسکے سر بازار خوب مارا وزیر مجال اس کے پٹے پھٹے بدن سو جا ہوا بادشاہ کے سامنے پہنچا اوس نے پوچھا کیا حال ہے عرض کی خانہ زاد دربار سے بخیا نے کو جاتا تھا جو کل میں مجمع دیکھا سو درگدلال باہم قیل و قال کہتے تھے میں نے پوچھا کیا ہے وہ بولے لوٹدی بلکہ تھی ہے اسکی خریداری کا سبکو سودا ہے سلام کو بھی خواہش تھی و بر و جو بلوایا خدا کی قدرت کا تماشایا لوٹدی بدرجہہ میں پیکر مہر حسین تھی نہیں میں آیا اسکو مول لیکے حضرت کو نذر کروں مجلس کے خاص میں ہو پنا دوں قیمت پوچھتا تھا وقتہ خاقان کل بنیایا لوٹدی کو چھین کے کہا مجوسی ہو دی کے ہاتھ اسکو مفت بیچوں گا تجکو نہ دوں گے میں نے مجھا یا کہ میں اسکو بادشاہ کے واسطے لیتا ہوں اسنے نہ مانا آخر کار طول ہوا سر بازار بنگو مارا آبرو گئی یہ حصول ہوا وہ جو حضرت نے سن کر اشرفی خاقان کو اسو واسطے دیے تھے اوس سے یہ لوٹدی خرید ہوئی تھی وہ حضور میں تو نہ لایا بیٹے کو جو الہ کیا خاقان جب مگر گیا یہ آوارہ تو تھا مطلق العنان ہو کے نقد و جنس عیاشی میں کھو کے اب لوٹدی غلام بیچتا ہے بادشاہ سے ماجرا اسکے بد مزہ ہوا وزیر کو نصرت کیا ایک تمندار کو بلا کے حکم دیا کچھ جو ان ہمراہ لیکے خاقان کے مکان چلا نور الدین کو مع لوٹدی کے حضور میں لا اور اسکا گھر کھوڑ کے خاک میں ملا نا درو و دیوار کا نشان مٹانا ہنوز تمندار و پیادے کمر باندھ کے چلنے پر آمادہ تھے کہ سبخر نام خواص سلطان تھا حقیقت میں غلام با وفا خی خاقان تھا نور الدین کے واسطے یہ حکم جو سننا سن ہو گیا سر و ہننا ہر کیف دہرا ہوا نور الدین کے پاس آیا وزیر کی ادب و بادشاہ کا ارشاد کہ سنایا پھر حیب میں ہاتھ ڈال کے چالیس اشرفی نکال نذر کی اور ہاتھ باندھ کے یہ بات کہی صاحبزادے برا بھلا

جلد اس لوٹدی کو لیکے شہر سے نکل جاؤ وگرنہ چین جانیکی تمہارے دشمنوں کی قہن آئیگی میں بیان آیا وہ ٹھہر نہیں سکتا لازم کار
 تھا کبھی کہیدان آتا سو گا اگر محکوب دیکھ لیکر برا حال ہو گا و اللہ اعلم کیا مال ہو گا وہ تو یہ کہ کہ خصمت ہو ا نور الدین حسن افروز کو
 دیوار چھنڈا کے شہر سے نکلا دریا کے کنارے پر آیا اتفاقاً جہاز کھلا جا رہا تھا بیچ اشرفیان بغداد کا کاریہ دیکے سوار ہوا
 ہمارا کانسکر اوٹھا چل کھلا اور حرم لازم شاہی مکان پر پہنچے وہاں وزیر نے اوہ کیا سیکو نہ پایا ہتھیار سے بوجھا پتہ بتایا مجھ کو مکان
 ڈھاکے سمار کیا زمین کے برابر ہو گیا پھر بادشاہ کے حضور میں لے کے سب حال اظہار کیا فوراً سادی کو حکم ہوا کہ چہ باز
 میں نہا کرے کہ جو شخص نور الدین کو بل لایا گیا ہزار اشرفی انعام پایگا اگر چھپانا ثابت ہو تو گون مارا جائیگا اجمال و غیر العین
 بے سرو سامان خستہ تن کا سنجوب شہر نیا در قریب آیا جہاز کے مالک نے دوستانہ سبکو بھجھا یا کہ یار و کوشش دل میں لوٹنے کا
 غریب شہر ہر دو م شام کا آدمی بیان نیک بے وجود ہر جہاں کا ساز و سامان مہیا ہو چور ٹھاک اور چکا کو بچے گلے میں بھرتا ہر
 نووار دو کو لازم ہر کسی سے اپنی کہ نہ او کی سے لگتے تھا کہ نہیں تو گرفتار بلا سو کا خدا جانے انجام کیا ہو گا جب
 جہاز کنارے پر آیا لنگر ہوا سب اترنے لگے نور الدین بھی حسن افروز لیکے شہر میں آیا اگر ایسے کا مکان ڈھونڈنے لگا وہاں
 دوست نہ غمخوار نہ سکودہ معلوم پھر تے پھر تے لب وریا نکل آیا ایک باغ بہت تکلف کار فضا دیکھا دروازہ کھلا ڈھب
 بیدھک بانگے اندر جالب نہر نہ ہاتھ دھویا بارہ درمی کے چہوڑے پر آئے بیٹھا حسن افروز سے باتیں کرنے لگا خندہ
 ہوا جو گلی دونوں کو نیند آگئی وہ آتے سلطان فی مغرب طبع خلیفہ ہارون رشید تھا حقیقت میں دیدار نہ شنید تھا بارہ درمی کی
 صورت کی عروس کو کھیل سچی چھت پر دیکھا کنول لگے اسی دروازے سے مختلف رنگ کے تقریبی طلائی جواہر نگار مینا کار باغ سے
 زیادہ دروازہ دیکھیں بل لوٹن میں بہا بل بند ایسا کہ روشنی اسکی تمام شہر کو نظر آتی تھی ایک شمع روشن ہو تو ہزار کی چمک کھاتی
 تھی اور وہ باغ کا شیخ ابراہیم نام وومی احترام تھا اور کا اہتمام تھا بے اجازت اسکے ہوا بار نہ باقی تھی انسان کی نوبت
 کب آتی تھی قریب شام جو وہ آیام و عورت دونوں کو خواب غفلت میں پایا پہلے تو غصہ آیا پھر خوف خدا ہوا کہ میتر ز غریب
 حامل رنج و محن ہیں خلیفہ کا حکم سامعین میں اہمراہ نہیں بے سرو سامان خستہ تن ہیں قریب کے جو دیکھا دونوں جو بصورت
 نوجوان چہرے سے غلغلی بیان آہستہ سے وار و غمہ متصل آیا نور الدین کا پاؤں بکڑے کے بسہولت جگا یا نور الدین نے نکل کر کھلی
 دیکھا ایک شخص فخر بارش سفید پائنتی کھڑا گھبرا کے اوٹھا مودب سلام کیا کہا اسی پر بزرگوار کیا ارشاد ہوا ہوشی نے
 فرمایا فرزند ارجمند تو کون ہو کہا سے آیا ہوا سے جواب دیا غریب بیچارہ دے آزار دوست غمخوار اس شہر میں مہینی ہوں

ایک اتلی اگر صلت ملے تو غیاب خراب کسی گوشے میں بڑھ کر بیٹھ کر اسکی باتوں پر محرم آیا اور روزہ باغ کا آب جا کے بند کیا تو ایسی کیم کو پسند کیا جہاں سے تمام باغ کی کیفیت نظر آئے پھر کالطف اوٹھا کہ جب نورالدین باغ چلا تو شرفیاب جیسے کمال شکیلوں کی باتنا اور احسان کیجیے اکل شرب کا سامان دنگا و بیجیے ع زریر سر فرولا دنی نرم شود و شیخ اسکو سونے کی چوڑیا بجا جلد تحفہ غزالا یاد و نو کو کھلایا جب پیٹ بھرا تو نورالدین نے کہا تمہارا ایسی جگہ آپ نے چھایا کہ سارے باغ کا جو بن بوجہ احسن نظر آیا اگر بارہ دوری کی حسرت باقی رہی اسکی نشانی یہی شیخ نے اسکا روزانہ کھولا اندر لگ گیا سبحان اللہ و مجدہ خلیفہ کی نشست اور جلسے کے مکان نقش سینے کا کام مطلقا تحریر ہر محراب طاق بے نظیر فریاد شیدا محفل کا عجیب و غریب آہ کی سکتا ہے جو باہر نظر اٹھائے دیوار کی قسے کی وہ چمک دکھائے بند کی کا یقین منہ صاف نظر آئے نظم

طاق کسر سے حسن بیچ چند	تھو قصیر سے متبجہ میں بلند	کاخ گروں کی بجھی ہا علاقتا	ہم قصر و در بھیا تھا
ساق سپین تھے وہ ستون	غیرت شمع طور تھے وہ ستون	ور فردوس سے بھی خوش تر	رشک خوش جو زمین پر در
شیشہ آلات وہ لگاتھا نام	صبح جنت بھی جس سے نور نام	اے بنے ننگ کو ہلو کر کے تھے	جھاڑ سپا کیدال اے کھتے تھے
جھاڑ کو دیکھ کے ہوا ثابت	سبح سپا کہو گئے تاج	وہ ہمارا طلسم نقش و نگار	
سقف نقاش چین کے کھچھیر	دنگ جون پھینک کر گیا سن	جھاڑ شری وہ جبار سو برنو	غیرت افزا می خوش گلشن طور

پرے زر لقب کے بھاری

نورالدین نے کہا اگر بیان ہسنے کی کیش باجارت ملے تو درم نا خریدہ غلام ہوں شیخ سوچا اگر خلیفہ کا قصد ہوتا تو دسے خبر ہو جاتی آج وہ نہ آئیگا ان ندریوں کا دل پہل جا گیا کہا اچھا یہ دونو ایک جلیٹھے چاندنی کی کرنے لگے تھی جو دعویٰ اتفاق شیبہ تابندہ تھا ایک ایک کو کتب شفاف کمال چاندنی تھی + دنگی سی تمام چاندنی تھی + شیخ بولا کہا نام کھا چکے اس مکان میں آج اور کسی چیز کی ثریب ہو تو لا دون وہ بولا اگر انگوری شراب اور تحفہ کباب آپکی بدولت ہاتھ آئیں تو اس مکان اور باغ کا لطف اس چاندنی رات میں اوشٹائیں بقول اسد اللہ خان غالب غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی پیتا ہوں روز ابرو شب ماہتاب میں چھٹیجے نے کہا جا بار طواف بیت اللہ الحرام کیا ہو یعنی حرام شو کا نام کبھی نہیں لیا ہر نورالدین نے کہا سامنے گدھا چڑتا ہوا اسکے بالان میں دو شرفیاب رکھتا ہوں درمچا نے پر لیا بیٹے اشارہ کافی ہو جب وہ اسپر شراب کھدے بے تکلف چڑھکے چلے آئے ۶ بدوز و طبع دیدہ ہوشمند پر شیخ راضی ہو گیا ایک شرفی تو

عامے میں کچھ دوسری گرتے کے چار جامے میں رکھی اوکو ہانکتے خاک بھانکتے خانہ خمار میں ہوئے شراب گلاب
 دو نو لیکے پھرے نور الدین گما اپنے کا برتن نہیں شیخ نے کہہ کھول کے دو گلاس الماس تراش خلیفہ کے پیئے کے
 اور شہری کے جوڑینے کے میوے سے بھرے رو برو لاکے دھرے آپ مجھ کو کچھ دور جا بیٹھا امان دہرے
 جلا حسن افروز کو سرور جو ہو گا گانے لگے اس صدای دلنریب شیخ کا برا حال ہوا اور جد کمال ہوا فرے میں جو آئے
 جو تڑکھسا کے قریب آئے نور الدین گلاس بادہ اور عوامی کے بھر کے شیخ کے رو برو لایا شیخ نے کہا میں اپنا
 قصہ نہ سنا چکا ہوں گئی ابریکہ معظیہ جا چکا ہوں مجھ کو معاف کھو اسرار زکرت حسن افروز نے نور الدین کے کان میں چپکے سے
 کہا اب تم بیہوش ہو جاؤ تو میں شیخ کی گت بناؤں انکا تقوی ہٹاؤں نور الدین وہ جام پیکے پشت بند میں ہوا
 ہاتھ پاؤں پھیلا دیے وہ سمجھا بیہوش ہو گیا اور شمال عورت پہلو میں شیطان سر پر سوار ہوا اوسو سے آنے لگے
 شیخ صاحب بھر بھرنے لگے جب وہ گاتی کچھے دتران اور اتی آنکے دل پر چوٹ لگ جاتی شعہ جو خانہ خانی
 و عشوق مست ناز بودہ توان گرسیت بر آن کس کہ پالبار بودہ حسن افروز نے کہا یہ اسکی عادت ہر جہان دو چا
 جام پییم پتے پھر ایسا بیہوش ہو جاتا ہوں کہ صلیح کی خبر لاتا ہوں شیخ کی اور تسکین ہوتی اسنے گلاس شہر شیخ کی
 گردن میں ہاتھ ڈالا اور مسکرا کے کہا شعہ بیہوش بادہ کہ ایام ہم نخواہد ماندہ چنان نماز و جنبین سیز

ہم نخواہد ماندہ اسکو بی جاگناہ اسکا میری گردن پر بقول قائل	ہم ہوا اور کینج باغ ہوساقی ہوا ہوت
اور کوئی وان نخل نہو باعث جبارکا	دے ذائقہ زبان کو درج کے لعاب کا
مست کیون کہے کہ ہمارا اہو پیے	اوسوقت ہم سلام کریں متبلا کہے
گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا	اور امتحان بغیب تو یہ آب کا غلام قائل نہیں ہر وقت کہ کسی شیخ و شاب کا

شیخ صاحب کی جان تولوٹ تھی ہر تان کی دل پر چوٹ تھی ادھر ادھر دیکھ کے جام منہ سے لگا لیا بی گیا اس کینج کا
 منہ سے لگنا برا ہوتا ہے پیئے والے کو جو کا ہوتا ہے ع جھٹی نہیں ہونے سے کہ کافر لگی ہوئی ہ تازہ مر آنا بن
 پایا بفل میں ماہ پیکر نظر آیا سرور جو ہوا خود گیلیاس بھر کے پیئے پلانے لگا پھر حسن افروز نے کہا ہر ہو کیسا اندھیرا
 کچھ نظر نہیں آتا ہر دم قلق کرتا ہر گھبرا تا ہر شیخ تو خود رفتہ ہو چکا تھا ہوش جو اس کو چکا تھا اور محتاجے جھار تھا
 کنول ہتی اور گیلیاس کے تھے اور جبقدر جھار فرشتی تھے سب جلا دیے رات کو دن بنایا نور الدین خوشی سے ہاتھ لگے

فلک اول پر چکا چوند ہوئی شربا یا خلیفہ اوس ات لب یا محل میں جلوہ فرما تھا باحکمی روشنی دیکھ کے چونک بڑھا
 جگر کو بلا کے دکھایا وہ بھی حیران ہوا کہ یہ کیا غضب کا سامان ہوا خلیفہ کے خوف سے بات بنائی کہا شیخ نے منت
 مانی تھی کہ اگر وہ برائے بارہ درمی میں گئی کے چون غ جلائے خلیفہ اس بلانکو تو سمجھا اہنیک بدل کے چلا جعفر و مسرور
 پہلو ہوا تو براہ ہوا اور مسلسل ہر کی روشنی سے طلعت شب کا نور ہوئی تو سر کی تپائی سے تیرگی و سر ہوئی تپسہ تیر گانے
 کی صورت نظر آئے لگی شیخ فانوس میں جھللائے لگی شہزاد نے خموشی اختیار کی تھیرا کی طبیعت بتیرا کی بالہین جست
 جو سر اوٹھایا صبح کا جلوہ نظر آیا فرار عبا و تخانہ کا غم کیا بعد فراغ نماز تحت سلطنت پر جلوہ و با عدل و انصاف
 میں صورت ہو جب ہر جانتا ہے ایوان مغرب میں قدم رکھا شہزاد نے دربار برخواست کیا خلو تسرا میں داخل ہوا
 شہزاد حاضر ہوئی کچھ ات غلطی میں گذری پھر دستار گذشتہ کا خیال آیا میان کا حکم فرمایا یہ گویا ہوئی کہ خلیفہ
 ہارون رشید نے باغین پہنچکے دو نو نکو چین میں ٹھہرایا خود بے باؤن بارہ درمی میں آیا وہ عجیب جاننے آیا
 پرستی پیکر جو خصال عورت بیچ میں پہلو میں جو ان رعنا و سر بطرف شیخ بوٹھا ہاتھ میں ساغر و اس ماہ پیکر سے کتا ہر
 تمھارے گانے سے طبیعت سیر زمین ہوتی کچھ تو گانوں آٹھ لایہ کہ کے خود گانے لگا ہاتھ بڑھا کے بجاو بتانے لگا
 خلیفہ کے ہوشیج ان ہو گئے کہ شیخ باہر نہ ہر و تقوی ایسا نرے میں آگیا غوطہ کھا گیا جعفر مسرور کو اشارے سے
 بلا یا یہ رنگ دکھایا اوس نے شیخ کو جو نشہ میں چور پہلو میں جو رکو دیکھا تھیر ہوا عرض کیا کہ یہ تھی مرد و جنہی میں شیخ
 میں گرفتار شیخ جی میں یہاں کہ نہنگو تھی شیخ نے پھر اوس پر روسے گانے کی فرمائش کی وہ بولی ساز زمین آواز کا
 دس ساز زمین شیخ اوٹھا وہاں تو سب کچھ موجود تھا بانسلی اوٹھالایا اوس نے بانسلی جو منہ سے لگائی کھنڈیا کی وج
 صدقے ہو نیکو شکل آئی اس حکمت سے گائی بجائی کہ خلیفہ و جعفر و مسرور سو مجھ ہو گئے خلیفہ نے فرمایا احمق اس میں
 کیا ہو کر اسکے روبرو مجھو کر اہرینے آجتا کہ یہ صدانہ سنی تھی ایسی کیب نکالو کہ پاس بیٹھ کے منو جعفر نے عرض
 کیا خداوند شیخ ابراہیم حضور کو پچانکے مر با نیگا یہ جو ان بھی ڈر جائیگا خلیفہ نے انکو تو وہاں چھوڑا تنہا بارہ درمی
 باہر نکلا قصاصی کار کوئی دامدار انکو بلانے کا دروازہ کھلا دیکھ کے حوض سے مچھلی پکڑنے چلا آیا تھا مچھلیاں
 بحال کے اب گھر کا ارواہ تھا چاندنی شفاف تھی اوس نے خلیفہ کو سچا ہاتھ کے کہ شہزاد خلیفہ ہارون رشید نے
 اوکلی قسلی کی فرمایا خوف کی میرے پاس دو مچھلیاں چھانٹ کے اوس سے لین اپنی پوشاک اوتار کے اوس سے

عنایت کی اور ایسے چھٹے پرانے کپڑے لیکے پہننے حال لکڑی میں لٹکالیا آسکو وخصت کیا خلیفہ یہ قطع بنا کے اندر
آیا جعفر نے مطلق نہ بچانا بلکہ جھڑک کے کہا تو کون ہو اس وقت کہان آیا خلیفہ کھل کھلا کے جو ہنسنا جعفر کی جان بچ گئی
یہ نہ بچا ہی نہ ہوئے یہی صورت بنائی ہو کر اب کوئی نہ بچانے کا خلیفہ یہ سنکے آگے بڑھا کر سے کار ورازہ کھٹ کھٹایا
نہیں لے ڈرا نہ ہی خلیفہ نے مر ورازہ کھولا کہا کریم مچھلی والا بیان جلسہ دوستانہ سنکے یہ دو مچھلیاں سیر ماہر تھیں کولایا ہوں
دور سے آیا ہوں حسن افروز مچھلی کا نام سنکے تڑپ گئی کہ اس وقت کیا نعمت غیر تر قب ہاتھ آئی ہر اتنی عنایت خدا نے
بجھوائی تیر شیخ سے کہا یہ جو بانگے اسکو دیکے کباب جلد بنا لا شیخ ابراہیم نے کہا اگر کریم میرے باور چچانے میں حساب
سامان میں ہو جو وہ کباب لگا لا خلیفہ نے کہا بہت خوب باہر آکے جھٹکے کہا شیخ کے باور چچانے میں چلو مچھلیوں کو
تلیں گے کباب لگائیں تجربا میں بھیڑے گئے کہ اب تیر جعفر خلیفہ نے وہاں جا کے ایک کباب لگائے دوسرے کو بلا تجربا وہی
کی طرف چلا برسوں کے سامنے اسکو رکھا اور جب لبون کلا عرق اوسکا مچھلی ڈالا ایک تو خٹھ پائی تھی دوسرے کھٹ ابر
چیز تیر تیر شیخ غنیمت کی آنت خیر نشہ میں سب چور تھے مچھلی زبان پر رکھتے ہی لوٹ گئے کہا تمام عمر ایسی مچھلی کسے پکائی تھی
نہ ہنسنے کھائی تھی کہ کہ نوزلدین کو چگایا ایک کٹھڑا کھلایا اوس نے تھیلی کوٹھولا کچھ شرفیان میان کریم کو دین اور کہا فسوس
صد افسوس آج محتاج ہوں وگرنہ ایسا کچھ تیا کہ تمام صنایع تیرے پاس آتی بلکہ تیری اولاد نرے اور اتنی خلیفہ نے
مچھلی والوں کوئی بان میں عادی فیاضی کی تعریف کی تجھ خلیفہ نے بانسلی اوٹھا کے پوچھا اگر یہ پرور کو کوئی کہا بہتے کہا بار بار
جیسے تمنا ہر اس نشہ کے سناٹے مشورہ میں نوزلدین نے حسن افروز سے کہا یہ پچا را بھی کیا یاد کر گیا تازتیت کی
صورت نالہ و فریاد کر گیا اوس نے بانسلی اوٹھائی سر میں آواز ملا ایسی گائی جیائی کہ دست یو دست بیوش لوٹنے لگا ہوشیا
ست ہوا خلیفہ نے کہا ہنسنے تو ایسا گانے بجانے والا بادشاہ کی سرکار میں زمین سنا نوزلدین کا یہ دستور عمل تھا جو خضر
اسکی کسی چیز کی صفت کرتا یہ اسکو فے ڈالنا فوراً کھڑا ہو گیا قبا میں اوٹھا کے کندھے پر ڈالی حسن افروز کا ہاتھ کریم کے
ہاتھ میں سونپا کہا میان تم بھی کیا یاد کر گئے ابر فرسکا گانا بجانا سنا کر خلیفہ اسکی فیاضی و حیرت پر حیران ہوا کہ
مچھلیوں کے برے شرفیان دین پھر ایسی پر نر کو تو تعریف کرنے پر نرے ڈالا سر کا بوجھ سا اٹلا جب نوزلدین جانے لے
تا وہ ہوا حسن افروز نے کہا آخر تو تم جاتے ہو وخصت کا گانا بجانا سن لو وہ بیٹھ گیا پھر تو وہ جی توڑ کے لیا گائی
اور نوبجائی کہ یہ بیوش ہو گئے دیر تک سکتے کے عالم میں بے حس و حرکت رہے کریم ماہی گیر نے کہا میا صاحب

یہ ماہر و مختاری اونڈی معلوم ہوئی جو نور الدین بولاسج کہتے ہو لیکن اسکا قصہ بہت طول اور حیرت افزا ہوتا جا کر
 ماہی گیر نے کہا مجھ کو بہت شہنائی ہوگا آپ بیاز مکین بڑا احسان کریں نور الدین نے کہا اے ناسک ابنی رام کہانی اور سرگردانی
 سنائی کہ اس کے پیچھے بننے اپنی دولت مثالی خلیفہ نے ناسف کیا پھر اسے لہجہ اب کدھر کا غم ہو جواب دیا پھر معتدلیا
 اپنا اختیار کیا ہر فرمان داد و سزا خلیفہ نے کہا اگر میرے کہنے کو عمل میں لاؤ تو سید سے بانسے چلے جاؤ ایک چہرے
 لکھو تیار ہوں محمد بن نبی جو وہاں حکمران ہووے دینا قدرت خدا شاہدہ کر لینا وہ ہنساکا میان کریم تم ماہی وہ باو شاہ
 با تو قیوم اوسکو پڑھ لکھو وہ اوپر عمل کرے عقل سے دور ہووے میرا عدم ہو ایسا نور زندگی میں نخل کرے خلیفہ نے کہا میر
 کام پہنچاؤ میں ہم کتب لنگو تیار ہوں باو اس کے لکھا کہ سلطنت حاضر ہوخواہ سکے لو با وزارت کرو میں کیا لیکن جسکے واسطے کچھ لکھا تو لایا
 کہنے سے زیادہ تر تہ بڑھایا پیشہ جبرائیل سے قل ان طلب کیا وہاں سب ان موجود تھا وہ اٹھا لایا خلیفہ نے رون سید فرود کمال کی خدمت تحریر لایا

خلیفہ ہارون رشید کا نام لکھ کے نور الدین کو دینا چھ شیخ ابراہیم کا حصہ
طلب کرنا اور غصہ میں نقاب مار بیٹھنا خلیفہ کا لباس بدل کے تخت پر جلوہ فرمانا شیخ کا ڈر بنانا

خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے محمد بن نبی باو شاہ بانسے کو معلوم ہو نور الدین خاقان وزیر عظم کا بیٹا بیٹھتھا اسکا
 پاس لایا ہوا سربلج السیر اتا ہر فوراناج و تخت یک تخت اوکو سوئے کے باو شاہ بناو تم سلطنت ہاتھ اوٹھاو پھر مخلص
 پیشانی نیرن کر کے کھلی میں نہ کہہ نور الدین کے حوالے کیا وہ آئینزل مقصد کی طرف راہی ہوا شیخ ابراہیم کریم کی طرف سے
 بولا تو وہ مچھلیاں کہہ کر پار پانچ پیسے سے قیمت زیادہ نہ تھی یہاں لایا عوض میں نقد وہ جنت گران بہا تیرے ہاتھ لائی
 ولین سمجھا ہو گا یہ سب گھر لیاؤ کاترے اور اوٹنگا یہ غلط گمان فاسد خیال ہو گا گوش دل سن اوکا چال ہو کہ لوٹدتی
 نصف حصہ تیرا ہوا شرفیان مال لیا کچھ پیسے مجھ سے لے اپنے گھر چلے اور خلیفہ نے مچھلیاں پکانے میں
 جنت سے فرمایا کہ سرور سے کہو کان پر جا کے پوشاک اور تین چار خدمتگارا کے منتظر رہے جو وقت دروازے پر
 ہاتھ ماروں اور کھاروں تو سب کو ساتھ لیکے اندر آنا جو کہوں بجالانا جب شیخ و میان کریم سے تکرار بڑھی تو ماہی کہہ
 کہ تو قیوم سمجھا تھا گالی دی اور قاب کباب کی کھنچ ماری خلیفہ نے جوت خالی ہی اس سحرے کو زیادہ غصہ کیا اوٹھ
 کے لاشی قیوم ٹھٹھنے لگا خلیفہ نے بت پڑا ہتھ مارا جس کو لیکے حاضر ہو خلیفہ پوشاک بدل کے تخت پر جلوہ گر ہوا دست
 راست جعفر جانب چپ سرور دست بستہ کھڑا ہوا شیخ عصامی پیری لایا خلیفہ کو بصد کرد و تخت پر بیٹھایا اتنا مہین

عیشہ سے اغضب سلطانی سے تھرانے لگا بدحواسی میں غش آنے لگا فوراً باؤن پر گر پڑا انھیں قدموں پر گرنے اور کہنے لگا بیشک خانہ زاد و تقصیر ہو کر انکار ہو جو سزا تجویز ہو اور سکا سزا وار ہو اگر عنایت شاہی سے خطا غفور و بیل ہو غلام کی شکل حل ہو خلیفہ نے مسکرا کے جرم بخشد یا گستاخی کا انتقام نہ لیا پھر حسن افروز سے فرمایا تو سمجھی میں کون ہوں اب او سکو معلوم ہو گیا کہ خلیفہ ہارون رشید ہر باغ و مکان شاہی ہی شیخ ابراہیم دار و غہ باغ مرد و وہی ہو خلیفہ نے فرمایا میں نورالدین سادل کا جالاک صاحب ہمت نہیں کیا اب وہ بانسے کا بادشاہ ہو گا تو میرے ساتھ حل محلین اجت آرام کرب و ہان و سکا انتظام ہو جائیگا جو باؤن بھی دیکھا وہ او بھی خلیفہ کے صدقے ہو کے دعائیں دینا ہوئی رو براہ ہوئی خلیفہ نے حسن افروز کو زبیدہ خاتون کے سپرد کیا کہ یہ امانت ہو تمہارے جب اسکی حفاظت ہو اب اس ستمزد و یکا حال سنیے خط خلیفہ کا لیکے بانسے ہو پنجابے تکلف دربار میں داخل ہو اور محمد زبیدی او سوقت عدل داؤ میں مصروف تھا اور سب کام ہو قوت تھا خرطیہ لیکے وزیر کو دیا پڑھکے او سکا رنگ نہ ہو اعلیٰ ہوا جا کے وہ پرچہ نکل گیا اور محمد زبیدی سے بیان کیا کہ یہی حرام زادہ ہو جعل کا کا غذا بنا مطلب کے لایا ہو سزا کا سزا وار ہو محمد زبیدی نے کہا اسکے مقدسے میں تجھ کو اختیار ہو وہ ظالم اسکو پنے گھر لگیا اور یہاں تک کہ بیوش ہو پھر ایک کو ٹھہری تنگ تریز نہ لسنے تھی او میں بہت بد کردیا نگہبانوں کے کہا ایک وقت روکھی سوکھی روٹی کھلانا شام کو ایک آنجورہ پانی پلانا کچھ دنوں کے بعد قتل کی تیویر نکالی اقرار پر ازسی سے بادشاہ کو آنا وہ کیا گردن مار کا حکم لیا شہر میں بنا دی ہوئی کہ کل دم سحر نورالدین جلسا زسی کے جرم میں قتل ہو گا جسے دیکھنا ہو آئے عبرت کا سزا دیکھانے سے کھلو کچھ سے پہلے اہل شہر جمع ہوئے جلاؤ لکھنے کے سر پر آیا جاہتا تھا کہ قتل کرے لیکن اہ کے خون سے ہاتھ بھرے کہ ٹخنہ چرخ چارم شمشیر شعاع کھینچ کر مشرق سے نمودار ہوا اور آہ انجم سپاہ داغ پیشانی کا چھپا نیلو کوہ مغرب کی سمت فرار ہوا تا کہ یکی شب کا دامن و شت منہ چھپا کے پردہ رکھ لیا صفا باطنوں نے نور کا ذائقہ چکھ لیا صحیح صادق کا ظہور ہوا تیرہ سرا میں عالم نور ہوا شہزاد کو چھپا کچھ نظر آئی حقہ دہن میں ہر خموشی لگائی و نیازا د نے ہر چند داد پیدا و مجائی صدا اسکی سوا اور نہ آئی کہ اگر آجکے دن جانکی امان ہاتھ آئیگی تو شب آئینہ کو باقی ماندہ کہانی چان باختہ کہ سنائیگی شہر بار بار اول پر شوق قصہ کے ذوق میں امان دیکھے بعد اداسی نماز دار الامارۃ میں مدون بخش ہو کے مشغول رہتا اور نصیب ہوا اس وقت

شہزاد کا قتل سماعت ہوا اور سبھی گریوں گردوان تمام عالم پر عیان ہوا اسکی شرح نامہ اور عیان اور چہ بیان ہر یکا لیک
سیاہی کا وہ صہب کی طرف نظر آیا کہ ہندو زمین مرے مرے سے اندھیر یکے کار پڑا زون نے نکھینچا جلوہ نہان
ہوا اور اسکا سامان عیان ہوا بادشاہ غلوسر امین داخل ہوا شہزاد کا مطلب حاصل ہوا عرض کی قبلہ عالم جب اس
نکار دہکناہ کو او میں سیاہ کے حکم سے ہتھیج مٹایا قاتل سر پر کھڑا ہوا تیغ کا یا محرز یعنی بھی دریچہ سے یہ باجر اور کھینچا
تھا کیا ایک کھنکھ کی طرف سے غبار تیرہ ہوا معلوم ہوا فرمایا جب تک اس گرو کی حقیقت سے متصل دریافت نہ ہو نور الدین
کو قتل نہ کرو جلاو نے ہاتھ دیکھا ہر ایک سے متوجہ ہوا اب سب نے خلیفہ بارون رشید نور الدین کا بانسے بھینچنا بھول
کیا فرمان لیا جلاو نے ہاتھ دیکھا کیا ایک بیاو آٹلیا جھنڈے سے فرمایا اسیدم تھوڑے جوان جلاو ہراہ لیکے بانسے جا
محمد زینبی اگر فرمان نبالایا ہو نور الدین کو سر پر جھکوست پر بٹھایا ہو تو خیر اگر لغو جانا ہو تو مانا ہو تو زینبی اور اسکا فریہ
بلاتا خیر سلسلہ آہن میں ہر جہازے رو بروئے کہ عدول حکمی کی سزا پائے تھوڑے حکم جھنڈے سے ہوا وہ
سندو تیر سمند صہر قدیم پر ہوا ہر کسے مع سپاہ جلاو گرم خیز ہو ابست جلاو بانسے میں ہو چاہیہ گرو غبار
سم سب جوانان ہتھیار نمایاں نور الدین کو تخت کے بدلے تختہ پر بر سر خٹک گریاں جاک تہ شمشیر
جلاو بد نہاد یا خلیفہ کی نافرمانی نہ نظر ہوئی غنظ آیا نور الدین کو دہن گرگ قضا سے چھڑایا وزیر کو پانچ
کر کے بادشاہ کی بارگاہ میں بھجوایا دوسرے روز خود سوار ہو محمد زینبی اور نور الدین کو اپنے ہمراہ لایا
خلیفہ سے عرض کیا کہ اوس کو زناکت میر کی باعث یہ آفت آئی تھی اگر غلام کو کیساعت دیر ہوئی تو نور الدین
کی گروں یہ شمشیر ہوتی خلیفہ کو انتہا کا لال ہوا غصہ سے ننگ بدل گیا عجب حال ہوا نور الدین سے
فرمایا وزیر کا اپنے ہاتھ سے سر کاٹ کے پھینک دو اسے عرض کی پیر و مرشد سب جانتے ہیں کہ میر
خانان کا عدوے جانی ہوا اور افسا و کا یہ بد نہاد بانی ہر لیکن غلام اپنے ہاتھ سے یہ عمل کرے گا اپنے
خانان کی وضع میں غفلت نہ کرے گا اور اسکو تو جلاو نے مارا بانسے کی فرماں والی کا فرمان نور الدین کی عنایت
ہوا نور الدین نے دست بستہ عرض کی کہ اوس شہر میں خانہ زاد کو بہت ذلت و خواری حاصل ہوتی ہے
وہاں کی طاقت سے میری آنکھ یہاں نہوگی اور نیکے نزدیک میری بات قابل اعتبار نہوگی ایسے آقا کو چھوڑنے کے
میں بجائوں گا انھیں قدیموں پر عیان نثار کر کے مرجاؤں گا یہ حرکت خلیفہ کو پسند آئی مست یاباں خاص میں

ابرو بخشی عمدہ مکان رہنے کو دیا بقدر لیاقت جاگیر ملی بڑی تو قیر ملی حسن آفریز کے ساتھ عیش آرام کرنے لگا وہ عوامی ترقی عمر و دولت خلیفہ میں لمبر صبح و شام کرنے لگا اور جعفر کی شفاعت سے محرز مہینی کی خطا معاف ہوئی پھر آس کے کی حکومت ملی جس وقت شہزاد نے یہ دوستان تمام کی بہرات باقی تھی شہر یار نے فرمایا اتنی رات ابھی باقی ہے تیرے تقریب و سبب طبیعت ابھی سیر نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ شام کو کچھ دیر نہیں ہوئی اور جو کچھ یاد ہو وہ بیان کر دو پھر عرض کی لو تھی جان نثار جو کچھ یاد ہو گا فرمانبردار کو او میں کب انکار ہو بادشاہ قدر دان ہر ہزار ہا فانیانہ بڑا ہو فوراً سینہ نئی بہستان ہر شہر یار کے چپ رہنے سے بقرار تھا اس کا انتظار تھا لکن شاد و پیشانی منسک فرمایا بیان کر دو

حکایت بادشاہ ایران کی شاہزادی گلنار کا تاجر سے مول لینا اور سپر فرشتہ ہونے سے عورتوں کے تعلق چھوڑ دینا اور اسکے بطن سے فرزند وارث تاج و تخت کا پیدا ہونا

یہ نگرشہزاد طبل کبیر ح گلشن تقریر میں چکنے لگی کہ سرزمین ایران شک گلزار جناب مشہور ہر شہزاد و اصفا ملی لطافت و فراخ انہر بیان پر مذکور ہو وہاں کے بادشاہ کو شاہنشاہ سب کہتے تھے بڑے بڑے تاجدار تاج گزار عزیز کبیر ح دست بستہ رہتے تھے ہاں دولت خزانہ کی کثرت تھی فوج دریا موج او کی دیکھ کے فلک پر کوسرت تھی جہاں کا ساز و سامان ہر آن مہیا تھا لیکن ارث تخت و سلطنت جو تھا تو یہ کیا تھا ہمیشہ اند و بگینہ صدر نشین ایک جاہ و جلال رہتا تھا آٹھ ہر شگفتگی طبع کو اولد ہی کا مال ہوتا تھا سو محل بہت کر دے بے بیون مہر طلعت ماہ پیکر کے بعد اجدا تھے

اور خواہ حسین لہبتان ہمیں کی رہی دست بستہ پیش نظر سدا تھی مگر شاہ ہر دعا سے ہم آغوش نہوتا تھا فرزند کا قلق کسی دم فراموش نہوتا تھا اکثر تاجر دور دور کے لوٹیاں اوسکے نزدیک لائے گران قیمت بیج جاتے مگر شہزاد بارہ لانا شاہنشاہ جس عقیدت فخر اصلی گوشہ نشینوں کی خدمت کرتا غنچہ تننا شگفتہ نہوتا نخل آرزو بچل نہیا نہ پاتا

ایک مرتبہ خواہ ہر عرض ہوا کہ ایک شوگر لوٹھی پر پی پکیر تیر لایا ہر سفر دور دراز گوارا کر کے باسید ملازمت آیا ہر شاہنشاہ نے فرمایا جلد مرد و دولت پر حاضر کروہ سو دگر لوٹھی کو ہمراہ لیکے آیا اور نقاب پر زراو اسکے چہرہ اولٹ کر نہ اور نقاب محشر کا دکھایا بادشاہ او کی صورت پر نیت وزیب جمال اہر فریب بیکر بیوش ہو گیا

جب سب بھلا قیمت پوچھی اوس نے عرض کی ہزار اشرفی دیکے اسکو لیا ہر اور سہید آج تک ہر صرف کیا ہر لیکن غلام کی قیمت حضو سے نہ لیا گذر کر گیا بادشاہ نے فرمایا میں نے کبھی کسی خیر قیمت نہیں لی اور جو تیر لائے

قیمت سے دونوں پاتے ہیں یہ کہ کے وس ہزار اشرفی اور سو حرمت کی نواب ناظر کو حکم ہوا اسکو حمام میں لیجا کے نملاکے
پوشاک نفیس گران بہا سے آستہ پرستہ بنا چو کا کے روبرو ملا وہ فوراً عمل میں لایا ایک تو حسن عالم فریب دوسرے لباس
وزیور کی قیمت فریب بادشاہ مائل تو تھا شمشیر نگہ کا گھائل تو تھا اب لٹ پوٹ ہو گیا آجے یا مکان بہت ہی سجا پایا
تھا اوہ میں اختلاط ہونے لگا نقش دیوار کی صورت بیٹھی تھی بادشاہ کی باتوں پر مطلق خیال نکلیا نہ جواب دیا نہ کوئی سوال کیا
تنگ ہو کے بادشاہ نے فرمایا بہت آذرمی اتنی دیر میں مقرر خالی کیا اپنا مطلب تجھ پر حال کیا تو نے لبشیرین غیرت
عقیق رنگین کعبہ وانگیا التفات فرانگیا اسپر بھی وہ جب رہی پھر کہا اگر فراق من مان با کی جلدائی عزیز و اقربا کی دید کا ملال
تو بیجا خیال ہے جب تو جاہلی بیات ہو جائیگی وہ اصلا متوجہ نہ ہوئی جس طرح بیٹھی تھی کیا اونٹنی تھی ایسی ہی نقال طلب ہے تو جو کئی کو
باتوں میں ہنساتے تھے وہ سر پر شک کے تھا گئے یہ طرح سے جب بیٹھی تھی اسی طرح پر غاموش ہی نکلی سنی اپنی ہی بادشاہ
ناچار ہو کے خاصہ طلب کیا نوش فرما کے بلنگ بر آیا اور سیکے ساتھ سورہا صبح کو اور زیادہ مزین ہو ا جو مزاج و شوں با بیٹھا
ایسا لطف کسی دن اور سے نہ پایا تھا اسی روز عینی خود میں اور محل تھے سب کو بقدر حال نہ رومال دیکھ کر خدمت کیا اور
اور مطلق العنان کر دیا کہ جب بھی چاہتے بیٹھی ہے یا عقد کر لے اپنی ذات پر اختیار ہو بادشاہ دست بردار ہو یہ ناسکے
محل سے نکال دیا اس حیلے میں ناں یا کچھ لوڈ مابان خوب صورت اور سکی ہر خدمت کیو اسطے معین ہو میں کہی میں نے بعد
اون لوگوں سے چوچھاتم و نرات یا سہتی ہو کبھی سکو سنتے بولتے دیکھا ہر سب نے عرض کی پیر و مرشد سو اچھ پنچے کے
انکا ہونٹ ملا نہیں جو سوال کیا جواب ملا نہیں القصد اسی حال میں عام ہوا حکایت کلام ہوا بلکہ مرج وہاں کے روزانہ
بھی نظر نہ آئے لعل بلال ہے کلم نکر نے پائے بادشاہ کو ہر دم اسکی خموشی کا غم تھا نہ کھولنے کا خیال
رہتا تھا اسکے جب ہنسنے سے مال ہتا تھا گاہ سوچتا تھا اگر یہ کونگی ہو تو ایسی صاحب جمال کیو اسطے ہر عیب
کاسہ جیتی میں ان بلاریب ہو بچھ اور سکی سنت اور خورشاد کر کے کہ نامی فارغ تگر دین وہ ایمان دشمن گبر و مسلمان ہر
خدا میری ہر قرار سی گریہ و زاری پر دم کھازبان ہلایا سنے وہ اس ناز و انداز سے مسکرائی کہ بادشاہ کی جان سینے
ہو ٹوٹن بر آئی پھر تو ہم بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بولنے پر نیست کا سامان ہو و گرنہ میں گریبان تک ہو گا تاشا
کو باقی ہناک ہو گا اور وقت وہ میری بولی میں اس فکر میں حیران ہوں کہ تمہارے احسان کا شکر یا نصیب کی
شکایت کروں وطن و در ہرمان اپنا ہن بھائی کی جلدائی سے سینہ میں ناسور ہر ساطق کے مٹ جانے کا بیخ و بوم

لوٹتی ہوئی کی دولت و نواری کیا کم ہوتے بلکہ بیرون میں اتدن بھنسی ہوں قسم لیجے جو اس میں کبھی نہیں
 ہوں لیکن باین حکومت تمھاری محبت و اطاعت کے چارہ ہوا چلے جانا گوارا انوا آخر کار کشش الفت صادق نے
 تہ دام کیا مجھ سے خوشی کو رزم کیا آج بکوش لیر حال سکے انصاف کیجیے کہ بجایہ ہر باجیا ہر نیاسا ناہوس عجیب
 و طرفہ ماجرا ہی بہت بہنوزاوس پرپوش نے اپنی سرگذشت شروع کی تھی کہ اس شعبہ بہ بازنیلی خام نے انجمن انجم فتنہ کرینکو
 نور سحر کی تجلی دکھائی آئی سبھی اسی جگہ کی نظر نمانی مہر جہان افروز کی آمد نے ماہ کامنہ سفید کیا شعاع آفتاب سے ستاروں کا
 رنگ اور گیا نوبت نوزان سحر نے پھر فرین کی گت بجائی طائران خوش الحان نے نغمہ سنجی کی دھوم مچائی شہزاد نے غمزدگی
 و وہاں پر لگائی شہریار کی طبیعت گھبرائی خلوت سے تخت گاہ کا غم کیا و ان سہلانے کو صرف ہفت روزہ مملکت ہوا اہل کار سرگرم کا
 ہوے جزا و سزا میں مبتلا کر دیا تو آخر زمانہ نے رنگ لٹھیر ہوا گونے اور کھنڈ پھیر لیا روز روشن کو بجائی سیاہی نے گھیر لیا
 شہریار باوقار و بار برفاست کر کے خلوت سے امین آیا شہزاد کو یاد فرمایا پہلے تو ہم بہتری کا لطف ادا کیا پھر میان داستان
 ارشاد فرمایا شہزاد نے عرض کی کہ برسی بیکو یا ہوئی کہ میری خلقت دریا کی ہے روز پرید الیش سے شاہزادی گلنار کے نام
 شہت پائی ہے وہاں کے شہر بہت عالی کسیر باب فرما زو اتھا و رہا عیش و نشاط کا سشفلا تھا حبیب والد جو انی تمام کر کے
 مسن ہو گیا پھر ہا بڑا چاہے کے دن ہو کھنڈیاں و ادار جہان کل من علیہا فان وہ رحلت کر گئے
 ہم سب بیٹھے ہی مر گئے میرا بھائی کم سخن و سال تھا حرام خوردن و ہاٹیکے چور محسن کش جمع تھے عنقا ناک حلال تھا
 مرات سے اور باو شاہوں کو اس مملکت کی تمنا تھی لینے کا خیال تھا فوج کشی ہوئی کارگرد غا بان ملکہ حریف سے
 ساڑھیا بھائی ناچر بہ کار لڑنے کا بھاگ نکلا عزیزا براتین تیرہ ہوئے پریشان بے سرو سامان اور ملکوتین
 مفر بہتھے کہ بو و باش کی محاش کی تلاش کی جب بھائی سن تیز کو ہو پو بچا جو ان ہو آہا بی سلطنت کا خواہان ہوا
 مجھ سے کہا اگر تمھاری شادی سے فرصت ملے تو فوج جمع کر کے ملک موروثی پر قبضہ کر دوں مگر یہ قصد ہر کہ شاہان
 پردہ زمین سے کیے ساتھ تیر وقت کر دوں مجھ کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی برسرا نکار ہوئی بھائی سے کہا کونسی خطا مجھ سے
 ہوئی کہ جسکی عرض غیر منسو نہیں اوقات کاٹوں سبج و نام میں دن رات کاٹوں اوس بڑے بول کا سیر بچا ہوا
 شادی کی نوبت نہ آئی یہ تم پر آیا ہوا کہ لوٹتی کہلائی سبب ہو رخصت وہاں عقل جگر میں بہتی تھی ہوش پران تھے
 کرید احمد و المنہ پروردگار نے میرے حال پر اور تمھارے مال پر رحم کیا میں حاملہ ہوں اور بقیہ کامل ہے کہ بیٹیا

پیدا ہوں اسلئے تمہاری تمنا ہو بادشاہ یہ شکایت کیا خود رفتہ ہو گئے کہ وہ پھر نے انکا فرط خوشی سے سوکھے میں گرنے لگاؤں
 عظم کو طلب کر کے یہ غزوہ سنایا کہ نخل تمنا بار لایا پھر وہ بولی ملک صالح سیر بھائی کا نام ہے قوم میں ہی احترام ہوا اس کا تھا لاکھا
 لکھو اس سیر بھائی شہان میں کا ہنسی پڑا ہوا میں ہونے چاہے جگہ لکھا کے چپ ہو رہی جب بھائی اور کلمہ میں مصرع
 ہوا فرط غیظ سے فخر دیا چوڑے کے سطح آب پانی جزیرہ دستاب کی امان ہونے چکے مکان محفوظ تجویز کیا جہاں ہوا کا گزر
 محال تھا بشر کا سکو خیال خارج راہ کے باعث نیند کا غلبہ ہوا بیوش سو گئی فلک کو جو حرکت منظور تھی وہ ہو گئی کوئی نیزادہ
 آیا جگو نائل با اپنے مکان پر اڑھا لایا سیری آنکھ جو کھلی نیا مکان ہلہ میں انسان کو ویکہ کے سر پر جن چڑھا ہوتا ہو گئی ہر چند
 اوسے منت سماجت کی ملتفت نہ ہوئی رنج جینے لگی جو اس کے کہا اوسکے خلاف کیا صحبت کا انکار خاصا کیا جب وہ سمجھا کہ
 اس صحبت برائے ہونے کی بھی باز ہوئی جھلا کے اس سو دگر کے ہاتھ پیچ ڈالا اپنے ہضم میں بڑا پیچ ڈالا تا جو خوش صفات
 کریم النفس نسبتہ اوقات تہا سوا راحت اوفت اوس نہیں ملی تقدیر نے برگوش دکھائی وہاں سے یہاں آئی حضور نے سحر پائی
 عنایت دہرائی سے یہ اول اپنے قبضہ میں لیا اگر تک پکڑنے یا ستانے دریا جو جود تھا کو دپٹی پھر پانہ پاتے یہ اندیشہ ہمیشہ
 رہتا تھا کہ اگر ان بھائی کو معلوم ہو گیا کہ فلان بادشاہ کی لوندھی سنی فوراً قتل ہو جائی آپ کے چہرہ میں آتی بادشاہ نے زور پر اسے
 حکم دیا ساوی آواز بلند تمام شہ میں سنائے کہ سابق میں گلنا نشانہ اوس ہندال کی تھیں اب مالکہ ایران میں بادشاہ کی
 جان میں پھر بادشاہ نے پوچھا پانی کے اندر تم کو کیوں تھیں پھر قی فسانہ و ربائی خلقت کا کبھی جو ذکر سنتے تھے تو باؤ
 نہ آتا تھا سنتے تھے اب یقین ہوا انکا ہوا ہی سے جو اب یاد کیا کہتے ہیں گمراہ ہو گئی شوہر سی نظر کی مانع اور حاجب نہیں
 جس طرح خشکی میں تم دیکھتے ہو اسی انداز سے ہمیں پانی میں زندہ کیوں کی چیز معلوم ہوتی ہے آفتاب کی صورت جانہ کی کپ
 ستاروں کی رونق ہم دیکھ کر تے تھے تم نہیں پر چلتے ہو ہم پانی میں چھرا کرتے تھے جب کبھی ہمیں آتا تے تھے سطح کھا
 پر پھرتے تھے زمین کے کرہ سے پانی بہت زیادہ ہر ملک جدا ملک ہر شہر کا مسجد ہر فوج لشکر میدل سوار جود کا
 ہر مسجد تیار تھی کھوڑے جیشیل نادروں کا سب کچھ مایا جو امرات بے انتہا ہوا در کانات جس نقش و نگار کے وہاں
 ہیں زمین پر کہاں ہیں آسمانی ہونگے کی کچھ قدر نہیں جو بیان بے باہر وہاں بہا بہا پھرتا ہو گھنیاں سیپ کی سحر
 کام ہر بق سے زیادہ درخشان بادشاہ دلمر کی سوار میں رہتی ہیں گھوڑوں کے ساز میں اوت وزمرو کے آویز
 موتیوں کی لڑیاں لٹکتی ہیں اب یہ الماس ہو جو کہ حضور کو میر بہت پاس ہوا ان بھائی کی جدائی کو بہت عرصہ گزرا دیکھنے

جی مقرر ہر مفارقت کا صدر لیل منہا ہر گونہ خوشی اجازت دو تو میان سیکو بلاؤن تم او کو و کیو با ہم ملاؤن بادشاہ نے فرمایا تم ملک ہو گھر تمہارا جو سکو چاہو بلاؤ جو جی چاہے دو دعوت کرو کھلاؤ بلاؤ میں خدمت کو تیار ہوں جسے تمہارا شاہ ہوں ملکہ گنار نے کہا دو گھڑی آپ دوسرے کرے میں دروازہ بند کر کے بیٹھیں اونکی آمد نہ ہونے کو کچھیں صحتک میں نہ بلاؤن یہاں آنا وہاں سے قدم نہ بڑھانا بادشاہ دوسرے کرے میں تشریف فرما ہوے اوھر نور سے رات کا منہ سنبھل گیا شہزادہ باز فلک نے بساط انجم کو الٹ کے رنگ بدل دیا تو ڈنچ چونک کے انون جی تم خانوں سے ہر ہر کی آواز بند ہوئی شہزادہ نے سکوت کیا شہزادہ کو بہت شاق گذرا لہذا پھر کر کے اوٹھا عبا و تختانہ میں نفاذ ادا کر کے سر پر سلطنت پر جلوہ ڈالا اوھر آفتاب نے طلوع کیا اوھر دربار یوں کا سلام مجرا ہو ارکان دولت حاضر ہوے مقدمات سیاست معاملات دیا پیش کیے گئے کہ جب خیال و آستان آنا تھا دن مقرر ہو جانا تھا یہاں تک کہ مسافر فلک چاہے نہ منزل فرط کر کے سر کنبر میں قدم رکھنا نہ تیرہ دن ہوا شہزادہ نے دربار فرماست کر کے غم آرا لگا کہ کیا شہزادہ حاضر ہوئی جب تھوڑی ات رہی آستان گذشتہ کی فرمائش کی کہ گویا ہوئی کہ ملکہ گنار نے صندوق سے صندوق کی لکڑی نکال کے آگ پر کھلی دھوان ہو گیا کچھ پڑھنے لگی دیر یا بٹھنا شروع ہوا یہاں تک حجر و کے سے مل گیا ایک جوان عناب صد شوکت و شان نمود ہوا اوھر عورت سن رسیدہ تمغا گلین پڑا اونکے بعد کئی مہ بارہ تیرہ ہر طرف سرگرم نظارہ نکل آئیں ملکہ گنار بچشم اشکبار بڑھی استقبال کیا پہلے مانے گلے لگایا پھر وہ سب ملکہ گنار کے پاس لائی ان نے مفارقت میں جو صعوبت اوٹھائی تھی یہی کوستانی بعد اوسکی سرگزشت پوچھی ملکہ گنار نے جو کیفیت گزری تھی وہ کہی اور گویا ہوئی کہ بھائی صاحب نے جو فرمایا تھا درست دیا تھا شاہان روز زمین کی شوکت و شان کو انکے ساز و سامان کو دیا آئی شاہ و شان ہر اوسے نہیں ہونچتے ہیں یہ بوجہ پھر فرمائو آئی کرتے ہیں ملک صالح نے وطن چلنے کا سوال کیا ملکہ نے جواب دیا آپ انصاف فرمائیں میرے سبب بادشاہ کے جتنے محل تھے سب کو جواب ہوا حال دیا کسی کا نہ خیال کیا دوسرے چار مہینے کا محل ہی اس حالت میں اگر چلپوں آبرو میں غلجی بادشاہ پیر باتین سکے اور زیادہ مٹھن میں رہے ہوا اور آئینہ ہو پھر ملکہ نے خاصہ طلب فرمایا بہت تکلف کا دستار خوان بچھایا بجاو ل نے جہانکی نعمتوں کو قورینے سے چھارگانگ لکھانوں سے دستار خوان کچھتہ گلزار بنا دیا یہ لوگ آ کے بیٹھے ملک صالح نے کہا تمہارا بادشاہ یہاں جو نہ آ گیا کھا تا کوئی نہ کھا گیا اسپر ملکہ نے بادشاہ کو بلایا سلطان ایران انتہا کی شوکت و جبک دیا آ گیا ملکہ گنار نے سبے ملایا ملک صالح نے کہا ہماری بہن آپ کو خوشنودہی چھوٹا بڑھا ہارا آئی فرمائیں دار کو موجود ہے پھر باہم خاصہ کھایا اطراف و جوانب کا مذکور دیا

جب رات زیاد گئی تو خرابی کا امکان ان سے بھرا کرتا وہاں جا کے مہمانوں نے آرام کیا بادشاہ نے ملکہ کے ساتھ
 آگے تمام کیا جسکو بڑے شکست و دعوت کی قرض سرود کی صحبت و کسب ہی ہی طرح ہر روز عدد و عدد کھانے مئی ہی نعمتیں کو پیش
 سکو کھلائیں اس شغل میں اتنے دن گزریے کہ ملکہ کو دروزہ موزع ہوا وہاں ہوشیار پہلے سے حاضر ہی تھیں اپنے
 کام میں مشغول بہتیں باعث سعادت و دلال عید مریح محل سے پیدا ہوا جسکی نظر تریبی وہ فریفتہ و شیدا ہوا بسکہ چہرہ ہر سے
 تابان اور جان بختا اس سے بڑا نام ہوا فوراً ہتاج سے جاری فیض عام ہوا تمام شہر کو خوشی ہوئی مگر گرنج کا نارو
 سرکار کی نعمتیں کھانا ملکہ گلنار کی ان نعمتوں پر رسم کے چھٹی کا جو ایشی اور دھا کو بنایا جو اہر کا منسلی کرٹے سے لڑکے کے
 ہاتھ لگے کو چمکایا و آسماں انعام و خلعت سے نال ہوئیں دولت سے نالا مال ہوئیں بس ملکہ نے چلے کا غسل کیا باہر آئی ان
 جنائی کو تیز رو کھائی ملک مہراج نے لڑکے کو گو دہین لیا ٹیلنے لگا پھر کلاک و ریاضین کو و پڑا سلطان ایران کا رنگ
 فن ہو گیا اسے روئے لگا ایسا خلق ہو املکہ شہنے لگی بادشاہ کی تسکین کی کہا آپ بد جو اس خون و وہ بہت جلد لیتا
 دو گھری کے بعد ملک صالح گو دہین لیا کھانے موجود ہوا بادشاہ سے کہا آپ تو گھبرائے ہو گئے برسے خیال دلین آئے
 ہو گئے ہماری تم میں جمول ہو کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہو دیکھی میرا کہتے ہیں باقی من بھرا تہ میں چند تمبر کہ معانات
 زیارت ہوتی ہو پھر گھر میں لائے میں یہ کہہ کے دائمی کی گو دہین دیا اور وہ سند و قچہ جو ریاضے ہر لایا تھا کھانا
 اوسمیں تین سو عدد مالش لعل نضر و چھہ چہہ شمال بسکا وزن تھا اور تیس لے موتیوں کے دس دس لایا ان اوسمیں
 بادشاہ کو دیکھ کہا ہم ملکہ کے اس حال سے مطلع شہنے وقتہ خبر جو معلوم ہوئی خوشی کے باعث خالی ہاتھ چلے
 آئے کچھ ساتھ نہیں لائے ہر چند یہ یہ یہ ہمارے لائق نہیں بخاطر قبول ہو کہ تمنا حصول ہوا بادشاہ کے ہوش بجا
 ہے وہ ہر عدد و سلطنت کے مول کا تھا بعد اواسی شکر کہا ہمارے ہمارے سلسلہ کجی تری سررشتہ الفت و محبت
 اور یہ رسم ظاہری ستار بیکار و فقط ہمارے قدم بچ کر نے سے ہو کہ سلطنت لازوال ہاتھ آئی تہہ ہماری تو غیر
 بڑھائی بعد چند نے وہ سب خصمت خواہے ملک صالح نے کہا آپ کے لطف و عنایت نے اتنے دنوں ہمارا دل
 ایسا بھلا یا کہ ملک و سلطنت کا اصلاح خیال آیا و گزرتے تہنوں میں اپنا شہر چھڑکے رہنا ممکن نہ تھا ریاست کے
 مقدرے میں اپنا بیگانہ ہو جاتا ہر فساد و بجاتا ہر اور ہماری قوم کو ہی کی نظر تریبی ہو کہ کسی لگا لگا خالی پائے اپنے قبضے
 لائے بعد بلو شہر جو خصمت کیا جلد پھر آسکا وعدہ لیا ہونا روبرو یکے چکنے چکنے ہات میںل مشہور ہر بد روزانہ بٹھنے کا

مکتب خانہ میں پڑھنے لگا بادشاہ پرورش ناز و نعم سے کرنے لگا قصہ بدر نے کمال کے ہو جانے کے علوم و فنون حاصل کیے
 بادشاہ نے جو امتحان کیا پیش پایا و بعد بنایا علی المتمد سے اس انداز سے فیصل کیے کہ مدعی و مدعی علیہ دونوں راضی ہو سکتے
 کی انصاف و عدالت سے خورسند ہوئی ترقی و فساد کی او بند ہوئی تمام مملکت میں فہم و ذکا جو وجود سخا کی و حوم محبی اب بادشاہ نے
 ہر بار عام میں تخت پر بٹھاناج شاہی میں یہ کیا خود سلطنت سے کنارہ کش ہو گوشہ انزوا میں عبادت معجز کرنے لگا ملازمین
 قدیم و جدید جو حاضر تھے سب تدرین میں مرتبہ و عمدہ کے مطابق خلعت ملے فوج کے اخصافے ہوئے جس سے جان نفا
 راضی ہو کر قوت طریقے راضی ہو گیا بار بار اوجہی عایت خوش و خورم رہنے لگے فیض و عطا کے چشمے بہنے لگے دنیا و توجہ
 گذران ہر ایک آیا و سراروان ہوا و شاہ علیعلی ہوا ہر روز رخص کی ترقی ہونے لگی ضعف و ناطا قتی کی و حوم ہوئی تاج توفانی
 کھٹے کھٹے معدوم ہوئی آخر اس سرراپچ سے کو چکی تیاری ہوئی غشی طاری ہوئی قریب رگ بدر کو بلایا گلے سے لگا لکھا تھکو
 حاجت نصیحت و پند نہیں سوا و تمذنبک کام پر بند نہیں بنے تھکو شاہنشاہ حقیقی کی حفاظت میں دیا یہ کہ کے منزل آخرت کا
 رہتے لیا گوشہ قبر اختیار کیا بدر کو بندت رنج و الم ہوا گھر میں کہرام مچا پر ماتم ہوا ملکہ گلنار کی گریہ و زاری سے ہر ایک
 بے اختیار روتا تھا مگر کیا ہوتا تھا آخر بڑی شوکت و شان سے عمدہ ساز و سامان سے جنازہ اٹھایا و دس گنا شہر الباسا
 عالم فاضل علمین بابالہ و آٹا بورت کے ہمراہ فوج چاک گریبان ارکان دولت وزیر امیر باجال پریشان اس سامان سے لیجا کے
 یہ حال کیا کیونسا بشر تھا جسکو رنج نہیں ہوا و افق رسم بدر نے چالیس دن گوشہ نشینی میں صرف اوقات کی ترک سے
 ملاقات کی ملک صلح جلوسہ جانا گاہ سنگے یا بعد گریہ و زاری میں بھانجے کو صبر کی جزا یاد دلا کے سمجھا یا جب ماتم کے
 دن تمام ہوئے بدر نے حمام کیا لباس شاہی میں کر تخت پر جلوس فرمایا ایک جہان ندر وینے کو آیا یہ امور سلطنت میں
 مشغول ہوا انصاف و رعایت سے حکومت کرنے لگا ابلدن ملک صحاح نے تخلیہ میں اپنی بہن سے کہا عجیب بلجر کہ
 تم نے آج تک بدر کی شاد و یکسا سامان نکلیا ما اشارہ وہ سن رشد کو ہو چکا اگر مجھ سے کہو تو اپنے ملک میں کوئی شاہزاد
 جو اسکا جڑا ہو ٹھہراؤن شاو یکارنگ جاون ملکہ گلنار نے کہا بھائی یہ بھارتا فرزند ہو لازم ہو کہ ایسی دلہن آئے کہ بدر
 او سپر فریفتہ ہو جا آفاقا بدر وہاں لیتا تھا آنکھیں بند کیے یہ کہتے تان مان مامون کا بیان چپکانتا تھا ملک صحاح نے
 کہا یہ سوچا نیند میں غافل ہو جا تو ایک فکر تم سے کرون ملکہ نے بغور و یکبہ کے کہا تم شوق سے کہو وہ خیر سو تار
 اویس نے کہا شاہ سمنڈال کی بیٹی ملکہ جو ام نام ہو جے بدر وہ ماہ تمام ہو سب شاہزادے دریائی اوسکی محبت میں ڈوبے

خواستگاری کر کے مایوس ہوے ہیں مگر ملک سندان عجب نخوت سے برسرِ انکار ہو گیا کیونکہ اپنا ہنس مین جانتا یہ نہیں
 مانا ملکہ گلزار بولی کیا ابھی اوس کا بیاہ نہیں ہوا وہ تو لاجواب ہو گیا میں انتخاب ہوئی نہ صغریٰ میں دیکھا تھا تجھے
 جوانی اوس کی آفت آسمانی ہوگی فی حقیقت لاثانی ہوگی تمکو اس نسبت میں کیا خیال ہو ملک صلاح نے کہا اوسکے غرور کا
 اندیشہ ہو اگر نہ مانا تو طلال ہو جنک و جدال ہو لیکن خبر دار بدر سے اظہار نکرا پھر اوسکی تصویر نکال کے بن کر دکھائی
 تھیں مگر بدر نے جو کوٹ لی اوس پر آنکھ لگی محبت کی برجھی سینہ میں گر گئی سانس لگتی دل پہلو سے پھر کے
 نکل گیا نقشہ فی الفور بدل گیا عشق کیمت تو تقریر سے ہوتا ہے بیان تصویر نظر آتی جان جانکی تیرے نظر آتی

بادشاہ پدرا کا ملکہ جوہری کی تصویر دیکھ کے عاشق تھا نا پھر بدین کے کلینین ٹھانا پھر پھر کہ بیاہ لانا

ہن بھائی بیچ مشورہ ہوا کہ تم جاؤ گفتگو کر کے یہ مٹھرا پھر وہاں سے اوسے اپنی اپنی خواہ گاہ میں جا کے سو رہے
 بدر کی نیندا ڈھری تمام رات بقراری آخر شماری میں گذر ہی دم سحر ملک صلاح زخمت ہوئے بن کے پاس آ کر بدر نے کہا مانا
 جان اندون فتح اللہ کے انتقال سے طبیعت پریشان ہو آپ جی بہلتا تھا جو آپ تشریف لجا بیٹنگے تنہائی میں زیادہ
 وحشت ہوگی پریشان طبیعت ہوگی میرا قصد ہے کہ کچھ دن سیر و شکار میں طبیعت بہلاؤں پھر شہر میں آؤں
 ملک صلاح نے کہا کیا مضائقہ میرے ساتھ چلو لیکن تیور جو اوسکے دیکھے تے نظر آئے دے لے کہا خدا خیر کرے
 سامان یہ اچھے نہیں کہ میں اسکی طبیعت کا لگاؤ ہو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سینہ میں گھاؤ ہو اوسیدم کارخانوں میں
 حکم ہو پختیاری ہونے لگی سفر کی رو بھاری ہونے لگی دم سحر مامون بھانجھ کو لیکے سوار ہوا وہ وحشت کی سیر کرتا
 جلا بھی کوچ گاہ مقام ٹھنگ صبح وشام رہتا تھا بادشاہ بدر دل کا مشورہ کسی سے کچھ نہ کہتا تھا ایک روز بہر ن کے
 پیچھے دونوں نے گھوڑے ڈالے فلک تفرقہ پرواز مشورہ ہو ہی اسکا دستور ہو ملک صلاح بھانجھے سے جدا ہو گیا
 آہمرا بیوں سے کوئی نہ پہنچ سکا چلتے چلتے تھا گیا راہ گم کر کے بہک گیا اور بہر ن بھی جو کڑی بھر کے نظر سے
 غائب ہوا پھر تو بیچواری بھولا کچھ اور ہی گل بھولا ایک ندی کے کنارے سبزہ تھا بیتاب ہو کے وہاں
 کھٹکیے اور ترانہ میں پیچھے گیا دفعہ آہوے ختن صحرای مشرق سے نکل کے سبزہ زار چرخ کھنچ آیا رخ روشن دکھایا
 اوسکی حکمت دیکھی سیاہی کو تو وال ہوا گلزار آخر و ماہ رسیدگی سے پایمال ہوا روشنی کا جھلکا جو نظر آیا تیرگی نے
 کو مغرب میں تہہ چھپا یا سیاہی صلوہ سجدوں کے مکروں کی بلند ہوئی تہاں نوش کی ندی سیرخان کے گھر و فسے بلند ہوئی

چوہہ زری کی سیدی دیکھ کے دنیا زاد نے ہر چند اشارہ کیا لیکن شہزاد نے سلسلہ تقریر سے کنارہ کیا شہر بارشیر شکار بہتر
راحت سے انگڑائی لیکے اوتھا ایوان سلطنت کا عالم ہوا شہزاد کا قتل ملتوی ہاؤریر بیٹی کا جلاو باخاطر ناشادوست قضیہ
کھڑا تھا اوسکو حکم ہو چکا کہ جبکہ چہرہ ملت ہو اس دن اتکی فرصت ہر گل جو ہونا ہی ہو جائیگا دیکھتے کیا سامان بروے کار انگیا
سوتیاگی دورنگی مشہور ہو ہر لیشر کی زبان پر اسکے فسانے میں سڑی بھی اس اولٹ پلٹ کے دیوانے میں کبھی دن کبھی رات
ہو ڈھکوسلے کی کائنات ہی پھر زلف شب رخ روز پر روز ہوتی وہ تجھی کہانی آغاز ہوتی یعنی ہر جو اسوجا کیکہ و تنہا بیٹھا ملکہ
جو اہر کا قصہ آگیا ہے اختیار زازار بیان ابر نو بہار نے لگا جان کھونے لگا اوسر ملک صلح بدر کے چھٹ جانے سے
بہت بیقرار ہوا برتہ انتشار ہوا ہر طرف ڈھونڈھا سرگردان پھرتا اوسر آٹھلا دور سے دیکھا بدریکہ و تنہا فرے مار کے
پکار پکار کے روتا ہوا جان کھوتا ہوا دروہا نہ دیدہ تجربہ رسیدہ تھا سمجھ گیا اوس فرملکہ جو اہر کا قصہ جو مجھ سے سنا ہوا سکا
یہ کچھ ہے جو چشموں کا حال طاری ہو شدت گریہ وزاری ہو گھوڑی سے اوتر بے پاؤں نزدیک ہو چکا تو یہ سنکارہ ملکہ جو اہر
تھاری تصویر تقدیر نے جسے دکھائی ہو طاقت ہونے تو انائی ہو ٹھکوں کو نکر پاؤں جو دل ازیر قرار کا اثر بنا دکھاؤں ملک صلح
کو تائب ہی دوڑ کے لپٹ گیا کہا افسوس ہمنے دھوکا کھایا ہار نمی بان اور بیان نے تمہارا خیال بنایا بدر نے کہا ملکہ جو اہر
اگر میری نسبت درکار ہو تو جلد اسکی تدبیر کیجئے نہیں تو مجھ سے ہاتھ اوتھالیجے ملک صلح نے کہا بیٹیا جلد ہی کام خراب ہوتا ہے
باعث ناکامی اضطراب ہوتا ہوا ہر مین جاتا ہوں نسبت ٹھہر کے آتا ہوں بدر نے عرض کیا اگر آپ اسیدو سطلے جاتے ہیں تو
مجھ کو بھی ہمراہ لے چلیے جو یہاں چھوڑ جاؤ گے تو زندہ نہ پاؤ گے وحشت طبیعت ستھائی میں گھٹ گھٹ کے خدجانے کیا
کیا حال ہوگا یقین کامل ہو دنیا سے انتقال ہوگا مصلحت ہی ہر اپنے ساتھ لپیٹو ہوتی ہو سو ہو ملک صلح نے مجھ سے
انکشمیری سلیمانی جو بڑگو نکی امانت اور نشانی چلی آتی تھی اپنے ہاتھ سے اوتار کے اسکی اونگلی میں پہنادی پھر دونوں
اوڑ کے دریا میں ڈرائے خشکی طرح تری کی اہ طو کی اپنے ملک میں آیا مان اسکی بدر کی نانی تھی نوز سے کو اوس سے
ملایا وہ بہت خوش ہوئی گلے سے لگایا زرخ و سفید تار کیا لٹا یا عزیز اوقا کو بدر کا آنا معلوم ہوا لوگوں کا ہجوم ہوا بدر
ہلال عیا ہو گیا جو ایا محو جمال تھا لپک بند کرنا محال تھا ملک صلح نے اپنی مان سے بدر کا ملکہ جو اہر کی تصویر دیکھ کے
عاشق ہونا بیان کیا فراق میں جان کھونایا بیان کیا پھر کہا شہر سندان میں جاتا ہوں ملکہ جو اہر کے پاس ہے خیر لانا ہوں
دیکھتے جواب کیا پاتا ہوں اوس ظالم کی بد مزاجی کا ڈر ہوا انجام اسکا شہر یہ سنکے ملک صلح کی مان نے جو اہر خانہ کی کوئی

کھولی جو جو چیزیں ناو بخین اونے صندوقچه بچر کہا پہلے یہ نذر و نیا پھرت و سماجکے ملکہ جواہری کی درخواست کرنا اظہار
 حسب سبب تک و کامت کرنا بد کو اپنے پاس رکھا تو نذر کو نصرت کیا ملک صالح نے کچھ فوج کے سرور و لا و جوار چھانت کے
 سامان اپنے نکویا بست کے بہرہ دلایا شہر ہندال میں پہنچا تو پھر سے روز با و شاہ کی ملاقات کو گیا شاہ ہندال نے تظہیر و کرم
 کی سخت سے اوٹھا ہنگلیہ ہو پیلو میں بنجا یا تہر کی خیر و عنایت شہر کی کثیمیت فرمایا تھا آنا مصلحت سے خالی نہیں آئی بالی
 نہیں جو امر مجھ سے متعلق ہو بے تکلفانہ او مقصود بیان کرو ملک صالح نے صندوقچہ جو ہر نذر و بکر عرض کیا حضور کی عنایت
 قدیم سے امیدوار ہوں کہ یہ ہر یہ مجھے قبول ہو کہ مجھ کو سعادت حصول ہو سکی خاطر سے وہ لیکے آنے کا سبب پوچھا
 اویس نے کہا عرضہ نذر ہو اما از سے مجھو تھا اور کچھ عرض حال پڑھو رہا تھا اگر گوش توجہ سینے تو عرض ہر ہوں با و شاہ
 وہاں سے اوٹھ کے تہما شہ نشین پڑا یا ملک صالح کو بلایا اسے بعنوان شایستہ و طرز باستہ سلسلہ کلام شروع کیا کہ حضور
 ہوید ہر فر و کی ہر شہر ملکہ گلنار سلطان ایران عالی تبار سے منسوب ہوا اسکے بطن سے پروردگار عالم نے مہر و خشان
 طلوع کیا ایسا حسین و مہ حسین ہو کہ ایک عالم اسکے دیکھنے کو آتا ہر دو پڑھنے کے چلا جاتا ہر اور زیور علوم و فنون کو کمال
 سے بھی ارستہ و پیرکستہ ہو گزارا امیر کا نخل تو خواستہ ہو علم و عمل کی حقیقت ذہن کی جودت شاہ ایران نے کو کیے
 جو وہ برس کے سن میں با سلطنت سپرد کیا اب موافق رسم ہجرت گدازان با و شاہ ایران رحلت کر گیا وہ مقصود خدا
 رحمت حاصل و دا و عنایت و امداد سے رعیت کو شاہ و مملکت کو آبا و کر با ہو اگر حضور او کو فرزند ہی میں سرافراز فرمایا تو
 اتحادات و برینہ جدید مستحکم ہو و سلطنتیں ایک ہو جائیں ہم شکر عنایت بجا لائیں یہ گلہ سنکے او کار نامہ تغیر ہو گیا
 کہا ملک صالح میں تجھ کو صاحب غم و دانش جانتا تھا افسوس غلط گمان لغو امتحان ہوا ایسا کلمہ بے تامل تو کہہ بیٹھا سیرت
 خوف نکلیا کوئی حاضر ہوا سکوا بہر حال او سر کاٹ ڈالو ملک صالح کعبہ کے اوٹھا اپنے رفیقوں کی پناہ میں آیا یہ ہولناک ماجرا
 سنایا اور شاہ خاد و یصد جاہ و جلال شہر شامی چکا تاجیروت دکھاتا ایران مشرق سے نمودار ہوا ماہ انجم سپاہ
 باین چاک تک میدان سپہ سبیلی فام سے فرار ہوا تو سر کھری علی جو نظر آئی شہر زاد نے مہر ظاموشی لب و دہن پر
 لگائی شہر باب کے گوش حق نبوش میں اللہ اکبر کی صدا آئی بالین رحمت سے گردن اوٹھائی تاسکے ارشاد کیا پھر
 آج و ان شتاق کو منتظر شام کہا تا پھر وہر حکومت کی غریمت کی با وجود مشغلہ ملکی و مالی طبیعت متعلق فسانہ رہی آخر زمان
 نے رنگ بیدار ہو جاتا تاب نے یونان مغرب میں قدم رکھا تا ہر با گروہ انجم فلک طلسمی سنیان ہوا کارکن

قضا و قدر نے روز روشن کو تیرگی شب سے بدل دیا تھر پانے دربار برخواست کیا اٹلو تیرا کارہستہ لیا جب تھوڑی رات باقی رہی شہزاد نے بارشاہ شہیار کمانی چھڑوی کہا شاہ ہندال تختگاہ سے اکیلا اوشٹ کے نشہ نشین میں آیا تھا جو ہمراہ نہ لایا تھا ملک صالح کے ہمراہیوں نے میدان خالی پٹکے پاؤ شاہ کو گھیرا محبت سے منہ پھیرا فوراً بازو بچھریا اسیر کیا وہ چار جو اسٹک مارے گئے باقی بادشاہ کو مقید دیکھ کے جھاک نکلے جب اس سے فرصت پائی ملک صالح کے دلین یہ بات آئی کہ محلین چلے ملکہ جواہر کو اپنے قبضے میں لاؤ بھاگنے نہ پائے ایسا نوکین نکل جائے وہاں یہ خبر سنے ملکہ فوراً گچھو صون کو اپنے ساتھ لیکے دشوار گزار جنگل میں نکل گئی تھی اور ملک صالح کی مان سے کسی نے کسی یا ستارا اپنی مارا گیا بدر نے بھی سناو لے کہا مہرادی مشور ہو جو بیٹے کی الفت ہوتی ہو تو اسے سے کہاں وہ محبت ہوتی ہو سخت کی باعث چپکا اوٹھا ایران کا رہتا لیا راہ سے ناہت نہ تھا کبھی آیا نہ گیا تھا بھول کے اس وقت میں آیا جہاں جواہر بہان تھی اکیلا سخت سایہ دار دیکھ کے دم لینے کو ٹھہرا آواز کیسی کان میں آئی او دھر جو گیا اس خوشخوار سے وہ چار ہوا نظر اول سمجھا کہ یہ وہی سپارہ ہو پوچھا تم کون ہو کہا نے آئی ہو ظاہر افلاک ستائی ہو اوس نے کہا میں بادشاہ ہندال کی بیٹی ہوں ملکہ جواہر نام ہو درپے عداوت فلک کچ خرام ہے ملک صالح نے میرے باپ کو قید کیا میں یہ سننے محل سے بھاگ نکلی بدر سادہ لوح دوسرے نادیدہ محبت میں گرفتار تھا اب سامنا ہو گیا یہ قصہ صاحب برادر لہذا کہ بدر یہ نام ہو ملک صالح میرا مومن ہو تمہارے باپ میری شادی کا پیام دیا تھا اوسنے ناحق قتل کا حکم کیا تم کا کیا نکرتا اپنی جان بچانے کو قید کر لیا جس وقت شادی کرنے پر رضی ہو جائیگا اوسیدم رہائی پائیگا تم گھر آؤ زمین آؤ کچھ خیال لاؤ زمین میں فرمانبردار ہوں جو کوئی بجلاؤن گا ماتون کو سمجھاؤن گا ملکہ جواہر بدر کی صورت دیکھ کے دیوانہ وار سقار ہوئی مگر باقی فساد وہ بدناما جو سمجھی درپے آزار ہوئی اوس سن میں بد بلا تھی فن سحر میں کیتا تھی کہا میرا باپ اگر سقاری صورت دیکھتا پیا کرتا کبھی انکار کرتا یہ کہہ کے ختلاط کی راہ سے ہاتھ بڑھایا یہ قیمت غیر عزیز سمجھ کے پاس آیا اوس نے فسوں م کر کے کہا اور بد بخت لال بیٹھ کی چریا بجا بدر بچا رہے سحر کے اثر سے جان بچ گیا پھر اوسنے خواص سے کہا وہ جو دشت ہراسر ویرانہ بے آب و دانہ ٹولون کا مسکن بوم کا اشیانہ ہو وہاں سکھ چھوڑا جب کچھ میرا سیکار سیک کے مر جائیگا خواص لہجہ ۱۷ میں اسکی صورت دلفریب چہرہ کی زینت فرجی باد آئی سوچی کہ ایسا جوان عنایہ قصو نکوئی خطا بھوکا پیا سا وہاں جان دیکھا تیرے ہاتھ کیا آئیگا خون ناحق تیری

گوں پر جو گار و زخراگون بچا لگا ایک خیرہ سرسبز آباد گلزار جہاں کئی نعمت مہیا لطیف ہو اسب کچھ موجود تھا اور سمجھو پڑیا
 اور وہ ملک صالح نے ملکہ جواہر کو جو محل میں پٹیا پایا اپنے جانور کی قید میں بادشاہ ہندال کو بچ کر کے مان کے پاس لایا
 بد کر جو پوچھا بتا نہ پایا ان کا نام افسوس جسکے واسطے یہ سب بکھیر گیا وہ اس طرح چھٹا ملکہ گلنا کو نہ کیا دکھاؤ نگار و برو
 کیونکر جانو لگا تاہا پر سلطنت مان کو نو پٹے پھر ہندال کی طرف چلا اور سیدن ملکہ گلنا بیٹے کے فراق میں جستیار
 مان کے پاس آئی بد کر کی کیفیت بادشاہ ہندال کی حقیقت سنکے بہت گھبرائی مان نے سمجھایا اندیشہ دل سے
 دور کر دیا سلطنت کے انتظام میں مخ خول رہو بد کر جلد آتا ہوا تختار اظہر روشن ہوا جاتا ہوا بہت گرفت رخصت کیا ایران
 یہاں بد کر پر یہ گذری اور حرم ہیرے میں اور بہت سی چیزیاں جانور تھے جسکے ساتھ دنگو کچھ کھاسکے رانکو دخت کی
 کسی شاخ پر بیٹھتا تھا اتنا ہوا نہ مانہ کیا کتہا ہمارا اور دھرا آٹھ لانی صورت کی چڑیا جو دکھی سوئی کچھ کے حال بچھایا یہ بیچارہ
 دام و دانے نہ کیا آگاہ تھا اگر تیار بلاسی لگا ہ تھا اون جانور و کنگ ساتھ حال میں پھنسا چڑیا بہت ہنسنا سچھ
 میں جدا بند کیا اور لچھا اسو پتا بادشاہ کو اگر نذر و گے تمام عمر کی حاجت دور ہو جائیگی ضرورت نزدیک نہ آئے گی
 یہ سمجھ کے بادشاہ کے سامنے لایا اس میں صورت کا جانور کبھی دیکھا نہ تھا پاس اشرفیان عنایت کر کے گاڑ پڑا
 کو حکم دیا اسیدم جو اسہر گار چھوڑا تیار ہو کے آئے یہ چڑیا او میں آرام پائے جب انکو قفس کی قید نصیب ہوئی جھگکا اور ٹپا
 یا دایا اور نہ پکچھ پیا نہ کھایا افسردہ خاطر بیٹھ رہا بادشاہ کو یہ جو معلوم ہوا دستار خوان پر خیر انگایا اپنے ہاتھ سے
 روٹی دینے لگا بد کر دعت کے بعد روٹی جو نظر آئی بادشاہ کے ہاتھ سے پت بھر کے کھائی گیا ایک بادشاہ کی
 بیٹی دستار خوان پر جو آئی نئی صورت کا جانور تھا بغور دیکھ کے کھل گئی بادشاہ حیران ہوا بے محل ہنسنے کا سبب چھا
 وہ بولی پیر و مرشد یہ جانو جسکو حضور عفا سمجھے ہیں بے بال پیر و خلقت بشر ہو سخت جمبور ہر سمحور ہوا نام سکا بد تھا
 باپ اسکا سلطان ایران عالیقدر تھا ان اسکی ملکہ گلنا ہو دریا کی شاہزادیوں میں نامدار ہو پھر سب تصدک صالح کا
 ہندال میں جانا بادشاہ کی بیٹی ملکہ جواہر سے بیاہ ٹھہرا ناکت و خون کے بعد بادشاہ ہندال کا قید ہونا جو اسکا
 بھاگتا بد کر کاراہ میں بلجانا اسکا سحر سے جانور بنا نا مفصل کہ سنایا بادشاہ کو عجب آبا بہت کا ہوش ہوئی انسان
 ہونکی خواہش ہوئی بیٹی سے پوچھا یہ آدمی بھی ہو سکتا ہو وہ بولی آپ اسکو لیکے دوسرے مکان میں قدم نہ
 فرمائیں خدا چاہے تو یہ اپنی صورت اصلی پائے حضور کو سب تماشانا نظر آئے بادشاہ بچھا اپنے ہاتھ میں لیکے دوسرے

کمرے میں گیا یہ کچھ پھرنے لگی وہ مجسم ہوا جس کے پر سے بدر نکلا مکان روشن ہو گیا بادشاہ نے گلے سے لگایا پہلو
 میں بٹھایا باہم خاصہ نوشجان فرمایا بعد سرگشت جو پوجی شہزادی کے بیان کے مطابق نکلی بہت افسوس لگے
 کہ آگہ نشہ راضلوات اب کیا ارادہ ہو جو میرے اسکان میں آوا میں قصد ہو گا اب کوئی فتور ہو گا برسر نے عرض کیا
 جنتو کا احسان بچا ہتا ہے کہ تمام عمر خدمت عالی میں حاضر ہوں نہ ہر قدم جان دون مجبویوں والدہ صاحب کا
 حال میری فرقت سے دو گروں ہو گا نیا دُورنگ تو ناحق خون ہو گا وہاں جا کے والدہ کو صورت دکھا کے پھر آؤں گا
 جوارشاہ ہو گا بجا لاؤں گا بادشاہ نے فرمایا بہت چھاپا ہو کر بکریں تمہاری خوشی منظور رہ جو یاد رکھو گے تو ایران کتنی دور دور
 یہ کہ کے وزیر کو ہمارے تیار ہی حکم دیا خود سفر کا سامان درست کر کے غرت و توقیر سے خصمت کیا دو چار جوان چھ
 پیر جو اس کے مشیر تھے ان ہلانے کو خدمت گزار ہاتھ بندھ دھلانے کو چوکی پر سے کے لوگ جدا جو ضرورت کا سبب تھا
 ہمراہ کرو یا جہاز کھلا جیل کھلا چار پانچ روز با و مراد پائی خوب کیفیت نظر آئی وقفہ ہوا نفس پھیرا مصیبت کا جھونکا آیا
 آفت میں جھونکا بلانے گھیرا یا تو شاہ راہ پر صحر سے تیر جاتا تھا لطف دکھاتا تھا اب وطن کی سمت چھوٹ گئی ہوا کا
 طمانچہ جو لگا ستول کی چوب ٹوٹ گئی جہاز مطلق العنان ہوا اختیار نہ رہا ہارے سے ٹکر کھا کے ٹکڑے سے ٹکر اُجا گیا
 شاہزادہ گردش بخت دیکھ کے حیرت کا پہلا ہو گیا ہر آہی تو پھر لپکا کے غوطہ زن ہوئے بے گور و کفن ہوئے بدر کے
 ہاتھ خندہ آگیا اس کے سہارے سے ڈوبتا تر تا کنارے سے دو چار ہوا ڈوبنے کے خوف سے برکتار سو سجدہ
 شکر کو سر جھکا یا کہ حافظ حقیقی نے بڑی آفت سے بچا یا دم لیکے آگے بڑھا چند قدم چلا تھا کہ شہر وسیع قلعہ کی نسا
 نتے انداز کا عجیب ساز و سامان کا نظر پڑا اسی سمت گرم خیز ہوا وقفہ کا عین ہل اونکے ساتھ دو چار گھوڑے کھنٹ
 سے دوڑ کے آئے بدر کو گھیرا شہر کی جانب اس کا منہ پھیرا گو بے زبان تھے مگر اونکے طرز سے ثابت ہوا کہ شہر کے
 جانے سے منع کرتے ہیں یہاں کی حقیقت آگاہ ہیں ہوا خواہی ہے سدا رہیں یہ گریشتہ بخت نہر کا بظہر مستقیم ہونے
 و بیم شہر میں داخل ہوا بازار خوب و کاغذین خوش سلوب اسباب سب طرح کا سلیقہ سے چنانگلی کو چھٹا پاکرہ لیکن ہوا
 عالم طرف سناٹا آدمی کا پتا نہیں کوئی ذمی حیات پھرتا چلتا نہیں ملوائی نانابائی کنخیرے قصائی حبلی دکان نظر
 آئی بھری بھرائی بائی مگر انسان جو ان کی صورت نظر نہ آئی سخت حیران ہوا اپنے آنے سے پشیمان ہوا سمجھا ہیوا
 وہ جانور بکھورکتے تھے اور آگے بڑھا سوہ فروش کی دکان پر اکر دس رسیدہ گرم دسر زمانہ دیدہ بیٹھا ہیوا

چار ہاتھ اوس نے ہر کاروی تابان وضع شاہانہ چہرہ و خشان جو دکھا اوٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کیا پھر کلام
 کیا آپ کون ہیں کہا نے اس کجبت شہر میں آئے ہیں چہرہ پر پریشانی ہو ظاہر ہے سر و سامانی ہو برے لے کہا غریب یار
 ہوں بکس یار غمخوار صیبت میں گرفتار ہوں اوس نے کہا کلبہ ازان میں آئے سزاہ آچا ٹھہرنا مناسب نہیں بدراؤ
 مکان میں گیا اوس نے دروازہ بند کیا پھر گایا سا جھگڑے کے پہلے کھانا کھلایا آب سرد پلایا پھر چہرہ سنا کیا کہ یہ جو ہستی سفسان ہو پھر
 نام اسکا شہر باد ہو ہوا کی فرمان و ازان سارہ نور کی صورت انتہا کی حسین ہو پرسی پیکر لعبت حسین ہو وہ جو دروازے پر
 جانور دیکھے ہوں سب انسان خوبصورت و صمدار ہیں اوس کی سحر میں گرفتار ذلیل و خوار ہیں اور کدین جاسکتے ہیں شاہ جمال
 کسی کو سنا سکتے ہیں تیس سے تیزار ہیں جو گوش کا مارا گھر سے آوارہ یہاں آتا ہو جاسوس دم دیکھے اوس کے رو برو لیجاتا ہو
 کچھ دن مرے اور اتا ہو جن روز بگڑ گئی غصہ آیا تو اوس کی صورت بگڑ گئی جانور بنا کے شہر کے باہر نکال دیا تی ہو پھر خبر نہیں لیتی
 وہ و حشیونکی صورت بصیبت اوٹھاتے ہیں سحر میں گرفتار آگے بڑھنے نہیں پاتے ہیں تو خوش قسمت تھا کوئی
 راہ میں نکلا میرے پاس سیدھا چلا آیا اب جو میرے کہنے پر عمل کرے گا تو اور کوئی تیرے مقدمے میں نہ دخل کرے گا
 بلا سے محفوظ خوش محظوظ رہے گا یہاں کے چھوٹے بڑے مجکو خوب جانتے ہیں جو کہتا ہوں ہانتے ہیں القصد
 شاہزادہ اوس کے گھر میں پہننے لگا جو وہاں کا باشندہ اسکی صورت اور نوجوانی چہرہ پر وہ بد بسلطانی دیکھتا
 حیران ہوتا کہ ایسا خوش رو پرسی پیکر اوس قتال عالم کے دست ظلم سے کیونکر بچا سکا چہا مچا جب کوئی اسکا حال
 پوچھتا پیر مرد اپنا بھتیجا بناتا تھا کہ میں لا ولد ہوں اسکو فرزند نہیں لیکے بالا ہوا پنا رنج ٹالا ہو میں پیر ہوں تصدق
 اخیر ہوں اس لیے وطن سے بلایا ہو کہ مسی خراب بن جائے اسباب غیر کے قبضہ میں آئے ایک روز وہ ظالم حاکم شہر
 خدا کا تر پٹے تنک جو شمت سے سوار ہوئی اسی راہ سے نکلی غول کے غول غٹ کے غٹ ہمراہ لیکر بہر کصیبت
 پر سکی نگاہ جو رسالہ دار یا بلین کا سالار پیا وہ و سوار و کان کے برابر آیا پیر مرد کے سلام کو سر جھکا یا پھر خواہر اور کا
 پراجا ہوا اونکا افسر بھی دور سے جھکا آداب بجالایا آب زندیاں تازک تن سیم بدن انکی بلین نکلی اپنا ترق
 دریا می جو اہر میں غرق نادر نادر غمخوار چھپان لے کی جھنڈیاں بھارے بھندے تلکری تھچیان آنکے حاتین
 وہ سہ پارہ ہر طرف گرم نظارہ ناز و انداز سے چاروں سمت سب پر آنکھ ڈالی خوش فعلی سے سیب او حچا لئی آپ
 صبادم ہر سر جو نزاہ پرسی پیکر جو اہر نگار پا کھر چھون پر اللاس کی اکیل بق کی جعل بل پوزی و مچی نیر مرد

یا قوت کیا گندے پتے میں در کینا تیرا کی کھنجر گام اول قہرانا چہا تا کھیل جہا کے باون و حرتا بل کر کے او بھرتا
 رکتب اور راہو رسیاب سان و نو مقیرا اس سچ و سچ سے دکان کے برابر ہو نچے وہاں بدر کا چہرہ نیرتا بان
 کی طرح چمکا اور نگاہ کی آو و حراہ کی توشن حنہم انو حیدر اچھا گیا سانس بند ہوئی دم گھبر گیا قدم بڑھانے کا یا را انوا
 شہر جانے کے سوا چار انوا باگ لی پرورد کی خبر و مافیت پو چھی اوس نے اوٹھ کے سلام کیا اتے بہت احترام کیا
 پو چھا اور عبد اللہ آج دکان پر نسی شکل نظر آئی ہو کہتا ہے ہم ہو پچائی ہر عبد اللہ نے جواب یا میرا بھتیجا پر اسکے
 ہانپے انتقال کیا یعنی اپنی تنہائی کا خیال کیا بلال اوہ تو فریفتہ ہو چکی تھی نقد دل کو چلی تھی تائب آئی یک لہ بان پر لائی
 عبد اللہ یہ نانت ہو سو سو بہت راحت آرام پایگا تمہارا احسان مفت ہو جائیگا اور جو میری جانب سے تلو گمان ہو تو
 آگ اور جو وہ کی قسم مجھ سے لے لو اب میں یہاں قدم نہ بڑھاؤنگی بے ساتھ لے نہ جاؤنگی عبد اللہ اوس دشمن خدایا کے
 شخص سے ڈرتا تھا کا خیر اسم تشریف لیا یہ دم سحر و دولت پر حاضر ہو گا جیسا کہ نے آج کا مانا ہر صدوق الاوار
 مانا ہر ویسا ہی کام کرنا ضرر ہو پچاؤنگی تو بد عمدی میں سو دنو کا بندہ مجھ کو بھتیجاؤنگی اسکے ایسے گھوڑا بڑھایا رات بھر
 چین نہ آیا بھدر دم بھر دکان پر موجود ہوئی عبد اللہ نے اوس کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ سونپا اور کیا احتیاط شرط ہو میری
 جان ہر اگر خیرا نہ ہو سکتا ہو پچاؤنگی کچھ اوٹھ نہ رہے گا سا آنا نہ تلو تیرے گاہہ بولی تمہارا خیال جاہر کیا چلو
 سو ڈھرا اور گاہ گاہ بختارے پاس آیا کر گیا یہی حقیقت سنایا کر گیا او سوقت عبد اللہ تو کل بخدا کر کے چپ ہر ہا بدر کو
 ساتھ کو یا اوس ایک تورا اثرنی کا تکر کیا گھوڑا بڑے بھر کڑے کا کو تل ساتھ تھا بدر کو سوار کر کے لہجی اہ میں جس میں
 بدر کو دیکھا بھتیجا کے اوس فحشہ کو برا کہنے لگا کہ آخر کار میرا کس بلا میں جہنسا کی دیکھا یا ہے کوشی صورت بنا کی
 اس راہ پیکر کے حال پرقت آتی تھی قضا کشان کشان لے جاتی ہر الغرض بدر کو ساتھ لےے یا تین باغ میں آئی
 وہاں سب سحر کا کارخانہ تھا باغ کا بانا تھا جو مکان تھا جہاں کینا تھا بل برسے چو ل جلی کا و سو کا ستا بدر جو پیر چھتا
 ڈر کے لے سے تشریف کرتا غمگین بھرتے بھرتے کہا نے کا وقت آیا تو انہوں نے دستار خوان بچھایا فائدہ چاہا ہاں
 نعمت مہیا تھی کہ تانک لکھوں کہ کیا کیا تھی دو نو نے باہم کھانا نوش کیا تیرا ب کی کشتیاں آئیں دور و شتر
 ہوا گائیں جانے تھیں ساز ملا کے گائیلی دمن میں نا جنے لگیں تانین چلنے لگیں کلجے ملنے لگیں جب رات زیادہ
 گئی اوس نے انگریزی لی جو جو موجود تھے اپنی اپنی جگہ پر چلی گئی دو نو جو ابہر نگار سحری ہو لے شہر و رت فرصت چلے

آرام کیا راتو تمام کیا۔ بہ کی نسبت دیکھنے غور شد کل آبا شہزادے نے تقریر سحر بردار سے خموشی اختیار کی قصہ کی کان کو
 بڑھا یا شاہ بکجاہ دیوان علم لطیف جلا مجرایوں کا سلام ہوا جاری حکام ہوا دنیا کا کاخانہ سحر سامری کا نمونہ ہر طلسم کا
 رنگ و عقل کا رنگ ہر کسی کو غماز ہوا ہوئی کہیں تک کسی جا پر خاش ہوئی کیا کاشام نظر آئی تھکے ماندوں میں مشقت
 خست پائی ہا سب ان نغمہ بیدار ہوتے سو تو نکو جگانے لگے خبر دار باش کے نعرے ہر طرف سے آنے لگے کہیں سب گئی
 کوئی کسی کا گھر چاند کوئی بال تال نے نکلا کسی کو باندھا شہیرا پلنگ پر آیا شہزادہ حاضر ہوئی دستان چتر گئی کہ صبح دم جب وہ
 نیند سے چونکی شہزادے کو حمام میں لگی کشتیاں پوشاک کی سنگتین عجبہ پوشاک سبھی پہنائی چپکے کے باہر آئی جائے خاندان
 ناشتہ کیا پھر باغلی کوٹھی میں جلوہ دیا شاہزادہ کے دل بہلانے کے لیے سہر و تماشے کا مشغلہ ہا ہنس تہقیر میں وہ تاج
 رات کا جلسہ موجود ہوا نامی و نوش کا ہنگام ہوا ایک چلہ ہنس خوشی میں گذر طبیعت اور سفاحشہ کی سیر ہوئی بدلنے کا
 وقت آیا تفرقے کا ڈھنگ دکھا یا اوس جات وہ بد ذات و بے باؤن پلنگے اوٹھی ہر چوکا لیشا جانتا آہستہ
 سند و قہر کو لا آرزو رنگ کی مٹی کالی پھر زور سحر شہہ جاری کیا اوس سے پانی لیا تھوڑا امیدہ مٹی میں ملا کے کو جھا
 آگ جلائی ٹکیہ پائی پھر وہ پانی رہا نہ آگ نظر آئی بدر کی جان نکل گئی سمجھا کہ اب خرابی آئی صبح کو جواوٹھا اوس کے گناہ
 بدولت وہ لطف اوٹھا یا آتے دنون چپا کے پاس نیکو خیال آیا اگر اجازت ہو تو دیکھ آؤن وہ بولی کیا مضامین
 گھڑا تیار ہر کے آہ بیز وار ہوا پیر رو کے پاس ہو چھا اوس سے داستان شب بیان کی عبد اللہ نے جو ابدی خد کو
 یاد کرو وہ حافظ حقیقی ہوا اوس سپاہ مانگو تکوہ رہ نہ ہوئے گا اور دو کلچے ہر کوئی بے سمجھا یا اگواپس کو جس وقت وہ چکو
 نگر او سے نکھہ بچا کے آستین میں رکھ لینا اسکا نگر اگھانا پھر باؤن میں ٹال کے آستین سے نکال کے اوس کو کھلانا او
 پانی کا چھینا اوس کے منہ پر دیکھے جس جانور کا نام لوس کے وہ ہو جائیگی نکو او اسکے ضرر سے نجات ہاتھ آئی ^{ہر شخصیت}
 ہوا ملکہ کے رو برو آیا کلچو نکو دکھا یا کہ چچا نے تکو بے ہن وہ بولی مجھ کو عبد اللہ کا ہمتا ہو وہ خیریت نیک بنا دو
 مینے بھی مختار سے جانے کے بعد کلچے چکاتے ہن اونھیں کھاؤ دو تو میں مزایا تو کسا کلچہ اچھا ہر نگر اؤر کے
 بدر کو دیا اوس نے چالاکی سے آستین میں رکھ لیا عبد اللہ کا کلچہ کھانے لگا اوسکی تعریف کی کہ آج تک ایسی مٹی
 نہیں کھائی اور وہ نگر آستین کا سانپ ساروہ کو دیا وہ بے تکلف کھائی آستین اوسنے پانی کا چھینا ہر کے
 منہ پر لکھا لنگڑی اور کالی گھوڑی بجا اوس نے تو کھایا نہ تھا سحر کا اثر کیونکر ہوتا ہے حیران ہوئی بدر نے جب پتی تم

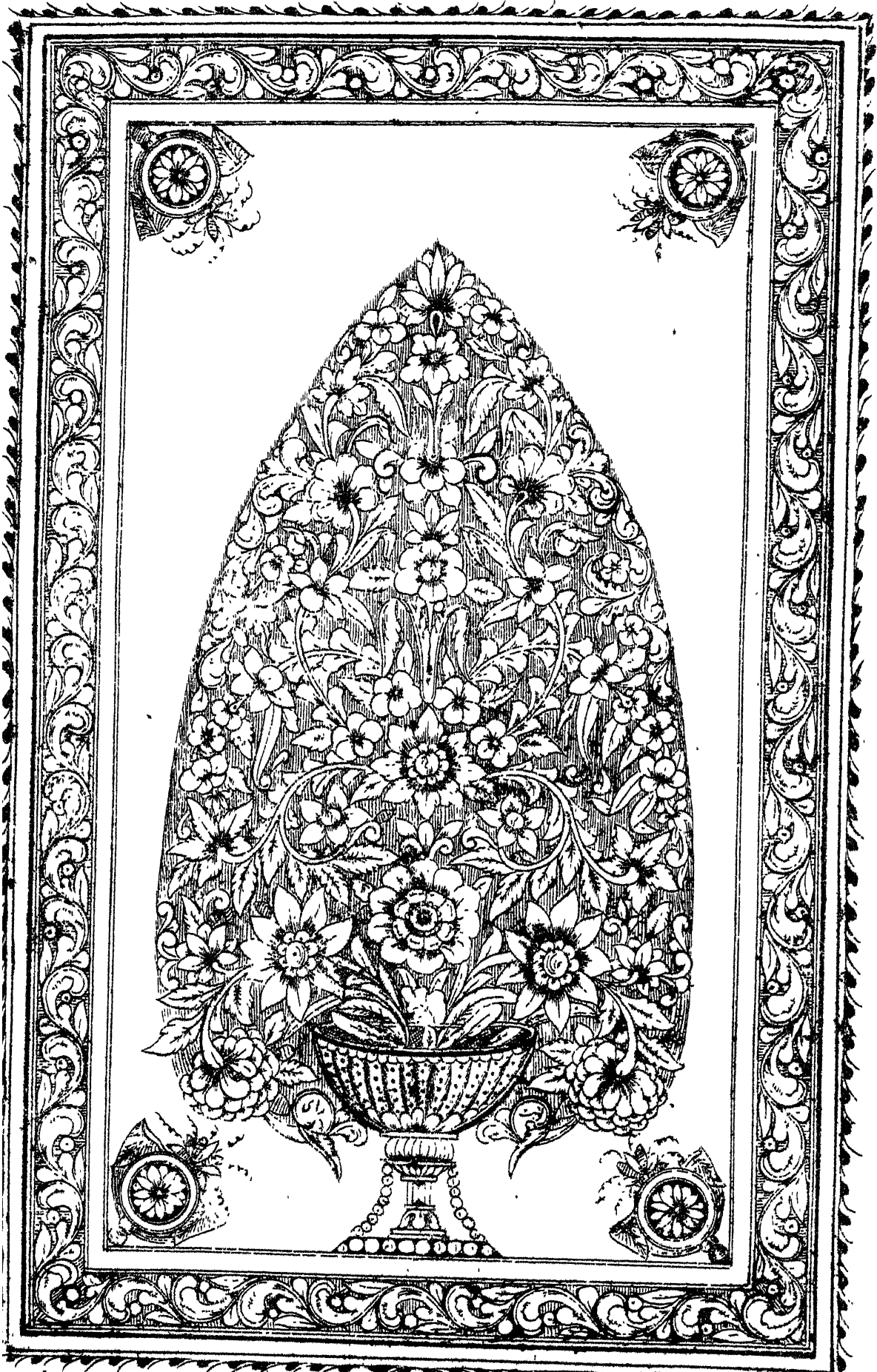
پانی کا جام و سکے منہ پر پھینکے کہا میں صورت چھوڑ کر وطن گھوڑی خود بہت ہو یا فوراً وہ زمین پر گر کے گھوڑی گئی تو گھوڑی
اپنے حال مران بتا سٹ کرنے لگی چاہا کہ اپنا وہ پیش کی مثل صادق ہوئی تیرا کو عبد اللہ کے پاس لایا وہ دیکھنے کے خوش
کہا تو اپنے عمل کی جزا سے اس صحبت میں مبتلا ہوئی پھر گھر میں جا کے وہاں لایا اسکے منہ میں چڑھایا کہا خرد ارا اسکے منہ
یہ وہاں نہ نکالنا اب جلد اس پر ہوا اس شہر سے فرار ہو بڑا وہی وقت اسکی پیٹھ پر سوار ہو کے جبل نکلا گئی دن کے بعد ایک شہر
بہت آباد نظر آیا روز کی مسافت سے بدر تھا گیا تھا سراسر میں م لینے کو تیرا ایک دیر پر سامنے آیا تیر کو با تو نہیں لگایا دیر جو ہوتی
گھبرا کے یہ سوار ہوا جیسے گھوڑے کو بڑھایا ایک ضمیمہ کوزہ پشت چہرہ کالا سر عیسے دئی کا گالا منہ میں انت نہ بہت میں
آنت شیطانی نخلی خالاسا نے آئی گھوڑے سے اپٹے راز راز ہو گئی حدتے سونے لگی بدتر ہو چھا جا گیا ہونے لگی
یہ صاحبزادے تیری عمر خداداد کر کے میری بیٹی کے پاس ہی صورت کی گھوڑی تھی وہ اوکو بہت پیار کرتی تھی جان بچار
کرتی تھی گل وہ سقط ہو گئی آج تک سلو دانہ پانی حرام ہر رونے سے کام ہو جو تم سکون بیچ ڈالو تو اسکی جان بچا لو جیسے
کہا میں اسکا مالک نہیں غیر کا مال ہے چھیننے کی کسے مجال ہے وہ بولی واری تم کیسے سلمان ہو بندہ خدا کی جان نہیں بچا تے ہو
باتیں بنائے ہو بڑا بولا قیمت اسکی بہت ہے تو دے سکتے کی اور چھایا جو کچھ فرماو گے جان بچکے لاؤنگی تو میرے ہاتھ کا مال ہے
وہ جو تیرے کہہ جائیگی تو ایسی ہالی پوسی کہاں پاؤنگی بڑا سوچا یہ محتاج ہو وہ مول کہا اسکا جی بھوٹ جاے تا بوس ہو
پھر سے اس ٹوٹ جاے تمھاری راہ کھوٹی نہو ہزارا شرفی قیمت کو یہ سوچکے مول سنایا اوس نے کہ میں ہاتھ بڑھایا نخلی
نکلا لکے رکھدی بڑا کھیرا کہا نیک نیت پینے ہنسی سے کہا تھا جیہنا منظور نہیں وہ لطفہ شیطانی بڑھا جاے ایمان قریب آیا
کہا بندہ پرور تم ہزارا شرفی کو بیچ چکے ہو میں گواہ ہوں گھوڑے حوالے کرو چھیلی اوٹھا لو اس شہر کا معمول ہے جو شخص
چیز بیکار کرنا ہی حاکم شہر او سکو بر سردار کرتا ہی بڑا خوف کھا کے اوٹھا بڑھیا او سکو نہر پر لگیسی وہاں کال کے توڑ ڈالنا
وہ غوطہ لگا کے اصلی صورت پر آگئی وہ دن فرما دکش اسکی ان تھی پیار کرنے لگی بڑا کی جان نکل گئی دفعہ زمین سے
دیو نبر دست پیدا ہوا ایک ہاتھ پر ان بیٹی کو بٹھایا دوسرا ہر کی طرف بڑھایا سبکو اوٹھا کے بچہ زمون ملکہ کے ملن
لا بھایا بڑے سے کہا کیوں جی ہمارے سلوک کا بلا ہی تھا جو تیرے چھانے کیا دیکھ تو میں کیا نہ رکھا تھی ہوں کہکے
جلو میں پانی لیا کچھ پٹھکے بڑے کے منہ پر لایا کہا او بھیا تو بجا بیچارا جب اس ہیئت میں آیا تو اس کو بلایا اور پھر زمین
کری کے حوالے کیا تاکہ سے کہا پانی دانا نہ پائے پھنگ کے مچاے وہ بیچاری عبد اللہ کی منحور فرود سدا تھی او بیوت

ملکہ جواہر کا پتہ پاؤ تو رہا ہمارے پاس لاؤ چند عرصہ میں وہ وشت و دیا چھان کے موافق فرمان کے ملکہ جواہر کو
 ڈھونڈ کر لائے ملک ہندال نے سونے کے گالے لگایا کہ بیٹا شاہزادہ بدر کی مشقت و ٹھانے سے در بدر کی انداز پائے
 شرم گئی لہذا اس کے ساتھ گونا گونا گویا سونے زہین منت از حد کیا تم ہمیشہ و نشاط و راحت و آرام کرو گی سلطنت میں
 زندگی تمام کرو گی سونے جگر چمکا کے عرض کیا جو حضرت نے فرمایا بہت بجا ہے لیکن میں شہزادے سے شرمسار ہوں
 گنہگار ہوں بدر نے جواب دیا یہ تمہارا لگمان بجا ہے جو خدا جو مجھ کو اصلاً و کلاً خیال ہو یا نوح و طال ہو یہ کہہ سکتے ہندوئی
 وہ سب ہندال کو چلے ملک صالح نے کہا یہ تقریر تاریخ شادی آپ کو اطلاع ہو گی نجومی بنڈت طلب ہو گی بحال
 کے نجومی کے ایام مال کے نور و زکوہ برات لچا نا بیاہ لانا ٹھہرا یہ حال ہندال میں لکھ بھیجا دو نو طرف تیار ہی ہونے
 لگی شاہان بجز و برائے ہوئے عجیب غریب سامان میں آیا ہوئے اگر شرح کروں دوسری کتاب لاجواب تیار
 شہر بے مہار کا بار ہو جو شاہ و شہزادے ملکہ لپ پر عاشق ہو کے مبتلا ہے سحر ہوئے تھے جانور بنے تھے
 اس کے مرتے ہی اپنی صورت اصل پر آگئے وہ سب اواسے شکر کرتے آئے جشن شادی میں شریک ہو کے لطف و مفا
 القصد بساعت مقرر بدر راہ پیکر و لہ پیکر سوار ہوا با و شاہان بجز و بر کو مع فوج و لشکر ساتھ لیا منزل بہ منزل کوچ
 و مقام کرتا جلا جہان تمام ہوتا لشکر کو سونے گرو میں آرتا ایک دوسرے کا پتہ نہ ملتا اسی عظم و شان و وطن کے گھر پہنچے
 دھوم دھام سے عقد ہوا و نو مشتاق باہم ہوئے دو روز فرات کے غم ہو گیا ان ہرات سے قسمت پائی اپنے اپنے وطن
 کی یاد آئی دریا کے ساکن بادشاہ ہندال ملک صالح کے ہمراہ دریا میں درتے ملکہ گنار بدر اور ملکہ جواہر کو لیکے ایران
 چلا گیا شہزادہ شہر اپنے اپنے گھر آئے جس طرح خندانے اونکے دن سپیر کسی طرح چھنے و سننے والی امید بے رات باقی حق
 دنیا زاد بقرار ہو کے بولی کچھ تو اور کہو کہ نمایاں روئے سحر ہوئے شہزادے نے کہا اگر شہر یا عالمی قار نے
 جان بخشی کی تو کل وہ دستاں سناؤنگی کہ دل پھرک جائیگا قصد پارینہ نظری ہو گا سننے والوں کو ز آئیگا
 شہر یا تو شیرین بیانی پر مفتون ہو چکا تھا بے ساختہ ارشاد کیا تو تو سحر بیان ہر آج پھر قتل سے امان ہے

خاتمہ الطبع شکر صد شکر کہ جلد ثانی کتاب لاجواب فصاحت و بلاغت انتساب موسوم بہ بیتان سحر آت لیا شہزاد
 تالیف و تہذیب شہرین تقریر فصیح اللسان سبحان زمان بلاغت محمود جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب
 سحر و سحر و سحر طبع سے آراستہ ہوئی

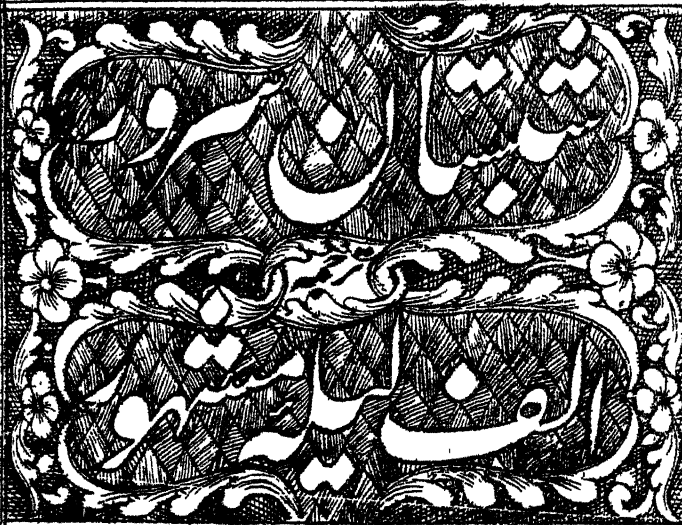
ملکہ جواہر کا پتہ پاؤ تو رہا ہمارے پاس لاؤ چند عرصہ میں وہ وشت و دیبا چھان کے موافق فرمان کے ملکہ جواہر کو
 ڈھونڈ کر لائے ملک ہندال نے بونگے گلے لگا لکھا بیٹا شاہزادہ بدر کی شفقت اوٹھانے سے در بدر کی ایند پائے
 شرم گئی لہذا اسکے ساتھ تھکانہ زکیا آوس نے رہین منت نہد کیا تم ہمیشہ و نشاط راحت و آرام کرو گی سلطنت میں
 زندگی تمام کرو گی آوس نے جھکا کے عرض کیا جو حضرت نے فرمایا بہت بجا ہو لیکن میں شہزادے سے شرمسار ہوں
 گناگار ہوں جو بدیاد یا ہتھار لگان بجا ہو کھڈا جو کھو اصلا او کا خیال ہو یا رنج و ملال ہو یہ کہہ سکے نہ خوشی
 وہ سب ہندال کو چلے ملک صالح نے کہا بعد تقریر تاریخ شادی آپکو اطلاع ہو گی نجومی بندت طلب ہو کر خیال
 کے نجومی کے ایام مال کے نور و زکوہ برات ایجا ناما یا ہ لانا ٹھہرایہ حال ہندال میں لکھہ بھیجا و نو طرفت تیار ہی ہونے
 لگی شاہان بحر و برا کجا ہوئے عجیب غریب سامان مہیا ہوئے اگر شرح کو دن دوسری کتاب لاجواب تیار
 شہر بے ہمار کا بار ہو جو شاہ و شہزادے ملکہ لیب پر عیاش ہو کے بتلا سے سحر ہوئے تھے جا تو رہنے تھے
 آوس کے مرتے ہی اپنی صورت اصلی پر آگے وہ سب او اے شکر کو آئے جشن شادی میں شریک کے لطف و مفا
 القصد بساعت تقریر بدیاہ پیکر و لہو نیکو سوار ہوا باو شاہان بحر و بر کو مع فوج و لشکر ساتھ لیا منزل بہنزل کوچ
 و مقام کرتا جلا جہان قلم ہوتا لشکر کو سو گن گرو میں اترا ایک دوسرے کا پتہ ملتا اسی عظم و شان و وطن کے گھر پہنچے
 و ہوم و حمام سے عقد ہوا و لو مشتاق پاہم ہو و ذور مفارقت کے غم ہو جب ان عورت سے فرصت پائی اپنے اپنے وطن
 کی یاد آئی و پاک کے ساکن بادشاہ ہندال ملک صالح کے ہمراہ و ریامین در آئے ملکہ گلنار برادر اور ملکہ جواہر کو لیکے ایران
 چلے اور شاہ و شہر اپنے اپنے گھر آئے جس طرح خدانے اونکو دن پھیرا اسی طرح ٹپسنے و سننے او کی امید ملے رات باقی تھی
 دنیا زاد بقرار ہو کے بولی کچھ تو اور کہو کہ نمایان رو سے سحر ہو شہزادے نے کہا اگر شہر یار عالی قرار نے
 جان بخشی کی تو کل وہ دستار سنائو گئی کہ دل پھرک جائیگا قصد پارینی نظری ہو گا سنے والوں کو ز آئیگا
 شہر یار تو شیرین بیانی پر مفتون ہو چکا تھا بے ساختہ ارشاد کیا تو تو سحر بیان ہوتی ہے قتل سے امان ہے

خاتمہ الطبع شکر صد شکر کہ جلد ثانی کتاب لاجواب فصاحت بلاغت انتاج سوم بیستان مور لاف لیاہ مشہور
 تالیف و پرشیرین تقریر فصیح اللسان سہبان زمان بلاغت معہ و رجب میرا رجب علی سبکستان
 سحر و سحر و حلیہ طبع سے شہرت ہوئی



توفیق خدای شریف و جلال بخش بر صنایع کمال
بر توفیق حسن بن حسن بن حسین

مجموعه نجات غریب فی قیوم حکایات عجیب و غریب جمعیت عاشقان پریشان دل و عیاش
شگفتگی غنچه بهشتی شامی شکر تله بلبل هزارستان غیرت بهار باغ فرخنده



سبع و نغده معنیان تالیف ناظم و ناظر عدیم انتظار اعجاز بیان بندج شریفه و جزوه
خرگ می عالی طراز فصاحت بلاغت هم در باب میرزا حبیب علی بر یک صاحب سر دفتر

مطبع مخبر العالم کازان باستان محمد معقوب طبع

عاشق و غنیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ غانم سو داگر و مشق و فتنہ محبوبہ پادشاہ بغداد کا

شہزادہ غنیمت پیر پوری کی شہر یاری کی عمر و دولت و راز ہو و درخش و طرب باز ہونے کا نہ سابق میں ایوب نام ہو اگر ساکن شہر و مشق
 مان دنیا سے مال مال تھا دولت لڑ وال سے مستغنی وہ نیک خصال تھا اور حاصل زندگی کافی ایک بیٹا و دوسری بیٹی تھی پور کا
 نے دو نو کو حسین جہر سیاہ جبین بنایا تھا خلق خدا کو دیدہ و ناویدہ و نو نے اپنا زلفیہ برہمنی میں بنایا تھا و لبتہ کا نام پہلے غا
 تمام عالم میں پہنچا پر بندہ عشق مشہور ہوا اور بیٹی کو انکلب لوگ کہتے تھے انکے حسن و صورت کا چرچا دور دور ہو اب چند سے شوگر نے
 سنا جان ملک الموت کو سونپی اسی ملک میں ہوا باقی ماہر و نو کو اس کے مرنے کا بہت رنج و الم ہوا دنیا سے اسے منہ پھوڑا تھا
 سے بہت کچھ چھوڑا تھا اور آج کلہ سو گھر مان بے منت و کج خواب گلبدن پیشیا کی بندھی ہوئی کھین بھین سجا علی او پر برائی بغداد کھا
 وہ مال و ایتھو تھا اور اون نے میں حکم شہر مشق محمد زینتی غلیظہ مامون رشید کا برادر غم زاو عالی قار تھا مشہور حرم دل
 شاعر تھا ایک روز غانم نے اپنی ماں سے پوچھا ان تجوین پر برائی بغداد لکھا ہو مطلب اسکا کیا ہو اس لکھا تھا بابا بچو
 اسباب جس ملک کے قابل دیکھتا تھا او سپرو ہاں کا نام رقم کرنا تھا ان دنوں بغداد کا عازم تھا اجل نے فرصت نہیں ہر ایک
 کھٹری بندھی ہی یہ کہہ کے شہر کو یاد کر کے روئے کلی گہرا شک تار شہر میں پروئے کلی آو سو قت غانم چپ ہو رہا
 کچھ نہ کہا و ایک دن مال کے مزاج کو دیکھ بھال کے مان سے کہنے لگا تاسف کی جاہر یہ سباب اگر نہ بغداد جانیگا تو براب
 جانیگا عیارت ہو تو میں آکو لجاؤں بیچ آؤں آو کی ماں آکو بہت پیرا کرتی تھی ہر دم دل و جان تیار کرتی تھی غم غارت
 کی ناپا لائی نصیحت کی راہ سے یہ بات فرمائی کہ اس سفر کا تحمل تمہارے نہیں ساقی بعد ملکر نے کہے دن نہیں ابھی تھا

باب کا الم تازہ ہوا اور پھر سخاری جدائی ستم بے اندازہ ہو تین اس بیچ کی تحمل ہوئی اس قلن میں جان و نگی بیخیزم جیاد لے
 نکالو توڑ کے قاتل کے کو بہت سمجھو تا جبران ہوشن کے ہاتھ اسکو بچھا لیا اور اسے ہر چند اپنا دشمن مگر غلام نے سفر کے شوق میں
 کچھ نہ سنا چند غلام حبشی مولیٰ سے سوانٹا لبر برداری کی واسطے سفر کی تیاری کی واسطے کرایہ کیے اور سوداگر بھی جو بغداد جانیو لے
 تھے شریک ہوئے پھر قافلہ بہراہ ہوا تیرہ روز بہراہ ہوا القصدہ کی سیر دیکھتے کوچ مقام کرتے مع الخیر بغداد میں پہنچے گا کہ وہاں
 میں اور تیرے آوسنات تو غلام نے باہم بود و باش کی قسم سحر کا گئی لاش کی انقض ایک مکان عمدہ قطعا رہا میں باغ بویا
 کرایہ لیکے کچھ نون بیچ سفر سے راحت لی جب کہ اس راہ دور ہوئی خرید فروخت منظور ہوئی کہ پڑے بدل کے مکان سے نکلا چنان
 تا برونگی نشست ہوئی تھی او میں جا کے عمدہ تھا نو نکلے نمونے دکھا کے بیٹھا غریب الوطن سحر سب انسانیت سے پیش
 آئے تو قیری الہین بن کی تقریر کی بجائے کھا کے غلام نے بڑے نفع پر مال بچا گھاسے میں اپنے صرف کیے واسطے
 کچھ کھ لیا ایک روز بطریق سیر بازار میں جو گیا دکا نین بند سناٹا دیکھا سبب اسکا پوچھا کسی نے کہا ایک سوداگر نے
 ذمی قدر سرفانی سے کوچ کر گیا ہر جان گذر گیا اوسکے دفن کرنے کو سب کو گرا سنے جاتے ہیں یہی شریک کو
 ثواب سمجھ کے جنازے کے کچھے جلا جاتے ہیں نماز پڑھ کے جنازہ بردوش سب خاموش پھر چلے غلام جو بہراہ تھا
 او سکو مکان پر بھیجا تو وہاں سبکا شریک ہوا سابق یہ رسم تھی کہ گور شان شہر سے کچھ دور بناتے تھے میت وہاں
 لیجاتے تھے اسنے وہاں پہنچکے دیکھا کہ گنبد تھا اور قبر پختہ پہلے سے تیار ہو چکی تھی او میں دفن کر دیا اسکے بعد دروازہ
 میت اور بہراہی گرد قبر کے بیٹھ کے فاتحہ خوانی کرنے لگے بعضے اشک فشانی کرنے لگے پھر حاضر کی جو برسم
 وہاں ہوتی وہاں کچھ خیمے نصب تھے معلوم ہوا شہر دور ہوا تکی شب خیموں میں قیام منظور ہوا تم سحر فاتحہ خیر ٹھہرین گے
 اپنے اپنے گھر کی راہ لیں گے غلام ولین سو جا اگر شکو تو بیان مقیم ہوگا تو صبح کو رنج عظیم ہوگا مکان کیلئے ہو کر جو
 آئے تو لٹا یا غلام میدان عالی پاکے جمع پونجی لیکے چل نکلے تو سب کچھ جھٹا تانے جلنا ضرور ہوگا مکان دور ہو
 اس تصور میں بعد ضرورت کچھ کھا کے لوگوں کی آنکھ بچا کے چل نکلا شیل مشہور ہر جلدی اور اصطرانج کا مہر اب تک
 نماز سے ہوتی ہر حجاب ہوتا ہوا ایک توراہ سے نا آشنا دوسرے اندھیر اکھبر اکھبر اجد قدم اوٹھاتا تھا جدھر سنہ
 اوٹھا چلا جاتا تھا آخر راہ بھول گیا پھر تے پھر تے نصف شب جب گذری شہر کے دروازے پر آیا اسکو بند
 پایا زیادہ گھبرا گیا مجبور سوچا کوئی ایسی جگہ ہاتھ آئے کہ یہاں قیام نہ رات کٹ جائے قریب ایک اور گورستان تھا او میں جا کے

جگہ صاف دیکھ کے بیٹھا تنہائی کے خوف سے نیند کو بھی بائیں آنے و باہر طرف نکلنے لگا اس میں کچھ دل ہلنے لگا
 یکایک روشنی نمود ہوئی معلوم ہوا کہ اسی طرح آتی ہو اسکو ہر شہت ہوئی نہ زیادہ و ہر شہت ہوئی ایک نایاب کا درخت بلند تھا
 اوپر چڑھ گیا تب تو میں جب کے بیٹھا دیکھا ایک کے ہاتھ میں اللہ میں دو سکے کندھوں پر صندوق ہر تین شخص میں لبا
 غلاموں کا پینے اور کوئی بائیں نہ دہنے قبرستان میں صندوق کو رکھ دیا ایک بولا ہمارا سی صلاح یہ ہو کہ اسکو نو مہینہ
 شہر کو پھر چلو دوسرے نے کہا مناسب نہیں ہمارا بی بی نے اسکے دفن کی تاکید کی جو تیسرا بولا کہ سچ کہتا ہے پھر وہ دونوں
 گڑھا کو دھندلے کو اوپر میں کہہ کے اپنا ہتھ لیا جب وہ نظر سے غائب ہو گیا غم و حزن اترا بھجا کچھ پال
 اسباب بیان گلز گئے میں دیکھا چاہیے مٹی تو نرم تھی سر کا کے صندوق کو باہر نکالا قفل لگا تھا اور اسکو توڑ ڈالا پتہ جو تھا
 اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا اور صندوق مشرق سے چراغ سحر کی روشنی کا جلوہ ظاہر ہوا شہزاد کو تو اسی کی
 لو لگی تھی شمع کو بائی کی خواہش کیا شہر بار کلفت ہو کے اٹھا کہا کہ کہاں صندوق کھلا اسباب کا حال نکھلا اوس
 عرض کی متاع اگر ان بہا چشم غیر سے چھپاتے ہیں تو کو باہر نہیں لائے ہیں خدا آپ کو سلامت رکھے مجھ چشم دن پھر آت
 ہر لطف قصص حکایات ہر وہاں لالہ شہ نے جب دیکھا کہ کوئی خبر لینے نہ آیا تو رحم کھا کے بکیسوں کی گور پر چراغ ماہ ہلایا
 شہزاد فوراً مجلس میں داخل ہوا شہزاد کا مطلب حاصل ہوا بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کے بولی کہ دنیا یہ سانچہ تھا نہیں کیا
 سمن پرسی بلا سر وقت اوت کا پر کالا لباس تکلف از سر تا پا دیا سی جو اہر میں غوطہ زن پوشا کفنیں سجا
 کفن پہنے خواب غفلت میں نکھین بندہ چہرہ چمکتا جسم مستعار کفن کندہ کیرح لپٹی ہو تب لعلین پرسی کی ڈھری بھی
 ہو چہرہ روشن کا جلوہ فریقتہ ہونے کا ہمانہ ہو گیا صورت دیکھتے ہی عقل حاتی ہی دیوانہ ہو گیا سمجھا گواہر خرابی اور تباہی
 ہو کر از سلسلہ شاہی ہو ایک جگہ ہوا دیکھ کے اسکو جھاڑ کے صاف کیا پھر صندوق سے ادرج اہر بے بہا کو
 نکال کے زمین بے فرش پر لٹا دیا ہوا جو لگی اوس نے کر وٹ لی آنکھ کھولی اور آہستہ سے کہا اور شام فر نور اللہ
 تم سب ایسے پیغمبر ہو میں جلاتی ہوں کی کو بائیں نہیں پاتی ہوں یہ گلہ اور امارت کا گواہ ہوا غم قتل بگیاہ ہوا
 اوس نے جواب پایا ہر طرف دیکھنے لگی گورستان نظر آیا آواز بلند کہا اتنی عقل حیران ہر قیامت کیا تو رب
 آئی کیسا یہ سامان ہوا سو وقت ڈرنا ڈرنا غم و برد آیا یہ کلمہ بان بولایا کہ بندہ بردار غیب الوطن کو نیست
 اپنی گھیر کے لائی جو میں ہمیں ہوں عالم تنہائی ہوا اوس نے کہا پہلے تو یہ بتا کہ میں بیان کیوں کر آئی کون لایا

زردہ کو مروہ بنایا گورستان کی صورت دکھائی غانم نے حبشیوں کا لانا دفن کرنا اپنا پھر کھو کر لگانا چرب نہایت
 سنایا اوس نے کہا احمد شد پروردگار کو میرا جلا نامنظور تھا جو تجھ سے یکدم ہوا میرے جینے کا سر انجام ہوا یہ شعر کسی تحریر کا
 کا بڑے شعر اگر تیغ ظالم بجنڈ زجاہ نہ بزرگے تا نخواہد خدا ہم دشمن چہ کند جو مہربان باشد دوست بہ آغاز
 نیک ہوا انجام بھی خوب ہوگا تو بہرہ مند بہر اسلوب ہوگا شعر کشتگان خجست سلیم را بہ ہر زمان از غیب جان تازہ است
 رات تھوڑی کمائی بڑی ہی یہ فکر بڑی کہ دوسرا اس از سے اگر ماہر ہوگا فساد عظیم ہوگا میرے ساتھ تیرا بھی حال
 ستیم ہوگا غانم نے کہا اگر سر سرکار کے کام آئیگا تو جان نثار نہ سر کا نیگا جو کچھ ارشاد ہوگا باول شاد و جلا لیا گیا پریمی رشتہ
 کنا تو جلد شہر میں جا صبح قریب ہو کوئی بار بروری لاجو پھر اس صندوق میں بند کر کے اپنے مکان میں لجا
 اگر صبح سالم تیرے گھر تک پہنچی تو اپنی سرگذشت مفصل سناؤنگی حسب نسب بتہ اپنا سب بتاؤنگی غانم صندوق
 میں اوسکو بند کر کے شہر کی طرف چلا تو کاتر کا ہوا دروازہ کھلا یہ ایک خچر لایا کر کے اوسچا لایا یہ حقیر اوسکو سنیا
 میں دو اگر یوں سباب لیکے یہاں آیا تھا رات ہو گئی دروازہ شہر پناہ کا بند پایا مجبوس شب کو اس قعر برتان میں اوترا وہ
 بیگاری جسکے قاطر پر یہ بار لایا تھا اوس نے کورنگی کی عین وقت پر وفادی را کی سیاہی میں وہ واہی بلا اطلاع سے
 فرار ہوا میں ناچار ہوا آخر تجکو دھونڈ لایا یہ کہہ کے صندوق اوپر رکھہ شہر کو چلا آفتاقات مانہ کسی نے نہ ٹوکا یہ سنا
 روکا بے تکلف گھر پہنچا غلاموں کو بلا کے صندوق اوتار کے اندر لگیا تو وہ کہہ جو بیت سجاتھا اوس میں کھا غلاموں کو
 ہٹا کے صندوق کھولا اوس ماہر کو باہر نکالا پوچھا اس وقت ہزار مبارک کیسا ہوا نے کہا شکر خدا ہے جس نے بے تردد
 یہاں تک پہنچایا زندوں میں شمار ہوا حجر ہلاکت سے بیزار پار ہوا پھر ہاتھ منہ وصلہ کے دستاخوان چنانچہ تھنہ
 غذا کچھ بازار کی کچھ جو گھر میں تیار تھی وہ برد رکھی اسنے برقع جو اوٹھا یا چہرہ تابان کی جاکے غانم کی آنکھیں چکا چور کئے
 لگین نون نے باہم کچھ نوش کیا بعد وہ چار گیلیاں شہر ناب کے پیسے غم میں وہ دنیا سرور میں فراموش کیا
 غانم نے اوس وقت حال پوچھا اوس نے بیان کیا کہ نام مجھے آفت زد می کا فتنہ ہے خلیفہ ہارون رشید کی مجھ پر جان
 جاتی ہے یہ آفت دیدہ اوسکی مشورہ کمائی ہے لہذا دین اڑکے سے بوڑھا میرا حال عاقبتا کو تو روز مجھی محکوم چنانچہ میں کم سن
 خلیفہ کی خدمت میں آئی جو ضرورتیں معشوقوں کو ہوتی ہیں سبکی تعلیم اونکی بدولت پائی تیرے غم کی سالی طبیعت
 کی زور آزمائی پر خلیفہ نے بہت عزت و توقیر کی نیا کی دولت سے مالا مال کیا نہایت فرح حال کیا تو نہایت

سیر غلام نیرین کو خواجہ سہرا بہتر سے بہتر و نرات دوست بستہ حاضر رہتے تھے خلیفہ کی جان مجبوراً سب کہتے تھے تھوڑے دنوں
 کے اندر پلوعفات تھی خلیفہ کی نظر و نرات تھی ہائیک زبیرہ خاتون جو خلیفہ کی بی بی شہوہ بہتر سب طرح کی رعایت احسان
 شہرید کو منظور ہوا وہی نیکیجت کا دل و جگر لاش رشک میں شب و روز رعایت کرتا کوئی ترکیب میرے بگاڑنے کی بنی تھی
 بس چلتا تھا سو تیا داہ شہوہ زوانا اور ناناوان مجبور ہوا نہ نون میری تقدیر جاگتے جاگتے سو گئی اور سکی تو میرے سیری
 خرابی ہو گئی میری ایک لونڈی بڑی طرار ہوشیا تھی طلع زروہ کجنت مجھ سے پھر گئی تین بلا میں گھر گئی خلیفہ کو
 درینا کسی کوشش کی گوشالی منظور ہوئی مع فرج جزا یا اور چند سپہ سالار آرمودہ کار بہرہ رکاب ظفر انتساب لیکے اور من
 روانہ ہوا اسکا جانا مجھ پر خرابی کا آنا ہی سبب نہ ہوا وہی لونڈی نے سر شام کوئی شہر ایسی مجبور پلائی کہ تین بیچو ہو گئی ہو
 نہ آئی زبیرہ نے صندوق میں مجبور بند کر کے زندہ درگور کیا تین تو آپ میں نہ تھی غل کیا نہ شور کیا تو دروکار نے مجھ کو
 بھیجا میری بدولت میری جان بچی اگر فضل الہی ہر تقدیر آزمائی ہو جو خلیفہ تک زندہ جاؤنگی تیرے جانے کی
 کیفیت سناؤنگی تعین کامل ہو وہ بکوالا مال کرو گیا جو تیرا مطلب ہو گا بے سوال کرو گیا کھانے سے فرصت پا چکے
 تھے دو نو باہم کھا چکے تھے غانم نے کہا دو گلڑی تم آرام کرو میں گزار جاتا ہوں جلد پھرتا ہوں یہ کہے اور ٹھا بازار
 جا کے عمدہ تھانے عابدانی اور زلفیت و کجواب کے عیش بہا فتنہ کی واسطے لایا آورد و لوٹدیاں سلیقہ شکار کو فدا شکار کی
 واسطے ہم جو بچا پویشاک قطع ہوئی اسی دن کئی وزری بلا کے سلوائی دو گھر روز نہلا کے وہ کشتی کو پونگی سنگالی فتنہ
 زیادہ ترسٹ مار ہوئی پویشاک زیب ہم کی چپا کے تیار ہوئی طرفین سے محبت بڑھی اتدن کی صحبت سے طلبتوں کا
 لگا ہوا اسٹیش عشق کا زخم بڑھنے لگا ہوا مگر غانم مجھ سے چکا تھا کہ خلیفہ اسپر شہا دی مینگ بڑھانی خوب نہیں حرکت بیا ہر
 فقط زبانی اختلاط کرتا تھا بہت جھٹلا کرتا تھا موافق معمولی ستار خوان بچھا یا میرے سب قسم کے روبرو کے شراب
 کو سنگا یا بجدولی رسم تھی نہ کو خدا کھاتے تھے شہوہ شراب کباب اور میوون پر اکٹھا کر جاتے تھے جب اس صاحب سے فرصت پائی
 اور رات زیادہ آئی اپنے پلنگ پر فتنہ کو سلا آپ جہاد دوسرے کمرے میں لیٹ رہا اسی طرح اوقات رہی اختلاط
 زبانی کے سوا اور کوئی امر واقع میں آیا پاک ملاقات نہی سبیدہ کا حال سننے رشک و حسد سے حرکت تو کی لیکن خلیفہ کا خوف
 بہت تھا کہ اسکو کیا جواب دوں گی اس فکر میں تھی کہ کوئی شخص ایسی کیب بتائے کہ وہاں سے اسکوے خون کا وجہ چھوٹ
 جائے ایک بڑھیا فراخ و کشاوسکی آئی تھی جس نے شکیان کو بارہا کرو فریب کی ترکیب بتائی تھی وہ محرم نہ تھی بڑی

و ساری سچی اور سکو بابت کے مفصل حال سنا کے کہا خلیفہ فتنہ کو بہت پار کر تا ہر جب او سکو بچانے کا گھبراہٹ کا وہ دلا لائیں کی
 حالاً کہنے لگی تم تشویش نہ کرو ایک تیر سے نہیں میں آئی ہو عمل میں لاؤ گی تو دغدغوں سے نجات پاؤ گی نہ سیدہ مستفسر ہوئی وہ
 بولی ایک پتلا چربی ٹیکے او سکو کفنہ کے حکم دو گد گورستان شاہی میں دفن کرو اور مقبرہ عالی شان جلد بنو اے کہ تم ماتم
 ہونا بڑا بات خود سو گوار ہونا اور جو جو اس محل میں ہیں بکریا ہا ہوش کرو ماتم کا جوش خروش کرو اور کبھی کبھی قبر پر خود
 سوار ہو کے جانا قرآن خوان مقرر کر کے شمعیں جلوانا پھول چڑھانا خلیفہ کے جب حیل ان کے غم میں تھارا دیکھے گا
 تسکین و تسنی کے سوا اور کچھ چارہ دیکھے گا احیاناً اگر کچھ شک آئیگا قبر کو نہ سکے گا کہ شہرگانا ہر خلیفہ اس سلسلہ سے آگاہ
 ہو اور قاضی مفتی بھی منع کرینگے قبر کو دفن نہ کیے القصد زبیدہ نے او کی تعلیم پر عمل کیا جو ملی لاش کفنہ کے اوسے
 یونڈی سے صندوق میں رکھوا کے سرور خواجہ سر کو بلایا حکم کیا پڑے جلوس تیار می سے فتنہ کو دفن کرو مقبرہ عالی شان
 بہت جلد بنوادو وہ حسب ارشاد گورستان شاہی میں لجا کے دفن کرایا لکن بہ تکلف کا مقبرہ بنایا قرآن خوان
 معین پور شہر خوب ہو لگی گاہ گاہ زبیدہ بھی خواصوں کے ہمراہ وہاں جا کے دفن لگی تیر خاص و عام بلکہ تمام
 میں کو بکوشہ ہوئی کہ فتنہ خلیفہ کی مشوقہ گئی دنیا می دون سے سفر گئی یہ حکایت غانم نے فتنہ کے روبرو
 بیان کی کہ تمہارے سنیکی داستان شہر میں بان دوہر آتک زبیدہ کو کہہ دو اس نے کہا میں تو تمہاری عنایت سے
 از سر نو زندہ ہوں راحت سے بسر کرتی ہوں اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو زبیدہ کو کیا مال ہو ایک دن وہ سب فرسید
 کی ہرولت دلیل و حوار ہونگے ہم تم عرو و شرط سے ہمکنار ہونگے غانم نے کہا مجھ کو تو چہ تک خلیفہ کے لحاظ سے
 تمہارا حفظہ اتب پیش نہ ہو تیرا ہی رخ کے بدلے راحت کا ہوا خدا کی امداد ہو القصد میں مینے کے بعد خلیفہ نے
 و فیروز می داخل بخدا ہوا فرط شوق سے پہلے فتنہ کے مکان میں آیا وہاں زبیدہ خاتون کو مع خادمان محل
 سیاہ پوش پایا حال پوچھا زبیدہ نے کہا مرگ فتنہ نے قیامت برپا کی ہو سکو صفت ماتم پر بٹھایا ہوا فتنہ سیاہ
 جانکاہ پیش آیا ہو چکا ایک یہ ماجرا ہوش رہا خلیفہ نے جو سدا دل سینہ میں کھرا یا غش آیا پاؤن لڑکھڑایا
 جعفر ذریعہ ہر تھا اون سے دوڑ کے سنبھال لیا کہ تیرا دفعہ تاجدار شرق کی آمد کا غلغلہ چاؤ سحر نے شبلی سیاہی کو
 کھو دیا تو دن نے نعرہ اشد اکر بنایا طائرون نے چھوٹے سنو یون کو چوکایا شہزاد خاموش ہوئی شہر بار نے
 عبادت خانہ کی اہلی عباد اسی نماز تحت سلطنت پر جلوہ دیا عدل و داد میں مصروف ہو اہماتا کہ شام تیرب آئی

اوس محل سے بچا کر کیا موت بکا زبان آیا شوشہ جیل کی دروازہ کھلا جو نظر آیا پہلے جعفر درنا گھر میں در آیا فتنہ اوشی بہت
 جھک کر سلام کیا جعفر تو خلیفہ کا لگا دیا جاتا تھا اوس نے بھی مودب مگر کیا بہت احترام کیا فتنہ نے کہا خلیفہ نے جو سزا
 میرے واسطے تجویز کی میں کسی سزاوار ہوں جرم ناکر وہ گنہگار ہوں لیکن چال مجھ سے کہنا ضرور ہو خلیفہ کو کیا منظور کرے
 جعفر نے کہا آپکو روبرو لایا حکم ہو غانم کو مقید لیا گیا حکم ہو اور اس گھر کے کھدوائی تاکید ہو حکم شدید ہو فتنہ بولی میں حاضر
 ہوں جس طرح جی چاہے لے چلو غانم کا حال سوچا گذرا ہو وہ سبب تجارت لیکے دمشق گیا ہوا میری جو سبب نظر آتا ہے یہ بھی
 مال اوسے بیاں لگا ہوا اوس شیری جان بچا پی ہونکی کا بدلہ لادہ ہی ہوا اس سبب اوسکی موت آئی یہ کہہ کر مع سبب فریضہ کے
 ہراہ ہوئی روبرو ہوئی جعفر کے ایسا سے کو تو ال نے فوراً مکان کھدوا ہوا زمین بنائی اوس بنا کی بنیاد ڈھائی
 جعفر خلیفہ کے روبرو حاضر ہوا فتنہ کے آنے کا غانم کے دمشق جانے کا اجرا بیان کیا خلیفہ تو غیظ میں تھرا ہوا تھا
 اوس وقت رجم کب آتا تھا مگر سے فرمایا وہ جو تہ خانہ تیرہ و تار محل کے زیر دیوار ہو فتنہ کو اوس میں بند کر مگر ارشاد
 حضور بجا لایا فتنہ کو اوس خانہ پر بلا میں جھوک آیا جس شخص سے کوئی جرم عظیم ہوتا تھا اوسی تہ خانہ میں
 اوسکا حال سقیم ہوتا تھا فتنہ تو اوس میں اسیر ہوئی محمد زبیر میں حاکم دمشق کو خلیفہ کی یہ تحریر ہوئی

فرمان خلیفہ ہارون رشید بنام محمد زبیر میں حاکم دمشق

آگاہ ہوں غانم نام ابو یوب سو داگر کا بیٹا ساکن دمشق میری لوٹری لیکے بھاگا ہے جہاں اوسکا سرخ پاؤر قنار کر کے
 تین دن تک پاغل و زنجیر ہر گلی کو چے میں تشہیر کرنا منادی ندا کرے کہ جو ایسا امر کرے گا اس سزا گناہ اور ہوگا
 خلیفہ گنہگار ہوگا پھر اوسی صورت سے حضور میں انکرنا اور فریڈا کرنا اور جو اس کے گھر میں ہو یا اوسکی سچی کرے اوسکو
 بھی سزا دیکر برا انجام کرنا بہت جلد یکلام کرنا جب نام تمام ہو امر سے فرین کر کے بند کیا قاصد صبار قنار کو بلا کے تہ
 حکم دیا کہ جلد حاکم دمشق کو نیامہ پہنچانا ایک کبوتر اپنے ساتھ لیا نارسید اس نے کی کبوتر کے بازو میں بانوہ کے
 بند اور کپڑے اور نایا جب تک کبوتر رسید نہ لائیکا کھجکھج میں آئیگا اوس نے میں اس قسم کے کبوتر اکثر ہوتے تھے
 مہینوں کی آہ و نوحین طکر کے آتے تھے جواب پہنچاتے تھے القصد وہ قاصد برق رفتار شب و روز مسافت کم کر کے
 دمشق میں پہنچا نامہ حاکم کو دیا اوس نے بہت اعزاز و احترام سے سر پر رکھا پھر اوسے پٹھہ کے گھوڑے پر چڑھ کے
 کو تو ال کو مع پیادوں کے ہمراہ لیا روت سے منہ پھیرا غانم کا گھر گھیرا اور دوسرا بادشاہ چارم سر پر کجاں غیظ و غضب شیر

چمکا تا جبروت و کھاتا نمانخا و مشرق سے نمایاں ہوا اور ماہ کامنہ سفید ہو گیا نور سحر کے جلوے نے حجاب تیری
 شکوہ رخ عالم سے اٹھا دیا شہزاد روشن و کیچھ کے ساکت ہوئی شہر یار نے عبا و تجاز کی راہ لی بعد اوائی ناز تخت سلطنت سے
 جلوہ و یا عدل و دو زمین مشغول ہو گیا تاکہ کہ دن تمام ہوا ہنگام شام ہوا شہر یار نے خلوت سرائی اہل شہزادہ حاضر ہوئی
 چلے آہم کیا پھر بیدار ہو کے بیان کہستان کا حکام کیا شہزاد گویا ہوئی کہ غانم جس دست بغداد گیا تھا اپنے جینے نہ کیا
 حال گروالو نکو زمین لکھا تھا جب عہد بادہ ہو کسی سے خبر کھچھ پائی غانم کی ان سبھی کہ وہ مر گیا فلک نے نیزگی دکھائی اگر وہ
 زندہ ہوتا کوئی تو آتا اپنی خبر بھجواتا یہ تصور کہ کے صفت ماتم بچھائی اپنے گھر میں مقبرہ تیار کر کے غانم کی قبر بنائی آسوی
 بیٹھکے پشیر و تے نالہ و فریاد کرتی تھی غانم نو یاد کرتی تھی اور غانم کی بہن بھی ادوی مقبرہ میں ہر دم مان کی شریک
 در و غم ہتی تھی گھر میں کم رہتی تھی حاکم جو اس کے دروازے پر پہنچا دتکت ہی ایک لونڈی دروازہ کھول کر
 کالی محمد زبینی نے غانم کو پوچھا کہ کہاں ہوا تے ہاتھ باندھ کر عرض کی مدت سے داخل خان ہو یہ پتھر سنگرا لگ کر کے اندر آیا
 غانم کو تو نہ پایا لگو دیکھا ایک رت ضعیف در و دوسری پر سی پیکر نوجوان ہو بر قبر گر کر یہ کمان ہو نامہ سوز لگو دیکھ کے
 پہلے تو برتے سے منہ چھپایا جب حاکم کو پہچانا تو اس کے پاؤں کو اکھون لگا یا حاکم نے کہا اہا و تیر سے بیٹے کی تلاش ہو
 یولی عرصہ ہوا غریب الوطن پہنچ گیا ہمیں خراب کر گیا یہ کہ کے زار زار بے اختیار رو لگی جان اکھونے لگی محمد زبینی حاکم
 منصف حم دل غرا پر ورتھا و سکا حال تباہ نالہ و آہ دیکھ کے بچھم پریم سوچا اگر قصہ ہو تو غانم کا ہوا و سکی مان بہن کا جو کہ
 جوانی لیزا کئی اکید کر کے حکم تشہیر بھجوا ہا روں رشید کا پتھر کا کلیجا ہو اس عرصہ میں اور لوگ جو غانم کی جستجو میں جا رہے
 گئے تھے ناکام پھر آئے عرض کی کہین تباہ ملا کو چھ کلی سب چھانا نشان صلا نہ ملا اور اسکی مان کے رونے سے حاکم کو تعین
 ہوا کہ وہ مر گیا و سکو انکی ایذا کسی طرح منظور نہ تھی بلکہ باہمی اس کے نزدیک کچھ ورنہ تھی لیکن ہارون شہزاد کی اکید
 خوف کھایا اوکا گھر گھڑی گھڑی لٹول کے کھدوایا سب خاکین ہلایا عورتوں کو تشہیر کیا اخراج بلد کا حکم دیا وہ یہ چار یا
 مصیبت کی ماریاں افتان خیزان حلب میں لرد ہو تیں کرو ہا نکار ہنا بھوک پیاس کل سہنا او نکو گوارا انوا آخر
 جان جو کھون کر کے بغداد کو حلبین زبیں سوچیں یا تو ہم جانے مارے جائینگے یا اپنی تقصیر جو باعث تشہیر ہوئی
 او سکا پتا پائینگے پھر غانم کا سراغ لگائینگے آخر کار جب ہرابی اسبیا را بغداد پہنچیں ہر شخص سے غانم کی حقیقت
 پوچھتی پھرتی تھیں یہاں سے فتنہ جو باعث فساد و فتنہ ہوئی تھی او سکا سال مال سنو کہ فتنہ جس نے ان تیرہ و تارکین

گرفتار تھی زندگی سے بیزاری تھی اسکا متصل خلیفہ ہارون رشید کا محل تھا یہ تو غانم کی پھینسی اور مصیبت پوکر کے ناز و زاری کرتی تھی ہر وقت بقیار می کرتی تھی اور خلیفہ بیشتر اتکو اوس محل کی لنگائی میں ٹھلٹھا تھا دل اوسکا وہاں ہلٹتا تھا زندان تو زنجیوار تھا ایک روز صدای آہ و زاری خلیفہ کے کان میں آئی اسنے فتنہ کی آواز پہچانی اوس صد کو متوجہ ہو کے سنا فتنہ یہ کہتی تھی اور بگینا ہ بلا نصیب غلام تو کمان ہونے کو مجبور نے سے بچا تا نہ یہ فریاد تیرے روبرو آتا تو نے نیکی کے بدلے مصیبت اور ٹھانی آوارہ وطن ہو جانے کو روکنا ہوا اسباب لٹا لٹا کر کھو گیا مان بہن تیری شہر سے بدر ہو تین تو سے چھٹا خلیفہ پیدا کر عدالت محشر سے ڈرتا نہیں خدا کا خوف کرنا نہیں اسکے باز پرس میں جو عذاب ہو گا تو حکم الہی کیین کے سوا کچھ کیا جواب ہو گا یہ کہہ کے زار زار رونے لگی بقیار می سے جان کھونے لگی یہ سنکے خلیفہ کو خوف خدا ہوا دل میں سمجھا کہ یہ کونسی تھی عینے ناحق سے تحقیق فرط غضب میں غلام کیا مقرر کو بلا کے کہا اس زندان سے فتنہ کو نکال کے میرے روبرو لا سبک اوس نے فتنہ کو حاضر کیا وہ خلیفہ کے پاؤں پر گر کے خوب روئی خلیفہ نے فرمایا اپنے تیری تقریر سب سنی یہ بتا تو نے ظالم مجھ کو کیوں کیا جانا فتنہ سمجھی کہ اب زکھل گیا اسکا پوشیدہ کرنا خوب نہیں ہے چڑھا دہ تھی کہنے لگی کہ غلام اب لو بتا جا جو شوق کا بیٹا ہوا سننے میری بیان بچائی اورستان سے اپنے گھر میں لایا میرا صلہ چاہا جب بیٹے اپنا حال کہا کہ میں ماہ شاہ کی جرم ہوں وہ دست بستہ غدر کرنے لگا کہا میں خلیفہ کا غلام ہوں تم مجھ پر مہر ہو پھر میری عزت و توقیر کر کے غلام کو کھیرا خدمت کرنے لگا اطاعت کا دم بھر نے لگایا سنکے خلیفہ نے پاؤں پر سے سراوٹھایا پاسٹھا یا فرمایا تو اپنا ماہر مفصل بیان کر اوس نے ابتدا سے انتہا تک بیدہ کے حکم سے صدوق میں بند ہو کے گورستان میں دفن کیا جانا غلام کا جان بچانا گھر میں لاکے خدمت بجالانا بیان کیا خلیفہ نے فرمایا تو بھی ہو گھر مجھ کو بیان آئے ایک مدینہ کامل ہو گیا تھا جب تک کیا کرتی تھی اوس نے عرض کی ہدیہ زناہ گذرنا غلام اپنا مال سباب مجھ کو سو بچے و مشق بضرورت گیا تھا چلو حضور کی آمد کا حال کھلا جس دن مطلع ہوئی فوراً عرض بھی خلیفہ نے کہا حقیقت میں بیٹے ظلم کیا اب چاہتا ہوں اسکا عوض کروں اوس نے عرض کی حضور منادی کہو حکم دین کہ کوچہ و بازار میں چارے کہ جرم غلام کا خلیفہ نے معاف کیا وہ جلد در دولت پر حاضر ہو بیچ کی عوض میں راحت پائیگا مطلب پائیگا خلیفہ نے فرمایا اچھا دوسرے کون خلیفہ نے جعفر وزیر سے ارشاد کیا کہ آج شہر میں منادی ندا کرے کہ بیٹے غلام کا گناہ عفو کیا وہ خوف نکھائے تیرے روبرو چلا آئے اور بجا شہر و زمین حکام کے نام شقے ہی مضمون کے بھیجیے لیکن سود مند زورے جہانم کا پتہ غلام فتنہ

باجازت بادشاہ تلاش کو نکلی تو پڑاشر فی محتاجوں اور چوبیس مسکینوں کو دینے لگی اتفاقات سے اوس شہر میں ایک لال بہت ستورہ عدال شہوت تھا امیر القدر جس نے تقسیم کر کے کو اوس کے پاس بھیجی تھی وہ محتاجوں کو بانٹ دیتا تھا وہ جو فتنہ کو نظر آیا اسے کچلے شرفیان اوسکو دین کہ غریبا کو اور مسافر اور ہر وطن جو ہو یہ پناہ بتوونکی خبر لینا جو امر کہ شدنی ہوتا اور کہ عرف وہ ظہور میں آتا ہر جو سیدہ یا بیزہ مشہور ہوتے ملجاتا ہوا اسنے عرض کی حضور و عورتیں غریب الوطن مبتلا ہی رنج و محن میرے مکان میں آوہیں اگر اونکا حال آپ ملاحظہ فرمائیں گی بہت رنج ہو گا آئندہ بھلا سیں گی فتنہ یہ سنکے بے تکلف اوسکے گھر چلی گئی غنم کی ماں پوچھا تم کون ہو کہ میرے آئی ہو کونسی آفت پڑی ہو جو اسقدر خراب حال ہو گھبرا آئی ہو وہ بولی غنم بہرہ آفت پڑی ہو اور خداوشن کو نہ دکھائے گھر لٹا شہر چھٹا بیگناہ تشریر ہوے بیٹیا کا کم کہ خوف سے روپوش گیا ہم بلا ہی بے وارٹی میں آہر ہوے ہمارے سایہ سے لوگ بھاگتے ہیں ہمسایہ پر ہیز کرتے ہیں خنجر میاں دہا ہی فتنہ خدا نازتیں تیز کرتے ہیں فتنہ نے کہا تم اپنا حال مجھے بیان کرو خدا چاہے تو اب تمکو کسی طرح کی ایذا نہ ہو وہ بولی فتنہ نام غلیظہ کی کوئی معشوقہ ہواو سکی بدولت یہ بلا ہمپر آئی ہر فاقہ کشی باویہ پائی ہو میرا بیٹیا غنم نام تجارت کو بغداد میں آیا تھا وہ بچپنا اوس سے ہم ہوا خلیفہ نے قتل کا حکم دیا اوسکو تو نہ پایا جا کم و مشق کو لکھ بیجا میرا گھر لٹا یا اجلا وطن کرنے کو در بدر بھرا یا اوس سرریا ای ارکیر چارم بصد جاہ و جلال انتقام ہوا و غنم کی تحقیق میں تیز زنگار بالاسے سر نیزہ شعاعی دو پیکر ہاتھ میں سخت نیزہ فام چلو گروا ہا مع سپاہ انجم روپوش کیر ہوا شہزادہ بجلی تجلی کچھ کے چپ ہوئی شہر یار نے امان دیکھتے تھو گاہ کی آہ لی وزیر دست بے تیغہ شمشیر نظر حکم تھا شہزادان سنکے دربار میں حاضر ہوا ارکان سلطنت آداب بجالا کے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو ستغیثون کے مطالب حصول ہو اس عرصہ میں شفق شام کا جلوہ سپہ نیلی فام پر پریان ہونے لگا تیرگی نے شہر سے باون نکالے رخ مہ نور مغرب میں پہنان ہوئے لگا بر فاست کا وقت آیا شہر یار غلو تسرا میں تشریف لایا شہزاد کو بلایا فرمایا کہ پھر اون بھدیت نہ دوونکو فلک نے کیا رنگ دکھایا اوسنے عرض کی فتنہ غنم کی ماں سے جب یاجرا میں گیا تو بولی وہ بے نصیب میں ہوں جسکی باعث تمکو یہ صدمہ پہونچا لگا اب میرے کھنڈے سے خلیفہ نے سنا دی کی ہر تقصیر و سکی عفو کر دی ہو اگر غنم زندہ وسلامت آئیگا تو جو کچھ تمہارا نقصان ہوا ہر خدا نے چاہا تو دونو اوسکا ملجا کیا یہاں تو گئے تھو تھی وہ لال باہر سے آیا کہا بندہ پرورائے زیادہ ایک شخص بحال ارارونٹ پر سو نظر آیا ہوا حال جو دریافت کیا شہر یار نے کہا یہ بیجا ہا سبب کا اسراہ پریشاں غنم جان پڑا تھا بھگو خوف خدا لایا آوٹ پڑچھا کے یہاں لایا ہے یا رو دیا ہر جو ست غنم کو

یہ گھر دور ہو مجبور ہوں وہاں تک صعوبت رہے نیچان نہ اٹھاسکے گا اونٹ کی تکان سے دم نکل جائیگا زندہ نہ جاسکے گا
مجاہدوں کی نوجوانی بوسرا مانی پر جم آیا اپنے گھر میں لایا اگر وہ بیچ گیا ثواب عظیم ہوگا اور جو گریسا لال سے دل و ذمہ ہوگا لیکن
ہو دلیہ میں دھڑوڑو صاحب آہ سرد ہو دلو بقیہ راری گریز راری ہو یا سبب ظاہر محبت کی بجاری ہو فتنہ نے کہا میں افس
صاحب آرزو دل بستہ جگر فکار کو دیکھا جا رہی ہوں پھر دلال کے ہمراہ سر بالین اور ہنر ارافت کے گئی بوجہ صورت و بچی فکرتے
نیسا نچہ دکھایا اپنی تیغ نگہ کا نیم سہل پایا دو نو لکھتین نہ دل و جا جو پھر سینہ میں سپند اس سے ضبط نہوسکا چار کے کہا اعر
ظالم یہ کیا مال نیا بڑھی سچو سے نڈا محمد تجو بایا غانم نے آواز چپائی آنکھ کھول دی کہا فتنہ عالم تم ہو کثرت خوشی سے
پھر غش آیا استاد کا یہ قول ہے **و فتنہ خور وقت کو نرے مژدہ وصل پنجہ خوش زمین اچھی جو بکاک ہو**
والاں فوراً کیوڑہ لایا سنہ پر چھپر کا بلایا بارے وہ ہوشمیں آیا فتنہ بولی میں تیرا حال خلیفہ سے مفصل کہا قصہ معاف ہوا
دل صاف ہوا ہر قریرہ و وہ میں سنا دی ہوئی ہو کہ غانم نے اندیشہ و غم آئے جو صعوبت اٹھائی ہو اسکا بلا پایا گے گا
تکلیف کی عوض راحت اٹھائے گا تو دلیہ میں کچھ در خیال لانا نہ تنہائی سے گھبرانا میں جاتی ہوں خلیفہ کو تیری خبر پہنچا
ہوں بہت جلد آؤ گی اجازت لیسکے تجھے لجاؤ گی واپس خلیفہ کنیزت میں آئی سب کہانی بزبان لائی خلیفہ نے فرمایا
آج سے تجھ کو مطلق العنان آزاد کیا مگر غانم کی بہن پر پی جمال کا حال حسن صورت کا رنگ گڑھنگ سنے شبکو حاضر ہونے کی
خاطر ارشاد کیا دو سیر روز جو فتنہ دلال کے مکان پر آئی غانم کو صحیح و سالم پایا چہرہ کارنگ روپ کچھ دہری نظر آیا
غانم نے پوچھا کیونکر آنا ہوا اونے کہا خلیفہ کی اجازت سے اور یقیناً کل ہو کہ تیرے ساتھ میرا عقد کرے تجھ کو اور تیری ماؤ
بہن کو بلایا ہو سواریکسا مان سیر ساتھ آیا ہو القصد غانم اپنی مصیبت در بدر پھرنے کی اذیت بیان کر کے رویا پھر کساح
کے مژدہ سے نہایت شاد و خورم ہوا مگر غانم کی ان فتنہ سے کہا ہم اس فتنہ میں حال چھٹے میلے کپڑوں سے باو شاہ کے
روبرو کیا جائینگے اور گئی تو ذلت کے سوا آبرو نہ پائینگے فتنہ نے دلال کو بہت اشرفیان دیکھے کہا تو بلایا اس مان
ضروری لاؤ انکے کپڑے بدلواؤ پھر غانم کو سب باد رفتار پر سوار کیا اور اسکی ان بہن کو محل مزد میں بٹھالیا درویشی پر
پہنچکے مسرور خواجہ بر کو بلایا پوشیدہ راہ سے محلہ میں عورتوں کو اتارا اور غانم کو دربار میں بھیجا خلیفہ ریکارڈی کرانی
تھا دست بستہ وزیر امیر ارکان سلطنت اپنے اپنے قاعدے سے جاگزیں تھے دکھلا روم شام عرب عجم مصر و حلب جہ بڑھ
جاہ گریز و تکلیف غانم جو رو بر و آیا قاعدہ و ان تھا سر بہت عظیم جھکا یا کچھ جو راہ میں ہوزوں کیے تھے نصا و ہلا

بادشاہ کی بی بی میں پٹھنے لگا شخص جو ہر طبع کی تعریف کرنے لگا خلیفہ نے فرمایا مجھ کو روہو تاکہ رفاط روہو اب ساخہ
 فتنہ کا فصل بیان کرو سخیاں کرو غانم نے بظن معقول کچھ ظاہر کچھ چھپا اس طرح سے بیان کیا کہ خلیفہ کے سوا دوسرا بالکل سمجھا
 خلیفہ طرز بیان سے غضبناک ہوا زیادہ خورندہ ہوا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر برخواست کا حکم دیا خلوت خانہ میں فتنہ اور غم
 سے اوکی ان بن کیا دیکھا پری مال کو دیکھنے ہی فریفتہ ہو گیا فرمایا جسطرح تجکو شہر میں فلت وروائی ہوئی اوس کسبت یا دہرست
 واپس پٹھے کی تمام عالم میں یہی عقد کی شہرت ہے کی بڑی شوکت و شان کی شادی ہے گی پھر خلیفہ نے قاضی صاحب کو
 طلب کیسے کہ اپنا عقد پڑھو اب اوکی ان کا علاج دیکھو خبر کے ساتھ کیا اور فتنہ کی بڑی دھوم دھام سے عمدہ اہتمام سے غانم کے
 ساتھ شادی کر دی شہر بارہ بجایا سنے ستر ہوا شہر تراوی تعریف کی وہ بولی حضور کیا ماجر اتھا اگر آپ شاہزادہ زین العابدین
 اور حج کجاہرا سنین کے نہایت طبیعت شاد ہوگی دل سے پسند کرینگے شہر بارہ متوجہ ہوا کہا اوسکا سنانا جو ایسا ناد وفسا نا
 ضروری ہے میری تقریر سننا منظور ہو شہزاد نے جاہا کہ نہ کہو کے کچھ بولے ناگاہ سپیدہ سحر کا چکر اور رانوی مشرف
 نے بالہا جس دوسری کجاہرا مشرق سے نکل کے مقنع حجاب و می تابان اوٹھایا مشاطہ ماہ نے انجم کے براتیوں کو جسٹ کیا ایک
 نظر آیا فریش سحر شہما ہی ہومی و کافوری گل کرنے لگے پروانوں کی چراہند موقوف ہوئی لغتہ سرائی بلبل کرنے لگی
 سلطان نوجوان حسب عادت مشغول عبادت ہوا جب فرصت پائی ارالامارہ میں سواری آئی ارکان سلطنت تخریوان
 دولت نظر تھے دست ادب باندر کے تسلیم ہوا لائے خود بدولت تخت پر جلوہ فرما ہو زور برائے میرنجی سپہ اللربلان باد
 اپنے اپنے فریضے سے کچھ بیٹھے کچھ دست بستہ کھڑے ہے مد نظر معاملات بیٹے بڑے رہے اس عرصہ میں ات بالباس
 سیاہ تاریکی کی ادخواہ آئی اندھیرے کا اندھیرا بنایا خورشید انور نے مغرب میں منہ چھپایا حکم ہوا صبح کو داوطلبی طلب کیو
 نظر آئی یہ فرما کے خواجگاہ میں آیا شہزاد کو بلا لیا کھل کا وعدہ فاکر حکایت کی پچھت آوس نے پہلے وادھی وکستان شروع کی

قصہ شاہزادہ زین العابدین و باو شاہ جن کا عیاشی و غفلت سے سلطنت
 خراب کر کے دولت و تکلیف اوٹھانا پھر شاہ جن کی بدولت نندین نین پانامرے اوٹھانا
 زمانہ کسان میں بازرے کا بادشاہ رعیت پرورد عدالت کے تر نامور شہر ویدر کا خاتمہ قارون سے زیادہ روپے
 اشرفی کا نبار تھا فیض و عطا کا شغل لیل و نہاد تھا رہا یا بلایا اوسکے عمدہ و مستقیم خوش خرم آسودہ حال تھے فرقہ سپاہ میں
 اس فن کے اہل کمال تھے بادشاہ کو جوان کا آرام تھا لیکن لادری کی کراچ بیان شروت و حکومت ہوج و شام تھا نظم سیر

خوش تھا وہ حجب تیناد	غم نہ تھا کچھ بجز غم اولاد	آرزو ہے پسر میں ہے اس	نہا سیدہ و بکرت ویاس
گل کی حاجت روا سے گل	روز و رو کے مانگتا تھا عا	بلکہ چھوٹا بڑا شہ کار ہے	والارات دن خدا کی مرگاہ میں

و عاکرتا تھا فرزند کی ہر دم تمنا کرتا تھا کسی بندہ خدا کی آخر دعا قبول ہوئی بادشاہ کو فرحت حصول ہوئی لفظ

بسکہ تھی او کو خواہش فرزند	قدرت حق سے بعزت چند	شاہ کا ایک محل خاص تھا	ناگمان دوس ہی کو محل با
الغرض جب گذر گئے نوابہ	بانوی شاہ کو بفضل اللہ	وروزہ ایک دن شروع ہوا	چرخ میں شرف طلوع ہوا

القدحہ چند ساعت کے بعد فرزند خارج ہوا اور اپنا بیان پڑھ کر یا فرشتان حج کل تکالیف سنتے ہی خیر شہ غم کوش بہ فرط شادی سے ہو گیا بیہوش + بادشاہ فریحا جب ہوش میں آیا سچہ شکر بر گاہ مل ملا کیا محتاج مسافر غریب غما وار و صابر کو روز و چوہر پنا اپنے ملک کے سواد و رود سے آخر شہ ناس نامی اہل نجیم گرامی بلائے ہند و مسلمان جو جو اس کام میں بہستی و کام میں شہر تھے یہ چرچا سنے از خود آئے حکم ہوا کہ بالاتفاق شاہزادہ کا جنم پیرہ بنا و نام ہی مستقبل کمال فی الحال تیار و شخص پوچھی قبول فرعہ چھدیکٹ اچھے کھینچ بقدر علم و کمال عرض ہوا کہ یہ مولود عمر طبعی کو ہو پونچے گا صاحب جرات عالی ہمت والا تربت گاہ سرگیری سلطنت ہو گا لیکن چند امور خطرناک ہیں جسوقت سفر پیش آئے الا انجام بخیر ہو جائے بادشاہ یہ سنے خوش ہوا فرمایا شاہان الابار شاہزادہ ہی کامگار اس شکل کو کہیں جانتے ہیں تجویوں اور مالوں کا کہنا نہیں مانتے ہیں مستقبل مزاج میں جرات کار و اج ہونا ضرور ہو تو ہی ہو گا جو پروردگار عالم کو منظور ہو کہہ کے علی قدر حال علم و کمال سب کا دریافت کر کے خلعت و انعام عنایت کیا نقد جو عین بہت دیا و مجتہد ہوا صد ہا قیدی ہی باہو اتام کھنے میں بہت اہتمام ہوا علم کی تجویز سے زین العنبر نام ہوا و قوم و حام سے چھٹی کی تمام شہر میں روشنی ہوئی رنگارنگ کی شہ بازی چھٹی ہوئی گھر گھر رہی تبدم وہ ماہ دو ہفتہ ہوا علم تالیق خوشنویس فرسہ گرامی میں نامی گرامی نوباک و دور سے بلا کے تعلیم کو مقرر کیے بسکہ طبع رسافر و ذکا تھا شاہزادہ کے حصہ میں آیا تھا چند عرصہ میں سب علم و فن کے وقایق سے کامیابی ماہر ہو بہت جلد بفضل و کمال و سکا ظاہر ہوا بادشاہ و شاہ پشاست کی کثرت سے شادی مرگ ہوا عا شہ پنا نے گیارھویں سن پھر اسجان اللہ اس ہرنا پادار کے عجب کار خانے میں ناوان کا وانا تک اس سو کو میں گوا میں جسم دم بیٹا سعادتمند شجاع سخی جیم علم و عمل میں فرد ہوا تو باپ سا غما رو دنیا سے رہ نور و ہوا ہر چند اطبا مضر علاج ہوئے الا مرض حق قی کرنے لگا بدحواس ہوا ایک حکیم و طبیب ہوا رگ کا زمانہ قریب ہوا و سو وقت شازدہ زین العنبر کو

طلب کیا اپنے باطنی حجت پر بند کھولا کما عرض گو کی بات خوش آمد کے حرکات سے خورفتہ نہوا سلطنت سی شوکران سبک
 ہو کے نکھو نا اقام عطا میں تندیہ نہ زمین فراط لفریط کو باز ہو پروردگار سے تا شمسائہ جو عیت پر ظلم جو زکریا انفس کا
 ملو زکریا ریت بد فعل علم سے اہتداب کرنا بیز کو مگانا نام نہ خراب کرنا پھجھا کے وہ تو جان بحق ہوا زمین السنم کو بیت قیق
 ہوا زم سے وافق لباس اتھی سیاہ کیا بہت حال تاہ کیا جب اوس سے فرصت بائی تخت پر بیٹھنے کی نوبت آئی گوسلور
 نام ہوا تخت فرمان ہر خاص عام ہوا چند قلاش عیاش خلوت میں بار پانے لگے بدیا طنی کی راہ سے بہکانے لگے آنحضرت
 شہو ہر شیطان کیا دور ہو ہر دست جلد بند پر پیر پھلایا اسراف میں ہاتھ بڑھایا امور سلطنت کے معاملوں سے بیخبر و غیب
 ہوا عیاشی بد معاشی کا پیشہ ہوا جو کام کیا لا دہالی کیا رند می بازی شتر بخواری سے بیٹ نہ بھرا خزانہ خالی کیا مان اوکی است
 غم و دکا کتنی تھی ہر چند نشیب فراز بھیجا اگر کچھ اوکی خاطر میں آیا اب بے انتظامی و غفلت کا چرچا گلی کر چے میں چپ
 خزانہ خالی ہو چکا تھا ملک سے بھی آمد بند ہوئی ہر طرف علی گزند ہوئی اتخواب نلنے سے فوج روزگار چھڑنے لگی فاقہ سے
 نہ موڑنے لگے جو جو ہوا خواہ تھے اسکی حماقت سے اور گئے اور جو رہے وہ پئے آزار رہے سلطنت کی بربادی کے
 امیدوار رہے ہر طرف سے فتنے اوٹھے فساد پر پیا ہونے لگے دشمن ہنسنے دوست ہونے لگے آنسراع ملک ہر ایک
 شاہ و شہیرا کر باندہ کے اوٹھے کھڑا ہوا ہنگامہ بڑا ہوا او موقت خواب غفلت سے چونکا خبردار ہوا کہ سلطنت غیر کے
 قبضے میں گئی یہ تھا بے یار و مددگار ہوا بد معاشوں سے ملاقات کم کی و صحبت درہم و برہم کی باپکے مصاحب نہ ہو نہ کو
 بلایا اوکی تو قیر کی فصل میں سے ہاتھ اوٹھا یا حرکات ماضی سے متفعل ہو کے کلام بند و فصیح پسند کیا اور لوہ باکل بند
 ایک روز عالم خواب میں کسی بزرگ نے فرمایا کہ امیرین مصنم دنیا میں شادی و غم تو ام میں ع دریں ہر گریہ آخر زندہ است
 گلشن و ران میں کبھی بہار گاہ خزان ہی نبات بخزوات خدا کی کو نہیں یہ کارخانہ روان و وان ہی اگر نسلو تجا فلاح کر
 تو ہماری صلاح ہی تو شہر گیر زمین جو مصر کا دار السلطنت ہی جا میرے بخت کا ستارہ چمک جائیگا جو طلب ہی پائیگا
 صبرم جو بیدار ہوا خواب شب مانسے کہلاؤں نے جو بدیا امی فرزند خواب خیال مشہور ہوا سپر عمل کیا ضرور ہنریں انہم نے
 کہا وہ شخص بزرگ صورت نیک سیرت تھی پارسا روان تھا اسے تھا میں اس آدمی میں اپنی جان لڑاؤں گا اس کے حسب
 ارشاد گیر و ضرور جاؤں گا قصہ ایک رات پوشیدہ ہے کہے شے یکہ و تنہا چل نکلا کبھی سیاہ و پانی کا بیج پایا نہ تھا سفر کا
 صدمہ اوٹھایا نہ تھا بعد پریشانی بزم گرداؤں گیم و ہونچا شہر قطع در بہت کیفیت کا مکانات مرتفع جابجا بازار شیا

عہد سے بحر ایک مسجد رفیع کے دروازے پر بیٹھ گیا کس راہ سے گردش نام و بگاہ سے تھک گیا تھا نیند آئی وہاں
 لیٹ کے سو رہا اس نیند میں سلطان جہانگرو سیاحی کرتا سمت مشرق سے زین السماہو عجیب غریب جلوہ پیدا ہوا
 نقش باطل کی طرح کذاک سحر نے صفحہ دنیا سے سیاہی کو مٹایا چاند کیسی ایک ایک ابھی نظر نہ آیا شعاع شمس نے جہان کو
 منور کیا سیاہی شلو بہر بر کیا شہزاد نے زبان بند کی شہیرا مان ویکے باہر آیا وزیر تلوار سیانین کر کے اپنے گھر آیا
 خلق خدا کو ان کی خبر معلوم ہوئی وزیر اوی آج پھر نچ گئی اسکی دھوم مہوئی گھر گھر اسکا چہا تھا دو بھی اگر کیا ہوئے
 یہی تذکر تھا کہ قونج رنگبار نے چین و تانار کو گھیر لیا کا رنگ اور ہوا اتھا طور ہوا اور دولت سلطانی پر لگا
 دیار روشن ہوا آسمان اول پر اہر فوق بخش نخبین ہوا اتھاسی خاص میں شہریار رونق افزا ہوا باقی ماندہ کمائی کا تذکر
 ہوا کہ زین العنعم کی لکھن جو بگ گئی بچا اوی شخصی کو خواب میں دیکھا اوس نے کہا امیر فرزند حرا بھگتو تیری ات ثابتی کا
 امتحان منظور تھا اوی تو بہت اولو لغوم صاحب ہمت و جرات ہر لیل تو وطن کو پھر جاوہ دولت و مال سے ہاتھ
 آئیگا کہ تو باعث رشک سلاطین عصر ہو جائیگا اسکی آنکھ جو کھلی دم نہ مارا پھر بانسے کی راہ لی افغان نیران گھر ہوئے
 مان نے ناکام پھر نیکا صیدت سفر میں گھر نیکا حال پوچھا اوس نے وہیں خواب کا سانچہ کہ دیا و سکی ان عقل کل کو تھی ملا
 و عتاب کے بے تسلی کرنے لگی کہا تو زیادہ بیخ و فکر نہ کر اگر مقدر میں شروت و جہا ہو گھر بیٹھے سامان مہیا جلا گیا
 ما عار برانگا جس دن یہ گھر ہو چا اوی آنکو وہ پیر و پھر خواب میں آیا کہا امیر زین العنعم اب زانہ چین کا قریب آیا دم سحر اٹھ کر
 اپنے باپ کے خلوتسرا میں جا کے زمین کھو ناخراہہ غیب لاریب پائیگا افلاس میں سے بھاگ جائیگا زین العنعم جو نیند سے
 جو نیکا اپنی مان سے تیسرے خواب کو بیان کیا وہ بہت تیرم ہو کے بولی کہ بڑے صاحب کے مزاج میں مزاج ہو دو بار بکا
 سے اتنی دور دوڑانے سے تسکین ہوئی تیسرا شوشہ چھوڑا زین العنعم نے کہا آپ بچا فماتی ہیں مگر مجھ کو یقین کا مل ہے
 اوس مکان پر نشان کو کھو کے دیکھو نکا وہ بولی بسہم شد گریو جانے سے ہر منزل مقام کی انڈا اٹھانے سے محنت
 کہ ہر زین العنعم کمال بچا اوی کے خلوتخانہ میں ہو چا زمین کھو دے لگا ہا تھک کہ دو تین گز زمین ریح میں کھو کے
 غار کیا سو اسی تھک جانے کے کچھ ہاتھ لگا ایک دم دم درست کر کے پھر متوجہ ہوا دفعہ سنگ سپید کی سن
 متعلق نظر آئی اوسے جو سر کا یاہر وازہ باب کا سیاہی کا ہاتھ آیا شمشل جلا کے اوس میں بڑھا مکان مختصر حصہ کی دیوار میں
 بلور کے درجیت پر نقش و نگار طلا کا سبب کی بڑی بڑی تپانیاں بھچپین سنگ سماق کی زمین برابر کھین پٹے

افلاس میں شرب بھجھاسر نوش جو اوتھا پاتو تر سرخ سے لبالب پایا بھر سکو ویکھا اشرفیان بھری تخمین ہوا و عمر می تھین آسنے
گو دین کچھ اشرفیان تھا کہ مان کے پاس جانے کے نذر وہی مبارکباد گئی وہ دیکھ کے حیران ہو گئی بیٹھے سے کہا امیر فرزند عینات خدا
شکر و ہوا ہو کر شل ساقی دست تصرف دراز کرنا اور افشامی راز کرنا وہ بولاب کوئی کام بغیر آپکی صلاح کے سرزد ہو گا اچھا ارشاد
رو ہو گا اوسنے کہا مجکو تیری خوشی کی خواہش ہو گئیں دیکھنے میں کاش ہوتی ہوں اہنم مان کا ہاتھ تمام کے اوتق خانہ میں لگیا
اوسنے بچشم خود وہ خزانہ لانا دیکھا ویکھا دفعہ اولی نظر ایک کونے پر پڑی وہاں چوٹی سی صندوقچی آئین میں دیکھی بیٹھے سے پوچھا میں
کیا ہوا اوسنے دیکھا نہ تھا تعجب ہوا اوسکو جو کھولا جو اہر کی کنجی طلائی زنجیر میں آئی وہ بولی یہ اور کسی خزانہ کی کلید ہو دیکھو ہر مشنید اور
مان بیٹھے ہر سو بوجو کرنے لگے تھدیر ہر بیاری فلک توجہ بردگاری تھا اور دروازہ ہاتھ یا قفل اوسی کنجی کا پایا کھولا تو دروازہ
مشلت دیکھا نہایت فصحا کا سخن بین نوتپانیاں طلائی گز بجز زمین سے بلند پائین آٹھ پرتصویر آدمی کے قدر سے کچھ بلند
الماس کے ایک پرچے کی سلو و نو کی عقل گم ہوئی کہ یہ شہزادہ عدیم النشاں کہا ہے ہاتھ آئی تھی ہکو تو اوسکی ہر جہا میں بیٹھی کھائی
مگر نوین تپائی خالی سپید اٹلس منٹھی اوپر یہ عبارت بخط علی لکھی کہ امیر فرزند ارجمند آہٹون مور تین جوتیرے ہاتھ آئی ہیں منشاخ نادر
نے بنائی ہیں نوین تصویر بہت بے نظیر ہو اور چمک دمک میں ذرہ و خورشید کا فرق پایا گیا جب اوسکا نقشہ نظر آیا لگا لگا
اوسکا طلب بگا ہو گا گیر و میں جانا وہاں مبارک نام بہت سعید میرا غلام ہر شہور خاص عالم ہر جس سے پوچھے گا پتہ پائے گا
گھر اوسکا مل جائے گا تین اہنم فیہ عبارت پڑھ کے مان اوسکے دیکھنے کا ذوق بصد شوق عرض کیا باصرہ رخصت خواہ
ہو یا پھر چند غلام باوفا ساتھ لیکے گیر و کی سمت چلا بعد طلوع منازل و مراحل شہر گریہ میں بخیر و عافیت پہنچا مبارک کا
مکان اوسکا نشان دریافت کیا معلوم ہوا کہ مصر کے امیر و زمین ہوا امر کی صورت اوقات بسر کرتا ہر بے وغذہ شام
کو سحر کرتا ہوتی اہنم اوسکے دروازے پر آیا دستک دی ایک غلام نے دروازہ کھول کے انکا نام و نشان
آنے کا سبب پوچھا تین اہنم نے کہا میں اس شہر میں غریب و بدلتازہ دار و ہون تھا کہ آقا کا جو دو سجا بہت
ہو یہاں پہنچا مجکو منظور ہوا غلام نے کہا ایسا عت توقع کیجیے آپکی خبر کر کے آتا ہوں بھر بہت تیر قدم آیا اہل کورکمان
لیگیا اٹنے دیکھا مکان بفتح الشان مکر بہت حنفہ سخن وسیع منقش سقف بلند الوان و دفعہ ایک کرہ سے صاحب خانہ
نکلا جھک کے سلام کیا مگر آج کی خیر و عافیت پوچھ کے یہ کلام کہا کہ آپ نے یہاں کے قیام سے مجکو سر او نہ کیا چھپتوں
ممتاز کیا تین اہنم نے کہا بانسے کا پادشاہ جنت آمد اگلا پوچھا میں اوسکا بیٹھا ہوں مجکو پچا نام مبارک نے کہا

میں اور منفور کار خرید غلام ہوں تمہارا سن کیا ہوا میں نے میں برس بتائے مبارک بولا بائیس سال سے اولیٰ حج کے
جلد ہوں مصر میں تہوں کو کیوں کر یقین لے لیں زمین الصنم کہا غلو تھانہ گنبد کی طرح ہو میں نے او میں چالیس خم شرفیوں کے بھر سے
پائے وہ بولا کوئی اور چیز بھی نظر آئی زمین الصنم نے کہا دوسرے قطع میں نو ستون طلائی آٹھ یقینویر الماس کا
نوبین پر تمہارا حال تحریر تھا جو تہاں آئیگا باعث ہوا یہ سنکے وہ قد مبوس ہوا آنکھیں باؤن پر گرٹنے لگا پھر کہا
بیشک تم اوسکے ولہبزد ہو چندے یہاں آسائش کرو راہ کی گل دور ہو جائے تو غلام آپکو وہاں ہو سچا آج
روسامی شہر کی دعوت ہو دستار خوان پر بیٹھا تھا آجکا نام سنکے نکل آیا حضور قدم رنجہ فرما کے جلسہ میں کچھ نوبین
فرمانیں زمین الصنم نے کہا جو تمہاری خوشی بہتر ہے مبارک ہاتھ پکڑ کے کوٹھے پر لگی یا صدر میں بٹھایا آب دست بستہ
لگس ان ہوا وہ جلسہ حیران ہوا جب سب کھانے سے فرصت پائی مبارک نے قیصر تیرنائی صاحبہ کو میری خدمت گزار
بھیجا جو تیر عالی منزلت میرا قازوہ ہوا نسر کے بادشاہ کا بیٹا ہو جسکا نین خرید غلام ہوں یہ میری جان مال کے
مالک میں شہنشاہ آئین گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہو کچھ بھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں وہ انہیں
ناشام وہ جلسہ تمام ہوا سب لوگ خست ہو گئے صبح کو شاہزادے نے مبارک کہا کہ حرج راہ شام سے تا جگہ تھا
اب جلو دیر نگر و مبارک نے کہا بہت خوب مگر یہ راہ پر خطر ہو تیر منزل میں ہم درجا ہوا ضرر متھو ہو زمین الصنم نے جواب
خاطر جمع رکھو میں کسی صدمے سے نہ ڈرونگا جو کو گے وہ کرونگا یہ سنکے مبارک نے سامان سفر کی دستگی کا حکم دیا خدام
ضروری ہوا سب میا کیا دم سحر نماز پڑھ کے منزل مقصد کی طرف ہنور دہوے راہ میں عجائبات دیکھتے بھالنے
خوف و ہراساں لے وہاں پہنچے کہ راہ تنگ پر خار سواری کا گذر دشوار تھا آخر گھوڑے اسباب وہیں چھوڑا کچھ آدمی
نگھبائی کو قدر کر کے کہا جتنا ہم بھراؤ میں تجویف و خطر اسی جا بسر کرنا ہمارے منتظر رہنا مبارک شاہزادے کو
پیادہ لیکے آگے بڑھا کچھ دور جا کے چشمہ پانی کا روان دیکھا کنارے پر بیٹھ کے کہا اسکے پار تو تہا ہر تیس سال
طر کرنا ہو زمین الصنم نے پوچھا کس طرح عبور کریں گے جسے کشتی ڈونگی کیونکر پار آتے ہیں مبارک نے کہا سحر کا سفینہ
جن بھیجے گا ملاحوں کو دیکھ کے خوف نکھانا کوئی کلمہ زبان پہلانا اگر سوار ہو کے بات کرے گا وہ ڈوب
جائے گا سائل تک پہنچنے کی نوبت نہائی یہ گفتگو سنی کشتی نمود ہوئی جو ب صندل کی کشتی عنبر کا ستول سما
عرض طول اطلس کا با دبان کھنچا ایک شخص کھینتا سر و کا بصورت فیل آتی شیر کا ذیل نزدیک کے سو تیر خا کے

و لو کونوا من جناتنا لیکدم من بارجا کے بدستور بطوم سے اوٹھا کے زمین پر کھڑا کر دیا کشتی مناسب ہوئی مبارک کے
 بیات کو بیچ کر جو بیٹے کے باو شاہ کا جو کیفیت و بہار پر وہ دنیا میں تعلق نہیں ہوتا آسمان الی زمین پر جو رحمت برکات و بار بار
 بہار شاخیں بار بار زمین پر لوتی ہیں جانوران خوش الحان نغمہ سرا میں عجیب فرحت افزا سامان مہیا ہیں اس کیفیت و ہوا سے
 نیز البصیرہ کو سارا وہ جو تھی برطرف ہو گئی تھی کھینچتے آگے بیٹھے قلعہ و عمارت نظر پر ہی مرو کا قلعہ یا قوت کی تحریر تیار در ہزار برن
 صورت تصور پر یہ تصدیق پائی ہوئی کی آبرو کو تاتھا و لایمی مروارید معلوم ہوتا تھا اور سبکے مستطاب و خست سر کشیدہ ہر شاہان گنجان
 تمام کا نو بیسیاہ نغمہ ساز میں پرستار کا جو بن دروازے کے مقابل بچتے آلیا نغمہ ساز کا نکل جاتا جنوں کا ہر قدر وقاست
 خاک فرسا ہوش با مبارک و دو چادرین سفید نکال کے بچھائیں مشک و عنبر کا بخور کر کے کچھ پھینکے گا کہ اس میں بادشاہ کو بلا تار ہون
 جسم قریب کے اور ٹھہر کے سلام کرنا آہستہ آہستہ کرنا بعد دست بستہ عرض کرنا میرا باپ تمہارا جو نام جان نامہ شہر ایتھا
 وہ دنیا سے سفر گیا مجھ پر لایمی تھی اتنی اب تقدیر حضور میں لائی امیدوار ہوں کہ عنایت قدیم طبیعت میں ہر دم کے سالخ فرماتے
 تھے قدو بکوی ہوس سے سرفراز کیجیے جب وہ پوچھے کس چیز کے خواہان ہے تو نوین تصویر کا سوال آنا خاصا آگے آگے کہ کے
 مبارک نے اسم اعظم شروع کیا و فتحہ برق چمکی عدی صدا آئی تاریکی چھائی زمین شرفانی تیار ہو کر زمین بے غم خوف کمانے لگا کھڑا
 لگا پھر وہ آواز ہو تو فہ ہوتی روشنی پیدا ہو گئی سلطان جن خوبصورت انسان کی شکل جن کے سامنے آیا تھوڑا وہ اوٹھا تسلیم کر
 کر جو کیا آؤں نے گلے سے لگایا پھر فرمایا آؤں فرزند تیرے باپ کو میں بہت پیارتا تھا جب وہ یہاں آتا تھا اتماس کی
 تصویر بطریق تحفہ لیا تھا تو مجھ کو اس سے زیادہ عزیز ہو اور خواب میں تجکو میں نے آگاہ کیا تھا جو تیرا مطلب ہے جو معلوم ہے جو
 ایک میرا کام جیالا آؤں میں تعلق یا دست تصریف دراز نکریا میرے صولت سے فرنا وہ یہ امر جو کہ ایک پر پھر وہ کم آؤں تم آؤں کا
 عالم سراپا نور کا عالم باعث میرے واسطے تلاش کر کے لا آگاہ ہے سے اوکو نہ دیکھنا و گرنہ مورد عتاب کا بہت خراب ہوگا
 اس نے عرض کی صورت شکل تو دیکھنے سے معلوم ہوگی عنفت و عصمت کیونکہ منہم ہوگی شاہ جن نے کہا ایک آئینہ تجھ کو وہ دن گا
 لگو وہ پاکدامن لوت سے برسی ہوگی تو آئینہ میں معلوم ہو شکل سبھی ہوگی و گرنہ آئینہ تیرہ و تار ہو جائیگا اور سکا پھر وہ تجھ کو نظر آئے گا
 پھر کما خیر دار اگر تیری نگاہ سے اوکو دیکھا تو جانکا خیر ہو گا میرے ہاتھ سے کسی طرح تجھ کو نہ سفر ہو گا اسپر عبد لیا آئینہ سے
 خصت کیا ہے طرح پاتا تھا اوس طرح کشتی پھرائی کنارے پر ہو چکا گئی جس طرح سامان گھوڑے تھے وہاں ہوئے
 پھر گریو میں آؤں ہوئے تین ایسٹم نے مبارک سے کہا جطرف تم بتاؤ میں جانوں آؤں جو نزاد کو ہم پوچھاؤں جو

کہا جیو شکیلا حیدر لڑکیاں اس شہر میں بہن کمان پاؤ گے اگر سارے جا نہیں خاک اور ڈاؤ گے یہاں ایک عورت
 ولالہ ہوا تم شہر کا حال سنا بی جو تھی جی جی صورت خوب پہچانتی ہو تین تمہارے پاس ایسکو لانا ہوں وہ وہ صوفیہ لائی ہو سکے
 ذریعہ سے جلد ہاتھ لائی غرض ولالہ آفت کا پرکاش تھی تو میرے عصہ میں بہت سی حسین جبین گلگون غدار طرار لائی گئی
 زین العابدین کے سو برو لائی اسنے جسکے سامنے آئے دکھایا تیرہ و تار پاپا آخر کار مجھو ناچار مبارک و شانزادہ بغداد میں گئے مکان
 بہت بگڑا کر لیا تری شوکت شان سے اوقات بسر کرنے لگے دستاویز ان لہیا وسیع کیا کصد ہا سفر و ممتاز شہر
 کھاتے جو زین رہتا غریب غربا پار تے اب شہر میں شہرہ انکی جو دو و سخا کا گھر مگر مجا اوس محلہ میں مراد نام و وزن سجد رہتا تھا
 بد باطن ہا حسرت جو خود ہا م فہال لکھا تو اسکو آتش حسد میں لان شکل غالی لکھا اوسنے جو انکی ہمت و سخاوت کا چرچا سنا
 کر لیا چوسے کار نہ کر لیا گیا ایک روز جو روز نماز مغرب اپنے دو دستوں سے کہا ایک شخص اس محلہ میں تازہ دار ہوا اور
 تازہ شکر کو روئے با نڈا اور سوسوم ہنہا اور روز بہر ان یا جو رہو شہر آیا دیکھنے کے آیا اور فیاضی کے رنگ سے سبکو مسنون بنایا
 زین العابدین ہا ہاتھ دیکھا گوئی اور لاف کرے گا احتیاط شرط ہا اگر خلیفہ ہارون الرشید پر یہ مقدمہ کھلا تمام محلہ گرفتار ہو گا
 ذلیل و خوار ہو گا سپنے کہا ایسے شخص سے احتراز ضروری بلکہ کوتوال ہسکا سنایا ضروری ہو دون یہ باتیں کر کے اپنے
 گھر میں گیا اور صبح کو اظہار اسکا کوتوال سے صبح ٹھانڈیا اور چوہر رخ چڑھا تھا شب گروسی سے فرست با کے صحرا می
 نیلی رقام میں نکل آیا خوار باش بیدار باش کا غلغلہ کم ہوا کچھ اور ہی عالم ہوا سرست باد و غفلت نیند سے چونکہ شہر سیا
 ہوسے برسر کار ہوئے شہزاد نے انڈرائی لی منہ بند کیا ہاتھ نکو دعای ترقی عمر و دولت شہر یار میں کھولا با و شاہ
 اوٹھ کے بارگاہ میں رونق افزا ہوا خلقت کا کار و بار اجرا ہونے لگا امید شام میں نکلوالا احترام ضروری کو لکھا
 چہ الا جہدیم شام تیرہ انجام نظر آئی طبیعت نے تسکین مائی شہر یار دربار برخواست کرنے کے خواہتہ میں جلوہ یا شہزاد
 طلب کی پھر وہی چرچا ہوا اتنا قہ مبارک بھی اوس جلسہ میں بیٹھایا سنتا تھا سوسو چاہن ہنگ بلتیرہ وخت ہوا وہی وقت
 ہزاروں بے چند شہر میں تھان لیکے اوسکے دروازے پر پکارا وہ نکل آیا تیر شہر ہو کے پوچھا تیر کیا نام ہے یہاں کیا کام ہے
 مبارک نے تمہیلی و پو کی اور تھان ندر کیے کہا ہم غریب الوطن تمہارے ہمایے میں اردین ہمارا قانے بعد السلام
 کہا ہو تیرے آپ نہر و تقوے کا حال ملو سنایا یہ ہر محقر کو آپ کے لائق نہیں مگر قبول ہو کہ مجھ کو حصول ہوا اور مجھے اپنا
 شتاق نیاز مند سجد و دعا شی سے یاد کرو بقول قائل ۵ زہر بر سر قولا و نمی ہم شود + مراد کی تو مراد ملی اوسکی لیکہ بہت

خوش ہوا اور کہا میرا سلام باشتیاق تمام عرض کرنا دم سحر حاضر ہو کر غیر حاضر می کا عذر سنا و نکال کر روز خدمت فیضد جنت
 آؤنگا صبحی دم و س نماز جماعت کے ساتھ بڑھی جیسے مغرب کی وقت مشورہ افشامی حال کو تو ال سے کیا تھا آؤن سے کہا جا کر
 شکوہ تھا وہ شاہزادہ ہوا آخر کی لگڑی جھوٹی خبر کو تو ال کو ہوتی ناحق عذاب میں گرفتار ہوتے تو ال خوار ہوتے جبکہ
 اون لوگوں کو لگان ہوا تھا وہ سب سے دور ہوا تو ذن معترف قصو ہوا پھر کپڑے اچھے پہن کے زین العنبرین کو پیر میں
 حاضر ہوا شہزادے نے بہت تعظیم و تکریم کی دم گفتگو مرادے پوچھا آپ کس کام کو بیان تشریف لائے ہیں زین العنبرین نے کہا یہ قصہ
 رکھتا ہوں اگر کوئی خوبصورت صاحب جمال پندہ سلو بریں کا سن سال ہو عیضہ بمرتبہ جمال ہو تو او سے عقد کروں مرادے نے
 کہا ان صفتوں کی اتنی شکل ہو کر ایک لڑکی ہو عیضت موصوف وزیر زادی ہوا و سکا باپ وزارت چھوڑ کر غایہ نشین گونیشہ
 کو زین ہوا اور اس نے طریق روزہ و نماز علم دین اسلام کا آئین او کو تلقین کیا ہوا ظاہر و باطن او سکا اچھا ہوا شاہزادہ نے
 کہا میں اسکی صورت اگر دیکھوں گا سب صفتیں مجھ کو معلوم ہو جائیں گی پھر عقد کروں گا مرادے نے کہا میں اسکی باپ اسکی اجازت
 حاصل کروں آؤنگا پوچھوں مراد وزیر معزول کیندست میں ہونچا اور منہ دکھایا اقرار لیکے حاضر ہوا اور سر وزیر العنبرین کو
 لیکر آیا اور اسکی صورت دیکھ کے تفریر کے عقد پر رضی ہوا بیٹی کو رو برور کر دیا شاہزادہ او سکا چہرہ بدرشال دیکھتے ہی
 عاشق ناز و لطفیتہ بقرار ہو گیا آئینہ جو سامنے کیا وہ خوشیہ کی طرح او سن ماہر کے مقابلے سے چمکا زین العنبرین نے دیکھ کر
 جو ہونا ہوسو ہو میں اس کے اپنا عقد کرونگا بادشاہ جن کو ندوں کا وزیر نے قاضی کو بلایا نکاح پڑھوایا تین روز پہلے
 گھر میں کہا جو او سن مانے میں شادی کی رسمیں پھر رخصتیں سب او لکین شاہزادہ نے اپنے مکان پر آکے جو اہر بے بہا
 بہت ساز و بار کے ہاتھ بھیجا وزیر نے بھی بہینہ معقول دیکے مبارک کے ہمراہ سوار کر دیا یہ شادی چٹ منگنی سٹ
 بیاہ بغداد میں بہت مشہور ہوئی شاہزادے نے وزیر پر سبکو بلا کے تخلص سے دعوت کی جب نے صحت ہوئی مبارک نے
 کہا اب یہاں سے چلیے بادشاہ جن سے ایفامی عدہ کیجیے زین العنبرین نے جواب دیا کہ اسپریری جان جاتی ہو میں شاہ
 جن کو ندوں کا اپنے محل میں کھونگا مبارک نے کہا ناحق ورطہ ہلاکت میں پڑو گے وہ جن ہر تم اسے صرف نکر سکو گے
 وہ آکے حکمو قتل کی جائیں العنبرین نے جواب دیا دوست جانی ہو صلاح نیک دیا اور اپنے دل پر چیر کر کے صبر کیا مبارک سے
 کہا اب اس سب سے خوش کو میری نظر سے پوشیدہ رکھو سامنے آنے دو مبارک فوراً سامان سفر دست کر کے جن کے
 جنیرے کی طرف چلا بسکہ سفر و دراز تھا ایک روز او سن ماہ طلعت مبارک کے کہا عجب اتفاق ہوئے عقد کے

روز سے بننے آج تک اپنے شوہر کو نہیں دیکھا اس کا سبب کیا ہوا وقت مبارک نے کہا سو صاحب اوئے خدا اپنے
 واسطے نہیں کیا ہویا بادشاہ جن کی فرمائش تھی تلوہ ہاں لیے جاتے ہیں جگہ پہنچا تے ہیں یہ سنکے وہ بیچارہ بھی مصیبت کی باری
 بہت روئی کہا خدا میرے سال انا پر رحم کر تے تھے مجھ کو یہ سمان باپے جگر اگر غریب الوطن کیا اب گورہ کفن کرتے ہو جگر کے
 ہوا ہر ہی سے نہیں ڈرتے ہو کئی نے کچھ سناہو سکویا کے شاہ جن کے حوالے کیا وہ اسکی مصیبت دیکھ کے بہت خوش ہوا
 زیر الصنم سے کہا میں تم سے بہت افسی ہوا تم یہاں سے جا کے خانے کو دیکھنا تو میں تصویر جگا وعدہ ہوا ہاں باؤگے یہاں سے
 بجا بیک کی تکلیف کیوں اوتھاؤگے شہزادہ زحمت ہو کے گریہ میں آیا پھر بائیس ہو پناؤ زیرادی کے فراق میں حال
 بہت تباہ تھا ہر دم شغلہ لارہ آہ تھا پہلے مان کی خدمت میں حاضر ہو کے قدموں سے ہوا اور ابتدا سے انتہا تک سب قصہ کہا
 آتا ہو سکے پھر میں نوین تصویر کا اشتیاق جاتا رہا مان نشئی کی سمجھایا ایک ایک بنا میں تہتر ہوا گورہ ہلال ہو تو دوسرا لفظ
 جو تم نوج و فکر کرو ہر دم اسے اچھی دل میں گے آو سکا خیال تمہارے دل سے ہلا میں گے گوتے آو سکے تصویر میں بہت تھا
 بیرون ساکت نفس دیوار رہا کئی دن کے بعد اوسکی مان نے کہا جو ہوا تھا وہ ہوا اب چلے آو تصویر کو دیکھو شاید
 سچ تھا اسے دل سے کہ ہو وقع یہ درد عالم ہو عرض مان کے کہنے سے بادل بخار سینہ فکار تہ خانے میں آیا تو میں تصویر
 کی جگہ ایک برسی پیکر کو بیٹھا پایا نظر اول چھانا کہ وہی وزیر زادی ہی عزیزین الصنم کو سکتا ہو گیا وہ بولی کیوں ایشاں خاں
 زیر الصنم نے کہا میری حیرانی کا باعث یہ ہو کہ تلوہ بادشاہ جن کو سے آیا تھا اپنے دل پر سخت صدمہ اوتھایا تھا یہاں
 کیونکہ آنا ہوا ہنوز اس نے جواب دیا تھا کہ صدای ہیبت ناک آئے لگتی میں تھرانے لگی ملکہ خوف کمانے لگی بجا بیک وہی
 جن بصیرت انسان نمایاں ہوا شہزادہ کی لہے کہا میں تمہارے بیٹے کو بہت چاہتا ہوں اس کے باپ کی ملاقات کا بہت
 پاس ہوا و سکو نہا ہتا ہوں مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ اس برسی پیکر کا عاشق زار ہو گیا ہے اس کی اپنی مشوقہ کو باصحت میرے پاس
 ہو پناؤ دیا میں اسکی خاطر سے یہاں بھیجی شوق سے اس کے ساتھ عدیش کے رہنا میں لگی لگے لگے زار و دوسری نڈمی گھر میں ڈالے تو میں
 تصویر بھی لایا ہوں عالی نہیں آیا ہوں دیکھ جن غائب ہو گیا زین الصنم نہایت خوش ہوا وزیرادی کے ساتھ میں نے لگا وہ لگے
 بالتر مشورہ ہوئی یہی بہتر دور دور ہوئی ات بہت باقی تھی شہزادہ کو شتائی تھی شہزادہ نے دوسرے قصہ جگر اکنا شروع کیا

حکایت شاہزادہ خداداد و شاہزادی و بیابار کی شاہزادہ خداداد کا زلی مر دم خوار سے بجا بیک
 کی جان بچانا و نکاح سے دشمن جان ہونے کے شاہزادہ کو چورنگ بنانا کا بفضل شافی

مطلق صحت پنا جامع المتقرقین کا باپ مان سے ملانا شاہزادی دریا باری کی مہر پر آوا

جزیرہ بحر قزقم میں بہرین نام ایک شہر ہے اور شاہانکار عیت پرور خجستہ خصال ملک اللامال مولت لارول فرج حشا سے باہر خانہ کی تعداد سے عالم الغیب ماہر اس سامان پر کاشانہ تننا کا چراغ گل تھا اور تخت سلطنت نور سے از میرا بالکل تھا اگرچہ مہدرت عصمت حسین نو بصورت نہ حسین بہت تھیں فرزند کی امید سے قطع تھی دن اور رات غافل رہنے سے دست بردار ہوتا تھا تیسرے مہدی سدا رہتا تھا کہ تیری خوات برآندہ حاجات ہر میری دعا قبول ہو مطلب ملک کا حصول ایک شب عالم خواب میں ایک مرد بزرگ صورت پاکیزہ سیرت نظر آئے فرمایا تم شخص پروردگار عالم نے تیری تمنا کی پر مجرم فرمایا عنایت او کی تیری مددگار ہوئی شاخ تمنا پر گل دہار ہوئی دم سحر لڑ پڑھ کر اپنے بائیں باغ میں چلا گیا اگلے دن اپنے ہاتھ سے توڑا لے گیا تھا وہاں اس کے کھا کے امیدوار ہو گیا کبھی کہ اسی شب بیویوں میں سے کوئی بار بار تھوڑا تھوڑا تمنا کا باعث انا رہا ہوا تیسرے شہر سے چھراٹے ہی کار روز دکھائے دل مضمل باغ باغ ہو جا باؤ شاہ فرط خوشی سے چونک پڑا دیکھا تو نماز کا وقت تھا ضرور تو نہ فرصت پانے کے نہا کہ بہت خوشی و حضور سے نماز پڑھی پھر دست بردار گاہ حق جبل و علا بلند کیا طلب فرزند ارجمند کیا پھر بائیں آبا پلے گشت کیا پھر ایک بار نچتہ دیکھ کے اپنے ہاتھ سے توڑ لیا تمنا یہ تھی کہ پچاس بیجان حرم سر امین حسین مدحین بہن سب بار لائیں پچاس بیٹے پیدا ہو جائیں اسل زور پر اسی قدر اس نے شمار کر کے کھائے فقط اپنی تقدیر کا پھیر ہو کر نہ وہاں بیٹے میں کیا دیر جس عورت کے پاس گیا وہ حاملہ ہوئی بتدریج باری نو مینے کے بعد لڑکا جنی اتفاقاً فیروز نامہ فرام او میں حسین تھی اوسکا حمل احتمال میں ہا حشر ثابت نہوا ہر چند و ایان ہوشیار دیکھ بجال میں بہن گر باؤ شاہ اقرار نہ کر سکے پھر باربت بدفرہ ہوا کہ سینت بدخت ہو منہ دیکھنا اسکار و امین پھر قتل کا حکم دیا اور پراخت کو بوسہ دیکے عرض یہ ہوا کہ تیر مرشد اکثر معالہ ایسا ہوا کہ نشان ظاہر نہوا لو بہن مینے لڑکا پیدا ہوا اور اس صورت میں خون ناحق کا پوجھ لینا بے سمجھے ہو جسے یہ حکم دینا مصلحت کے خلاف ہو دو روز انصاف نہ ہوا و شاہ نے فرمایا خیجان بخشی کی مگر محل سے کیا شہر سے باہر نکال دو صورت بخش مجکو نظر نہ آئے بلا کو مثال دو دور سے فرج کی سیر حضور کا بھتیجا ہوا اسکے پاس نہ کیجیے وقت محل تک دیکھ لیجیے تقدیر فیروز نامہ کام پر انجام کو شہر امین بیچا دیا اور تیر کو نامہ لکھا یہ اہست شاہ آتی ہے خوار اسکے حال سے ہر مینے مطلع کرنا جو کچھ ظہور میں آئے لکھو بیچنا

جب فیروز ملک یاسمن میں پہنچی ابد نو مہینے کے برج حمل سے تیرتا بندہ پیدا ہوا ہے بصورت و لکش دیکھتے ہی اٹھا
ہوا تجھ میں تمام بادشاہ گیتی بناہ کو عرض لکھی حضور کو فرزند رحمت مبارک ہو فیروز جانہ سا بیٹا جی شہر مارو موسی الاقداس
گوش آواز تھایہ نوید مر اسر امید سنے کمال سرور ہو انم و غم خاطر اقدس سے دور ہو او سیدم جواب لکھا کہ عنایت الہی
فیض تمنا ہی سے یہاں بھی جتنے محل تھے سب کے افق بطن سے ایک ایک مہر و نشان نمایاں ہو کر ایک حسین
جبین سلطنت کے شایان ہو لیکن اوس گنگا نہ افاق کے لڑکا ہونے سے یاس میں امید حاصل ہوئی ہر شادمانی
کامل اتنی ہی تھکوا تاکید کیجاتی ہو اوس نور بصر نحت جگر کا نام خدا واد رکنا تہی و حوم سے چھٹی کا جلسہ کرنا پور ش تعلیم
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہو جو صرف کیواسطے درکار ہو بے تامل لکھتے ہو سیمبریل و جان اوس تحریر شہریاری کی
بہ درش میں مشغول ہوا جب پنج برس کا سن ہوا اسم اللہ کر کے پڑھنے کو بچا یا تہرن کا استاد کامل طلب کیا سن سبکداری
بچو ب سکھا یا چند عرصہ میں عنایت خدا باعث ذہن کا آئین ہواست قانون سلطنت کا مشاق ہواست متون میں
گنگا نہ افاق ہواست اولہ سترہ برس میں وہ بے نظیر حکمتی فرکار ہوا جوان و عناقوسی بازو و بد نہ جانداری چہرے آشکار ہوا
جب نشہ شبانہ ترقی کی جو ہر شجاعت فرور کز مانی کے امتحان بطبیعت مائل ہوئی ایک دن اپنی مان سے کہا میں
سنا ہو میرے باپ کے ملک پر دشمنوں کی چڑھائی ہو ایلا باکر غنیم نے ہر طرف و حوم مچائی ہر آندا اسید وار ہون کوشی
تمام حکم و جانکی اجازت دیکھے تامل بھیجیے نہیں معلوم کیا باعث ہو کہ اسوقت میں مجھے یا د نہیں فرماتے ہیں چاہے
جانکے نہیں باپ نے میں آدر دریافت ہوا کہ اور بیٹے جو حضرت کے ہیں ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ میدان داری
کرین تر معرکہ دشمن کج عاری کرین اسوقت میں بیٹھہ ہناہمت و جو اندری سے دور ہو خود حاضر ہونا ضرور ہے
نے جناب دیا ہو جان مادر تو میری نیست کا سارا ہو دنگو تیر افراق کی طرح نہیں گوارا ہو لگا آج کل جو تیرے باپکو
بنخوا ہوں گھیرا ہو جو عہدی پرستوں میں روت کند پھیرا ہو تیرا شرکائے نامناسب ہو ہی وقت و تگیری ہو کر بے بلانے
جانا تہی بے توقیری ہو خدا واد نے عرض کی ایسے وقت میں یا د فرمایا کا انتظار کرنا صلح کے خلاف ہو اس
مقام پر تکلیف شرع معاف ہو علاوہ اسکے تمناے قدس ہوی حد سے قزوان ہو قزوان شوق ملازمت کو بت بجزون کر
تعجب نہیں ہو کہ کثرت ہشتیاق سے جان زار سینہ سے نکلتے دیدار میں باقی رہے تپے میں ہاں ہاں گور و سنا
ینکے ملازمت کرونگا جب تک کوئی کار واد نہ یا جبک رہتا نہ نہو فرزند کی کلام نہ ہو و لگا جس دم کوئی میں کل

نمایاں ہوگی اور یہ حال جانینگے کہ زیادہ عزیز بھین گے سب سے سوا مین گے خدا واد نے فرزند نشیب و از عرضت
 فرزند اور یہ بخت برہمی ہوئے ایک روز اوس ہامی اوج خلافت نے شمشیر برق خصال خرمن و سوز کو
 کہ سے لگا پکارا بیٹہ فولادی برین خود سر پہ لگا لکان کیانی کو مع ترکش جواہر نگار ووش پر لکھا یا ستمند اترہ فایم صر
 نزام پر سارہ عواقب مع لگا سوار ہوا اور رفیقان جان نثار کو ہم کاب لے شکار کے چیلے سے لاک یا ستمند سے بونگل
 کی طرح نکلا شہر میں کی طرف چلا بعد قطع مراحل منزل مقصد پہ پہنچے بادشاہ کے حضور میں آیا پانچ تخت کا پوسٹیک
 تسلیم کیا لایا وہ جی جن جہاں شوکت و جلال دیکھے ہی عاشق ہو گیا شفقت برہمی سے خون نے جوش کیا کیا اعلیٰ
 واطاف سے فرمایا آپ کا کیا نام ہے حسب و نسب کیا ہو میان نے سے کیا کام ہے شہزادہ نے عرض کی قبلہ عالم
 سر فروش اپنی قوم کا بیٹا ہے وہ ہو گیا مولد ہو طبیعت مسیحا پر نامادہ و شہزادگی سیر کرتا جا بجا پرتیا بیان بھی مسافر
 وار ہو لینے سنا کر درخشا حضور والا کو ہم سخت در پیش ہوا سوا سطلے قد بوس ہوا ہون کر اس مرکہ جنگ میں جہر
 شجاعت بندگان لاکو دکھاؤں کہ تم تیرہ نہیں آبر و پاؤں بادشاہ یہ تقریر لہ اند اور تیرہ دیکھا کانہ ویکہ سنے بہت
 ہوا اوسیدہ فوج ظفر فوج کا سالار کیا خداداد نے لشکر کے سردار ونگو اپنی خوش اخلاقی سے راضی کیا پانچ
 سن لوک سے صلح ہوئے جو جو چیزیں پرائی تھیں بدلو اوالین نے سر سے نوجو کیا ایسا آرا سے کیا لایا شاہ
 ملاحظہ کر کے ونگ ہو گیا سوا ہی اپنے عہدے کے ہر دم بادشاہ کی مصاحبت کرنے لگا اراکین سلطنت بھی
 اسکی لیاقت و فراست سے انظرم واکریم کرتے تھے اور سب شہزادہ اسکے روبرو شہر یارا و تمام اہل بار کی نظروں سے
 گرنے اپنی کج فہمی سے حسد میں گم گئے پروردگار عالم جن شخص کو عزت و حرمت بخشا ہوا ساد کیا کر سکتا ہوا کسی جت
 و بلاغت امانت و دیانت سے بادشاہ کمال محظوظ رہتا تھا اور جن بادشاہوں کو پیش کش کا عزم تھا درستی فوج سباب
 حرب سامان ضرب سنکے فزانت کھٹے ہو گئے کان و باکے چپ ہو رہے بادشاہ نے متوجہ جانے سب شہزادوں کو
 قیام کو سطلے اسکے سپرد کیا گو خداداد کی عمر سب بھائیوں کے برابر تھی پر لیاقت پر نظر تھی اب اور تحت حکومت ہونے
 سے آتش رشک میں جلنے لگے آپس میں صلاح کرنے لگے کہ باپ ہمارا سوداگی ہے ایک شخص محض نا وقت او کو ہم
 کار فرما گیا ہے کیا وانی ہے اب بے او کی ضد مند می و اجازت کے ہلنا و شوار جو عیبات بہت ناگوار ہوں گی اپنی
 مکائے کہ آس سخت آفت کو ہر سے ٹانے ایک نے کہا کیلا پا کے پشمشیر کیجیے وضع دشمن کی پیہر کیجیے دوسرے ہوا

قتل کرنے میں قباحت ہوا تھا اور تو بڑی ندامت ہو جسوقت بادشاہ پر کھلبلیا نے گاصورت کے ہم لوگوں کی تیار ہو گا تو
 نامق میں ہر ایک بجای خود گرفتار ہو گا بشرط یہ کہ خود بادشاہ سے سزا دلوائے آپ نخلین بجائے یہ شکل بہتر ہو کہ ہم
 اسے شکار کی اجازت لیکر چلے گئیں اور کسی ملک میں پہنچے سکونت کریں جب ہم منفقو و انجہر ہو جائیں گے بادشاہ
 اور سب گھبراہٹیں گے تھوڑے وقت پر برمی بھیجیں کہ لگی دلوں کو ضرار ہو گا وہم بھرنہ قرار ہو گا اور اس حالت میں یقین ہو
 اسکو بہانے نکالیں بلکہ تعجب نہیں جو غیظ میں آئے مار ڈالیں تب اسے اس کو پسند کیا شکار کا حیدر و لونین ٹھان لیا
 خداداد سے رخصت خواہ ہوے کہ ہمارا دل بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہو اگر آپ اجازت دیں تو ہم شکار کیلین اس طریقے
 سے شہر کے باہر جائیں گے تو راج کی سیر کرتے ہیں شہزادے نے باوصف و فہمندی جوان لٹیا طین کے ہم میں
 اجازت دیدی مکاروں نے اپنی راہ لی تیسرے روز بادشاہ نے فرمایا شہزادے ہمارے سلام کو نہیں
 ہیں چھٹی تربیت پاتے ہیں خداداد نے عرض کی آج تین دن ہوئے فقط دن بھر کو شکار کھینے گئے تھے
 ابھی تک نہیں پھرے خداداد نے کہا ان گئے غلام کو خوشحال ہو بہت رنج و ملال ہو آخر کار فرزندوں کی سفارت
 بادشاہ کا احوال تغیر ہوا زندان الم میں بہر ہوا خداداد سے فرمایا ہر مرد و بچکانہ تو قہر سلطانی سے ایسا نڈھو گیا کہ
 میرے ہنزار کے شہزادوں کو شکار کھینے جانے دیا اور تو ساتھ لگیا اب تیرے قصہ میں ہی بہتر ہو کہ عابدوں کی خدمت
 گم گشتگان کا پتہ لگا جہاں ہوں ڈھونڈو لاؤ نہ تیری جان کا خطر ہو جب خداداد ناشاد و مورد عتاب شاہنشاہی ہوا
 اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شہزادوں کی جستجو میں ایک سمت راہی ہوا وقت و کوہ دید و قریبستی اور ویرانہ
 چھاننا کہیں سراغ نکلا اور رات ونکی و ڈور و موپ کے بہ تنگ آیا ایک جنگل میں بیٹھنے کے رونے لگا گریبان و تڑپوں
 سے جگمگنے لگا اور کہنے لگا اے غفور الرحیم یا مجھے اون مجھ پر سے ملاوے یا آتیت کی کشمکش کا جھگڑا شانے سے
 تیرے غرت و جلال کی جیتا کھائیوں سے ملاقات نصیب نہو گی نہ ہیرن کی صورت و کچھو گمانہ باپ کو روئی جس
 دکھاؤ گاتے ہنڈے سے سترنگار کے مر جاؤنگا پھر سوار ہو کے ایک سمت کو باگ اور ٹھانی صحرا ہی لوق ووق میں گزرا
 ستانے سنگ سیاہ کدکان نظر ہوا جب قریب پہنچا دیکھا جھروکے میں ایک ماہ چاروہ رشک جو سر با نور صاحب
 جمال گر پشیمان حال رنگ روز و مٹی ہو کر پڑے پٹے بال بچے کچھے چہرے پر پڑے ہیں باختہ حواسن جمال با
 کچھ کہہ رہی ہو جو سے خون گھونٹے برہی ہو خداداد نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہی ہوا اہل گرفتہ کیوں جینے سے

بیزار ہو ملک الموت کا طلب کیا ہو جلد بھاگ بائیں تو وہ خاتم غبار کی دم خوار جو اس مکان کا کین ہو ناخدا ترس لعین ہو
 آتا ہو گا مسافر کو کپڑے لاتا ہو گا تہناہ بین بندر کے گا باری باری سے ایک ایک کو چکے گا خدا داد نے کہا میں
 زندگی سے سیر ہوں مرنے پر چیر ہوں تم اپنا حال کہو کہ کون ہو تو نے بیان کیا گیا وہ میرا وطن ہے اپنے شہر سے بند لو کی
 عازم تھی وہ میں اس مووی سے دو چار ہو گئی آفت ناگما نہیں گرفتار ہوئی مردمان پہاڑی کو یہ مریج کا گیا بیٹھ بیٹھ
 کو اس مکان میں لایا ہوا اب وہ ہزار فضل کا مجھ سے طلب کیا مجھے نکار ہوا جب تک تو خدا نے شیشہ ناموں سنگ تمہا فریت
 منحوس بچایا ہر جتنے وقت سنگا ہوا اگر کل میرا کمانا لو کی تیغ میدریغ سے حلال کرونگا تیرا حال کرونگا میں بھی اس زندگی
 موت سے بدتر جانتی ہوں اس کل موت سے کا کتا کب بانی ہوں یہاں یہاں میں تمہیں کہ دو دو لیکو وہ پیکر تیغ بکت مثل ہوں
 است کی نیران سلنے سے نمونہ ہو او فتنہ نور فرنی نگلی شب کلسہ سپید کیا ہر جاننا شب شمشیر شاعی چکا تا غصہ سے سالانہ لفظ کمال
 مشرق سے نثار ہوا آدھ سپاہ انجم اسکے جبروت سے فرار ہوا تو وزن نے اذان کہی طائران خوش الحان نے انہی سے
 سحر کی دھوم چادی شہزاد ساکت ہوئی شہیار باوقار نے عبادت خانہ کی ادلی بعد ادای نماز تلاوت قرآن تحت سلطنت
 جلوہ دیار کاں دولت کا مجرا ہوا تمام دن جل واد کا شغل ہا کوئی مجرم نہ آیا اب کوئی شہتہ رہا ہوا جس کی رورسری مغرب
 پود چا اور ماہ انجمن اسی انجم ہوا شہیار خاوند کہہ میں آیا شہزاد کو طلب فرمایا کچھ ویر کلمہ و کلام ہا پتھر وہی قصہ شہزاد
 کو یا ہوئی کہ پہلے تو شازدہ خداداد اس کوہ پیکر دیوزاد کو دیکھ کے خوف نہ ہوا پتھر غیرت شجاعت و کیر کیا لڑائی ہو جو کلا
 اور جناب کبریا میں التجا کرنے لگا کہ تو قاضی الحاجات ہو مقابلہ اس گھر میں سخت ہی فرخ و ظفر تیرے ہات ہر جسم وہ زندگی تو
 آیا خدا داد کو تھیر مجھ کے چاہا زندہ گرفتار کرے گروں پکڑ کے گور سے سے اوتارے شازدہ کی طرف باباں ہاتھ پڑایا
 اتنے پتیرا بیل کے برق دو دم کا سیدھا ہاتھ لگایا وہ شانے سے قلم کرتی ہوئی زانو تک اتر آئی حبش کی آنکھوں میں تارکی
 چھائی جھلک کے توار کاوار کیا خدا داد نے خالی دیکے بزور خدا داد دوسرے ہاتھ میں فی الناکر کیا وہ ماہ لفا کفر کی سے
 یہ سب بجا رکھتی تھی رفیر وزمی و کاسیابی شہزاد کی ماکرتی تھی جب اس ناپاک کو مقتول یا شہزادہ خداداد سے کہا
 فتح سبک ہو گئی اوسی کی کر میں ہو لیکے فضل و وزہ قلعہ کھو لو شازدہ نے وہ دوزندان کھولا اور اس کی جنت کے
 پاس چھاؤں نے استقبال کر کے بٹھا یا جرات کی تعریف کی تو اسے شکر گزار ہوئی شازدہ خداداد نے جو اسکے
 حسن و جمال پر فریب پر نگاہ کی طبیعت ہاتھ سے باقی رہی دل سے آہ کی احوال پوچھا تو نے رورور کے کمانا نگاہ

صدی نالہ جانباہ کا نہیں آئی شہزاد کی طبیعت گہرا آئی پوچھا یہ آواز کس آفت رسیدہ کی ہو اور کہا ہے آئی ہو چوں کہ کھاتی
ہو اور اس نے ترخانہ کا اشارہ کیا اور کہا اس مکان میں صد ہا شمعوں بج گشتہ بخت اوس صلابہ نے بند کیے ہیں ہمارا ایک کی کنار
تھی ہزاروں بے گناہ کی جان اس ظالم نے مفت ماری تھی شاہزادہ خداداد نے کہا اب قید سے انکو نکالا جا ہیے
تخت انکے سر سے نالا جا ہیے جب دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا اسیروں نے شور و فغان مہر سے زیادہ کیا تھے وہی
لیٹھ کھائے کو آیا ہر ملک الموت نے دروازہ کھٹ کھٹایا ہر جسد مہر زندان کو کھولا ایک خانہ پرانا نظر آیا نہایت سنگت
پایا سو سافر سے زیادہ اسیر باد لگیں تہہ زنجیر تھے شہزادہ نے اونسے فرمایا خوف نہ کھاؤ و کوشاؤ کرو خدا کو پاؤ
تھا راؤ میں جہنم وصل ہو اقمہ دہن گورہ جو وصل ہو ایہ تڑوہ سنتے ہی سب نے جان تازہ پائی چہرے پر باتور و فی جہالی
تھی اب سرخی آئی ہتھ کڑیاں بٹیریاں کاٹ کے سب کو اوس خانہ تارک سے باہر نکالا وہ خداداد کے قیدیوں پر گھرے
تجدہ شکر کیا کہ قول شہزاد کے گھر سے پھرے جب باہر روشنی میں آئے شہزادہ خداداد نے اپنے بھائیوں
قبیلہ زمین دیکھا خوش ہو کے کہا اللہ الحمد تم سب کو زندہ و سلامت باہم پایا خدا نے سز خرو کیا الزام بدنامی سے بچایا
تمہارے باپک حال در و فراق سے قریب مرگ ہو پوچھا خدادادی سے جان پر صد ماہ پتھر اونکو جدا کر کے شمار کیا
سب پورے ہوئے آپس میں گلے مل کے خوب روئے شاہزادہ خداداد نے بھائیوں کی ہائی کا جشن کیا
سب سامان لوٹ کا اوس مکان میں موجود تھا اوس نے تو ایک عالم کو لوٹا تھا کوئی بہر و غالی چھوٹا تھا جسکا چوہا
تھا اوسکو دیا بلکہ جس سہا بل کوئی والی وارث نہ تھا وہ بھی اونھیں لوگو کو تقسیم کیا پوچھا اسکو کوئی لپٹے اپنے
گھر لیاؤ گے بار جزاری اس بران جنگل میں کہاں پاؤ گے اوس میں کچھ سوداگر بھی تھی وہ بوٹے ہمارے اونٹ قاطر
بھی بیخود خوار لے آیا تھا یقین ہو اس قلمہ میں کہ میں ہوں بسکے شاہزادہ خداداد اونکے ساتھ قلمہ میں گیا پیل
اونٹ گھوڑے قاطر ہستے دیکھے جتنی غلام جو انکے متہم تھے قید ہو گور ہا دیکھ کے سمجھے ہمارا آقا ہلاک ہو احوال سے
بھاگ گئے کسی نے مقابلہ کیا ایسا خوف طاری ہوا شاہزادہ نے وہ اونٹ گھوڑے جنکے تھے اونکو جانے کیے سب
بار کرنے لگے شہزادہ نے شہزاد سے پوچھا آپکا ارادہ کیا ہو وطن کس جا ہو اگر اوسکا نام نشان ہمارے کان تاکے آئے تو
یو جو جس دن پتھر گذر ہو جاؤں نے کہا اس خانمان برباد کا وطن بہت دور ہو سکن وہ تھا جو شہر گریو شہر و
تخت میری جان بچائی ہو موسیٰ کے جنگل سے چھرا یا ہو احسان تمہارا مجھے خدا مکان سے سو اہر تھے اپنا مال چھپائی

بگوش مل سونگے نوب سے گزشتہ مفصل سناؤ گی شاہزادہ خداداد نے اسکی بہت تسکین کی کہ اسکی تکلیف بیان کرو جو کچھ ہوا خواہ سمجھو

سرگزشت شاہزادی وریا پار

شاہزادی نے کہا خبر یہ شمالی میں ایک شہر عظیم الشان مشہور ہر شہر و دیار ہوا نام و سکا وریا پار ہوا شاہ وہاں کا
لاولدی سے پھر و شام گرفتار بیچ و آلام رہتا تھا خداوند عالم سے توجی وہ ناکام رہتا تھا بعد مدت مدید و انقضای نہایت
بعید میں بد بختی نفس تم نہا مخانہ عدم سے وجود میں آئی میرے باپ بادشاہ نے جشن عظیم کیا نہرا ہار و سپہ محتاج
غوا کو ویا میری پرورش شاہزادیوں کے طور پر ہونے لگی جب سن تیس ہوا پڑھا لکھا یا قانون شہر یاری آئین رعیت پروری
ملک ستانی سب کچھ بتایا اس ہید پرکہ میرے بعد نظام سلطنت کر لگی انصاف و عدالت کر لگی میرا باپ ہمیشہ شکار
کھیلنے جاتا تھا حسب عادت ایک روز گوزر کے قنابق میں گھوٹا ڈالا سب جدا ہو گیا ناشام و سکا چھپا گیا وہ تو نظر
غائب ہوا تھوڑا کچھ رخت کے نیچے اندھیری رات میں بیٹھ رہا کچھ کچھ روشنی نظر آئی یہ سمجھا کوئی گاؤں یا بستی ہو اور سطر
جہاں کلاوتیہ ہو چلا وہ کچھ ایک مکان ہوا زمین پونخصال حبشی بیٹھا ہو کئی گھر شے شراب کے گروہین سل کو مسلم آگ میں جھونک
کھا رہا ہوا ایک پرتی پیکارہ لقا تھی میں بندھی تڑاڑ کا دو تین برس کا پاؤں کے پاس بیٹھا اوسکے جان پر نزار زر رہا ہوا
بتقراری سے جان کو وہ ہا ہوا و شام و چاقابلہ اس پو پیکر کا حال ہوا زور اور کمال ہو کر گستی میرے اسکوا مارا چاہیے کہ
ان کی بیوی ہائی ہو جان بچے یا دشاہ اس تجویز میں تھا وہ بلوون سب گھر شے شراب کے خالی کر کے بیل کا گوشٹ کھا گیا ٹپکن
نکٹ پھیلکن جہا گیا پھر اوس عورت کے پاس آیا کہا کو بتا کہ تو مجھ سے انکار کر لگی آج تجکو چھوڑو شگاہ بولی میں جا
وست بردار ہوں تیرے قابو میں ہوں گرفتار ہوں تامل کس ماتجا ہوا ایک تھہ لگا قتل کے کہ جھگڑا مٹا یہ سنکر وہ روڈ
غصہ کی آگ میں جل گیا تگوار پر ہاتھ بٹھا یا سر کاٹنے پر آمادہ ہوا میرا باپ تیر انداز نشانیہ باز تھا فوراً ایسا آکے تاک کے
ما اچھائی کو توڑ کے پارنگل گیا وہ ناری داخل جنم ہوا زمین پر مردہ گرا بادشاہ نے قریب جا کے عورت کو بولا
حال پوچھا اوس کہا کہ یا شور کے کنارے ایک ملک ہو شوہر میرا وہاں کا تاجدار تھا یہ نکٹ حملم اوسکا غلام
خدا متگذار تھا یہ پوشیدہ مجھ پر پیدا ہوا وقت کا منتظر ہا اتفاقات مانند ایک سوز مجکو اور اس لڑکے کو اس جنگل میں ڈھالایا
اور مجھ سے وصل کا طلبگار تھا بہت صہرر تھا مگر مجکو انکار تھا چنانچہ آج کا سامنے تو اپنے بچشم دکھا میرے باپ نے
اوس پارہ سے کہا خاطر جمع رکھہ میں شہر وریا پار کا بادشاہ ہوں وہاں ہو چکے جہاں تم کوگی بخوبی بھی دون گان

و ہم چہ پادشاہ پاؤں کو لیکے چلا رہا میں فوج و لشکر میرا جو ڈھونڈتے پھرتے تھے اور نسے لائق نہ پائے تھے۔ ان میں سے جو پہلے
 دو لوگوں کو ساتھ لیے شہر میں آباد گمان عمارت بننے کو عطا فرمایا جیسی شہزادہ بیان رہتی ہیں اور میں مکان میں پہنچنے لگی کہ وہیں
 گزرے اور سکاوارش نہ آیا عورت خوبصورت جوان تھی بادشاہ اور کو عقد میں لایا وہ لڑکا بھی جوان ہوا علم فضل کتبہ
 میں کامل ہوا جو انوعین شامل ہوا اور اسکی حرکات و سکنات پر وزیر میر سب رضی تھے سالیح یہ ہوئی کہ میرا عقد ہو سکے
 ہو بادشاہ بھی رضی ہو گیا لیکر شرط یہ ہوئی کہ اگر زنا نہ لکھدے کہ پھر دوسری عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے یہ بات
 اوس نے قبول نہ کی و لیکن سمجھا جھکو حقیر جانکے یہ شرط لکھو انا منظور ہوئی میرا مکان تو موقوف رہا مگر وہ بادشاہ کا عدوی
 جانی ہو گیا موقع محل سوچنے لگا ایک روز غافل پکے بادشاہ کو قتل کیا اور میری تلاش میں محل کے اندر چلا اور یہاں
 بہت تک نلال خیر خواہ ستودہ نصال تھا فوراً یہ حال سنکے پوشیدہ مجھ کو محل سے نکال لیکر آیا اور مکان محفوظ میں مخفی کر دیا
 دو برس دن ہمارا پر سوار کر کے میرا باپ کا ایک دوست بادشاہ تھا وہاں لچلا کر مجھ کو اسکے پاس پہنچا لے کر کچھ
 انتقام لینے کو لائے ہنوز وہاں پہنچنے نہ پائے تھے فلک بجز فتنہ حرار لایا طوفان عظیم آیا ہر چند ناخانے سچے
 کی تبریک کی مگر تقدیر سے کچھ علی ہمار غرق ہو گیا وزیر اور جو ہمارے ہمراہ تھے سب ڈوب گئے فقط میں سخت جان
 ڈاب گذرہ خانمان بہتی موجوں کے صدمے سستی سستی کنارے پر پہنچی اور وقت اپنا مال کار جو سوچنے لگی ہیرا
 سر کے بال نوچنے لگی خیال آیا اتنا آئی کے جینے سے مزاجھا ہر ہی دریا میں ڈوب کے مر جاؤ اتنی جرات کر جاؤ جب اس
 قصد سے اٹھی سوار کا غلغلہ کان میں آیا دیکھا تو چار پانچ سو سوار بہت چمکے ہوئے اور ایک پرے پیکر کھینچا
 پر سوار گرسوار و نکی قطار تاج مرصع سر پر بکر بند پزیر شمشیر برق دم ڈاب میں دست مے شباب میں قریب آیا فرود
 صولت ہر کا نظ آئی شاہانہ شوکت و شان از سر تا قدم باقی بیٹے شرم سے سر جھکا یا اسنے گھوڑا پیچھے ہٹا یا پھر
 مقرب ہستفسار حال کو میرے پاس بھیجے ہر چند وہ کیفیت پوچھا کہ میرے لب بجز خموشی نہ کھلے وہ ہا یوس پھر گریختہ
 وہ صاب جس جمال خوشخصال یکہ و نہا میرے پاس چلا آیا جو قریب تھا اور سکودور ہٹا یا سحر بانی و لسانی سے میرا حال
 و حال پوچھا اب مجھ کو انہا حال کے سوا چارہ تو اچھ رہنا گوارا نہوا از سر تا پا اپنا قصد جان گذاشنا زہدہ کو سنایا وہ جوان
 رعنا میری مصیبت کا قصد سنکے حیرت میں مبتلا ہوا جو اب یہ کچھ ہوا اچھا ہوا اب تم میرے ہمراہ چلو چہتے لخت آرام لو
 پھر اپنے ہمراہ مجھ کو دار الحکومت میں لایا اپنی مان کے محل میں پہنچا یا ملکہ نیک ذات جسے صفات تھی میری واردت

سکے بہت افسردہ خاطر ہوئی دلہاری و مخواری کے پوشاک بر لوائی تھا لطیف کھلائی لبیکہ نمیدہ و تہجد و سحر
 سمجھ گئی کہ یہ بیٹے کی طبیعت بہر آئی ہے اور جو سے شب و روز میری خاطر داری میں مصروف رہتی تھی تیرے کوئی
 کوئی بات میرے خلاف کہتی تھی بعد چند میرے نکاح کی صلوات ہوئی میں بھی اوسکی صورت پر تار تھی و نرات
 اسی تہنابین میں تیرا تھی اسی ہو گئی تھی شکست سے تیار ہوئی لگی اور شب عقد قریب ہو چکی ایک ایک مشاطہ ہر
 نوع و س ہر کو جملہ مشرق سے بالباس گلنار یا ہر نکالائے شاعی فے لشکر نگبار کو درہم بہیم کیا پریشان و ستہ
 انجم کیا ماہ جو سپہ سالار تھا باو ان انداز فرار ہوا کوہ مغرب میں پوشیدہ وہ تیرہ روز گزار ہوا اینک دیکھ کے شہزادی
 سو فون گرجوشی ہوئی عقل نہ ہن پر ہر خودی ہوئی شہر یا بھی بستر راحت اوٹھا اسوات سلطنت میں ہر گرم ہوا کو
 گردن دو دار کو ثبات و قرار میں پھر وہی شام تیرہ انجام ہوئی تو کئی روشنی مشقود ہوئی شہر بار بستور محل میں
 آیا شہزاد کو بلا یا سکھتے پر آرام فرمایا جب تھوڑی رات باقی رہی آنکھ کھل گئی کہا پھر کیا ہوا شہزاد نے عرض کیا
 شہزادی کہتی ہو کہ بیان آگ ناگ کا جلسہ تھا محل میں خوشی کا چھپا تھا باہر قاضی کی طلب ہوئی دفعہ درہم چھپت
 سب ہوتی نگبار کا بادشاہ کو ڈانڈا اوسکے ملا تھا یہی ڈانڈا اینڈی کا باعث ہوا تعادرت سے وہ سیاہ
 اجنیر سے کے تباہ کرنے پر آباد ہ تھا لکڑی واقع نہ پلٹا تھا اوس درسیکو عیش و طرب میں مشغول پاکے وہ غول بیانی
 مجمع کثیر ہوا لاکے قتل و غارت کرنے لگا شادی و غم دنیا میں تو ام ہو جو محل شادی تھا وہ ماتم سرا ہوا روئے
 پینے کا غونا ہوا میں شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکے اوس شب تیرہ و تا غفلت یا زمین محل سے نکلی کوئی رہبر محکو
 راستے کی خبر کیا ایک دیبا کے کنارے ہم دونو مصیبت کے مارے ہوئے پھیلے لونی ڈونگی سا صلح پائی ہمارے
 جسم حجان میں جان آئی تو کل بجز سوار ہوسے اوسکو کولیا ڈونگی بہ نکل تمام است ڈوبتی ترقی جلی گئی جس طرح
 تو ایک جہاز نظر آیا ہم سمجھے کوئی تاجرتا ہویہ بنانا کہ فلک پیدا و گرتازہ آفت میں پھنسا تا ہر جسم ڈونگی ہمارے
 پاس آئی تقدیر نے نیرنگی دکھائی پانچ چھ جوان تلوار میں کھینچ کے ڈونگی پر آپہنچے ہم دونو کو ہوا پہلے گئے
 و جان جو میری صورت دیکھی ہر شخص کو خواہش ہوئی آخر یا ہم تلوار علی سب کے سب جنم میں ہوئے ایک اون میں
 کہ عمومی پہلے ہزار ہر دست تھا نشہ و ر سے مست تھا سچ گیا مجھ سے کہنے لگا تیری وجہ سے یہ سب مار گئے
 بالکے پیادے گئے میں تجھ کو گویہ میں ایجا کے اپنے دوست کو دونگا دم نصحت میں اوس وعدہ کیا تھا

و سکو و فاکرین گاجر ہوس قزاق نے شہزادہ کو و کچھ نے بوجہ کہ کون ہو کہا ان ٹکڑوں سے جاتا تھا مجمعہ بخت نے کہا یہ
 میرا شوہر جو یہ سنگے اوس نطفہ شیطان نے نہا لاجوان لاس بیچارہ کو ایذا سے رست و عون قتل کروں و گروہ میرے
 دوست کے ہم پہلو تجکو و کچھ کے اسکو مال ہو گا خدا جانے کیا حال ہو گا یہ کہے شہزادہ کو دریا میں پھینک دیا وہ بحر
 زرخازا پیدل کنار یہ بیکین ناچار کرتے ہی تو لہجلا گیا پتھر او بھرا کہتے ہیں دو بے او چلتے ہیں یہ ایسے ڈوبے
 کہیں نکلتے ہیں یہ پتھنے جو دریا میں گرنے کا قصد کیا مجکو اوس شکر نے ہماز کے مستول سے باغداد و باہا زون
 ہوا ہوا موافق تھی جلد ایک چھوٹا شہر نظر پڑا ہماز کو لنگر کیا قزاق نے او تیر کے کچھ ونٹ کئی غلام ایک پرہ
 مول لیا اسباب ہماز اونٹوں پر بار کر کے خشکی کی اہ سے چلا دو تین دن خیر گذری پھر وہی حبشی آیا سکو کھیرا
 قزاق سے کہا دست بستہ مع اسباب میرے ہمراہ ہو اگر دست منظور ہو وہ قزاق بھی بہادر تھا ملوار کھینچی مع غلاموں
 کے دیر تک لڑا مگر وہ بشریہ و یو خیرہ سر آخر کار اسکے ہاتھ سے سب قتل ہو گیا سب اسباب و قزاق کی لاش حبشی
 لیکے قافلہ میں آیا طعام شب کی جگہ وہ لاش کھائی مجھ سے گفتگو کی نوبت آئی میں نے لگائی کہ کیا گریہ نزاری
 تیری بیجا ہوا رست و آرام سے بسر کر میری ہم صحبتی میں شام غربت سائش کی سحر کراج اختیار ہو کل سے میری مرنار ہوا
 صبح کو اٹھ کے حسب دستور وہ مغر و آدم خوار سا فرونگی تلاش میں نکلا تھا آپ سے مقابلہ ہوا وہ دشمن خدا
 مارا گیا شاہزادہ خداداد نے یہ سانچہ جو سنا بہت تاسف کیا اوس سے کہا یہ سب شاہزادے ہیں جسکی طرف تلو
 رغبت ہو مجھ سے کہو یہ تلو اپنے شہر میں لیجا کے بہت رحمت دینگے شاہزادہ یونکلیطرح چین و عزت سے کھین گے
 شاہزادی نے سب انکار کیا خداداد بھلا میری جانب سکو لگاؤ و قسمت میں ہمارا اسکا بناؤ ہر سامان سب طرح کا وہا
 موجود تھا بہت تکلف کمال کیا سکو شریک عوت کر کے ایک دن وہاں رکھا دوسرے روز مع قافلہ حاتم ہوا
 جب شہر کے قریب پہنچے شکو سب نے شراب کثرت سے پی شاہزادہ خداداد کی بھی حالت غیر ہوئی نقشہ کے عالم
 میں شاہزادوں سے کہا میں بھی تمہارا بھائی ہوں اور جو سنا گھڑا تھا منصف علی مان کیا شاہزادی تو اپنے
 دل میں بہت شاد ہوئی بند فکر سے آزاد ہوئی اور بھائی اوسکے ظاہر میں خوش ہوسے و بیرون تک صدمہ بہا گیا وہ
 بلند ہو گیا لیکن سب کو دلو میں گزرتوں نصف شب جب گذری شاہزادہ خداداد نے سب سے کہا میں آیا آرام فرمایا وہ
 نطفہ غلط باہم کہنے لگے کہ بے دریافت حال ہو یا شاہ نے سکو سب پر عالم کیا تھا ہم سب اسکے طبع فرادہ پر تھے

سبب جینا ہوا مسلم ہو گا تو بے تکلف ولیعہد کرے گا یہی مالک سلطنت رہے گا مصلحت ہی ہو کہ ہر وقت اسکو
 بار وایم جن آہنے صورت سے بڑا ظہین یہ کہے کہ او سکنے میں گئے چار طرف سے تلوار پٹنے لگی از سر تا پا زخمی کاری سے
 چو کیے تہی دست سن خورشید دور کیا اور آدمی تخت کو چکے دم سحر شہر میں ہو چکے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی
 بادشاہ بیٹو نکو دیکھ کے خوش ہوا آتشہ او کی غیر حاضر کی سبب پوچھا میدان خالی تھا جو جو شانزادہ خدا واد نے
 کام کیے تھے وہ اپنے ہاتھ کے بیان کیے کہ تہشی دیو خصال آدم خوار تھا او سکوارا بہت بندگان خدا واد نے قتل
 کیے تھے سکوارا کیا تیر و شکار میں مصروف تھے ایسا حاضر حضور ہوے بادشاہ اہل علم کی حکایت سننے متعجب ہوا اگرچہ
 ہو رہا تھا نئے پیر شانزادہ خدا واد کا حال بیان ہوتا ہوا صحیح کی وقت شانزادہ کی جو بیاد ہوئی خدا واد کو پرزے پرزے
 دیکھ کے مصیبت تازہ میں گرفتار ہوئی ہر سہیٹکے غل جاپنے لگی آسمان زمین آہ و نالے سے ہلانے لگی لاش پاش
 دیکھ کے لپٹ گئی فی الجہہ ہم میں حرارت پائی آندو شہ نفس کی بھی تھریک نظر آتی تھیے کا پر وہ بند کیا خود جراح کی
 تلاش میں نکلی ایک سست چلی ایک قریب میں بڑھی سمجھو سے ایک جراح ہاتھ آیا بصد گریہ وزاری زہی مصیبت کا
 حال نیا جراح بر سر رحم آیا ہراہ ہوا نیچے میں جو آئی شانزادہ خدا واد کو نہ پایا گریبان چاک کیا سرور و تہنشتہ نجا کیا
 سمجھی تھی درندہ اوٹھا لیک گیا جراح او کی گریہ وزاری بقراری پر رو سکے بھانے لگا مقام مجبور ہی ہر خدا کی مرضی سے
 جارا نہیں بنیت ایزوی میں انسان کیا رانہ میں کپہر کپہر کو صبر کر و بہت کچھ سمجھا کے اپنی نسبت میں لیک گیا مختصر سا
 مکان میں سب سامان حاضر کیا دو لوٹدیاں خریدت کو لے آیا شرط ہمانداری بجالایا بیشتر خود آتا حال او کا
 دیکھنے کے چلا جاتا چند دنوں کے بعد رنج و غم کم ہوا ایک دن شانزادہ کی طبیعت کو درست پلا جراح کی زبان پر لایا
 کہ اگر آپ چکیو اپنا خدا متگذار سمجھ کے اپنی سب حقیقت بیان کریں تو بہ قدر کوشش کہے کہ وہ صورت نکالوں جن میں
 رنج و ملال دور ہو طبیعت کو سرور ہو شانزادہ نے او سکو متحد و غمخوار مددگار جانکے ابتدا سے انتہا تک اپنی دستا
 سانی جراح نے کہا اگر آپ کی مرضی ہو تو قریب یہ شہر ہی بادشاہ رعیت پر و عدل گستر ہو و ہوا تھارے حال پر
 رحم کر گیا تھارے شوہر کا قصاص شانزادہ کو ضرور لے گا شانزادہ نے یہ اہر قبول کیا جراح اپنے ساتھ
 لیکے شہر میں آیا چھوٹا سا مکان کر لے کو ٹھہرایا او میں اتار کے ہر شخص سے استفسار حال کرنے لگا بادشاہ کو
 شغل کی بار پتا ہو عدالت کا کیا رنگ ہو سلطنت کا کیا وضع ہو مسائل سے کیا کہتا ہو کوئی مقرب سلطان اسکو

اوس نے سب قصہ کہہ دیا کہ اس بادشاہ کے پچاس بیٹے ہیں مگر ان سب میں خداداد نامی بے مثل و کینا تھا حتیٰ شجاع
 ذمی مروت مان لپے سوا تھا تاہم شہر کی خلقت اوسکی عاشق زار تھی فریفتہ و نثار تھی تھوڑے دنوں سے وقتہ وہ غایت ہو گیا
 بادشاہ نے بہت جستجو کی اوسکی مان فریخت تلاش چار سو کی تپانہ میں ملتا ہوا وضع و شریف شہر کے اوسکے واسطے دن رات
 روپے میں آن لپ شدت نعم سے جان کھوئے تپانہ جراح قصہ سے آشنا تھا اوسیدم شاہزادی سے بجال کہا اوسنے
 چاہا کہ اگر خداداد کی مانند برائی ہو تو سب معاملہ درست ہو جائے انتقام کی تدبیر بھی نکل آئے جراح اس فکر میں اوشاہی
 کی طرف جلا انشای راہ میں سواری دیکھی بہت دھوم دھام بڑی تیاری دیکھی بہت سوار و پیادے ہمراہ جو ہر پیش نگاہ
 کہتے جاتے تھے غلامان حبشی درومی خواہین برسی ہیکر بڑا کرو و خلقت دور و یہ صفت بستہ سلام کو کمرے سکھان
 سوار شدہ پز نقاب بڑی جراح نے کسی ہمراہی سے پوچھا یہ کسی سواری ہو گئی تیاری ہو اوسنے کہا یہ بادشاہ عالیجاہ کا محل
 بیتا اسکا خداداد غائب ہو گیا ہو اوسکے صدمے سے اسکا حال عجائب ہو گیا ہر دیوانہ وار مساجد و خانقاہوں میں جا کے
 مندر چڑھاتی ہو عاکی سے طلبگار ہو حجت مادی کے جوش سے ناچار ہر جراح سمجھا کہ اب برسہا طلب تقدیر نے
 پونچایا ہو آگے دیکھیہ جہز گاہ کھائے کچھ عجب نہیں جو تقدیر طلب بلجائے پھر یہ اور انبوه میں در آیا خواص بادشاہی سے
 کہا مجھو ملکہ عالم سے کچھ عرض کرنا ہو اوس نے کہا اگر شاہزادہ خداداد کا حال جاننا ہو تو بے تکلف برائی ہو گی اور کچھ
 مطلب اور ہو تو بڑی سواری ہو گی جراح نے کہا اوشی شاہزادہ کا مقدمہ ہو وہ بولا سواری کے سامنے در دولت بر جلا آراہ
 میں عرض حال خلافت دستور ہو ملکہ عالم بڑی غور جراح سواری کی ہمراہ ہوا جسدم ملکہ محل میں داخل ہوئی خواہس نے بڑی
 نواب ناظر عرض کی کہ ایک شخص حاضر سے کچھ عرض کیا جاہتا ہو ملکہ نے فوراً طلب کیا بجال صہرانی پردہ کے پاس
 بلایا جراح آداب بجالا عرض ہر اوشا شاہزادہ خداداد کا قصہ طول طویل ہو دوسرے نے غلام کو خفا منظور ہو کہ اعلان
 میں بڑی فتور ہو ملکہ نے مقر لو کو قریب ہٹایا اسکو بیٹھنے کا حکم فرمایا جراح نے ابتدا سے انتہا تک جو شاہزادی
 سنا تھا بیان کیا کہ شاہزادہ خداداد نے بڑی لیری سے بھائیوں کی ہائی حبشی خونخوار کی قید سے کی تپانہ جاب سے
 اوسکے بے یہ بدی ہوئی شاہزادہ کو زخمی کیا شہزادی دریا بارکانج و ملاخستہ و خراب حال ہو کے ہانتاک آئے
 من وعن سنا دیا کہ باقی کیفیت خود حضور میں عرض کرے گی ملکہ خیال شاہزادہ خداداد کا کئے غش کھا کے
 کر بڑی خواہوں و ڈر کے گلاب کیوڑا جھک کچھ پلا یا دیر میں ہوش آیا خواہس دست کر کے جراح سے فرمایا

توسیری جائے شہزاد کی تسکین کز انکسنا خاطر جمع رکھے بھی سبب بیرونی جاتی ہر سواری لینے کو آتی ہر سو کو سخت
ایکے یاوشاہ کو بلایا یہ سنا نہ ہانگا ہر سو سنا یا اترے غصہ سے نہ تہ لب میں بھر کئے گی فرط غصہ سے رنگت لگ گیا
سریر عدالت پر جلوہ افروز ہوئے وزیر عظم کو یا و کیا فرمایا اسیرم ہزار جوان جہاز ایک سپہ سالار ہمراہ لیکے اونچا سون
شہزاد و نکو پاجولان خانہ زندان نصیبت و کھاسکے تاکید حکم کرنا اگر تنفس اسپین سے فرار ہوگا کفر کردار میں ہزار جوان
مع سپہ سالار گرفتار ہوگا یہ کام کر کے بہت جلد میرے پاس دوسرا امر ضروری درپیش ہوا و سکو بجلا اور آداب بجالائے
نصبت ہوا جو انوکو ساتھ لیا شہزاد و نکو جبل خانہ و کھایا تھپھر حضور میں آیا تعمیل حکم سے آگاہ کیا حکم ثانی یہ ہوا کہ
زنانی سواری گل سامان بڑی تیار می کل لیکے فلان مکان میں جا شہزادوی دریا بار مقیم ہو بڑی غرت و توقیر سے سوار
کر کے جہاز کو دلاسا دیکے در و ولت پر لاجت ناچہ وزیر نے بہت تزک و شہمت سے شہزاد کو یہ سوار کیا خاص گھوڑے پر
جہاز کو بچھا کے نہایت دھوم دھام سے انتہا کے احترام سے لچلا راہ میں جنے جنے سنا و عاتین دیتا ہمراہ ہوا
کہ شہزادہ خداداد کا محل ہو کچھ عجب نہیں شانزادہ کا پتہ ہاتھ آئے پھر اعلیٰ نے سواری قریب جب آئی باوشاہ
ورواز سے تک لینے کو آیا شہزادوی او تری قدموں پر سجایا ناٹہ اسفت فلک پونچا پا اوسی گریہ فراری میں
آئی احوال بان نصف دوران بگیاہ کے غم کی فریاد ہو و اطلب نیل شادی لوٹندی پر سخت بیدا ہو باوشاہ
سراو سکا اوٹھا کے جھاتی سے لگایا تو کئے فرمایا خاطر پریشان جمع رکھہ اگر زندہ ہوں وہ حرکت کرونگا کہ تری لینا
ہو جائیگی تیری عدالت ذہن نشین ہو جائیگی پھر وزیر سے کہا افسوس میں نے اپنے فرزند کی لاش بھی نہیں کی گئی
شہر میں بہت جلد مقبرہ عالی شان بیٹے ساز و سامان تیار کر اسباب ماتم سب مہیا ہو جائے جسکے دیکھنے سے سزا
باوشاہ کے حکم سے ایک ہفتہ میں وہ مقبرہ تیار ہوا کہ چشمہ گوش فلک سرگردان نے دیکھا نہ سنا تھا ایک روز
مقرر کر کے خود وہاں جا بیٹھا وزیر امیر شہر کے تیس طلب ہو فوراً حاضر ہوئے وہ کہنے ہزار سوار جہاز پر ابان
آئے وہ بانگ و پھر سے حمد و ستائش ہوئے کہ شہرت بگائیں عرض ہوا ہوسے کہ امیر شہزادہ والا تبار
نہ تم سب کی جان جائے اور باقی صورت نظر آئے سرعینے میں ہر سو حکم کا انتظار نہیں سکیں کیا اگر دن مالک کی
مرضی میں کیے خیر زمین یہ کہ وہ چل گئے دوسرے غول میں ہزار مرد و سوا وہ نشین گوشہ گزین ہر تاسم گونہ
بہت حق و خفا کے پھر سے خدا کی یاومین نیت بے سر کی فکر تھیں شام و سحر کی وہ آئے پہلے طواف کیا پھر

پھر دروازے کے روبرو آئے کہہ اتر سخت دل شہیرا لڑیاری مناجات نیم شبی نالہ سحری کے انیسے ایک
 بلارہو تو جان شاری میں کوشش کریں کہ ہو بے تمھارے زندگی گوارا نہیں پر کیا کہین تضاد و قدر میں کچھ چلا رہا
 یہ کہہ کے وہ بھی اسی ہو سے پھر نذر عورت حور و ش صاحب جمال دریا سی جو اہر میں اربا تا فرق غرق ٹانگنوں سچا
 نین لگام چاہر نگار آئین پہلے گرد چہرین پھر گویا ہو میں آہم ہر چہرین و جمال ہی چہرہ حور خصال یہ ہمارا شبانہ
 چہرہ کی آب و تاب بگڑے تمھارا کام نچائے روی تابان کسی صورت نظر آئے ہلو اسکا زوال بہتر بہ کمال منظور ہو
 لیکن گردوش تقدیر سے عالم مجبور ہوا خروہ گریبان جاک سرد و غشتہ بخاک روتی بیٹی جلی گئیں جسکے بعد بادشاہ
 جو جمع امر حاضر تھا تین بار وہ جو تصویر شانہ زادہ کی مقبرے میں تھی اوسکے گرد پے پھر سینہ و سر بیٹھتے ہے پے
 مکان کو گئے اوس سے آٹھویں دن پیمانہ ہونے لگا بادشاہ خود تشریف لاکے رونے لگا ایک دن دم چہرہ بادشاہ
 عدالت پر جلوہ آرا ہوا وزیر اعظم سے کہا اون مجرموں کو زندان نکال کے خداداد کے خون کا قصاص لے کوئی
 زندہ نہ ہے کہ روز حشر کے باز پرس سے مجھ کو نجات ملے جس دم وزیر قتل کا سامان تیار کر کے شانہ زادہ کو
 قتل گاہ میں لایا اور جلاؤ تھی کھینچا اونکے سر پر آیا انبوہ کثیر شہر کا جوان و پیر دیکھنے کو جمع ہوا آٹھویں کہ مرگ جا پک
 ہر کاری جوری اڑی ہوئی آئی تازہ خبر وحشت اثر سنائی کہ وہی بادشاہ جس سے معرکہ نبرد پر خون کوہ و دست
 گلگون ہو چکا ہوا فوج جہاں مور و ملخ سے زیادہ ہمراہ لایا ہوا در شہر پناہ پر پراچایا ہوا بادشاہ سخت مشوش ہوا فرمایا
 افسوس صد افسوس شہزادہ خداداد آج یہاں نہیں گزرنے یہ ہنگامہ ایک ساعت میں دور ہوتا ہے شمشیر حریف کا سر چر
 ہوتا ہے کہ بہر کیف فوج کو ہمراہ لیکے باہر نکلا جب مقابلہ ہوا عجب معاملہ ہوا دشمن کی فوج ہالہ کی صورت چار کسے
 گھر آئی سنوڑ شمشیر جانستان میان سے سر میدان نکلی تھی دفعہ ایک گرد پیمانہ مثل عین سنبلیں میان نمود ہوئی دو
 بادشاہ زرم خواہ دیکھنے لگے کہ یہ جہاں کیا ہوا تازہ حریف کہ صر سے پیدا ہوا ہوا در شاہ خداداد زرم کا تاشا دیکھنے کو
 نیزہ شعاعی چمکاتا جروت دکھاتا خاک نیلی فام پر سوار نمایاں ہوا ترانہ سنچ ہر طائر خوش الحان ہوا تاشا زرم نے
 اللہ ہو کی ضرب لگانے لگے زندہ شہزادہ خداداد سے لڑا کھڑے گھر آئے لگے مساجد سے اللہ اکبر کی صدا
 پیدا ہوئی شہزادہ نے زبان تکلم بند کی شہیرا نے امان دیکے بیت اسطنت کی اہلی عدل داد میں مشغول ہوا
 واخو ابون کا مطلب حصول ہوا یہاں تک کہ اس کی سوار نے منزل رور طر کر کے قلعہ مغرب میں قیام کیا اور

بادشاہ ماہ با شکر انجم سطح نیلی پر صفت آرا ہوا شہر یار محل میں قشرین لایا شہزاد کو بلایا پہلے بستر راحت پر آرام کیا جب
 تھوڑی رات ہی بیان ہوتا تھا کل حکام کیا شہزاد کو گیا ہوتی کہ وہ تازہ گروہ جو برق و باوس سے تند و تیز آتا تھا
 حریت کے لشکر پر حملہ آور ہوا تلوار میں چمکین نخل تن سے سر گرائے لگین ایک دم میں اس کے لشکر کو لقمہ دہن نیزہ و
 شمشیر کیا سبکو قتل بے ناخبر کیا باقیانہ مع بادشاہ و خداداد و خداداد سے فرار ہو گئے اور ہر کے لوگ حیرت و شگفتگی سے
 ہو گئے جب اس حرکت سے فرصت پائی میدان صاف ہوا سو گشتوں و فریادوں کی صورت نظر نہ آئی
 تو اس فحشہ نے بادشاہ عالیجاہ کی ملاقات کو گھوڑا بڑھایا فوج کے دل بادل سے مثل تیر تیان نکل آیا دیکھتے ہی
 بادشاہ نے پہچاننا کہ یہ میرا فرزند خداداد و گھوڑے سے کود کے سجدہ شکر جامع المتفرقین بجالایا بیٹے کو گلے
 سے لگایا پھر تمام فوج خرم و شاد و جلو میں بادشاہ شاہزادہ کو لیکے شہر میں داخل ہوئے سب کے مطلب کی حاصل
 ہوئے راہ میں دم تفریراوس حبیبی پونصالح کلما زانیا بیونکا قید سے چھڑانا بیان کیا بادشاہ نے بیٹے کی
 بہت و جرات پر تحسین کی شہزادہ کی بجا حرکت پر نفرین کی خداداد نے عرض کیا یہ سائے حضور نے
 کس سے سنا بادشاہ نے کہا کچھ دنوں سے شہزادی دربار بادل زخدا سو گوار آئی ہو اس نے کفایت محلو
 سنائی ہو الغرض فتح و فیروز می ایوان شاہی میں داخل ہو چھڑے بلے شاہ دل ہو شہر میں کون جو خانیچہ
 وہ ہری عید ہوئی غلام کی شکست شاہزادہ خداداد کی دید ہوئی القصد سب بچھڑے یکجا ہوئے گذشتہ
 دستا نو نکایان ہونے لگا مجمع حاضرین نے اعتبار و رونے لگا بادشاہ نے پوچھا بیٹے کے ہاتھ سے
 جب زخم کاری تھنے کھائے اسون گل میں اچھا کرے کون مسیحا م آئے شاہزادہ نے عرض کیا میں تو جرات
 غش میں پڑا تھا ایک شہر سوار آیا مجھ کو غمشہ بخون تہنا دیکھ کے اپنے گھر میں اوٹھالایا جنگل کی کوئی بی بی پیش
 زخمون پر لگائی عنایت فی مطلق سے بہت جلد صحت غلام نے پائی بادشاہ نے شکوہ و رگاریا کہ بچھڑے سے
 ہکنا کر یا قدر پر اعظم کو حکم بھیجا کہ جلد شاہزادوں کا سرکاٹ کاٹ کر میرے سامنے بھیج اور پھر در شہر پناہ پر لگاؤ
 خداداد وہ سنکے دست بستہ رو بر و آیا عرض کی قبلہ عالم وہ سزاوار اسی نزل کے ہیں لیکن حضور کے فرزند
 غلام کے بھائی ہیں گو بر اور ان پوسٹ سے زیادہ قصائی ہیں امیدوار ہوں کہ سبکی خطا سب پر طبیعت سے
 تیار و ہی طرح سے سب کے سب میرا نخل و نیزہ و بر و آئے بادشاہ نے خداداد کی خاطر سے سب قصور و

فرماتے خدا و اوستے جو گلے سے لگایا خلق خائفے اسے نہ کسی پر نام نہ خردی جسے زیادہ تعریف کی پھر حراج کو طلب کیے
 اہل دولت عطا فرمائی کہ تمام عمر احتیاج اوستے کہنے کے قریب آئی شہزادہ یہ کہہ کے چپے رہی نیاز دہنے کہا میں تجھی تعزیت
 باقی ہر لطف و حکایات باقی ہر تحارے چپے ہو جانے سے جی گجراتا ہر دم لبو پڑتا ہر شہزادہ کا بھی شمار اہو پھر نہ کچھ چارہ ہوا
 خلیفہ ہارون رشید کا ابو الحسن سو دالہ کہیہ کو سوئے میں اوٹھالانا اوستے کا بیدار ہونے کے تخت
 سلطنت پانا ایک ات دن حکومت کا لطف اوٹھانا پھر ہوتے میں اپنے گھر آنا مان کو
 جھٹلانا مجنون بن کے کوڑے کھانا بعد چندے پھر وہی معاملہ پیش آنا
 خلیفہ ہارون رشید کا خوش ہونے کے شادی کر دینا مال و دولت عطا فرمانا
 شہزادے نے کہا خلیفہ ہارون رشید کے نامے میں ایک سو دالہ بغداد میں ملک التجار تھا شہزادے میں
 اوستے کا شہرہ تھا نامو بہر دیار تھا ہر طرح کا مال سب باعث شہرتی نایاب تھی دولت بھی حساب تھی لیکن وارث اور
 چشم و چراغ خانہ ایک تھا انتہا کا سعا و مندر بہت نیک تھا ابو الحسن نام تھا حسن اخلاق سے عزیز دل خاص و
 عام تھا و نیا تو سہرا ہر صرف و دم لینے کا ٹھیکہ ہر سو دالہ کہیہ نے یہاں سے کوچ کیا بیٹا مالک مال دولت ہوا و
 تاجریا وجود دولت و نقد و جنس کے کثرت سے دلی تھا کبھی چھوٹے ہاتھ سے کتے کو مارا نہ تھا بلکہ ہر کتا
 دینا گوارا نہ تھا بڑی مشقت سے تکلیف دینا بچا اوٹھا کے سب کچھ جمع کیا تھا ایسا ہی مال حرام کا کمالاتا ہر دوسرا
 بہت جلد رو کو صرف میں لایا ہر ابو الحسن باب کے ہاتھوں سے ایذا پائی تھی سو پی کی صورت دیکھنے میں آئی تھی
 مال نہت سمجھ کے اوڑانے لگا دو ستون آشنا و نو کھلانے لگا زرقند کے دو حصے کیے نصبت روٹے
 سے مکانات باغ و کانین خریدین کہ اوستے کا راہ زیت بھر لکھا کرے احتیاج سامنے نہ آئے راحت سے
 زندگی بسر ہو جائے باقی روپیہ صرف کرنے لگا صاحب دوست آشنا می تازہ ہر دم حاضر ہتے تھے
 غذائیں لطیف کھانی جو حسین نوجوان نڈیان ناچنے گانیکو دن عید شب شب برات اس کیسے
 بسر کرتے تھے سال تمام ہوا تھا کہ یہ کارخانہ تمام ہوا جو کچھ تھا سب خرچ ہو گیا جاگتا نصیب ہو گیا اب مہل
 کم آئے لگے راہ کلی میں اگر مل گئے تو نکھین چراغے لگے ابو الحسن کو دو ستون کی اس حرکت بہت برنج
 ہوا دلمین کہا یہ سب فقط کھانے پینے کے یار تھے خود غرض سے بیکار تھے بقول نیر حسین بیگ

محل پوش سے آشنا فی نیت نغمہ است آس و نان پڑا آشنا باقیست تاہست آس و نان پڑا آتھی
 بیٹے اپنی دولت کھوئی آبرو و دیوٹی کی نجات صاحب سلامت کرنے میں شرم پوشی کرتے ہیں جس فراموشی
 کرتے ہیں آتھی نا اگر کسی سے اسنے کچھ طلب کیا آونے پیر و آس سے درشت جواب دیا آخر کار یہ چار ہو بہت
 ولفگار ہو اٹھانہ کرے کسی کو کسی باکی عادت ہو جائے لاکھہ طرح کا اوہین ضرر ہو کر بے اوسکے چین آئے
 غرضکہ جو کچھ باقیانہ تھا اوسکو بچنے زر نقد کیا اب بہت احتیاط سے اوسکو صرف کرنے لگا لیکن جلدیور
 صحبت معشوقان عہدہ جو کی جو جو پڑ گئی تھی فلین اک بات لگ گئی تھی عادت طبیعت ثانی مشہور ہو پتر محبوب اور
 بقول مولف جسکو جو لپکا پڑا اوس سے کبھی چھٹتا نہیں پڑ گا نو میں قریمین قصبہ میں کہیں جا کر ہے پڑ
 بھر بھرا بن وہ طبیعت کا گیا اپنی نہ ہامی پڑ لکھنؤ سے سالما ہر چند ہم باہر رہے پڑ اوسکے واسطے یہ پھر کیا
 کہ تمام دن کھانکی تیاری میں دل بہلانا سر شام بغداد کے پل پر چانا مسافر نو وارد کو ہر اہل انصاف
 اوسکے ساتھ بسر کرنا خاصتہ اوسکو دم سحر کرنا اگر ہے گا ہے اوس سے پھر ملاقات ہوئی تو آہنی بننے نہ گفتگو کی بات پوچی
 جو اوسنے کچھ کہا تو بال گیا کہ میں نکو جاتا نہیں ہیچا تا نہیں سہ طرح پر ایام گذری کرتا تھا زندگی کے دن بھر تھا
 یہ جملہ اور سنیے خلیفہ ہر چند اہلکار ہوشیار متمیز در رکھتا تھا مگر جملہ طب و یا بس کا انتظام اپنی ذرت خاص سے متعلق
 بتاتا تھا اوسکے کی بات کم مانتا تھا اور یہ معمول تھا روز شنبو ہیبت بدل کے گلی کو چے کی گشت کو جانا یا غایا برابری
 کیفیت تحقیق کر کے پھر آتا ایک تاریخ بغداد کے پل کی بھی تھی حسب معمول تاجران موصل کا لباس ہرن کے
 جہاز غلام زبردست پل کے برابر پہنچا ابو الحسن تو اس تاک میں بیٹھا تھا اوٹھا قریب جا کے سلام کیا تراج
 پوچھ خیر مقدم کہا پھر باتیں کرتا ساتھ جلا اپنے مکان کے متصل آ کے بہت کہا اگر آجکی شب غریب خانہ میں قدم نہ
 فرمائیے ناں خشک تناول کر کے دو گڑھی دل ہلایے تو منت فراوان ہو اس بے سرو سامان کی
 گردن پر یا احسان ہو خلیفہ کی باتوں سے خوش ہوا تھا مگر چلنے کو اس انداز سے کہا کہ قبول کیا مکان پر پہنچا
 اسنے تو تمام دن مکان کی درستی فرش کی صفائی جھاڑنا اوس روز گلی جا باقرینے سے جمانے تھے خلیفہ کا
 دیوانہ دیکھنے کے بہت مخطوطہ ہوا سلیقہ شکار چھا اور کسی ناکو کھانا پکانے میں خوب دخل تھا باورچی رکابا
 لسیکو نسبت نہ تھی پروردگار نے اوسکے ہاتھ میں فراویا تھا غرضکہ مسند خلیفہ کوٹھا باغلام ہاتھ موٹے کا

سامان رو بر ولایا و ستار خود از غیب بچایا تا بگو فرستے سے چنا بلا و حضرت شیعہ بن نمکین امین لایا تو رمہ قلیکیاب
 اچار بر و امیر و نکاسا سامان مہیا کردی آپ رو بر و بیٹیا کھانے کھلائے لگا جو شہر ذائقہ و اربائی اپنے ہاتھ سے
 خلیفہ کے سامنے بڑھائی بخت کھلائی جب ہاتھ دسو چکے غلام عمدہ شستر لو زمین لوزات حلوانہ لایا تو ہم خوشک
 میوے تبدیل فراتھ کور و بر و لاسے پھر کچھ کھڑکلا سلاست اش انواع اقسام کی شربت کبیر ترند و لیر باد مہ پے بچنے
 ہوئے پلٹو زمین چنے ہوئے سامنے آئے و در باد و نا بنائے شرم و حجاب شروع ہوا ابو الحسن جام لبر نیر کے
 خلیفہ کو دیا پھر آپ پیا سیر طرح سے خلیفہ نے پیا لایا فی الجملہ جب کھوینے نوئے سرور ہوا ہر طرح کا ذکر ہوا
 خلیفہ نے اسکا ابتدا سے انتہا تک محل سب بوجھ ابو الحسن نے کم و کاست بیان کرویا خلیفہ اسکی باتوں سے
 لطف اٹھاتا تھا سلسلہ کلام قطع نہونے پاتا تھا اور کسی گفتگو میں بوجھ آتے تھو کوئی خواہش کسی باکی تمتا ہی
 ابو الحسن نے کہا اور تو کچھ نہیں مگر اس محلہ کا نوذن بہت مستاتا ہونے آزار روز بوجھاتا ہوا اور اسی جگہ ہاتھ
 چار شخص باور پد رازا و بر نما و اسکے او تاد بنے ہیں جو او سکو سکھاتے ہیں وہ عمل اوس سے نہ ہوتا ہوا اس سلسلہ
 کے حقیقین ہوتا ہوا سب نرے اوڑا تے ہیں ہر ایک کو ڈرتے و ہمکاتے ہیں اگر ایک دن کیوسطے ابتدا کی حکومت
 یہ ہاتھ آئے تو ولکی حسرت نکل جائے کسی کلخون نہ نظر کروں انچونکو نر او یکے شہر سے بدر کروں خلیفہ نے
 جواب دیا پروردگار رحم الراحمین ہو اور ہارون رشید فہمیدہ بہت متین ہوا کہ تھاری خوش سے مطلع ہو کچھ
 عجب نہیں کہ ایک و دن کیوسطے وہ سلطنت عنایت کرے یا حاکم شہر کرے ابو الحسن نے جواب دیا آپ عجب ہو و
 سمجھ کے ہنسی سے فرماتے ہیں امورات سلطنت کہیں پہنچتے آتے ہیں خلیفہ نے فرمایا معا و اللہ کسی
 حال پرخندہ زن ہونا بہت برا ہوا او سکون تو کرا ناطریقہ سفہا ہوا اور تمنے تو عجب چہرہ احسان کیا بے جانے بوجھ
 مہمان کیا شرط مہمانی بجالانے تحفہ شرب بہتر سے بہتر کھانے کھلائے اب نصف شب گذر گئی تم ہم ہی اکر و
 اور عجب و اجازت و کورہ عجب کچھ منزل کا سامنا ہوا ہم ہونگے قریہ و وہ زیر قدم ہونگے اور دلمین سوچا وہ ترس
 نکالیے کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ سے سر انجام ہوں اسکی خواہشیں تمام ہوں ابو الحسن نے جواب دیا بہت بہتر کرو
 آخر میں تمکو تم عجب و پلا و پھر سور ہو اور ایک شرط یہ ہے کہ دم سحر جب آپ آمادہ سفر ہوں تو دروازہ میرا بند کرنا
 کھلائے جو جانا زمین شربو گا میرا ضرر ہو گا یہ کہ کے ساغر شرب سے بھگے خلیفہ کو دیا وہ بی گیا پھر خلیفہ نے

کیلاس لہر نری کر کے دارو سے بیہوش ملائی ابو الحسن کو وہ مرکب شراب پلائی جسدم صلق سے اوتر می نیا و دنیا کی او سکون خیر نہی گر پڑا بیہوش ہوا جو کچھ یاد تھا فراموش ہوا ناگمان صبح کی جھلک نظر آئی شہزاد نے تقریر مسلسل کا سلسلہ توڑا قصد تمام چوڑا شہر یار بھرا اٹھا امور سلطنت میں مشغول ہا لگر گرفتہ خاطر طلول ہا بہر کیف دن تمام کے قریب شام دربار برخواست کیا محل میں آیا شہزاد کو یاد فرمایا پھر وہی جہر جا ہوا قصہ چھڑ گیا شہزاد نے عرض کی کہ خلیفہ نے جب ابو الحسن کو بے حس حرکت پایا غلام جو ہمراہ تھا او سکوبلا کے فرمایا اسکا پشتارہ بنا پیٹھ پر لگا اور اس گلی و مکان کو بغور دیکھ لے کہ کجا و پھر اسی جا یہ بار بروش پہنچانا ہو گا خبر دار بھول نجانا دھوکا کھنا یہ کلمہ سنایا وہاں شاہی کھڑک چل نکلا دروازہ عدا کھلا چھوڑ دیا بند نکلیا جسدم داخل ہو دولت ہو اخواجگاہ میں تشریف لایا خواجہ سرگائین اور سب علمہ چشم پر اہ تھا بتا کیا داونے کہا جسکو ہم اٹھا لائے ہیں ہماری شہنشاہی کی پوشاک او سکونہا کے خاص پلنگ پر سلانا جو جو حرکات میرے ساتھ ہوتے ہیں وہ سب ہمیں بجالانا خواجہ سرانانظر باری وار جتنے تھے اونے کہا خبر دار اسکو میرے طرز پر بیدار کرنا اور خلیفہ اسکو مچھنا سائے ایک شہنشین تھی او ہمیں خود جا بیٹھا کہا میں یہاں سے دیکھونکا اور جعفر وزیر کو بلا کے فرمایا کہ دم سحر ایک شخص لبا ہمار اپنے تخت پر بیٹھے کا تم سب بدستور احکام اسکے بجالانا و پلہ پشرفی جو کسیکودلائے تامل نکرنا حکم او سکا میر فرمان مطلق سمجھنا اور اس طرح جو جو اہل دربار مرجع کار ہیں سکو فہمائش کرنا جو شخص اسکا کہنا نہائے گایا تعمیل حکم میں دیر کر گیا وہ سزا سنگین پایگا عتاب میں آئیگا سبکو قرینے بتا کے ابو الحسن کو اپنے پلنگ لٹا کے سورا بار بار خرد متگذار جو جس عہدہ کا تھا ہر ایک اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جسدم نماز کا وقت آیا سحر نے اپنا روی و رخشان دکھایا سہر و خواجہ سہرا حسب عہد پاپہر میر سرکہ میں تر کر کے ابو الحسن کی لاک کے سامنے لایا پھر سو بھنے کے چھینکے خواب غفلت سے چونکا یا جا ہاتھا کہ کھنکار کے فرش پر تھوک دے خواص ملائی او گال دان لیکے بڑھی فرش پر گرے نہ دیا پھر اونے تکیہ پر سر رکھ لیا دیکھا تو مکان شاہانہ بجا فرش قائم و سجاد بصدآب و تاب بچھا ہر شمع مومی و کافوری روشن ہو تو باس غیرت گلشن بہر تہمت پر دون پر نگاہ جو گئی حیران ہوا جو کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا بیدار میں نظر پڑا دولت سراسی شاہی شہزاد سے سچی بھائی سبط حکام عہد سامان حسین عورت میں دست بستہ حاضر کچھ باب نشاط و بھارت و ہنسا ط ساز ملا

گمانے لگین چھیرین کی تانین اوڑنے لگین کسی کے ہاتھ میں سیلابی آفتاب کو بی دست پاک بین پاک لیکو اپنے
 کہا یہ ماجرا کیا ہو شکو جو اوس سو دگر سے گفتگو ہو می تھی اوی کا یہ تخیلا ہو آٹھین بند کر لین سرور آگے بڑھا عرض کیا
 امیر المؤمنین نماز کا وقت تنگ ہوتا ہوا آپ بیدار ہوں عبود کی عبادت کو تیار ہوں ابو الحسن نے دل سے کہا
 جو سو تیار وہ کسی کی بات سنتا نہیں تم سب کچھ دیکھتے سنتے ہو پروردگار نے رحم کیا سلطنت عنایت کی غورا
 اوٹھ بیٹھا جو جو لیتے ہوے دیکھا تھا اب مفصل بیٹھ کے دیکھنے لگا برسی پر گریہ تین گاتی ناچتی ہو می قریب آئین
 سلامی کی رسم بجلا تین مسرور قریب آیا سر خم کر کے عرض کیا امیر المؤمنین شکو حضرت شاید بخواب ہے ہے جو نما
 قضا ہوئی اب دربار کا وقت ہوا کہین سلطنت نظر بین تخت پر جلوہ گر ہو کے مہر ایچے آجرا کی گویا رکھے
 ابو الحسن نے مسرور سے کہا تو کس سے بات کرنا ہو امیر المؤمنین لکھو کہا حال کیا ہے تجکو دھوکا ہو کا جو اسے عرض کیا خداوند
 امیر المؤمنین خلیفہ رومی میں ہیں حضور مجکو آزماتے ہیں یا بہکاتے ہیں ایک حبشی بچہ کم سن سا شے کھڑا تھا اوس سے
 پوچھا میں کون ہوں وہ بولا اب ظل اللہ مالک تخت و تاج ہیں ابو شاہ زمانہ آج ہیں یہ سنکے کہا اسی محبوب
 بولنے سے تیرا منہ کالا ہو رنگ نرالا ہو اور قہقہہ لگا کے تکیہ پر گر کر پڑا خلیفہ بھی لوٹ گیا مغضب کیا پھر اوٹھ کے
 ایک سین تنکو قریب بلایا کہا میری اونگلی اس کے کاٹ میں دیکھو نہ سوتا ہوں یا جاگتا ہوں اوس نے بچہ ناز لہا
 سے دانت کے نیچے اونگلی کو دبا یا صدرہ جو ہوا ہاتھ پہنچ لیا کہا ای خالق یہ کیا سبب ہو کہ میں ابو شاہ ہو گیا
 پھر اوس سے پوچھا میں کون ہوں وہ بولی خیر ہوا اب امیر المؤمنین تخت نشین ہیں ہم سب لوٹدیان متکون
 میں جان شاربین یہ سنکے اوٹھنے کا غم کیا خواجہ سرائے ہاتھ مقام لیا حاضرین نے مہر کیا دعا دوسکا
 غل بلند ہوا مسرور نے پوشاک کی کشتی پیش کی خواجہ سراون نے کپڑے پہنا لے غرق دریا جو اہر کیا
 اوس کرے سے باہر کیا تخت کے نزدیک آیا ہاتھوں ہاتھ سبے اوپر بیٹھا یا تخت پر بیٹھتے ہی خوش ہوا
 چار طرف نظر کی وزیر امیر سپہ سالار بخشی وضع و شریف اہل دربار کو حاضر پایا وزیر اعظم بڑھا آداب تسلیم کیا
 یہ پھر بیٹھا شعر آتی تاجان باشد تو باشی ہ زمین و آسمان باشد تو باشی اب سمجھا کہ بیشک میں خلیفہ ہو گیا
 تنہا براتی شاہنشاہ حقیقی نے سلطنت عطا فرمائی وزیر اعظم نے عرضیاں پیش کیں پرچہ اخبار کا سنایا
 پھر شہر کا کو تو ال آیا آداب بجلا لیا اوس کو قریب بلا کے فرمایا فلاں محلے میں جاو ہا نکلی مسجد کے متوفون اور

کیلا س لبر نیر کے واروے بیوشی ملائی ابو الحسن کو وہ مرکب شراب بلائی جسم معلق سے اوتر می نیا و دنیا کی اوکو خبر نہی گر پڑا بیوش ہو جو چھپو پھوٹھا فراموش ہوا ناگمان، صمکی جھلک نظر آئی شہزاد نے تقریر سلسلہ کا سلسلہ توڑا قصہ تمام چھوٹا شہزاد کو یاد فرمایا اور سلطان سے مشغول رہا مگر رفتہ قاطر لول ہا بکریف دن تمام کے قریب شام دربار برخواست کیا محل میں آیا شہزاد کو یاد فرمایا پھر وہی جہر چاہا واقعہ چھپ گیا شہزاد نے عرض کی کہ خلیفہ نے جب ابو الحسن کو بے حسن حرکت پایا غلام جو ہمراہ تھا اوکو بلا کے فرمایا اسکا پشتارہ بنا پیچھے پڑھا اور اس گلی و مکان کو بغور دیکھ لے کہ تجا کو پھر اسی جا یہ بار بردوش پہونچانا ہو گا خبر دار بھول نجانا دھوکا کھانا بیگمہ سنا یوان شہی کطرف چل نکلا اور وزیر عدا کھلا جھوٹا دیا بن نکلیا جسم دخل پر دولت ہوا خواجگاہ میں تشریف لایا خواجہ سرگاسنین اور سب علمہ چشم پراہ تھا بتا کیدا ونسے کہا جسکو ہم اور مٹھالائے میں ہماری شہابی کی پوشاک اوکو پہنا کے خاص پلنگ پر سلانا جو جو حرکات میرے ساتھ ہوتے ہیں وہ سب ہمیں بجالانا خواجہ سرانظر بارسی دار جتنے تھے اونسے کہا خبر دار اسکو میرے طرز پر بیدار کرنا اور خلیفہ اسکو سمجھنا سانسے ایک شہنشین تھی اوسمیں خود جا بیٹھا کہا میں یہاں سے دیکھو نکا اور جعفر وزیر کو بلا کے فرمایا کہ وہم سحر ایک شہنش لیا ہمارے تخت پر بیٹھے گا تم سب بدستور احکام اسکے بجالانا اور پیلہ شرفی جو کسیکو دلائے تامل نکرا حکم اوسکا میرا فرمان اطع سمجھنا اور اسطرح جو جو اہل دربار مرجع کار میں سکو فہمائش کرنا جو شخص اسکا کہنا نہ مانے گا یا تعمیل حکم میں دیر کرے گا وہ سزا سنگین پانچا عتاب میں آئیگا سبکو قرینے بتا کے ابو الحسن کو اپنے پانگت سے لٹا کے سوراہا بار بار خدنگار جو جس عمدہ کا تھا ہر ایک اپنے اپنے کام میں مصروف ہوا جسم نماز کا وقت آیا سحر نے اپنا روی و رخشان دکھا یا مسرور خواجہ سرحب معمول اپنی چہر پر سرکہ میں تر کر کے ابو الحسن کی ناک کے سانسے لایا بھر و سوکھنے کے چھینکے خواب غفلت سے چونکا یا جا ہا تھا کہ کھنکار کے فرش پر تھوک سے خواص ملائی اوگا دلان لیکے بڑھی فرش پر گرے نہ دیا پھر اوسنے نگیہ پر سر رکھ لیا دیکھا تو مکان شاہانہ بنا کا فرش قلم و سجاد بصدآب و تاب بچھا ہر شمع مومی و کافوری روشن ہو جو باس غیرت گلشن بہر حقیقت پر دون پر نگاہ جو گئی حیران ہوا جو کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا بیدار میں نظر پڑا دولت سر اسی شاہی شہر آلا سے سچی بجائی سب طرح کا عمدہ سامان حسین عورتیں دست بستہ حاضر کچھہ باب نشا طافرحت و انبساط ساز ملا

گمانے لگین چھیرین کی تانیں اڑنے لگین کسی ہاتھ میں سیلابی آفتاب کوئی دست پاک میں پاک لیا جو ان
 کہا یہ ماجرا کیا ہو سکو جو اس سوگند سے گفتگو ہوئی تھی اوی کا یہ تخیلا ہوا سنگھین بند کر لیں سرور کے بڑھاؤ کا
 امیر المؤمنین نماز کا وقت تنگ ہوتا ہے آپ بیدار ہوں عبود کی عبادت کو تیار ہوں ابوالحسن نے دل سے کہا
 جو سو تیار وہ کسی کی بات سنتا نہیں تم سب کچھ دیکھتے سنتے ہو پروردگار نے رحم کیا سلطنت عنایت کی فورا
 اوشہ بٹھا جو جو لٹے ہوئے دیکھا تھا اب مفصل بیٹھ کے دیکھنے لگا پری پر کور تیر گاتی ناچتی ہوئی قریب آئیں
 سلامی کی رسم بجلا تین سرور قریب آیا سر خم کر کے عرض کیا امیر المؤمنین شہو حضرت شاید بنو اب ہے جو نا
 قضا ہوئی اب دربار کا وقت ہوا کہین سلطنت منتظر ہیں تخت پر جلوہ گر ہوئے پھر ایچے اجرا کی رو بار کئے
 ابوالحسن نے سرور سے کہا تو کس سے بات کرتا ہے امیر المؤمنین کس کو کہا حال کیا ہے تجکو دھوکا ہوا و شے عرض کیا خداوند
 امیر المؤمنین خلیفہ رومی میں ہیں حضور محکوم آرتا ہے میں یا بہا کاتے ہیں ایک حبشی بچہ کم سن سامنے کھڑا تھا اس سے
 پوچھا میں کون ہوں وہ بولا اب ظل اللہ مالک تخت و تاج ہیں بادشاہ زمانہ آج ہیں یہ سنکے کہا اسی جھوٹ
 بولنے سے تیرا منہ کالا ہر رنگ نرلا ہوا اور قہر لگا کے تکیہ پر گر پڑا خلیفہ بھی لوٹ گیا مگر ضبط کیا پھر اوشہ کے
 ایک سے تین کو قریب بلا یا کہا میری اونگلی اس کے کاٹ میں دیکھو ن سوتا ہوں یا جاگتا ہوں اوس نے چہ نہ نہ
 سے دانت کے نیچے اونگلی کو دیا یا صدر ہو ہوا ہاتھ کھینچ لیا کہا اور خالق یہ کیا سبب ہوا کہ میں بادشاہ ہو گیا
 پھر اوس سے پوچھا میں کون ہوں وہ بولی خیر اب امیر المؤمنین تخت نشین ہیں ہم سب لوڈیاں متکد آ
 ہیں جان نثار ہیں یہ سنکے اوشہ نے کا غم کیا خواجہ ہرانے ہاتھ مقام لیا حاضر بننے مجھ لیا دعا دلوں کا
 غل بلند ہوا سرور نے پوشاک کی کشتی پیش کی خواجہ ہراون نے کپڑے بنائے غرق دریا جو اہر کیا
 اوس کرے سے باہر کیا تخت کیے نزدیک آیا ہاتھوں ہاتھ سب نے اوپر بٹھایا تخت پر بیٹھتے ہی خوش ہوا
 چار طرف نظر کی وزیر امیر سپہ سالار بخشی وضع و شریف اہل دربار کو حاضر پایا وزیر اعظم بڑھا آداب تسلیم کیا
 پھر بڑھا شعر آئی تاجان باشد تو باشی ہر زمین و آسمان باشد تو باشی اب سمجھا کہ بیشک میں خلیفہ ہو گیا
 تنہا آئی شاہنشاہ حقیقی نے سلطنت عطا فرمائی وزیر اعظم نے عرضیاں پیش کیں پرچہ اخبار کا سنایا
 پھر شہر کا کو تو ال آیا آداب بجلا یا اس کو قریب بلا کے فرمایا فلاں محلے میں جاو ہا نکی مسجد کے مؤذن اور

پار شغل میں سیکے مشیر بر بلا مشیر ہرین موسیٰ کو تر سے اوٹھو اور چار سو ہون کو لگا کہ ارمان اوٹھو پھر چٹا کے تشریح کر
پیشتر سے اور نکا اخراج ہو اس حکم کی تعمیل آج ہو اور دروزون پر حکم جامی کہ انہیں سہ سے کوئی شہر کے اندر آنے
نپائے اور مادمی اونٹ کے گے نہ کر سہ جو اہل محلہ کو لیزا گیا بھولی شہت کر کے گا وہ ایسی ہی نہ پائیگا
ولت کے ساتھ خانج بد کیا جایگا تو آل نصرت ہو اور وزیر رضی مروض سے فرصت کر چکا اس اثنا میں کہ اول
پھر حاضر ہوا زمین کو بوسہ دینے عرض کیا قبلاً عالم پانچو نکو منرا سب حکم و گینئ شہر میں تشریح کیا پھر نکال آیا یہ حضور
محلہ کا حاضر ہوا ابو الحسن نے دیکھا اہل محلہ کے نام پانے بہت خوش ہو او کو تو آل سے کہا تو بہت مستعد ہو شہر ہر عمدہ
خدمت کا سترا دار و خلیفہ مخفی پہلی سب حرکات دیکھتا تھا اور ہنستا تھا پھر ابو الحسن نے وزیر اعظم سے کہا اسی محلہ میں جا
وہاں ابو الحسن کی مان ہی ہو تمام محلہ او سکو جانتا پچانتا ہو ہزار اشرفی او سکے پاس ہونچا وزیر نے فوراً تعمیل کی تھی
اشرفی کی غلام محمد کے ہاتھ بھجوا دی تھی تو اس بھید سے آگاہ تھی خلیفہ کو دعائیں دینے لگی غلام نے سرید لگے
وزیر کو دوسری اوس نے حضور میں پیش کی اور عرض کیا اسباب ہزار اشرفی کا توڑا ابو الحسن کی مان کو ہونچا پھنسنے لگا اب
ملک مالی پر چہ ہزار سب سے فرصت پائی و بار بیاست ہو امیر امر کی خدمت ہوئی نوبت آئی وزیر اعظم و مسرور
خواجہ سرا حاضر ہے او سوق ابو الحسن تخت سے اوٹھا و نوٹے ہاتھ پکڑا نیچے او تر آیا جس مکان سے آیا تھا
او دھر قدم بڑھا بارہ مین پانخانہ کی امتیاج ہوئی وزیر سے پوچھا تو اس نے دار و غہ کیرف دیکھا فوراً پھینکا
کار و زو د گھل گیا وہاں روشن بو باس مین جمن سنگ مرمر کا فرش ولایتی قالین کمین مچل کشافی سیر جانی
نیچے دار و غہ نے زلفبت کی آرام بانی ہیر علی کی بنائی خلیفہ سبکو پین کے پانخانے جانا تھا و برور کھی ابو الحسن پچا
نے اس چمک و دک کی خبر کبھی پائی تھی پاؤں تک نوبت آئی نہ تھی گھبرا کے ہاتھ مین اوٹھائی ستین
مین چھپائی خلیفہ تو بے ساختہ پہنے لگا وزیر اعظم و مسرور نے خوف سلطانی سے ضبط کیا اگر قور نے
کہا حضور کو پاؤن مین ہین کر پانخانے مین جاتے ہین آپ آستین مین کیون چھپاتے ہین ابو الحسن نے
شہزادہ ہو کے آستین سے نکالی پاؤن مین ڈالی پانخانے مین گیا جسد م باہر آیا مسرور رہر ہو کے نعمت خا
مین لایا وہاں دستار جوان اغذیہ لطیف سے چنا تھا ہزار طر علی نعمت غیر مترقب برابر ایک سے خوش رنگ
مزدہ دار بہتر ہو کو دیکھ کے حیران ہوتا تھا کبھی سلطنت کا یقین گاہ خواب کا گمان ہوتا تھا دل سے کہتا تھا

عجب ماجرا جس کا حکم کرتا ہوں فوراً ظہور میں آتی ہے خواب میں کیفیت تقدیر کو دکھاتی ہے گلاب سات
 حیرت میں لبت جید ساز اپنے ایکے اور چھیل گئے بجائے لگدین جرات خود من شک حور نشہ شباب میں حضرت
 کی حیرت میں لیے سلیقہ شعاری اپنی اپنی دکھائے لگدین ابو الحسن نے کہا ایک گس انی کرے چھہ پیر پاس
 بیٹھ کے باتیں کریں ناز و کوشش کی گھاتیں کریں القصہ چھہ کو فتنے باتیں جھاکے کھانے میں شہر کی کیا
 پھر افغانا نام پوچھا ایک نے مرگروں بتایا دوسری نے مرجان لب سنایا تیسری ممتاز نکل چوٹی شکر افغان
 نکلی پانچویں زہرت اجیوں چھٹی فرحت جان ساتویں جو مور چھیل ہلاتی تھی اوس سے پوچھا مصری اوس نے
 بتایا ابو الحسن نے ہر ایک کے نام کا لطیفہ سنایا جب ابو الحسن کھانا کھا چکا خواجہ سراؤں نے ہاتھ دھو لئے
 سیان سرور ہانے دوسرے مکان میں لائے وہ پہلے سے بہت سجا سجا یا نظر آیا وہاں خواہدین اور گائین
 پر سی پیکر مطلعت انتہا کی خوبصورت تھیں کچھ سوونکی قابین و پیر لائین کچھ گانے لگدین ابو الحسن نے انکو
 بھی پاس بٹھایا سو وہ کھلایا اسکے بعد سرور زینیرے مکان میں لایا و منگو بھی بہت سجا پایا سات خواہدین قتلعت
 نور کی نہورت جو ہر نگار پالو نہیں شہرت فالودے افشردے لیے ہوئے کھڑی تھیں اونٹن بھی ابوان
 نام پوچھا سب کا نام پوچھا اتلا کی باتیں کرتا رہا جب چوتھے مکان میں سرور لایا وہ سب بہتر و برتر جنت کا
 کھر نظر آیا فرش مکتف محبت پر سے طرحدار ہمیش لایا اب مقف و جدار چوٹی وہاں تھی کبھی دکھی نہنی سات
 طائفے کاتون کے سرتا پاناز نیا انداز وہ آفت جان ساز ملا کے گلے لگدین تانین اڈانے لگدین مظم

پھر وہاں راگ کا ہوا چچا	کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا	وہ غضب چھیر چھپاڑ سا زولی
خوش صدائیں جہ فی نواز زولی	ہر صد سے یہ صاف پیدا تھا	اور آئی ہے جرخ سے زہرا

سات خواہدین ہونے چاندی کی بھول دارینا کار شہر لو زمین کو ان طرحدار گوجھے سنو سے کباب
 فزون از حد حساب لیے کھڑی تھیں مسترونکے روبرو کہیں کٹر شراب عنفرانی کے گیللاس آس نابین کسجا
 صراحی بادہ پر نکالی سے لبریز بہت مند و تیز کردیا لیاں جو ہر نگار وضع کی زلیان کھڑی تھیں بیسیان بغا
 کی عادت تھی کہ شراب شہکو پوشیدہ پیتے تھے محران لنگے سوا کوئی اس حال سے آگاہ نہوتا چونکہ شام
 نہوتا شہر شرط سلیقہ ہر ایک اور میں عیب بھی کر نیکو مہر چاہیے پھر الغرض ایک خواہدین جہت میں

ماجوین تھی اوسکو قریب بلاس کے نام پوچھا اوسنے صدف وہاں کھولے کہا ساک مروارید ابوالحسن نے کہا بلکہ وہ نشید
 چم کہا تو اپنے دست گانام سے ایک عام جھکوپلا وہ فوراً ساغر لبریز آفت خیر و برولائی یہ پی گیا پھر اوسکو پلا یا پھر
 گزک کی تشریحی لیے تریک تھی اوس سے بھی نامہ یافت کیا کوکب صبح اوسنے بتایا ابوالحسن نے کہا تیرے جہرہ
 کی چمک آفتاب سے سوا ہوتا ہر تیرے سامنے کیا ہوا عرض ہر ایک کے ہاتھ سے ایک ایک عام لبالب پانچ
 میں آیا بادہ گلزنگے نشہ جھکا یا پھر غلیظہ کے اشاریے سلک مروارید نے گیلاس حج راہوشی کو اوس میں پلا یا ابوالحسن
 سامنے لائی کہا امی شہریار نہ دیکھتے تیرے نامہ تیرا سلو نوش فرمائیے مجھ سے انکھ لائیے ہا ساغر سوشن بلا یا پھر
 بانسلی کو ہاتھ میں وٹھانٹہ سے لگا یا ایسی بجانی اور کائی کہ کھیا کی یاد سبکے دل سے بھلائی ابوالحسن ہو مجھ ہو گیا
 تعریف کو منہ کھلا ہا انکھ بند ہو گئی سو گیا اور شرق کی ست سے خواجہ خزان دست نیچے ہاتھ افشان کے لیکر
 بخیاں سیاہی مغرب سبزہ زار فلک آواز و شب بیک بھاگ روشنی کا سامان ہوا صبح کا جلوہ نمایاں ہوا شہر اوس
 یہ ہلکے دیکھ کے متاع تفریح کو مروج ذہن میں نہان کر کے لہو نہر مہر خوشی لگائی تفریح سلسل کی صورت نظر آئی شہر بار پوتا
 پانکے اٹھ کے بیت اسطنت کی طرف روانا ہوا اور یہ سمجھا آج کے دن میں کا پھر بچ جانا ہوا تہا ہلکا اور
 بجالا کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہوا اوشا کا لہجہ کا شگفتہ ہونا شام پر موقوف ہوا انکان روشنی میں خیل
 تیرگی کا جہان میں عمل ہوا شہر بار بول شا و مجلس امین آیا شہر اوس کو یاد فرمایا قصہ چھڑا اوس نے عرض کیا خلیفہ مارون رشید بادشاہ
 ابوالحسن کو خود غلط دیکھ کے قریب آیا تاسا ہی اوٹا ہی کے ہم سے اوترو آیا اوسکے کپڑے پنا کے اوسے خلیفہ
 کو حکم دیا کہ اسکا پشاپنا کے لیا اسکے دیوانخانہ میں ہونچا ہاں سکو لٹا دینا اور دروازہ کھلا چھڑکے چلا آیا حکایت کے
 سامنے بان پینا نا غلام حرم بنان ابوالحسن کو لاد کے لیکر آیا دیوانخانہ میں اوسکے چھوٹے پسر کے پسر کے پسر کا
 حال سنایا ابوالحسن تمام بات بیوقوف اراہو ہم ہوننا کھلی خواب غفلت سے انکھ لگئی اپنا گھر دیکھ کر شہر ہوا ابوالحسن اسون کے
 نام کو یاد تھے چارے لگا لگا تک مروارید کوکب صبح تم کہاں ہو میرے پاس آؤ نیر سے جگا و تھی امیر اوسکے نام لیکر
 عصہ میں آئے آوز دینے لگا یہ شور مٹل سکے اوسکی بان میں آئی کہا امی فرزند دلبن آج کیا ہو خلافت عادت تو با میں
 کرتا ہو حکام کے خوف سے نہیں ڈرتا ابوالحسن نے بیچم غصہ سکی طرف دیکھ کے کہا امی نیکیت عورت تو سکوا اپنا فرزند
 کستی جو کون ہو تو کہاں رہتی ہو وہ بولی امی بارہ جگر نور نظر یہ کیا گل چھو لٹا تو لکین میں جھکوپلا ابوالحسن نے کہا امی معلوم

تو ایسی ستاخ ہو گئی تین ایسے مومنین بادشاہ عصرون مجکوا پنا بیٹا کہنے لگی تو وہ بولی امی خدا ایک کلمہ جو منہ سے نکلا ہے نہ کہنا اگر
اولیٰ بنی اسرائیل کا دیوانہ سمجھ کے پکڑ لیا گیا ابو الحسن نے جو ابدیہ کہہ کر نیرال سے ہوش حواس سب بجا میں تو نہ زبان بکتی ہوتی
منہ نکلتی ہو آؤ منہ کما ارجت جگر تو خوب غور سے دیکھ کر یہ خلیفہ کا محل ہوا تاہم اگر تو زمین پیدا ہوا اسی حکم جو ان ہوا آج یہ کیا
بیان ہوا بارے ابو الحسن نے انکھ کھول کے بغور چار طرف خوب دیکھا پھر جو وہ لہرائی انکھ بند کر لی کہا او بڑھیا تو جو بہا کے
یہاں چلی آئی ہوتی تھی قضا کسان کسان لائی ہو کر تین خلیفہ وقت مکران ہوں شاہ شاہان ہوں تو یہ چار ہی بہت گھبرائی کہا
ظالم تو نے ہمارے محلے کے بوڈوں کو اسکے فریقو نکالنا حال سنا میں کل حسب ان خلیفہ دوران پانچویں تیرہویں شہ بددیکھے گئے آج تک
تو اسکو حکم کے خوف سے ڈرا یاد سمجھ میں آیا اسکے خیال کا یہ مقدمہ گواہ ہو گا در پیش فریاد ہو گا ابو الحسن نے قصہ جو اپنی ماں سے سنا
کل کا حکم دینا یاد کیا کہا امی نیرال خیرال کہ یہی شہنشاہ سیر المومنین ہو میں مانو ذکی شہید و نذر مراد نذر مراد کی تہذیب فقط سیر
حکم سے ہوئی ہو اور کسی نہیں کی ہو وہ سمجھی کہ اسکے دماغ میں خلل ہو گیا اور کہا بیٹا یہ خطاب خاص خلیفہ ہارون رشید کا ہے جسکے ہم تمام
خلق خدا مطیع فرمان بردار ہیں یہ باتیں بیکار ہیں آؤ نص اور نعمت کی غیب پروری دیکھ کل تو لڑنا لڑنا شرفی کا اپنے ظلم کے
ہاتھ مجکوا حشر فرمایا ہوا آج تو نے یہ بھیر چایا یہ یہ کلہ شکے ابو الحسن کو یقین کامل ہوا کہ میں بادشاہ بغداد ہوں جو ہر فریر سے
حکم کر کے یلنے یہ تو لڑا شرفی کا بھی تھا کہا امی مکارا بھکوں نرزی سخت دینا ضرور ہوا تجھے اتنا بڑا قصو ہوا مجکوا پنا بیٹا بنایا
سیری سطوت و سلطنت کا خوف نہ آیا یہ کہے ماکو خوب مارا وہ چاری غل بجانے لگی اہل محکمہ کو بچانے کے لیے بلا
لگی تو غوغا سنکے دو چار شخص اسکے گھر میں آئے ابو الحسن کا ہاتھ پکڑ کے کہا امی ناسعا و مند کوئی باجی بھی ایسی جا حرکت
نہیں کرتا ہوا تو قوم شریف ہے کہ ماکے خون میں ہاتھ نہ ہوتا ہوا وہ اونسے بھی بیہودہ مکنے لگا شخص و سکا نہ مکنے لگا اللہ تعالیٰ کو
یقین ہوا کہ یہ مجنون ہوا اس او مجنابوں ہوتا ہوا پھر بالاطھی یا بڑھٹھے تو کوئی دیوانہ کیا کرے باہم شہور کے تختہ دار کو
اجال سے مطلع کیا وہ جو اسکے گھر میں آیا تصدیقہ چاری کو لو لو مان پایا اور وہ نے نشکین بند ہوا کے پانچویں کر سیا
گلے میں طوق ہاتھ نہیں تھکر ٹی ال کے سیر کیا اور چاس کوڑے روز مار کے پوچھتا کہ تو کون ہو جب اسکا حال نہ ہوا
تمام جسم کوڑوں سے فگار ہوا کہنے لگا خوش بخت گردش ایام سخت سے ناحق کوڑے کھائے تیری کہلائے زمین
ابو الحسن تلخ زبان ہوا وہ عورت سیری مان ہوا میر المومنین خلیفہ ہارون رشید ہو میں اسکا خانہ زاد ہوں تھا خانہ
سبھا اب ہو ہوش آیا حواس درست ہوے بیہودہ مکنے کی سزا پائی سارا بدن داغدار ہو چکے گھر فگار ہوا تھا خانہ دار کو

اسکے حال پر نہیں ہوا اسکی جاننے کما تیرا عمامہ دروازہ کھلا چھوڑ گیا شیطان نے اُسے کجاوہ خراب کیا تیرا جگایا کیسا جب آؤسین
 حصول گفتگو کرنے لگا اسکی جاننے تنہا در کی سنت کہ کہتے تیرے سے چھڑا لگھڑ میں لائی مرہم ٹپی ہوئی دس پندرہ دن میں تم
 خشاک کے کھڑے کھڑے نہایا کپڑے بدل کے باہر اور مثل شہر ہر کہ علت و در ہوئی ہر عاقبت سے بشر کی طبیعت مجبور ہوئی ہر چیز
 وہ روز نیاسا فرلانے لگا تھخہ کھانے کھلا شراب پلانے لگا اپنا دل بدلانے لگا اور وہ مہینہ بچہ تمام ہوا غرہ کو برستو سر نہ
 کی تلاش میں بھاڑا چون گیا تضامی کا خلیفہ ہارون رشیدی برستو وصلی سو ڈالنا ہوا وہاں ہو چکا ابو الحسن نے دیکھا ہوا ناکہ
 وہی وہ اگر جب کبھی بدولت و مقدر فلت و خواری ہوئی گیا کیا خرابی ہماری ہوئی تعلقہ کیرٹ سے منہ پھیرنے و حلے کجا بونٹھنے
 اور لہر میں گئے لگا گویا پوشیدہ ہوا تعلقہ کہ اسکی تلاش کی پھر علم میں لہا یہ تیرے کچھ کیفیت اوٹھانے کیا اسکو دیکھا
 نزدیک آیا سلام علیک کی اوس نوجوان یا تھپی کیر عیاج صورت دیکھنے لگا تعلقہ نے کہا تم نے ہاؤ میں ہوا کیا ایک منہ کا
 عرصہ ہوا کہ تم نے اپنے گھر میں لہا کے تھخہ تھخہ کھانے کھلانے ہمیں بہتہ لطف اوٹھانے ابو الحسن شن ہو کہ بولنا
 میان اپنی اہ لوجان نہ چجان بٹھے صمان تہ تعلقہ بھجا اسکو ایاز ہو چکی کنا لگتا ہو چہ مٹی گوارا کر اہ لوجانہ اسکے
 گلے سے لپٹ گیا کہا مجکو اپنا دوست صادق سمجھو اگر تلو کوئی نوج ہو چکا ہر بیان کرہ اسکی جو عیاج است و ونگا جہاں بھاری
 شرکت کرونگا ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم سے آرام کی توقع نہیں میں تمہاری بدولت ممنون ہوا زار و زبول ہوا تا زیا نے کہا
 زندان میں بند رہا فاقہ کے لطف اوٹھانے خدا کی واسطے میرے پاس چلے جاؤ پھر اپنی صورت نہ دکھاؤ تلو بھجا دیا تھا کہ
 دروازہ کھلا چھوڑنا جاننا تھجو آفت میں نہ بھنسا نا تم و م سحر او سکا بند کرنا بھول گئے شیطان آیا مجکو عجیب غریب
 خواب پریشان دکھایا تیرے دل میں گجان آیا کہ میں بادشاہ وقت ہوں اس حال میں خدا جا کیا کیا سنتے کہا اہل سلسلہ
 مجکو کپڑے لیکے قید میں بھنسا یا کوڑے لگائے دن بچو کہ پیا سے ہم قید رہے ضعیفہ مان ہوا دس جیاری کو مان
 خدا خدا کا گنگار ہوا سو اسرار ہوا تعلقہ اسکے حال و حال سے مطلع تھا اسکی بھولی باتوں پر بیسانہ ہر شیخ ابو الحسن نے کہا
 اشخاص میں تکیہ و معمول سمجھا تھا کہ میرا حال تنگے شرمانے گا اپنی خطا کا مقرر ہوگا محبوب ہو کے غدر کر گیا کہ قہر تہ
 لگائے گا اور مجکو جلانے گا اگر یقین نہ ہو میرا جہنم شکار کے دیکھ لے غور جو کیا تمام بد عین کوڑے نکلے داغ فطرت نے چھوڑ
 گلے سے لگایا تسکین کی کہا بخدا مجکو اتہا کا لال ہوا تیری حالت پر تانت کمال ہوا لیکن گذشتہ راصلوۃ تم چہ
 اپنے گھر میں سری دعوت کرو عدہ کرتا ہوں اب دروازہ کھلا نہ چھوڑ جاؤن گا اسکا لطف دکھاؤنگا ہر خدا ابو الحسن

عد کیا تھا کہ کسی کو دوسری بار اپنے گھر میں لیا اور نکاح اس نیت و رسوائی کو دل سے نہ جلاؤ گا لیکن خلیفہ کی بات نہیں آگیا
 و ہم مل گیا کھڑے کھینچنے کے سوا کوئی بات بنائی ترم سے گردن جب کالی خلیفہ کو اپنے ہمراہ لیکے، روانہ ہوا راہ میں بدستور
 اختلاف کرتا ہوا مکان پر پہنچا کھا تا بہت تکلیف سے خلیفہ کے، و بر و جتا باہم دونوں کھا یا اب دوسرا دستار خوانی سے
 ہوشیاری اسکی ماننے لاکے بچیا یا بیویوں کی شتریان گزرک کا سامان شراب نفیس بہت عمدہ کنز و نمین لاکے رکھ دی و وہاں
 گلزار نے غلش اغیار دور کی فی العجب جو سرور ہوا حجاب بالکل دور ہوا خلیفہ نے پوچھا کلو کس چیز پر بہت رغبت ہوئی اس نے
 کہا دو ستون کی صحبت کے سوا کسی شے کو چاہتا نہیں ہے عجمیت خدا سے کسی طرح کی تمنا نہیں اور جو کچھ ہو وہ خواہ بکا ہو جو خیال ہو اسکے
 نہوشیا اللہ تعالیٰ ہے وہی سلطنت کا سامان خواب پریشان میں جو دیکھا تھا ایک حور و شہ بانسلی بچا کے گالی تھی جان بوجہ
 آئی تھی سی گفتگو میں نشہ کا وہ نور ہوا خوب منو ہوا خلیفہ نے گلاس میں بیوشی ملا کہا جام اخیر ہوا و معنی شوقہ کے تصور میں
 بیجا ابو الحسن بہت خوش ہوا وہ ساعت فریضہ بیوشی آمیز پے گیا خوراک تھاپا و ن لاکر آنے لگے کہ ٹپڑا گویا جی گیا خلیفہ نے
 جسمہ او کو خود غلط پایا غلام سے فرمایا اسی دن کہ طور پر اسکا پتلا رہنا ہمارے علمین نچا و جہ درشاہ ابو الحسن کو چاہے میں لپیٹ
 محل میں لگیا خلیفہ کے پنگ بلیٹا دیا اور سکو سجایا کہ خلیفہ کی شب زوالی کی پوشاک پینا کے سلانا نام سحر جو قرینہ خلیفہ کا
 اسی طرح پیش آنا اور خلیفہ دوسرے مکان میں شریف لگیا سوراہا نام سے پہلے سیدار ہوا اسی شہ نشین میں جہان سے
 پہلے ابو الحسن کل تاشا و کیا تھا ایشیا اور میان با و سب گاہی کی فرحت نے ابو الحسن کو چو نکایا آنکھ جو کھوٹی سونے کا اوگالہ
 وہی ساز و سا ان جا بجا نظر آسانات ملانے گانہ کے ساز ملا کے الباسجیر وین لالت گانے لگے اور نوبتی نو بہت
 شنائی بجائے لگے ابو الحسن سخت حیران ہوا و کہیں کہا پھر بار کھانے کا سامان ہوا وہی خود میں ہی خواہر امین
 آج پھر وہی خواب پریشان نظر آتا ہوا دولت و خواری کا سامان نظر آتا ہوا وہ جہان دشمن جان عدہ کر کے دروازہ کھلا
 گیا و رات سے منہ تو لگیا پھر اسی آنکھیں ہنکے کے سوچا تو اسی طرح چپکا پڑا پھر دوپہر کے بعد شیطان جبک مارا کہلاتا
 جبکہ آواز پوچھا لگیا لیکن وہ جو ہوا ہمام میں تھے مشغول اسی کام میں تھے انھوں نے چپکے سے دیاراحت جان خواہ کانا
 تھا وہ پاس کے بیٹھی کہا ایسے لو نہیں یہ وقت آرام کا ہے یاد رہے انصرام کا ہوا جو ٹیکے روز روشن پہلچا تا ابو الحسن نے
 آواز پوچھی کہا او شیطان میرے نزدیک سے دور ہو تو مجھ کو اور کے شبہ میں میرے لو نہیں کہتی ہر چہ زمین ہی ہوا
 جواب دیا اب حقیقت میں ایسے لو نہیں عالم دے زمین میں خطاب خاص آکا ہوا ابی انھیں بھی طرح سے کھلیے نظر

دیکھے پتھک چپ ولے جانا ہے گا ابوالحسن آنکھیں کھولیں خواصین گرو و پیش کی بولیں اسنے سکو بچا ناتو یا وہ وڈا کھنڈرا
خیر کرے برسا مان نظر آتا ہرچی گھبرتا ہر شاہ پر شہ نصیب ہوا آیا اوٹھا یکا زمانہ قریب ہوا پھر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا خلیفہ
ہنسی آئی کو ضبط کیا پھر راحت جان قریب آتی عرض کی حضور: ناصیح کا وقت ہاتھ سے جانا ہوتو زیاریر اور جتنے فرمان پڑھیں
سب کا دم کھیرتا ہوتو خود جو ہمیں آگے آئیں ابوالحسن کی بولوں میں ہاتھ ٹیکے اوٹھا یا بارہ درمی میں سند غرق پر بٹھا یا کالج گانا
شروع ہوا ہنگامہ پانچ اپو اسن سوچا کہ میں ابیر بولوں میں بادشاہ روی زمین ہوں چاہتا تھا کسی سے بات کرے لیکن گانے بجانے کے
شور و غلے کسی کے کان تک نہ پہنچا تھی گو کب صبح اسکے سامنے ناچتی گاتی تھی اشارہ سے اسے قریب بلا لیا کہا سچ کہہ لیا نام
دیو دی برابرو میں آپ نام پر برہنچان ہر شاہ سے ہر گمان میں آیا کونباتے ہیں تو ہتھ بھولے جاتے ہیں اگر فرمائیے جو جو آپ
کا دم ہے جیسے حکم دیے سب عرض کریں میں ہا میں کو تو ال سے اس محلہ کے مؤذن کو مع چاراد اسکے شیر و فکولابا تاخیر نہ ادا لے شہر
نکلو یا اشرفی کا تو زور پر کے ہاتھ ابوالحسن کی مانگو جو آیا وہ وہ کھانے و ستار خوان پر تو بخان فرماتے غریب ناری سے ہکو پاس بٹھا کے
کھولے پھر تبارے ہاتھ سے گلاس ادا نہ کیے پئے آخر کار پلنگت اسراحت فرمائی تمام شباب راحت میں بسر ہوئی تو بہت آئی کہ
ہوئی اور خواصین کچھ خواجہ ہرا ان لوگوں کی امید کرنے لگے ابوالحسن کی باتیں سنکے کہنے لگا کہ تم حسب میں جو جھوٹ ہوگا کر فریست
ہم تن و رہ ہوتلا عتہ ہو کہ جھوٹے ضرور ہوتو تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان مطالقہ ہب پر نقش و نگار کا نوٹکے دیکھنے کی عوض میں قید خانہ دیکھا
تمہاری اطاعت کی بدولت بگشتہ زمانہ دیکھا آئیں گانا سنا یا فلک نے گالیان سنوا میں فقر کی طلائی اسباب کے بلے آئی ہیں
پاؤ میں آئیں لاکھ جنکو دیکھ کے داغ سیاہ پیٹھ میں پڑے اہل محلہ بگاہ نہ ہو کے لڑے گو کب صبح نے چاک کے عرض کی
دور زغال خواب خیال کا ذکر زبان پڑ لایے ایسے یہ کلے منے سے فرمائیے پھر یہ سوچنے لگا کہ اوقیع ہونے کو اور مار کھانے کو
جسکے زخم و نشان آج تک ہرے ہیں درد کے سلمان دلین بھرے ہیں خواب سمجھوں یا اس حال کو جو پیش نظر ہو خیال
جانوں دو لو میں کسکو جھوٹ سمجھوں کسے سچ مانوں پھر ایک خواص کو پاس بلا کے کہا میرے کا کلی اودا نہ سے کاٹ دیکھوں
جاگتا ہوں یا سوتا ہوں درد سے کچھ سمجھیں ہوتا ہوں اوس نے خوب زور سے گانا ابوالحسن درد سے چلا یا بہت غل جابایا
دفعہ گاننیں خواصین سب تلکے گانے لگیں تاج کے غل جبانے لگیں ابوالحسن نے جو یہ سامان دیکھا کپڑے گلے سے اودا کر
پھینکا مئے نہ پاجیارہ پئے اودا شہر کا کئے نا پختے گانے لگا تا لیاں بجانے لگا خلیفہ نے جو یہ رنگ دیکھا شہرے میں کا
دشمنک دیکھا ضبط نہ ہو کا ہنٹے ہنٹے لٹنے لگا فرمایا ابوالحسن غاموش قریب ہر کہ میں ہر بخش ہو جانوں اودا حضرت

زمین فلک چارین بر چہ چہ جامع کا وقت نسیم سحر کی ٹھنڈی ہو اور کاشا میا نہ سطر زنگاری بر کین چہ عملیگانا بیانا ہنس قیصر مجاہد سے شہزاد
 جو علی اوہ و انتہ سے مسقت نیل کے عساف پایا سو جلی کر کا جلوہ نظر آیا تیر کجے چپٹی کی کہانی آمد شام پر دھندھی شہر اتر فری اسوار ہوا منتظر
 ہوئی بر نظر شکار ہوا شہزاد کا باپ تیغ بکف منتظر فغان تھا اماں کا کنگن تھا شہر بار مسکرتا جو برآہ ہوا اسکو تسکین ہوئی کہ آج پھر جان
 بچے بات ذہن نشین ہوئی گھر میں لکے پوشاک بدلی دربار کی تیری ہوئی اس صدمین و غل بادشاہ کی سواری ہوئی اللہ شمس ابو الحسن کی
 حرکات پر زندہ دندان لکیا بوجا شوئی روسیما ہی کلہ رنجام سیا کیا شہر بار بقرہ حملہ میں داخل ہوا شہزاد کا مصلحت حاصل اعراض کی ابو الحسن نے
 خلیفہ کی آواز چانی پھر کر لکھا کہا سبحان اللہ حضور خوب موصول کے سوا کہہ سکے آئے مجھکو تیرے دن و کھانے لگے آج ہی وہی حرکتوں پر
 شرمایا نہیں عرب سلطانی مطلق آیا نہیں غرض کہ پہلے تو وہ ہمیش و عشرت کے سامان دکھائے جہان کی نعمتیں کھلائیں
 کھاتے میں یہ خار ہوا کہ مار پڑی میری ان پرنا تین خلیفہ نے فرمایا ابو الحسن تو سچ کہتا ہے تیری لیز اوٹھانے کا مجھکو رنج ہوا
 انشاء اللہ تعالیٰ او سکا عوض کرونگا ایسا دوں گا کہ تو وہ رنج و ملال بھول جائیگا بہت بخت پائیگا پھر سرور سے لباس
 تکلف کا رنگایا او سے پہنایا ابو الحسن نے عرض کی میری تمنا یہ ہے کہ ہر وقت حضور میں حاضر رہوں ایک دم جدا نہوں خلیفہ نے
 اوسیدیم بلا قید آنکلی اجازت دی مکان پہننے کو مقرر کر دیا ہزار اشرفی کا توڑا رحمت فرما کے دربار میں رونق افروز ہوا
 ابو الحسن اپنے مکان پر پا کے پاس آیا مفصل حال سنایا اب ابو الحسن مقرب بادشاہ کا ہوا ایک نوز خلیفہ زبیدہ خاتون کے
 سامنے لایا ابتداء سے انتہا تک اسکا قصہ سنایا زبیدہ خاتون یہ ماجرا سنے نہایت خوش ہوئی نقد و جنس اپنے پاس سے
 عنایت کیا میان بی بی دونو کا موہر حم ہو ا وہاں بھی بے تکلف جانے لگا نہرت الارواح زبیدہ خاتون کی لڑکی
 تھی خاتون او کو پیار کرتی تھی بڑا غرور دار کرتی تھی نور کی صحبت ابو الحسن کی آنکھ او سپر پڑی طرفین سے طبیعت لڑکی سے
 مقدمہ تو کبھی چھپانے سے انخانہ میں ہوا ہر سب سے سنا ہو گا کہ امین کیا کیا نہیں ہوا ہر زبیدہ خاتون کو یہ بات معلوم ہوئی
 تمام عملین و جنوم ہوئی انھوں نے خلیفہ سے کہا کہ ان دونوں کی طبیعت کو لگاؤ ہر الفت کا دونوں گھاؤ ہی اگر انکی صلح ہو تو آپکا
 نکاح کرو خلیفہ نے سنے فرمایا یہ تو تمہیں میرے دل کی بات پہننی ابو الحسن سے وعدہ کیا تھا کہ تجکو ایک نوجو بیوی
 دوں گا یہ وعدہ وفا ہو گا ان دونوں سے بڑا مزہ ہو گا جیسا خلیفہ ابو الحسن سے محبت کھنچا اوس سے زیادہ نہرت الارواح زبیدہ
 خاتون کو عزیز تھی گویا سبب ظاہر نہ تھی القصد بہت دھوم و دھام سے دونوں کی شادی ہوئی عانہ آبادی ہوئی نقد
 جنس لوجو بہر بہت کچھ رحمت ہوا وہ جو خلیفہ نے مکان پہننے کو دیا تھا یہاں شام و سحر ٹٹے لطف کے اوقات بسر کرنے لگا

رو تو دو جوان خوش پوش خوش نواک صاحب جو دو ہفتے بڑی جھک واکے خوش لباس رہنے کے تہ خانہ
 میں کھڑا ہوا لطف سے اکاٹورہ تاج پر بارہ گلزار لگا کر رہتا ہوا جو حسن کی جو ملاقات کو اتنا اوسکو کھلاتا پلاتا دم چھت بی
 لیاقت کیسا دوسرا اوس سلوک کرنا چند سے ہی لیں ہزار ہوں کا رہے عیش و عشرت سے ہر گنا رہے ایک روز وہ ملازم کی
 تحمل میں تو شکایت باور چنانچہ تمام حساب تیار کر کے لایا صحیح خرچ جو دیکھا بہت گھبرایا لاکھوں روپیہ نیت خلیفہ زور دیا
 نقد خوش ہونے والا تو کچھ نہیں دیا تھا یہ قبضہ ہونا کو دیکھ کر افسوس ہوا وہ اپنے فتنہ نگار برقع کی فضول فرجی میں گل چولا
 اندیشہ قریب سے نسبت بیکار ہونے کی گھڑا کر کے بیکار ہونے کی شکایت سے اوقات گزرنے لگی آخر کار مجبوراً چار بیان لی بی نے
 باہر شہر کے پیمانہ کی اہل اس میں لگا کر اوسکو خلیفہ اور زبیدہ خاتون نے اس قدر مال زر بہا ہوا جو اب دیا تھا اگر سلیقہ سے کھاتے
 قریب سے اوشھا سے ہم کیا ہماری اولاد محتاج نہ ہوتی یہ تشویش آج نوبی غیرت سوال کی مقضی نہیں کہ کبھی کوئی شخص سے
 طلب کی نہیں تھی اب بہت گوار ہوتی ہر خفت بیکار ہوتی ہو لیکن ایک علیہ میں سوچا ہوں قہم ہی میری شرکت کرو
 کہ میں بوقت کرو تو کام نکل آئے فلسفی تکلیف دور ہو جائے وہ بولی میں حاضر ہوں جو کام میرے کرنا ہوا گا اوس میں ہمارا نہیں
 ذلت و خواری کا ہوا گا وہ گوارا نہیں اوس میں نے کہا وہ پتہ ہر کہ تم تم جہا میں ایسا دم چرائیں یہ سنتے ہی اللہ رب
 بولی وہ واہ در گور میرے دشمن میں آجکے شوق ہو یہ نہ کر کرین بیٹے ابھی دنیا کو دیکھا بھالا نہیں کچھ پیکھا یا نہیں خاتون کی
 سلامتی میں کسی کا جنازہ تک نظر آیا نہیں تم اگر مر جاؤ تو بجا ہر ساری دنیا کو تنہے چاٹا ہو اوس میں نے جو اب دیا آخر عورت
 موت کے نام سے ڈکنیں گویا حج حج گنہیں اوس بوقوت یزنا میں نسبت کسایش سے کرنا ہر دیکھ کر کے روپے سے
 بھرا ہوتی بہت بولی اسی ہر تو میں موجود ہوں لیکن پہلے اوسکی حقیقت مجھ کو مفصل سناؤ اوس میں نے کہا میں نے کچھ اور پوچھا
 مرنے کی طرح ہاتھ پاؤں بھیلانگا تو مجھ کو کھانا کے دلانی میں قبلہ کی طرف کرنا پڑے میری بندھی ہوئی سر کے پاس حرننا
 کوڑے کھڑے میں کور کچھ دور رکھنا پھر گر پان چاک اور سر پر چاک ڈال کے روتی بیٹی زبیدہ خاتون کے سامنے جانا
 میرے بیٹی خبر سنانا جیتم وہاں سے پھر کے آؤ گی اور نقد و ضمیر لاؤ گی تو میں اوشھہ بیٹھو ٹھکانا اور تمہاری لہی لہی بنا کے
 خلیفہ کے سامنے گر پان لان جاؤنگا بہت کچھ یاد پوچھا یہ موت تو میں نہ نکالی ہر اگر تمہارا ہونے سے ہر چہانی ہر سوچو
 اس مقام کے سامان سے خاتون کے روبرو جو جاؤ گی وہ مسترح و افسوس کر کے ایسا کچھ لہی لہی پوچھا اوس میں نے کہا
 ہم تم کو خوب کھائینگے کھائینگے زینت کے لطف کو بیٹھ کر اوشھہ بیٹھنے نہ بہت رہی ہوئی اوس میں نے کہا بیٹھنا

چادر گوش کنش لہٹا کرے کورے کھڑے بر کی ہی تہین کا نور و کفن عطر کلاب تموڑی ہوئی بس ہٹا کر و پیش کلمے لیے
 نہ بہت ناگوشے بازہ کے چھاتی پہ ہاتھ کھدے بس سامان نعش کے قریب درست کرنا گریبان بھارا صورت کو بگاڑا
 بانو کو پیشان کیا ماتم کا سامان کیا نقل کی آہ لی ہر قدم پر پور مجا بجا جان ٹھہری آہ کی صغبنی فاضل اصین تمین پاشتنہ خور کا
 پال دیکھ کے روتی پتی ہر اہ سبک لب بزناہ وآہ زبیدہ خاتون کے حضور میں حاضر ہوئی خاتون بہت کو مجرتہ بہا کر گئی تھی
 اسکی کیفیت زبیدہ کا دل مقرر کرتی تھی حال پوچھا اسکو رونے سے باکی ملت کمان تھی اور جو خوبصورت ہواہ تمین سے تھی
 خداوند نعمت ابو الحسن مگر کیا اسکا حال ارہ ہوا سکے غم و ماتم میں ہو گوار ہر زبیدہ خاتون اسکو سچے لگی کہ بشر کو موت چارہ نہیں
 انہروی میں کسیکا اجارہ نہیں لیکن بسبب ظہر تیری فضول خرمی نے اسکو مارا ہر وہ بیچارہ کانسے لانا نکلنے کی اسکو عبادت
 نہ تھی کھاکے دنیا سے گذر گیا داغ فرقت تیرے دل پر دھ گیا نہ بہتے کہا خداوند نعمت لوتو نبی کی خواہی ہر دم کی بن
 جو آونے کہا حکم اسکا بجالی طاعت سے گردن نہیں بھرنی مگر یہ مقام گزیرا اسکا علاج ہر تہ تہ ہوا اور دنیا کے کبچین سے
 فراع ہوا جو تمام عمر کا داغ ہوا زبیدہ خاتون نے اشرفی کا توڑا کچھ نہ بفت کے تھان کران بہا اور تاش نامی کے تھان
 بہت سا سامان حرت فرما کے کہا بہت دم حاتم ساڑسا مان شوکت عثمان سے ابو الحسن کا جنازہ اوٹھانا باقی اسکی فاتحہ رو
 کے صرف میں لانا بیوم ہر کار سے معار جائینگے نچتہ مقبرہ بنائینگے القصد نہ بہت ہ سب کچھ لیکے گھر میں آئی ابون کج
 دکھایا وہ خوش ہو اوشمہ بیجا تر بہت کو لٹایا کفنا کے رونا ہوا اور بار بقرار حضور میں حاضر ہوا خلیفہ نے جو حال دیکھا
 کچھ کے پوچھا کیا ہے ابو الحسن کے بولا غضب کا ساخا ہر نہ بہت الارواح نے انتقال کیا فاک نے سخت صدر دیا
 ایسے حال کیا یہ سنگے خلیفہ کی آنکھ میں آنسو بھر آئے جعفر وزیر سرور خواجہ ہر سب اس سے محبت رکھتے تھے متاسف ہو
 گھبرے اور وہ خاتون کو نہایت عزیز تھی بہت لیاقت شعار با تہ تھی خلیفہ نے بعد افسوس ابو الحسن سے فرمایا نگذرا
 ہوا اس عالم میں کیساں گدا و شاہ ہر بشر مجبور ہو صبر کرنا ضروری ہے کہ کے دو توڑے زرخ کے زلفیت کے تھان اور جو جو
 سامان اس میں ہر کار ہوتا ہر کثرت دیکے کہا تجریر کفین کی سمیت کوزیر زمین کر یہ وہاں سے اوچھلتا کودتا حساب لیکے
 گھر آیا نہ بہت الارواح کو دکھایا یہاں تو مرے کی نقل سے شادی ہوئی خلیفہ اور زبیدہ خاتون کو غم ہوا طبیعت کا
 حال بہم ہوا ہر بار کے برخواست کا حکم دیا تو دوسرے خواجہ ہر کو ہراہ لیکے زبیدہ کے مطلقین ہو چکا اسکو بہت خرمی
 مغموم پایا دل پر نبی عالم کا ہجوم پایا انھیں و ندبان تمین لب پر پیہم نالے تھے اشک مسلسل نے فوطی قرار سے خسار پنا

پاؤں نکالے تھے خلیفہ مجھانے لگا ہر چند نک حلال فق جان نثار دنیا میں نایاب ہو وہ ہتھاری لوٹھی تھی لیکن وفادار
 مزاج اور ان محکاساتھی بہت سلیقہ شعار تھی الاقصا سے چار انہیں کچھ اختیار ہمارا نہیں بل کہ چہرہ کو شکر خدا کر کے صبر فرمایدہ خاتون
 زہرت الارواح کا نام لے لے گھبرائی سمجھی خلیفہ کو شبہ ہوا کہا صاحب زہرت تو زندہ ہو ابو الحسن کا شوہر مر گیا ہو تیا سے گذر
 گیا ہو خلیفہ کو زہرت الارواح کے مرنے کا یقین کامل تھا زہیدہ خاتون کے بیان سے چھانک ہو کسکرا یا سرور فرمایا تو نے
 سنا یہ کیا کہتی ہیں سرور دست تعرض کی شانہ زوی خیر ہو ایسا قصیدہ نہ پڑھے بے سمجھے بوجھے ایسا غلط کلید زبان پر لائے تو بیک
 حیرت نہ آئے خلیفہ نے خاتون کی طرف مخاطب کیا کہ تم ابو الحسن کا بیٹا نکرو وہ ابھی اپنی بی بی کی واسطے روتا پٹیتا ہے
 پاس آیا تھا یعنی نقد و جنس بہت سا او کی گور و کفن کو ویا سرور حاضر تھا اس سے دریافت کرو زہیدہ نے کہا صاحب کے زنج
 ہر وقت سنہی ٹھٹھا جو در ہتا ہر موقع محل نہیں سمجھتے لوٹھی کا پر سادیتے ہو اپنے رفیق کی خبر نہیں لیتے ہو وہاں تو بی بی
 میرے پاس آئی تھی کیا کیسا بلوائی تھی بکجا اور نام خود کو کو خوب لایا ابو الحسن کا حال سنایا مینے او کو جو جا ہے سب کچھ بیان
 شوہر کی تاکید کر کے نصحت کیا قصہ تھا آپکو اس سنانہ کی اطلاع کروں مخلص کو کھوجوں کہ آپ خود تشریف لائے فقیر سے سنا
 قصہ مختصر میان بی بی میں بریک تکرار ہی خلیفہ زہرت کا زمانہ تھا خاتون ابو الحسن کا جان گذرنا بتاتی تھی قصہ کہیہ تو
 تھا قول فصیل کی صورت نظر آتی تھی آخر خلیفہ نے بجزہ ہو کے سرور سے فرمایا جلد جا بچتم خود ویکہ کون جیتا ہو کون گیا
 کیا سنا کہ گذر گیا اور باہم شرط ہوئی خلیفہ نے کہا اگر میں ہار تو وہ باغ جو تمکو بہت پسند ہو دوں گا اور جو تم ہارو گی تو تصویر
 محل تمہارا لے لوں گا وہ رضی ہو گئی دو نوصحب گوشن آواز سرور کے منظر تھے اب ہاں کا حال سنئے وہ دونو جانتے تھے
 کہ جب خلیفہ مجلس تشریف لائے کیا تحقیق کر کے کوئی کوئی آئیگا یہ مقدمہ بالا بالا بنیگا ابو الحسن دروازہ کی ڈار سے دیکھتا تھا
 کہ سرور نظر آیا سمجھا کہ خلیفہ نے بھیجا ہر زہرت الارواح سے کہا جلد کفن بہن کے لیٹ جا اور زہرت کا تھا جج خلیفہ نے
 دیا تھا وہ اوٹ پڑا باج سب ضرور وہاں ہو گیا ابو الحسن نے لگا جی کہو نے لگا سرور بھی دیا اور زہرت کے منہ سے
 چا اور اوٹھا کے چہرہ دیکھا چہرہ چھپا دیا کہا موت کی کج بھی مشہور ہو باوجودیکہ زہیدہ خاتون بہت صاحب عقل فری
 میں اسوقت تک گئی ہیں کہ ابو الحسن مر گیا زہرت عینی ہو اس شرط کی ہو ابو الحسن نے کہا خدا خلیفہ کو سلامت رکھے
 کہ غیبی زندگی اور پورش کی خبر ہوں جو کوئی ہاوریان ہوتا تو خود چلے عرض حال کرنا فتنہ نہسا چھوڑ نہیں سکتا
 سرور نے جو ابدی ہیں بھی مجبور ہوں ٹھہر نہیں سکتا اگر نہ سناتے ہیں شریک ہوتا تھا اسے جانے کی حاجت نہیں میں مفصل

کہہ دیا کہ کہ نصرت ہو جب وہ نکل گیا ابو الحسن نے نرہت کو اور بٹھا یا کہا اب ہم سبھل جاؤ میرا سامان درست کرو
 ماتم دونوں کی صورت بناؤ یقین ہو زبیدہ خاتون سرور کو جو بٹھا جا گیا اور کاقول مانے کی کسی اپنے معتد کو بیان بھیجے گی حقیقت
 دریافت ضرور کر لیگی یہ دونوں پھر دروازہ کے متصل جا بیٹھے اور دیکھنے لگے سرور علی بن پنا تسلیم بجلا کے مسکر کے دست بستہ
 عرض کیا حضور شرط جیتے زبیدہ خاتون یہ سنکے ناخوش ہوئی جملہ کے بولی اور ہوشی غلام بیہوشی کا مقام ہو سچ کہا جا کر کیا
 کون کر گیا ہو اوس نے کہا خداوند نعمت نرہت کا لاشہ دروازہ ابو الحسن سرحانے غمش میں پڑا غلیفہ نے قہقہہ لگایا کہا اتھارا
 شیش محل میرے قبضہ میں آیا پھر سرور سے فرمایا اپنے جانے آنے کا حال مشرح بیان کر اوس نے کہا پیرور شد ابو حسن کے
 دروازے پر غلام جو پہنچا اور کولسان آغوش شتاق اور کجا جب گھر میں قدم بڑھایا یہ سانحہ نظر آیا نرہت الارواح کو
 کفنا کے دالان میں لٹایا ہوا اور وہ رعبت کا کھان جو حضور نے حرمت کیا تھا اوسکو اڑھایا یہ سرحانے ابو حسن گریبان
 چاک سر پڑا گل ڈالے رونا ہوا پھر اسی جان کھوتا ہو غلام نے قریب جا کے چادر سر کا کے نرہت کا منہ دیکھا پھر بند کر دیا
 جلا آیا جو بچھوٹے دیکھا حضور کو سنا یا غلیفہ نے زبیدہ سے کہا کیوں صا حساب تو تکو بھی یقین آیا ہو گا وہ بولی الاحول و لا
 تھارا غلام سر سر جھوٹ بولتا ہوا بھی وہ روتی ہوئی میرے پاس آئی تھی ابو الحسن نے کہنے کی حقیقت سنائی تھی ستیدہ
 کو بے ومانند دیدہ سرور بولا حضور کے قدم مبارک کی قسم کھاتا ہوں نرہت کو کفن اپنے آنکھ سے دیکھ کے آتا ہوں
 زبیدہ نے کہا دیکھ کر مجھ سے کیسا انتقام کرتی ہوں پھر دستک می خواصین حاضر ہوئیں اونسے مخاطب ہو
 کہا غلیفہ کے آنے سے پہلے بیان کون آیا تھا کیا حال سنایا تھا سب نے متفق لفظ بیان کیا نرہت الارواح
 روتی بیٹتی آئی تھی ابو الحسن نے کہنے کی خبر سنائی تھی اوس نے ایسا دایا مجا یا کہ ہم سکور دلا یا پھر حضور نے اشر فیان زر
 و کجواب کے کھان اوسکو حرمت کیے اور تسلی دی کہ ابو الحسن تو پیدا نہیں ہو سکتا مگر تیری لیت تک جہاں کی نعمت تیرے
 واسطے موجود ہے تو بائیں سنکے غلیفہ پھر خوب ہنسنا کہا عورتوں کو ناقص العقل سچ کہا ہوا زبیدہ بولی آپ نے ایک چھوٹے
 غلام کے کلام پر سکو جو بٹھا یا مانا اوسکی بات کو مانا اگر ارشاد ہو میں بھی کسی اپنے معتد کو بھیجوں شک سٹاؤن غلیفہ
 فرمایا بسم اللہ زبیدہ نے اپنی انا کو جب کا دو دم پیا تھا اوس سے زیادہ معتاد کسی کا نہ تھا بلا کے فرمایا انا جی تم ابو حسن
 گھر جاؤ جو کچھ حال ہو انکھوں سے دیکھو وہ سلام کر کے چلی یہ دونوں تو راہ لکتے تھے انا کو آتے دیکھا ابو حسن نے
 نرہت سے کہا اب جلد میرا لاشہ بنا لویہ کہ کے دالان میں جا پڑتا مگر لیت گیا نرہت نے دو مثال اور کجواب کا کھان

جزیرہ خاتون نے دیا تھا اور پڑا لیا اور اپنے سر کے بال پریشان کر کے ماتم کا سامان کر کے سر جانے رونے لگی
انہی دنوں کے کہانزہت بھی میں تیری مصیبت سن کے ماتم پرسی کو آئی ہوں وہ بولی انا بھی خدا تملو تو تھارے لالی
کو ایک سو بیس سلامت رکھے کیا تو مذکی حال معنایت کی نظر ہو کر میری قسمتی دیکھو کس سن میں اٹھ ہوئی جو میرا
حال سنتے ہیں انکی مچھاتی بھتی ہو دیکھا جا ہے میری زندگی کیونکر کشتی ہو پھر لاش کو دیکھ کے کہا کیوں ابو الحسن مجھ کو
اکیلا چھوڑ گئے میری موت سے منہ موڑ گئے میں کیا کرونگی بڑا بے کے دن کیونکر بھرونگی انا بولی مچھ کر خدا اوس
روسیاہ کا بڑا کر جسے جھوٹ بول کے ناحق میان بی بی میں فساد مچا رکھا ہو پھر اٹھ کر ابو الحسن کا منہ دیکھ کے جاؤ والی
وکی شک مثالی کہانزہت بھی مجھو ہوں زبیدہ میری نظر ہونگی اس لیے جلد جاتی ہوں ناحق کا جھگڑا سناٹی ہوں وہ چارہ
ساتھ تیر برس کی بڑھیا باپتی دم چڑھتا ہوا جلد جلد قوم اٹھا کے جا ہو مچھو جو کچھ دیکھا تھا زبیدہ خاتون سے بیان کیا
اچھوٹے اوسکو خلیفہ کے پاس بھیجا یہ پہلے سردار ملا والی نے کہا او جو انا مرگ کوئی ایسی چھوٹی بات خاندان کے روبرو
کہتا ہوتی نہت اپنے خاوند کی لاش پر دور ہی ہو تیر سپٹ کے جان کھو رہی ہو تو سز کے قابل اب ہوتا چھوٹ
بولتا ہو غضب ہو تیر نے کہا پولی تو تیری سکارہ ہر عیارہ ہو چھو بھاتی ہو ناحق بناتی ہونا نے کہا اوسکارہ کے
جنے تیری شامت آئی ہر چھوٹ بول کر بات بڑھائی ہو جب ریادہ و نونین تکرار تیرھی ہانا پائی باقی تھی بہت کھلا
ہو اعتقاد میں تھرانے لگی عمال ہو خلیفہ سے کہا سبحان اللہ اب اپنے غلام کی زبان اسی فتنہ انگیزی افترا اور ذمہ
ہو رہی ٹالتے ہیں فساد کی بنیاد لگتے ہیں جب یہ قدمہ بڑھایا مجھ پھر بھی جن چڑھ جائیگا تو سیکر تاشا ہو گا ابو الحسن کے باجو
ساتھ اور کیا لاش ہو گا خلیفہ نے کہا سنو صفا ایک کے سامنے دوسرا جھوٹا ہو اور مثل ہو چھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہر
جان کھو دیتا ہو تھاری سچہ عالی ہو کر یعنی یہ تیر نکالی ہو کہ ان سبکو ہمراہ لیکے ہم تم ابو الحسن کے گھر میں علیین پھر کسی کے سنے
کی حاجت نہیں جو کچھ ہو گا مجھ پر نظر آئیگا تبہ مٹ جائیگا یہ کہے کے خلیفہ اٹھا زبیدہ کا ہاتھ پکڑ لیا مچھے سرور اور انا کے
بند خوں صونکا جمع ابو الحسن کے دروازے پر پہنچے اوسر شہزاد کو چراغ سحر کی کوششی نظر آئی تاہے نے فریاد کر کے مچھ پنی
صحبت بڑھائی آفتاب کے نکلنے کا بہانہ ہو اوسر میں مہرب کی سمت چاند روانہ ہوا مسجد و نمین ان ہوںی سازی
اپنے اپنے گھر سے نماز پڑھنے کو نکلے دیو میں مچھانچہ سنے لگی شہزاد نے سکوت کیا شہزیار نے فرمایا عین کر پائے
غدا لگا کس جگہ چپ ہوئی کچھ در نہ کسی شہزاد نے عرض کی حضور فریاد ہو جس دن زہر کے غم میں سپر نیلی سیاہ پوش ہو گا

الم کا جوش خروش ہو گا اور شور ویرات کہہ کر کے ساتھ رات ہر طرف احضار کو سلامت رکھے یہ بھی باقی ماندہ دستمان ہو گی گوئی
 شرم سرگرم بیان کی اس تقریر کو زیادہ عرض نہ کیا تھا کہ نگلی شیب ماہیت عجیب ابوالحسن کا ماہر اسکے نمودار ہوا تانہ کا رنگت قیروا
 ہوا شہر یا شوق سنانہ سے بقیہ رات میں داخل ہوا شہر اودنے باقی ماندہ قصہ چھپا کر اس طلب حاصل ہوا اس نے عرض کی کہ اب اس نے
 منتظر تھا بادشاہ وزبیدہ خاتون کج تشرف لاتے دیکھا گھبراہٹ بہت الارواح کو والان میں لٹا کے سمیت کا سامان تباہ پھر
 اوسکے برابر اب بھی سچ سچا کے لیت رہا پھر نے دروازہ کھولا خلیفہ وزبیدہ خاتون اور سب ہنگامہ الان میں ہو چکا
 سنبے دیکھا دونوں لاشیں کفن آئی والان میں رکھی بہن بیدہ خاتون نے خلیفہ سے کہا دیکھا آخر آپ کی تحقیقات یہ رنگت کیا
 سیر می ایسی نادر لونڈی کی جان گئی خدا جانے اوسکو کیا وسوسہ یا خلیفہ نے فرمایا تمکو آج بہت الم ہو حال مرہم مرہم ہو چو
 میں آتا ہوں باج سے نکل جا ہوا معاملہ عکس ہو ابوالحسن اوسکا عاشق نہایت حساب پر اسکا اظہار تھا وہ جو مر گئی اتنے قہقہے سے
 جان و می شرط میں جیت چکا ہوں یہاں لوگو کے مرجانے پر بھی تعزیم تازیم کا قصہ تھا شرط لگانے سے اوجھتا آخر کار
 خلیفہ نے کہا اسکا فیصلہ بھی ہم کیے دیتے ہیں کہ پہلے کون مر گیا بعد کسے جان می یہ کہہ کے دونوں لاشوں کے بچھین آ بیٹھا
 اور کہا میں قسم کھاتا ہوں شہر فی کا توڑ اسکا تا ہوں جو سچ بتاے پہلے مر گیا خبر سناوے وہ ہزار اشرفی لے وضعہ ابوالحسن
 کی لاش حرکت میں آئی گھر کے آواز سنائی کہ پہلے غلام گیا تھا اور کفن چھینک خلیفہ کے پاؤں پر بر سر رکھ دیا اسکے بعد
 نہایت الارواح کفن سے نکل کے زبیدہ خاتون کے قدموں پر گر پڑتی تھی ڈر کے چلانے لگی ہو کر کیا قیامت ہو کر کفن سے نکل کر
 پاؤں پر گرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پھر تے ہیں خلیفہ سنتے سنتے بیاب ہو انو ہونو کو سکتا ہو گیا پھر آنا گھبرا ئی کہ کیا ہو گیا
 جس دم ہوش جو اس درست ہوئے زبیدہ خاتون نے نہایت سے کہا امیر بی یہ ماجرا کیا تھا تمام دن ہمارا لٹنے جھگڑنے
 میں گذر گیا خیر بکوزندہ دیکھا میرے دل کا رنج و الم جاتا رہا اسطرخ خلیفہ بھی خوش ہو ابوالحسن فرمائے لگا کہ اوسرے
 یہ کیا تجکو سوچی مجکو زبیدہ سے لڑوایا اسوقت تک کہ میں نے پانی پیانہ خاصہ کھایا اوس نے کہا غلام است دست بکیم و کاست
 عرض کی ہوں کچھ حضور نے رحمت کیا تھا اور بی بی نے دیا تھا میری فضول خرچی سے سب صرف ہوا کچھ ماتی ہر ہا اندرون
 بہت تکلیف گزرتی تھی میں فائقے کہ تھا نہ بہت رتی تھی اننگے سے انکار تھا وہ پیہ پیہم دم در کار تھا خیال آیا حضور
 مجکو پار کرتے ہیں نہ بہت کز نکا مال سنیں گے بہت کچھ رحمت کریں گے نبی است سوچی کہ بی بی میری خبر سے بقیہ رہو چکی
 تجھ پر کھنیں کو نقد جنس عطا فرمائیں گی اس حدیث سے بہت ہاتھ آسکا اخلاص کا تقاضا دور ہو جائیگا اسکے سچ بولنے سے

بہرہ و خاتون بہت خوش ہوئی چھینٹہ سے بہرہ اٹھائی اور رولوا دی اب ماہ بامہ سوا سی مقررہ تنخواہ میان بی بی و دونوں کو
 نقد و جنس مانگتے دیتے رہے انکی خبر لینے بہتے زرتوں کے جو دو الغام سے ابو کسرتج نہ بہت کی ضرورت و کام سے بچ رہتا تھا
 سوا سی عشرت کوئی شکاری کا گلہ کسی سے نہ کہتا تھا امیر و نکلے انداز سے غمزہ و ناز سے رات دن گذرتا تھا ہر ایک کا شاہ
 و شہزادی میں مصروف رہتا تھا یکایک پوچھ گئی تعجب می ظاہر ہوئی سیاہی چھپ گئی شہر بار نے فرمایا عجیب غریب قصہ
 تم نے سنایا وہ گویا ہوئی وقت ہاتھ سے گیا و گزرا اس سے زیادہ و کچھ بجز اللہ و دین چراغ کا یاد و چراغ کیا میں تیغ جلاؤ شہر بار
 دیکھتے ہی سلطنت کو روانہ ہوا وہ دن شتیاق گزرا شب نہ ہوئی شہر بار نے گویا شہر بار کو یاد فرمایا کچھ ہوتا ہے ظاہر ہا پھر میان راستان کا کھانا

حکایت الدین عجیب چیراغ کی

شہزاد نے فرمایا کہ کہا ملک چین کے علاقہ میں ایک شہر بہت آباد تھا رہتے والا ہر ایک خوش شام مصطفیٰ نام تھا وہ بھی بہت
 رہتا تھا مگر کثرت عیال سے زور میں موقات بسر نہ ہوتی تھی اخلاص کی شام نہ ہوتی تھی بیٹا و سکا الدین مشہور تھا لیکن نام قبول
 کامل مجبور کھیلنے کو دینے کے سوا کوئی کام نہ کرتا تھا تعیش کا سر انجام نہ کرتا تھا تمام دن آوارہ لوگوں میں موقات خراب کرتا
 تھا مان بکچھ چلا کے کباب کرتا تھا مصطفیٰ نے ہر چند سر مارا کہ کچھ کام سیکھے م لا سا مار بیٹ کر کے تھا کاسو دمنہ ہوا او کو
 ادارگی کے سوا کچھ پس نہ ہوا اس کو وقت میں ایسا جا رہا کہ جنازہ کے سوا اپنے پاؤں سے نہ اوتھا جب کفن و دفن سے فرصت
 پائی اسکی مان سمجھی کہ ناسن رات دن تو بچے گی وکان کسی عنوان الدین کے باندھنے کی تہو برا و سکو موقوف کر جو کچھ سب
 باقی تھا سکو بچے چرھا و وہی ہول لیکے وہ نیکیوت کا تنے لگی سوت بچے بیٹ پالنے لگی تصبیبت کے دن لگے لگی جو کام کو
 اوس کے کہتی وہ کھدین کھاتا دھٹے اوس کو دیکھتا ہر عاشو میں موقات کرتا تھا پین دنرات کرتا ایک روز حسب عادت
 نوٹوں کے ساتھ سر بازار ملو لب میں مشغول تھا جیسا اوسکا معمول تھا یکایک ایک سا فرجان چچان او دوسرے گزرا
 الدین کو دیکھا وہ جاوے گئے کھتا تھا افریقہ اوسکا وطن تھا فرج جاوے کے علاوہ مل بھی جانتا تھا افریقہ فریب چچان تھا
 الدین کو غور دیکھ کے سمجھا کہ یہ لڑکا وہی جو سبکی تلاش میں بار جو دیار چھوڑا اور غمزہ و قربان سے منہ موڑا ہوا اوس سارے
 کو کوفے اسکی سب حقیقت مان بلکہ نام اوسکا پیشہ و کام تحقیق کر لیا کئی دن ٹال کے تھا جو الدین کو پایا کہا لڑکے
 مصطفیٰ مرزی کا بیٹا ہونے کا مان میں اوسکا فرزند ہوں پھر پوچھا وہ کہاں رہتا ہوا الدین نے پہلا بہت دن گذرے

وہ تضرار گئے و تباہ سے گذر گئے یہ سب کے اوکو گلے سے لگا جلا جلا رونے لگا پتھر ایسے ہی کوٹنے لگا لوگ جمع ہو گئے حال
 بہ چھٹے لگے وہ ساحر بولوا اصحاب جو مصطفیٰ میرا بڑا بھائی تھا اترے میں جہد سو کے اور ملو نہیں اپنا روزگار کرتا ہا اب اس کے دیکھنے کو
 اس شہر میں آیا تھا قسمت نے ماتم بن چھنسا یا ایسے غمخوار کو چھڑایا اٹھ اس بچے کو سلامت رکھے یہ لو کی نشانی ہو ستر سے
 باؤن تک اس کی نقشہ میرا میرا باعث زندگانی ہو جب خوب رو چکا بہت پیسے جب کمال اللہ دین کی گو دین اللہ لے کر آنا
 تیری ان کمان تہتی ہو میرا سلام کنا اور یہ پیام کنا کہ تم میری بڑی بھانجی مانگی برابر ہو کل اگر فرصت پاؤ گا تھا سے
 دیکھنے کو ضرور آؤ گا کچھ تو تسکین ہوگی تسلی دل انگین ہوگی یہ کہ کے وہ تو ایک طرف ہی ہو اللہ دین اپنی مانگے پاس گیا
 پوچھا ان کو تو میرا چچا ہو عزیز نہیں کو تو میرا چچا ہو سنے جو اب یہ میری دانت میں تو کوئی نہیں تیرے ہاتھ کبھی کسی کا ذکر کیا
 اسے اس شخص کا اجر اپنا پیا کرنا پیسے دینا نصب مانسے کہا وہ سنکے چپ ہو رہی دوسرے دن وہ ساحر افریقی پھر آیا اللہ دین
 لڑکوں میں کھیلتا پایا اوکو گلے سے لگایا پیا کرنا اور دوا شرفیان اوسکے ہاتھ میں دین کہا اپنی مانگو دینا شام کو بہر کیف میں آؤ گا
 کھانا بھی وہیں کھاؤ گا اللہ دین وہ شرفیان مانگو دیکے کہا آج چچا ضرور آئیگا وہ ضعیفہ شرفیان دیکھ کے خوش ہوئی تمام
 دن وہ انجا دیکھی تختیں نکر پانا تو دیکھو ہاتھ آجانا ایک اشرفی کو بھنا کے سب طرح کے کھانے لذت پکائے و تاج ہموار کھا
 ہنگام ہوا وہ ساحر بھی آہو پچا کچھ یہ وہ تر و خشک و شیشے شرب کے یہ سب اللہ دین کو دیکے اوسکی تاکو توب سلام کیا او
 مصطفیٰ کا نام لے لیکر وہ لگا وہ چچا بھی مصیبت کی لاری بھی بہت میں کر کے رونے لگی جب جو بسا دونور و چکے ہاتھ نہ افریقی کا
 وصلایا باہم پیچھے کے کھانا کھا یا کھیلنے سے فرصت ہوئی اتر کے بعد لطیف غذا میری ہوئی تھی اور دوسرا کنا کو چھڑا افریقی
 نے پوچھا اللہ دین کیا کام کیا کرتا ہو اسکی ان نے ابتدا سے انتہا تک اسکی آوارگی سنائی کہا نہ کوئی پیشہ کرتا نہ کام کرتا ہو
 سے باکو بدنام کرتا ہو جب سب رام کہانی سن چکا اللہ دین سے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کس پکا تو بنیا ہو کیوں وقت
 بیوہ خراب کرتا ہو انرا اور ضعیف مان اوسکا کلچہ جلا کے کباب کرتا ہو جس کام پر چکو غریب ہو مجھ سے بیان کرتی ہو لوہری
 کو چکا تجارت منظور ہو سرحوک وکان کر ایہ کی لے دو لگا سودا گروں سے جگوللاؤنگا اوسکی صحبت میں خرید وخت کا طریقہ معلوم
 ہو جائیگا تو فائدہ اوٹھائیگا یہ کہ کے فرصت ہو اوم سحر یا اللہ دین کو ہمراہ لیکے بازار میں گیا چھی پوشاک سودا گروں کی سی
 سول لیکے ہنائی بیویا پو لکی سب بنائی دو چار تاجروں ملایا اپنا غریب تیا کچھ بادشاہی مکانوں کی یہ کھائی چھر گھر میں
 لایا اوسکی ان بیٹے کی وضع دیکھ کے بہت خوش ہوئی حقیقت میں چچا بھی کہا جھکو باغات میں لہاؤنگا خوب تماشا

وگیا اونکا پتھر چلا گیا الدین کو بوجہ ذوات نام نیندہ آتی دم سحر وہ مکار آیا یہ تو آدھ بیٹھا تھا اسکے ہمراہ ہوا وہ بیل ہوا
 آندارہ میں مکانات و باغات دکھاتا شہر سے باہر لے نکلا جب کسی کو س طرح کیسے الدین کبھی اتنا پھر نہ تھا تھا گیا آوس
 ساحر نے ایک باغ میں لیا کے جہاں حوض باپنی سے لبالب گرد و زخست یہ وہ پھولے پھلے سب سے اسکے کنارے پر بٹھایا
 پھر اوسکو پیار کیا کہا بیٹا تم بہت تھک گئے ہو گے یہاں بیٹھو ہاتھ منہ دھو کے بانگی سیر کرو پھر آگے چلینگے وہاں لکھو
 کلچے کچھو جین یہ وہ تر و خشک تکلف کی مٹھائیاں اسکو دین کہا جسقدر جی چلے گا وہ وہ کھانے لگا پھلے لگا لگا آب
 بیوہ لکھو نہیں کھینا اشرا فونکے پاس اگر بیٹھو گے تمہاری عزت بڑھے گی تو قیر ہوگی نیک باقو کئی تاثیر ہوگی جبکہ دین
 کھا چکا گے لچلا اقصہ شہر تو چھٹا تھا باغ بھی انھوں سے نہان ہوا الدین بیچارہ کبھی کو س پھر نہ پلا تھا آن بلنج چھہ کو س
 راہ طر کی مثل ہو گیا قدم اوٹھائیلی طاقت نہ ہی کہا چچا جان ابھی کتنی دور چلنا ہوا سنے کہا بھتیجے گمبہ او نہیں ات وہ
 باغ بہت تر و یک ہوا اسکے دیکھتے ہی طبیعت تمہاری بہل جائیگی تڑہ کی ایذا د نہ آئیگی پھر اوسکا ہاتھ بڑھ کے قصہ کہانیاں
 سنا دل اوسکا ہلانا لچلا آخر کار وہ راہ کراہ کراہ لڑکے نے طر کی دو ہاڑ ملے اونکے بچپن وہ چکا تھی سارے جہاں چو
 تھا الدین سے کہا بیٹا وہ باغ ہمیں پہنچے تین پہنچے تو تھوڑی خشک لکڑیاں چنکے یہاں جمع کر میں لگ لینے جانا
 ہوں تجھ کو پھر کھاتا ہوں الدین نے لکڑیاں لاکے رکھیں سارے لگ لایا لکڑیاں جلا میں جب خوب پھر کسوں پاؤ پتی سے اپنی
 جیسے فیتلہ نکال کے روشن کیا عطر اور خوشبو کی چیزیں اوسپر چھڑکین کچھ بڑھنے لگا شعلہ بڑھنے لگا چاکا لکڑیاں ساہو جہاں
 یہ چچا بھتیجے کھڑے تھے وہاں ایک سل پتھر کی جو کور معلوم ہوئی اور کڑا اسکے اوٹھائیکا اوسمیں جڑا تھا اللہ دین کم
 سن اوسنے ایسی باتیں دین کا ہے کہ دیکھا تھا ڈر گیا بھاگتا سارے کج بخت اوسکو پکڑا اور زور سے ایسا تھپہ مارا کہ مسے
 اوسنکا اللہ دین بیچارہ رو رو کے بولا اب نہ تاق مجھ کو مارا پھر وہ ساحر پیدار کر کے بولا بیٹا میں تمہارا چچا ہوں اگر طما پتھر
 مارا گیا ہوا جب اس کام کا زایاؤ گے در دجھول جاؤ گے دیکھو میرے بڑھنے کی تاثیر سے اور تدبیر سے یہ پتھر تڑپا
 اسکے تلے ترانہ ہو تو اس پتھر کو اوٹھا اوسمیں جا دیکھ کیا قدرت خدا ہو اوسمیں کیا کیا رکھا ہوا اللہ دین بولا چچا جان میں جا
 ہوں جو فر اوسگے جلا دنگا اکی آغا سے نہ پھر اؤنگا پھر اوسنے ایک چھلا دیا کہ اسکو بچ کے پتھر اوٹھا الدین نے ڈ
 لکڑیاں کا پتھر کے تنگے کی طرح پتھر اوٹھا کے پھینک دیا اوسکے نیچے گڑھا نظر پڑا اور دروازہ بند دکھائی دیا سارے
 کسافر نہیں کہہ سکے ہر دروازہ کھولا نہ ترقی الان میں آؤ نہیں دیکھیں برابر کسی بہن سب میں چاندی ہونا پھر اہر

ماہ خود تھرا تا چاہ نخب میں نہان ہوا الیامی شب محل نخب میں روپوش ہوئی شہزادیت زدہ خاموش ہوئی نظم

کھلی زنگی شب کی بوانقری	ہوا جلوہ گر خسرو خاوری	ہوے سحباب آسمان زمین	ستاروں کی آنکھیں سچنے لگیں
نسیب سحر سے ہوا انقلاب	پتنگوں کی ٹپوں کی کیا خزا	ہو دیا ہوا نور بہان صبح	لگے جھللائے چراغان صبح
صداسی نوزوں ہوئی جیلند	سہری اوٹھا شہزاد	شہر اعلیٰ قابل عبادا نامی نماز تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا	مستغنی

کا حاصل عام ہوا تمام دن عدل و ادرین بخول ہاگلہ خیال و آستان شب میں بلوں ہا آخر ہر جا نگرو نے منزل و زر طر کی نشا تہ ہوا
محیط عالم ہوئی شہر پارے دربار برخواست کیا خلوت سرکار استدلیا کچھ دیر استراحت کی جب بیدار ہوا شہزاد سے فرمایا ایک
زردہ درگور کا کیا مال کار ہوا یہ گویا ہوئی کہ وہ ساحر افریقی مصطفی درز کا بھائی نہ تھا نہ یہاں کا باشندہ ایک ملک افریقہ نام
تھا قہری او کا مولد و مقام تھا جس محل میں رہتا تھا وہ ساحر و نکام مشہور تھا ہا نکے جاوگر و نکا شہرہ دور دور تھا آئے
بھی سحر کھینا شروع کیا تھا جب چالیس برس گزرے سحر میں کامل ہوا اس سحر و زمین شامل ہوا اسکے سوا علم نجوم میں بھی حاصل کیا
ایک روز ریل کے طریقے سے اپنا مال کار دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ ملک چین میں ایک خزانہ ہو وہاں سب طلبہ سحر کا خانہ ہو تہ خانہ میں
دولت ملازوال ہر خزانہ قارون کی یاد مال ہوا ایک چراغ وہاں چلتا ہوا شعل ماہ کی صورت دکھاتا ہوا چاروں کل بر دست مطیع اوس
چراغ کے ہر جھج اور جھج اٹھو پائے اوس کے فیہ مانہ دار ہو جائیں جس شو کا طلبگار ہو گو کسی ہی دشوار ہو فوراً حاضر کریں
پھر اسنے دیکھا کیا کم نیکر ہو گا جواب پایا کہ یہ شکل کام تیرے ہاتھ سے نہو گا مان جو اس صورت شکل کا نابالغ لڑکا میرے آئے
تو یہ قدر داری سے ہاتھ سے ہو جائے یہ اوسکی تلاش میں نکلا تھا شہر در شہر ڈھونڈتا پھر تاتھا آخر اوس علمت و نشا کا
الدین کو پایا اوسے بھتیجا بنایا اور دم دیکے اوس مقام پر لگوشل مشہور ہوا گز میں ہا آسمان فرسی ہند ہندت یاہ
اندروزی ہا تو دونا بازی سے ناکام ہا ہ در نہ ستانی بستم میر ہا یہ الدین کا انجام ہوا افریقی ماڈالنے کے
تصور میں وارہ پتھر سے بند کر کے اپنے ملک کی طرف بھاگا خوف یہ ہوا کہ جسے الدین کو میرے ہمراہ دیکھا ہو وہ
تجسس ضرور کریگا گرفتار ہو گا پادشہی عمل میں برسر وار ہو گا اس بدحوسی میں ہچھلا جو الدین کو پہنایا تھا اوسکا لینا
بھی چھو ل گیا وہی چھلا اوسکی ہائی کا باعث ہوا جسے حرا کو بند کر کے بھاگایا چچا چا کہے بہت چلایا وہاں کو
تھا جو اسکی آواز سننا اور جواب تیا مضطر و ناچارانہ حیرے میں ایک طرف بیٹھے ہا وہ دن اسی کلفت میں تمام ہوا
دوسرے روز بھوک پیاس سے جب بی بیٹاب ہوا گلچہ کی باب ہوا آجھا اس سخت چچا کا آنا تھا کا بہا نا تھا جسکو

اس گڑھے میں ہر ٹپک ٹپک مرنے لگا تھا اور اس اندھیرے میں گھبرا کے ہر طرف ٹٹولتا تھا حیرت و حجب تھا منہ سے کچھ نہ بولتا تھا کیا ایک طبقہ اسکے ہاتھ میں آیا اور سکون و رنج کھینچنے لگا اس امید پر کہ شاید دروازہ ہوا اور وہ چھلا سا حیرتوں سے جو دیا تھا اسی ہاتھ میں چھلنے سے گڑھے سے گر کر کھائی آسکی امید برائی تو فرمایا ایک جن بلند بالا قد و نیا سے نہ لاپیدا ہوا الہ دین سے کہا کیوں مجھ کو بلا یا جو کیا مطلب تیرے جبین آیا ہے پہلے تو یہ ڈرالہ ایک تو صیدیت میں پھنسا تھا اب اس بلا کا سامنا ہوا پھر دل مضبوط کر کے پوچھا تم کوں ہو یہاں کیوں نہ آئے ہو جن بولایا یہ چھلا جو تیرے ہاتھ میں ہو ہم دو موکل اسکے مطیع فرمان بردار ہیں جو کچھ تو کہے گا وہ بلا جائیگا تیری اطاعت سے سزا نہ پھر آئیں گے آتھا ان الہ دین کہا مجھ کو یا نسے باہر نکال سکتے جن نے وہ پتھر مر کا یا اسکو باہر لایا اسے زمین آسمان باغ اور جو کچھ تھا سب کو بتھو پرایا کرو دونوں سے بے دانہ و آب تھا جو ک پیاس سے بیتاب تھا چلنے کی طاقت کہاں تھی تمہیں نیم جان تھی جن سے کہا مجھ کو فلاں شہر و محلہ میں میرے گھر پہنچا اور چلا جا جب کوئی ضرورت ہوگی مجھ کو بلاؤ گا جن بولا جب تو اس چھلے کو لڑ گیا میں فریاد نکالیا کہہ کے اسکو گھر کے دروازے پر پہنچا دیا اسے اپنا گھر سچا اندر گیا اسکی ماں تین دن سے حیران پریشان تھی ہر گرم نالہ و فغان تھی اسکو دوڑ کے گلے سے لگایا الہ دین کو خوش آیا اسے پکھا جھلا بانی اسکے صلوٰۃ میں پکھایا اور گھری میں ہوش آیا پہلے مان سے یہ بات کی کچھ کھانا کھلا بھوکے تراہوں بات نہیں کر سکتا ہوں جو کچھ موجود تھا اوسنے رو بر رکھا کہا بیٹا بیٹ بھر کے اچھی کھانا بھوک کو بہلانا کچھ کھا کے سوو پھر مجھ کو اپنا سب بھندہ سنانا اقصیٰ و س کچھ کھایا بانی جو یا باہر سنسنا یا لیتے سو گیا تین جاہر گھڑی کے بعد اور ٹھاسب اپنا حال اوس سار کا حیرتیں لیجانا پھر گڑھے میں بند کر کے بھاگ جانا بیان کیا لگا وہ کبخت چچانہ تھا و غا باز سار تھا مجھ کو اوسنے ہلاک کیا تھا لیکن میں تیرے سیکسی پرچم کیا مجھ کو زندہ یہاں پہنچا دیا پھر وہ بھل جو باغ سے جن کے جیب دو امن میں بھیڑے تھے مانکو دیے اوسنے کچھ ابر آنکھ سے نہ کھینچا تھا ایک کونے میں کھدیے وہ آفتاب کی طرح چمکنے لگے تمام گھر روشن ہو گیا اوسنے حیرت بردار جھلا کہا انقضیٰ شام قریب تھی ضعیفہ بھی فرزند کے قتل میں ہوئی تھی دو ٹومان بیٹے دروازہ بند کر کے سو رہے تمام کروٹ نہ لی بھگوا جب اوٹھے الہ دین نے مانسے کہا میں بہت بھوکا ہوں مجھ کو کچھ چلے دے جان جاتی ہو چالے اوسنے کہا بیٹا اتنا صبر کر عینے کچھ سوت کا تاہو اور سکونچ لاؤں تو مجھ کو کچھ پکاکے کھلاؤں الہ دین بولایا قصہ ہوتوں گے میرے پاس ایک چراغ ہو اور سکونچیکے اسوقت کام نکال اور وہ چراغ مانکو دیا وہ بولی یہ تو بہت کثیف رنگ میں بھرا ہے چلنا سیلا ہو اسکو صاف کر لوں تو بیچنے کو جاؤں یہ کہہ کے تھوڑی ریت اور پانی لیکے ہو سکونچا کرنے لگی جیسے ہی ایک گڑھا

جن قوی ارکان ہوں شامل موجود ہو گا اور ضعیفہ کیوں مجھ کو بلایا ہو جو کام ہو مجھ سے بیان کر اور سکویا لاؤں جو شہر مطلوب ہو
 ہو چکا ہوں تم ہمارے کل اس چرخ کے تابع ہیں جس کے پاس ہو گا جس کام کو وہ کہے گا، وہی وقت حکم اور کجا ہی لائینگے اچھا ہے ستر
 پھر اینٹ لگے آؤں نے کبھی ایسی شکل نہیں تھی وہ تو غش کھا کے گری اور اللہ دین جملہ کی باعث جن کی صورت دیکھ کر پکا تھا جلد اوٹھا انکو
 سنبھالا چرخ اپنے ہاتھ میں لیا کہا میں جو کھا ہوں کھا نا جلد لاؤہ نظر سے غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان
 سر پہ کپڑے کے موجود ہوا اللہ دین نے جو دیکھا بارہ قابین ہوئی جو ہر طرح طرح کا نفیس کھانا دوسمیں جوئی اور بھراؤہ الا
 میں بکھ کے پٹا گیا اللہ دین اس عصہ میں انکو بہت سیار کیا کھانا کھا یا حال سب باوہ ضعیفہ تھے عمر ان باوہ کی شہنائی تھی کبیر کے
 کہنے لگی بتیایا فرقہ شیاطین سے ہیں انکی صحبت اچھی نہیں اس چرخ انکو بچ ڈالو ہر کیف فقر و فاقہ پر قناعت کرنا اس نے
 کہا اچھا اتنا مسکو کھا دیکھ جیسا ہو گا مجھ لینے جو کھو گی کرینگے غرض کہ تین دن تک دونوں نے اس خوش ان پر اوقات
 رکھی تھے دن جب بھوک لگی ایک قاب چھپا کے بیچے کو لہجلا ایک سو دمی سو ڈالوں محلہ میں ہوتا تھا راہ میں مل گیا دوسرے
 پوچھا کیا ایسے جاتے ہو اللہ دین نے قاب دکھائی جو دمی حیران ہوا کہ اس لشک کے ہاتھ ایسی گران بہا شکر کیونکر آئی
 قیمت پوچھی اس نے کہا جو تم دو گے میں لوں گا انکار کر دوں گا جو تمی نے بہت سوچ کے تمہیلی سے ایک شرفی نکالا اور کھوئی
 یہ بہت خوش ہوا اور مسکو بھنا کے نان پانی سے کھانا لیا گھر میں آیا باقی جو بچا تھا انکو یادہ کھانے پینے کا سامان
 بازار سے لائی چندے ہتھیار لنگے پاس آئی کئی مہینے وہ قابین بنوئی کے ہاتھ ایک ایک شرفی کو بچاؤ اوقات گزری
 کرتا رہا ہوا اور لعب میر تاشے میں ایام شماری کرتا رہا کچھ دنوں خوب چین سے بسر ہوئی خوشی خرمی سے شام سحر ہوئی
 جب قابین بکے چکے تو وہ سبسی جہین جن قابین مکہ کے لایا تھا وزن میں ہر قاب سے دس حصے زیادہ بتلایا تھا اور اسکے
 بیچے کو تیار ہوا اور وہی ہو دی خریدار ہوا اس شرفیان دیکے لے لیا اللہ دین ناواہت بہت خوش ہوا اس وقت میں لائے لگا
 سمجھو جو چہرے کے اوٹھانے لگا سابق میں لڑکوں کے ساتھ دیکر تاتھا، بتیانی کی شام میں کو دین سحر کرتا تھا جس دن سے اونی کے
 ہاتھ سے ذلت پائی تھی آؤیت اوٹھائی تھی جب ہر روز تہہ ہر کو بازار میں جانا جو ذمی عزت دکا نڈا رہتے باعدہ خریدار تھے
 اونے گفتگو کرتا اونے حملہ دیکر سنکے آؤیت کی جو کرنا جب وہ شرفیان صرف ہو گئیں تو وہ جہاں جسکی یہ شوکتی
 اوٹھا لیا ریت لیکے باسانی ملنے لگا بھڑ ہاتھ لگانے کے وہ جن موجود ہوا کہا جس جہاں کی کاہش ہو گیا تیری خوش ہر
 ہم اس چرخ کے موکل ہیں جس کے پاس ہو گا ہم اوسکے تابع ہا میں فرمان پذیر ہے مگر میں جو تم کو کہے گا لائینگے اچھا ہے

سز پھر اپنے الودین نے کہا مجھ کو بھوک کی شدت ہو غیر حالت ہو دستک وہ جبر غایب ہو گیا وہ گھر سے کے بعد ایسا ہی
 خوان جیسا پہلے لایا تھا ماضی کرنا مان بیٹوں نے خوب میرے بھوکے کھلایا باقی اٹھا رکھا چند دن اور اوسمیں اوقات گزری
 گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت نہ ہوئی جب کھانا ہو چکا پھر قاب بیچنے کی نوبت آئی خریدار کا گھر دیکھ چکا تھا اسی بیوی کے
 پاس قاب لیکے چلا رہا میں ایک سنار سن رسیدہ مرد مقول رہتا تھا اوس نے الودین کو بلایا کہا صاف خریدو وہ بیٹے اکثر تم کو یہودی کے
 گھر جاتے دیکھا ہر غالبکہ کچھ بیچنے وہاں جاتے ہو اور مقرر دھوکا کھاتے نقصان اٹھاتے ہو وہ شخص غبار فیلو کو کارگر
 بھلے آویٹو لیا اوس معاملہ کہ نہیں انکار ہوا کوئی چیز بیچنا ہو مجھے دکھاؤ اگر میرے قابل ہوگی نو گاؤ گرنہ وہی قیمت پر کسی اور کو دے گا
 ہاتھ بیچ دو گا الودین نے دہان کے نیچے سے قاب طلائی مضع نکال کے اس کو دکھائی سنار نے نظر اول سچا نا سو نیکو بے غل غش
 جانا کہا ایسی چیز کوئی تھنے اوس یہودی کے ہاتھ بھی ہو اور قیمت اوسنے کیا دی ہوا الودین بولا بارہ قابین بیٹے اوسکے
 فروخت کی ہیں اوس نے بارہ اشرفیاں دی ہیں یہ سنار نے ہر پینٹا کہا کیا حرام خورد می ہوں دن دہاڑے چوری ہو پھر
 قاب کو تولا الودین بولا کہ قیمت اسکی جی بہتر اشرافی ہو پھر تھیل سے اشرفیاں نکال کے سامنے رکھیں کہا اگر جی چاہے
 اور کو دکھاؤ جو اس سے نام زیادہ ہے تو اوس کو دو اور مجھ سے جھوٹ بولنے کی گتہ کاری لوالودین اشرفیاں لیکے اوسکی طرف
 گیا گھر آیا پھر سب قابین اوس کو دین دوسرے کو نہ دکھایا اوس وہی سے مدت تک اوقات بسر کی اطمینان کا نام سحر کی آب
 یہ معمول کیا کہ اکثر جو ہر نو میں جاکے جواہر کی خرید و فروخت دیکھا کرتا یا مانتا کہ اوس کو اس فن میں تمیز حاصل ہوئی اور سمجھا میں جب تک
 شیشہ کے ٹکڑے سمجھتا ہوں وہ پیش ہا جواہر ہو اور یہ ٹکڑے ہیں جنکو چرانکے ساتھ تہ خانہ سے اٹھالایا تھا لیکتی بر آری سے
 نکھا اوندکو حفاظت سے رکھ کے چپ ہو رہا چونکہ کی سیر تو روز کرتا تھا ایک دن اسنے سنا منادی چار تاجہ کہ آج کوئی انبی کا
 نہ کھولے جہنمات ہنگامہ نہ ہولے شاہزادی حمام میں جائیگی نہائیگی جو کوئی بازار میں چلے پھرے گا وہ قید ہوگا آفت
 میں گھرے گا یہ خبر نہ کہ الودین کو اشتیاق ہوا کہ کسی طرح اوس کو دیکھا جائیے اوس نے حمام کے متصل ایک کان کراہ کر لیا
 پوشیدہ اوسمیں جا بیٹھا دروازہ کی در آڑ سے جھانکنے لگا شہزادی جب حمام کے دروازے پر پہنچی برقع منہ سے اٹھاتا
 الودین کو وہ روی تابان نظر آیا تاب نلا سا غش آیا بیہوش ہو کے گر پڑا شعر تیر الفت لگا جو کاری بخش
 کھا کے گرا وہ ایک باری بہ بہت دیر میں ہوش ہوا سبجا ہوئے دل سے کہا جل ہلا کیا تیری قدرت ہو ایسی
 صورتیں بھی دنیا میں نہ آئی ہیں جنکا دیکھنا کیسا کبھی کسی نے میں نہیں آئی ہیں دل سے کہا اب یہاں کا ٹھہرا بیجا کر

تاہوش کا پھر نظر آنا دشوار ہے کھر چلا رہا میں یہ حال تھا قدم اوٹھا زخمی تھا گناہ پرتا پرتا چہ روز و زمین دروہ بڑا ہر پرہیزگار کے مکان پر پہنچا
 او کی آن نے نقشہ جو دیکھا بقیار ہوئی بڑے ترسناک ہونے کی جہد پوچھا اسے کچھ بتایا میں ان کو چھپایا لیکن فرسکا اول جو جگہ خون تھا
 سما حال اگر گون ہوتا تھا بولک پیاس میں حمل کہ پاس آتی تھی جوشٹ اپنا رنگ دکھاتی تھی اسکی ہاتھوڑے تک بون دیکھ کر یہ دوزاری تھی
 او کی تڑپ کچھ سے لکھو بقیار ہی تھی جب وہ متوجہ ہو کے دلداری وغمخواری سے پوچھتی الدین سو دیتا بھید کو چھپاتا تھا مطلب
 نہ آتا تھا اگر عشق غضب کی شئی ہو جس قدر چھپاؤ افشا ہوتا ہو تو اس کو چھپا بازار میں اسکا چہ پاتا ہو عشق اور مشک کا پودہ کھل جاتا ہو نظر بازو
 کی لکھتے ہیں تل جاتا ہو اسکی پویاس خوش و مانگوں کو منزلوں جاتی ہو اسکی جوشٹ چہرے کی زردی اندھونکو نظر آتی ہے

سچ ہو کہ عیاش بے بلا ہو	سچ ہو کہ مرض یہ لا دوا ہو	دکھلائی اثر جو عشق پرین	آہن ہو موم موم آہن
ہر محض غلط کہ دین عشق	انسان کجا بگل میں عشق	ہر خلقت حسن و عشق تو ہم	بس طرح جہان میں اجت و غم

القصد جانتا کہ غلط کی طاقت صبر کی لیاقت تھی خاموش ہا بسکہ نا تجربہ کار تازہ گرفتار تھا ایک دن لائے کھانچ اسار اذنتہ
 کہ یہ ایک طرح شاہزادی ماسخ حمام کے دروازے پر نظر آئی تھیں قرار قرار ہوا آنکھوں کے روبرو سیاہی جھانی دکھائی دے
 اور دھڑکاؤ ہر سینے میں شمشیر محبت کا گھاؤ ہر تہے وصل صیال ہوگا کچھ دن اور فراق میں گزرے تو تباہ حال ہو گیا تو میرے
 شاہد کیا پیام بادشاہ تک پہنچا کہ کہنے کے حضور میں حاضر ہو گیا میری رکار ہو گئے تھو گئے اختیار ہو وہ بیچارہ بی نصیبی نہ آفت میں مبتلا
 ہوئی غیب کے کہنے لگی بیٹیا تجھ سے بڑی خطا ہوئی وہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اٹھا گیا یہ ہوا کہ تھوگے شوہر یہ مرض لا دوا ہے تو دوزخ کا
 لوند اسونی خیل سر شاہزادی کا مقابلہ ہنسی کھیل ہو جوشٹ و جنون نہیں تو کیا معاملہ تو یہ وہ استغفار کہو کچھ جھک اوس سے
 انکار لڑکھوئی حاسد فتنہ پرور نے اسن پانچا فسا و اوٹھا ایگانا حق خانہ ویرانی ہو گی جان پر بننے کی یہ کھیل بگڑ جائیگا
 وہ بولا میں جانتا تھا کہ تو ایسے ہیو وہ بکھیرے بتائی در دولت پر بنائی تو بھئی ہو بیٹیا شوئی سو میں دریافت کر چکا ہوں
 اسی بہانے میری قضا آئی جو طرح ہو تو بادشاہ کے حضور میں جا یہ پیام پہنچا جو کچھ وہ فرمایا گیا بالاد نکا شاہزادی کی
 محبت منہ نہ بچراؤ نگاہ سچی اسکو چراغ کا بھر وسایا ہوا میں جو کچھ ضرر ہو اسکی خبر نہیں اپنی دلیل اوقات ہر سکی نظر نہیں
 ناچا کہا تو یہ مجھ میں ایک اونا دوزخ کی جو رہوں بادشاہ کے سامنے منہ سے کیا بات نکلے گی جو حسب نسب پوچھا
 کیا کہو نگلی اگر چہ رہی کیا سونگی دوسرے بادشاہ کے روبرو جا جھنڈا قال ہاتھ نہیں جاتا ہو پہلے نذر پیش کش دکھانا
 میں چاہے کیا دوں گی اور گفتگو کیا کرونگی الدین نے کہا تم جانتی ہو چراغ کی کیفیت اور اس کے موکلوں کی قدرت کیونگی

کام بند رہے گا فوراً جی لاون گا بادشاہ جو کچھ کسی کا فی الجملہ اوسکی لاکھوں تکین ہوئی پھر ان بیٹے دو نو سو رہے دم سحر وہ اٹھی با
شاہی کے جانے کی تیاری کرنے لگی نہا کے کپڑے بدلے الدین وہ جو اہر عورت خانہ کے باغ سے لایا تھا اوسکو ایک قاب
طلاتی ہن لگا کے مانکر و برولایا کہا یہ وہ کران بہا خیزین ہن کہ بادشاہ دیکھا کہ یہی سلطنت بھول جائیگا تیرا سوال دیکرے گا
فوراً منظور فرمایا گا وہ ضعیفہ جو اہر ات لیکر روانہ ہوئی در دولت پر پہنچی اوس در حکم باہرام کا تھا مجمع کیسا در بار بار و عام کا تھا
بے تکلف چلی گئی بادشاہ کو مہر لکے ایک طرف کھڑی ہو رہی تھنای کار اوس من کو فی ضرورت بادشاہ کو در پیش تھی چند مقدرے
فیصل کے برخاست کا حکم دیا خود وزیر اعظم کو ساتھ لیکر خلوت ہن گیا غفلت ہا نسیہ چلنے لگی ضعیفہ بھی ٹھہرنا بیکار سمجھ کے
گھر کی طرف پھری بیٹے سے دربار کارنگ بادشاہ کی غریب پروری کا ڈھنگ بیان کے کہا میرے دل کا خون و خطر نکل گیا
نہایت رحم دل عدالت کے تیرا بادشاہ ہر شخص کوا حال پوچھتا ہوں نیکوئی کے سوال کا جواب بلکشا وہ پیشانی دیتا ہوں گے کہ ضرورت
کی باعث وزیر کو براہ لیکر تھلیہ میں جا بیٹھا صبح کو خیر میں جاؤنگی ایتین ہر کا سیاب ہو گھر آؤنگی پھر تین چار دن یہ ضعیفہ
در بار میں آئی کثرت کار ہجوم ہیشمار سے عرض کر نیکی مہلت نہ ملی بلکہ بادشاہ نے جو اسکو ہم آتے دیکھا تو وزیر سے فرمایا ایک
ضعیفہ لئی روز سے آئی ہر کام قریشام پھر جاتی ہو گل جو وہ آئے میرے در و در لانا قریب بلانا میں اوسکا مطلب معلوم
و ریافت کروں گا ہینج اوسکی رفع کر دوں گا الدین کی ان تو در در بار میں حاضر ہوتی تھی اوسدن جو گئی بادشاہ کی نظر پڑی
وزیر سے فرمایا ادھر دیکھ اس ضعیفہ کو اسطے تجھ سے کہا تھا جا اپنے ساتھ تخت کے قریب آجرت بادشاہ وزیر نے اریکہ سلطان
کے متصل ہو چیا پھر اپنی جگہ پر آیا الدین کی ان اتنے دنوں میں دربار کے قریب سے آگاہ ہو چکی تھی تخت کا پایہ نزدیک
پایا سر جھکا یا بوسہ یا کروں کو نہ اٹھایا جب تک بادشاہ نے فرمایا شہید نے پوچھا بہت دنوں سے دربار میں تو حاضر ہوتی
اپنا مطلب کیوں نہیں کہتی ہوا اوس عورت نے پھر میں کو بوسہ دیکر عرض کیا اگر لونڈی جاںکی امان پائے تو تبر بان لائے لگر
تخلیضہ دروی کثیر مجبور ہوئے سنتے بادشاہ نے برخاست کا حکم فرمایا وزیر اعظم کے سواد و سراوہان نظر نہ آیا اوس ضعیفہ نے
پہلے وہ قاجب ہر کی نردی پھر ہا ہر خ شاہزادی کی درخواست کی بادشاہ جو اہر دیکھ کے حیران ہو گیا کہ یہ جو اہر لایا ہے ایک
تختہ اور نار جو اس مہرہ العمر میں دیکھنے کا کیا ذکر کان تک نہیں آیا اس تکبخت نے کیونکر پایا وزیر سے پوچھا اسکو دیکھ
یہ جو اہر یا اسکا ذکر کبھی تیرے چشم و گوش تک آیا ہو قصص و حکایت کے طریق سے کسی ہی اعتبار نے ایسا سانچہ بنا یا ہو وزیر
عرض ہر اہو غلام ناخیز ہوا اسکی کیا تمیز ہو لگر جو ہری ہر فلک آج تک مہر و ماہ کی عینک شہنشاہ لگائے جسے میں پھر تار

اوس نے دیکھا نہ سنا اور غلام کا ذکر کیا ہی پھر بادشاہ نے فرمایا جو ایسی شہر کا وجود عنقا ہو پیش کش کر یا جو کافر اور
 ہر کہ او سکوز زندگی میں لون اپنی بیٹی سے عقد کروں یا نہیں وزیر نے شرط جو کہ حیران ہوا کہسے کہا غضب کا سامان
 ہوا میں امید وار تھا کہ میرے بیٹے کے ساتھ شادی ہوگی میری خانہ آبادی ہوگی بادشاہ جو اہر دیکھ کے بھول گیا وہ
 مقدمہ ذہن سے نکل گیا قدم بڑھا کے بادشاہ کے کان سے منہ لگا کے کہنے لگا پیر و مرشد شاہزادی کے روبرو چلا کر
 بدتر از پشیز بہت ناچیز ہوتی مینے کی مہلت چاہتا ہوں غلام زادہ اس کے بتر نذر کرے گا بادشاہ سمجھا اگر وزیر تین ہزار
 برس فلک چھانے گا انکا ہمیشہ پائے گا اگر قافے قاف تک ٹکر لگا سکا ہی جی دل ٹنگی نکر و مہلت دو الودین کی مان سے
 فرمایا یعنی یہ ہر قبول کیا تو نے اپنا مطلب حصول کیا لیکن ہر دست ہونہیں سکتا تین مینے میں جہیز کا سامان دہست کیوں
 تو اسکا عقد کروں اتنے دنوں کے بعد بچر آنا ہے پوچھ جانا وہ آداب بجالائی خوش خورم اپنے گھر میں آئی الودین
 اسکا چہرہ دیکھ کر دریافت کر گیا کہ یہ جو بیٹاش اتنی ہر تڑوہ شادی لاتی ہر جب وہ قریب آئی مبارک باد وزیر بان لاتی پھر
 ابتدا سے انتہا تک کیفیت و ہر رائی الودین فوراً سجدہ شکر بجالایا اور ماننے پاؤں پر سر جھکایا ایسا یہ شتاق تھا کہ
 تین مینے کا عرصہ بہت شاق تھا اوس دن سے یام شمار کی گئے لگا تین ایوں قات گذری گئے لگا وہاں وزیر نے مقرب و جلیبون
 کی معرفت ایسی میر کی کہ بادشاہ کو اپنے بیٹے کے ساتھ شادی کرنے کو راضی کر لیا اور تیار ہی ہونے لگی وہ مینے جب
 گذر گئے الودین کی مان قریب شام کسی ظم کو بازار گئی عجیب سے دیکھی کہ شہر میں ٹہری محرم دھام ہو جا بجا خلقت کا اڑ دھام لگا
 دکا ندر صفائی دروشنی کنین بصرف ہر لین دین کام موقوف ہو سوار پائے بہت چمکے چمکائے آتے جاتے ہیں
 اپنی اپنی سچ وچ دکھاتے ہیں اسے کسی سے پوچھا کہ یہ ماجر کیا ہوئے گا کہ کیسا ہو رہا ہو اس نے جواب دیا تو نیکیت تو اس
 میں شہزادہ زمین بہتی ہو جو یہ بات کہتی ہر آج بادشاہ کی بیٹی کا وزیر زادہ کے ساتھ نکاح ٹھہرا ہو سارا شہر لگا ہر چکو
 خبر نہیں اسکا سبب کیا ہو یہ پچاری آفت کی لاری بد جو اس الودین کے پاس آئی خبر و حشت آتہ سنائی کہا بتیا میری محنت
 تیرا جو اہر ناحق برباد گیا بادشاہ نے بد عہدی کی وزیر کے بیٹے سے شاہزادی کی شادی قرار دی آج عقد ہو جا گیا
 اس لیے سے وہ سلطنت پایگا الودین پر تو کہہ لہم لا غش کما کے زمین پر گر پڑا دفعہ سپیدہ صبح چمکا دروزن کا غنلہ
 مچا ماہ انور کے چہرہ پر افسردگی چھائی ستاروں کی چمک فور ہوئی نظر نہ آئی شہزادہ حیرت آسمان کی طرف دیکھ کے
 ساکت ہوئی شہر یار نے عبادت خانہ کی آہ لی پھر تخت سلطنت پر جلوہ دیدار کا ن دولت اہل و بار کا مچر اہو نام

اموات انتحالی میں مصروف رہا جب مہر جہان گرد سرزمی مغرب میں پہونچا رات کی سیاہی نے عالم کو تیرہ و تار کیا شہر یا
خلوت سرا میں داخل ہوا شہر کا مصلح خاص جو خاصہ نوش فرط کے آرام کیا جب بیدار ہوا بیان دستار کا حکم دیا شہر اوس نے
کہنہ شہر کیا کہ جب اردین ہوش میں آیا وہی سے کہا چراغ سما ہے پاس موجود ہو وہ سبستی بجا و گیا با و شاہ کیا مرد و دگر
یہ سوجو کہ اپنی خواجگاہ میں گیا چراغ نکال کے بدستور کڑا فوراً جن بلند بالا حاضر ہوا کہنے لگا جو ارشاد ہو فرمانبردار بچا لے گا حکم سے سر
نہ پھر انیکا اردین بولا یا بکنے با و شاہ نے عمہ شگنی کی قمیج سے شادی و خمر کا وعدہ تھا آج وزیر زادہ کے ساتھ کہ وحی حقیقت
وہ دونوں پلنگتے کیجا ہوں پلنگتے کا وٹھا لایا یہ ہے جبر سے میں پہونچا جن نے کہا بہت خوب یہ کہہ کے وہ غائب ہو گیا یہ اوسکے
از غلامین پیشا رہا جس وقت شاہزادہ کا عقد ہوا اور ہانکی رسم کے ہوا تو شاہزادہ کی ان حجرہ میں دو طہا و حن کو لٹا کے شب بھر کا
کلہ بنا کے چلی گئی خواصوں نے درازہ بند کیا جن کو نظر تھا پانک وٹھا کے دو لوگو لے آیا اللہ دین کے روبرو کھدیا وہ بولا
وزیر زادہ کو وٹھا کوئی شرا پخانہ جو تیرہ و تار ہوا و سکی کھد میں اسکا لہر باون اور پر کر کے لٹکا اور دم صبح حاضر ہونا بلکہ
کچھ است باقی ہے بہان پہونچا جن تو او سکوا وٹھا کے کسی ہنڈاس میں سر تلے پاؤں اور پرا ذیہا لٹکا کے روانہ ہوا وزیر
اسکی صورت دیکھ کے ڈر گیا جتنے جی مر گیا دوسری کھد میں سر ٹا گین اور پرداغ اسکا با بوسے پھٹنے لگا پھر اللہ دین نے
شاہزادی کے برابر بیٹھ کے کہا تم اپنے دل میں خوف و خطر نہ کرنا یہ فقط تمہارے باپ کی بوجہ ہی کی سزا ہو ورنہ یہ کیت
کیا ہی وہ تو اس قصہ سے آگاہ نہ تھی سنبکے چکی ہو رہی اور تلوا ز بچیں کھد کہ اللہ دین اوسکے ساتھ سو رہا پھر نہ کچھ بچھا
نہ کہا او سکوا نیند کہاں تھی بحیرت ہر سو نگراں تھی گجر دم جن حاضر ہوا اللہ دین نے کہا وزیر زادہ کو اوٹھا لاجن او
گنیل نصیب کولت پت جو ہو رہا تھا لایا پلنگتے لٹا یا ایسی بر لو آئی کہ اللہ دین کی طبیعت گھبرائی کہا دونوں کو اوسی مکان میں بستو
رکھ آ رہ خور عمل میں لایا اوسی کمرے میں پلنگ رکھ کے چلا آیا با و شاہ تمام شب خوشی سے سویا نہ تھا گجر دم رات کا حال دریا
کہ نیکو آیا اور وازہ کو کھڑ کھڑا با وزیر زادہ و وازہ کھول دو کر کے میں گیا با و شاہ نے اندر قدم دھرا وہاں تو جو گواچی بھی ہو چکی
تھی پرداغ اسکا بربوسے پریشاں ہوا بہت حیران ہوا کہ وہ شب عروسی کی بویا میں یہ مقدمہ خلافت قبا میں بادشاہ نے حال پوچھا
وہ روئے لگی چکی بندہ گئی بات نہ کر سکی اوسکی صورت پر ہر شب ہزار طرعی حشت نظر آتی تھی غش ہوئی جاتی تھی بادشاہ حیرت
عالم میں رہا نہ چلا آیا اپنی بی بی کو کچھ مختصر سا حال سنلے بھیجا شاہزادی کی ماں جو آئی عجیب حالت پائی وزیر زادہ
کہ نے میں لڑان شاہزادی نقش دیوار کی صورت حیران اوسے بیوی کو گلے سے لگایا تسکین دہی حال پوچھا اوس نے مفصل بیان کیا

کسی امر محال کا سوال کیا ہو گا تم ہاتھ نہ دھو کے اوتارین یہ سب بہا بہنگا ہوں لیجاؤ چکی مان سفدر بد جو اس کھی کہ جینے سے
 یاس تھی یہ کلمہ سنگے دسے کہا یہ سب سامان اسی آن وہ وہا دیو گیا خوش ہو گئی کے چرخ جلاو آسیدی کا قصونہ لاوا اور تین
 اپنے سونیکے مکان میں گیا چراغ کو گرزا جن حاضر ہوا اللہ حین نے کہا بادشاہ کی یہ فرمائش ہو اور شاہ کا اسی پر مدار چلے
 پیر سے وہ پیر ویب سامان لاکہ بادشاہ کو انتظار ہوا اس نے کہا بہت خوب سلطان تخت سے نیچے قائم رکھنے نہ ہائے گا
 تا بعد اسب سامان برمان ہونچائے کے گا جن جانا اسباب کا ناخوان ایسے چکلتے تھے کہ نظر خیرہ ہوتی تھی کو نڈھی غلاموں کی
 ایک سی صورت شبابست عقل کھوتی تھی اللہ دین اپنے ہائے کہا دینہ لکائے انکو بادشاہ کے رو برو لیجائے وہ صغیفہ
 یہ سب لیکے بازار میں جو پہنچی بازار می سے ہفت ہزار می سکے ہوش گم تھے اتنے لگے پروردگار ایسے امر عجیب
 روزگار میں چلین پستان کی میں یا قسم انسا کی میں ہر خزانو انکو دیکھ کے مستحیر تھے کہ بہ تورہ پوش حسین لاکھوں کا
 جو اہر نکا ہونسکے اندر وہ چھپ گیا چھپو ڈھانکا اور کس کا رگرنے اس قرینے سے مانا جو تمام بازار میں بھیر تھی شاہ کے
 شانہ چھلتا تھا خوان نیجا نیکو رہتہ نہ ملتا تھا قبل انکے پہنچنے کے بادشاہ کو ہر کاروان خبر ہونچائی کہ وہ عورت عجیب
 خوان آئی کہ اس کے دیکھنے کو تمام خلقت چلی آئی ہر غفلتہ سکے جو ہری فلک چارم شتاق دید جو اہر بے ہمتا افق
 شرق سے نکلا شعاع سے ہر ذرہ چمکا نور سحر سے رات کی سیاہی دور ہوئی ظلمت عالم سے کافور ہوئی شہزاد کو جو روز
 روشن کا چاہ نظر آیا تو ہر تقریبے بہا کو صدق دہن میں چھپا یا شہزادہ شتاق فسانہ بستر راحت سے بھرا ہوا
 خرابا کس لطف کے مقام پر قصد چھٹا شہزاد نے عرض کی اگر زندگی باقی ہو جاوے پر کی شتاقی جو شکر و زبان داستان ہوگی
 سب کیفیت عیان ہوگی الغرض شہزاد بعد نماز صبح تنہا گاہ میں داخل ہوا استغیثوں کا مطلب حاصل ہوا تمام میں غلام
 نظام ہا اگر انتظار شام ہا جب ہر عالم افروز نے مجلہ مغرب میں قدم رکھا شہزاد و باربر فرست کر کے محل میں
 جلوہ فرما ہوا شہزاد حاضر ہوئی داستان چھیر دی کہ جب سب خوان سبار میں پہنچے بادشاہ کی نظر سے گذرے
 جس چشمن کے چہرہ پر بادشاہ کی نظر جاتی تھی سو مجھو ہو جانا تھا پرو نہیں پھر کراہتہ چشم میں آئی تھی وہ سرفراز
 و جمال اور گونگوا لے لال بادشاہ سے اہل و باز تکھے دیکھنے کو بڑھتا تھا و دپڑھتا تھا سو اسی اوس بخت
 وزیر کے چھوٹا لیر ان تھا باو از بلند ثنا خوان تھا بادشاہ کہتا تھا یہ آدمی ہوا پرستان کا سلطان جو جسکا سلسلہ
 یہ ساز و سامان ہوا و نظام پری سیکر ایاس مظلانا و جواہر است او میں نکا پنے تخت کے بائیں دہنے کھڑے ہوئے

وزیر نطفہ بے وقت حاضری محبت نے جلکراہ و گرنایا لیکن اس افسوس نیکا بادشاہ پر اثر نہ ہوا تو اس کی بیکو ماہ رخ کے گل
 میں بھجوا کر خود بھیجی اثر لینے کو جاہو پنچا خواہوں طلائی خوان جیشنو کے سر دئے اور دوائے تمام محل مع شائہ زوی
 جیشنو کی صورتیں اور خواہوں کو دیکھ کے کہتے تھے یہ خواب ہو یا خیال ہو بشر کو ایسے سباب عالم سباب میں کھینچا گیا
 بادشاہ نے الدین کی ان سے فرمایا تو اپنے بیٹے کو میرے پاس لاجکو اسکے دیکھنے کا مشتاق صدر زیادہ ہوا
 عین شادی کر دینے کا آمادہ ہوا وہ ضعیفہ غیر فرحت اثر شکستہ گھر میں آئی بیٹے کو سب کیفیت سنائی پھر کہا بادشاہ نے
 تجکو بلایا ہوا اس کہا جاگڑھی کے بعد جلونگا پھر اپنے حجرے میں گیا بدستور چراغ کو گڑھو نکو بلایا کہا میں حمام میں
 جاؤنگا نہاؤنگا اور بیکو اوٹھا کے سلطانی حمام میں جو سنگ مرمر کا تھا لیکھا جامہ خانہ میں کپڑے اتارے جس سے
 کہا بچک میں نہانے سے فریفت کروں تو کشتیان لوشاک شامی کی اور چاہر شامی بہا میں توڑے شرفی کے لباس
 نعلیم برسی سیکر انرم او پانچ خواہین صاحب جل جوارح ساز و براق طلائی مرصع وہ کہہ بلو لیل نہا دیکھ کے
 چال چول جائے انکو نہیں سر سون چول جائے حاضر کور و کشتیان زنائے لباس کی مع زبور مرصع لانا بہت چلانا
 یہ حمام میں گیا جن او و حرجل نکلا حاجی وڑے ہاتھوں ہاتھ لیکھ کیا مشت مال کی برسوں کی کثافت نکال دیتی ہوا
 کی تہی ملی تیل عمدہ خوشبو دار تمام بیہم نماز سرتا یا مکنے لگا جسم جامہ خانہ میں آیا پوشاک کی کشتیو نکو قرینے سے
 چنایا کپڑے پنے جواہر کلنچہ جہین سچائی حقیقت وہ لہ بنا جلیہر نکلا اثر فریو نئے توڑے غلام کندھوں پر لیکھ
 تھے کشتیو نہیں مکلف نہانے جوڑے گلان ہوا اللہ اس نرد موتی قرینے سے جا بجا لگا دیکھ کے نہایت خوش ہو گئے غلام
 زین کمر مرصع پوش ووش بدوش آگے آگے اور تین دست بہت اور تین جانب چپ شرفیان محتاجو نکو بانٹنے چلے
 جو تہ بہت بھاری اپنی ناکو ہنا یا سوار کیکو سکھ پال طلائی منگایا چہرہ خواہین اسکے ہمراہ کین دس توڑے اثر فری کے
 دیکے کہا جب محل میں جا پائے جو تہ ملکہ ماہ رخ کی ناکو پھر وطن کو ہنا نا جب منہ دیکھ لینا یہ شرفیان رونمائی کی وینا
 غرض کہ اس سچ و سچ سے بازار میں جب آیا کسی نے اسکونہ پچا نا فرحت و مسرت کی باعث نقشہ بدل گیا تھا ہا پٹو گیا
 اب وہ کثیر برنا و پیر دیکھنے کو دوڑا کبھی اس اقتسام کی سواری بادشاہ نہ وزیر کی دیکھی تھی اثر فریو نکی بخشش سنی تھی
 حیران سکی صورت کو تکتا تھا عرب کی سبک کوئی کچھ پوچھ نہ سکتا تھا دو ہر کار و نکو دوڑا بلکہ بادشاہ کو آنگلی خبر ہو
 ہماری سواری سے پیشتر ہوئے جیسے دیکھا کہنے لگا کہ یہ جوان برسی پیکرے مکلف شائہ او بجا جو تہا کیا صورت

شکل ہجہ وردگار نے عنایت کی ہوس مجھ کیٹے کا ٹھوڑا ہر جب قریب ہو پوچھا باو شاہ نے فریاد عظم کو اور جو جو درنا می
سپہ سالار گرامی تھے اونکو بہتر تقبال وانہ کیا اسکی شوکت و شان سیماں دیکھ کے ہر ایک کو سکنا ہوا تخت کے متصل کجا
سواری سے اوتارا بادشاہ بھی اسکو دیکھ کے حیران ہوا یہ آداب بجالایا بادشاہ نے ہاتھ بٹھا کے گلے لگایا بڑبڑ پر
بیٹھایا کچھ ویرانہا حال اسبابو شاہ کو اسکی تقریر کا خیال ہا دفعہ اشارہ جو کیا نو بہت خانہ سلطانی بجنے لگا سبک سلاست
کی صدمہ ہر طرف پیدا ہوتی باو شاہ اسکا ہاتھ پکڑ کے محملین لے گیا قاضی کو طلب کیا شاہنزاوی ماہرخ کا کالج اسکے تخت
پڑھو او یا پھر کہا با باخانہ خانہ شہناست جاہو تختی شب ہی باقیام کرو راحت آرام کرو یا جہان چاہو لجا ڈیال تمھارا
بین تھامی خوشی بہر کیف گوارا ہو او سننے عرض کیا فری چاہتا ہوں خوری زمین ہوا متصل دولت ساری شاہی لگیا ہاتھ
تو شاہنزاوی کے واسطے مجلسہ بنجائے وہاں لجاؤن آپ کے زیر سایہ کھون بادشاہ نے فرمایا تم میری حاجت مال کے
مالک ہو پوچھنے کی احتیاج کیا و کار ہو جو مقام پسند ہو جسقدر چاہو لو مکان بناؤ کھدواو اختیار ہو تسلیم جالا کے سوار
ہوا اسی طرح شرفیاء لٹا تا ز سرخ کا منہ برساتا اپنے مکان پر پوچھا راہ مین دور ویر خلقت و ڈور و ڈور کے شرفیاء
لیتی تھی دعائیں دیتی تھی اپنے گھر پہنچے بد تو جن کو طلب کیا حال انھار کسی کہا چاہتا ہوں ایوان شاہی کے
متصل ایک مجلسہ اعلیٰ شان اور او میں جتنی ضرورت کے مکان ہے میں تیار ہو اقرقی طلائی در و دیوار ہو جا جا جو ہر
جڑ ہو مکان وسیع بہت بڑا ہو جو کبھی کسی شاہ و شہر یار نے نہ بنوایا ہو فخر کے دیکھنے میں آیا ہوجن نے سلام کیا پھر
یہ کلام کیا کل دیکھ لیجئے گا جو ٹھوڑے مین ایگا انسان کا کیا ذکر پرستان کارہنے والا نقش دیوار ہو جا بیگا وہ تو خدمت
ہوا یہ شاہنزاوی کے اشتیاق مین بچپن ہا دوسرے روز وہ جن آیا کہا مین حکم بجالایا چلکے ملاحظہ فرمائے جو کسراقی ہو
بتائے الامون جو وہاں گیا عجب مکان جنت نشان نظر آیا متصل اسکی حاجتی ہی محلہ بارہ درمی دیوانہ خانہ خوش فرینے
زندانہ روانہ باہر صہیل فلینا نہ پائین باغ شد او کراچ بکراہو بھلا بھلا حمام اوسمین سانچہ کا ڈھلا طرفہ یہ کسباز سامان
میا فرش فروش مع فراش جھاڑ جھاہ مرونگ فانوس کنول شیشہ آلات عمدہ سے سجا خوشمین برسی پیکر خواہر سر
بتے بتے نوجوان لونڈیاں بانڈیاں پیش خدمت مغلانیاں صلیکین محلہ راتوسن سیدہ پرانی پرانیان اور جو
ضرورت کی چیزیں شاہ و شہر یار کی ہوتی مین تو شہانے مین سب سلمان پوشاک کے صدا دست بچھے صندوق
پٹلے چنگیر عطر دان پانڈن متصل کھڑو دن بھر اپنا ہون پر سب سلمان و صرافینا مین اتھی تھنیاں

مرح طرح کے ہوئے عماریان جھوٹوں کی نئی تیریاں تیلیان جوان جوان انکے دار و نہ جہا جدا افترا رو پڑا شرفی سے بھرا
 ہوا ہر خانہ میں ہر ایک تم بے ہما جو جسکا عمدہ تھا سب بڑے آئے تفرین کھائیں بقدر ریاضت خلعت پائے غلی اخصو
 خاص بارہ در حسی میں ایک سے ایک تھیں ایک جو ہر عمدہ نادر تھا سونے چاندی کے بلندگ تھیں ان جنس
 نیا و ہنک غلام گوش میں کوریاں گل کس کس شکر کا بیان کروں ایک کتاب نکر میں دوسری تیار ہو کر سوئین ہر باب کا
 نہ شمار ہو جن تو رکانات اور سب کارخانے الدین کو دکھا کے راہی ہوا یہاں اس مکان اور سالان کا غلغلہ آیا شاہی
 ہوا اور شاہنشاہ چارم سریر عمارت عجیبان غریب کی سیر کا مشتاق افق مغرب سے بڑی چمک و مک سے نکلا آجمن انجم
 برخواست ہوئے ماہ کا منہ سفید ہوا شمع لگن میں جھللائے لگی تقسیم سحر پھر چمکے ہر روش پر نگارنگ کے پھول کھلانے لگی
 مسجد سے اذان کی صدا آنے لگی شہزاد شمع حیات کے گل ہونے کا خوف کھانے لگی شہریار نے پھر دیکھے تے سکین و می فرمایا
 تجھے سلمان ہو تھبتک بیان داستان ہو شہریار نے برآمد ہو کے سر پر سلطنت پر جلوہ و یا عادلان داد میں من کام کیا جب
 ہر جانگ دو داخل حجرہ مغرب ہوا شہریار نے دربار برخواست کیا غلو تو سر میں آیا شہزاد گویا فرمایا کچھ دیر بیستہ دست پر آ
 پھر سیدار ہو کے بیان داستان کا حکم دیا شہزاد گویا ہوئی کہ یہ خبر عربیہ کے بادشاہ چین محل سے کل آیا یہاں قدرت خدا کا
 جلوہ پایا سر دست قالین لایتی جسمین ششے تک پاؤں غرق ہوتے تھے بچھے دیکھے دل سے کہا کل مذکور زبان آیا
 آج ایسا نادر مکان بنا پایا اور میرا عظم جو خار کھاتا تھا ساج تبتا تھا وہ بھی حاضر ہوا اللہ دین و پرو آیا تسلیم بجایا یا بادشاہ
 کو لپلا جوں جوں آگے بڑھتا تھا ہر قدم پر پٹھر کے در و پڑھتا تھا جسم دروازے کے اندر آیا جنت کا نشان
 اہتمام میں حج رو علمان پاؤں لڑکھ آیا جو سامان اس سلطنت کی مدت میں دیکھا نہ سنا تھا وہ ہر مکان میں قرینے سے
 چنا تھا بارہ درمی میں ہر بچا اور زیادہ استعجاب ہوا دل سے کہنے لگا یہ شخص انسان ہو یا سلیمان ہو وہ جن انس کا
 فرمان داتا اور یہ یکہ و تنہا تھا حقیقت یہ ہر کہ ایسا مکان اور یہ یقین و ایوان بادشاہ کی نظر سے بھی گذر گیا تو تعجب کا
 مرتبہ اس سے زیادہ اور کیا ہو گا یہ خبر نے سنی وہ حاضر ہوا وزیر ایسے پالارار کان سلطنت چھوٹا بڑا جمع ہو گیا جس نے دیکھا
 او کو سکتا تھا صورت تصویر چینی و کیر حیران تھے کوئی کچھ نہ نہ سکتا تھا بارہ درمی کی غلام گوش میں دستار جوان
 وسیع بچھا جہاں کی نعمت کا ڈھیر سب طرح کا کھانا قرینے سے چنا تمام ملازم و عمدہ دار سرکار کیست بیٹھے اور جگہ نما
 رہی سب کو کھانا کھلایا پھر حضرت فرمایا اظہار ماخ کو اور او کی من کو بادشاہ نے بلایا یہاں غلام کا کارخانہ دکھایا شہنشاہ

اوس سے نادر خمد و سترخان بچا تھا اور سب طرح کا سامان کھا بیجا چنا تھا جو با و شاہ نے کھانا کیا تمام عمر نہ ساتھا تو کھنے سے انسا کی ہوک بجاگ جاتی تھی کھانے کی نوبت کب آتی تھی تو آہ رخ جس مکان در او سکے سامان کو کھیتی تھی گل کی خوش گلی جاتی تھی زمین پر پاؤں نہ لگاتی تھی ان سبھوں نے دترخان پر زبانی صحبت کی خاصہ نوش کیا الدین نے کما اعلیٰ دار التوجہوں کلم جس قدر عملہ زمانے میں ملازم ہو کھانا کھا مین آتی اپنے اپنے گھر لیا مین یہ سنکے ماما صلیو نے پشارے بانہ سے لکر کھانا بہ ستور ہا کو آئی کھانہ سکا و سترخان مور ہا اب با سایش تام ملکہ ماہ رخ والدین اوس مکان میں رہنے لگے عیش و عشرت سے شام و سحر کرنے لگے تو جبکہ سوا جتنا عملہ اور ہاتھی گھوڑے اور سامان جو الدین کے پاس تھا بادشاہ نے کبھی دیکھا نہ تھا اکثر دھرم بادشاہ اسکے محل میں آتا مین اور داما کو دیکھ کے بھولانہ سماتا دوسرے تیسرے روز اللہ دین بادشاہ کے دربار میں آیا بعد برخواست محلہ سری شاہی میں کہو چلا آنا آٹھویں روز جمعہ کو شہر کی سیر کرنا وہی دو لون غلام ہمہ کین کر پویشا ک نیر اپنے باتیں دہنے شرفیان بانٹتے جاتے فقیر فقرا محتاج غریبا کا دور ویر آردہام ہوتا نا کام کوئی نہ رہتا تھا سونے چاندی کا دریا بہتا تھا اور گاہ گاہ شام و پچاہ فریر غلام و ارکان منظم دھاندلے گھر زمین جانا دو چار گھر می بیٹھ کے چلا آنا اور کوا بے مکان پر بلانا نعمتیں کھلانا اور ہر شخص کی حاجت برلانا فائدہ ہونچا نا اس سے تمام شہر ادنی و اعلیٰ ساز و بار ہا کھا نہ دلا کوئی ایسا نہ تھا کہ بندہ بیدام ہو دغا گو صبح و شام نہو جب کبھی شکار کھیلنے دو چار کوس کا غم کرتا جس قریب وہ مین گذرتا وہاں کی خلعت الامال ہو جاتی نہ مال ہو جاتی تجشش وجود و النعام کا یہ کام ہر کہ جو ہوتا خواں ہو ذکر خیر ہر ایک کے بربا ہوا اسکے علاوہ جرات اتی پروردگار نے عطا کی تھی سو چتا تھا کہ کسی دن ایسا وقت و موقع ہاتھ آئے کہ بادشاہ کو جو ہر شجاعت دکھائے اتفاق زمانہ ایک غنیمت فرج عظیم لیکے اس ملک کی تسخیر کو چلا اور بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اس نے بھی فوج جمع کی سامان حرب و بیچر کی دیکھ بھال ہونے لگی اللہ دین نے بادشاہ سے عرض کی فدوی نے کبھی ایسا کام نہیں کیا تو ج و لشکر کا حکم نہیں کیا مگر اسید وار ہوں کہ اس لڑائی کا اہتمام فدوی کے نام ہوتا کہ اتنا تمام ہوا بادشاہ نے قبول کیا رطب و یابس کا اختیار دیا صحیح کونج کر کے شہر کے باہر قیام کیا فوج اوسی روز رخ ساز و سلمان و تو بچانہ ماہی مرتب نشان لیکے حاضر ہوئے میدان ہوا رہا فوج صفت آرا کی گئی القصد اپنی حسن قیام سے اس فوج قبیل کو انہوہ کثیر سے لڑانا دوسرے روز شکست خاصش وی اوس سلطان فراری کوچ کا شہری بادشاہ بغیر فرست اثر سنکے بہت شاہو ہوا تو یک وقت درخیز ہو چکا اوس روز سے شاہزادہ فوج نصیب لغت ہوا

سلطنت کے کارخانوں میں اختیار سب جو انکی بیس بری راحت و آرام سے بسر ہوتی فلک نیلی کو ساخار ہوا اور فر
آزاد ہوا اب یہاں سے یہ جلد سنئے وہ ساحر افریقی جو ساخا چا بنانا تھا اور نہ خانہ میں اسکو چھوڑ کے بھاگا تھا پھر تاہم واقعہ میں
ہوا ایک روز سوچنے لگا کہ وہ لڑکا نہ خانہ میں گر گیا ہو گا دنیا سے گزر گیا ہو گا بسکہ بل میں بد طول تھا ورمہ پینکا شکن
کھینچے اسکا مال دیکھنے لگا زندہ ہو یا مر گیا بعد مل معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہے اور دنیا سے آزاد ہوا ہوا ایک محل پر
کبھی دیکھا ہو گا اور میں شانہ زادی کے ساتھ دن رات عیش و عشرت میں مشغول ہے جو ساز و سامان شاہی ہوتا ہے جس
حصول ہوتی دیکھتے رشک کی آگ میں جل گیا اور حیدم شہر سے نکل گیا جہن کی طرف روانہ ہوا کہیں وقفہ نہ ہوا بعد
چندے اس شہر میں آ رہا وہاں ہر اس میں مقام کیا آیا زادی شہر سے آرام کیا ایک روز شہر میں جاکے ہر طرف گشت کرتا
ایک مجمع میں گذر چند شخص ماہم بیٹھے ہر طرف کا ذکر کرتے تھے ایک شخص نے اللہ دین محل کا ذکر چھڑا اور فرقی نے پوچھا کس
محل کی اسقدر صحبت کرتے ہو وہ بولے صاحب معلوم ہوا تم بیان نو وارد ہوا اللہ دین نام بیان ہتا تھا کچھ دنوں سے شاہ زادی
ماہ رخ جو یہاں تک بادشاہ کی بیٹی ہر اسکے ساتھ اسکی شادی ہوئی اور اس روز دولت شاہی ہر ایک عمارت طلائی مصحح تعمیر کی ہر ہر شہر کا
ذکر کیا ہے جو بادشاہ جنوں گل ہو گا اوستے نزدیک ہوا گایہ سنتے یقین ہو گیا کہ وہ چراغ اوسکے ہاتھ لگایہ سب کارخانہ اوسکی با
نصیب ہوا وہاں سے اوشہ کے محل کو دیکھا پھر تو انکاروں پر لوٹنے لگا اپنے سر کے بال کسوٹنے لگا تری میں آیا
ورمہ پینکا معلوم ہوا کہ اللہ دین کو چراغ ملا ہوا اسکی یہ روشنی ہوا اور وہ شہ نشین کی کانسن رکھ کے شکار کھیلنے گیا ہر ہر کا
تو ساحر قابضت نجومی بن محل کی ڈیوٹی پر پہنچا اور پکارنے لگا ماہا اھیلیں کجنت ست عقدا ہوتی ہیں دعوت
بلایا ڈیوٹی پر پہنچا یا حال پوچھنے لگیں ایک آد او میں خبر خواہی سے شہ زادی کا قصہ لے بیٹھی کہ ہماری بی بی کی اولاد
نہیں ہوتی اوس پوچھی کہ اس غور سے کہا ہماری بی بی پر سحر ہوا اور وہ ایک پڑنا چراغ جو کانسن دعا ہوا وہیں آج
شہ زادی سے کو اپنا منہ دیکھیں پھر برے پاس لادین اوسکی زبیر کو دن اسی سال میں اللہ ہو گھر آیا ہو وہ دور رہی
شاہ زادی سے کہا کہ ایک نجومی بڑا کامل ہے جسے مثل عامل ہو گھر کا مال کہ ویا کانسن کل چراغ بتایا پھر جھٹ پٹ اوس
تیل پھر کے شاہ زادی کے روبرو دھر کے منہ دکھلایا اب وہ چنچ باہر آیا یہ دیکھتے ہی شاہ ہو گیا بند ترود سے آزاد
ہو گیا کچھ جھٹ پٹ پٹ کے چراغ اوشا لیا کہا میں سکو ویرانہ میں گاڑ دوں گا اسی جہنہ میں شاہ زادی حاصل
ہو جائیگی تو میں جہنہ جانے سا بیٹا یا بیگی چراغ لیکے مرا میں آیا اوسکو صا کر کے رکڑ دیا تو گل جو اوسکے تابع تھا

حاضر ہوا کیا ارشاد ہوتا ہوا فرقی نے کہا یہ محل جو تیسے بیان بنایا ہے مجھ سے مع سب سامان کے اوٹھا ملک افریقہ میں
 پہنچا اور مجھ کو اپنے ہمراہ لے جاؤ اور میں کل نے دوسرے کو بلا محل کو اوٹھا مع افریقی گجروم افریقہ میں جہان اوس نے
 کہا تھا رکھنا اور جس وقت جگے چلا گیا آدھر فلک شہدہ باز نے ڈھنگ لڑات کا ونسے رنگ بدلا مائل سپہ چارم بہت بخیر
 دیو شب گوشہ مشرق سے نکلا طلسم خانہ جہان کو محض کیا تو آیت تیار کی انجمن ہم برہم ہوئی طلکنت شب تو پم ہوئی
 تو دن نے اذان دی شہزاد چپ ہو گئی شہزیار تیرا اوٹھا عبا و تخانہ کلاہستہ لیا بعد فراغ نہایت سخت سلطنت
 جلوہ دیا عدل و انصاف میں مشغول ہوا اس لٹنا میں مسافر سپہ منزل و تمام کی شفق شام کھل کھلا کے ہنس ٹپپی
 تیرگی محیط آسمان ہوئی شہزیار نے خلوت لے لی اہلی شہزادہ حاضر ہوئی پہلے آرام کیا پھر بیدار ہو کے بیان کہستان
 کا حکام کیا شہزادہ گویا ہوئی پہلے چند فقرے سلطان چین کے قلق و اضطراب کے دل لگی جیسا کہ سینے اوکا
 معمول تھا کہ دم بحر روز اوٹھ کر محل شاہزادی کو دیکھ لیتا تھا آج جو دیکھا سیدان صاف پایا محل گیا وہاں نشین
 نظر آیا گھبرا کر آنکھیں ملنے لگا بلکہ آنکھوں سے خون ناپ جگر کلنے لگا وزیر اعظم کو طلب کیا اظہار حال کسب اوس نے بھی
 دیکھا سطحہ سہوار گل خار غرض کی غلام نے پہلے کہا تھا کہ یہ سحر کا کارخانہ ہے محل کا بہانہ ہے حضور کو باور نہوا بادشاہ نے
 فرمایا وہ مکار کمان گیا وزیر نے کہا کئی دن ہو شکار کھیلنے کے حیلے سے گیا ہے حکم ہوا پچاس سو ارہار جا میں
 اوسکو گرفتار کر کے لائین وزیر نے پچاس سو ارہار کیا سارہ دار کو روانہ کیا اتفاقات مانہ الہ دین شکا کھیل کے
 پھر اتھا شہزادہ پر وار ملے یہ یوں اوسکے ممنون تھے ہزار ہا روڑو تیا تھا و تباہت سب کے کہا بادشاہ انہما کا بڑا
 وزیر کی بانی ہو اگی گرفتار کیا حکم دیا ہے مجھ پر میں آپ جلد چلین تاخیر نہ کریں اوسنے سبب پوچھا یہ سب لاعلم تھے کچھ نہ کہا تھیں
 یہ غلطہ ہو گیا تھا کہ بادشاہ آج الہ دین کو قتل کر گیا تیغ جلا دیا اوس سے بھرے گا نتجاوت عجیب شہزادہ تمام شہر کا
 جان نثار تاجدار تھا سلحہ ہونے کے سبب و دولت کو گھیر لیا بادشاہ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا اس لٹنا میں الہ دین
 داخل ایوان شاہی ہوا اور واز بند ہو گئے اسنو دیکھ کے بادشاہ نے قتل کا حکم دیا باہت صادق مصرع عدو تو
 سبب خبر گرفتار خواہد وزیر نے عرض کی ایوان شاہی و شہر بھی لٹ جائیگا ایک شخص زندہ نہ بچنے پائے گا
 دروہت پر صبح عام ہر خلق کا اثر و عام ہر اگر یہ حکم سن پائینگے ابھی ہوا زہ توڑ کے اندر آئینگے تم لوگ جیتے بچے
 نہ پائینگے مناسب ہر وقت الہ دین کی بانی و تاکہ یہ سمجھ لیں کہ بادشاہ نے غرض تو کیا کہا کر دیا بادشاہ نے فی الفور

رہانی کا حکم دیکھنے کے بعد وہی سے کہا شدہ میں نہا کرے کہ بادشاہ نے الدین کے قصور معاف کر دیے یہ خبر سنے لو کہ مظہر
 ہوئے الدین نے بوجہ سبب اس اعتبار کی باعث سختی و غضب کا مجھ کو معلوم ہوا بادشاہ کو ٹھہرے لے گیا پوچھا محل میں کیا ہوا
 اس نے جو دیکھا محل کیا وہاں تو جو بڑا بھی نہیں سکتے کے عالم میں غش دیوار ناچار وہ گیا فرقت ماہر رخ میں خون کار یا آنکھوں
 بہ گیا بادشاہ سے کہا میں اچھا میرا قصور نہیں میں شکار ٹھیلنے گیا تھا یہاں یہ آفت آئی میرے قتل کر نہیں خون ناحق کے
 مواخذہ کے سوا اور کیا ہاتھ لے گا اگر شاہزادی نے ملی تو نیا کام خود گلا کاٹ کے مر جائیگا جالیس دن کی ہلاکت دیکھنے لگے
 مینے اس کو نہ پایا تو میرے سر کی خیر اٹھو آنگی خون بے گناہ کی بزمامی بیخ جائیگی بادشاہ سوچا ہلاکت دو چیز سے انتظار
 کر اور فرقت بادشاہ سے نصرت ہو کے سر بھرا ہوا طبیعت کی بیماری بٹھی ہو وہاں دل میں سوچتا تھا کہ مر جاؤں کیونکر
 پتہ لگاؤں آخر ایک دن جو شجرت میں جا ہا کہ جان مے دیر زمین بھر سے سر بھڑکے مرے اس خیال میں بھرا دیکھا
 ارادہ کیا کہ سر پرارے سبب اسباب کے کارخانے جدا ہیں اسی حیرت میں سب مبتلا ہیں اسکے ہاتھ میں وہ چھلا افریقی کا
 تھا وہ بھر سے رگڑ گیا فوراً اس کا موکل موجود ہوا کہتا ہے یہ کیا کرتا ہے زناحق کیون جانے کد تار ہوا اسے کہا افسوس ہو کہ
 میری محنت برباد ہو گئی کوئی شاہزادی کو محل سمیت اوٹھا لیا گیا اور مجھے خبر نہ ہوئی خدا جانے وہ کون تھا اور کہاں گیا او
 کہا وہی افریقی جو جنگو لیا گیا تھا وہ آیا اور فریسیہ چراغ اوس نے پایا اوس کے موکل جنہوں نے محل بنایا تھا اوس کے حکم سے اوٹھا
 لیا گیا اس نے کہا تم اس کو لے سکتے ہو وہ بولا اتنی طاقت و قدرت ہم میں نہیں مگر تھو وہاں پہنچا سکتے ہیں شاہزادی کو
 لے سکتے ہیں الدین نے کہا اچھا اوس نے اس کو اوٹھا کے افریقیہ میں محل کے دروازے پر بیٹھا دیا ایک آن میں
 پہنچا دیا رات ہو گئی تھی محل میں پہچانا اور وقت کوئی بات بن نہ پڑی اوسکی دیوار کے نیچے بڑا دم سحر اسکی آنکھ
 کھلی شاہزادی طبیعت کی جنت سے اوس سحر کی دہشت سے گھبراتی تھی اگر بھیکو برآمدے پر آئے جگن دیکھ کر بھلاتی
 تھی وہ سحر کے سحر کو دیکھنے لگی پچا ایک الدین جو چوکانا شاہزادی کی نگاہ سپر پڑی پہچانا ایک محرم راز لیسے
 کہا اوس نے سے پوشیدہ الدین کو لے آوہ آگے سکر اپنے ساتھ لیا گئی دونوں ملے خوب روئے و تاجرت کے
 دلغ آنسوؤں سے دھوئے شاہزادی نے اسکی عقل پر فرین کی کہ ایسی شرمناک اس بے قدری سے گانتا
 رکھدی اور کچھ خبر نہ لی اور نہ حکو اوسکے حال سے آگاہ کیا کہ اوسکی اعتقاد کرتی جان سے غم نہ جانے چھپا کھتی خیر
 گذشتہ راصلو اب کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ اس سحر کو جان سے مار ڈالو اوس نے بوجہ صحبت کیا رہی ہوا شاہزادی نے

کہا پرنے ہوئے تا پیری خوشام کرنا ہو جی حکم کا ماہوین کنتی ہون چاہا مستور تجھ سے صحبت ہونا بہت دور
 آخر کار یوں رہے جھک کر کے بلاجانا اور دین نے کتاب اس آشی آرگہو تیری محنت شقت پر بگور حکم پانچ
 الدین سے ہاتھ اور شاہ باہر وہ سنکے خوش ہو جائیگا پھر شراہ و کراہ میں لگے پلاوینا و کاما تمام ہو گیا ہار کام ہوا جا
 یہ بات اوکو پسند آئی شراوی کے پاس ہو وہ الماس تھا اوکو شراہ کے کٹر میں اویا ہر ہر خاص کو بھلا دیا گئے مٹی
 آئے اور میں شراب طلب کروں پہلے دوسرے کٹر سے مینا میں بیکار و مانگوں کی تو اس کٹر نہ ہر آخر سے شراب لانا خیر
 بھول گیا ناقصہ پرنے حسب محل افقی آیا انواع اقسام کے سوئے بلالیا شاہزادی کی منت بعد پاجت کرنے لگا تھا
 تعشق کے لیے دم سر و بھر نے لگتا شاہزادی حسب وعدہ التفات کی باتیں کرنے لگی یہ پاجت خوش ہو شاہزادی
 نے کہا آج جی جاہتا ہر ہم تم باہم شراب پیئیں قصہ پلینہ دور ہو طبیعت کو سرور ہو سنا آخر تو ایسا چاہتا تھا نابت
 خوش ہو اگر پھر نے لگا باؤن برگ نے لگتا شاہزادی نے اسی خواص سے کہا شراب تند و تیر سے ساغر لیز جلا وہ
 گلاس بھر کے لائی شاہزادی نے پیا پھر دوسرا گلاس طلب کیا وہ افیقی کو دیا وہ بے تکلف منہ سے لگاپی گیا گیا
 جی گیا نور شروع ہوا دوسرے گلاس کا حلق سے اوتر نا اور ہر کا اثر کرنا فوراً سر تلے اوٹا لگین اوپر یہ توجت ہو کے
 پھر نے لگا آدین اس تاک میں بھانورا آسوی پنا ہر کا انتظار کیا خنجر گلے پر پھیر دیا جب وہ مر گیا اوکی نفل سے وہ چراغ
 نکلا دیکھتے ہی الدین باغ باغ ہو گیا تیرج والم سے فراغ ہو گیا اوکی اش پڑی ہی چراغ کو اسے رگڑا تو اوکل حاضر ہوا
 کہا کیا ارشاد ہوتا ہوا الدین بولا اسیدم اس محل کو جہان مٹنے بنایا تھا ہونچا دو اس خشکی سے سبب او کفر اچھو میں کو
 نو ہو گلہ نئے فوراً محل کو اوٹھا کے شہر چین میں محلاری شاہی کے روبرو جہان بنایا تھا لاکے رکھ دیا بادشاہ پرتی
 خار سے اس وقت بلاخانہ پر اوہر اوہر دیکھ رہا تھا دفعہ وہ محل نظر پڑا پیاختہ وڑا ہوا محل میں آیا شاہزادی کو
 کے رویا گلے سے لگایا پوچھا شاہزادہ کہاں ہوا اس نے کہا آپ سے محبوب ہوا اس لیے کہ میں پنہان ہو یا و شاہ وہاں آیا
 معاملات گوشہ کا غدر کیا چھاتی سے لگا کے خوب رویا کا طبیعت کو صاف کر تیری غلطی صاف کر داکہ دین نے
 ہاتھ باندھ کے کہا آپ بہر صورت نمکدین لگتے ہو یا نہیں فی ہر روز ہر کو چاہیے کہا اسی میں مصلحت تھی جو حضور صلی
 باتیں نہ کرتے تو اتنی جلد شاہزادی ہاتھ لائی اسکے بیچ مقلدقت سے فرج جانے بیزی صورت گیا ہو جاتی ہے سنے
 بادشاہ نے وزیر عظم سے فرمایا ایک ہفتہ تمام شہر کی دعوت ہماری طرح کو کوئی اپنے گھر میں کچھ پانے نہ پائے

بلکہ آگ سلاخانے نہ پائے سر راہ چوک میں کچھ کچھ فاصلے سے طائفے مقرر کرو کہ وہ رات ناچ گانا ہو تو محلے
میں بھی ارباب نشاد کو بھجور دکائیں ایسی نگلی جائیں کہ سیر دیکھنے والے لحاظ و محتاتین مسافر پر ایسی مہمانسرا میں قیام کریں
لطیف غذا میں کھانے ناچ و بھین گنا سنیں احتیاج آرام کریں ہر سے خانقاہوں میں رگونی اور گاہوں میں شایخ گوشتہ بنو کو
بت کچھ نقد و جنس ملا جو نگوئی مالامال کر دیا غریب غریبا گھر رو پڑا شرفی سے بھر دیا اس طلبہ کی موم ہوتی منزلوں سے
نوعت سیر دیکھنے کو شہر میں پہنچی ہر شخص کی احتیاج برائی بلکہ خواہش سے زیادہ دولت پائی صد ہا قیدی زندان سے
رہا ہوا ایک عالم کا بھلا ہوا ایمان تو علیہ ہر ہا دن عید رات شب برات ہو گئی نئی بات ہو گئی اب اس جگہ کو نوجور سنیے ناچراؤ
سنیے اوس سحر کا چوٹا بھائی تھا حقیقت میں قساوت قلبی سے قصائی تھا فن سحر میں دو نون کیتا تھے بد بلا تھے
تھے کنا ہونے کے پیا سے تھے جو بال کے پوتے سامری کے نواسے تھے وہ لو کو بھی لکھا نہ رہتے تھے سحر کی
وہ میں صد مذہق سہتے تھے جب زیادہ شایق ہوا تھا جدائی کا صدرہ شاق ہوتا تھا تو احد نجوم و رمل سے الگ ہوا
دریافت کر لیتے تھے ہر طرح طبیعت کو تسکین دیتے تھے در میو لا برس نکا عرصہ ہوا تھا کہ دو نوجو جدا تھے چھوٹا بھائی
پھر تاج پلتا افریقہ میں آیا بڑے کو نہ پایا اوسکو لال ہوا حال دریافت کر نکا خیال ہوا علم رمل سے جسکا مشاق تھا دیکھنے لگا
معلوم ہوا کہ شانہ رومی میں کی بیان آئی تھی اوس نے ہر بلا کے ہلاک کیا اور اوسکے شوہر نے گلا کاٹ لیا یہ دیکھ کے
رونے لگا بقراری سے جان کھونے لگا پھر سو جا اگر تو روتے روتے مر جا لگا وہ زندہ نظر نہ آئیگا چین میں چلے
اوسکا بدلا تو تو لوگو چین ہو بیہوش مہم کے لئے ہائے چلا تھیں میں وارد ہوا سر زمین اوتر کے شہر میں بھرے لگا
جس حکم و دوچار شخص باہم دیکھتا وہاں لکھتے جاتا اونکی باتیں سنتا اپنا قصہ کچھ سچ کچھ جھوٹ سنا تا ایک روز مجمع ہوا
چٹھے برعاشونین گذر ہوا وہ غیب شب باہم کرتے تھے تھے نئے نئے دم بھرتے تھے ایک نے کہا سبحان اللہ ہمارے
شہر میں عابدہ سیف زبان ہوا و سکی گراستونکی طول داستان ہو یہ اذنا بات ہو کیسا ہی دروس ہو کھانے کا
خطر ہو جان اوس نے ہاتھ لگایا کوسون در و نظر نہ آیا در میدان ہو تو کل پر گذران ہو سو امی روزہ نماز میں روز
سے کچھ کام نہیں نکو صائم شام سے تا سحر جا نماز پر قائم رہتی ہو اپنی حاجت خدا چھٹ بندو سچ نہیں کہتی تھی
کہ وہ گاہ نماز جمعہ کو مسجد جامع میں جو جاتی ہو ملق کو عید ہوتی ہو تمنا بر آتی ہو یہ تمنا سمجھا کہ ترکیب خوب ہے
آئی مطلب نکل آئیگا بھائی کا قائل اس گات سے مارا جائیگا اوس کیسے مکان کا پتا چھب کے وہاں پہنچا

ملاؤست سے مشرف ہوا دیکھا عورت مردانہ خصال ہو یا نکال ہو قد بھوس کے بعد بہت منت سماجت سے عرض کیا کہ عین اللیلین
 کم گوہ نامان بیار توشناس شہرین اردہ ہون کوئی شخص اپنے پاس کھڑا ہونے نہیں دیتا تمام دن بے دانہ و آب پھر اوس
 عابدہ کو خوف خدا آیا کیا یہ فقیر کا گھر تو عجب در بدر ہر ایک کو نے میں بیٹھ رہا جو الیہ نلاق بھیجے گا تجھ کو بھی ملے گا یہ تو
 خدا سے چاہتا تھا قبول کیا دو جادو میں سب او قاتون کا حال دریافت کر کے شکو تنہا پا کے اوس عورت کو مار ڈالا
 صبح کو اوس کی لباس پہن کے عصا ہاتھ میں لیا برقعہ نہ بڑال کے چل نکلا لوگوں کا مجمع گرد ہو گیا کوئی قد بھوس ہو نہ تاکوئی گرو
 پھر تاجنگا کہ شیر براہ ہوا یہاں تک کہ ملکہ یا ہرن کے محل تک پہنچا غنڈہ سنکے لاکھ نے خواص کو بھیجا وہ حقیقت دریافت کے
 آئی ملکہ کو یہ خبر سنائی کہ وہ عابدہ جب کا شہر شہر میں ہوا اس اہ سے جاتی ہو خلق خدا ہمراہ ہوا اون لوگوں کی آواز آتی ہو ملکہ نے
 خواجہ براؤنکو دیکھا کہ عابدہ کو سکویاں لاؤ مدت سے مشتاق ہوں مجھے دکھاؤ خواجہ اچھے اچھے اوسکو برکین منت خوشامد
 لائے ملکہ نے پائین فرش تک استقبال کیا مصافحہ کر کے بٹھایا وہ مکار و فاشا شہر کی آڑ میں شکار کھیلا جاتا تھا
 برقع میں خوب بدن چھپایا کسی کو رونگٹا نظر نہ آیا دعا خیز دیکے ملکہ کے برابر جا بیٹھا ملکہ نے فرمایا اگر مجھ کو سزا دے کرو کچھ
 دن میرے پاس ہو تو تمہاری صحبت کی کبر سے سعادت حصول ہو ہماری عرض قبول ہو اوس مکار نے بہت آواز
 دیا کہ جو بد یا فقیر کی امیدوں سے صحبت چھینی نہیں ریاضت میں خلل ہوگا بہت بڑا بل ہوگا یہ سنکے خاص طلب خواجہ خوار
 پھچھایا گیا اوس مکار سے کہا بسم اللہ کچھ نوش جان کیجیے کہ برکت ہو قبول و محبت ہو اوس نے کہا سوکے ٹکڑے کھانسی
 عادت ہو جو نکی ریاضت ہو جب نعمت جہاں خراب کی ہو و مانع میں آئی طبیعت اور پر غیب ہوگی محنت برباد جاگی
 شاہراوی نے مکان سے جدا اسکے واسطے تجویز کیا کچھ خشک میوے اور روٹی کے ٹکڑے وہاں بھیج دیے
 خود خاصہ نوش کیا بعد فراغ طعام او کو تمام مکان کھایا وہاں غنا باز نے بہت تعریف کی کہا رومی زمین اور پروہ فاش
 میں ایسا مکان نہ نکلتا اگر رخ کا اندازہ میں لٹک جاتا ہر کوئی نظر میں کھٹک جاتا ملکہ نے کہا شہزادہ شکار کھیل کے
 آیا اور میں سنخ کا اندازہ منگا یا اسی گفتگو میں اردوین آہو پوچھا جو جانور شکار کیے تھے ملکہ کو دکھائے بائین ہو لیکن
 وہ بولی میں تمہاری نظر تھی ابھی اس کا نہیں رخ کا اندازہ لٹکوا دو جو میری خوشی چاہتے ہو اردوین بولا بس
 اسنے اسنے تم مکر رہا بھی ہو یہ کہ کے جدا کا نہیں گیا ہتک سے چراغ نکال کے رگڑا تو اسکل حاضر ہو کھٹک گیا ارشاد ہوا
 اس نے کہا رخ کا اندازہ کار ہو بلکہ گواسکا ہر جوہر سے ہی اوسکا رخ پھر گیا اردوین پریشانی میں گھر گیا ہوا اور

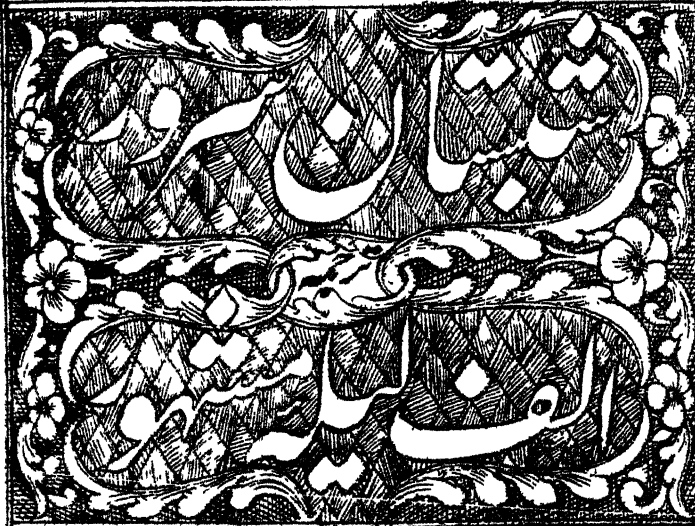
بولا اور بگفت یہ ہماری فرمان برداریوں کا عوض ہے اب تو جا بٹھا ہر ہم اپنے ملک تیرے گھر میں
 لٹکانے میں سیکی کا بلا بدھی پائین مجبور ہیں کہ تو اس میں بے قصور ہو اور اس سلاخ اور قیمتی کے بھائی کا یہ
 فتور ہو ایک نیک بخت عابدہ کو مار کے اور کسی صورت بنا کے تیرے گھر میں بیٹھا ہو وہ یہ باتیں سنا جاتا
 ہے جو جو خاک میں ملاتا ہے اور وہیں نے بہت منت سماجت کی غدر کیا کہ میں اس کی دے آگاہ نہیں ہر
 کچھ گناہ نہیں اور تو نصرت کر کے بلہ آیا ملکہ کو بلا یا کہا بھارتے گھر میں کوئی عقیقہ زاہدہ ممان ہے جو جو
 اور کسی نیک بخت کا بڑا ارمان ہے شہزادی الدین کو ساتھ لیکے اس مکان میں گئی جہاں وہ مکار عابدہ
 بنی ہوئی تھی اس نے قدموں سے لکھا ہاتھ بڑھایا آستین میں خنجر کھنچا ہوا چھپا یا چھپے اس نے مصافحہ کو
 ہاتھ نکالا الدین نے چپٹی پکڑ لیا پہلو میں خنجر مارا کہ وہ جہنم کو سدھارا ملکہ رونے لگی کہ تم نے غضب کیا
 کامز ہون کیا مجرم عابدہ کا خون کیا اس نے برقع اولٹ دیا وہ مرد نکلا پیش قبض ہاتھ میں قتل کی کھات
 میں تھا ملکہ کو سکتا ہو گیا کہ یہ کیا ہو گیا الدین نے تسکین کی کہا یہ اس جاؤ و گر کا بھائی تھا اور علی کو
 مار کے میرے قتل کی فکر میں آیا تھا میرے موکل نے مجھ کو بچا یا اب قصہ سنایا یہ تنگناہ سنکے باوشاہ
 جین بھی مان آیا بہت خیرات کی روپیہ فقیر و نکلٹا یا الدین کو اس مکار کے ہاتھ سے بچ جا عجیب
 بات ہوئی لاش اور سیکی چھو اور باہم بعیش و طرب بے اندیشہ و غم رہنے لگے باوشاہ جین میں ہر چکا
 تھا الدین کو تخت نشین کیا آپ کو شہ تہائی میں بیٹھ کے عبادت مجبور کرنے لگا یہ تو صاحب نصیب تھا اور
 تمام شہر کی خلعت عا یا برا یا چھوٹا پڑا اس سے رخصی تھا بعد دل و او وہ نیک نما و زندگی بسر کرنے لگا
 دن کو عدالت کرتا رات کو عیش و عشرت کرتا تختین کامو نہیں شام نشاط سحر کرنے لگا چند عرصہ میں سلطان
 چین نام ملک لقا ہو کے چھ دن پر مصیبت میں مبتلا ہو پھر ہی چھپے ہوئے لگے غصت میں جو لگے دنیا کا بچکا نامہ جو شہزاد
 وہ دیوانہ ہو غفلت پر اس کا دار بہت ہی سچ و بیچ ہو چھوٹا کا لگتے ہیں حقیقت میں بجا ہو چھوٹا کا لگتے ہیں بقی بجا رہے

خاتمہ المطبعہ شکر صد شکر جلد سوم کتاب الاجاب فصاحت و بلاغت انساب موجب جمعیت عاشقان ایشان
 و باعث شگفتگی غنچہ مہنات شعی ثانی موسوم بہ پشستان ہر و رات لیا مشہور تالیف میر شیرین قمر بیجان زمان عجیب
 بیان جناب میرزا حبیب علی بیگ صاحب سرور مغزور ماہ حبیب الحجب ۱۳۱۵ ہجری میں مطبعہ کراچی میں



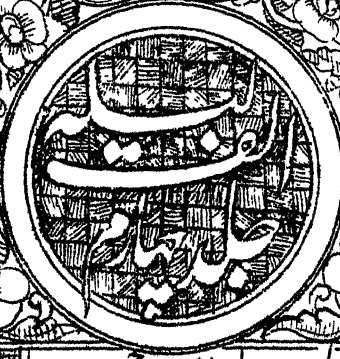
تذکره خدای سخن پردازان بخش پنجم

مجموعه نجات غریب فی قوه حکایات عجیب موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و عیاش
شگفتگی غنچه دهنان می شامش شک ترانه بلبل هزار داستان غیرت بهار ارض صومعه



سبح و تحفاره و زبان تالیف ناظم و ناثر عدیم انظیر عجاظ بیان بذریع طیفه و جزیر
نخنگوی معانی طراز فصاحت بلاغت محمود جناب میرزا حبیب علی بیگ صاحب در موقوفه

مطبع مخبر العلوم کازان بابیه تمام محمد یعقوب طبع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد و ہجرت منی

شہزادے شاہ ایران علی شان بیان کیا کہ شہزادے کی طبیعت میں ہانڈی نیرنگی پیدا ہوئی جو شہنشاہ ہر گاہ کہ المین بتلاہر ایک سطر پر نہایت اوردیگا
 مزلج رہتا نہیں اس واسطے قابل اعتبار کوئی کہتا نہیں ہر چند خود غور کرے حال کھلے چنانچہ ایک دن خلیفہ ہارون رشید گرفتار پڑیا
 خاطر دل و ترس میں بیٹھا تھا کہ نہ دیکھتا کہ ازبست ممتاز وزیر عظیم دستور منظم جعفر کا نام تھا آیا خلیفہ کا مزاج منصف مالک کوست عالم دین سست
 ساتھ کھڑا ہوا جب کہ عرصہ بڑا ہوا اور خلیفہ اوس حال میں ہاجبواستے عرض کیا کہ خانہ زاد کو اس وقت مزاج مبارک ملے معلوم ہوتا
 ہے ہارون کہ فدوی اس سے آگاہ ہوتا کہ تدبیر دفع انکار شاہ ہو خلیفہ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے کوئی ایسی کیس نکال کر منع ملان
 طبیعت مجال ہو جعفر مزاجدان بلا کافرید انسان تھا اولاً حضور آج اپنا معمول بھول گئے بیشتر غیبیہ باکا حال دریافت کرنا
 تھے شہر کی سیر کو تشریف لجاتے تھے دل بہلا تھے خلیفہ نے ارشاد کیا تو نے خوب یاد دلایا البتہ میں ایل کر تو جلیل جعفر اپنے مکان آیا
 خلیفہ تاج و کالبا نس میں ہم فرمایا پوشیدہ کپڑے سے نکل کے پہلے شہر کے گرد پھرے پھر کشتی پر پور ہو کے پار تو رہے ہانڈی آبادی باغ
 مکانات با خاطر فراغ دیکھ کر کپڑے کی اہ سے معاوضہ کی ایک قہر نایاب جاسیہ بیٹھا تھا اوس نے سوال کیا خلیفہ نے شہر فی مکان
 کے اوکلی گو میں فی ال می اوس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اوسعدن جو دو سخا تو نے اپنا قصیدہ دیکھ کر بے شک کیا اب ایک معمول بطار
 تمام نصیر کے سر پر لگا اس سے زیادہ میں منت بنا ہر چند سنوار بڑی نرا کا ہوں یہ کہہ کے ہاتھ چھوڑ دیا وہاں پکڑ لیا کہ بغیر وصول
 رہا فی چائے چلا جائے خلیفہ نے جواب دیا کہ اوس بندہ خدا اس کت کی امید مجھ سے ہے یا ہر خلاف امر کا کلف تہو ہر تہو ہر تہو ہر تہو
 کہا یہ بی شرفی لہجے اور ٹھنڈے ٹھنڈے جمل میجیے میں نے خدا اور رسول سے عہد کیا ہے جو اوس کو توڑوں تو بے دھول کھائے شرفی
 لون اور دامن چھوڑوں آپا خلیفہ نے تہمت دھول لگائی فقیر نے دامن چھوڑ کے وعادی خلیفہ کو زیادہ حیرت ہوئی

کچھ کے بڑھ کے حضرت مسما میں جا پتا ہوں کہ اسکے عہد سے آگاہ ہوں تب تک کہ اوس کے اشرفی جسے تکویدی وہ خلیفہ ہارون رشید فرماتا ہے کہ تو در دولت پر حاضر ہو چکا ہے جو چھتا ہے پیام ہو چکا خلیفہ کے ہمراہ جلال سے اوتر کے دکھیا کہ ایک شخص کلف گلابا بنے اپنے ہر پورا اوس میدان میں نہایت برحی سے ڈرنا ہوا اور نے قصو پور پر کوڑی گھاسا ہوتے اور تے اوس ماوہ سپکا بہت بر حال ہوا ہانے کی گڑ سے ملال ہو پسینہ ہر قدر بال سے بگاہ کہ تیر تیر سم اور نعل ہر خلیفہ ٹھہرا اور جو لوگ تماشا دیکھ رہے تھے اونسے پوچھا اس ظالم کا اسکا ایزدینے سے مال کہا ہے کو کسا جرم اس جو ان نے زبان سے فرما ہوا ہے بولے بہت تو سچ یا جہا دیکھتے ہیں کہ جب میان آیا ہر د کو ب کرتا ہے ڈرنا ہوا خلیفہ نے نصیب سے کہا میں بڑھتا ہوں تو اسوار سے کہہ سے صبحی کو در دولت پر آئے افضل صفت حضور میں نائے وزیر حکم دیکے ہر خلیفہ کے ہمراہ ہوا اشرفی میں اہل ہو کے ایک کو چہ میں گزے اکثر اوس اہ میں گئے تھے میدان ہوا تھا آن ج عمارت بہت ناظر آتی خلیفہ نے جعفر سے پوچھا یہ مکان عہدہ کسی ہمارے ملازم کا ہے کب بنا ہوا اوس نے عرض کی فلام ناواقف ہوا تھا وہ تو اہل محلہ سے دریافت کے خلیفہ نے فرمایا اچھا جعفر نے بڑھ کے لوگوں سے پوچھا وہ بولے بندہ پر در حوملی خواجہ حسن جمال کی ہے شخص شہ شہی بہت کرانتا کی تکلیف میں اوقات بسر کرتا تھا فلاس کے زمانہ کچھ دنوں سے خدا جانے کیا وجول کی رسی ہی کسی سے سعالت پٹی جو برین تقدیر میں کل گیا غلغلہ کا خل نکل گیا ایسا میراہ محض بنا ہوا اور بہت کر ف سے شام و سحر لطف اٹھاتا ہے جہانکے مزے اڈاتا ہے خلیفہ نے یہ ماجرا سنے اوسکو بھی سرور بار طلب کیا دو لقمہ کاہر استہ لیا دوسرے روز بعد نماز فجر تخت پر جلوہ دیا جعفر تینوں شخصوں کو لیکے حاضر ہوا انھوں نے پایتخت کو بوسیا خلیفہ کے قدم پر انھیں بہن مودب سلام کیا پہلے خلیفہ نے نابینا فقیر سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اوس نے جواب دیا بابا عبد اللہ اسم غلام ہر خلیفہ نے فرمایا کل میں نے تجا کو سنی دی تو نے یہ راہن بکڑ کر مجھ سے وصول گوائی اور کہا میں خدا اور رسول سے عہد کیا ہے کہ اس سے کس کا سناں کہیں یا کرے

حکایت بابا عبد اللہ نابینا کی جسکو خلیفہ نے اشرفی دی اوس نے وصول کر لیا اور خواست کی اوس نے عرض کی قبلہ عالم خازن را دسا کن بغداد ہو بعد انتقال الدین کہ میں بہت کچھ نقد و جعفر نے اتھا آیتھا اگر اوسکو بیوہ دیکھتا تمام کافی ہوتا پہلے تو خوب ہو و لعب میں اڈا یا جب کم رہا بڑھانیکا خیال آیا یا شاک میں کاش کی کہ اسی دن شہ حیرت سودا گروں کو بکراہ دینے لگا اور اوقعی اجرت لینے لگا اور تکے ہمراہ تمام ملک سے کار میں شام بچا ہر تاتھا بہت آرام میں لیا گیا گذر تاتھا ایک بار بائسے سے تاجروں کا اسباب یاد کر کے بغداد کی طرف آتا تھا ایک شہ میں کھانسنہ بہت کچی اور تھو کو بیوہ میں

چٹوخت گنجان کے نیچے کچھ بچپا کے بیٹھے ہا وقتہ ایک فقیر سیاہو باجو بانسے کو جاتا تھا دم لینے سے پاس آگے بیٹھ گیا باہم
آئے جانے کا حال ہی بچپا پھر اوس نے اور بیٹے اپنا پنا کھانا نکال کے ایک دستار خوان پر رکھا یا ادھر او دھر کا نڈو لایا اور صحن پر
کھا یہاں سے قریب خزانہ لانا تھا ہر جو اہر و اشرفی و سونا ستدر بھرا ہوا اگر تم بہ اسی اونٹ بھلو گے ایک کونا خالی ہوگا
یجا ناکسی بحالی ہوگا مجھے طمع و ہنگیر ہوئی بہت خوش ہے فقیر کے گلے سے لپٹ گیا کہ سچ ہو مردان خدا دنیا سے جدا
ایسے ہی ہوتے ہیں نر زعمہ آخرت کی واسطے کشت عمل خیر ہوتے ہیں اگر سب اونٹ زر و جواہر سے بھر دوں گا تو ایک اونٹ
آجکے بچی و نگانہ فقیر میری خست بہت دیکھ کے بولا سبحان اللہ مفت کے مال میں صرفہ اگر آدمی اونٹ دو تو اللہ تبارک
ہوں بیٹے دل سے کہا ہر ماوان حرصی حال اونٹ کیا تھو ہے میں مس بارہ پشت تک چین کھا گیا دنیا کا لطف اوٹھا گیا
یہ سوچ کر بیٹے فقیر سے کہا داتا میں بھتا راجی دیکھتا تھا تم مالک ہو جو چاہو ہلو اور جو چین آنے مجھ کو دو فقط اپنا
فرمانہ وار مجھ کو سمجھو قصہ جو اوس نے کہا بیٹے قبول کیا اونٹ لیکے اسکے ساتھ چلا تھوڑی راہ طوی کی ایک سٹاپ بہت بلند
نظر آیا فقیر دامن کوہ میں بیٹھ گیا کر سے چمک پتھر نکال خس و خاشاک جمع کر کے آگ سے تنکے جلایے لو بان آویس
چمک کے کچھ پڑھنے لگا وقتہ وہاں دروازہ نظر آیا او سکھو کھول کے اندر آیا ہر خس و چارم سریر کی آمد کا غلغلہ بجا طائر
نے نغمہ سراتی سے سوزیو لائو کو جو نکا دیا ساجد سے اللہ کر کی صدا آنے لگی شفق صبح اپنا جو بن کھانے لگی آجین باہ و انجم
درہم برہم ہوتی اتنی سیاہی تو پم ہوئی شہزاد نے درج دہن پر مہر خوشی لگائی شہر یار کی غلو تر سے بڑا ہوسکی
نوبت آئی تخت سلطنت پر جلوہ دیا تدرل و داد میں مصروف ہوا درخزانہ و اہوا محتاجوں کا حاصل عدا ہوا جس نے
جو حاجت ظاہر کی اوس نے اسکی خواہش لو پری کر دی یہاں تک دن تمام ہوا پھر سونو غلغلہ شام ہوا شہر یار دربار برخواست
کر کے ایوان خلوت میں آیا پلنگ پر آرام فرمایا جب تھوڑی رات رہی غیند سے آنکھ کھلی شہزاد کو بیان وستان کی
اجازت ہوئی وہ گویا ہوتی بابا عبد اللہ کتا ہو کر فقیر کے عمل سے یار جو نمایاں ہوا خزانہ کی مہید سے میں شان و ان فرخان
ہوا اوس واز سے کے اندر بیٹے تامل قدم کھا وہاں کچھ جا بجا اشرفی رو پڑ کے انبار میں ایک طرف جواہر کے تودے
بیشا میں میں تشلیق تو میں شرفیان بھرتا تھا فقیر جواہر اوٹھا اوٹھا کے دھرتا تھا وہ سب ہونٹ لبر نہ کر با قدم
چلے فقیر اوس غار میں جا کے اپک ڈیا چو بی لے آیا بیٹے پوچھا حضرت آمین کیا ہو کہا بابا ہر دم ہر دم ہر دم
جب آئے فقیر تو وہ اونٹ لیکے بانسے چلا بیٹے بغداد کا راستہ لیا چند قدم چلکے حرص گریبان گیر ہوئی دور

فقیر کو پکارا وہ ٹھہر گیا اس سے کہا آپ فوات و احلال عمیان کا خیال ہو جائیں اونٹ کی خدمت نموسے کی گچھ اور محو
فقیر بولا تو جی کہتا ہوں جی جاہے لجاؤں اونٹ اور لیے شکر بجا لایا قدم بٹھایا پھر بدبختی اور طبع نے گھبرا دیا اور کھیر کھراہ سے
پھیرا دوسری بار اونٹ اور اونٹیلے ہی طرح چار حلو میں علیین اونٹ فقیر نے حوالے کیے نہ خشی نہ خشت ہو اب میرا
شامت کا ساتھ سینے اور میرا دھینے عبد و زوطح ویرہ ہوشمندہ بکجو خیال آیا جو وہ فقیر نے خزانہ سے لی تھی وہ بھی او او تو کو
چھوٹے فقیر کے پاس آیا کہا حضرت یہ تم کیا کرو گے یہ بھی محکو وہ فقیر نے انکار کیا میں میں سو جا کہ یہ خزانہ لانا تھا میں نے
اسے دم نہ مارا بکشا وہ پیشانی بکجو والا کیا تمہیہ کے دینے میں تکرار ہوا سین کچھ اسرار ہو دین آیا اگر فقیر خوشام سے نہ
زبردستی چھین لے فقیر سے تیور سے یہ ارادہ سمجھا کہا اگر تیری ہی مرضی ہو تو یہ حاضر ہو لیکن اس مرحوم کی تاثیر سن کر اب
انکھ بند کر کے پلک پر لگایا نام وی زمین کا خزانہ نظر آگیا اگر وہی پلک پر لکے گا وہ نو دیر سے جو ٹھ جائینگے بھارت
کچھ نہ ہو جھگے گا تینے کہا آپ نے ہاتھ سے پہلے لگا دیجیے اونٹ نے جانب چپ پلک پر رہ لگایا نام میں کا خزانہ بکجو نظر آیا
میرا ہی طبیعت میں غباری تھی خیال بکجو فقیر مجھ سے فریب کرتا ہوا خدا جانے وہی انکھ کی پلک پر لگانے سے کیا بکجو
پھر اس سے کہا شاہ صاحب اس پلک پر بھی لگا دیجیے فقیر نے جواب دیا ہی شخص تیرے ساتھ ایسی پلک کے
بدی کیا کروں تو اندھا ہو جائیگا نام میں شکر لگایا تقدیر کی برائی نے نہ مانا قسمت میں تو ٹھو کو کین کھانا تھا میں نے کہا شاہ صاحب
جو تم سے طلب کیا یہ کہنا تم سے سب کیا تھا کی واسطے اس مرحوم کو وہی پلک پر بھی لگا دو اگر اندھا ہو جاؤ گا تھا اگر لگانے نہ لاؤ
پھر اس نے سمجھا یا اگر کچھ خیال میں آیا جب وہ مجبور ہوا مرحوم وہی پلک پر بھی لگایا اندھا ہونے اپنا ہاتھ سر کا یا او دھر دو نو
انکھ میں جو پٹ ہو گئیں اندھیر کے سو کچھ نظر نہ آیا وہ سب اونٹ کے کسے کسے لے لے پندرے لیکے بانسے کی طوت
چلا ہر چند سینے آہ و بقراری گریہ و زاری کی فقیر کے دل میں ارجم نہ آیا وہی کل سنسان صحرا ہی ویر زمین محکو چھوڑ کر اہلیا
دوسرے روز ایک قافلہ ملا جو بانسے سے بھرا دیا جانا تھا میری تمنائی پر لوگوں نے جم کھلایا یہاں ہو چکا ہے جسک
ناگ کے پٹ پالتا ہوں زندگی کے دن لانا ہوں یا تو نام میں کے خزانے نظر آتے تھے اب اتنا بڑا آسان جسکو کیا گیا
وکیتا ہوا وہ ٹھو نے غائب ہو گیا اس کا عجائب ہو یہ ماہر اسکے غیبہ تو جویم تھا چار مرحوم ہوا مقرر فرمائے کہ یہ صاحب کیا لگنے نہ مانے
پھر اوچھان سے جو گھوڑی ڈوڑا تھا نام پوچھا اس نے عرض کیا تو بادشاہ عالم پناہ محکو سیدی نعلن کتے میں غیبہ نے فرمایا چکا
ابنی گھوڑی بہتم بے پایاں کتے ہوا کہا کیا سب ہوا ستر جانور کا ہلاک کرنا غضب ہر وہ کتے یہ عرض پر ہوا کہ میرا مرشد

اگر اس منجبت کا قصد گوشہ و پناہ نہ تہ کو لال بگاڑتا تو اسے کابست کم خیال ہو گا نیکوئی نہ فرمایا کہ وہ پیش نماز اقرار و آری سے گزرتا

حکایت سیدی نعمان درویش و لہندہ باوقار و زین ساحرہ مردہ عمارتی

سیدی نعمان تخت کے قریب آیا جب ستانی رکنے باہر بلا اٹھینے کے رو برو جھوٹ بولنا تخت گناہ جو زبان کا آئی جیسی اگر
ہنی ہوئی بات منہ سے باہر آئے خانہ زاد کا باپ دولت بے پایاں اسباب ساز و سامان اس قدر چھوڑے کہ دنیا سے آہی
ہوا تھا کہ میری اولاد امیرانہ گزراں کرتی وارث اس مال کا غلام کے سوا دوسرا نہ تھا پروردگار نے نعمت غیر مترقب اور
جہان کی سیرتے شکرست غیر ذی تھی چھ دن او ایس بیت فرزند شکرست میری بہر خیال آیا جو ذریعہ کی گونا گونا گویا ہر چیز
خوب نہیں کسی نیکیت جو بصورت سے غمگین و حکم خدا و رسول ہو جو فضل کئے ہو بہت نامتقول ہو اور عرض بہت جو چار سو کے
ایک عورت کہ حسن جمال ظاہری اور کسا برتہ کمال تھا ہم ہونچائی خداوند نعمت صورت و یکہ لی سیرت کی حقیقت آگئی نہائی
پہلے لہندہ یہ غلط ہوئی کہ کالج کے بعد دستار خوان چنگیا جہان کی نعمت انواع اقسام کی اغذیہ جو امیر و نئے لائق ہوں
رہ بر و آئی خودی شہر کی رسم کے موافق چچا اور ٹھاکے پلاؤ کھانے لگا اور اس نے جیسے چچے کے برہے وہ شکر کالی برس
دو تین مانی ڈالتے ہیں اور دو دو چار چار دانی اوٹھا کے کھانے لگی ذرا دل تھا خاشاوش باجب شیر مال باقر خانی پر اٹھے
کی طرف اشارہ کیا اور اس نے ناخون چھلکا اوتار لیا قلام مجھ اور عروسی ہو شرم آتی ہو یا یہ مرد کے ساتھ کھانا نہیں جانی
ہو کیا اور سکا ہی معمول ہا کئی دن بعد بیٹے اور اس کے کما اس کت کا سبب بنا جو مجھ سے محاب ہو اکیلی کھاؤ اگر میرے صرت کا
اندیشہ ہو تو یہ خیال لاوا خالق ارض و سما نے اس قدر دیا ہو کہ تھے سیکڑوں کھائیں تو کم ہو جو کچھ فکر و غم نہا اور اس نے
سنکے جواب نہ دیا بعد چند سے مجھے شکوہ نیند میں غافل پائے دے پاؤں اٹھی قضا خانہ زاد کی بھی آنکھ لگی اوسکی سیرت
دیکھ کے میری وضع اٹے لینے لگا اوسکی دلچسپی ہوئی پوشاک بدل کے باہر نکلی میں بھی فوراً اوسکے چھپے چلا مکان سے کچھ دور
اگرستان تھا یہاں گئی شب ماہ تھی ایک رخت کی اڑ سے میں دیکھنے لگا کوئی بندہ خدا کیجھے جو سینے دیکھا تو دل
کی مادہ وہاں تھی آدسکے برابر بیٹھنے کے ختملا طر ف نے لگی حضور پر روشن ہو گا یہ قسم شیا طین میں ویرانہ پسند اور جو یہ
کچھ نہیں پاتے ہیں مردے قبر سے نکال کے کھاتے ہیں آٹھے باتوں جو میں نہیں سمجھا فرصت کرا و سکو ساتھ
لیا وہاں گئی جہاں زہ مردہ دفن ہوا تھا گیلی قبر دیکھ کے کھو دی آہی ابرو کھو دی جتے تکلف و دونوں نے
تمام گوشت نوج نوج کے کھایا ہڈیاں قبر میں ڈال کے بدستور اوسکو بنایا یہ دیکھ کے میرا حال غیر ہو گیا

قریب تھا غش آئے گاڑو کے خوف سے کہ باوا دیکھ لے آفت لاسے لکر لپیٹ باقہ دم تیر چلا قبلا اسکے مکان میں بھونچا
 دروازہ کھلا رہنے دیا پلنگ پر لیٹا ہاگر نینا دور گئی دل ٹھکنا تھا تھوڑی دیر میں وہ آئی مجھ کو سونا مجھ کے برابر لیٹ گئی تیر
 میری پکارت بھیجی تو ان کی آواز سے اٹھ کر کے سجھ میں گیا تازہ پڑ کے ٹھنڈے لگا جب میں مکان میں آیا اس نے ملازمت سے
 کھانا منگوا کر آجوان پر کھا مجھ کو بلایا اور خود اسی طرح کھا تا شروع کیا جمعہ برکت کے منہ سے نکلا صاحب جہان کی نعمت
 وہ ہر دو وجود پر جبر غیبت ہو کھا ویا جس شکر کو جی چاہتا ہوا وہ سے بکواو کیا آرو سے کا گوشت ان سب کھا انوک سے
 زیادہ لذیذ ہوتا ہوتا ہی ہلکے ہونے بھی لے آئے اکی حرکت دیکھ کر غضب سے چہرہ لال ہو گیا غصہ سے تھرانے لگی
 عجب حال ہو گیا فوراً جیسے ڈبہ نکالی اوہ میں سیندو تھا چکی ہر کے کچھ بڑے کے مجھ پر اکھا اور شمن جان کتا ہوسا
 اوہ سیدم میں زمین پر گر کتا ہو گیا وہ لکڑی لیکے مارنے لگی تو او کو پکانے لگی کہ تھکنا کمانے گھس آیا جو سکوارو
 نکلو وہ سب دوڑ پڑے لات جو تکی لکڑی سے بیٹنے لگے میرا حال غیر ہوا بارے ایک حد شکار نے رحم کھا کے ہار
 نکال دیا اور سب پر شہدہ باز نے چادر سیاہ شب کو جانہ فی سنیر سے چھپا لیا تھوڑی جانا گویا سحر کی سیر کو افق مشرق
 سے نمایاں ہوا تا مع گروہ نجم جملہ مغرب میں پہنان ہوا شہزاد جبر سے خاموش ہوئی شہیار نے عبادت خانہ کی راہ لی
 مؤذن نعرۂ امد اکبر نے لگے جبر تھن صنم خانو میں جھانجھ جانے لگے شہیار بعد از غ نماز تخت سلطنت پر جلوہ آ
 ہوا استغیثین کا حاصل مدعا ہوا تا دم کار و بار یار سے کا مشغلہ باضبط و نسق کا در میں معاملہ ہا جب شاہ خاور نے
 عیلم سے فرصت پائی آرا مگاہ مغرب میں داخل ہوئی نوبت آئی شہیار نے دربار برخواست کیا عازم بیت
 ہوا شہزاد حاضر ہوئی پہلے ہر حرت لی چھر کمانی شروع کی عرض کیا شاہ عالیجاہ کی عمر دراز ہو در عین وعشرت باز جو
 سیدی نعمان کہتا جو جب اس ملعون نے سحر سے کتا بنا یا اور مار کے باہر نکالا تو دوسری بلا میں مبتلا ہوا محلے
 کے کتے جینی سمجھ کے میرے پیچھے پڑے چار طرف سے دوڑے ہزار خرابی سے بھاگتا جاتا تھا کتون کا
 غول بھوکتا میرے ساتھ چلا آتا تھا دفعہ ایک جانور پر در آیا مجھ کو پنجے میں پکڑ کے لے اڑا تا مام خلعت دیکھ کے
 چلانے لگی بہت گھبرانے لگی ہر ایک کہتا تھا عجیب ماجرا ہوا کرتے کو لیے جاتا ہوا وہ سب غل جاتے رہے وہ
 جانور جو باز کی صورت تھا اونکی نظروں سے غائب ہوا اور ایک قریب زمین تھوڑے سے گھر تھے وہاں مجھ کو لیکے آوا
 پھر آدمی کی صورت بننے اپنی بیٹی کو بچا کر کہا جسکی تلاش میں گیا تھا وہ ہا تھا آیا اسکی جھوٹے کتا بنا کے گھر سے

نکالا تھا میں نے راہ میں دیکھا اور مٹھالا یا اب تو اسکو آدمی بنا دو ایک نہین بھوانی کی پوجا ہوگی اسکو بھیت دوں گا یہ کہہ کے
 وہ تو باہر چلا گیا اور اس نے کندھا کھینچا آگ جلائی راہی سرسوں کے دانے لائی سیندور مجھ پر جھڑک کے اس حلقے میں
 بٹھایا کچھ پڑھ پڑھ کے ماش مجھ پر لگانے لگے دیر میں بڑی وقت سے میں اصلی صورت پر آیا حال تو سب اوسکے
 باپ کی زبان سے سنئے مجھ اتھا بولنے کی طاقت نہ تھی اب آدمی ہوا بات کرنے لگا فوراً اوسکے پاؤں پر کر کے انزار
 اس طرح سے رویا کہ وہ بھی و نے لگی پھر میں نے کہا یہ شعر میرے حسب حال ہے کہ از چنگال گر کم در ر بودی ہ جو
 ویدم عاقبت خود گرگ بودی ہ اوس نے کہا تو خاطر جمع رکھ میں تیرے بدلے کا دوسرا آدمی اوسکو لادوں گی تیری جان
 بچالو گی اب تو بھاگ کے اپنے گھر چلا جائیے فاصلہ پوچھا کہا سو کوس ہو پھر اوسکی منت کرنے لگا کہ تھک پاؤں کو ہن پاؤں
 چلانہیں و دھین بر جاؤنگا ایدامی سفر اٹھ نہ سکے گی صحرا میں گور و کفن بھی پاؤنگا دوسرا یہ ڈر ہے اگر وہ قتال محکوم
 زمرہ دیکھے گی ابلی بار جیتا نہ چھوڑے گی خدا جانے مجھ پر کیا آفت توڑے گی جس طرح تم نے میری جان بچائی ہے
 اس بلا سے بھی ہائی کر دو اوس نے کہا خیر بتو میرے منہ سے یہ کلمہ نکل گیا اور مہلت کم ہو ادھر آ میرے بچوں
 کھڑا ہوا اپنی آنکھیں بند کر لے میں نے وہی کیا ایک ساعت کے بعد کہا آنکھیں کھول دے میں نے دیکھا اپنے دیوانہ
 میں کھڑا ہوں نوکر چاکر محکوم دیکھ کے روتے ہوئے دوڑے شور مچا جو ہوا وہ عورت شیطان خصلت ڈروٹی
 پر آئی محکوم بہتیت اصلی دیکھ کر جھپٹائی فرط غیظ سے بے پردہ نکل آئی اوس فرشتہ خصال کو دیکھ کر کہا اب سمجھی تیرا فساد کھو
 کیا کیا محکوم یا ہو اس طرف سے یہ جھپٹی باہر لڑائی ہونے لگی سحر آزمائی ہونے لگی جو دیکھتا تھا کلیا پوسکا دل جاتا تھا جاتا
 کے باہر نکل جاتا تھا پھر کھرا کامل سنگار نہ محشر ہا کھجی گ برسی گاہ پھر گے اہل محلہ جا بجا چھپتے پھرے بعد اسی کی
 چھائی ایک کو دوسرے کی صورت نظر نہ آئی اسکے بعد رخ خورشید و نشان چمکنے میں آیا وہی گھوڑی جس پر سلام سوار تھا
 کسی کسان کی زین لگام پوزی مچی پٹہ لگا باگ اوسکی ماتھے میں نظرائی خانہ زاد پھر اوسکے پاؤں پر گرائی باہر صدیقی ہوا
 کر پھر اوس نے کہا خاطر جمع رکھ اب تا حشر اسکی ہی صورت رہیگے ہیبت بدل نہ سکے گی اب تو ہم جاتے ہیں کہی ضرور
 در پیش میں جیب فرصت ہوگی تو گاہ گاہ شام و چاہ آئین کے تجھ کو دیکھ جائیں گے وہ تو نظر وں سے غائب ہو گئی
 لینے گھوڑی طویلے میں باز بھی اوس دن سے سینچھ ہو یا اندھی آئے رخور اسکو و ڈراتا ہوں اید اپونچا تا ہوں غلغلیہ
 یہ باجر اسکے جبران ہوا فرمایا سیدی نعمان تیرا کچھ قصہ نہین عمل بر کی ہی سزا ہو جو تو دے رہا ہو پھر غلیفہ خوشن

کی طرف متوجہ ہو گا اکل تمہارا دل دیکھ کر شکوہ پسند آیا اہل علیہ سے جو بوجھ چھاوہ بولے خواجہ حسن نام سیران بیچکے بہت تکلیف میں آوا
 گذاری کرتا تھا بکڑتا تھا تنہا سے دنوں سے ایسے گذران ہر جھکا ہوا سب مان ہوا وجود اس علت جو نسبت کسخت نہیں جسے اگلی
 جو ملاقات بہت دیکے ملتا ہے صحبت بے تکلفا زدنات ہر شے کے جھکو بہت فرحت و مسرت ہوتی کہ تم اس علت خدا و نیا پر نیاد
 ہو اس واسطے تمہارا حال صیانت کر نکو بلا یا ہو کر نکو مال بیقیاس ہاتھ آیا ہو کچھ اور طرح کا قصہ و لہذا اس کا تفصیل مکتوب کرنا

قصہ خواجہ حسن فروری کا یاوری تقدیر سے مچھلی کے پیٹ سے ہیرا پانا و ولتمند ہو جانا

خواجہ حسن پاپہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کرنے لگا پیر و مرشد پہلے یہ جملہ مترصد سن لیجیے تاکہ کھٹکات سے اسی شہر میں شخص
 بین ایک کا نام سعد و سر کا سعدی ہو سعد تو انتہا کا محتاج ہو اور سعدی صاحب دولت آج ہو باہم محبت قلبی دوستی ملی حد کی
 حدی کر سعدی تدبیر کا قابل ہو سعد تقدیر پر مائل وہ کہتا ہے اگر شہر خوش تدبیر ہو تو مال و دولت بڑھتی ہے جو سعد کا قول ہے تقدیر
 موافق نہ تو لاکھ تدبیر کرے مصیبت بڑھتی ہے باہم جب گفتگو بڑھی سعدی نے کہا ایک ایسے طرفہ ہمارا آشنا ہے فلسی کی بلا
 پھنسا ہوا ہم اس کو رو بڑھتے ہیں دیکھو تدبیر سے وہ جمع بڑھائیگا افلاس دور ہو جائیگا یہ کہ کے دو نو ہدم باہم غریب بنے
 آشریف لائے حال پر سی کی فدوی نے کہا بہت تکلیف ہر اہل عمل و قانون سے پیٹ بھرے ہیں کٹے دن بری طرح
 گذرتے ہیں اوقات قلیل ہے فرحت کی کوئی سبیل ہے پانچ لاکھ بی بی تمام دن رسی بٹکر شام کو بیچتا ہوں کچھ کھانے
 میں صرف ہوتا ہے جو بچا اور سکا سن لانا ہوں اس طرح پیٹ پالتا ہوں مصیبت کے دن ٹالتا ہوں لڑکے کم سن
 اونکے کھینے اور کھانے دن میں سعدی نے کہا اگر دو چار سو روپے نقد ہاتھ آئیں پھر تو یہ افلاس کے دن مر ہو جائیں
 یہ کہ کے چار سو روپے کی تھیلی میرے ہاتھ میں ہی کہا اس کو بیوہ صرف نکرنا ہم پھر کے تھکو اسودہ حال اگر دیکھیں گے
 بہت خوش ہونگے فدوی اونکار میں منت ہوا شکر و اگر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا وہ نصرت ہو گئے میں بھرا انا کام
 کرنے لگا ولین سوچا تیرے پاس صندوقچہ نہیں مگر میں کوئی کوٹھری ہے جو جان اس رقم کو حفاظت رکھے مجبور
 یہ تدبیر نکالی دس روپے اور نین سے نکال باقی مضبوط بگڑی کے پھون میں لپیٹ کر سر میں باندھے اور سن بول لینے
 بازار کو گیا نو کا سن لیا ایک روپے بیچنا کے کھانے کا سر انجام کیا مدت سے گوشت نکھایا تھا وہ بھی ہاتھ میں
 لیکے گھر پھر آ رہے ہیں چیل نے گوشت دیکھ کے جھپٹا مارا اپنے دوسرے ہاتھ سے بچایا پھر وہ آئی بیٹھے چھانٹا
 کے نیچے چھاپا اگر دن جو جھکیا بگڑی میں بوجھ ہمارے زمین پر گری غصت و کجیے بگڑی میں سزایا کی

تو بی خمی خیل گوشت سمجھی اوس نے چون من پکڑ کے اوتھا لیا رخت پر جا بیٹھی یعنی ایسا شور وغل کیا کہ محلے کے زن مرد جمع ہو گئے سبکے چلانے اور غل جانے سے بچیں اور زری پکڑی اوسکے چون نہیں بھنسی تھی لے چلی غلام سر پٹیار ہا وہ نظر اوجھل ہو گئی خاسر نجل میں آیا ایک اور وڑے کے جانکی کو قوت دوسرے یذلت اوتھا نیکی کہ سعدی اگر پوچھے گا کیا جزا دوں گا جو مل کل لیا نا کوئی اور آنگھار سے فریب کا یقین حاصل ہو جائیگا الفصہ دو مینے قور و پون سے بال بچوں نے دو نو وقت روٹی پیٹ بھر کے کھائی چروہی فاقون کی نوبت آئی تھوڑے دنوں کے بعد وہ بزرگوار یعنی سعدی وسعدی سے پاس وہی نقشہ جو دیکھ گئے تھے بستور یا فلسی کا سامان سب نظر آیا کتنے لگے حسن تم لو کو دوسیا ہی پاتے ہیں وہ وڑے کو کچھ کام نہ آتے فردوسی نے جواب دیا اکی عثمانیت اور غریب پروری میں کچھ شک نہیں لیکن بد قسمتی کا علاج کسی سے نہیں ہو سکتا کہونین آیا سامان و زری ۶ نہ ہندت یا وہ از زری ۶ ماجرا وہ کہہ کر جسکو شک ہے اس کے ہنستے میں گریے کہے چار نہیں پوشیدہ رکھنا گوارا نہیں یہ کہہ کے وہ رام کہانی بیان کی سعدی نے کہا حسن تو ہنسی کرتا ہر کوننا دان بنانا ہر اس بابت کا کسکو یقین آتا ہے خیل گوشت پر پنجہ مارتی ہر یا کچھ کیسی اوتارتی ہر فلسی میں تکواتنی جمع ہاتھ آتی اپنی قوم کے انداز پر نشہ پانی میں اڑاتی یعنی جواب دیا آپ جو کچھ فرماتے ہیں بجا ہر مگر اس نہ کوہیا کا چھوٹا ہر اسبنا ہر سعدی نے سیرے کلام کی تائید کی کہا اکثر یہ جانور کھانے سے علاوہ چیزیں اوتھا لیا تا ہر بار ہا دیکھا ستا ہر سعدی نے پھر اپنی جیب سے تحصیل نکال کے دوسو اشرفی اور محکو دیکے کہا حسن انکو فصیح نکرنا کچھ تو اپنی جمع بڑھاؤ واٹھمندی وچالاک کی دکھاؤ وقفہ راتہ راتہ خاؤ نے رنگ بدلا اور سحر نے چمکے ماہ وانجم کا منہ سفید کیا لیلیا شب محل مغرب میں روپوش ہوئی شہزادہ مجنون و احریت سے خاموش ہوئی شہزیار نے عباوتخانہ کی اہلی نوبت بھی تو پچلی شفق صبح کی نیزنگی پر غنچے مسکرانے لگے بلبلونکے غول نغمہ بھی سے دھوم مچانے لگے شہزیار عالی وقارہ نقل الوان سلطنت ہوا تخت سلطاہی پر جلوہ و یاد بستور امورات انتظامی میں مشغول ہوا اہل حاجت کا مدعا حصول ہوا یہاں تک کہ سیاح جہان سراہی برتین ہو چنچا چار سورات کا غلغلہ بجا شہزیار محل عشرت میں آیا شہزاد کو یاد فرمایا کہا حسن جہاں نے اشرفیونکو بھی کھویا کچھ فائدہ اوتھا یا شہزاد عرض پر ہوئی کہ اوسکی تقدیر خلافت تھی کیونکر منفعت ہوئی حسن کہتا ہوں کہ وہ تو اشرفیان دیکھ چکے مین مکان میں آیا حسب اتفاق کسی کو گھر میں نہ پایا اوسمیں دس اشرفیان نکال کے باقی مضبوط باندھ کے چاہا ایسی جگہ رکھون کہ نبی نبی لڑکوں کا دست تلاش وہاں نہ ہوئے یکا یک ایک گوشہ میں شکار دیکھا جسوی اوسمیں بھی

اسی کے اندر وہ رکھ دین کہ بیان کون نہ ہو ٹڈیگا اور سن لینے کو بازار چلا گیا کچھ دیر کے بعد میری بی بی گھر میں
 آئی اور ایک شخص دھونے کی ٹٹی جیتا نکلا میری بی بی کو اس کی ضرورت تھی اور وہ یہ کہڑی کچھ پاس تھا جو کسی کو بیکار کچھ
 اوس کے کراہے جو کسی سے شہی بدلو تو میں لون وہ ہوا ضعی ہو اسی دیکھ جو کسی شکے سمیت اوٹھا لیا میں بھی سن کر یہ کہ
 گھر میں آیا تھک گیا تھا لیٹ رہا جس کو نے میں شکار کھا تھا خیال جو کیا وہاں پایا گھر کے اٹھانہ سے پوچھا وہ شکار
 یہاں سے کیا ہوا اوس نے بھوسہ دینا لیا مجھ سے کہدیا میں سر پٹ کے بولا غضب کیا گھر کو تباہ کیا مجھ کو سوامی خلاق
 بے بہم بنانا یہ کیا پھر مینے شرفیان رکھنے کا حال بعد لال اوس بیان کیا وہ سر پٹینے چلائے لگی خاک اور آنے لگی
 پتے کہا چپ و محلے والے اگر سنیں گے میری حماقت پر سنیں گے کیا عرض کروں جس طر علی کو فت اور خفت حاصل ہو
 کہ سعدی کو منہ کیا دکھاؤ گا جو چوچھے گا زبان پر کیا لاؤ گا جو بھو قضا می الہی پر نہیں ہو کے چند سے اوقات کی قضا می کا
 پھر وہ دونو غمخوار آئے حال پوچھا تھوٹ بولنے کی عادت نہ تھی بے اظہار مفر ہوا جو گذر انتخابے کم و کاست انکو
 سنایا وہ بھی تاسف کر کے بولے حسن تیری تقدیر میں تکلیف ہے ایزا ہر اسکو کون کھو سکتا ہو پھر سعدی کو رو مایہ با خدا تھا
 اوس ایک پیہ سے کا مجھ کو دیا کہا حسن دیکھ لے اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے نفع بخشے گا سعدی بہت ہنساکار اور شرفیوں سے
 تو کچھ نہ ہوا کھوٹا پسیا البتہ افلاس ٹالے گا تر وفا سے نکالے گا یہ کہ کہ وہ تو چلے گئے مینے پسیا جب میں رکھ لیا
 ہسایہ میں ایک ٹہی گیر رہتا ہوا اوس روز کسی صدمہ سے اوسکا جال بھٹ گیا اوکو خیال آیا اسے درست کر لو صبح کو دریا چلانا
 مچھلیاں پھینکانا جو اتفاق زمانہ اوسنے تلاش جو کیا گھر میں کچھ نہ ملا کہ سوت لاکے جال کی درست کرے ابنی بی بی سے
 کہا تو حسن جال کے گھر جا ایک پیہ پوچھو صبح لاین جال کو درست کروں وہ خانہ زاد کے پاس آئی اور پیہ سوال کا مجھ کو
 وہ پیہ سعدی کا وہاں ہوا تھا اوسکے حوالے کر دیا وہ بولی دم جو حسد مچھلیاں جال میں پہلی بار آئیں گی وہ تیرا حق ہے
 ہو پختی جاتیں گی یہ کہ کہ اپنے گھر گئی پسیا غافل کو دیا اپنے وعدہ سے مطلع کیا وہ بھی رضی ہو اسوت لاکے جال
 درست کیا صبح دم بعد نماز دریا پر پوچھی البتہ سعدی کے جال پھینکا جب اوسکو کھینچا ایک مچھلی ہاتھ بھر کی نکلی حسب وعدہ
 اوسکو جلا رکھا پھر اور مچھلیاں پکڑیں مکان پر آئے وہ مچھلی بی بی کو دوسری کھرس کے گھر اسکو پوچھا دے عورت مچھلی
 لیکے میرے پاس آئی کہا حسن بخدا پہلی ہی ایک مچھلی ہاتھ آئی ہو مینے اوسکی غلام سے لے لی اور اپنی اہل خانہ کو دی گئی
 اوسکو صاف چنگ کیا اوسکے پیٹ سے کڑا سفید جیسے شیشے کا ہوتا ہوا نکلا وہ اڑکے نے لے لیا کھیلنے لگارات کے وقت

غذائی مشب کھانے لگا وہ لکڑی یا وہ چکنے لکھانے اپنی عورت سے کہا جہاں غلوڑ میں کھڑے چراغ جو دکھاتا تھا
گھراؤ کی بجلی سے روشن ہو گیا تھے کہا سعد کا کلام تھا کہ تجلو اس خاندانہ ہو گا یہی شہادت ہو کہ جیسے روز گامیل ہو قوف ہوا
جب کھانے سے فرصت باقی رہے کہ آپس میں لڑنے لگے بڑا کتا ہوا اسکو میں اونکا چٹو بولا میں دوں گا اس میں شور و غل
ہونے لگا میں تمام دن کی محنت سے خستہ تھا لیٹے سو گیا صبح ہوئی حواج ضروری سے فرصت کر کے اپنے کا دریا
کو نکلا اس ٹکڑے کا خیال نہ رہا میرے مکان کے قریب ایک عودی سو دگر رہتا تھا وہ جو ہرات مول لیتا ہوتا تھا اس کے
ہنگامے سے وہ بھی لارہن سو یا تھا صبح کو شکایت و رمتانہ کر لیا وہ اسکی بی بی میرے گھر میں آئی کہا شکو بچو نیکے شو و غل کا
سبب کیا تھا ہمارے عزیز میں خلن امیر می عورت نے وہ لکڑاؤ کو دکھا کے کہا اس کے واسطے میرے لڑکے لڑے جھگڑتے
تھے وہ جو ہری کی جو ر دوں رات جو ہر دیکھ کر آئی تھی سمجھی بیقر الماس ہوا اس کے کہا تم اگر اسکو بچو تو میں نہیں اشرقیان
دیتی ہوں آجی مول لہی ہوں قہ حیران ہوئی ایک شیشے کے ٹکڑے کی قیمت میں شرفی باجر کیا ہوا آج میں ہوا اس
عرصہ میں خانہ زاد جو بچا پوچھا کیا باتیں کرتی ہو میری بی بی نے سب حال کہا اور وقت مجھ کو دعا قول یاد کیا سمجھا
اوسکے پیسے کی یہ برکت ہونی واقع میرا فلاس دور ہو گا جیسے بیوزر سے کہا یہ نا واقع ہو تم ہمسائی ہو اس سے
لہتا ہوں لاکھ اشرقی سے کم نہ دوں گا وہ بولی چپاس شرفی شوہر کی بے اہانت دیتی ہوں میں نے انکار کیا وہ بتایا
دکان پر اپنے شوہر کے پاس گئی سب تقریر بیان کی وہ فوراً چلا آیا قیمت کی گفتگو ہونے لگی خانہ زاد نے کہا
وہی لاکھ اشرقی ایک پیرا لکم ہو گا نہ ونگا قصہ مختصر بعد و وقت لاکھ اشرقی پر فیصلہ ہوا وہ لاکھ اشرقی دیکھے
ہیر الگیا قدوی نے اوس مبلغ خطیر سے بہت ساز و سامان ہم پہنچو یا مکانات مول لیے عمدہ عمارت بنائی
باغ تیار کیے گل بوٹے کی آرائش سکو پسند آئی بقی محاشہ بغداد میں نہیں جان میرا کا خانہ و گماشتے خرید فروخت
نکرتے ہوں اور نفع کی کیفیت یہ ہو کہ ایک روپے کے پانچ ہوتے ہیں میرا مال پہلے بکتا ہوا در تاجر ہوتے ہیں دولت
خدا ہر طرف سے چلی آتی ہو کئی نہیں جاتی ہر طرف سے و نون کے بعد سعدی محمد دونوں میری ملاقات کے
آئے میرا روز مال اسباب دیکھے کے بہت گھبرائے یعنی اتہا کی تعظیم کریم کی ویر تک اختلاط رہا جب وہ صحبت
ہونے لگے خانہ زاد نے بہت وساجت و ست بستہ دونو صاحبوں سے عرض کیا اگر جکی رات غریباً کو
فیض قدم سے رشک گلزار فرمائے اور نان خشک بھی ہمیں کھائیے عین بندہ نوازی ہو وہ رہنی ہو

کھا تا شیرین چمکیتیں تیار تھا و ستار خوان بچا کھانا انواع اقسام کا چنگا گیا تو نون صاحبوں نے بے تکلف کھایا پھر
 کھانے بجائے کا چرچا ہوا جب آدمی رات گئی آرام کیا وہ سحر بعد اسی نماز میں کھاب چلے میرا مکان باغ جو
 لب دریا ہر رہنے کو بنایا ہوا و سکوا ملاحظہ کیجئے القصد کشتی بہت تکلف کی بنیے یہ کیرا وسطے بنوائی تھی منگائی اور پھر
 باہر سواریوں سے باغ میں چوڑھے اور کئی تیری پھولوں کا رنگ کیا رونا ٹکا و سناگ دیکھ کے اونکی طبیعت فرحناک ہوئی
 پھر تھے پھر تھے ایک درخت بہت بلند کشیدہ نظر آیا سایہ بھی بہت گھنا تھا شاشی اور پتی ہنکا ہوا نہ تھی کوئی شے پکار تھی وہی
 ہوا پتوں کا نیزہ لہلہا پیر جو آیا قالین نگا کے بچھایا اور سکے نیچے بیٹھے بکایا کئی آنکھ ایک جو منجھہ بر پڑی تھی باہر نظر
 ہوئی کہ کپڑے سے بنا معلوم ہوتا تھا اور اس نے بجا دکھایا سعدی بھی دیکھا گھبرا یا آخر ایک نظر تگا کو بلا کے کہا تو اس پر چڑھا
 یہ گھونسل اور لالا کھینچا اور کیا ہو کر سحر زور نے کپڑے کا آشیانہ تیار کیا اور وہ درخت پر چڑھ کے معلق اور لایا دیکھا تو
 چیلنگا گھر تھا کپڑی اوس میں لہٹی تھی سینے اپنی دستار چانی سعدی سے کہا اپنے جسدن رو پڑو مجھ کو دے تھے سینے پر تھی
 بازو لیے تھے یہ وہی ہو وہ بولا جو رو پڑا میں ہاتھ آئین تو ہم یقین لائیں اور سو جاو ڈھیرا پچھنہ پوٹلی بندھی تیرے
 رو پیرو میں نکلا پھر تو بسکو سکتے کا عالم تھا اور سعدی نے کہا بھائی ہمارے بدگمانی تھی تیری سچی کہانی تھی تیرا کعبہ
 کی باتیں ہیں پھر کھانا کھا یا سو رہے تھوڑے دن ہے اوٹھے مکان کی یہ تیرے اور او کی تیاری کے دیکھنے میں شام ہوئی
 پہلے قصد وہاں شب باشی کا نہ تھا رات ہو جائے مجبور ہونا پڑا گھوڑوں کو واسطے وانا جو منگایا بازار بند ہو چکا تھا ہر وقت
 خدا شکار ایک ٹکا جھوسی کالایا اور ہوسنی نکال کے گھوڑوں کو دینے لگا شب کا وقت تھا دفعہ اس کے ہاتھ میں کپڑا لگیا کچھ بندھا
 وہ ہمارے پاس لایا میں نے پچانا دو تون کے کہا اللہ اکبر جو کچھ میں نے تھے کہا تھا وہ تھے انکھوں دیکھا ملاحظہ کیجئے یہ وہی شکار
 جسمیں شرفیاز کی تھیں ایک سیونے پوری گن لین سبیرت ہوئی سعدی آواز کیا کہ فی حقیقت سعد کا قول بہت لسن تھا رو پیرو دولت ہے
 عنایت تیری ہر بلاش سے ہاتھ نہیں آتی ہر خلقت سے تیس ہر خاک اور آتی ہر قصہ کے خلیفہ فرمایا خواجہ حسن ہر اسے خزانے
 موجود ہیں انشد کون اور سکولے یہ کہ قصہ کیا آئینا ویدی فرغان خواجہ حسن پاپے تخت کو دیکھ پنا لسیہ رانہ گوش لیل و ناز
 رنگ دکھایا سپید ہر صبح نے ماہ ستاروں کی چمک مک کو مٹایا اور روش کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا شہزادے سے فیصل
 خموشی وہن ہرین لگا یا دنیا زاد نے بیقرار ہو یہ فقرہ سنا یا بہن یہ کہانی اچھی تھی آسوس صبح ہو گئی شہزاد بولی اگرچہ جان
 تو کل قاسم و علی بابا کا قصہ سناؤنگی سامعین خوش ہوئے ایسی حکایت زبان پر لائونگی شہزاد تو اسکی تقریر پر شہزاد تھا یہ کہ

بستر است و چاکیری میری میرانی نے بیرون شکر کیا بعد تک سلسلہ تقریر تمام نہ پایا کتیری حیات کو و ان ایک اور تریغ کتب
 حکم کا منظور و دولت پر حاضر تھا ترخہ جان بخشی سکنے خوش ہوا وہ دن مشاغل نظام سلطنت میں انشاہ کا ہنگامہ گرم ہوا تو کسی سیاہی
 ذکی سفیدی کو چھپالیا باو شاہ ماہ داخل انجمن انجمن ہوا شہر بار نے غلو تیرا کا غم کیا کچھ دیر استراحت کی پھر کہانی چھڑ گئی
 حکایت علی بابا و چالیس ٹھکان کی ایک ٹونڈی کی شہر سی سے ٹھکانو کا مارا جانا علی بابا کا دولت بقیاس پانا

شہر او کو یا ہولی ملک بارس میں دو بھائی تھے ایک کا نام قاسم دوسرے کا علی بابا تھا باب او کا جب اس بیان سے
 گذرنا تھا اسرا ترکہ پوری ٹنگے ہاتھ آیا قاسم نے ایک بڑو و تھند کی بیٹی سے عقد کیا علی بابا کے ہاتھ جو آیا تھا وہ بچا
 گنوا یا قاسم کا شہر پر گیا تو دولت لانا تھا اور اس باطرح کا پیش بہا اسکے ہاتھ لگا وہ ملک التجار مشہور ہوا علی بابا
 کے پاس جو باقی باہاوس سے دو چار گدھے مول لیکے جنگل سے لڑیا لائے لکاشتت سے روٹی کھانے لگا ایک روز موافق
 معمول جنگل میں جا کے لڑیاں کاٹ رہا تھا کہ سامنے سے غبار تیرہ و تار معلوم ہوا غور جو کیا تو سواروں کو آتے دیکھا علی بابا
 سمجھا بیشک یہ قزاق ہیں بگاویا کہتین چھپے ہو نہیں تو یہ تکلیف دینے یا قتل کرنے ہر خند چار طرف کیا پناہ کی
 جگہ نظر نہ آئی تلبدیت سخت گھبرائی ناچار ایک رخت بہت گھنا سامنے تھا او سپر چڑھ کے تو نہیں چھپا ہاگھوڑ سے
 قریب جو آئے گدھے بھی اکسیت تل گئے وہاں سے کھل گئے وہ چالیس اور اور کار اور اسی درخت کے تلے ٹھہرے آپ
 مرت غارتھا اسے تہا ہموار تھا شہر پہلے او ترا چھوڑا سب گھوڑوں سے کو دے جب قدرال سباب لوٹ کے لائے تھے
 گھوڑوں او تار کے قزار کے پیچھے روانہ ہو غائب کے اندر او ترکے دروازے کے پاس پہنچے سوار نے کہا کھل جاؤ ہم
 دروازہ کھل گیا وہ سب او میں گئے اسباب لوٹا کا اندر رکھ کے باہر نکلے پھر کہا بند ہو جاؤ موسم دروازہ بند ہو گیا
 وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کے بدر سے آئے تھے او دھر چلے گئے علی بابا درخت پر سے یہ باچرا انکھوں سے
 دیکھتا کانوں سے سنتا تھا کچھ دیر انتظار کیا جب وہ نظر سے غائب ہو گئے یہ درخت سے او ترکے دروازے کے
 پاس آیا کہا کھل جاؤ موسم یہ لفظ زبان لایا تھا کہ دروازہ کھل گیا یہ اندر پہنچا سبحان اللہ قدرت کا نامنا سعا بن کر
 مکان بہت تکلف کا نہایت معقول مساوی عرض طویل اور جا بجا اشرفی رو پر تھیلے یونین پھر سے طرح
 اسباب و حیر کے ڈھیر پٹے آسنے کچھ توڑے اشرفیوں کے اوٹھانے باہر آیا پھر وہی کلہ زبان پر لایا دروازہ
 بند ہوا یہ گدھے دو ٹونڈی لایا پہلے اشرفیان لادین پھر لکڑیوں سے اونکو چھپا کے شکر کھیرن چلا گھر کے دروازے

پہونچکلا ہے ہوسے کہ سے گھر میں لیکیا لکڑیاں چھو اچھیکلین اشرفیان اپنی عورت کو دین وہ بہت خوش ہوئی جان بوجھتی
 کی علی بابا نے کہا یہ از جو چپ رہو پھر مفصل تجھ سے کہد ونگا عورت اونکو گئے گی اور سکے شوہر نے کہا میں دیر میں کی ترزو
 سے تول نے نہیں میں گڑھا کوٹ کے گاڑھے قاسم کا گڑھ تو یک تھا وہ وہاں گئی او سکی بی بی سے کہا ترازو مجھے درکار ہے
 تولو گی وہ عورت بہت جلاک ہیا تھی اور رات بھی ہو گئی تھی اونسے از پیر سے میں جربئی ترازو میں لگا دی کہ جو کچھ لینے
 منشان میںین نجائے پتہ ہاتھ لےئے یہ عورت ترازو لیکے گھر میں آئی اشرفیان تولین پھر تین میں گاڑوین ترازو جاکے
 پہونچا دی قاسم کی عورت جو روشی میں لکھا ایک شرنی جربئی میں لپٹ آئی تھی جب قاسم اسکا شوہر وکان گھر میں آیا کہا
 تو علی بابا کو محتاج جانتا ہے وہ تجھ سے زیادہ مالدار ہے اشرفیان تول کے رکھنا ہو دولت بیٹھا ہے پھر حقیقت ترازو لپچانے
 کی اشرفی او میں چپٹ آنے کی سنائی قاسم کو تا شب آئی علی بابا کے پاس آیا کہ اسچ سچ مجھ سے حقیقت حال کہو گے کہ
 یہ اشرفیان کہا ہے تیرے ہاتھ آئی ہیں کیونکر پائی ہیں وگرنہ نشانی او سکی موجود ہے وہ اشرفی جو ترازو میں لگئی تھی دکھائی
 کہا کہ تول کے پاس چلے دو کھادو کھادو کھادو کھادو کھادو علی بابا بھانسا می از ہو گیا تھا آئی بڑا بنی بھر اب کرے گا
 ہزار ہارہ سے میری جان پر غلاب کرے گا جو جو وہ سب دہان سنائی پتہ نشان بتایا گو یا لکھ سے وہ جگہ دکھائی دم سے
 وہ لیں بھی دس خچر لیکے اسی طرف چلا جکل میں ہاڑ نظر آیا دخت کا نشان بعدینہ پایا غار میں او ترازو واز کیونکہ کچھا
 خوش ہوئے کے زبان سے کہا کھل او سم دروازہ کھل گیا تا میں جج آیا فی الواقع جا بجا اشرفی رو پڑی اسباب کا ڈھیر پایا اور دروازہ
 موافق معمول ہند ہو گیا قاسم نے بہت ہی اشرفیان اوٹھائیں دروازہ کے پاس پہونچا قضا رواہ نام لیا بھلا یا گویا
 تاہم عمر زبان پر نہ آیا تھا ستم ستم ستم کہنے لگا ہر چند چلا کے اپنا مغر لکھا یا پھر آیا کہ کچھ سو دینہ نہوا اتوں لینے کے
 دینے پڑنے زخم دل و جگر آئے ہوسے جان کے لالے ہوسے اشرفیان پھینک دین اور نقش دیوار کی صورت لکھ
 کو نے میں چھپ رہا قضا می کارا اسی دروازہ فراق قافلہ کو لوٹ کے وہاں آئے بہت مل سباب کھنے کو لائے
 سردار نے کہا کھل او سم دروازہ کھل گیا اور قاسم گھوڑو ونکی ٹاپو نکی آواز سکے مردہ ہو گیا تھا سپر بھی دروازہ جو کھلا
 یہ نکل جھاگا باہر ٹھگ مسلح موجود تھے ایک شخص نے تلوار جو اٹھائی روٹکڑے برابر ہونگے اسباب مال جو دیکھا سب موجود تھا
 شرا حیران ہوا جو انون سے پوچھا یا روتا تو یہ شخص اس مکان کے اندر کیونکر آیا اگر نام پوچھا تو اسکے اندر بیٹھنے
 کی کیا وجہ ہوئی اگر زیادہ پوچھا تو اندر آنا محال تھا کچھ دیر سب سوچا کیے جب بہن لڑا اسکے چار کڑے کر کے دروازے پر

لٹاویے کہ جو دیکھے خون سے قدم لگے نہ پڑھائے دور سے بھاگ جائے یہ ترکیب بنا کے وہ تو جہان سے
 آئے تھے اسی طرف ابھی ہوئے جب دن تمام ہوا وقت شام ہوا قاسم کی عورت بقیہ رات شکار علی بابا کے پاس آئی
 کہا اس دم تک قاسم کی اہ وکیل غلام جانے کیا صورت پیش آئی صد آسمی برنخواست تقدیر نے کیا گوش دکھائی اوس نے
 بھانج کی مستکین کی کہا وہ شخص عقل مند ہوا کہ کرا کے لوگوں کی نظر بچا کے آتا ہوگا اشرفیاب لانا ہوگا القضاہ سوری
 میں صبح جو ہوتی قاسم کی زوجہ کی بھور ہو گئی علی بابا کے پاس گریان نالان آئی کہا اب تک شانہ لگالاج کا کام خراب ہوا
 جہاں کذاب ہوتا ہے اوسکی خبر لانی ضرور ہوگی بقیہ رات کی کو دور ہو مجبور علی بابا دو چار گدھے لیکے او دھر چلا جب اوس
 کے نزدیک آیا تاجیاد پکا نشان ملا اول سے کہا تیرے میں لوگوں کی بد پر یہ کہو لوگوں کے قتل کی سند ہو دروازہ کے متصل جو پہنچا
 لاش کے چار ٹکڑے دو نو طرف دیکھے اسے سم سم نام سے دروازہ کھول کے چند تھیلیاں شہ فریون کی لے دو گدھوں پر بٹھریں
 برستور اول لکڑیوں کے چھپا دین آو دو گدھوں پر چار ٹکڑے لاش کے لا دو اور انکو بھی لکڑیوں کے پوشیدہ کر کے چل نکلا
 راہ میں کسی نے نہ لوکا بے اندیشہ گھر پہنچا اشرفی کے گدھے اپنے مکان میں ہانک دیے لاش والے قاسم کے
 دروازے پر لایا مرچینا نام قاسم کی لوڈی آفت ایچی مکار میں گیا تھی اوسکو بلا لیا آسمین تیرے آقا کی لاش ہو
 پاش پاش ہوا تار کے لفظ فن کی تدبیر میں تیری بی بی کو اس سانحہ سے آگاہ کر کے آتا ہوں شریک ہو جانا ہوا
 نصف شب رونے پینے میں گذری جب تھوڑی مدت رہی مرچینا اوشی مصطفی نام درزی کفن و دوزی کرتا تھا
 اوسکے مکان پر گئی ایک اشرفی اوسکے ہاتھ میں کمی کہا میرے ساتھ چل چکو کفن سلوانا ہو گھر شرط یہ ہو کہ تیری آنکھوں پر
 پٹی باندھ کے لیجاو گی آہ میں کہو لوگی درزی نے آسمین پھینک کیا مرچینا نے دوسری اشرفی اوسکے ہاتھ میں دی اور
 سنت کی کہ آسمین تیرا کیا نقصان ہو قریب تو مکان ہو سے زر بر سر فولاد نہی نرم شود وہ درزی لالچ میں آ کے نہ سوسکا
 مرچینا نے اپنی چادر اوتار کے اوسکی آنکھوں کو خوب لپیٹا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھرائی ایک اندھیری کوٹھری میں بٹھایا
 اور لاش کے ٹکڑے برابر لگا دیے پھر اوسکی آنکھیں کھولیں دو شمعیں روشن کر دین کہتا اسکا کفن جلد تیار کر دے
 ایک اور اشرفی بھگو ونگی درزی نے موافق اوسکے کفن تیار کیا مرچینا تیسری اشرفی دیکے پھر اوسکی آنکھوں میں پٹی
 باندھی جہاں لاتی تھی وہاں ہو پچا دیا گھر میں آ کے علی بابا کو بلا کے جنازہ اوٹھایا ایک گورستان میں لیجا کے
 قبر میں چھپایا علی بابا چالیس روز تک ماتم دار ہا گھر سے باہر نہ نکلا بعد چل قاسم کی بی بی سے عقد کیا اور اپنے

بیٹے کو جو تجارت کے طریقے سے آگاہ تھا قاسم کی دکان پر برقرار کر دیا تو رسی تقدیر سے علی بابا بھائی کی دولت کا بھی مالک ہوا البتہ اذیت بسر کرنے لگا اب حقیقت اون چالیس ٹھکون کی سنیے کہ ایک وزیر موافق معمول وہ سب خزانہ کی طرف آئے قاسم کی لاش کی تلاش جہاں لٹکا گئے تھے کی اوسکا پتہ پایا باہم مشورہ کیا کہ اس جگہ کوئی آیا لائے لیکیا پھر جو ایگیا خزانہ اوٹھا لیا ایگیا اوسوقت تدبیر کچھ بنائی گئی دولت برباد ہوگی حسرت رہ جائیگی مناسب ہو کوئی ہوشیار چالاک شہر میں جائے اور اوسکا پتہ لگائے کہ آجکل کون شخص تازہ مراہو اوسکا مکان دریافت کرتے تو پھیدہ کھل جائے اور میں ایک قزاق کہ بہت چالاک تھا آٹھون کاٹھہ جسے ٹھاک کہتے ہیں اوس نے اس کلام کا پتہ اوٹھا یا کہا میں اسکی تلاش میں جاتا ہوں جان لڑاتا ہوں یا تو اوس شخص کا پتہ ہاتھ آئیگا یا اس اہم میں میرا سر جائیگا اگر ناکام رہا تو بندہ دو دستوں کو منہ نہ دکھائیگا وفتہ فلک شعبدہ باز نے نیرنگی دکھائی نورسحر سے رتلی سیاہی ایسی بھائی کہ نظر نہ آئی شاہ کجگلاہ چارم سر رفاق مشرق سے نکلا عالم روشن ہوا شہر زاد حیرت سے ساکت ہوئی شہر یار نے عبادت خانہ کی اہلی بعد ادا می نماز داخل ایوان سلطنت ہوا مصروف الضاف و عدالت ہوا مجرم نہر پانے خمیازہ بدکاری اوٹھانے لگے یہاں تک کہ دن تمام ہوا شہر یار نے دربار برخواست کیا بعد گلگشت غلو تسر میں داخل ہوا شہر زاد کا مطلب حاصل ہوا کچھ دیر اختلاط کی صحبت رہی پھر کمانی شروع ہوئی شہر زاد نے کہا جس ڈاکو نے پتہ لگایا ٹھاکر اوٹھایا تھا وہ رات کو پوشیدہ شہر میں وارد ہوا دم سحر بازار میں پہنچا ہر طرف نظر کی رہیں کھلیں سب کے دروازے بند تھے متمم معدودی چند تھے تمام چوک میں اوسی مصطفیٰ خیاط کی دکان کھلی تھی قطع برید میں مشغول موافق معمول تھا ٹھاک نے سلام کیا پھر یہ کلام کیا کہ تیرا اور بھی وزیر روشن نہیں کچھ سیتے پروتے ہو یا ہو وہ اوقات کھوتے ہو درزی نے جواب دیا تمہاری نوجوانی حماقت کی نشانی ہو دو دو گزرے ہیں اندھیری رات اور آنکھ پر پٹی بندھو ا کے ایک شخص کا کفن سیاہی بھلا کسی ان نے بھی ایسا عمل کیا ہے یہ کلمہ سننے ٹھاک دل میں سوچا کہ اب پتہ ہاتھ آئیگا حریف بلجائیگا ایک اشرفی جیسے نکال مصطفیٰ درزی کے ہاتھ پر کھی کہا کچھ حال حقیقت کا پرسان نہیں فقط یہ چاہتا ہوں جہاں تم نے کفن سیاہی وہ دروازہ مجھ کو بتا دو پہلے تو اوس نے انکار کیا لگ لگ کر لالچ بڑا ہوتا ہوا دم صبح بے محنت مشقت اشرفی پائی درزی کے منہ سے رال ٹپک آئی مرصینا اپنے گھر تک اوسکو کھلے بندوں لیکسی تھی مصطفیٰ اوس ٹھاک کو اپنے ہر ہا ہانٹ لیا

اس کے قدم نہ بڑھایا کہا یہاں تک وہ عورت مجھ کو لائی تھی پھر انھوں نے پر ہی چڑھائی تھی فراق نے دل سے کہا کہ نہ ہلا تو کیا
 ہوا محالہ تو یہی ہو پھر اوس دروازے پر کھیرا سے نشان بنایا مصطفیٰ سے رخصت ہوا کہ مر وہ اپنے مزار کو بھیجا اور چھوڑی
 جتھو میں اوس حجر کا پتلا لکھا لیجیے قضای کا رہ جینا کسی ضرورت کو کہیں گئی تھی وہ جو پھری اور وازے پر کئی لکیر بن سفید
 دیکھیں یہ تو آفت زباہ تھی کھڑی ہو کے سوچی کہ یہ کسی دشمن کا کام ہو اوس نے دروازے کا پتلا لکایا ہوا اسے فوراً تام محلے کے دروازوں
 ویسی ہی لکیر بن بنا لکھیں اس کے بیٹھے ہی آئی بی سے بھی اطلاع نہ کی وہ فراق ہو لے کے گھوڑے پر اڑا ہوا اپنے گروہ میں
 یہ مر وہ بسکون آیا اور سر سے روزا تو کا ڈالا اپنا نانا لیکے شہر میں آیا اگر گز رہے کہ سب چرنے لگے وہ شخص سردار کو اوسی محلہ
 میں لایا وہ نشان دیکھا اوس نے بغور دیکھا تو اوس محلے کا کوئی اور وارہ نہالی نہ تھا چہرہ نشان حالی نہ تھا غرض کہ محل
 نام سب ہائے پھر سے کہیں گاہ میں پہنچے اوس اس پر گورہ بنو گیا کیا مطلب حاصل کیا القصد اوس ہی سر سے ایک زمر
 ہاتھ پر کھڑے سردار کے رو برو آیا کہا میں جانا ہوں گز نہ رہا تو ٹھیک پتلا تا ہوں سردار نے اوس سے صلعت کیے رخصت کیا
 پتہ ہاتھ آنے پر انعام کا وعدہ دیا اوس نے بھی شہر میں پہنچے مصطفیٰ درزی کو ڈھونڈا کچھ اشرفیاں دین وہ اوس کو بھی
 دروازے پر لگیا یہی فرش ہوا نزع نشان بنا کہ اپنا دستہ لیا شہر کے در و بہت کچھ ٹھیلے سے دعویٰ کیا
 حضور چلین اس میں ہر موقوف ہو گا کیا نکالنا حال میں پھر جینا نے اوس نشان کو دیکھا فی الفور سب گھرونگے دروازوں پر
 وہی نشان بنا دیا اور سر سے دن فراق سردار کو ہمراہ لیکے شہر میں جایا سب واروں پر اوسی علامت کو پایا بہت آشفستہ
 ہوا اور غلگین صحرائشیں اپنی جگہ کو بچ گیا سرخ نشان بنا نوا کے کوزہ روئی حاصل ہوئی منہ کالا کر کے اپنی صحبت سے
 نکال باول سے کہا اب اس رہ میں کوئی ایسا نہیں جو اس کام کا قبال کرے اپنے اوس سے ہاتھ لال سے صلعت کی
 جو جونی ہو وہ ہونڈت خود کر سکا اس اوس میں قدم رکھو آئی سے بدلا لویہ سوچ کے بذات خود تن تنہا جیسے کہتے
 شہر میں آیا اوس مصطفیٰ درزی کے وسیلے سے علی بابا کے مکان تک پہنچا بڑبڑ دل غور کر کے نقشہ اوس مکان کا صفحہ
 دل نقش کیا پھر بنے گروہ میں آیا بسکون آیا کہ لکیر کے گھر کا تصور اوس کے کوچے اور باہم و در کا نشان مثل سبق کیوں کے
 آیا ہوں انشا اللہ تعالیٰ وہ جملہ خاموش تمیں ہو سکتا دشمن پر و پوش نہیں ہو سکتا تم جا کے اونٹیں غمچر بردست لاؤ
 اور سفینیس کتے مول لو ایک ایک جوان مسلح کتے میں بٹھا ایک کتے میں بوغن بھر لو تجرون پر دھر لو اور
 روغن فروش کی صورت بنا کے رات کو اوس کے دروازے پر پہنچو ننگا غریب الوطن بنکے اوس سے ایک رات کے قیام کی

اجازت لو گھجبت است زیادہ جائیگی تم سبکو او میں سے نکال کے شوخی کا کام تمام کرو گھا پھر بھانے کا سر انجام کرو گھا قصہ یہ
تیسرے ٹھہرائے ایک دن قریب شام وہ نطفہ حرام علی بابا کے دروازے پر پہنچا اتفاقات زمانہ علی بابا اس وقت طعام
شب کھا کے دروازے پر چل قدمی کرنا تھا اترتا ہے سلام علیک کر کے کہا آپ صاحب غایہ معلوم ہوئے تہیں میں مسافر
غریب یا ہوں بار ہا تھویرہ لوین تیل لیکے شہر میں آتا تھا پھر چلا جاتا تھا آج محکورات ہو گئی حیران ہوں کہ جو ہندو
رات بسر کرنا یوں مکان مانگوں جسکو اپنے گھر چلا جاؤں علی بابا خوش ہمت جو اندر تھا اسکو جہنی سمجھ کے کہا بہت چھا مکان
حاضر ہو اور غلام کو اپنے بلا کے کہا اس کو زانیہ بیوی بچھرا سکے بندھوا کے کہ اس نے کہا اس کی تدبیر کر کے کسی طرح کی
ایڑا اسکو نہ پونچے اور مرجینا سے کہا یہ شخص آج شب مہمان ہو سکے کھانے پینے کا سامان فوراً درست کر کے اس کے
روبر ولا اوس کھانا کھانے سے انکار کیا مرجینا نے ایک کمرے میں پلنگ بچھا کے فرش درست کر دیا علی بابا تو
اوس وقت سونے کو چلا گیا تھا اوس مکان میں آ کے پلنگ پر لیٹا مرجینا سے کہا تم بھی جا کے سو رہو یہ وہی
مکان ہے ایک کونے میں پڑ رہی گری علی بابا نے اسکی خدمتگداری کی تاکید کی تھی مرجینا کو کھٹکے میں نیند نہ آئی جب است
زیادہ گزری وہ ٹھسکو کا ندر اور ٹھا اور دھردکھا کوئی معلوم نہوا لیتو نیکے پاس پہنچا آواز دی کہا چار پانچ گھڑی کے
بجائوں گا ٹھسکو کا لونگ قتل و قمع شروع کرو گھا سو بجا نا وقت ہاتھ سے نہ گنو انا سب نے جو اب دیا ہکو آج نیند کہاں
آپ دلجمعی سے دو گھڑی آرام کیجیے پھر اسکی خانہ خرابی کا اہتمام کیجیے اتفاقات زمانہ مرجینا وہیں پڑی تھی جہاں کے پیکے
تھے یہ کہستان جو سنی بسکہ عتیقہ وہ لونڈی تھی فوراً سمجھ گئی یہ وہی ٹھگ ہے آج اس صورت میں آیا ہر دغ و غش کا
بھیس نہا یا ہر غضب ہوا یہ ہنگامہ برپا کر گیا اس نے دل سے کہا دیکھو نہ کسی کہے میں تیل بھی ہو یا سب میں خزانہ میں
جسکے پاس گئی اور کہے کو بجایا اوس آواز دی کہ ہم نکلیں اے ولی زبان سے کہا ابھی نہیں دیکھتے دیکھتے جب آج کے
کہے کے پاس پہنچی اوسکو تیل سے بھرا پایا اسنے ایک چھوٹی دیک نکال کے چولہے پر چڑھاوی اور آگ بہت تند تیز
اور سکے نیچے بھر گا دی پھر اوس کہے سے دگھی بھر بھر کے تیل نکالا دیک میں الاجتہم وہ خوب جوش میں آیا است
خروش میں آیا وہی دگھی بھر کے لائی اور کہے کے منہ میں چھوڑی جسپر تیل پڑا فوراً جلنے لگا اب ہوا اور تکت گئی
اسی طرح سبکو چلا یا خدشہ مٹا یا پھر اپنے مقام پر پاؤں پھیلا کے لیٹا ہی جب پہرلات رہی وہ سردار جو نکا
کہوں کے پاس پہنچا آواز دی کہ نکل آؤ کچھ جواب نکلا تا آواز بلند پکارا کسی مرد سے نے دم نہ مارا اسوقت گھبرا کے

کے کامنہ کھولائی بوجہ بی بی کی جو ہنسند و مانعین جو گہنی بد جو اس کے بوجھ گئے کی راہ ڈھنڈھنے لگا جب نکل جانے کی کوئی راہ نہ پائی خانہ باغ کی دیوار پر چڑھ کے کود پڑا اور میر پاپون کے بھاگا اور سحر نے اس کو دے کے حضرت ادر و فرار پر خندہ دندان نکالیا اور دھرم منور کی آمد کے دبدب سے ماہ بالروہ انجم مغرب کی سمت گرم خیز ہوا تیرگی شب نور روز سے بدلی شہزادے نے با حکم بند کی شہر یا رفلو تو سر سے داخل الیوان سلطنت ہوا اپنے اپنے کام میں مصروف ہر ارکان دولت ہوا امت مہم و ن نظم و نسق کا مشغلہ ہا مائی و ملکی کا وریشیں مسالہ رہا جب مہر جہا نگدو سرا می مغرب میں آیا تیرگی نے عالم کو چھپایا شہزادہ خلوخانہ میں تشریف لایا آرام فرمایا جب تھوڑی سی ات رہی شہزادے نے کہانی شروع کی کہ آج صیبا جب ٹھکون کو جلا کے خاک کر چکی اور سردار کو بھگا کے قصبہ پاک کر چکی اعلیٰ نمان سے سو رہی تھوڑی علی بابا اور ٹھکانہ در تو ن سحر دست کر کے نام بھیج پڑھ کے وہاں آیا خچر و ٹکون بندھا پایا تہنیا کو جگایا پوچھا ماہرا کیا ہو غن غروش کہے اور خچر اچھی تاک نہیں لگیا ہو صیبا کہ آپ کہے کو ملاحظہ کیجیے وہ قریب آیا دیکھا کہے کے اندر آدمی جلا بھنا پڑا ہو تو دست گھبرا کر صیبا سے کہا کیو اجزا ہو صیبا یولی آپ اور کچھ خیال افزائے جلد غلامون کو بلا کے اس باغ میں بڑا سا کڑھا کھا دیا ایسے کہ یہ سب کہے اور سب جانیں باہر رہنے نہ پائیں جب اس کلام سے فرصت ہو جائیگی تو ذمہ مفصل دستار ابد استہانک آپ کو سنانے گی علی بابا نے فوراً غلامون کو بلا یا ایک کڑھا کھا دیا لاشیں اور کٹورین اور کوٹ پیٹ سکے میں ہوار کر دئیے اس کلام سے فرصت ہوئی صیبا نے وہ سب حقیقت بیان کی کہ اس طرح ٹھکون کا شرار کپون کے پاس آیا اور یہ کلیمہ پانہ پر لایا یعنی انکی باتیں سننے موقع جو پایا اسی کے تیل کو جوش کر کے بکو جلا یا گودہ سردار بچ گیا تھا انکلا اب اس سے تین شخص باقی ہیں ایک سردار و او اسکے رفیق بکر و الیکین وہ آپ کی فکر سے غافل ہونگے آپ کو ہوشیار بھی داریا ضرور ہر غفلت میں فتنہ ہوسے دشمن نہ تو ان حقیر و بیچارہ شہر و علی بابا یہ دستار سننے صیبا سے بہت راضی ہوا کہ اسیر صیبا صیبا کی باعث ہوا و گرنہ و صو کا کھا جکا تھا اسی بلا کو بلا کے اپنے گھر میں لاجپکا تھا اون خچرون کو ایک ایک دو دو غلام کے ہاتھ بار بار میں بھیجا جسکو بیجا اب او بھاگے ہوئے ٹھک کے حال نہوہا نے اسی صحرا میں پہونچا آدم و خجل اپنی تنہائی سے پانگل و ملین ہو چکا علی بابا کو اگر نارنگے تھاری ننگی خرابگی نشیانی جیسا ب ہوگی یہ خیال کر کے سبب چیدہ چیدہ لوٹا ہوا او خزانہ سے نکالا اور شہر میں لکے کاروان سر میں خچوت و بیم تو ہوا پہلے یہ اسید تھی کہ قتل اس حجم غصیر کا پو شیدہ رہا ہو گا بادشاہ نے یہ قصہ سنا ہو گا علی بابا کو قتل کے گھر لوٹا ہو گا

باقی ماندہ قید سے بچھڑا ہو گا شہر کے لوگوں نے ملاقات کر کے اس از کا جو یا ہو کچھ پتہ ملا سمجھا علی بابا غضب کا
 سفاک جلال کہ ہر کہ بھید کھلنے نہ یا یا حاکم کے گانتک فیروز آیا نہ شہر کے باشندوں سے کسی نے سنا خوب چھپایا
 کچھ دنوں کے بعد جو کہ میر پور کان بہت تکلف کی لڑا یہ کوئی اور کو سبب اسباب قرینے سے جاسو اگر بتکے بیٹھا
 نام اپنا خواجہ حسن ماجر مشہور کیا وہ دکان جو اسنے لی تھی قاسم کی دکان سے ملی تھی بعد انتقال قاسم علی بابا کا بیٹا
 اوسمین بیٹھتا تھا اب اسنے سبے کا ندر روئے راہ پیدا کی علی الخصوص علی بابا کے بیٹے سے بہت رسم بر مٹی دن رات
 کی صحبت ہونے لگی جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ علی بابا کا بیٹا ہے تو یہ فرخنے پر بچانے لگا کھانے عمدہ نفیس پکاکے
 باصر رکھلانے لگا ایک دن علی بابا کے بیٹے نے یہ داستان اپنے باپ سے کہی کہ خواجہ حسن نام بڑا تاجر میری دکان کے
 متصل رہتا ہے ہر دم میری دکان کی خاطر داری کرتا ہے اگر عمدہ چیزیں مجھ کو دی ہیں اور کھانے میں شریک کرتا ہے میرا
 دل چاہتا ہے کہ میں اسکی دعوت کروں اسکے حسان سے سبک دوش ہوں علی بابا نے قبول کیا کہا جمعہ کے
 روز تم اسکو بیان لاؤ کھانا کھاؤ حسب ان بیان ہمیا ہو گا بلکہ دستار خوان اغذیہ لطیف سے چنا ہو گا وہ حسب
 خواجہ حسن کو اپنے مکان پر لایا اسکا تو مطلب بر آیا علی بابا سے ملاقات ہوئی دیر تک اغلاص و اتحاد کی بات ہوئی
 جب کھانے کا ذکر آیا خواجہ حسن انکا زبان پر لایا کہا چند روز سے مجھ کو ایک بیماری ہوئی ہے جسکے علاج میں طبیبوں
 کی طبیعت عاری ہوئی ہے اور انھوں نے مجھ کو منع کیا ہے کہ جسمین نمک ہو وہ غذا کھانا بلکہ ہاتھ نہ لگانا علی بابا نے کہا کیا
 مضائقہ وہی چیزیں تیار ہو جائیں گی جسمین نمک ہو گا پھر مر جینا کو بلا کے کہا ہمارے ہمان کو نمک کھانا نہیں
 کہتے ہیں عارضہ ہو ہمانا نہیں تو میٹھی چیزیں جلد تیار کر یہ سنکے مر جینا سوچنے لگی کہ یہ کیسا انسان ہے جسکو نمک
 کھانے سے انکار ہے جسے شہدہ مکار و فاشعار ہر تھلکے صورت تو اسکی دیکھو یہ جو وہاں آئی نظر اول پہچان گئی وہی
 قراق ہر دوسری علامت یہ کبھی کبھی خنزیر قبا چھپا ہوا ہے فاموش ہو کے اپنے کام میں مصروف ہوتی کئی طرح
 میٹھے کھانے تیار کیے اور سب دستار خوان پرچین دے خواجہ حسن شریک طعام ہوا میٹھی غذا تین کھانا تار چھپ
 کھانے سے فرصت پائی اور سوونکی نوبت آئی مر جینا نے ناچنے کے کپڑے پہنے اور خنزیر آبار کر میں کھسا
 اور عبد اللہ غلام سے کہا تو طبلہ باندھ کے میرے ہمراہ ہو کہ گانے ناچنے کا لطف خاطر خواہ ہو جسدم اس
 ٹھاٹھ سے وہاں پہنچی علی بابا سے کہا آپکے ہمانکو ناچ گا کے نقلین و تماشے دکھائے کے رہنی کروں گی

اور آپ سے انعام لو گئی تو اس نے اجازت دی کہ مریدنا چاہنے کا نے لگی اور قلعین ایسی کہیں کہ خواجہ حسن جعلی بھیجتے
خوش ہوا اب اسے خیر میاں سے کھینچا اور لپچنے لگی جب خوب ناچ چکی انعام لینے کو متصل آئی پہلے علی بابا نے ہنر فی
دی پھر اسکے بیٹے نے اشرفی عطا کی خواجہ حسن سمجھا کہ میرے پاس بھی آئیگی اور اسے تو کمر سے اشرفی کو کھولا مریدنا
خیر کو تو لا اور جیتی تمام لپٹ کے ایسا خیر مارا کہ کلچے کے پار ہوا چھاتی کو توڑ کے دوسرا ہوا اسے سانس بھی نہ لی
بیٹھے بیٹھے جان دی حسد دم وہ مر گیا علی بابا مریدنا پر جھلا لیا کہ یہ کیا تجربہ سے وقوع میں آیا ناحق بدنام کیا رسوا ہی حال
و عام کیا خیر عالم کے جو گوش زد ہوگی میرے قتل کی او سکود ہوگی مریدنا نے جو ابد یا کہ شکر گرو و متھاری جان بچی
اور حسن انرا دے کے سر گئی تہا تو یہ کون ہے وہی تفریق و رغن فروش خانہ بدوش ہوا آج یہ کھات لگائی تھی حکمت
اوسکی بن آئی تھی میں یہ حرکت نہ کرتی تھاری جان بچی دیکھو کہ میں اسکے خیر ہوا اس سے ظاہر ہے کہ یہ کھانا
کھانے آیا تھا یا خیر لگانے آیا تھا علی بابا کے خیر دیکھ کے یہ سنکے ہوش حواس بجا نہ رہے مریدنا کو گلے سے لگا
آزاد کیا کہا تیرے حقوق میرے ذمے بڑے ہیں اس واسطے تیری شادی اپنے بیٹے سے کرونگا تیری عزت و ننگا
پھر بیٹے سے کہا اسکی ہوشیاری فاداری دیکھی دوبار اس قزاق سے مجھ کو بچا یا اور اس از کو چھپا یا وہ بھی سوا تمند
تھاراضی ہو گیا پہلے اوسکی لاش کو ٹی میں دبا دیا پھر قاضی کو بلا کے مریدنا کا نکاح پڑھوایا اور صحرانہ کے خزانہ
میں جو مال اسبا تھا بخرچ اوٹھالا یا ان کاموں سے فرصت کر کے خانہ نشین ہو آیا و آئی میں زندگی کے دن
بسر کرنے لگا دولت لازوال کرورون روپیہ نقد لاکھوں کمال پایا تمام کنبے نے تازیت بفرغت کھایا
شہ میں مسجد مدرسہ مہانسرا کنوین تعمیر کیے اور شرفی گوشہ گزین ہو گان پردہ نشین کے و لطیف مقرر کر دیے
آخر جاری سے ارین میں اجر و ثواب ہمیشہ ملتا رہے شہزاد نے یہ قصہ تمام کر کے چاہا کہ دوسری حکایت
شروع کرتے ہنوز زبان کھولی تھی کچھ نہ بولی تھی کہ نور محمد چکا دنیا کارنگ بدلا اوھر نوبت صبح بچی آو دھر تو پ
جلی مسجد میں اذان ہوئی شماع مترابان سے زمین و خشان ہوئی شہریر سکھ سیج سے او بھٹا
عبادت خانہ میں داخل ہوا بعد اواسے نماز اورنگ حکومت پر جلوہ دیا عدل انصاف میں مصروف
یہاں تک کہ جن تمام ہوا آت کا غلطہ عام ہوا شہر بازمانہ شتاق فسانہ دربار برخواست کر کے
ظلم و کدہ میں اقل ہوا شہزاد کا مطلب حاصل ہوا پہلے اسے دعاوی پھر دستاں شروع کی

قصہ علی خواجہ کا ایک سو دو اگر بغداد کو دیا مانت ڈر مجھنا اشرفیان امانت رکھنا ہنگام طلب اسکا
مگر جانا خلیفہ ہارون رشید کا ایک لڑکے کے فیصلہ پر اشرفیان علی خواجہ کو دلانا خائن کا اقتل کیا جانا

عہد دولت خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد میں علی خواجہ نام سو اگر ساکن بغداد تھا پیشہ تجارت میں اوقات

گذاری کرتا تھا باوجود مقدرت حسرت زن و فرزند میں رہتا تھا سچ ہر تنہائی کی نیست موت بدتر ہو سکو خبر ہوا وہ

تین بات پر غم خواہ میں لکھا کہ ایک پیر دوست وہ صفات کتا ہوا می شخص جلد خاگہ کعبہ کو روانہ حج تہجد واجب ہر وقت

ذرا ہو اس گلے نے کچھ ایسی تاثیر کی کہ سب اپنا مال اسباب بیچارگی کی تیسری کی ہزار اشرفی زاد راہ سے جو بھی دیکھا

گھر میں رکھ کے زیتون کا تیل اور مین بھر اسکا ایک سو دو اگر زیادہ دست غمخواری اعتبار تھا اسکے پاس وہ گھر لگیا

کہا میں عازم خانہ خدا ہوں تجکو اپنا شفیق جاننا ہوں بطریق امانت یہ گھر اپنے گھر میں رکھ لے مع خیر وہاں سے

جب پھر آوگا گھر اپنا اٹھایا وگیا اور سنے کبھی کو پھر کی حوالہ کر کے کہا تو اپنے ہاتھ سے اسمیں کھ جا کے لے لیا

علی خواجہ نے ایک کونے میں گھر رکھ کے قفل بند کر دیا اپنا رہتے لیا قافلہ وہی ذریعہ کا عازم تھا اسمیں

شریک ہو گیا جب کہ منظر میں ہو پنا مناسک حج سے فرصت پائی کچھ اسباب تجارت کا ہمراہ تھا اسکو نکال کے

بیچنے لگا کیا ایک چار سو دو اگر نکلے اسباب دیکھ کے پسند کیا اور کہا اگر یہ مال شہر کریمین جو دار السلطنت مصر کا

ہو جائے تو نفع کثیر ہاتھ آئے علی خواجہ مدت مصر کے دیکھنے کا مشتاق تھا قافلہ مصری کے ہمراہ چل نکلا جب

وہاں پہنچا شہر کو بارونق دیکھا اور وہاں کے باشندوں سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوا مال جو دکھا یا سب کو پسند

آیا تیری قیمت سے بچا بہت فائدہ ہوا وہاں سے دمشق کو چلا راہ میں وہ سلیم اور مسجد کو دیکھ کے بہت محظوظ ہوا چند

قیام کیا پھر وہ رہت باز حلب و شیراز میں آیا عمائد کی ملاقات لطف اٹھایا اسی طرح جابجا پھر تابلاد و ہما

کی سیر کرتا سات برس کے بعد بغداد میں داخل ہوا اغزا و اجاب کی ملاقات سے سرور حاصل ہوا شکر اور سن لیا

امانت دار کا سنوسات برس تک نہ اسکو علی خواجہ یاد آیا نہ کبھی اس گھر سے کو دیکھا جس ذریعہ علی خواجہ شہر میں داخل ہوا

اوی شو کہ وہ اپنی عورت کے ساتھ کھانا کھاتا تھا عورت نے کہا مدت روغن بیت ہمنے کھایا نہیں بلکہ نظر آیا نہیں سو اگر

کو علی خواجہ کا قصیدہ آیا بی بی سے کہا میرا ایک دست کعبہ کو گیا ہوا اسکا گھر روغن بیت کا امانت میرے پاس

رکھا ہوا ایک پیالہ اور روشنی جگہ میں کوٹھری سے نکال لاؤں وہ نیکیجت بہت امین آفرین تھی لوی بی امانت میں

خیانت کرنا بہت برا ہے انجام اسکا ذلت و خفت کے سوا اور کیا ہو گا وہ آئے امانت طلب کر کے میرا پائے تو کیا ہرگز ہوتی
 حد سے سوا ہو وہ بولاسات برس گزرے اور کتا ہر نہ ٹھکانا ہو کیسا آنا جانا ہر عورت ہر چیز سمجھا یا اسکی خلقت میں اپنی
 تھی اصلاً مجھ میں بخ آ رہی اور پیالہ لیکے کوٹھری کو کھولا گھر سے کوٹھولا طولی روت کی باعث وہ تیل سے خراب ہو گیا تھا
 ایسی ہی بواو میں آتی تھی کہ طبیعت گھبراتی تھی لڑکوں سے لیم نے گھر اٹھول تیل بیالے میں اونڈیا اقصا می کا ایک اشرفی بھی
 تیل کے ساتھ نکل آتی پھر توبے تک ب تیل نکال کے اشرفیان جنین اپنے کیسے میں بھریں دوسری کوٹھری میں بہت
 ہوشیاری سے دھریں تیرے کام کا برا انجام ہوتا ہی کیسا نیک ہوید نام ہوتا ہی تیل تو وہ ٹر گیا شیطان کا سایہ سپر ٹر گیا اشرفیان
 نکال کے اور تازہ تیل نکال کے گھر سے میں بھر دیا منہ بانہ کے اسی جگہ دیا اتفاقاً زیادہ شبکو چیرکت ہوتی دم گھبر
 نماز علی خواجہ اوسکے مکان پر آیا بعد فوق شوق امانت طلب کی اوس نے کچی سامنے پھینک دی کہ جہاں رکھ گئے
 وہاں سے لجاؤ علی خواجہ نے کوٹھری کو کھولا جہاں گھر رکھ گیا تھا وہیں پایا اپنے مکان پر اوٹھا لایا یہاں کھول کے جو
 دیکھا تیل موجود ہر فریون کا نشان بفقو و علی خواجہ اولٹے پاؤں اوسکے پاس آیا جیال سنایا وہ بولا سبحان اللہ خوب کبے
 کے تھے حاجی ہو کے نہ آئے نہ ایسا بہتان اوٹھاتے مجھ کو آپ تیل سے گئے تھے یا اشرفیوں کا کچھ ذکر کیا تھا آپکی وہی
 مثل ہوتی ہے چون بیاد ہر روز خراب شدہ علی خواجہ نے منت و راز سچی کہا کہ میری تمام عمر کی کمائی ہے جس پر آفت آئی ہے
 گھوندا ضرورت صرف ہوئی ہوں بتدیج دینا انکار تو کرو عاقبت کے مواخذہ دار تو نہ ہوا اوس نے بہت شور و غل مچایا
 تمام اہل محلہ کو یہ سنا سنایا مجھ سے کہ کو کھولا چار سو بیسہ تیر ہوتی ہر گز نہ کس کو خبر ہوئی آخر نوبت قاضی تک آئی
 قاضی نے گواہ طلب کیے علی خواجہ نے کہا مجھ کو اسکا برا اعتبار تھا برتو نکایا تھا اور سوقت قاضی نے اوس غایا
 قسم کو کہا وہ حرام خوب نے تکلف قسم کھا گیا قاضی نے مدعی کو جواب دیا علی خواجہ مجھ بھرا یہ مثل اصل ہوتی ہر مثل
 کی نقصان لایہ دیگر نشانت ہمسایہ + بادشاہ بغداد خلیفہ ہارون رشید نیک بنا د تھا نا از جمعہ کو جو وہ سوار ہوا علی خواجہ
 نے راہ میں عرضداشت گذرانی بعد ملاحظہ حکم ہوا محکمہ مدعی و دعا علیہ و نو در دولت پر حاضر ہوں بذات خدا
 انکا فیصلہ کرونگا شہ کو موافق مول لیا بتدیجیل کے شہر کا حال دریافت کرنے جو نکلا ایک محلہ میں دس بارہ لاکے
 کھیل سے تھے خلیفہ ٹھہر گیا ایک لاکہ کا زمین خوب صورت ہوشیار تھا وہ کہنے لگا میں قاضی بنتا ہوں تم کو
 علی خواجہ اور کسیکو تا ہر فیاد ہی رہتا کے ہزار اشرفی کا دعوی کرو میں اس قسم کا انصاف کرونگا جسکا کوہنگا خدا علی

مدعا علیہ طلب اور رو برو آئے اوس لڑکے نے جو قاضی بنا تھا کہا کہ ہمیں تیل کا لاؤ جب وہ ٹھکرا رہا تو قاضی نے علی کو چھ
 پوچھا کہ تیری مدت ہوئی جب امانت تو سپرد کر گیا تھا تیری مصنوعی بولاسات بر سر کا عرصہ ہوا اوس نے وہ روغن زبان پر رکھا
 کہنے لگا کیا ماجرا ہے اس قدر زمانہ گذرا تیل کا ذائقہ نہیں بھلا کوئی حاضر ہے وہ جو روغن نیت بیچتے ہیں انکو خصوصاً میں جان کر و
 اوچتین کے دو لڑکے روغن فروش بن گئے سامنے آئے تسلیم بجالائے اوس نے پوچھا اس تیل کا ذائقہ کب تک اچھا رہتا ہے
 روغن فروش مصنوعی بولے پر و مرثہ بر حال کیسا لے سکے بعد مرثہ جانا ہی بد بو آتی ہے اور ایک نئے مذہب زبان پر نہیں کھلی جاتی
 ہے وہی تیل اسکے سامنے کیا اور کہا چکر کے اسکی مدت بتا جب اوس نے زبان پر دکھا عرض کی خداوند نعمت تیل تازہ ہے
 انتہای ہر کہ چھ مہینے کا ہو گا پھر وہ قاضی تاج بغدادی سے کہنے لگا تم لوگوں تو سخت غنا باز انہی مار ہو یہ فریب تو
 کیسا کیا اگر نیت درکار ہو جاوے راست راست ہوا ہے اور سکا اظہار کر آہنی خطا کا اوار کر و گرنہ اور بدکار تجکو وار کا نہ اوار کر و
 تیرے امومین اپنا ہاتھ بھر و نگاہیں سنکے وہ تھرایا اور ایسا رعب چھایا کہ اوس نے اشرقیان نکالنے کا اور تیل ملنے کا
 اقرار کیا اور عفو کا امیدوار ہوا یہ حال دیکھ کے خلیفہ حیران ہوا جس سے فرمایا تو نے اسکے ذہن کی رسائی اور طبیعت
 زور آزمائی دیکھی اس لڑکے کو پچان رکھ اور محلے کا خوب دھیان رکھ دم سمجھتے عدالت پر جب جلوہ فرما ہو گا ان
 لڑکو نکو کیرے سامنے لانا ہو گا علی خواجہ تاج بغدادی کا اسی کی اسی سے قصہ چکانا ہو گا یہ سنکے جعفر نے اون
 لڑکو نکا نام دریافت کیا اور سب کے رہنے کا مقام دریافت کیا جس وقت تخت زرنگار پر خورشید خاں جلوہ گر ہوا وہ
 چاک گریبان سمجھ ہوا خلیفہ ہارون رشید نے اورنگ سلطنت پر اجلاس فرمایا اون لڑکو نکو و بر و بلایا اور سب حکم
 علی خواجہ تاج بغدادی بھی آئے اپنی سرگذشت زبان پر لائے خلیفہ نے شب گذشتہ کے طور پر لڑکوں سے
 فرمایا فیصلہ کر دو کچھ خوف نگر و مستب فرمان خلیفہ سلطان زمان اوس لڑکے نے مقدمہ کا انفصال کہا تاج بغدادی
 کو اوار کے سوا انکار بن پڑا علی خواجہ کو اشرقیان طین ہو و اگر سر بازار قتل ہو ا خلیفہ نے لڑکے کو ہزار روپیہ جرمت کیا
 بقول قائل حق بھدار رسید جان فی اللہ مرگ چشید او مخر خورشید جا نگر و کی آمد کا غلغلہ ہوا ماہ و سیاروں نے خوب سے
 اپنا راستہ لیا اور کاترا کا ہوا شہزاد کو قتل کا دھمکا ہوا دنیا زاد کھبر کے بول اوٹھی بن تیرے سکوت سے طبیعت گہری
 ہو جان تغیر لب و نیر آتی ہو کوئی قصہ اور چھپ دے تب تک روز روشن ہوا آفتاب نکلا اوس نے کہا جان مارو اگر آج
 زندہ بچی کل وہ دستاں بناؤنگی کہ دل خوش ہو جائیگا کل کے کھوڑے کی حکایت پر تعجب آئیگا شہزاد نے دل میں خیال کیا

جلدی کیا ضرور قتل ممکن ہو جب منظور ہو سکر کے فرمایا تیرا گھبراناجا ہی تیری سحر جانی فیسے لگو سخر کیا ہے پتھر کبیرت
 اوٹھا حاتم مین جاکے غسل کیا پوٹھال بدل کر داخل عبادتخانہ ہوا بعد ازاں اسے نماز بصد نیاز اورنگ سلطنت پر جلوہ و با
 مصروف انتظام مملکت ہوا قریب شام دربار برخواست کیا اس پ صبارفتار پر سوار ہو کے کچھ دیر مصروف
 گلگشت بلوغ بہا جب سیر سے طبیعت سیر ہوئی خلوت سرا کی راہ لی بعد اکل و شرب آرام کیا پتھر بیدار ہو کے
 شہزادہ سے بیان داستان کا حکام کیا یہ گویا ہوئی شہزادہ عالی وقار کا یا ورتبال ہے عہد و پایال ہے

قصہ گل کے گھوڑے کی تیز رفتاری کا و شاہزادہ فیروز شاہ و سعید شاہ ایران کی سوار کا گھوڑے کا
 محل شاہی ہنگال مین ہونچا نانیس ویر شاہ کا شاہزادہ می پر عاشق ہو کے ایران مین لانا

حضور پر نور پر ہویدا ہے کہ جشن نوروز کا طریقہ سلطنت ایران مین ہزار برس سے رائج ہوا ہے بادشاہ سے رعایا
 تک جشن نوروز کی خوشی مین تکلف کا سامان کرتا ہے بادشاہ کے روپ و اہل حرفہ اپنی اپنی دستکاری و صناعت
 کی چیز مین لاتے ہیں صلہ مین زر نقد و خلعت پاتے ہیں موجد اسکے آتش پرست ہوئے مین پہلے نام حکام مین
 تھا اہل اسلام کا جب اس ملک پر قبضہ ہوا اس رسم کو جاری رکھا بلکہ زیادہ رواج دیا اور جشن نوروز مشہور کیا
 چنانچہ ایک سال بادشاہ ایران کے روپ و یہ جلسہ تھا وزیر الامرا کاں سلطنت حاضر تھے صنع آنے لگے اپنی اپنی
 کاریگری بادشاہ کو دکھانے لگے حسب لیاقت انعام و خلعت پانے لگے ایک بخار سندھوستان کا رہنے والا
 آفت روزگار لکھوی کا گھوڑا بنا کے لایا بادشاہ کو دکھا یا پتھر وزیر سے مخاطب ہو کے بولا اب بھی بہت عورت
 اسے ملاحظہ کریں آج کے سوا ایسا گھوڑا کبھی نہ دیکھا ہو گا بادشاہ اس کی گستاخی سے بد مزہ ہوا فرمایا شبیر گھوڑے کی
 چوبلی اور طلائی نقری ساز کے سوا اور کیا ہے جو توبے و لیل دعوی کرتا ہے وہ عرض پیرا ہوا پیر و مرشد کے روپ و کلمہ پیش
 کلام کی لکھو مجال ہے اس گھوڑے کا یہ حال ہے تجسیم زدن ہزار ہا کوس طر کرتا ہے دیکھنے مین زمین پر پاؤں رکھتا ہے مگر بے
 ڈونیا ہے پیر اس طرح السیر ہے اور یہ صنعت غلام کی ہے شرکت غیر ہوا بادشاہ نے امتحان چاہا بخار نے کہا یہ حضور کے روپ
 جو بہت بلند ہوا نظر آتا ہے کتنی دور ہو وزیر بولا چچاس کوس اوس فحوا ب دیا آب گھڑی کو دیکھیں کہی سنٹ
 مین غلام جاکے پھرتا ہے بادشاہ نے فرمایا وہاں خرسے کا درخت پھلا ہو خوشہ او کالیتا آنا اپنے جانے کی خند
 دکھانا وہ بخار گھوڑے پر سوار ہوا اوسکے کان کے پاس ایک بڑہ تھا اوسے جو پھیرا گھوڑا اور فرزانہ سے

نائب ہو گیا چند منٹ میں بخار خوشہ ہاتھ میں لیے حاضر ہوا بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ مایہ نجاہ انتہا کا خوش ہوا قیمت پوچھی عرض ہوا کہ غلام نے سکوں دولت لینے کو نہیں بنایا ہر ایک امید ہوا سکی تمنا میں حضور کو کھسایا جانکی امان ملے اور گستاخی اگر معاف ہو تو انہما مطلب صاف صاف ہو بادشاہ فریفتہ تو ہو چکا تھا بے نامل فرمایا تیری قبول ہوگی خواہش تجھ کو حصول ہوگی بتاؤں کہ اس نے پایہ تخت کو بوسہ دیکے کہا گھوڑا یہ حاضر ہو فرود ہی کو غلامی میں لیجیے شاہزادی کے ساتھ عقد کر دیجیے یہ کلمہ ملا زمان سرکار شکے برہم ہوے او سکون ترش نے لگے لگے بادشاہ خاموش ہو رہا پڑ بیٹا بادشاہ کافر و زشاہ نام ولیعہد تھا مجھا بادشاہ اس بات پر رخصی ہوئی سے اوشکا کے دوسرے مکان میں لیکیا دست بستہ عرض کیا کہ یہ جو حضور کو خیال آیا ہو تیری دولت کی بات ہر تمام اطراف و جوانب میں پختہ ہو ہوگی سلاطین عالم میں شہرت فرور ہوگی چہرہ نہ دکھانی کی جائز ہے گی کی سکی نظر میں قیمت ہلا زہرے کی بادشاہ نے بیٹے سے کہا بے اسکے یہ گھوڑا جو کبھی ابلق لیل و نهار کی نظر سے نہ گنیں اسطر ہاتھ آئیگا تازیت اسکا صدر ہر جایگا دوسرے وعدہ غلامی ہوگی اسکی کیا تلافی ہوگی وہ سمجھ گیا بادشاہ بیشک رخصی ہو غائب ہوئی کے ساتھ شادی کرے اوں صنایع ہندی سے کہا میں اسکا امتحان کرنا ہوں پھر جیسا عقل میں آئیگا اسکے موافق کیا جائیگا تجار گھوڑا و بر ولا یا شہزادہ سوار ہوا وہی کان کا پرزہ کہ او سکودیکھ چکا تھا مورا گھوڑا ہوا ہوا اور سب کی نظر سے چھپ گیا او سو وقت بخار گھبرا کہا افسوس مرگ کا زانہ قریب آیا بادشاہ پوچھا خیر ہوا اس نے کہا اندھیر ہر شاہزادے نے جلدی کی او سکی کلونکا حال دریافت کیا کہ او تر تا کس سے ہوا ٹھہرا کیونکر ہر شاہزادہ نے سوار ہوتے کل پھیر دی کسی بات دریافت نہ کی اگر کوئی صدر ہر بچے تو غلام مجھ ہر بادشاہ نے کہا یہ تجھ کو چاہیے تھا او سکو سب کلون سے آگاہ کر دیتا اگر وہ زندہ و سالم بھرا یا او سکی صحت کی خبر آئے تو خیر و گرنہ تجھ کو قتل کرونگا زندہ چھوڑو نہ گناہ کہہ کے او سکوزندہ نہیں بھجیہ باحفاظت کا بتا کیوں حکم کیا وہ تو قید اب شاہزادہ کا حال سنو گھوڑے پر سوار ہو کے کل کو جو دبا یا گھوڑا ایسا بلند ہوا کہ آسمان کے قریب لا یا او سو وقت فیروز شاہ گھبرا ہر طرف دیکھنے لگا گھوڑے کا جسم ٹولنے لگا یکایک دوسری کل پر ہاتھ جو پڑا گھوڑا زمین کا متوجہ ہوا نصف شب گزری تھی ایک مکان رفیع الشان کی چھت پر او تر شاہزادہ گھبرا ہر طرف دیکھے نگار کا دروازہ نظر آیا پیچھے او تر نے کا قرینہ پایا آہستہ آہستہ کہہ پاؤنگی آہٹ نو نیچے او تر اسجان اللہ و حمد مکان ا

ظلاً نقش ہر ایک تصویر ایوان جیسے شاہ و شہریار و نیک ہوتے ہیں آخرت کو بید غرغہ او سین ہوتے ہیں
 بستے خواجہ سرا اختیار لگائے بانو چھیلائے خواب غفلت میں ہمیش میں جلتن ترین کنین قلب قنین مسلح دوش بدوش ہیں
 شانزادہ نے بانو آگے بڑھا زلفیت کا پردہ پڑھا اور سکو اوٹھا کے اندر گیا اور شہزاد کو نور سحر کا جلوہ نظر آیا
 شعاع مر سے چاند شرمایا نقاب مغرب میں منہ چھپایا شہزاد نے زبان تکلم بند کی حسرت سے چپ ہو رہی تھی
 کعبہ کے کہا پردے کے اندر کا حال کھلا کچھ تو اور بیان کیا ہوتا شہزاد عرض ہوا ہئی کہ اگر بخیر دن تمام ہو گا تو شکو
 پھر بیان دستار اہتمام ہو گا و تکو کمانی کہنا تیرا ہو گا بار در ہم بر ہم ہوتا ہی رہے بوڑھوں سے سنا ہوا شہریار
 بعد فراغ نماز داخل صحن کا بار بار ہر ایک ہوا احکامات جاری فرمائے اہل احتیاج نے فیض و عطا سے
 فائدے اٹھائے جب نور شیدہ جاگڑ نزل و زطر کر کے داخل سرا میں مغرب ہوا شہریار دربار بر فراست کر کے
 خلوت سرا میں آیا شہزاد کو طلب فرمایا پہلے آرام کیا جب خواب راحت سے بیدار ہوا بیان داستان کا حکم دیا شہزاد کو بیاہنی
 شانزادہ فیروز شاہ نے جو پردہ اوٹھایا انگھہ جھپک گئی وہ جلوہ نظر آیا اسنے اندر قدم رکھا دیکھا چھپرٹ جو
 کے پردے پر جگر تیر کر تے شمع ہا می مومی کا فوری روشن جھاڑ جھابے فانوس کنول مرنگیوں پر عجیب جو بن
 گرداوسکے خدمت گزار زمین سہتیں سب سے متین فقط شمع ایک پاؤں استادہ حفاظت کے آئادہ دوٹھن اسی صورت مکان سجا

اسباب ضروری روز مرے کے صرف کا قریب درج کیا ہوا نظم

کاخ گردون کے بھی وہ ہلا تھا	ہر صحنہ در جینا تھا
روز و دوس سے بھی خوشتر و	رشک آغوش جو عین ہر د
وہ منبت تمام مینا کا	لاجرومی وہ ہر در و دیقا
دیکھو وہ بہار گلکاری	عقل نقاش فکر و عاری
جھاڑ کو دیکھ کر ہوا ثابت	سبح سیارہ ہو گئے ثابت
طرفہ نشی کنول چہ بن تھا	نور و نارا یکجا پرورش تھا
شمع فانوس میں تھی روشن	جیسے جہین میں شکی روشن
پرندہ زلفیت کے بہت سی	شیرا ہی کی حد میں سیاری

صاف تر شاہو تھا ہے کا	قصر تھا وہ نئے و تیرے کا
غیر شمع طور سے وہ ستون	سات چہین تھے وہ ستون
وہ بہار طلسم نقش و نگار	وہ منقش تمام سقف و جد
دنگ ہون نگہین چھپتے گلاب	سقف نقاش چہین الہین
صبح جنت بھی جنت نوسے رام	شیشہ آلات وہ گلاب نام
صاف صبح اجابت آیت تھا	وہ دو شاخے کنول تھوڑا
غیرت افزای نخل گلشن بود	جھاڑ فرشی ہا چار سو پود
جانانی مل گئی تھی تھی سو	کیا کوئی تھا جو فرشتہ کا پ
جاہرین بھولتی ہیں تباہ	بچھین ہر گنگ مینا کا

آسراحت میں ماہ کامل سپر عیش و عشرت بھی ساتھ شامل ہے وہ تو سوتی جو بھول مغترہ بین دیکھنے والے سب ترستی ہیں

شاہزادہ فیروز شاہ مجھایہ کوئی شاہزادی عالی وقار جو سلطنت کا سارہ سامان تیار ہو گیا کے متصل جو آیا خدا کی قدرت کا جلوہ پایا چاند کا ٹکڑا اشعلہ خسار آفت روزگار خود خواب نازنین بخت مبارک شبنم کا دوپٹہ تانے کچھ جو حسین بیچ بائیں کچھ پانستی سرہانے قیند کے جھونک میں غافل ہیں فیروز شاہ نے دل سے کہا یہ پارہ اگر غلامی میں قبول کرے سلطنت بہشتا قیام سے بہتر ہو سکتا تو جیسا پاؤں نہ سر کاٹے ہزار بار پروا نون کی طرح گرد و پیر کے شمع کی صورت کی طرح یہ سوچ کے دوپٹے جو منہ سے سر کاٹا شاہزادی کی آنکھ کھل گئی جو ان رعنا کو اپنے بلنگا کے پاس پایا وہ بھی نظر اول لوٹ پوٹ ہوئی حضرت عشق کی دوسرا چوٹ ہوئی اسکی صورت شکل لباس مکلف دیکھ کر سمجھی کہ بیشک یہ کوئی شاہزادہ نامدار خانہ اراں اللتبار سے ہو چکا آپ کون ہیں کہا نے آئے ہیں آج جو اس نگہبانی اور جو کی پہرے کے کہ صدا زن و مرد و سبب حرب سامان نہرو سچے مستعد ہیں محل میں کیونکر تشریف لائے ہیں شاہزادہ نے مسکرا کر کہا آپ اصلا خوف و وحشت نہ کہائیے کچھ اور خیال خاطر میں لائیے ستان میرے بیان آنے کے اتفاقاً تین زمانے کے تین ایران گلشاہزادہ ہوں مگر سوقت مرگ کا اتادہ ہوں دم محروا لدا نامدار بادشاہ عالی وقار جشن نوروز میں مصروف تھے وزیر امیر سپہ سالار خوانین جبار ارکان ذمی اعتبار نذرین دیکر دست بستہ تکر و پیش سر پر سلطنت کھڑے تھے جمعے بڑے تھے او صد ہا لہر و صنایع جو جس کلام میں گمان تھا مشہور نامہ تھا ایشاء نادر بہتر سے بہتر لاکر ڈرے ہے تھے زرخ و سفید الغام میں لے رہے تھے یکایک ایک بخارا آفت و زگار جو بی گھوڑا بنا کر ڈر لایا او کا حال جو بوجھایہ بتایا کہ آسمین یہ صنعت ہو کہ اسپر سوار ہو کے روم شام میں مقام کا غم کرو کل ٹورنے کی دیر ہو وہیں پہنچو جہاں پہنچا نا وہ پہلے سوار ہو اوس بارہ منزل کی مسافت پانچ چھ منٹ میں طرک کے چلا آیا عسرت کا یہ ڈھنگ دکھایا مگر مجھ کو اس حرکت کا نہ اعتبار ہو اتو سوار ہو لیکن اسکی عظمت ہوتی کہ اون کلونکی حقیقت نہ بوجھ لی وہ جو گردنکی کل بخار نے دبا ٹی تھی میری سمجھ میں آئی تھی نصبت او سکوپیر آفت نے گھیرا گھوٹا ایسا اڑا اور بلند ہوا کہ آسمان کے قریب پہنچا نہ تیرہ و تار ہوا اندھیرا تین تار اکبار ہوا اتو ہی بد جو اسی میں ڈھونڈھکرو دوسری کل جو ہاتھ میں آئی تیرو رینے گھائی اوس نے زمین کی طرقت سیلان کیا آپ کے محل کی حجت پر مجھ کو اتا دیا ہاتھ سے ہزار خرابی خود فناک یہاں آیا تقدیر نے آپ تک پہنچایا

نام نہیں کہ یہ کونسا دیار ہو تو قیاساً یہاں کا تاجدار ہوا اس کا نام کیا مشہور ہو تیرا ملک کتنی دور ہو قرینے سے ثابت ہوتا ہے
 آپ یہاں کی فرمان روا ہیں خلیق و مروت ہمت و جرأت میں بے ہمتا ہیں اگر اس سفر پر وری کی راہ سے نکلے بغیر یہاں
 سمجھے کے میری جان بچا لو ملک الموت کے پنجے سے چھڑا تو تعجب کیا نہ شاہان عالی حوصلہ کا یہی شیوا ہے وقتہ فلک
 شعبہ بازی نے نور سحر کی تجلی دکھائی شہزاد آسمان کی طرف دیکھ کے گھبرا ائی تو ذون نے اذان دی ماہ و ستاروں نے
 جگہ مغرب کی راہ لی شہر یار غلو تسلسل سے باہر آیا تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ارکان دولت مصروف کار و بار ہو
 گرفتار مصیبت عیا و غاشعار ہو تمام دن مشغولہ نظام ہا منتظر شام ہا خدا خدا کر کے دن تمام ہوا شب کا ہنگام ہوا شہزاد
 نے دربار پر فرمایا کیا بہت راحت میں داخل ہوا شہزاد کی اسید برائی وہی کہانی سنائی شاہزادی فیروز شاہ
 کی صورت پر فریفتہ ہو چکی تھی شہزاد کی اسید برائی وہی کہانی سنائی شاہزادی فیروز شاہ
 تشریف لائے یہ غم صحیح ہوتا تھا میرے دم میں مہر آگ اس کام میں میرا سرتن سے جدا ہو جائیگا مجھ کو جنت ہونگی
 مگر تمہارے خلاف مزاج کوئی امر سامنے نہ آئے گا اس ملک کو سب بنگالہ کہتے ہیں لاکھوں بندہ ہی خدا باسا رہتے
 رہتے ہیں میرا آپ یہاں کا شہزاد ہو چکے ہو اسکے رطب و یابس میں اختیار ہوا اب رات کم ہو چکے ہو تمہاری چھینی کا بست
 الم ہر دو چہار گھڑی آرام کرو چھو کچھ ہو گا وہ نلو میں آئیگا تمہارا وہ سوسہ نکل جائیگا یہ کہہ کے فیروز شاہ کا ہاتھ
 پکڑ کے دوسرے مکان میں کہ وہ بہت خوب سجایا تھا لائی جو اہر نگار پلنگ پر لٹایا اور وہ جو صحن مجرم
 و مسازتھیں اونے فرمایا کہ تا دور و خسر و غا و رخت زنگاری پر بیان دست بستہ حاضر ہو شاہزادے کی
 خدمتگذاری میں حضور نہوا و قبل صبح باور چھینا میں حکم ہو چکا وہ پہنچنے نہ پائے جہاں کی نعمت تیار ہو جا عذر
 طلبے ناچنے گانے والے اشکیل و جمیل مع ساز و سامان حاضر ہیں ہنگام بیداری ناز گلے شکستہ غمخیز خاطر کرین ہر
 اپنے پلنگ پر آئی لگتا صبح نیند نے شاہزادہ کے قصوں میں بار نہ پائی جس دم صبح کا سپیدہ چمکا مسجد و سکے اللہ
 بتکرونگ ہر ہر کی صدا آئی تاجدار ثواب و سیارہ مثل کجمان جگر پارہ قلم مغرب کی سمت با قدم تیرے عالم سلطان
 مشرق کا جرم چمکا اور خورشید زرخشان چوتھے زینے پر چڑھا دو تو خواب راحت سے بیدار ہوئے ہاتھ منہ دھو
 چکنے کے آثار ہوئے غیر در شاہ بیدار ہوا حواج سے فریخت کر کے منہ ہاتھ دھویا لباس شاہی پہنا آج فرمان
 زیب سکر کے بیٹھا وہاں شاہزادی نے چکنے کا سامان کیا وہاں کا چڑا پہنا اللہ اس مرد و یا قوت کا زور زینت جسم کیا

خوب بن ٹھمن کے مثل اوس طناز و قیامت خرام گل انڈم ہی دو ملن کین طرح سچ سجا کفر و شاہ کے کہ میں
دل کی بقراری جان پر آفت لائی اوہر دیکھتے ہی شاہزادہ کی جان نکل گئی اوہر سینہ توڑ کے محبت کی سنا
نکل گئی اور تیر تک دو لوگوں کو سکتے کا عالم رہا شاہزادی نیجان شاہزادہ بیدم رہا دو گھری کے بعد دل ٹھہرا کے
فیروز شاہ کی کیفیت سنی اپنی سرگذشت کمی آتلا ط شروع ہوا جب پہر بچا خاصہ طلب ہوا تا نوش کا ڈھنگ
سب ہوا اب دن عید رات شب برات طرح اوقات بسر ہونے لگی چھپون میں شب وصل پھر ہونے لگی فطرح

الغرض شاہزادہ عالم	یونہی چنڈہ ہانوش خرم	ایک دن بعد چند مدت کے	باپان اپنے اوسکو یاد آئے
شاق گذر بہت فراق وطن	بگر گیا زمین شتیاق وطن	دو مہینے کے بعد فیروز شاہ کو خیال آیا کہ باپ مان اپنا	

کیا حال نیا ہوگا اور بخیر کیا تم ڈھایا ہوگا بادشاہ اوس سے بہت ہی طرح سے پیش آیا ہوگا یہ سوچ کے شاہزادی
کہا اگر تکویر سے قول پر قرار ہو میری بائیکا اعتبار ہو دو مہینے کی مہلت دو اپنے والد بزرگوار اور مادر جلالتہ
بقرار سے انہما حال کر کے نامہ بخاری خود ستگاری کی بھجواؤ اور فوج و لشکر ہمراہ لیکے بڑے کروڑ سے اون
تحتات ملک کی رسم کے موافق شاہ کا ناکھانہ و حرم و حاکم سے بیاہ لیاؤن شاہزادی یہ سن کے چپ ہو رہی کہا اسیکو
اسکا جواب دوئی اور زمین خیال کیا کہ دیکھون میں میرے شہر و نکی اسی کیا ہو میرے تمہیں کونسا امر اچھا ہو شب کو
مشورہ کی صحبت نے قرار پایا جلیس و انیسون کو جمع کیا تو محلدار جہانزیدہ روزگار جو تمہیں انکو بھی بلایا گرفت
سکی یہ راہی ہوئی کہ فاصلہ بہت دور ہو تو شرط یہ ہے کہ مجھ کو اگر شاہزادہ چلا جائے اور جب وطن و مہنگ ہو
مان باپ خویش قریب کی سلسلہ محبت میں امیر ہوا ورنہ آئے تو کیا من پر بڑے بیکار سب تدبیر ہو شاہزادی
فراق میں یاد وہ دلگیر ہو چنڈے یہاں اور قیام کر کے عیش و طرب میں بسر صبح و شام کر کے سر شہ تہ لفت
ترقی پر ہم ہوتول مدت سے بل پٹے خوب حکم ہوا و سوقت جانکی اجازت دو تقدیر پر پراضی رہو ہونی ہو سو ہو بہو بات
شاہزادی کو بھی پسند آئی فیروز شاہ کو موعین کمانی سالی کچھ اور خوش خرم گزریے پھر ایک روز فیروز شاہ نے فرسفر کھلا اتعمیر ہو کے بولا ظلم

مکھو سوقت اک ٹہر بلال	والدین اپنے یاد آئے کمال	نہیں علوم میری وقت میں	بتلا ہونے کے مصیبت میں
ڈھوڑھتی ہیں بہت اوجھون	اب ارادہ ہو یہ سرے زمین	کہ زیارت کو اونکی میں جان	ایک نظر سیکو جا کے دیکھ او
بولی وہاں رو کہ بس ہم	چلیے بندی ہو آپ کے ہمراہ	کتے ہی اور شکر ٹھی ہو می گاہ	ساتھ چلنے کو ہو گئی تیا

فیروز شاہ نے لمبای میری تمنا ہوتی ہے جہانوں پہنے ساتھ لیلون جسے روز تم کوگی چلے آئینگے دو گھڑی میں منزل قصبہ پہونج جائینگے شہزادی اس بات پر رضی ہوئی نماز کے وقت پہلے دو نو اوٹھے اور اوی چھت پر گئے گھوڑا موجود تھا ایران کی سمت اوکا منہ کر سوار ہو گئے فیروز شاہ پیچھے شاہزادی بھیٹی کر سے لپی شاہزادہ نے کل گھوڑی گھوڑا ڈرا سرگرم راہ ہوا تو یہ کچھ چاننے لگا تھا پھر چنے اترنے کی کل پہچاننے لگا تھا گھڑی بھر کا عرصہ ہوا تھا مہر جہان تاجی حبلہ مشرق سے باہر قدم نہ دھرا تھا کہ یہ سرزمین ایران میں جا پہونچا پہلے دارالسلطنت میں گیا شہر سے دو کوں بلوغت باغ تھا جسکی فرا کا ضوا لکے ولیمین مرغ تھا عمارت عالی شان عجیب غریب قصر الوان اوسمیں گھوڑیکو اتارا شاہزادی سے کہا تم یہاں چین آرام کرو ایک ساعت قیام کرو میں جہان ہون سامان سواری و جلوس لیکے ابھی آتا ہوں بیٹے کرو فریاد مکتے تکو اپنے باپ کینج دست میں لیجاؤ گا مان سے ملاؤن گا القصد شاہزادیکو اوس مکان میں بٹھایا کی خدمت میں حاضر ہوا وہوم مچ گئی مبارک سلامت کی صدا رو دو پوار سے پیدا ہوئی باو شاہ کو سب سانجہ سنایا عرض کی اسطرح سے فدوی بیگالہ کی شاہزادیکو لایا کچھ سامان سواری چند ٹولیا عماری عنایت ہو کہ لبر و شوکت حضور میں لاؤن اللہ کینج دست میں لیجاؤن بادشاہ نے جان تازہ پائی بچھے فرزند کی صورت خدا نے دکھائی اوس قر کر کے لگایا خوب بے بیس ہوا وصل یوسف و یعقوب پھر فرمایا بابا میں خود چلتا ہوں وہوم دھماکے مجمع خاص عام سے شاہزادیکو سوار کر کے لاؤنگا ہتمام سواری سارے شہر کو دکھاؤنگا مگر خوب یا آیا اوس ہندی کو بوجرم و گناہ مقید کیا ہوا کیسا کیسا سارے دیار ہر جگہ بلاؤ سلسلہ قید سے رہا نذر گذشتہ کر کے کچھ عطا کر پھر شاہزادی کے پاس چلون وزیر نے فوراً نثار کو حاضر کیا جسدم وہ بادشاہ کے روبرو آیا بہت لطف فرمایا خلعت مرحمت کیا چھوڑ دیا یہ شہر تمام شہر میں عام ہو چکی تھی گوشن دہر خاص عام ہو چکی تھی کہ فیروز شاہ مع انجیر و خنل ہوا اثر مطلب حاصل ہوا بیگالے کی شاہزادیکو ہمراہ لایا ہوا سرکاری باغ جو شہر کے باہر ہوا وہیں بٹھایا اوس بخار نے بھی سنا فرصت کو عنایت سمجھ کے اوسی طرف روانہ ہوا جب درباغ پر پہونچا داروغہ سے کہا میں شاہزادی کیلئے کو آیا ہوں حکم ہوا اسی گھوڑے پر سوار کر کے بروے ہوا فوراً بیان پہونچا اسی خدمت کے صلہ میں خلیعت حضور سے پایا ہوا طلبی جاتی نے دست گہرار سے عطا فرمایا ہوا داروغہ کو اس فریاد نگاہ نہوئی اس کو چے میں عمل کو راہ نہوئی شاہزادی کے حضور میں لایا یہ معاملہ سنایا وہ تو نظر طلب تھی گھوڑے

سوار ہوئی بیچھے وہ ہندی جا بیٹھا اوکل کو اور ٹھایا گھوڑا اسلٹن کے نزدیک آیا یہ سوچا اب میرے صدمہ کو مٹا دے اور
بھوکا پیاس سے بھی مجبور ہوے گھوڑے کو نیچے اتار کشتیر کے کھل آیا درخت گنجان چھٹے کے پاس وہ بوجھلے
گھوڑے سے اترا شہزادہ کو دیکھ کے تہہ بٹھا خود کھانسی فلو میں مبتلا ہستی تو دیکھ لی کھینچا ہنسے میوہ تو خوشایس تفریال
پہنچیدگی بچا یا شاہزادہ کو دیکھ لایا آپ نہ ہر بار کیا جب پیٹ بھرا شیطان سر پر سوار ہوا اسے کام کا طلبگار ہوا اسے انکار کیا
باتھا پانی کی نوبت آئی شاہزادی ہتھیار ہو کے چلائی کہ صحر شاہ خادہ نیرہ شامی چمکا تا جوت دکھانا افق مشرق سے
نمایاں آئے اور چراہ بادل انداز ترسان لڑا ان گوشہ مغرب میں پہنان ہوا تو حشر چمکے راکھی سیاہی کو دو دیا تمام عالم کو
پر نور کیا اہل اسلام بہر نماز ساجد میں جانے لگے ہندو بتجانو نہیں آئے لگے تیسیم چکاہی کے جھونکے نئے نئے شگونے
کھلانے لگے بلبون کے غول فرط خوشی سے چہرے لگے شہزادہ نے زبان تکلم کو روکا شہزادہ بترراحت کمال افروگی
اوتھا پھر نہ ٹو کا تمام دن سرگرم تنظیم ہا بقیہ تو دیکھی ہالی و مجرمونکی سزا کا اہتمام ہا یا تا تاکہ مرجان تانبے دہن غروب
منہ پر لیا اور ساحرہ شہنے چادر سیاہ کو سطحہ غبار پر بچھا دیا شہزادہ باوقار مجلسین آیا شہزادہ کو یاد فرمایا کچھ دیر اکل شہزادہ
چہ چار ہا پھر آرام کیا تھوڑی ات ہے جو چمکے بیان استان کا حکام کیا شہزادہ عرض ہیرا ہوئی کہ شاہزادی کی گریہ وزاری
کام آئی خدا نے ابر و بچائی آفاقات فرکار سے کشمیر کا شاہزادہ شکار طیل کے بھر آتا تھا رو نے پینٹنے کی صدا سی
در وناک جو گوشہ نہ ہوئی سوار و نکو و ڈر لیا اور خود بھی اوسی جگہ آیا دیکھا ایک عورت نوقاستہ صفا حسن و جمال اور مرد
گریہ نظر زبون خصال باہم جنگ وجدال کرتے ہیں آسپین لٹھ کرتے ہیں حال پوچھا مرد برہم بھوکے بولایہ میری عورت ہو
آچکا دخل یہاں شاہزادی نے کہا ماشایہ مجھو ماہرین بنگالہ کی شاہزادی ہوں یہ حرافزادہ ساحر ہر جادو کے زور سے
مجاویاں لیا ہوں حال ہم پوچھا یا ہر آوسکے چہرہ کی شوکت سے اس صاحب تیز شاہزادہ کو یقین ہوا کہ جو نہا یہ بخوہو اور بھی
یہ ماہر و ہر ہیکسوار سے فرمایا عمل بر کی بادشہ میں اسکا مرتن سے بدلا کر تاخیر نہ فرما کہ وہ میدان تو اسفل السافلین کو پوچھا
شاہزادی کو ہمراہ سوار کر کے مکان پر لیکیا اوسی م محل بہت تختہ خالی ہوا و سمین اوتارا پیش خدمت نحو حسین محلہ انغلانیا
جو جو سامان اور شانہزادہ دین کے وسطے درکار ہوتے ہیں سب خورامیا کر کے سوچا اس پر سے عقد کا اہتمام کئے کچھ چکر
پر چوٹی م عیش و آرام کئے شاہزادی یہاں دیکھ کے گھبرائی اور نکاح کی خبر بھی کانین آئی کچھ ہی دن ہوئی کہ در کمال
در بودی پوچھو دیم عاقبت خود رگ بودی کسی صورت آبر و بچا و جان حرمت چہ صدقہ کو بھی گنوا و ہر سیکل لٹی و تین تین

آنرول سے یہ صلاح ٹھہری مجنون بنجاؤ شکے جو کسی کو مارو کسی کو کاٹ کھاؤ نہریان بکوسکو کالیان سناؤ دفعہ گریبان چاک کیا سرور و غمشہ بنجاک کیا تیکو گالی می کسی پر تھوک دیا کسی کو مارا کسی کو فوج لیا خنطیو کا ٹھنک سوچ لیا جب یہ صورت ہوئی شاہزادہ کشمیر نے اوسکے پاس کا آنا چھوڑا آونٹے آب دانا چھوڑا ایک طبیب ملازیانے عامل ساحر جو جوان فنون میں کامل تھے طلب ہو گیا پچھڑا چنک علاج معالجے ہونے لگے وہ کبھی بھی سنستی گاہ روٹی تھی تمام ات نہ سوتی تھی یہ جملہ تو نامہ ہے وہ اب بہانہ بناؤ فیروز شاہ کا حال سنو کہ تیرے کرو فرسے فوج لشکر جلوس واری سامان ہمارا لیکے شاہزادی بنگالہ کے لینے کو چلا فیروز شاہ نے پیش قدمی کی جب دریاغ پر آیا اور وہ نے قیصر پر غصہ کیا کیا حضور نے جسکو بھی پھانسا وہ اسی گھوڑے سے سوار کر کے لیکر گیا یہ سنتے ہی نعرہ مارا گریبان تادہن پچھاڑا صحرا کی سمت چل نکلا بادشاہ یہ خبر اسکے یا تو ہنستا آتا تھا خوشی سے پھولانہ ساتا تھا اب روتا ہوا در دولت کو روانہ ہوا خندنگ دل دوزخ عالم کا نشانہ ہوا آخر فیروز شاہ بجال تباہ پھرتا کوہ و وشت ملو کر تانہ میں کشمیر میں پہنچا وہاں جا بجا یہ چرچا سنا کہ ہمارے شاہزادے کے ہاتھ بادشاہ بنگالہ کی بیٹی آئی ہو جب عقد کا سامان ہونے لگا شاہزادی مجنون ہو گئی سرزد نہریان ہونے لگا قیصر فیروز شاہ کے جب کانین پڑی سینہ میں سانس اڑھی سو چاکیا عجب ہو کر اوسکے ولین میرا خیال آیا ہو کھیل بگاڑنے کیو سٹے سوانا گیا ہوا شہر میں چل کے فصل حال دریافت کرو اگر طالع یا رنجت مدد کار ہوا تو یہ خیال سچا ہو گا حاصل معاہدہ کا بہ کیف اقدان خیزان بے سرو سامان کشمیر میں داخل ہوا وہاں کا چھوٹا بڑا اس حال سے آگاہ تھا جس سے پوچھا متفق لفظ صبیحی بیان کیا دو تین دن کے بعد چکیوں کی وضع بنا کے در دولت پر آیا اپنی طبابت کا حال فن سحر میں کمال سکون آیا وہاں تو اسکی تلاش تھی ہتھو کی اسی پر معاش تھی کہ تھی نے شاہزادہ کشمیر کے روبرو فیروز شاہ کو پہنچا وہ گفتگو کے روبرو اس نے اقرار کیا اگر ایک ہفتہ میں اچھا کروں پچاس ہزار روپیہ کا نذر ادا ہوں گرنہ نوین دن نذر ہوں لیکن بشرط یہ کہ سب حال ابتدا سے انتہا تک سنائے اور رضیہ کی صورت دکھائے یا چار کرونگانین تو کنارا کوں گا شاہزادہ نے رست رست بلکہ دو کاست کر یا کہ ایک ساحر جو بی گھوڑے پر سوار کر کے جادو کے زور سے یہاں لیا تھا اپنے اوسکو قتل کیا شاہزادہ کو چھین لیا جب عقد کی تیاری ہوئی شاہزادہ کو مجنون کی بیماری ہوئی فیروز شاہ نے پوچھا وہ گھوڑا کہاں ہے میرے روبرو منگائے جب وہ گھوڑا سنانے آیا دیکھتے ہی کہا یہ سحر کا بنا ہو کر مجھے اسکو اچھی طرح دیکھنا ہو چکے ہیں جسکے شاہزادہ کے روبرو لیکے نبض ہاتھ میں لی وہ گالیان دینے لگا انھوں نے کچھ بڑھ کے آگے بڑھ کے کانین جو بنادہ ہوئے

خاموش ہو گئی فیروز شاہ نے کہا پرسوں پنجشنبہ ہر منادی نذر کرے جسکو عجیب غریب سانحہ دیکھنا ہو صحرا میں آئے
 اور فوج کا حلقہ سے گورہے کوئی اندر آنے نہ پائے غرضکہ بروز جمعین ہزار ہا بندہ خدا پرست دیکھنے کو آیا گوسپہ سالاروں
 فوج کا پر اجماعاً شہزادہ کیو غسل دلوا لیا ہر زبور لاکھوں کلہا پنا گھوڑے کو منگوایا اگر وہ اسکے عود و عنبر حباب کے عطر اگر
 بہت سا گھوڑے کے جسم میں لگایا پھر شاہزادہ کیو گھوڑے پر سوار کیا پیچھے اوسکے خود سوار ہوا تمام عالم نگران ہر شخص
 تھا کہ یہ کیا کرتا ہر فن سحر کیسا ادا کرتا ہر دفعہ باواز بلند چلا دیکھو میں شاہزادہ ایران ہوں یہ ہماری مشوقہ ہے کہ ہم
 لیے جاتے ہیں ایسا کوئی ہے جو گھوڑے کے یا سر پدیاں نکل کرے فوج نے یہ سنکے چار طرف سے باگ اٹھائی شاہزادہ
 گھوڑے کی کل بائی کھوٹا ہمیشہ زون آسمان پر پہنچا پلاکت مارتے نظر و نسیے غائب ہو گیا شہزادہ ہونے کے سبب بر گریا
 ہوئے یہ تجیر و خوبی داخل خطہ ایران ہوئے ابلی ارفاض محلین و تزلماں باپ نے کہ فراق فرزند سے غم نوم زندہ در گور تھے از فر
 زیت پائی تہر بیٹے کے صورت نظر آئی اوسوقت کی خوشی لائق دید تھی محل میں گویا عید تھی آئیر وزیر کار کا سلطنت شہ
 کے تیس فی قار جو جو ملازم سرکار تھے شاد و خورم ہوئے ندرین لیکر در دولت پر پہنچے ندرین دین سبکداری کی حد میں
 بلند ہوئیں بادشاہ عالیجاہ نے فرط خوشی سے زرسرخ و سفید نثار کیا امتحان فقیر و نگوئی کر دیا دم سحر بادشاہ نے
 ہزار کروڑ نیک ساعت دریافت کر شاہزادہ کا نکاح پڑھوایا آرائش و نمائش میں لاکھوں و پیر سو فخر مایا خدام و اہل فر
 کو خلعت انعام دیا تو کبھی تنخواہ میں اضافہ کیا جب اس ہنگامے سے فرصت پائی بادشاہ بنگالہ کو نامہ لکھا تہر گران
 دوستانہ روانہ کیا اوسمیں یہ مژدہ تھا کہ بساعت سعید اوس کو ہر ناسفہ حوج جہان نابی یعنی تھاری بیٹی کو اپنے فرزند ارجمند
 فیروز شاہ جو میرا و سعید و قائم مقام ہوا اسکے سلسلہ عقد میں داخل کیا تمکو مبارک ہو ہر عنوان اطمینان کامل کہ جو جب
 اسطر علی دو سلطنتیں ایک ہوتی ہیں رعایا بری اخلق خدا کی واسطے یہ باتیں بہت نیک ہوتی ہیں جسدم یہ نہا
 مع ہر یہ پیشین ہا ہو پنا بنگالہ کا بادشاہ یہ مژدہ سنکے نہایت خوش ہوا محل میں گیا شہزادہ کی ننگوئیہ خبر سنکے سبکداری
 دی تو پنا نو مین شک تہنیت سر ہوئی تو پنا نو مین خوشی کی نوبت بجنے لگی وہ غسل جو دار الحین ہو گیا تھا غیرت
 چمن ہوا مہینوں سے جہان گریہ بکا کاج چا تھا چھوٹا بڑا و ہانکا خندہ زن ہوا اسکے بعد سلطان والا شان بنگالہ
 بہت ناسامان جہیز مع ہاتھی پالکی واند کیا کئی سو لوٹھی غلام گھوڑے اور زرسرخ و سفید کے صد ہاتھ لکھے تھے
 چوڑے کے چند اول کھپال محافے رحمن مجبولیاں خزانہ کے چھکڑے ہزار ہا اونٹ اور سپر صندوق پٹارے اور

سبا نے درمی قہر مگھیا اور کجاقتدر ملالی بتر کسایا بطور کو کاقتسہ ہوا اورستان تخت مہوئی مگرات آتی تھی شہزادوں درمی کی شادی

حکایت تین شاہزادگان ہندوستان شاہزادی جو خصال کی کیفیت ایک کی شادی اور وہ کے ملال کی

زبانہ سابق میں ہندوستان کا جو فرمان روا تھا اوسکے تین بیٹے تھے فرزند لاکر کا نام میرا قبال اوسط کا لقب بہر حال اور

سے جو چھوٹا تھا اوسکو پری پکیر کہتے تھے اس بادشاہ کی ایک بھتیجی تھی اوسکا نام جو خصال تھا حسن پیشمال تھا جب اوسکے

باپ نے قصدا کی قصلت سے ہوئی چھاپی کہ اپنے گھر میں لاکے بیٹوں کے ہمراہ پرورش کرنے لگا مثل اپنی اولاد کے سمجھنے لگا

یہ تینوں لاکے اور جو خصال سالہا سال کیجا رہے کہتے رہے ایک کتاب میں لکھتے پڑھتے رہے جب دم وہ سب صلہ بونع کو پہنچے

بادشاہ لہیا پو شیرنگ کو لیا ہو گیا کوئی شاہزادہ عالی خاندان اور تین شاہزادیاں اولاد و مان کہیں ٹھہرانا چاہیے کہ ان پر کوئی

شادی سے فرصت ہو خانہ آبادی کی صورت ہو کہ گردشِ حرم کا اعتبار نہیں ٹھہرا جانے لیا نہ لگے آج کیا ہو کل کس

پیش لگے ایک خواجہ سرا ہی قدیم نے بادشاہ کو تنہا لیجا کے عرض کیا بیسہ روز بند کو

صاحب زادوں کی شادیاں خیال ہوا کچھ رنگ اور عجیب حال ہوا مثل سنتے تھے یک گرو و فاختہ میان قلام لاسول ہوا رنگ

ایک فاختہ کا ڈول ہوا تینوں شاہزادے جو خصال کے عاشق تھے اور میں شادی کے امیدوار میں بادشاہ کو بڑی آتشوں

ہوئی کہا ایک کے ساتھ اگر شادی کر دوں یہ دونو جھلاسن گے کچھ برسی حرکت اگر نہ کرینگے تو شہر سے ضرور نکلیا میں گے

اگر کسی غیر شاہزادے سے یہ امر ہوا تو یہ اوسکے دشمن جان ہونگے مار ڈالنے کا خیال ہوگا اوسکا زندہ رہنا محال ہوگا

اسی ہوجوچین شب و روز سرد و صفتا تھا کچھ کسی سے نہ کہتا نہ سنتا عداوت میں ایک امر فہن میں آیا اونکو بلا کے یہ سنایا

کہ تم میرے تخت جگہ زور نظر ہوا ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں میرے نزدیک برابر ہو میں جو خصال کی شادی

کیا چاہتا ہوں اور منظور یہ ہو کہ باہم تم میں ممال ہو عداوت کا خیال نہ ہو وہ اس شرط پر موقوف ہو کہ تم علیحدہ علیحدہ

سفر کرو اور سوغات میرے واسطے وہ لاؤ کہ بے مثل ہو آجتک کسی دیکھی کیاسنی نہ ہوتا جو سراج بر نے اپنی کان

پر چینی ہو نوریا ت دہرنے زمانیکے کار گاہ میں بنی ہو آج میں جسکو فوق ہوگا شہزادہ پیش کیگا اوسکی ساتھ اسکا بیاہ

چنگا یہ اس بات پر رضی ہوے سامان سفر شام و بحر درست کر کے بقدر حوصلہ سرکاری خزانہ سے زر سرخ

و سفید لیکے مان باپ کے نصرت ہو تینوں بھائی باہم گھر سے چلے و نقہ بکیتا ز سہر بہر حال شوکت و شان گہرنگ

فلک جز نظر آیا پر حرم شماعی کی چپکنے دپوشب کو بجا گیا تو چین فردی بھی تو پ جلی شہزادہ میرے بت بن

شہزادہ بستر راحت سے اٹھا عبادت خانہ کا عازم ہوا بعد ازاں ہی نماز تحت سلطنت پر جلوہ ویا توڑا اور ارکان دولت بعد
 ادائیگی تسلیم فرمیں ہوس مشغول کار ہو گیا مظلوم حاضر کیے گئے عدالت کا گرم بازار ہوا منتر یا یہ ہم ہر کار گنہگار ہوا اس
 عرصہ میں ہمارے نے رنگ بدلاتی رنگی شہزادوں کو حبیبا لیا شہزادہ میرا محل عشرت میں آیا شہزادہ کو طلب فرمایا کچھ
 اکھ شرب کا چہار ہا چہرہ گرم کیا جب تھوڑی سی ات رہی شہزادہ نے بیدار ہو کے بیان داستان کی فرمائش کی
 شہزادہ کو یاد ہوئی آئی کیا عالم اس بات سے آگاہ ہوا کہ مسافر کے لیے راستے کی عمر کوتاہ ہے اور تینوں شہزادوں کا
 چلنے کے بعد ایک شہر میں گذر ہوا عجیب نقشہ و نظر ہوا کچھ ایسے حسابے اور سکی بنا ڈالی تھی نئی بات نکالی تھی کہ
 شہزادہ اور اچھے تھے وہاں سے بعد میں مساوی تھے چندے اور سکی سیر کر کے باہم مشورہ ہوا کہ مکان سے یہاں تک
 ہم سب ساتھ آئے پھر گر گھر بھی ہمراہ ہو جائیں اور سکی ترکیب یہ ہر کہ جو پھر سے وہ اسی شہر میں آئے اور نئے نظارین
 ٹھہرے جس دم فلک تفرقہ پر دواز سو دو چار کر سے مع انجیر بال اتفاق اپنے ملک کو چلین یہ امر باہم مستحکم کر کے ہم
 ایک دوسرے سے ملے رونا ہوا آخر قے کا ہانا ہوا پہلے بیٹے صاحب نیز قبائل جگانام تھا اونھوں کی کشن گدہ کی
 بہت تعریف سنی تھی کہ روم شام میں یہ کیفیت اور فزا آبادی خلق کی کثرت مال بہاب فواد روزگار کے بہار
 اصلا انھوں نے اور طرف راہی ہوسے تھوڑے عرصہ میں وہ مسافت طر کی مع انجیر شہر میں ہونے لپے تین تین
 مشہور کیا سترہ مکان بکرا یہ لیا اور نئے نئے بازاروں کی سیر کرنے لگا کبھی بزاز و نکا اطلس گلبدن جامدانی کا مدنی
 زلفیت کھواب بیگما گاہ جو بہری بازار میں آیا یا قوت زمر و کلچران ہیرا سب دکھایا کتیدن شیشہ آلات کی
 دید رہی جہاز خانوس کنول صینی کے ظرف دیکھے اور نکی گفت و شنید رہی تجاروں رسم و راہ ہونی مجلسین شہزادوں
 ہوئی ایک روز جو کہ میں بیٹھا تھا دلال قالین بیٹا آ نکلا قیمت جو پوچھی تیس ہزار اشرفی بیان کی شہزادہ نے حیران
 ہونے کہا ایک و بڑا کو یہ بکتا ہے اس میں تکلف و وصف کیا ہوا وہ بولا بندہ پر ورو وصف اگر سن پوگے زیادہ
 گھبراؤ گے پہلایہ مقدمہ ہوا سپر بیٹھہ کے جہاں کا غم کرو ہوا سے پہلے ہونچو یہ سننے کے نیر اقبال نے دل سے کہا سنو
 یہ شقت سفر کی بیکارنگی جس شو کی تلاش تھی ہا تھہ لگی لال سے کہا یہ حال تو سننا اگر امتحان بھی ضرور ہوا دسے جواب
 دیا بہت سہل ہے آپ کاروان سرا میں فروکش ہیں ہر سو ہر سو کے چلے قیمت وہاں کیجیے شہزادہ راضی ہوا دلال
 اور سو بچپایا انکو بیٹھا یا خود بھی ایک طرف سوار ہوا تصوی کی دیر تھی کاروان سرا میں داخل ہوا امتحان حاصل ہوا فوراً

اشرفیان نکال کے دلال کو دین کچھ طریق الغام غنائت مین کہے کہ اس سے زیادہ کیا چیز دنیا میں عجیب ہو جو اور کوئی میرا بھائی
 لایگا میدان ہمارا ہاتھ لایگا جب مطلب حصول ہو اسے ترناشنے کا محمول ہو چنانچہ ایک تجا نہ تین عجیب صورت کابت مد نظر ہوا
 کہ یہ ہوش جو اس کو کے ہمنام اوسکا دیکھ کر ہوا تین سے دو گز اونچا اسطرح ہوا پر تھا اور حلقہ چشم میں تیلی کی جگہ دو دلال تھے برسی
 صنعت یہ تھی صبر سے دیکھو برور ہو ہر طرف دو بدور ہو جب سب طرح کی دیکھا بھالی ہو چکی اوسی قالین پر بیٹھ کے وہاں آیا
 جہاں سے تینوں بھائی جدا ہوئے تھے سر امین قیام کیا بھائیوں کے انتظار میں ہر صبح کو شام کیا اب بد رکھال جو اپنے چھوٹا تھا
 اوسکا حال سنو بھائیوں سے جدا ہو کے چند عرصہ میں شیراز پہنچا یہ شہر ایران کا دار السلطنت تھا جن سو داروں کے ہمراہ یہ سفر ہو
 دراز کیا اکثر کو ہزار کیا ہونے کا ہم رہنے لگا سیر کرنے لگا عجیب غریب شہر دیکھا بازار نہایت خوشنما شہر میں چشمہ ہا می سرد
 و شیرین روان زن و مرد خوش لباس پریر و نوجوان تمام شہر گلزار تہر گلی کو چھ مین جہاں کی بہا تا جو تمام کر رہتی لاکھوں کا
 لیں مین اسباب بل اسطرح کا دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا تمام شہر کی در و در گشت ہونے لگی وہاں کی ہوا رحمت خیز راہ کا
 کس کو نہ لگی آئین ملک التجار کی کان پر بیٹھا تھا کان میں ہمد آئی دیکھنے والو دیکھ لیا شہر آج فلک نے تلو دکھائی شہزادہ
 قریب بلا کے پوچھا بھائی کیا ہو وہ بولا خداوند دیکھنے کا تا شاہزادہ نام اسکا دور میں ہوئی اچھتت سم باہمی ہو گزرا کہیں کی
 شو کا تصور کر و فوراً نظر آنے کی دید کی حسرت نکل جانے کی قیمت جو پوچھی اوس نے عرض کی پہلے میرے کلام کا امتحان کیجئے
 پھر محمول کیجئے شاہزادہ اپنی مشوقہ کا مشتاق تھا صدر مدہ دوری بہت شاق تھا اوسکا تصور کر کے دور میں مین دیکھا
 نے تکلف جو رضال نظر آئی خواصین بدستور دست بستہ کھڑی مین سدا کاروان سانسے دھر آو اور ایش کا شغلہ
 آنکھیں آینے سے لٹی مین چکھتے ہی دنیا مایہما بھولا عجب شکوہ بھولا شوچا اس سے عجائب کیا چیز کسی کے ہاتھ
 آئی جو بھولے کو سکو ترقی ہو جائیگی جو میرا مطلب ملی تھا یا آیا اب قیمت کا نہ گوزبان پر لایا اوس نے پاس ہزار اشرفی سنا
 شہزادہ نے فوراً دیکے کہا اپنے مفت مین یہ ناو چیز ترقی ملی یہ فراق سے قیاب تھا بے خور خواب تھا بھوک سے بیخست ہو
 ہندوستان کی طرف جبل نکلا تھوڑے عرصہ میں اوس کی کاروان سر امین اردو ہو اترے بھائی کے پاس قیام کیا اور چھوٹے
 چھوٹا بھائی برسی بیکر تھا وہ بھی نیکی دیکھ بھال سیر کرتا مرقند مین اردو ہو اسرا مین قیام کیا و نکو چوک مین جاتا جو چیز
 عمدہ نظر آتی اوسکو تھوڑے دیکھتا دیکھتا وہ ناو کوئی شہنہ پاتا ایک مینداسی شہر گشت کو بکو مین گذر گیا ایک روز کچھ دن
 باقی تھا کہ یہ چوک مین آیا کسی نے یہ خبر آبا و از بلند رستا یا کہ بیخیر لا جواب انتخاب چھوٹی قیمت مین ہو سکو پائے پھر چھا

کی خواہش نہ نظر سے گرجائے شہزادہ نے قریب بلا کے پوچھا میان کیا چیز ہے تو امی عزیز ہوا اس نے حیب سے
سیب نکال کے دکھایا اور وصف کا یہ جملہ زبان پر لایا کہ یہ وہ شہزادہ ہے جو کسید طرح کا میار ہو علیٰ حق سے طبیعت کا ناچا ہوا وقت
اسکو سونگھنے کے اگر ہونٹوں پر جان ہو کیو سمعت کا نگمان ہوا نہ روز نوزندہ ہو جا قیمتت جو پوچھی کہما بعد امتحان بیان
ہو گی قضای کا لیکر دیر شریف و نجیب مگر محتاج یہ سنکے لوئے کہ ایک بندہ خدا صاحب خراش ہو گور و کفن کی تلاش ہو گئی
ادبیرا ناؤ گے جزا اسکے روز جزا کو پاؤ گے دنیا میں نخبی نام ہو گا بخوبی انجام ہو گا دلال راضی ہو گا وٹھا شاہزادہ کو
ہمراہ لیا مکان پر جو ہو بچے رونے پینے کے آواز گھر میں سے آتی تھی نقل اس قدر تھا کہ بات نہ سمجھی جاتی تھی جو بزرگ
ساتھ لگیا تھا اس نے بوتک دی پردہ ہوا نذر لگی سیالینے دیکھا ہمارا کو چار پائی سے زمین پر اوتار اہم ترض ساقط ہو گیا
نہ جو اس فقط سانس آتی جاتی ہی تھی سہارا ہو دلال سیب نکال کے جسم مہ سونگھنا تھا ہر سانس مہ مسجاتی تھی وہ سنبھلتا
جاتا تھا چاکر گھڑی میں گئی طاقت لگتی بھلا چکا نظر آیا شاہزادہ سہو مجھ ہو گیا تو ہانسنے محل کے سیب کا مول پوچھا
ساتھ نہ لاشرفی دلال نے بیان کی شاہزادہ نے کچھ کہا نہ سراسر میں ساتھ لاکے قیمتت حوالے کر دی تو اسے کہا نہ یہ سیب بچہ
پایا ہو کسی نے دیکھا نہ سنا ہو گا کہ کبھی کسی کے ہاتھ آئیگا نہ آیا ہو ایسا خوش ہوا کہ او میدان سامان مہ فروست کیا مہ محروطن کا
عازم ہوا تو ہی کاروان سراسر میں بعد طر منزل مہ اصل آہو پچا دو لو بجائی انتظار میں بقرار تھے ملاقات ہوئی اپنی اپنی نسبت
سبے سنائی دور میں جو دیکھی اسنے ہی شاہزادہ کا تصور کیا وہ عجیب عالم میں نظر آئی کہ نفس جن باقی ہین عزیزا قریب سراسر
بیٹھے روئے ہین نقد منگذا پانتی جان کھوتے ہین دور میں اسکے ہاتھ سے گری مرونی چہرہ پر بچہ گئی وہ سب حیران
ہوئے کہ ماجر کیا ہو جو اسنے دیکھا تھا وہی نگ سب کو دکھایا جسنے دیکھا وہ غم سیدہ دلگہ ہوا سب کا نقشہ تہ تصویر ہوا چھوٹے
بھاتی نے کہا اگر میں اسیدم وہاں ہونچوں اور شاہزادہ دیکھے جسم میں کچھ بھی مہ سے تو فوراً اچھا کروں جسے
بھاتی نے کہا میں اپنے قالین کا وصف تکو دکھاتا ہوں اگر خدا نے چاہا گھڑی بجھنے نہ پائگی سب کو وہاں ہونچاتا ہوں
یہ کہ کہ قالین کو بچھا اور بھائیوں کو بچھالے اور اہلک سے پاکش پلنے پائی تھی کہ قالین نے بچھڑو نکو ملا دیا بلکہ کے
پلنگ تک انکو ہونچا دیا تو آجہ سراسر مہلدار پیش قدمتین اور جو وہاں گریان نالان بتلا ہی نچ و الم تھے کوئی بچہ
کسیکو سکتا ہو گھبرائے کہ ہوا یہ کون اور کیونکر آئے بعد تامل سب نے بچا نا بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی وتا ہوا
آیا شہزادوں نے بعد اواسی تسلیم و قدیموں عرض کی آپ بد بچھی تشریف لائیںے پروردگار کی قدرت ملاحظہ فرمائیے

بادشاہ کرسی پر جلوہ گر ہوا چھوٹے بیٹے نے سب جیسے نکال کے شاہزاد کو سونگھنا شروع کیا وہ سب عجیب
تھا تو ٹھہری دیر کے بعد ہوش جو اس دست ہوسے سترادی اوٹھ بیٹھی بادشاہ کو تسلیم کی شاہزاد کو نظیر کی سونگھ
حال پوچھنے لگے چھوٹا بڑا جو حاضر تھا نقش و ایوان تھا کہ یہ کیا سراسر تھا بادشاہ نے بیٹوں سے سفر کا حال پوچھا ہر ایک نے
اپنی سرگوشی کہے کہ اپنا ہاتھ پیش کش کیا اور خواص سب کا مفصل بیان کر دیا بادشاہ نے فرمایا میں طلب محتار
سمجھا لکیر شاہزاد کی صحت میں یہ تھخے مساوی ہیں اگر دور بین نہ ہوتی تھو صحت بیمار کی کیفیت معلوم ہونا دشوار تھی
اور جو قالین ہاتھ نہ اتا تو اتنا جاہ کون ہو چنانا اور سینے او کی بیماری کے سبب کہ کھو دیا وہ بارہ فرزندہ کیا اتنا سب
رہے امین کوئی کیا کہے لیکن اور دوسری ترکیب نیالین آتی ہو آوسی پر اس کلام کی بنا ٹھہرائی ہو وہ جو صحرا می سب
وہاں چلے تیر پیکو سب کا آگے نکلے وہ شاہدیکانرا اور ہوا ہم کی غلش بیکار ہوا سب راضی ہو باطل قرار دیا
ہوئے یکا یک قدر انداز جرن چہارم قوس کی کمان ہاتھ میں سنبھال تیر شعاعی سو فار سے تاپکان کیو بھال میدان
زنگاری میں لیں آناہ انجم سپاہ نے سہم کے گوشہ مغرب کا رخ کیا فوراً انکھوں سنہان ہوا دکنی و شنی کا جھکرا برو
آسمان عیان ہوا شہزاد نے غموشی اختیار کی شہریار بہر چند در پڑ ہوا یہ چپ رہی آخر وہ عدہ شام قصد کا ختام
و چل تھنگاہ شہریار می احترام ہوا گوا مور نظامی میں مشغول ہا مگر دل ملول ہا گوش لیں ہمار سے گدا اور شاہ آگاہ
میں ہی دور و تسلسل شام و پگاہ میں تیر شب ہوی شہزاد اطلب ہوی عرض کی وہ تینوں شاہزادے نظر
تھے تیر کمان اوٹھا کے حاضر ہوئے بادشاہ مع سپاہ سوار ہوا صحرائین جا ہونچا پہلے بڑے صاحبزادے
تیر لگایا بعد تھجلا صاحبزادہ رو بر و آیا اسکا تیر بڑے سے بلا کر گیا سو قدم آگے گذر گیا پھر چھوٹا پری سیکر لہنڈا آیا
بقوت تمام تیر لگایا عجب سناٹے سے خانہ کمان نکلا کہ کہیں پتہ و نشان اوس میدان میں نہ ملا اور تیر
بادشاہ نے سنبھلے بیٹے کے ساتھ جھال کی شادی کی وہی ایشیا ترک لاس کے خفیہ ہو گیا کچھ قناعت میں سکھ گیا اور چھوٹے نے اس
بہتر کھرا کرا دیکے جلسے میں غم سے شریک ہوا الا اپنے تیر کی تلاش میں اکثر صحرائوں کی تیرا تھاجکل میں دیکھتا پھرتا تھا

حکایت شاہزادہ پیری پیکر و شاہزادہ پیری بلوچی

ایک دن شاہزادہ پیری پیکر تیر کی تلاش میں دور نکل گیا ایک اونچے شیکرے پر تیر نظر پڑا تیر دیکھا کہ
تیر چھوٹے میں گڑا اور نصف سما گیا ہر شہزادے فو لے کما اتنی دور تیر کا آنا اور میرا پانا اسرار سے غالی میں

لاوابالی نہیں چار طرف بظن خورد کیلئے لگا کیست دروازہ آہنے نظر آیا نزدیک جو ہو پناہ دقتہ وہ محل گیا دیکھا ایک
 شاہزادی حسین باہ طلعہت ہم جنین لباس شاہانہ دربر خواصین غرق دریای جواہر اوجھرا و درجہ چین وہ آفت نہ مانہ
 ناز و انداز میں گیانہ جلی آتی ہوا و سکی رفتار ناز پر آسمان کو چکر ہز زمین تھراتی ہو پھر و نگاہ شاہزادہ نے آہ کی کل پڑ
 کہ ہکیا لگے ضبط سے کام لیا دل مضطر کو تمام لیا یکایک اوسنے کہا امی شاہزادہ پری می سپیکر آتی
 قدم رنجہ کیلئے کلبہ تار کو رخ انور سے روشن فرمایے جسدم اوسنے نام لیا شاہزادہ کے ہوش جاتے رہے کہ
 جذبہ نہیں تھا ہر معاملہ یہ کیا ہو عرض لکے بڑھا شاہزادی نے ہاتھ پکڑ کے سورہ اخلاص پڑھا اور محل طینت جلی
 عمارت دیکھی شاہانہ در سے تاسقف جدار جو شہر تھی نادر زانہ وطن کی صورت ہر ایک کرہ ہما سجا یا ستیشہ آلات کے
 سوا جو ضرورت کی چیزیں ہوتی ہیں جا بجا سبکو سیتے اور قریب سے پایا شاہزادہ نے کہا میری عقل حیران ہو
 کارخانہ قدرت کا یہ سامان ہو پھر شاہزادی سے مخاطب ہو کے کہا پہلے یہ فرمائے میرا نام جو آجکی زبان سے نکلا اسکا
 سبب کیا ہو کیونکہ گوشہ و ہوا و وہ گویا ہوئی سے جو کہ تم پوچھتے ہو حال اسکا ہتھنے کس طرح مجکو چھپانا
 کیا نہیں تکو اس سے آگاہی ہو کہ نہیں قوم جن سے کچھ مخفی ہو مگر یہ مکان آجکی نشست کے لائق نہیں بارہ دری میں
 چلکے آرام کیلئے یہ کیا سب حقیقت سن کیلئے جب یہ بارہ دری میں آیا وہاں بہت سحر کارخانہ پایا تقریبی
 طلائی چمکتی در و دیوار جو اہر کی سلین لاجورد کی بچی کاری الماس باقوت زرد کے پھول ہزار در ہزار ایک کرہ
 میں سند شاہانہ بھی تھی اوپر بصد تکیم بٹھایا سے بیٹھا سند پہ وہ خجستہ شعار ہو گیا گرم ہلوے دلدار
 پھر یہ فقر منایا آپ مجکو جانتے نہیں پہانتے نہیں میں عرصہ بعید سے آپکو خوب جانتی ہوں نام کہنے کو
 آپ کے پہچانتی ہوں پہلے میری رام کہانی سنلو پھر اپنی ابتدا سے حقیقت میری زبانی سنلو تھنے سنا سو گا کہ
 قبل از ظور آدم علیہ السلام قوم بنی جان تمام تھی اور آج تک ہر بالفعل میرے والد بزرگوار کی سلطنت ہر
 ساری قوم تحت حکومت ہر پرستی بانو میرا نام ہو تو وہ باش کا یہ مقام ہو بہت دنوں سے ٹھکرتھا انجیل
 تھا وقت کا مال تھا اب اپنی سرگذشت سنو تم تین بھائی ہو اور تمہارے چچا کی جو حصال بیٹی ہو اسکا
 کے سب فدائی تھے پھر اپنے باپ کی تجویز سے تم سب سفر کو گئے ایک نے قالین خریدو جو ہوا پڑا اور تاجا
 دوسرے نے دو زمین لی جو جسم جان نام سے بہتر تھی اوسی نے وہ رقم چھین لی تم سہر قند میں پہنچے

وہ سبب بیٹے تکو بھی پاتا تھا جس سے تمنے اوسکو اچھا کیا تھا اگر طلب حصول نہوا کستی کا یہ سبب بہتر نہ تھا تو شاہ
 نے تیرا نداری کا حکم دیا تیرے کو دو بطنے پر شاوی ہونا مقرر ہوا تیری بھائی کے تیرے منجھلے کا تیرے آگے نکل گیا تجھے تیر لگایا
 بیٹے اوسکو اونٹھا کے اس ٹیکے سے بڑا لیا اس خیال سے کہ تم اوکل تلاش کو او گئے مجھ سے بچاؤ گے اب بیدہ غور و نظر انصاف
 سے محکوم دیکھو جو تمھاری مطلوبہ بچہ میں اور اوس میں تمیز کرو دیکھو تو کون اچھا ہو کسکی معشوقانہ و تفریب اور شاہزادہ
 جواہر پالک میں بستم کہتا ہوں تم میں اور اوس میں زمین آسمان کا تفاوت ہو وہ ایسا حسن یہ پاکیزہ صورت یہ جاہ و شہمت
 کہاں سے لائیگی تمھارے روبرو غیرت دار ہوگی تو کبھی آئیگی اور میں بنظر اول تمھارا عاشق زرافہ فیتہ و نثار ہو گیا ہوں
 تمھاری صحبت بہت قیمتی کی سلطنت سے بہتر جانتا ہوں لیکن یہ خوف ہو کہ میری خاک سے پیدا لیش ہو اور
 تمھاری ابتدا آتش ہو ان باب عزیز اور باسرا کار کے یہ ملاقات کب گوارا کریں گے اپنی ذلت تصور کر کے خون ہمارا
 کریں گے شاہزادی جو اب یہاں اس باسے کبھی کبھی تمھاری قوم کا دستور ہی بالغ عورت جسکو پسند کرے وہی جسکو منظور ہو
 اور یہ رسم بہت خوب ہو دیکھو بھال کے جو کوئی کام کرتا ہو دوسرے کو کب بدنام کرتا ہو جو جس میں تمام عمر بچہ جاتی ہو کہ دورت
 طرفین میں نہیں آتی ہو یہ سنکے شاہزادہ نے اوسکا ہاتھ سینہ پر رکھا آنکھوں سے لگایا اوسکے الطاف کا شکر کیا لایا
 وہ بولی اس ہاتھ پکڑنے کی شرم تمھارے ہاتھ ہونے جینے کا ہمارا تمھارا ساتھ ہو شاہزادہ نے کہا ایجاب قبول ہو سکا
 نام ہو جو ہمارے تمھارے ہاتھ میں ہو چکا اور کبھی اوسکو بولوں گے لگا دیا ہو وہ نمودار دکھانیکا ہوتا ہو قصہ سارے زبانیکا
 ہوتا ہو اوسکے ہونیکے ضرورت کیا ہو شرعی حکم اتنا ہو وہ جو مزاجدان صاحب سن رسیدہ اوسکو ملتا رہا غلانیان صاحب
 تحمین نذرین پیش کر کے مبارکباد دینے لگدیں نوں کی بلا میں لینے لگدیں طائفے حاضر تھے گانے ناچنے لگے
 دوسرے کمرے میں دستا نواں چنا تھا یہ دونوں اوٹھ کے وہاں جا بیٹھے جہاں کی نعمت بے رغبت کھانے لگے بعد ازاں
 جلسہ طعام و شراب ناب کا ہونے لگا حجاب کا پردہ دور ہوا اوکل کلفت کھونے لگا خواہتین دست بستہ جو حاضر
 تھیں ان بجا بلا میں اپنے اپنے مقام پر آئیں دو جا باہر پرے کے کھنڈر طلب کھڑی ہوئیں ملازمین خوشام
 پہلین بی ہوئیں الغرض شکو وہاں آرام کیا ہم سب بصد کروغ خواب راحت سے بیدار ہوئے حمام جانے نہانے کو
 تیار ہوئے شہزادی شہزادی مصحبتوں سے آنکھ چراتی داخل حمام ہوئی پیرستانین شاوی کی خبر عام ہوئی یہ غم کے
 جاعے خانے میں آئے پوشاک کی کشتی بنگائی نہ کھڑکے عاشق معشوق مکانین داخل ہوئے کھانا چاہتا ہوا تیار تھا

نوش کیا تم عالم فراموش کیا اس اثنا میں پستان کے طائفے نکال حاضر ہوئے کچھ دیر جلسہ ہا شاہزادہ نے بہت پسند کیا خلعت والعام سبکو دیا اوس دنے شب دروزئی تیاری ہوتی تھی ولکہ ارمان نکلتے تھے سہ پہر کو غائبانہ عین پیرتے چلتے تھے برسی بانو نے شاہزادہ بری پیکر کی ہر طرح دلجوئی خاطر واری کی کہ ان باجلی محبت معشوقہ اول کی صحبت ۳۲ محو دسے ایکباری کی مگر گاہ گاہ شام و پچاہ با پکا خیال شاہزادہ کو اتنا متاقلین کا مٹا سا کھٹکاجا تا آخر کا ایک روز موقع پائے شاہزادی بری بانو سے کہا کہ میرا باپ ضعیف ہوا مجھے بدرجہ الفت و محبت تھی ایک دم کی جدائی ناگوار ہوتی تھی بے دیکھے قبلہ عالم کے طبیعت بتی قرار ہوتی تھی کئی عینے کا عرصہ ہوا میرا حال اونکو معلوم نہیں خدا جانے کیا حال ہوا ہوگا یقین ہر جینا محال ہوا ہوگا ان باتوں سے بری بانو کو یقین ہوا کہ شاہزادہ فریب نہیں کرتا زنی تحقیقت مجھ سے محبت رکھتا ہوا پکوکو پیک کے جلا آیا گیا میری جدائی گوارا نہوگی بے دیکھے وہاں رہا نیا گیا جو تھی اجازت دی کہا زیادہ دیر نہ لگانا جلد چلے آنا یہاں تو جائیگی تیاری تھی بری کو پیاری تھی دو کلے یہ سو کہ جسند بادشاہ نے منجھل بیٹے کی شادی خانہ آبادی کی تھی بڑے اور چھوٹے بیٹے کو دیکھا نہ تھا انکی جدائی سے گھبراتا تھا ہر دم نیا دغذغہ تھا کیا کیا خیال آتا تھا جب وزیر وں امیر وں سے یہ مقدمہ دریافت کیا بالاتفاق سب نے کہا کہ بڑے صاحب رشک کی باعث ترک لباس کر کے خانہ نشین غزلت گزین ہیں چھوٹے مرشزادے غریب الوطن ہو گئے شہر میں نہیں رہیں سکے گورا اور کچھ معلوم ہوا بادشاہ ملول پہنے لگا اوس شہر میں ایک ساحرہ نزدیک در مشہور تھی وزیر اعظم اوسکو حضور میں لایا اوسکے کمالوں کا مذکور بادشاہ کو سنایا حضرت طلبیانی نے روبرو بلا کے فرمایا میں فقط اس بات کا مشتاق ہوں کہ بری پیکر زندہ ہو یا مر گیا اور جو زندہ ہو کس طور پر ہو گیا جو تجھ سے پھر بھی ملاقات ہوگی طبیعت نگران ہر ساحرہ نے بہت دیکھ بھال کے عرض کیا کہ شاہزادہ بری پیکر رحمت و آرام سے ہو بڑے اعزاز و احترام سے ہر سلطنت لازوال ملک مالا مال قبضہ میں آیا ہر لطف زندگی خوب اوتھایا ہو مگر دو چار دن میں وہ آتا ہر الم مفارقت دور ہوا جاتا ہر یہ امر جب ملاحظہ میں آیا گیا میرے کمال کمال حال حضور پر روشن ہو جائیگا بادشاہ مرثوہ آمد فرزند سنکے خوش ہوا نقد و جنس دیکھ خصت کیا اور شاہزادہ کی ملاقات ہونے کے بعد اور عطا کا وعدہ دیا پھر تہی جلا پھر تاہر کجیب شاہزادہ بری پیکر بری بانو اپنی معشوقہ سے رخصت ہونے لگا اوسوقت اوس نے کہا یہ سب قول قرار فرمایا میں ہو چکے ہیں لیکن

انصاحت کو خوب یاد رکھنا کہ یہاں کا حال عجائبات کی کیفیت میرا عقد میں لانا یہ مال و خزانہ جو تمہارے قبضہ
 اختیار میں ہے اس کا ذکر کسی بیگانے سے نہ کرنا اور جو زبانہ لاؤ گے اتنا کار بیچ و مبادلہ و صدقہ اوٹھاؤ گے اسی پر قصہ
 مختصر کرنا کہ آسائش تمام صبح و شام اوقات بسر کرتا ہوں یہ سن گزر کرتا ہوں یہ سمجھائے بیس سواری پر زیاد
 بڑی چمک کے جو کسی نے کبھی دیکھے نہ سنے تھے ہمزہ کیے گھوڑا سواری کو وہ دریا جو اہل حق ایام نے بائیں گردن
 صبح و شام اوسکا نام نہ سنا تھا اور پوٹاک و جواہر بھی ایسا بہت آیا تھا کہ سریر آریا ان ہفت اقلیم کو خوابین
 نظر نہ آیا تھا اور دو خندہ منڈار و کھوکھو دیا کہ چپ و راست اشرفیوں کے توڑے لیے نثار کرتے جائیں کہ محتاج فائدہ
 اوٹھا تین شہر و ہائے بہت فاصلہ پر نہ تھا اور پر زیاد وین کا چلنا پہر بھر کے عرصہ میں شاہزادہ داخل ہوا جسکی نظر
 پڑی وہ بغور دیکھتا رہا تب عاتین دیدیکے کہتے تھے جل جلالہ کیا ساز و سامان ہو عقل حیران ہو کہا نئے شہزادہ
 کے ہاتھ غیب کا خزانہ اور خونوں کا کارخانہ آگیا ہو کھانڈنگا اشرفیان لٹاتے ہیں غریب غریبا شہر کے فقیر محتاج آتو وہ
 ہوتے جاتے ہیں اسی سچ صحیح تزنگ و احتشام سے در دولت پر وارد ہوا ہوا ہر کارے و خبر دارانے پہلے لٹھا ہوا
 کہ چیکے تھے وزیر امیر و وٹے بادشاہ بھی بتایا بہ تخت سے اوٹھا بیٹے کو چھاتی سے لگایا بتلو میں ہجٹایا اور نور کا
 تلپو ہوا اشتعال جہر سے عالم پر نور ہوا اور ہراہ باکرہ ثوابت و سیار فلک اطلسی سے کافر ہوا حجرہ مغرب میں مستور
 ہووین اذان کہی طائروں نے غمگینی سے صبح کی دھوم مجاہدی شہزادے نے سکوت کیا شہر یا عالی وقار رحمت نزل
 سے برابر ہوا وزیر امیر ارکان دولت تسلیم کر کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے کا عذرات الی علی پیش
 کیے تمام دن ہی مشغول ہاں شام دربار برخواست ہوا شہر یا محل میں آیا شہزاد کو طلب فرمایا جب سب کاموں سے
 فرصت ہوئی کہانی شروع کی شہزاد کو گیا ہوئی او سوقت بادشاہ کی مسرت ارکان دولت کی بلشاشت لائق دید
 تھی بادشاہ نے شاہزادہ پر بری بیکر سے سرگذشت پوچھی شاہزادہ بری بیکر نے عرض کی خود ہی حاضر کئے سامنے
 کم و بیش بیان پہنچا لیکر سچ سچ جو گذرا ہو اسکو سنایا گیا بعد شامی شاہزادوی ابوہر مجت غیرت مقصی اسکی نہونی
 کہ اس شہر میں کسیکو صورت دکھائے نہ صلت یہ ہوئی کہ ہمیں نکل جانے یہ سوچکر ترک یار و دیار کیا تنہائی کا سفر اختیار
 کیا کچھ دور سفر سے بڑھا تھا پروردگار نے عنایت کی یہ دولت غیر متقرب ہاتھ لگی جو بہ حسن اوقات بسر ہوتی
 جس جس شوکی خواہش ہوئی فوراً سمجھو وہ ہو گئی راحت و آرام میں شام سمجھوتی ہو اس سے زیادہ بیان موجب

ہنگامے و فساد کا ہر قول استا و کا ہر حصہ کی قد بوسی کا شائق تھا صد مہاجرت سخت شاق تھا حاضر ہوا اور کٹر
 استان بوسی کا شرف حاصل ہو گا نرسند حضور کا دل ہو گا پاؤ شاہ نے فرمایا اگر ٹکڑو دیر ہو تو کبھی ہم تمہاری سب
 پائین کس پتے سے کیسے تمہارے پاس بھجوائیں شاہزادہ نے عرض کیا یہ باتیں افشا سے باز کی ہیں ^{نہیں} غلام
 بان جلد جلد آؤ گا صورت دکھا جاؤ گا تین دن وہاں اوقات کی پیچنی میں بسوں رات کی چوتھے روز نصرت
 ہو اوظ شوق سے چار گھڑی میں پر سی بان کے پاس پہنچا وہ تو ہمہ تن انتظار تھی بیٹا بانہ لپٹ گئی حال پوچھنے
 کئی آبل پر نقش ہو گیا کہ شاہزادہ بدل ہمارا شیدا ہو و ام الفت میں پھنسا ہوا کہا اب ہم سے پوچھنے کی حاجت نہیں
 سنتے میں ایک دن پہلے جایا کرتے تھے دن پھر آیا کہ پھر کیا تھا شاہزادہ ہر بار نیاٹھا شہ بدل کے چاک دکتا
 جاتا تھا متوافق خوش بہتے تھے منافقوں کو رشک آتا تھا اور شہر میں داخل ہو کے اسی طرح اشرفیان خیر و نکو
 لسانا تھا اہل حاجت کی تمنا بر لانا تھا اور پیر اعظم سے دوسرا فریور جو رتبہ میں کم تھا رشک و حسد کی باعث آمادہ
 فساد وہ بد نما و ہر دم تھا اور بادشاہ کیہ السن عقل کا دشمن کو سون و دشمنی کے کوچے سے دور تھا حاجت سے
 مجبور تھا ایذا و زور میں کسبخت نے بادشاہ کو الیلا جو پایا یہ فقرا جمایا حضور شاہزادہ کے تیور دیکھتے ہیں غلام کو
 خوف آتا ہوا کہ حضور کو گرفتار کر کے شاہزادہ جو تخت پر بیٹھے تو پھر کیا بن پڑے گا ہمسرا سکا کون ہو جو لڑے گا
 مناسب ہو کہ عقلمند میں ایسی سونکی چڑیا کو حیدر کیے بے تکلف قید کیجیے بادشاہ پہلے تو چپ ہوا پھر دوبارہ
 کہنے سے راضی ہو گیا مگر بادشاہ کو اوس سحرہ کا اعتقاد بہت تھا سب سے پوشیدہ اوسے بلایا کہا کسی ترکیب سے
 اسکے حال کو دریافت کر یہ سامان جو کبھی کسی کو نصیب نہیں ہوا شاہزادہ کہانے لانا کو کون یہ با عظمت اور ٹھانا
 اوس نے جو ابد یا چند سے تامل کیجیے بہت جلد یہ حال کھل جائیگا پوشیدہ رہنے نہ پایگا شاہزادہ کے آنے جانے کا
 دن تو مقرر تھا یہ سہراہ جا بیٹھی شاہزادہ سے نے کبھی اسکی صورت دیکھی تھی ایسے امور کا خیال تھا و غیر سے
 فارغ البال تھا سواری جب قریب آئی یہ دعا دیکھ ہمراہ ہوتی خادم نے اشرفی جینک دی یہ سہراہ ^{مطابق} ٹھوڑی
 باتیں بناتی چلی جب اوس ٹکڑے کے قریب سواری پہنچی نظر سے غائب ہو گئی ہر چند چار طرف یہ دور سی
 پہ نشاں پایا کوئی باغ یا قصر ایوان نظر نہ آیا اوس دن تو یہ مخالف ناکام پھر سی جو دن شاہزادہ کے کہنے
 کا تھا کچھ بات سے وہاں ابھی آؤ نالہ کے دم بھرنے لگی مہار کا حیدر کرنے لگی یکایک شاہزادہ قریب پہنچا

اس نے سر بڑھایا ہاتھی امی کا شور مچایا بسکہ وہ کہہ کریم رحیم تھا یہ غوغا جو گوش نہ دہوا تھا سفسف از حد ہوا گھوڑکی باگ لی جا
پرسی کی اس عیارہ نے لڑکھڑکے آواز مینارنگی بنا کے کہا خدا آپکو سلامت کہے گھر بار سے دور ہوں تب شدید کے
آنے سے ہوش و جاوہ اس جلتے رہے مجبور ہوں قدم اوٹھانیکلی طاقت نہیں جگہ سے حرکت و شوار ہو گئی سرسپت ہونہ
غخوار ہوا تیریاں گڑ کے مر جاو گئی یا کوئی دزدہ کھا جائیگا یا چیل کو و نلکے حصہ میں گوشت پوست آئیگا کون ایسا خدا
ولی مقبول بندہ ہو جو اس آفت سے بچائے گا بسکہ شاہزادہ کو اسکے حال پر رحم آیا خوف خدا کر کے ملازموں سے
اوٹھو الایا دروازہ پر پہنچا تھا کہ محل میں خبر ہوئی گھبرا کے برسی بانو نکل آئی پوچھا خیر ہی شاہزادہ نے جواب دیا
راہ میں ضعیفہ مرتی تھی اولیٰ سانس بھرتی تھی تیراجی دکھ گیا یہاں تاکے آیا اب تمکو اختیار ہو یہ سیکھیں یہ یا ہر
ایک تو کام یہ تو اب کا ہو یہ دوسرے نام بھی جناب کا ہو یہ برسی نے کہا میں اسکی نگہبانی کو تا مقدور تیار ہوں اپنی
یہ مرضی ہی میں فرمانبردار ہوں مگر یہ حقوق خدمت بھول جاتا ہو جب اچھا ہو تو اچھا کٹر جھلائیگا بدلا برا ہوتا ہو شہزاد
نے جواب دیا ہم شد یہ کام کرتے ہیں ہماری نظر بروم بخدا ہی اجرت کے طلبکار نہیں خدمت کے خواہاں زمیندار
نہیں پھر کیا پرواہ یہ کہ کے گٹو اوٹھا اپنے والد ماجد کے حضور میں آیا بیان پر نیراؤ نے خواصوں فرمایا اس ضعیفہ
کو وار الشفا میں لیجا کے صحیح طرح سے رکھو دو واغذا خدمت میں اگر قصور ہو گا تو بڑا توبہ ہو گا و شب پانی چشمہ کلاؤ بیجا
کا فائدہ رکھتا ہو کیسا ہی مرض مہلک ہو فوراً دفع ہو جاتا ہو مرض جب اوسکو چھتا ہو اسکو بلانا اور اولش ہمارا
کھلانا خیر میں دیر نہونے پائے جو کیفیت گذرے ہمارے کا تک آئے صحت کے بعد تم کو کو انعام لیا
اور کوئی عمدہ کام بلیگا دفعہ فلکے باخونے رنگ بدلا زمانہ شعبہ ہازنے ڈھنگ بدلا سپیدہ صبح چمکاشفون
نے مطلع کو گلگون کیا شہزادہ حیرت زدہ خاموش ہوئی گویا بت بن گئی عامل وزر کی آمد سے ساحرہ شب ظلمتکہ
مغرب میں پہان ہوئی تاریکی مٹی کوشنی عیان ہوئی مساجد سے اذان کی آواز آئی طاہرون نے نغمہ سنجی سے دعوم
مچائی شہزادہ بستر راحت اوٹھا بعد غسل بلہوس شاہی یہ جسم کیا وہ قہل الوان سلطنت ہو اجس و فریب کے جہان بیان
کرنے لگا کسی کو نہ لیکو ہائی ہی شعلہ بین شام تیرہ انجام آہونچی شہزاد کی ہی تمنا تھی فوراً دربار برخواست کئے
محل کی راہ لی کچھ دیر اکل شرب کجا چارہا پھر آرام کیا تھوڑی رات رہے جب نیند سے چونکایا بیان وستان کا حکام کیا
شہزاد نے دعا دیکے کہا کہ برسی بانو کے حکم سے خواص میں اوس مکار پزیراں ساحرہ کو کائنات دکھاتی اوکا دل ہلائی

شفا خانہ میں لگنیں اور تھالی جوڑ میں رکھ کے چہنٹہ شیر کا پانی پلایا یہ تاثیر ہو سکی شاہزادی سے سن چکی تھی ات بحر دم چرانے پڑی رہی دم سحر و طوطی اور اون سے کہا بی بیو اللہ تمہارے مالک کا جاہ و چشم بٹھائے تم سبھو نکا بھلا کرے اب میں بالکل اچھی ہوں طاقت میرے جسم ناتوان میں آگئی مرض دور ہوا ملکہ عالم کا شکر بجا لانا ضرور ہو انیسویں طرف سے بعد تسلیم عرض کرنا آپ کے صدقے میں مجھ کو صحت حاصل ہوئی تو انانی بھی آگئی امیدوار ہوں کہ حضور کی قدسوی کر کے اپنے بال بچوں میں جاؤں اذکو و دیکھوں اپنی صورت دکھاؤں خواصوں نے جا کے ملکہ پری بانو کے حضور میں عرض کیا ساحرہ طلب ہوئی اوس بارہ دوری میں جہان ملکہ تخت پر جلوہ فرماتھی پہنچی اوسکی صفت کیا لکھوں وہ جگہ گیا تھی نظم

ہو بچتے ہی قصر طلسم میں	چمک پاتی تار و کنی فرت میں	نہ تاریکی مثبت خورشید و ما	فقط عالم نور وقت بجاہ
نکر مئی سردی کی و سیا شمر	ہوا اوسکی مانند باغ بہشت	مگر سحر کا کارخانہ تمام	نہ تھا آدمی اوکا و مین نام
نظر آئی خوش قطع بارہ دوری	پر زیاد و ن تھی جو اکسیری	ساحرہ تو اور کانو نکو دیکھ کے	سہو محو ہو چکی تھی ہوش میں اس

کھو چکی تھی بارہ دوری کو دیکھ کے بولی صل جلالہ کیا اوسکی قدرت کے کارخانے میں تجھ کیخنے والے دیوانے میں بارہ دوری کو پیا پری ہوا آسمان سے اتار کے اس زمین پر دھری ہوا در جو قصر دیوان و باغ ہوشدار کی عمارت میں رشاک سے اسکے داغ ہر رنگ فانوس جھاڑ و نمین شیشہ آلات کا نام ہوسر آسرو نے چاندی اور جوہرات کا کام ہوتا کہتی ہوئی شاہزادیکے قریب آئی صدقہ ہوئی بلائیں لین گرد پھری بہت شکر ادا کیا کہ آپ نے رحم دلی سے مرو دیکو جلالیا وہ بولی سنگیت خیر عویہ دنیا کے کارخانے میں مرگ ڈر سیت کا مالک پروردگار ہوا و سب بہانے میں سپاس شرفیاب دیکے کہا اپنے لڑکوں کو اسکی مٹھائی کھلانا اس حیرت بی پر ساحرہ اور حیران ہوئی کہ ایک محتاج بے لیا کو اسقدر دیانت مال کیا خواہ میں آہنی دروازے پر لاکے قلعہ کی گھنٹی دیکھا کے کسی نے دوپٹہ کسی نے باجیامہ کوئی کرتی محرم دگینی ایک پشتارہ ہو گیا اپنے گھر جب گئی بوجہ سے دب گئی دوسرے دن بادشاہ سے کھینچتے بیان کی کہا وہ شاہزادی ہر دستاکی جو اسپر بتلا ہوتی تھی اوسپر دل و جان سے نثار ہوشیار ہوتی جب مکانات باغ اور اسکے سامان زور و جاہر کا ذکر آیا بادشاہ کو دیوانہ بتایا کہا اللہ اللہ یہ دولت لازوال جو اہر دلال پر اختیار رکھتا ہے چھوڑا اسکی اطاعت کا دم بھرتا ہوا اور سیر حیرتی اوسکی لوندیونکی سنکے بادشاہ غلام ہو گیا ہوش جو اس کھو گیا کہا پھر اس سلطنت کا لینا مجھ کو قید میں بند کرو یا کیا مشکل ہو جب اوسکو ہر طرہ کی قدرت حاصل ہو

ساتھ کو خدمت کیا وہ جو شاہزادہ کی دشمنی میں تھے اونکو بلا لیا یہ سب سامان جاہ و حشم قوم جلی کثرت جلوں کا
توبت و نشان کوس کو لروا اور بوجہم کا بیان کر کے تہذیب و چوچی سب نے قید کر نیکی مصلحت دی ساحرہ کا تو اعتبار ہو چکا
نقاد و سرے دن یہ شورہ اوس سے بیان کیا اوس نے جواب دیا یہ غری سحافت کی نشانی ہے اپنے ہاتھوں خرابی
لانی ہے جسدم اسکو بیان قید کیا اور وہاں اوسے سنا فوراً جلی آنکی سبکو خاک میں ملائی ایک متعفن بھی جان پر نہوگا
خاک سیاہ کیونکہ یہ گھر نہوگا دولت سب لٹ جائیگی سلطنت اوسکے قبضے میں آئیگی روکنے والا وہاں کا کوئی نظر نہیں
آتا ہو یہ باو نا حق گھر ہو جاتا ہو جو میں ترکیب بتاؤں اوپر عمل کرو یہ خیال موقوف رکھو تبت سی نادر چیزیں جنگا
دنیا میں جواب نہیں کہان کونسی شے ہو جو نایاب و انتخاب نہیں ہتیرج اونکو طلب کرو نہ وہ ہاتھ آئیگی نہ شاہزادہ
پائیگی غیرت دار خدمت کی باعث منہ نہ دکھائیگی وہ غم مٹ جائیگا بادشاہ نے اوسکی عقل پر تحسین کی اور
پوچھا پہلے کون سی شے طلب کروں اوس نے کہا شیر و نیک چشمے کا پانی ہانگو کہ وہ آجیات ہر نسبت کی کائنات ہے
یہ کہ کے جلی گئی دوسرے روز شاہزادہ بری بک جو آیا بادشاہ نے بہت جا پوس کر کے اوسکا سوال کیا شاہزادہ
نے جواب دیا کہ یہ امر بہت دشوار ہے تعمیر کی چیز اور ایسی نادرا سمین میرا کیا اختیار ہے آپکے فرمانے سے مانگوں گا جو ہتھ
آیاتو لایا حضور کے ارشاد سے انکار نہیں کرتا مگر لانے کا اقرار نہیں کرتا یہ لکھ کے نصحت ہوا شبکو غلو تین اپنی معشوقہ
یہ ذکر کیا وہ بولی بانی کیا چیز ہے جو جان کے غم تیز مگر وقت طلب ہے وہاں شیر و نکا بندوبست سب ہتیرج نقتش
سلیمانی بازو پر باندھ کے جاؤ شیر اپنے سر جھکا لینگی گھڑا و ہمیں سے بھلاؤ یہ تکلف اوسمیں ہے جسقدر صرف کرو گے گھر کیو
بھرا پاؤ گے جب تک اوسکو زمین پر نہ بہاؤ گے قصہ شاہزادہ آمادہ ہوا نقش سلیمانی کی برکت سے چشمے سے بانی
بھرا لایا اور اوسکو اپنے باپ کے پاس ہو چیا سب دیکھ کے مع ساحرہ بانی بانی ہو گئے زیادہ دشمن بانی ہو گئے
گچھ دن ٹالکے ساحرہ نے کہا انجیمہ طلب کرو کہ وہ ایسا ہوشی میں آئے اور وسعت اوسمیں یہ ہو کہ تمام شکر
سماجی اور راحت پائے بادشاہ عقل کے دشمن نے شاہزادہ سے وہ خیمہ طلب کیا اوس نے شاہزادی سے کہا
اوسکو تو شاہزادہ کی خاطر مد نظر تھی فوراً دیدیا اس نے باکی خدمت میں ہو چیا ہاتھ سے نکال کے طولی و عرض
جو کھیا ایسے دو چار لشکر اوسمیں آجائیں سواروں کی پینگی یہ صورت ہو کہ کوئی کسی کا پتا نہ پائیں یہ تو دیکھ حال کے
تیرا نہ میں بندھو بادشاہ کو چین نہ آیا اور پڑ گزند ہوا اب اوس ساحرہ نے کہانی بحال یہ سوال کرو کہ ایک دن جو گرا

اور دارشچی و چھین میں گز کی ہون جبتک وہ خود کھول کے نہ کھائے زمین سے لگنے نہ پائے اور ہاتھ میں وہ جریب ہو جو تیس من کے قریب ہو انسان کی قضا جب آتی ہو پہلے عقل نائل ہو جاتی ہے پھر بدبختی و خلاف تقدیر ظور پاتی ہے ایسے آدمی کا بلانا ملک الموت کا ہانا ہوتا ہے سیدھا عدم کو روانہ ہوتا ہے اس مرتبہ شاہزادہ جو آیا باو شاہ نے تازہ سوال پیش کیا شاہزادہ سنبکے سن ہو گیا کچھ جواب نہ یا جسم نہ نصبت ہو کہ برہم بانو کے پاس آیا آؤ سے شاہزادہ کو دیکھا حیرت کا پتلا پایا چھپا خیر تو ہر مزاج کیسا ہو سکوت کی کھلیا ہے شاہزادہ نے اپنے باپ کی نئی فرمائش کا قصہ سنا یا وہ بولی کیون گھبراتے ہوئے کام بہت آسان ہو چھین آجی عقل حیران ہو وہ میر حقیقی بجاتی ہے یہ کیفیت خالق نے جسکو عطا فرمائی ہے میں بلاقی ہوں آجی تمکو دکھاتی ہوں تم تردد فی الحال نہ کرنا پچھل اور خیال نہ کرنا عجیب مخلقت اور سکنا نام ہو کچھ فاصلہ پر وہ سلطنت کرتا ہے بود و باش کا وہی مقام ہے کہ کہ بہ تمنائی ملاقات خط لکھا اور ایک پر نیا کو دیا وہ چار گھڑی کے عرصہ میں وہاں داخل ہوا وہ دیکھ دہنا وہی جریب ہاتھ میں آیا شاہزادہ کو دیکھ کے بہن سے پوچھا یہ کون ہیں او اس نے حال سب بیان کر کے کہا یلئے عقد ان سے کیا ہو تم آج نون قلعہ کہرائی کی فتح میں مشغول تھے اسوجہ تمکو تکلیف نہ دی وقت انظار اسکا موقوف تھا وہ آٹھ کے شاہزادے سے بغلیہ ہوا کہا میں آپ کے ہونے سے آگاہ نہ تھا خالی ہاتھ آنے سے حجاب ہوا تمھاری نذر مع انخر گھر جا کے بھیجوں گا یا پھر ملاقات کو آؤنگا ہمراہ لاؤنگا اب وہ کام بیان کر دین اسطے مجکو خلد بلا یا ہر کوں سا امر اہم سامنے آیا ہے برہم بانو نے جواب دیا بھائی انکا باپ ہندوستان کا فرمان دہا ہوا اس نے تمکو دیکھنے کو طلب کیا ہے وہ بولا بہن آجی تم مفصل حقیقت سے آگاہ نہیں ہونہ انکو معلوم ہے میرے شہر میں اسکی دعوم ہے سلطان بہت رشک سے بیٹے کا عدو ہے عنقریب قید ہو یا قتل کرے اسکی سبجو کہی وزیر شہر اسکے باقی ہیں ناعق عدوی جانی ہیں کیا ہے ہر شہر اور اسکایرے ملک میں ہتا ہر سب قصہ اوس نے برہم بانو سے کہا ہر پانی کا انکا خیر کا طلب کرنا یہ کھینا یہ شورہ سب اوس حال و گرنی کا ہر من جاتا ہوں جو برہم حساب ہوا تو خیر ہو و گرنہ سیکو مثاک کے انکو تخت پر بٹھا کے آتا ہوں یہ کہ کہ شاہزادہ کو ہمراہ لے وہاں جا ہو نچا تمام شہر میں تملکہ پڑ گیا جسے یہ قدر وقامت اور حیا مست و کھی مرتبکی علامت سمجھا ہمت بھاگ نکلے اکثر سہم کے قالب بجان کی صورت جہان بیٹھے تھے بیٹھے رہ گئے زہرے پانی ہو کے بگئے یہ درد نوسالے ہنوئی باو شاہ کے روبرو آئے حضار دربار خوف سے تھرا لے بعض سکتے کے عالم میں حیران رہ گئے باو شاہ خوف سے آنکھیں بند کر کے بھاگا اسے جریب بڑھائی وہ کھینچنے کے سامنے لے آئی عجیب خلقت ہے

گردن بکڑے آہستہ سے ایک اونگلی سر پر ماری کھوپڑی پاش نیش جسم قاش قاش ہوا روح عالم بالا کو سدھاری آسنے
 کھڑے ہوئے جریب کو بلایا زلہ آیا بہتوں کو خاک میں ملایا باقی ماندوئی شاہزادہ برسی ہیکے نے سعی کی کہ یہ سب گناہ ہیں اس کے
 نہیں گناہ ہیں چھرا نکی صد آئی حسبے از سر زندگی بائی وہ جو بڑے بھائی گوشہ گزین تھے انکو تخت نشین کیا نچھلے بھائی
 مشاہرہ پیش قرار فرما کر دیا اور پیر جو انکا قنوجا تھا او کو فوریرا عظم کیا بے اندیشہ و غم کیا اس نظام کے بعد دو نوخصت ہو
 پری بازار کے پاس آئے بہت دستار بنان ہلائے وہ وہ فور مسرت سے بھائی بڑنثار ہوئے بہت شکر گزار ہو
 نیشہ زردکانی ہمیشہ کامرائی وہ نو نے بسری اور کوئی خوشی نہ رہی تمنا برائی عمر بھر کی تیکایک دھوم ہوئی سحر کی شہزاد
 کمالی مختصر کی کما اگر اچکے و نکی شام ہوئی اور میں زندہ رہی یہ دستار تو تمام ہوئی مگر اور ایسا قصہ سناؤ نکی کہ یہ گدڑی
 حکایتیں دل سے بھلاؤ نکی شہر یار نے بوعدہ کثب اپنے امور ضروری سے فرصت کر کے دار الحکومت کی طرف قدم
 بڑھایا ارکان سلطنت کو چشم برہ منظر پایا تھیں با تو نہیں بادشاہ مقتول کے ماتم میں شہ لبا سہ کیا بلکہ دو وادہ کیا شہزادہ با
 ریاست کر کے محملین آیا شہزاد کو یا فرمایا شب گذشتہ کا وعدہ یاد دلایا آسنے صحبت کا زنگیا شہزادہ گفت کہ یہ قصہ سنایا

حکایت کبیر و شاہ اور تین ہونوئی ایک کا منظور نظر بادشاہ ہوئے ملکہ پارس خطاب پانا و کا شاکر
 حسد و ملکہ کی اولاد کو مخفی نہیں بنانا لہذا کچھ بڑی شہرت مچانا بادشاہ کا غیظین انکا ملکہ کو قید کرنا نیز اپنی
 شاہنشاہ مطلق شاہ عالیجاہ کو صدی سی سال سلامت رکھے و تینونکو مور دلامت رکھے بانیہ ماضی میں شہزاد کا بادشاہ
 عادل نیک خصال تھا بیتا آو سا جو ادب شیخ خوش قبیل تھا دنیا تو جبکہ چھو دینے کی ہو صرف چند ساعت غم لینے کی
 ہو آخر وہ فرنگ کو اوس نے چھو اغریز اور باکو گریان نالان دیکھ کے مونہ مورا موی فزندان جہنم تخت پر بیٹھا اور یہ کہ
 روسا ہی شہر حاضر ہوئے ندرین گذرین گز سکہ پر نام کھدا مٹاوسی نے ندادی شہر میں دہائی پھر گئی عیش و
 آرام کیا امورات سلطنت کا جو بی انتظام کیا عیا باریا کو اس حسن سے حلقہ بگوش کیا کہ سلطان گذشتہ کا زانہ بیٹے
 فراموش کیا اور نچھلے ہفتے عشرے کے بعد وہ نیک نیا ولباس تبدیل کر کے مع وزیر اعظم شہر میں کو چہ بکو پگوش
 کر کے ہرا ایک کے حال شادی و ملال سے خبردار ہوتا وقت کو بیچار نکمہ تا حسب اتفاق ایک فرمودہ موعودت
 بکے پھر تا تھا دفعہ ایک گلی میں گذر ہوا کلان میں صد آئی اگر میری شادی بادشاہ کے نان بڑ کے ساتھ
 ہوئی عجیب غریب روٹیاں کھاتی تھو جلاتی چیز وازہ کے قریب گیا ڈراٹ سے جھانک کے دیکھا کہ تین عورتیں نوجوان

باہم بھی بہن بابت چیت کر رہی ہیں جب وہ کہ چکی دوسری بولی کہ یہ ایسا یہ سلطان کے خاص بیچ سے ہوتا
 تو جہاں تک تمہیں وزیر میسر آتین وہی ٹی کی حقیقت کیا ہے تمہارا ڈو توڑے کباب کا ہے تیسری جو اون سے کم سن تھی گریو تیر
 شکل سلیقے گفتگو میں نہ سب زیادہ تھا کہنے لگی تم دونوں بہت ہمت کم حوصلہ ہو جو نافرمانی تمنا کرتی ہو لہذا
 خواہش کام بھرتی ہو میں اگر بادشاہ سے منسوب ہوں وہ طالب میں مطلوب ہوں تو ایسا لال جنون کہ گوہر
 شب چراغ سے روشن بن گیا جس میں ہوا اگر وہ لے تو شک سلسل ہوتی کی لڑھی ہو جو وہ غنچہ دہن خندہ زن ہو تو
 بھولوں کی جھڑی ہو بادشاہ او کی تقریر سن کر حیران ہوا اولاد کی تمنا میں بہت ساری کا خواہان ہوا وزیر سے فرمایا
 اس گھر کو بھول بجانا وہ سحران تینوں عورتوں کو حضور میں لانا صاحبکو وزیر لانا کو ہمراہ لیکے حاضر ہوا بادشاہ نے
 ارشاد کیا رات کو تم سب کی تمنا میں ہون چکا ہوں میرے روبرو جو تم اظہار کرو تو تمہارا مطلب برائے وہ کام ہو جائے
 دو ٹوٹا لے کے گردن جھکا کے چپ ہو گئیں چھوٹی بڑی چالاک تھی اوس نے سب حقیقت مفصل بیان کی اور قیوت
 بادشاہ نے نان لائی و باورچی کو بلا کے دونوں کا کلج پڑھوایا چھوٹی کو اپنے عقد میں لایا مخلصین بھجوا یا لکھا پاپ
 خطاب یا بڑا اعزاز و احترام کیا اسکی بی بی بہن اپنی قدر کے موافق نان لائی کی جو وہی بھجلی مریا طین باورچین مشور
 ہوئی اب حسد و رشک کی آگ میں جلنے لگا بادشاہ کو بے لیاقت بنا قدر کرنے لگین دن رات یہ دونوں کلچر میں
 رہنے لگین کہ کوئی ایسی کب نکالے بادشاہ کی نظر سے چھوٹی بہن کو لڑکے کے ذلیل و خوار کر ڈالیے لیکن نصیب اسکا
 یار تخت مدد کار تھا کچھ بہن آتا تھا مقدمہ برعکس ہوتا جاتا تھا اس عرصہ میں اسکا حمل مشہور ہوا بادشاہ زیادہ
 متوجہ ہو گیا ساعت بساعت ترقی ہونے لگی شہر میں دھوم ہوئی یہ خبر سب کو معلوم ہوئی وہ دونوں موقع پانکے
 مبارکباد کہنے آئیں منت و بجا جیت یہ گلہ بان پر لائیں کہ خدانے ہماری مراد پوری کی دیکھی تمنا ملی امید و اڑین
 کہ وضع حمل سے پہلے ہکو طلب فرمائیے کہ چلے تاک ہم ہوشیاری سے خدمت گذاری کریں جتنا پتھاری کہیں
 عورتوں کے تو مگر بہن مشورہ منہ کی کھاتے ہیں یاں بہ اہل مشورہ وہ بیجاری رہی برضا نظر بخدا رکھتی تھی
 رہی ہو کے اقرار کیا جب وہ وقت آیا لنگہ پاس کو دروزہ شروع ہوا ہونکو بلایا اپنا حال سنایا یہ کام بہت
 میں صورت ہونین قابل اور دایوں کو پاس نے نیا پہلے سے مشورہ ہو چکا تھا کتے کا بچہ پاس لکھ لیا تھا لنگہ کی
 گچھو نہیں ہی بانڈہ کے لڑکا جنوایا چاند کا لنگہ پیرا ہوا دیکھتے ہی انکی آنکھ میں زمانہ سیاہ ہو کر رشک سے بہت حال

فریاد میں لپیٹا پٹا زمین بند کر کے محل میں جو نہ چلا سی تھی او میں بہا دیا جو کہنے کا بچہ مار کے سب کو دکھا دیا کہ ملکہ یہ
 جی تو عجیب خلقت اولاد پیدا ہوتی تو آسی ہنگامے میں سرج محل سے بیضہ زربین نکلا دیا یہ شب نے پانڈنارو نکوسہ پارونکو
 چادر سپاہ میں لپیٹ کر حشرہ مغرب کی طرف بہا یا دن محل آیا شہزاد نے سر رشتہ تقریر کو حلقہ ناف کی طرح کاٹا شہزاد
 کا دل بچا تا فرمایا غضب کی جگہ قصداً نام چھوڑا آفریسے منہ موڑا اوس نے عرض کی اگر جان بچی اور شام ہوئی تو پوہتا
 بوجہ جن تمام ہوگی او دوسرے ملکہ پارس کی نیکی پر شام کا لے کر پڑے ہیں کہ وہ طلب ہوئی امیر فقیر اپنے اپنے گھر میں
 کہ کھول کے مشغول خور و نوش ہوئے خواب راحت سے ہمدوش ہوئے شہزاد کی طلب ہوئی باقی کا سوال ہوا کہ
 اوس سگینا ہر کیا گذری کیا مال ہوا اوس نے عرض کی بادشاہ خیر سکنے غیظ میں آیا اور میرے فرمایا جلا دیا کو بلا کہ حیدر
 اوس کا رتن کرے بے گور و کفن کرے وزیر ہاتھ بانہم کے عرض کو نے لگا پیر و مرشد یہ بقیہ ہو مری خدا
 مجبور اکثر یہ معاملہ ہوا کہ عورتیں عجیب غریب بچے جنہی ہیں کیا اپنے اختیار سے صورتیں بنا سکتی ہیں جس
 باتوں سے بادشاہ کی طبیعت کو صاف کیا آخر قصود صاف کیا وہ لڑکا بتا ہوا باغ سلطانی میں جہاں
 نہ گئی تھی پوچھا قصاصی کا داروغہ باغ نہر کی کیفیت دیکھ رہا تھا پٹاری تریب جو آئی او سننے پانی سے نکلا ائی
 جب اوسے کھولا ایک مہارہ کہ پڑے میں لپٹا پایا یہ لڑکا تھا لڑکے کی تمنا دن رات رہتی تھی عنایت پر لڑکا
 سمجھ کے گھر میں لایا بی بی کو سونپا اوسکو بھی عید ہوئی فوراً اسیان طلب ہو میں آنا چھو مجھ ملازم سب ہو میں
 بہت اہتمام سے پرورش ہونے لگا وہاں بادشاہ جو ملکہ پارس سے ہم بستر ہو اہل بگیا اب دوسرے لڑکے
 کی آمد ہوئی پھر وہی دشمن ضد ابلائی گئیں لڑکا جنوائے نگین کسی کا خیال تبرا کی کی طرف نہ جاتا تھا کہ فائدہ جانے
 کا نانا تھا جب وہ دو تو وضع محل کی وقت آئیں اپنی بدیا طینی کی حرکت عمل میں لائیں اوس مہارہ کو بھی بوسٹو
 کہے میں لپیٹ اور پٹاری میں بند کر اوسی نہر میں چھوڑا میں اور کہا اس مرتبہ بل کا بھی ہو دیکھ لو ہمارا قول سچا
 اتفاقاً وہ بھی داروغہ کے ہاتھ آیا اور کسی نے نہ پایا داروغہ اپنے گھر لایا چورورش کارنا وہ سامان بڑھایا
 اس لڑکا بادشاہ کے خوشخوار ہو گیا اور خود قتل کرنے پر آمادہ ہوا اٹھم یہ ارادہ ہوا پھر وزیر امیر صغیر کی شہادت
 کو اٹھ کر گئے ہوئے بہت سی حکایتیں سنائیں خوف خدا سے ڈرا یا خون ناحق کا انجام بڑھایا بادشاہ
 رحم آریا اب تیسرے محل کی بارہی ہوئی بڑے دھوم کی تیاری ہوئی وہی مکارہ بد کردار پھر پوچھیں شکر چلا اٹھا

کمال ہوئیں اس بار لڑکی پیدا ہوئی آفتاب اور کی صورت دیکھ کے مجرب ہوا سمت مغرب منہ چھپا کے غروب ہوا وہ حراز اولین
 شاق ہو چکی تھیں اسی طرح سے اسکو بھی کچھ نہیں ایزد کے نہیں ہوا اور چھوڑ کر پیدامو کا غل چھوایا اور وہ تو چاٹ پر
 لگا ہا تھا صبح و شام ہر روز نہر برآتا اور باغبانوں کو تاکید کر جاتا کہ جو کوئی شوہر کے ذریعہ سے کیسے ہا تھہ آئے فرگہ ہارے پاس
 لائے سو رو انعام ہو گا اور چھپانے میں قابل سزا کلام ہو گا یہ لڑکی بھی ار و غم کو ملی آوسی گھر میں ایک صبح و مسار سہنگی رہا
 کیفیت گذری کہ بادشاہ کثیر صورت خصم میں بھرا تاج سلطانی سر پر تاج دھرا کہا اب جدیتا چھوڑو نکاح قتل سے منہ نہ ٹوٹو گا
 پھر چھوڑا اور سب سبتہ سمجھانے لگا تو جو خون کی حکایتیں سنانے عتاب الہی سے ڈرانے لگا آخر کنگتگوی بسنت
 بے شمار صلاح ٹھہری کہ نفس آہنی غار وار بنے جتھیں ہا تھہ پاؤں ہلانے کی جگہ نہ رہے او میں بند کرو ہر روز زنی ایذا
 جان تو بچ گئی مگر عذاب عظیم میں وہ دیکھناہ چھنسی اور وہ لڑکے بہن تمیز ہوئے دار و غم کو بہت عزیز ہوئے پری
 و موم سے بسن انڈھ ہوئی معلوم دیب خوشنویں حکیم طبیب فاضل سب ملازم ہوئے یہ پڑھنے لکھنے لگے دنیا کے عمدہ
 کسب اور فن سیکھے تھوڑے دنوں میں فن ہن کی جو دت سے علوم و فنون میں کامل ہوئے منقطع ہست ہند سید مل
 نجوم حکمت میں یہ دستگاہ ہوئی کہ طبیبان تجربہ کار کیتا می ذر کار جو تھے اونہیں شامل ہوئے پھر سہ گریے گا
 فن سیکھا بانگ پابند وق بر چھا گھوڑے کا چڑھنا گھٹنا بھٹنا تیر اندازی نشانہ بازی میں مشق بہم ہو پنی کے ناؤ
 روزگار ہوئے جن جن سے یہ کام سیکھا تھا اونکے بتانے بار لیکیاں دکھانے کو تیار ہوئے لڑکوں کے
 حال پر رعایت کر دگا ہوئی کہ علم فاضل عقل شعور میں ہمیشاں ہوئے ہر فن میں بالکمال ہو گئے تین ہر تین سہ طرک
 جو دیکھتا تھا شیدا ہوئے شاعر ہوتا تھا اقران صدقے ہزار بار ہوتا تھا دار و غم دولت دنیا سے مالا مال تھا حفظ
 لاوردی کا مال تھا وہ خالق نے ایسی عطا کی کہ دیکھنی سننی آوسنے انکے رہنے کو شہر کے باہر عمارت مایسا
 شاہانہ مکان بنوایا بارہ درزی لوانخانہ صطبل نیلمانہ پائین باغ رمنہ بہت بڑا ہزار ہا جانور و سمین چھوٹا جبھی
 گھبرائے شکار کھیلین دل بہلائین فن سپہ گری کی مشق کرین تاکہ بھول بجائین اور نام بھی انکی صورت دیکھ کر
 و جلا کر کے بڑے کا نام بہن چھوٹے صاحب پر وزیر شہور ہوئے جن انکی ہر جبین رشک لعبت چین
 یہ نام سنکے سب سرور ہوئے فلک سفد شمار ہر دم تازہ رنگ ملا تا جو بھی سب مسرت گاہ شام غم کھاتا
 پہلے دار و غم کی بی بی نے قضا کی سمجھوئے انتہا کی بکالی کہ یہ دار و غم اور اسکی بی بی کو بے شہہ و شک اپنا مان ہا

جاتے تھے صفر سن کے پہلے تھے انھیں سے ملے پہلے تھے حقیقی نانکی آغوش میں جانکی نوبت نہ ہوئی تھی انھیں کی گود میں آنکھ کھلی تھی کچھ دنوں کے بعد ارضہ کی نوبت آئی بادشاہ کی ملازمت بھی نہوئے پائی اب یہ بے یار و غسار لیل و نہال سر کرنے لگے مگر بہن نہایت عقیدت تھی سو بہ سے اسکی اسی پرانکا دار مدار تھا اجرائی کا رہتا تھا تک کہ بے اسکی صلاح گھر سے باہر قدم نہ بڑھاتے تھے ہمیشہ کہ اجازت نہ پاتے تھے اب گاہ گاہ کوہ صحرا میں بھی جاتے تھے شکار کھیل کے چلے آئے ایک بار دونو بھائی شکار کھیلنے گئے تھے زہرہ جب میں گھر میں آئی تھی دفعۃً ایک پیرزاں نجستہ حصول برقع سے پیاؤں ہزار دانے کی بیج ہاتھ میں خد اور بول کا ذکر بات بات میں نہایت کی عصبانیت کی لغزش کا سہارا روزے پڑائی خود سے کہا چار رکعت نماز کی اجازت چاہتی ہوں مکان کے مالک سے لا دو وقت تنگ ہو گیا ہوں دعا دعا پڑھا تو کچھ آواز آئے اندر آئے مفصل اور ضعیفہ کا حال ناز پڑھ لینے کا سوال ہر جہین سے کہا کہ تھی اس وضع کی عورت اوس نے نہ کبھی تھی و برو بلا لیا خود اوٹھ کے سلام کیا پھر یہ کلام کیا خانہ خانہ شہادت تشریف لائے وہ تخت بچھا ہوا تھا تیس دن گئے سجدہ گاہ موجود جس طرح سے پر منظور ہو بسم اللہ اوس نے بلائین لیکے دعا دی نماز میں مشغول ہوئی بہت رجوع قلب خشوع و خضوع سے عصر کی چار رکعتیں تمام کر کے کچھ دیر وظیفہ پڑھا پھر سلام کر کے رخصت چاہی جانے کا ارادہ کیا زہرہ جب میں نے کہا اے ماہر مہربان اپنی تشریف لانے سے مکان و ملکین کو فخر حاصل ہوا تھا شہر میں ہوا خدا جانے کس حد سے دولتخانہ چھوڑا ہوا دن اب تھوڑا سی کچھ تناول کر کے جانا جلد ہی کیا ہوا اور کبھی کہیں ہوا یہ کہہ کے خواص و نیک طرف دیکھا وہ سب تعلیم یافتہ تین نوراکرہ میں ستار خوان بچیا یا شہر مال کہا پیر و پوجا قسم کی مٹھائی اوپر چڑھی وہ خود بھی اسی ہی ہاتھ و حلوائے کھانا کھلوا یا پھر خواصوں فرمایا آپ کو مگھاتا اور باغلی سر کر اوسب دکھا لاؤ یہ عصابیگی سب کچھ دیکھ کے پھر آئی بارہ درمی جو باغ میں دیکھی تھی اوسکی بہت تعریف سنائی کہا صاحبزادی خدا کو صدوسی سال سلامت رکھے اس سن سال میں حین سلق محبت حیرت منوروت دیکھی کیسی نہ تھی ایسی عمارت نہ باغ نہ اسطر کی بھی سہاٹی بارہ درمی حیرت فلک سے دیکھی ہوگی زہرہ جب میں نے کہا یہ تو تمہنے اپنی عنایت و خاطر سے فرمایا اب بلار و رعایت کہیے ایسی چیز کوئی جسمین یہ پیشال ہو جائے درکار یہاں نہیں وہ بولی کہ جو کچھ مکان کی واسطے درکار ہوتا ہو وہ سب سلیقہ و قرینے سے جا بجا ہو کر لیئے مکان اور اس طرح کے شایقی کیواسطے تین چیزیں ضرور درکار ہیں پہلے مرغ خوش صدا جسکو بلبل ہزار دوسرا

کہتے ہیں اوسکی آواز سننے کو سون سے جتنے جانور بولنے والے ہیں جمع ہوجاتے ہیں چھپے چھپاتے ہیں وہ سب
دخت گانے والا ہوا کی تحریک سے پتے اوسکے باہم جھلتے ہیں تو ارگن کی آواز شرما تی ہو و حضرت خیال ہے
غزل کی کیفیت کا نہیں آتی ہر قسم اسونیکے رنگ کا پانی اگر ایک بوند اوسکی کہے بڑے برتن میں جیسے لکن یا سلسلہ
میں ڈالو فوراً وہ لبر نہیہ ہوجائے اور س بارہ گز وہ پانی فوراً سے کی طرح جندہ ہو گا ایک قطرہ اوس طرف کے
باہر نگرے سبکو کیفیت نظر آئے زہرہ جمین نے پوچھا یہ تو فرمائیے یہ چیزیں کہاں ہیں کس طرح سے میسر آتیں
کیونکر یہاں پہنچ جائیں آونے کہا یہاں سے دو مہینے کی اہ شمال کی جانب کو فی شخص جاتے جب ساٹھ دن گئے تو
اور تیسرے مہینے کا پہلا روز ہو گا ایک شخص سن سیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ ملیگا اوس سے اگر پوچھے گا وہ سب فصل
حال تاویگا یہ کہے کہ وہ تو صلی گئی زہرہ جمین کو کہ ہوئی کہ جان ہے یا جائے مگر یہ چیزیں ہم ہونچاتے ہیں
بڑھی تھی بھائی اسکے شکار گھیل کے جو آئے بہن کو شوش لگے دیکھ کے گھبرائے بہن نے پوچھا بہن خیر ہو کیا
باجرا ہوا تو سب کی ملامت کا باعث کیا ہوا وہ ماننے لگی جب قہمیں دین تو اوس نے سب حقیقت بیان کی بہن نے
کہا تم پریشان نہو اگر نسبت باقی ہو تو ہم اوسکو لائینگے دم سحر بہر تلاش ضرور جائینگے بر وزیر کو یا ہوا بھائی حسب تم بٹے ہو
گھر کی رونق تمہارے دم سے ہو تم آرام کرو مجھے اجازت دو تمہیں نے جو ابدا کہ بھائی تو تم چھوٹے ہو مگر غم بڑا رکھتے ہو
جاؤ گے بیچیزیں لاؤ گے مگر میری غیرت کیونکر قبول کر لیگی کہ میں گھر میں بیٹھ کر آرام کروں اور تمکو کوہ و صحرا کی صعوبت
اوٹھانے دون انعرض بعد نماز صبح سفر کی تیاری ہونے لگی زہرہ جمین رونے لگی کہا گو مجا وادون چیزوں کا
اشتیاق ہو لیکن تمہاری جدائی سخت شاق ہو میں اس اہش سے درگزر می تم بجا ہو بہن نے جو ابدا بخدا پر نظر کرو
کسی ایجا و ملین نجوف نہ خطر کرو رنگی باقی ہو تو مع الخیر علیا تا ہوں تمہاری فرمائش لا تا ہوں یہ قزولی میری پسینے
پاس کھو جب میرا حال دریافت کرنا منظور ہو سکو دیکھنا اگر بدستور صفا شفا نظر آئے سمجھنا میں نہ بڑھ چکا ہوں
ہوں اگر اس میں خون ہو گا تو تیرا حال لبون ہو گا اس طرح بہن کی دلجمعی کر کے بہن تو کل بخدا زمانہ ہو ا بظنا سقیم
بیخوف ہم صل نکلا و قفہ ذرا نہ ہو اچپ و رہت مڑ کے نہ دیکھا تنہائی کا اندیشہ نکلیا جب سفر میں دو مہینے تمام
ہوے دم سحر وہاں کوہ پر نگاہ جو کی ایک انسان بیہیت حیوان نظر پڑا سر کے بال قد بوسوی کرتے تھے
دارحی موٹھچون کے بال ناف سے نیچے گزرتے تھے بلکہ انکھیں بند کر چکی تھیں بھوین ہلکوں سے گزر چکی تھیں

یہ اس کے قریب پہنچا بہت جھک کے سلام کیا اور یہ کلام کیا کہ آپ کہنے دو نئے اس وحشت افزا صحرا میں مقیم ہیں جان
کوسون سے آدمی کی پرچھائیں نظر میں آتی ہیں کیا تنہائی سے طبیعت نہیں گھبراتی ہر فقیر نے کہا بابا برسوں پہلے تو میرے
ریخ اوٹھا کے کنار کیا ہو دو دو دم کی صحبت میں گزارا کیا ہو جو بنگو یاد ہو انسان کی ملاقات میں لاکھ طرح کا فساد کر
آپ رنج سفر اوٹھانیکا اس وقت پر خطر میں تشریف لایا سبب تائیں حقیقت واقعی زبانہ لائیں تہیں نے کہا حضور
سب کھلا ہو میرے اظہار کی حاجت کیا ہو فقیر نے کہا اگر مجھ سے پوچھتے ہو سید سے گھر کی اولاد حشر رخ نکو ہزاروں
خستہ تن غیب الوطن اس ہمارے بے گور و کفر کھڑے ہیں غفلت کے پڑے آنکھوں پر پڑے ہیں دیدہ و دہشت
اپنے خون میں ہاتھ نہ بھرنا اور فقیر کو اس مظلوم میں شریک نہ کرو یہ تمنا بھیجا ہوں دل سے دور کرو اپنے زور بازو پر نہ غور کرو
جہنم نے کہا شاہ صاحب اس قصد پر یار و دیار کو چھوڑا ہوا اپنے بگوانے سے منہ مڑا ہوا بغیر اون چیزوں کے خالی پھر کر
ہرگز بجاؤنگا کسی صورت نہ دکھاؤنگا اس ارادہ میں جان جائے تو خوب ہو گھر واپس جانا نام خوب ہو فقیر نے دیکھا کہ یہ
شاہ ارادہ عالی تبار ہو پڑا غیرت دار ہو جان لڑائیگانا کام بنایا پھر کہا بابا بخیر خداوندگار ہو تو بڑا بار ہو اگر فقیر کے
کہنے پر عمل کرو گے وہ باؤ گے اور جو بھول گئے پتھر ہو جاؤ گے آج تک جو ادھر آیا ہر تینے ہر کیف او سکوں سبق
ہوا تو محوں نے غصہ کو نہ روکا آپ دنیا سے گذر گئے فقیر کو ناحق بدنام کر گئے بلو شوق سنو اور یاد رکھو جب پہاڑ پر تھا
گذر ہو گا جاہ راف سے شو و غوغا بیشتر ہو گا آخر گالیوں کی نوبت آئی گی اگر گون تھاری پھر جائیگی ہمہ تن سنگ سیاہ
ہو جاؤ گے پیکار ہو کے پھینتاؤ گے اور جو پھرے تک بلبل کے بوجھ گئے بھیجے جاؤ گے درخت اور پانی لیکے
سح ایخ پھر آؤ گے جہنم کہا ام ہادی تھارے فرمانے پر قدم بقدم جاؤنگا کوئی کچھ کہے گون پھر اوٹھا کہنے
اونے جیسے گیند پڑرنگا لکے اوسکے روبرو پھینک دیا اور کہا جیہ طرف جائے تم سیکے بھیجے چھپے چپکے
چلے جانا جب پھرے تک گذر ہو گا پھر وہ چیزیں بھی تھارے ہاتھ آئیں گی حشر تین نکل جائیں گی تو خدا حافظ
نگہبان ہر تخت اتخان ہو دفعہ مرغ زرین فلک چارم نے ایشیاء مشرق سے باہر آنے کو پر تو نے فقیر پر
سحر و درباش کے فترے بولے نوبت نوازوں نے نکوروی شناسا سے الیا پھیر وین کی صدا پیدا ہوئی
مردوں نے آسٹہ لکرا لغرہ مارا ناہ فلک اطلسی سے سدھا رشتہ زاد بلبل کی وش چپک رہی تھی فقہ زبان بند کی
شہیار کی طبیعت کلفت ہوئی مجھ پر تیرا حسد سے اوٹھ کے عبادت خانہ میں آیا بعد حمد و ثنا سجدے میں سر جھکا

جب نماز و نسیف سے فرصت ہوئی اورنگ سلطنت پر جلوہ گر ہوا تو جب عدل انصاف سر بسر سوارانہ نیرنگ سارنے
 پھر ننگ بلار نور روشن کو چارویا سیاہ شب میں چھپا لیا شہر باعتر تکرہ میں تشریف لایا شہزاد کو یاد فرمایا پہلے کل و خر کل پر چڑھا
 پھر لکھ گیا جب رات ٹھوڑی رہی دستار گذشتہ کے بیان کا حکم دیا شہزاد نے زبان سخن بنیام کھولی بعد عاوشنا
 ہوئی بہمن جنس ہدایت اوس فی اللہ کے گیند کے پیچھے چلا جدمر وہ جاتا تھا بہمن اس کے ساتھ چلا آتا
 یکایک وہ ٹھہر گیا بہمن گھوڑے سے نیچے اتر آیا وہ گیند کے ساتھ بہاڑ پر چڑھا

جو درویش گائیند باوی ۱۰	ارادہ کیسات کو کا	ہوئی کو سر بھر کی چڑھائی چلے	تو دیکھا وہاں اور ہی ننگ
وہ نبرہ وہ آب وان وہ	جنون زاشگوفہ تھا ادم کا	کسی جا پینرنگ باغ ننگ	کسین ننگ کے ڈرنگا ایک ننگ
جو شیشے ہون اوس ننگ کے	پر نیا تو سخی ہون خاکے	حقیقت میں سخی جبکہ نظر	بیان اس کی حمد رت میر
پناہ بلندی و پستی توئی	بہمہ نیستند آنچه ہستی توئی	ملے بے غل غنچ لسیا تھا	تو زہر کی خلد بریں کو سلام

و فتح چار طرف سے گیر دار کی آواز نے لگی لگی چو پڑا یو چور ہون سے کچھ تو جہ کی جب وہ فحش گالیان دینے لگی اسکو غصہ آگیا
 بے اختیار پھر کر دیکھا فوراً تمام جسم پتھر کا ہو گیا ہتان وعدہ گذر گیا زہرہ جبین نے قرو لی کو دیکھا او اسکو سیاہ چوچکا
 پایا نعرہ مارا خاک اڑانے لگی بے اختیار ورنے چلانے لگی پرویز نے سنا بہن سمجھا ایک ما مضطر ہونین چلایا ہون فضل امی شامل
 حال ہو تو بھائی کو اور اون خبر و نکو لیکے آتا ہون یہ شخصت ہو کے چلا اور فیر تک ہو چکا اسکو بھی اون سے سمجھا یا صورت
 دیکھ کے بہمن یاد آیا پرویز نے کہا وہ میرا بھائی تھا اب میں جاتا ہون تقدیر آزماتا ہون فقیر نے کہا نہ اوس سے
 کچھ ہو سکا نہ فقیر سے ہو سکا جوانی پر ہم گرفت جان کو سکا پرویز نے کہا شاہ جہاں کا جانا آسان ہونا کام
 پھر جانے میں بڑی سخت کا سامان ہو فقیر نے اسکو بھی گیند دیا وہ راہبر ہوا اور مضمون کر کے سمجھا یا یہ گیند کی
 رہبری سے بہاڑ پر چڑھا آیا بہ ستورہ بولناک آوازیں آنے لگیں اور پتھر کے آدمی قطار در قطار نظر آئے جب گالی گلوچ
 کی باری آئی یہ جھلا بہت تھا سو جانھیں آوازوں نے بھائی کو مارا ہو دیکھو تو ماجر کیا ہو کر دکھایا پھر انا بہانہ ہوا اسی
 کوچے میں یہ بھی واہ ہو اجسرم خالی سنگا پتھر ہو کے بھائی کے کشنگ ہوا پرویز کو جو زیادہ عرضہ ہو بہن
 ہوئی خود جانیکو تیار ہوئی وہ جو آٹو مغلانیان سن رسیدہ جہانزہ عئلند تحصیل مکان بہاب او کو پھر کیا کہا
 چھ مینہا انتظار کرنا پھر یہ سب کچھ تمہارا ہر بھائیوں کو لاؤنگی تو تم سکو منہ دکھاؤنگی وگرنہ اوسی کوہ و دشت میں

جان ونگی جیسے جی پھر نکلی پھر ایک باس اوس عورت تہم جرات نے پہنا ہتھیار لگانے گھوڑے پر چڑھنے کی شاق تھی فرین پڑی
 شہرہ آفاق تھی توکل بخدا جل نکلی ات دن راہ طر کرتی تھی جب گھوڑا تھک جاتا تو ٹھہراتی کچھ دیر دم لیکے پھر سوار ہوتی آگے
 قابو بٹھاتی القصد ایک مینے میں دو منزلہ کرتی وہاں کوہ تک پہنچی وہ درویش نظر آیا کہا اللہ اللہ منزل مقصد کا پتہ پایا
 شاہ صاحب سے ملاقات کی بھائیوں کی حقیقت پوچھی فقیر نے اپنا سمجھانا اور کہا باز نہ آنا کہ کے کہا اچھا جان ونگا ہمیشہ ملے گی کیا تو
 اس حرکت بچا سے کنارہ کر جائے عزیز شراحت کھونا نہ گوارا کر اسے کہا شاہ صاحب وہ نا تجربہ کار تھے جرات کی راہ سے
 جان دی اگر خدا کا فضل شامل حال ہو اور یا وراہ قبالی ہو تو یہ ہم جلد سے بہو گی فقیر نے سب نفع و ضرر
 کے راج سمجھا کے کہو بھی گنیدو یا اس فقیر سے روئی لیکے دو لو گا تو نکو بند کیا یہ طرفیہ شاہ صاحب نے بہت پسند کیا کہا ابتدا
 خوب ہوتی آنتا بھی اچھی ہوگی فتح فقیر سے نام پر ہو جاتی تیرا خداوند اکبر تو ہم اللہ کر دو جو مینے کہا ہوا سکویا در گھوڑو پور
 ہو کے آگے بڑھی گنید کی بہری سے پہاڑ پر چڑھی گان تو بند تھے کوئی آواز نہ گونہ وہوئی یہ بلا تو اس طرح سے روہوئی
 یہ پتھر کی تصویریں لکھتی پتھر کے پاس پہنچی وہ جانور بہی پیکر بولا سبحان اللہ رندی ہو وہ کام کیا جو درو
 نو کا یہ قصہ ہی تمام کیا روئی کا نو سے نکالو میری باتیں سنو پہلے بھی کچھ سمین بیچ نو پھر خیال آیا فقیر نے کہا شاہ
 پتھر انظر آئیگا پتھر چھنڈرہ نہیں سب کام بن جائیگا اتنے روئی کان سے نکال ڈالو دخت وہ پانی کا حال ہزار دستان سے
 پوچھا اوس نے کہا سامنے وہ دخت ہو اوسکے تلے چشمہ جاری ہو کسی تکو طلب گاری زہرہ جمین نے کہا پانی کیوٹے
 چاندی کی ٹھلیا ہراہ ہر لکین دخت کا دکھانا جانکا ہوا اوس طائر خوش صدا نے کہا شننی اوسکی کافی چہن میں میں
 لگا دو گے ایک ہفتہ میں ایسا ہی دخت ہو جائیگا اور یہی کیفیت دکھائیگا اتنے پتھر او تار کر اپنے روبرو رکھا
 چشمے سے پانی بھرا شننی دخت کی قرولی سے کاٹ لی یہ سب لیکے وہاں سے چلی جب اون پتھر و نمین پہنچی پوچھ
 انسان تھے اوسی جانور سے پوچھا کوئی ایسی کیفیت بھی ہو جیہ آدمی ہو جائیں اور ہمارے دونو بھائی زندہ نظر آئیں
 وہ طائر سیما و نم بولا گھڑے کا پانی جو چشمہ زندگانی ہو تھوڑا تھوڑا انہ پتھر تک و اللہ کی قدرت و لیکے اسے چوین
 پانی لیا تب پتھر چھڑک دیا پتھر پونڈ پسی کلمہ پڑھا آنکھ کھول دی جلیا تھا ویسا ہو گیا جب دونو بھائی زندہ ہوے
 یہ روکے لپٹ گئی کہا بھائی کس کام کو آئے تھے کس شغل میں مشغول ہو گئے وہ دخت زندہ بولے بہن غفلت کی
 نیند میں سوئے تھے تمہاری بدولت چونکہ غرض کہ جو بیٹھلا اسکے قدموں پر گر پڑا کہا اچھی باعث اس بلا ہی غلیم سے

نجات ہوئی آپکی خدمتگداری و اجبات ہوئی القصدہ نیست نصیب مجمع کثیر جم غفیر ہوا لیے بہار سے اور تری غمیر حیرت
 کیندست میں ہونچی آو آب بجالاتی سنا حسیں ذور سر سے کھڑے ہو کے جھاتی سے لگایا حیرت و جزک اشد لکڑ فرمایا لکھا
 یہ سب بزرگوار موجود ہیں بہت انکو سمجھایا مگر کسی کی خاطر میں نہ آیا فقیر کے کلام پر نہ عمل کیا ابھی نسبت میں غلط کیا
 جو تھا اربیان قدم نہ آتا تو انکو انسان کون بنانا فقیر اس طلسم کا نگہبان تھا تیری سیری جان تھا دو گھڑی تو قہر کے وہ
 مجکو غسل دکن دیکھتے تھا کھچپا دو پتھر اپنا راستہ تو تھا ار احسان ہو فقیر خصت ہوتا ہوں نفس چند کامان ہو پتھر پتھر
 پڑھتے پڑھتے طلسم جسم جسم سے جان راہی ہوئی سانس کی صدا جو نہ نکلی سبکو آگاہی ہوئی تہن پر وزیر نے غسل دیا
 کفنا یا تہن نماز پڑھی قبر میں جو اتارا کچھ نظر نہ آیا آخر نشان قبر کا بنا کے سب روانہ ہوئے جو جبل کا
 رہنے والا تھا وہ اوس سمت کو راہی ہوا دو نو شاہزادے ہیں کہ ہمراہ اپنے شہر کو چلے تھوڑے دنوں میں مسافت
 راہ طر کے اپنے باغین باغ اطراف ہونچے ملازم دیکھ کے دوڑے محلہ میں حوم ہوئی مبارک سلامت
 کی صدا آنے لگی غیب بیکو معلوم ہوئی متون تیل ماش بہ تلاش صدرتے کو آیا جانور و نکی بھنگیاں خالی ہوئیں شرفی
 روپیہ بہت کچھ غنیمتوں و دستوں بچھوایا محتاج غنی ہو گئے اس قدر اٹھانے پایا بارہ درمی کے روبرو حوض تھاپانی اوس میں
 جچین اوس شہی کو لگایا تھے عشرے میں سر سے بلند دخت پایا پتھر اوس جانور کا سندا کے روبرو رکھا کہ ہر دم نظر
 رہے آٹھ سو سکی خبر ہے سب بچ سفر سے فرصت ہوئی بدستور سابق سیر و شکار میں مشغول طبیعت ہوئی

شاہ کبیر و ملکہ ایران کا فرزند و نکی دید سے شاد ہونیکا سامان ہوا اور اسی خیرت تمام وستان ہر
 مشہور ہو جب دن اچھے آئے ہیں عجیبے سامان مہیا ہو جائے ہیں اوسکی قدرت نے عجیب کارخانے میں فرقت کے بستے
 حیلے میں ملا دینے کے صد ہا ہانے ہیں یہ دو نو شکار کھیل ہے تھے کہ باو شاہ عالیجاہ کی سوار ملی سطرفت گذر رہی چٹیل
 میدان تھانہ کلی کوچہ کوئی مکان تھا باو شاہ نے دو نو جو انکو دور دیکھا قریب بلایا مجبور ناچار دو نو گھوڑوں سے کودے اچھا درتیم
 اشرقیان ہال پر کھنڈرینے کو سر جھکا تھہر جھایا باو شاہ انکی صورت اور وضع لباس تھیا گھوڑے دیکھ کے حیران ہو گیا کہ یہ
 پری سیکسی ملک کے شاہزادے ہیں کیا تو ہیں کیا ارادے ہیں باو شاہ نے نذر اٹھا کے انکو جھاتی سے لگایا پتھر حال میں
 بو و و باش کھ مسکن دریافت فرمایا جس کچھ حال اب عرض کی سرکار کے خانہ زاد ہیں حضور کے باغ کا جو در و تھہ
 اوسکے فرزند ہیں ہمیں شدہ کو جو پتھنے نہ پائے تھے کہ انکی قضا آتی تھادی ملازمت کی تھا اوسنے نکلنے نہ پائی

پٹنہ کے بادشاہ نے فرمایا ہمارے رنے میں شہزادہ تھاکر کھیلنے آئے ہو کچھ خوب و ہراس میں نہیں لائے تھے
 بہمن نے عرض کیا پیر و مرشد یہ شہزادے اب و گل میں نہیں سچ یہ ہر دایہ سلطانی سے ناوانی سے آگاہ نہیں اور کسی عدوان
 سے رسم و رواج میں جیسا عفو کے قابل ہو اس کو چھ سے نا بلد تھے تعلیم کی پہلی منزل ہو سلطان کچھ نہ انکی صورت
 پر بخش تھا جرات کی تقریر پر عرش عرش کہنے کے جسرت یہ کہما کہ ایسی اولاد پروردگار نے ہکو عطا کی تھی تمنا و تمین
 فرمایا ہمارے سامنے صید کر کے کسی جانور کو لاؤ اپنی شجاعت و نشانہ بازی دکھاؤ یہ سنکے دونوں نے کھوڑے
 بڑھائے پہلے تو کھوڑوں کی بل بھر گشت اس حسن سے دکھائی گئی تھی دیکھا کسی کو نظر بھی نہ آئی دشت سے ایک
 شیر نر زیر غیاں سیکر ٹکالایہ دو لوہر چھوڑے گھیر کے زور و بادشاہ کے لائے بہمن کھوڑے سے کودا سپر لڑا
 لیکے لڑنے لگا کس کس جو بصورتی سے اوسکے پیچھے سے جہنم کو بچا یا قن سپہ گریں کھا یا پھر ڈانٹ کر لایا ہوا ہاتھ
 لگایا و ٹکرے کیے کم و بیش ہونے پایا تھیں آؤ میں کا شو بچ گیا بادشاہ بہت محفوظ ہوا کھوڑے سے اوتر پڑا
 دیر تک سے لگا کے پیار کیا اسٹری فی روپیہ دست و بازو پزیرا کر یاد نہ آیا تھا بادشاہ نے دولت ہر کار
 غم کیا دونو شہزادوں کو فرمایا میرے ہمراہ چلو بہمن نے ہاتھ باندھ کے عرض کی تمباکہ عالم نے ایسا الطاف
 کہ سر خاک فتادہ بر سر افلاک ہو پچایا آجگی گستاخی متخاف ہو صبح خداوند نعمت جو رمنہ میں جلوہ دین گے
 تو خانہ زاد شرف آستانہ بوسہ حاصل کرینگے بادشاہ نے اسکا سبب پوچھا پیر و پیر عرض ہرا ہوا پیر و مرشد ہم
 دونو خانہ زاد ہیں ایک ہماری بہن ہونام جدا نہیں مگر ایک جان دو تن ہیں کوئی بے مشورہ کام نہیں کرتا
 راحت آرام نہیں کرتا بادشاہ نے فرمایا میں تمہاری محبت اورانہ سے انتہا کا راضی ہوا انجوشی اجازت
 دی یہ دونو آداب بجالائے رخصت ہونکے اپنے بائیں آئے بہن سے بادشاہ کے بلانے کا عتاب
 فرمایا حال کے کہما اپنے ہمراہ لیکو لیے جاتے تھے آجگی ہمت لیکے چلے آئے وہ بد مزہ ہوئے کہ تم کہیے
 نادان ہو سطوت و مولت سلطانی کا خوف نہ آیا جانے کا شمار کیا عدول علی سے عتاب کا اندیشہ نہوا
 دم سحرید سے چلے جانا خطا کا عذر کرنا اور دولت پر سواری ہو پچایا ناؤ سحر نے چادر سفید نورانی سطر اسما
 پر بچھائی تھ کہ ستاروں پر اوہی چھائی شمع مہر کی تخی سے ایسے محبوب ہو کہ غروب ہو شہزادہ چرکے نہوا
 ہوئی زبان حکم بند کی شہزادیت راحت ہو خطا اور ناک سلطنت پر جلوہ دیا اور پیر ایہ کان دولت شرفی

لازمت ہوئے تھوڑے وقت کا فرست ہوئے تمام دن ضبط و نسق کلا شکار با اہل حاجت کا پیش جاملہ ہا آخر خاکستہ بہ بارنے
 رنگ برلا تو روشن کوشب کی سیاہی نے چھپا لیا شہزادہ برابر فریاد کیا کہ غلو تیرا میں داخل ہوا شہزادہ کا مطلب حاصل
 پہلے آرام کیا جب نیند سے بیدار ہوا بیان و سخنان کا حکم دیا شہزادہ کو یا سوئی کہ وہ شب او دھر سلطان کبیر کو بیدار تیری
 گزری اور شہزادہ کوئی نہیں پڑا گئی جب صبح کا تارا بلند ہوا شہزادہ دن نے لباس عمدہ پر تکلف زیب جم کیا ہتھیار نیند لگائے
 سلطان سے پہلے ریند کے دروازے پر آئے گھوڑوں سے اور کے زین پوش بچھاکے بیٹھے اس شان میں سلطان کی
 سواری آئی دونوں نے تسلیم کو گردن جھکا لی سلطان دیکھ کے مسکرائے لگا لگا ہو کے جوش سے کلہ پھیندے کو آئے لگا
 دل میں چنے لگا کہ مخلص یہ نیا ماجرا ہے طبیعت کے دلو لے کا سبب کیا ہے شہزادہ میں مصر و ہوا اور میں ہر پڑ
 نے اپنا فریاد روکھا یا گنبد سے کو کند میں چھنسا کر لے آیا سلطان کبیر و بر تیر سرد ہو اور اسے فرمایا کہ نہ بڑے
 بھائی کا ثانی ہو جو لے کا ہر سرد و نو میں لطف قند کر ہو پیر و نیر تسلیم بجایا تازہ دیکھو میں کپاس آیا اور میں سلطان نے
 شکار گھیلنا شہزادہ کبیرت پھر راہ میں دونوں سے باتیں کرتا دار الامارۃ میں داخل ہوا انکو اپنے قریب و گلج بٹھایا بکو
 رشک آیا تھا صبح کا وقت جو آیا انکو ستار خان پر یاد فرمایا اسکے بعد رانٹا ط کی طلب ہوئی دیر تک گانے ناچ کی
 صحبت نہی بعد فریاد سے فرمایا کہ تم فر شکار میں شریک ہو کر دیا و اب بجالا کے رخصت ہوئے کسی ہونے متواتر
 یہ ریند شاہی میں گئے شکار میں شریک ہے بادشاہ ہوا انکے کسی سے مخاطب ہوتے تھے ایک دن ہمیں نے حضرت کو
 زیادہ ملقت پانے کے بہت حاجت سے عرض کیا پیر و مرشد ہماری بہن حضور کی قدیموس کی نہایت تمنا کرتی ہے اور ہم
 خسرو منی سے امید اس التماس کی قبول کی ہے مشابہان عجب گریہ نواز نگہ دارا بادشاہ نے ہنس کے فرمایا کل
 چلینگے تمہارا مکان بھی دیکھینگے یہ رخصت ہوئے جب مکان پر پہنچے بہن سے بادشاہ کے آنے کا حال کہا
 اوس نے بکاؤل سے حکم دیا طرح سے کھانے شیرین نکلین لائق بادشاہ تیا لکر ہر اردستان یہ سننے ہی بولی کہ
 آتش پکا کے اوپر سوتی ضرور چرین دینا باور جی بولا اس طرح کے آتش میں کبھی جاکے نہیں بلکہ کبھی کبھی سے
 آئی نہیں نہ بولی تمکو کیا جو ہم کہیں حکم بجالا و باتیں بنا و انقضائے شب تیار می میں گذری جکو بادشاہ شکار گاہ سے
 جو پھر اوسے باغبان آیا شہزادہ می منظور و دریکے پاس کھڑی تھی بادشاہ نے اندر قدم بٹھایا اوسے تسلیم کر کے
 سراپہ چھوٹا پایا بادشاہ نے اوسکو بھی چھاتی سے لگا باہر آن ہو کے دیر تک صحرے دیکھتا رہا فرمایا بجز اے

ہر صورت بھائی بہن دیکھنے میں نہیں آئے خود دراز فرمائے آتھے بادشاہ کو بارہ درمی میں لاکے بٹھایا کہ وہ گاہ وازہ
 جو کھولا پہلے فوارہ نظر آیا دیکھا میں گزرتی میں سے بلند ہزارے کا قوادہ جندہ ہو گیا سو نے کامینہ برستا ہوا و
 کوئی بوند حوض سے باہر نہیں کرتی ہر بات نہایت تعجب کی ہو تو چھاپا خزانہ اسکا کمان ہوا اس نے عرض کی اسکا نام
 ہر نہ نشان ہو فقط حوض سے پانی اوجھلتا ہو پھر ہمیں آتا ہوا ایک قطرہ باہر نہیں جاتا ہوا بادشاہ نے فرمایا اس ننگے
 پانی کی بجائی کبھی ہمنے دیکھی نہیں بلکہ سنی نہیں اس نے عرض کی ہر چند طول طویل کامی ہو کر حضرت کو سنائی ہو
 پھر اس وقت کے پوتن سے گانے بجانے کی صدا آئے لگی بادشاہ ہر طرف پھر پھر کے دیکھتا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا
 گھبراہٹا تھا آخر چوبیس کے پوچھا یہاں کمان میں اور گانے بجانے کی صدا کی صدا ہے ہن وہ بولی حضور کے روبرو ہر تیرے
 تعجب ہو گیا کہ اس طرف میں اس نے عرض کی حوض کے کنارے وہ جو درخت ہوا اسکے پوتن کی آواز نہ نکلتی تھی
 جاتا ہوا کہ میں ساز ہوا بادشاہ بقیار ہو کے حوض کے پاس پہنچا پھر سے آواز آئی جانور نے یہ بات سنائی
 تو تھی تسلیم کو سر جھکا تی ہوا آداب بجالاتی ہوتی کہ کے چھہ کرنے لگی ہزاروں مختلف مہ بھرنے لگی اسکی صدا
 صدا ہا جانور درخت پر جمع ہو کے منتظرین کھولنے لگے اسکی آواز پر بولنے لگی اہو گنچہ نقش تصویر ہو گیا ہوں
 حواس کھو گیا کہ یہ سنا تمہ کیا ہر ترا حیرت کا ماجرا ہوا سوقت شاہزادی نے پزیرن کا انا اسکا ان چیزوں کا
 پتا بتانا اور یہ زبان پر لانا کہ بے ان چیزوں کے مکاناتیں نقص ہو خراب ہو جو یہاں جاؤ تو یہ عمارت بمثل
 لاجواب ہو پھر بھائیوں کا جستجو میں جانا وہاں دھوکا کھانا پتھر کی تصویر بننے پہاڑ پر پہنا پھر خود درخت
 ایزامی سفر اٹھا کے نسرل مقصد کا پانا جرات وہمت کی کفالت سے ان چیزوں کا ہاتھ نا بھائیوں کی
 طلسم سنگین سے رہائی اور صدمہ مصیبت زد و نکی عقدہ کشائی مشرح بادشاہ کو سنائی کتیرے نے
 فرمایا کیا عنایت ذوالجلال ہوا حسان کمال ہو بھائی ہر طرف کے بہادر جری بہن ہر تا با عقل میں بھری ہو
 کی صورت رستم کی سیرت اگر ہزار برس مانہ جری کھانے کا انکا نظیر نظر نہ آئے گا یہ کہ کے بارہ درمی میں آیا
 مستد زرین پر جلوس فرمایا درخت و فوارے کی سیر کرنے لگا قفس اس طائر عیدنی میں اپنے پائوں کے
 رکھا با تو نہیں مشغول ہوا کیسا عسکے بعد شاہزادی نے عرض کی قبلاً عالم دستار خوان بچھا غاصہ جیاب اور حضور
 کے نوش فرمائے کا وقت بھی گیا پھر اسم اللہ شریف لائے حاضر نوشجان فرمائے بادشاہ اوشا پڑھا

لیکے اوس کمرہ میں آیا کھا تا بہت رغبت سے تعریف کر کے کھایا پھر اوسنے اشارہ کیا کاسہ آتش کا جس پر موتی
 چنے تھے بادشاہ کے روبرو بڑھایا بادشاہ نے غور کر کے فرمایا یہ شو کھانے کی ہو یا صنعا کی دکھانے کی ہے
 اوس نے کہا پیر و فرزند سخت حیرت کی جاہر کاسہ ملاحظہ کر کے حضرت کو استعجاب ہوا ہوا جس دم ملکہ ہند کے
 کے پلے اور چھیندر جینی ہلاک کچھ نہ خیال کیا بیگناہ کو زندان مصیبت میں بند کر کے بڑا حال کیا بادشاہ حیران
 ہو کے عقل و دانش کھو کے اوس سے پوچھنے لگا کہ یہ مقدمہ بفضل تاجرا کیا ہو یہ عمل میں اوس عورتوں کے کہنے سے
 کیا وہ بولی حضور کچھ حال سے ماہرین بادشاہ نے فرمایا وہ دونوں اسکی سگی خواہر ہیں وہ بولی قبلہ عالم پر مشورہ
 کہ ایک نان پڑکی جو روہنی دوسری باورچی کے صدر میں آئی اور تیسری ملکہ ہند کلائی شک و حسد کی
 لہ سے انھوں نے ایسا فرمایا اوس حجیم کو ذلیل و رسوا کیا یہ وہی ہے جن میں جو کہ پٹھان لپیٹ پٹار میں بند کے
 نہ تیرن چھڑے گئے تھے وہ نہر بانعمین جہارمی تھی دار و عد نے نکالا بڑی دھوم دھام سے اپنی اولاد
 ظاہر کر کے پالا بادشاہ یہ حکایت سننے خوب رویا شرمندہ ہو کے پھر سبکو گلے لگایا کہا ایسے مرغ عجاذبان
 بلیل ہزار دستمان ہسدن میں ان دونوں بھائیوں کو دیکھا سینے میں لہو جوش کھاتا تھا کلیہ بندہ کو اتنا تھا
 میں حیرت سے گھبراتا تھا کہ پورے درگاہ یہ حال کیا ہوا دل درہم بہم کیوں ہو رہا ہے تیرے قول کی میری بتیابی
 گواہ ہو تو سچی بالمشہد پھر اوسنے کہا ایسے فرزند حقیقت میں بڑی میری خطا ہو لیکن غلام الغیوب جانتا ہو سو وہ حجیم
 مجھ سے ہوا ہے اب تم حقوق پوری پر نظر کر کے معاف کرو دل صاف کرو وہ دونوں بھائی تیسری میں باپوں پر
 کرے کہا قبلہ عالم اب ہمارے دن پھر ہم لوڈی غلام آپ آقا مالک ہیں جو کچھ ہوا یہ ہماری تقدیر تھی غلام
 حضرت کی کیا تقصیر تھی یہ کہہ کے بادشاہ اوشا فرمایا ابھی خانہ زندان میں جاؤنگا تمہاری مان سے اپنا قصو
 معاف کرونگا دم سحر مع انجیر ہم دونوں ہمان آئینے تکو اپنے ساتھ لیا آئینے بادشاہ سوار ہو کے اوس وقت
 قید خانہ میں گیا اوس حجیم کو رہا کیا بند رہے انتہا کیا تمام میں سبجوا یا لباس فاخرہ پہنایا اور ملکہ کی دونوں کو
 جنھوں نے شقاوت قلبی سے یہ فساد اوشا فرمایا تھا گوہر شہ جہاں تاج شہیرا سی لعل بے ہامی جہاندار کی خدمت
 پٹاری میں بند کر کے نہر میں بہایا تھا قفس آہنی میں بند کر کے حکم دیا وزیر نے فوراً اوس بد بخت حاسد کو
 قفس میں داخل کیا شہر میں غلغلہ ہوا ملکہ کے دن پھرے شاہزادی و شاہزادے بادشاہ کو ملے اہل شہر

اس مژدہ سے نہایت خوش ہوئے دوم سحر دیوانخانہ شاہی سے اوس باغ تک جہاں شاہنشاہ رہتے تھے خلقت کا ایسا مجمع ہوا کہ شاہنشاہ سے شاہ چھلنا تھا جو ساتھ سے چھٹ گیا اوسکا پتہ نہ ملتا تھا چارہست آدھونکا ریلہ تھا ہر طرف انبوه کثیر و جم غفیر سے گویا سیلاب تھا وقت شاہنشاہ چارم سریراقتشام سواری شاہ کبیر و ملکہ پار کی سیر دیکھنے کو افاق مشرق سے نمایاں ہوا پر جم شماعی کا جلوہ بڑی چمک و تاب کے عیان ہوا ماہ باگردہ انجم غیب کی طرف گرم خیز ہوا نور سحر کی تجلی دیکھ کے ترسان لڑان میدان سپر سے روان بقدم تیز ہوا شہنشاہ آسمان کا رنگ انقلاب کا ڈھنگ دیکھ کے ایسی لگتا کہ ہوئی کہ صورت تصویر رنگ ہوئی گوہر تہریر کو درج و کن میں چھپایا شہریار ناو سے واقف تھا کچھ نغز پایا بستر است سے اوٹھا حوٹخ ضروری سے فارغ ہو مصروف نماز بصد نیاز ہوا پھر اورنگ سلطنت پر جلوہ دیا عدل انصاف میں مصروف ہو اسی ملازم کو جس سے بیجا ہاتھ آئی کسی ظالم نے بد اعمالی کی سزا پائی یہاں تک کہ دن تمام ہر آت کا ہنگام ہوا شہریار دربار برخواست کر کے غلو تسمرا میں آیا شہنشاہ کو یاد فرمایا پہلے استرحت کی پھر بیدار ہو کے بیان دہشتان کی اجازت دی گویا ہوا شاہنشاہ مطلق شاہ عالیجاہ کی عمر دراز کرے در عیش و عشرت ہمیشہ بازر ہے شاہ کبیر و نوبت نشان ہی مرتب ترک و سامان سے ملکہ کو سکھپال بن ہوا کر کے پیدل و سوار و نکام جمع ساتھ لیکے فرزندوں کے لینے کو چلا شہر کا چھوٹا بڑا سواری کے ہمراہ ہوا دوسرے دو نو فرزند ورتاک استقبال کو آئے بیٹے دروازہ پر کھڑے تھے وہاں در دولت شاہی تک آدھونگی کثرت بڑی تھی بیٹوں نگوڑوں سے اوتر کے تسلیم کی باپان کی تعظیم کی پھر سکھپال محتاج خرامان خرامان مانگو مکان پر لائے سواری سے اوقلا تسلیم کر کے قدم انکھوں سے لگاتے پہلے وہ غم رسیدہ بہت روئی پھر گلے سے لگایا پیر کیا بادشاہ نے بیٹوں کو تخت پر ادھر ادھر بٹھایا ملکہ نے بیٹی کو سکھپال بن برابر بٹھایا راجت کے وقت سربراہ دور ویر شہر کی خلقت بقدر وسعت سونا چاندی نثار کرتی تھی محتاجوں کے لگڑے دعائیں ہزار ہزار بار کرتے تھے کوئی کہتا تھا مہر و ماہ بادشاہ کے ہاتھ آتے ہیں کسی کا یہ قول تھا وارث تخت مالک سلطنت بادشاہ نے پائے ہیں جا لیس دن تک شہر میں عید رہی برسوں کی راہ تک اس عجیب معاملے کی گفت و شنید رہی بادشاہ دریا دل نے زور جو اہر ایسا بانٹا کہ شہر کے کروڑوں میں بھی محتاج کا نام نہ رہا خلقت کو بجز عیش و طرب کوئی کام نہ رہا جب یہ جلسے ہو چکے سناوی تے

نزدای کہ دم چھوٹا بڑا شہر کا امیر وزیر رئیس اہل حرفہ شہر پناہ کے دروازے پر حاضر ہو کے معاینہ کرن
مضمون عبرت خیز انکھون سے دیکھیں جس دم مجمع بادشاہ نے ملاحظہ کیا دو نو شاہزادے ہمراہ تھے ملکہ و
شاہزادی سکھ پال مین باہم بیٹھی تھیں وزیر کو حکم ہوا کہ پھرے اون نابکاروں کے محسن شہسواروں کے صاحبزادے
وزیر فوراً حکم بجالایا پتھروں کو ننگا یا خلیق نے دیکھا سب کے سب تھرا گئے تہتو بگوش آگے ہنر علی قید شد یہ تھی
کہ جب وہ سانس لیتی تھیں لوہے کے خار جسم کے پار ہوتے تھے ہر چند شاہزادوں نے شفاعت کی
اور ملکہ نے بھی عرض کیا کہ مین تمام سے درگذری مگر بادشاہ نے نہ مانا شکاری کتوں کے رو برو او کو ڈالا
اور چھوٹے تھکے بوٹی کر دیا نہ ہو چکا کہ کوشت زبان پر رکھا تو سے چیلون نے کھایا ایک عالم کو اون کے کردار کا بلا لکھا
جاوور نکو بوٹی بوٹی برٹ گئی نقرین کر کے بھیڑ چھٹ گئی بادشاہ دولتسر امین تشریف لایا اول نے چین پایا
انتظام سلطنت میں مشغول ہوا مطلق حصول ہوا شہریاد کو یہ دہشتان شکے بڑی عبرت ہوئی اور ایک نہرا ایک
رات پوری گزری شہزاد کا احسان مند ہوا قتل و قمع کا باب بند ہوا وزیر عظم جو شہزاد کا باپ تھا او سکو بلایا
کہ اتیری بیٹی نے سیر مون کے تمام خون سے مجھ کو بچا یا پھر شادی کی تیاری کی بہت تکلف انتہا کی موصوم ہا
سے شہزاد کے ساتھ بیاہ کیا اس فعل بد کی توبہ پر عالم فاضلون کو گواہ کیا اور بقیہ زندگانی بخشش و عطا
محتاجوں کی حاجت واکر نے مین بسیر کی شب عیش و عشرت عدل واد مین سحر کی جیسے شہزاد کے دن بچہ خداوند عالم

ہنر طرح پڑھنے سننے والوں کی آرزو پوری کئے امین شہزاد	اور سرور اب عالم کا ہر کام	کہ ہو یہ داستان قبول انام
ایسی اس داستان کج شہرت ہو	اور غفور و رحیم امیر ستا	اور سمیع و علیم اور غفار
گوگنا ہونے سیر و فترتین	بخشش جرم بچاوشایان ہو	نام تیرا غفور و رحمان ہو

خانمہ لطیف حکیمہ خانمہ سید ان سراپا عیوب محمد یعقوب

کرون جو محمد کو کیونکر تم	کہ لاسے لفظی ہر زبان قلم	نہان گو کہ ہر وہ موجود ہو	رگ جانے نزدیک معبود ہو
یہ ہر اسکی قدرت کی ادنی سے بات	کہ ایک کین سید امونی کا کیا	کیا خاک سے خلق انسان کو	تو ناری بنایا مین جان کو
جو پیدا کیا پرخ فیروزہ و آ	زمین ہرہ سے کی مرد ننگا	یہ لے او سکو انجمن سے چین	مقابل ہر زبرد کے ناز زمین
نہ مین ان حقیقت مین حکم	میں او خدا اسکے دوستی تمام	محمد اللہ علی کل نعمت خداوند عالم نے جو جو تمہیں جو درود	

بشر کو رحمت کی بہن آوسکے دیکھنے کی آنکھیں ان نریدوں کو نہیں دی ہیں گواہ صنعت نمونہ قدرت یہ دن او
رات ہر گانٹے کا تلا ہوا پورا ہر ایک نکتہ ہوا سی کا نام کلمات ہوا اگر دیدہ بینا اور گوش شنوا ہو تو دیکھ سگے کامن قہر
چن لے لگا لکھوں کے روبرو بلکوں کا یہ جو جھروکا ہو نہ دیکھنے کا بڑا دھوکا ہو نہ سہ برگ درختان سبز در نظر ہو نہ شیار
ہر رقی و فقر لیت معرفت کر دگا رہا اگر یہ پر وہ در میان سے اٹھ جائے تو شاہد طلب کمال بے تکلف نظر
اگر شمع سر محفل اشہدان لا الہ الا اللہ زبان پر نہ لائے تو اس چمک دمک سے مجلس باب کمال میں باز پائے
اور اگر اشہدان محمد رسول اللہ کا زبان حال سے اقرار نہ تو پر وہ نہ جان نثار کرے کو تیار نہ ہو سہ ہوا دل وہی
آخر وہی نہ ایسا ہوا ہونہ ہو گا نبی + کوی او سکی کیا نعمت بید کہے + خدا جس کو ہر دم محمد کہے + آج حاصل
جسکے منہ میں زبان ہوا و رطلقت لسان ہو فقط فیض خالق کون و مکان ہو ذریعہ نعمت حبیب خدا شافع عاصیان
ہو سبب ہو وہی خلق اخلاک کا کہ مضمون شاہد ہو لولاک کا + جس نے مشعل ہدایت روشن کر کے کو باطل کو
تیرگی جہالت سے نکالا جو لڑکھڑا رہے تھے اونکو گرنے نہ دیا سنبھالا اور سلام او سکی آل و اصحاب پر لاکلام بھیجے
جو باعث ترقی دین اسلام ہوئے نازک خیالان جاو و تقریر و نکتہ سبحان عجاز تحریر کو بشارت ہو کہ حسب
جمیعت عاشقان پریشانی دل و باعث شگفتگی غنچہ دہن پر ہی شامل رشک ترانہ بلبل ہزار دستان تعمیر بہار
ریاض رضوان مجموعہ نکات غریب و خیرہ حکایات عجیب غزالیان وادی الفت حیرتوں و آراستہ مزاج جسکے
مجنون موسوم بہ شہستان سرور ترجمہ الفت لیلیہ مشہور تالیف دبیر شہر بن تقریر نازک خیال عالی فکر
بیشال بذلہ نسخ لطیفہ پڑاڑ شگفتگی طراز فصیح اللسان عجاز بیان نیک و دور مشہور جناب میراجب علی گنج
سرور بہ اہتمام تعمیر زسرا با عیوب محمد لعقوب جلیہ طبع سے آراستہ ہوئی ماہ شوال المکرم سن ۱۳۸۷ھ
مطابق ماہ جولائی ۱۸۷۱ء عیسوی میں یورپ ختم نام سے پیراستہ ہوئی اس عجلانہ نافعہ کے صفر کے
سواو میں شام اودہ کا طور ہو ریاض پر صبح بنارس کا نور ہو الفاظ اور نگ نشین ایوان فصاحت بہن
منضامین مہر آسمان بلاغت بہن فقرے شاہدان و لستان معانی جن پر قربان سطر و نکتہ دم و خم کے
سامنے ہر نفسہ زار پر کیفیت خزان وادی امین کی تخیلی بین السطور سے نمایان یہ کتاب اگر اپنی یکتائی پر
مازان ہو تو یہاں کہ مولف اسکا بے ہمتا ہو اس دستار قدیم کو بطرز جدید صیقل بیان سے فیض زبان

چمکایا بہر شاہ مطلب و معافی کا چہرہ کس حسن سے دکھایا بہر جو صاحب فہم ذمی ہوش بین انصاف کی آہ سے
منولف کے حلقہ بگوش بین یقین ہو یہ مرقعہ دلفریب محبوب قلوب باصفا ہو ہر سخنوردل سے خواست گما
اسکا ہو اگر اہل سخن کو مزہ ملے دل شاد ہو تو مولف و اشاعت کنندہ دعائی خیر سے یاد ہو

مطبوعہ تاریخ طبع منظومہ ناظم شیرین تقریر جناب شیخ محمد جانا صاحب پیر ویس

جو اردو الف لیلہ کرد تخریر	سرور کتبہ سبحان دلاورینہ	مقتفا جزو کل جملہ وضع	بصد خوبی خوش عنوان دلاورینہ
طلم تر تازہ عجز بیانی	بشد مطبوع با شان دلاورینہ	سینکشت شاد پیر و مکر	زہی شمع شبستان دلاورینہ

قطعات منظومہ سخنوردل فصیح اللسان جناب ابوب محمد صادق علی خاں صاحب صدق

کیا چھی ہو کتاب لاثانی	آگھین کیجے ہو توئی سخن	پوچھی تاریخ سال لاثانی	ابولا یکبار بیخبران گلشن
ابن کتابت سرورین جان	کشت مطبوع ہمد اہل جان	بانی طبع بلو دیدار صدق	صاحب علم عبید سبحان
اکھ اقبہت محمد یعقوب	دفرنگی محل است مکان	چون ہی سال با حکم نو	کستی بہر بستم بمیان
	تفکر تاریخ چو کرد محل گفت	بیخبران گلشن صاحب طبع جان	

خدا یا تو آباد رکھ کھنو شوگر کو	کہ رہتے ہیں کیا کیا میا پان	ہر ایک علم کہن کی بیان لکھن	ہر تاج انھیں سے طلاقت نہا
از انجلا ایک صاحب خلق بین	فرنگی محل میں ذکی ہاروت	محمد سید یعقوب جب شریک	تو ہر نام نامی ہویدا بوقت
گھا رقعہ صادق کو باشدو	کہہ اسکی تاریخ ختم کتابت	کیا او سکون منظور با جہر کہ	نہ تھی با وجودیکہ محکولیاقت
سرور شبستان جناب لکھ	اگر صدق آساں اضلی کی جا	کہی دل نے تاریخ اکندری	کہا بیغی آفتاب فصاحت

چھپی مطبع کار نامہ میں جھاق	کتاب ایک عجب پیدل کہ سنو	کہی بیغی تاریخ ایک عسوتی	سرور دل داغدار فلاحون
سورہ کردہ ایم چون مایان	بہر طبع کتاب شد شایان	حسن زہر وجود ہا گفت	فحوت افزای چشم بینایان
ابن گوہر و ج صاحب بیان با	ابن آسمان دانا یان باد	ابن نیک مابار آمدہ از سر او	رشتی بخش چشم بینایان

قطعة تاریخ از تہ فکر عالی شرف صاحب اشرف

خدا کے فضل سے کیا خوب یہ کتاب چھی	ریاض طبع میں پھولا پھولا ہر تازہ چمن
خیال تھا مجھے اشرف کھوں کوئی تاریخ	کہا یہ دل نے کلام سرور اہل سخن

تخلوات تالیف مختصر فکر عالی موعزہ و قمر بہیالی جناب منشی حسرت رامی صاحب محقق

الف لیلیہ و لیلۃ یوسف و لکشا و سہو	گشت تاریخین زہرہ مینہ از مہجرات	المبعوثین کمال حسن بی دہ	اور محقق التلیلیہ کی خوش ترنا
گفت دل بہتر شہستان سرور	اور سخن سال طبعش عیوبی	طبع گشت کہنوں چوسن سرور	الف لیلیہ عمدہ تصنیف سرور
یا کارست الف لیلیہ کی خوش ترنا	سبب طبعش سخن زور قلم مہیاست	مثل روحی انہر بیان از رخ اندوہ و	طبعش چہن الف لیلیہ کی خوش ترنا

نقل سہبہ نامہ حق تصنیف شہستان سرور

عاجز محمدان مدرسہ جبل و ناوانی کا بچہ جوان بلکہ پڑھانہ لکھا نام محمد افضل شہور کفش بردار اہل فضل و کمال میرزا حبیب علی
 معروف سرور نے مجموعہ اجواب و فقر عالمین انتخاب سی الف لیلیہ کی تالیف کا زبان عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور
 اور لفظ بالیش پاس ظہر انضیلت انتساب محبوب قلوب جناب مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری لکھنؤی عبارت مستحسب و متفقا
 لکھا ہے ہر موقع و محل پر نور سے طلوع ہر انور کا جلوہ دکھایا ہے شام کی تیرگی کو ضیاء ماہ و انجم سے چمکایا ہے مطلب ہلکتا کا باز
 گریہ فقرہ مثل سلاک گہر شہی آب و تاب کا ہر کہین بزم کا رنگ ہے کسبیا زرم کا ڈھنگ ہے سنسلسلہ مضمون پر نظر رکھی ہو تکرار
 نامناسب دور کر کے ناظرین کی اور بچہ نثادی ہے شہستان سرور تاریخ نام ہر الفاظ سلیس سر لہجہ فہم لکھے گا
 اہتمام حق تصنیف و تالیف اس مجموعہ و تفریب کا جناب مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری کو عوض نقد محبت و امداد
 و اعانت سہبہ و محل کیا ہے اور چھاپنے و اشاعت کرنے کا کا مل اختیار دیا ہے اگر اچھا نا کوئی غافل لا یعقل و ہوشیار و ناوانی
 اجازت مولوی صاحب مدد و اس دستاورد بیان کو ہو ہو یا عبارت میں تصرف کر کے ترتیب بدل کے یا شخص کے
 چھاپنے یا چھپوانے تو مولوی صاحب موصوف نجس ازہین کہ مثل میری ذات کے حسب مشار قانون انگریزی
 دعوی حق تصنیف و تالیف عدالتین دائرہ کریں اور ڈگری حاصل کریں لہذا چند کلمے بطریق سہبہ نامہ حق تصنیف
 لکھدیے کہ سبند رہیں اور وقت ضرورت کام آئیں المرقوم بسبت و یکم ماہ رجب المرجب ۱۲۰۵ھ سے

گواہ شد
 حاتم علی مر
 احقر حبیب علی بیگ سرور
 گواہ شد
 مرزا محمد علی

سید محمد ۶۵
 میرزا حاتم علی

سید محمد ۶۲
 میرزا حبیب علی

سید محمد ۶۰
 میرزا فدا علی

فہرست کتب موجودہ مطبع کارنامہ لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن مجید ترجمہ عربیہ لغت	۱۵	تفسیر القرآن	۱۵	انشار فائق	۱۵	قصص الانبیاء	۱۲	گر شمشاد عشق	۱
معارف و تفسیر	۱۲	انشار الکمال	۱۲	انشار امین	۱۲	گلستان ولایت	۱۲	جلوہ نخستہ	۱۰
دلائل اخیرات	۸	شرح تہذیب	۲۲	انشار حبیب	۲۲	باغ و بہار	۲۵	خوان نعمت	۲۰
پہلے محشی	۵	مجموعہ عباداد	۲۲	انشار خرد و خرد	۲۲	گلشن فردوس	۲۳	قصہ شاد روی	۱
سیرت زہد لاجلہ	۵	ناصر اکسٹات	۲۵	مادہ نورم	۲۵	گلشن سیلاب	۲۲	بھمان الالعبہ	۲۲
حصہ حسین محشی	۵	اوراد و فتوحہ	۱	انشار خلیفہ	۱	ناصر العاشقین	۱۰	فسانہ عبرت	۲۲
تتاریخ و مختار	۱	قواعد بغدادی	۱	ہفت ضابطہ	۱	انوار غیبیہ	۲۲	لسان البرق	۲۲
سنن ابو داؤد	۱۵	سنہ شظوری	۲	مفید نامہ	۲	انوار ناصری	۲۲	نجات الصالحین	۲۲
فرائض شریعی محشی	۵	شرح محمدی	۲	انشار احامی	۲	لغات ناصری	۲۲	اسرار الغیب	۲۵
شافیہ محشی	۵	مولد شریف	۲	رتعات عالمگیری	۲	مفردات ناصری	۲۲	گلزار سرور	۱۰
جواہر القرآن	۲	شرح کمالیہ	۲	نخبہ رقمہ	۲	قصہ بکاؤلی	۲۳	گلزار انجمن	۲
تفسیر قرآن و سنن	۲	جمع کاستارہ	۲	کوکب الہدایت	۲	قصہ محبوبا و شاہ	۲۳	آئینہ طبابت	۱
نور الایمان زیارت	۱۰	مفتاح کبیتہ	۲	رتعات مہاراج پرتیو	۲	گلزار نسیم	۲	طب نبوی	۲
انوار جیب الکریم	۲	مشیرہ نمیں	۲	مخزن فصاحت	۲	سفر آشوب	۱	کاشف اسرار خدایہ	۲
نجمیہ و ترجمہ	۲	جواہر الکربیب	۲	میں بازار	۲	آریش محفل	۲	راما این اردو	۲
تحفۃ المؤمنین	۲	جواہر اعجاز	۲	انشار فخرسان	۲	قصہ اگر گل	۲	ششوی حسین	۲
مخزن الادویہ	۲	گلستان کلاں	۲	انشار بہار جسم	۲	ہدایت اللمدین	۲	ششوی نامن اردو	۲
صراح لغت فارسی	۲	گلستان خود	۲	دستور لکھنویات	۲	کلام اشرف	۲	ماہ نجات	۲
میزان مشعب	۲	یوسفستان کلاں	۲	رتعات نظامیہ	۲	ہنگامہ مدنی اشوب	۲	علاج الغریبا	۲
مصباح لغت	۲	یوسفستان خود	۲	رتعات در قلیل	۲	گلزار اعجاز	۲	شاہنامہ اردو	۲
ہدایت الصبیان شرح	۲	بہار دانش	۲	قواعد فارسی	۲	شمہ نعتیہ	۲	مفید نامہ	۲
میزان الصرف	۲	سکندر نامہ	۲	مصدر نسیب و ض	۲	اسرار النجوم	۲	اشرف خدائی	۲
صرف سیر	۲	منتخب الفرائض	۲	مشنوی بحر حلال	۲	مجموعہ بلہ و ہام	۲	دیوان لطیف	۲
صلوۃ محمدی	۲	دیوان ہلالی	۲	الف کثرت	۲	بیان آخرت	۲	شمسہ تہذیب	۲
صلوۃ ناصری	۲	گریبا	۲	تشریح الحروف	۲	سارخ جیب اللہ	۲	ریاضی محسن	۲
سلم الافلاک	۲	رامقیمان	۲	تمثیل الکلام	۲	ششوی تضاد و تضاد	۲	سراٹ خیال	۲
جواہر المعنی بیان	۲	خالق باری	۲	پہار گلزار	۲	کتب نامہ	۲	دیوان عرش	۲
فرائض ایان الالعبہ	۲	محمود نامہ	۲	فرستادہ نظم و نثر	۲	صراط الاسلام	۲	سخن بے مثل	۲
حدیث قدسی	۲	دستور الصبیان	۲	تربیت المتعلمین	۲	ضیاء الاسلام	۲	کلیات جرات	۲
مشنوی الکلام	۲	محفوۃ المصاویر	۲	فسانہ عجائب	۲	گلزار جنت	۲	بغیہ نور	۲

سوا الکریمت کتابین ہر ظم و فن کی عربی و فارسی اردو مطبع میں موجود ہیں جو طلب کو جو طلب ہوں طلب کرین قیمت و جی لیا سکیں

التاس

بخدمت شایقان مضامین رنگین ہم پیشگان انجام میں۔
کہ کتاب لاجواب دفتر عالم میں انتخاب مجموعہ تصنیف عجیب ذخیرہ حکایات
غریب و رسوم بہ شہستان سرور ترجمہ الت لیلہ مشہور تالیف ناظم شیرین وقت میر
ناشر عظیم النظیر نذر لہ ریخ لطیفہ پرواز شنگو معانی طراز عجاز بیان طوطی شکرستان ہندوستان
نصاحت محمود میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور منظور جسکے ہر فقرہ مسلسل
سنبلستان کی بہار ہر سواد گھٹتہ ریہ و سفیدی کاغذ سے لیل و نهار کا جلوہ آشکارا
صنف بے ہمتا نے اس پرانی دولتستان کو بطرز جدید مسجح و مقفلا لکھا ہر مرقع مانی سے
زیادہ و تقریب بنا دیا ہر مطبع مجسم العلوم کا نامہ لکھنؤ میں بہ تمام محمد یعقوب علیہ طبع سے
آراستہ ہوئی ہے جو کہ صنف منظور نے حق تصنیف حق کو سپرد کیا ہے اور انگریزوں نے تصنیف
کتاب نے احسب انشا قانون تہتم لہ و دخل ہی حشری کی گئی ہے پس ایقون تاجر و لکھنؤ ہندوستان
مطلوب ہوں مطبع کا نامہ واقع در العلم فرنگی محل لکھنؤ سے طلب فرمائیں چھاپنے
و چھپوانے کا خیال نمائیں کہ مطبع منفعہ نقصان و ٹھانڈیوں کا لکھنؤ کے پچھتائیں

المشہور

محمد یعقوب علیہ